بیلا

آن فاطمہ

"تمہارا باپ تمہیں یہاں بیچ گیا ہے۔" تیرہ سال کے بچے کی سماعتوں میں جیسے کسی نے صور پھونکا تھا۔اس کی آنکھیں یکلخت سرخ ہو گئیں۔

"جھوٹ بولتے ہو تم ایسا ممکن نہیں ہے۔میرا باپ میرے ساتھ کبھی ایسا نہیں کر سکتا۔" وہ ان سب کی گرفت میں پھڑ پھڑایا لیکن اتنے اونچے ڈیل ڈول کے آدمیوں کے سامنے وہ بلکل بے بس تھا۔اب وہ کسی مختلف زبان میں ایک دوسرے سے مخاطب تھے جسے وہ سرے سے سمجھنے سے قاصر تھا۔

"اس کی اس کے باپ سے بات کرواؤ ذرا تاکہ اسے بھی اندازہ ہو کہ ہم جو بھی کرتے ہیں کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں اور اس کے باپ کی ساری محبتیں سب فریب ہے۔" اس میں سے ایک غلیظ نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے دھاڑا۔وہ ایک لمحے کیلیے گھبرا گیا۔اگلے لمحے اس کے اثبات میں سر ہلانے پر ان میں سے ایک نے فون ملاتے فون سپیکر پہ ڈالا تھا۔اس تیرہ سالہ بچے کا رواں رواں جیسے مقابل کے بولنے کا منتظر تھا۔

اب تو تم سب کا کام ہو گیا نا تو پیچھا چھوڑ دو میرا۔" یہ اس کے باپ کی ہی آواز تھی۔اس کی پیشانی پہ خوف سے تر ہوئی۔

"ابھی بھی بہت کچھ باقی ہے۔اتنی آسانی سے تو تمہیں بخشنے والے نہیں ہم۔" فون کان سے لگائے وہ ہنسا۔اس تیرہ سالہ بچے نے سپید پڑتے چہرے سے اسے ہنستے ہوئے دیکھا۔گمان تھا وہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔

"سب کچھ تو تم پہ لٹا چکا ہوں اب کیا چاہیے۔" مقابل کی غصیلی آواز سپیکر سے ابھری۔وہ بچہ چونکا۔"دیا ہی کیا ہے تم نے ہمیں۔" وہ شاید کچھ اگلوانا چاہتا تھا۔"

"یہ پوچھو کیا نہیں دیا میں نے تمہیں۔اپنا بیٹا میں نے ان قرضوں کے پیچھے تم پہ لٹا دیا ہے۔اب جو جی میں آئے اس کے ساتھ کرو لیکن میری جان بخشو۔" ان کے نفرت میں ڈوبے لہجے پہ اس بچے کا پور پور تڑپ اٹھا۔اس آدمی نے فون بند کرتے خشونت بھری نگاہوں سے اس بچے کو دیکھا جو بے یقینی کے عالم میں کھڑا تھا۔وہ قدم بقدم چلتے اس کے نزدیک آیا اور اس کا گال تھپتھپایا۔

"سن لیا نا شہزادے۔" وہ ہنستے ہوئے خباثت سے بولا۔وہ ابھی تک ساکت تھا۔"

مجھے واپس اپنے گھر جانا ہے۔ وہ ایسا نہیں کر سکتے میں انہیں جانتا ہوں۔ تم سب جھوٹ بول رہے ہو" بہروپیا ہو تم سب وہ بھی تو میرے باپ کا بہروپیا ہو سکتا ہے۔ دیکھنا وہ مجھے لینے واپس ضرور آئیں گے۔" وہ ان کی گرفت میں پھڑپھڑاتے پریقین لہجے میں مسلسل چیخ چلا رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ سے اس کا گال سنسنا اٹھا۔

لے کر جاؤ اسے اور آج اور ابھی اسی وقت سے کام پہ لگاؤ اور اگر زیادہ تنگ کرے تو ہاتھ پیر کاٹ" دینا۔ ہمیں زیادہ ہی فائدہ ہو گا اس سب سے بھی۔" اس بچے نے اپنا بازو سختی سے جکڑے آدمی کے بازو پہ کاٹ ڈالا۔ اپنی اس حرکت پہ کمر پہ پڑنے والی راڈ کی بدولت اس کی دلخراش چیخ اطراف میں گونجتے کہی گم ہو گئی۔

****

بس کر جا اس ٹی وی کی جان چھوڑ دے۔ جب سے یونی جانے کیلیے اٹھی ہے اس کے آگے ہی جم کر" بیٹھی ہے۔" طیبہ نے غصے سے چاولوں سے بھری پلیٹ اس کے آگے پٹخی تھی۔ نومیہ نے ان کے معمول کی طرح بولنے پہ ناک منہ چڑھایا۔

اماں آپ کو کیا معلوم صبح صبح یہ ٹی وی دیکھ کر ہی موڈ فریش ہو جاتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہوتے ہیں" ناوہ لوگ ٹی وی پہ آتے ہیں اور پر سکون زندگی گزار رہے ہیں۔" اس کے لہجے میں حسرت تھی۔ اپنی پشت پہ پڑنے والی جوتی سے وہ ہڑبڑا اٹھی۔ عقب میں کھڑی اماں اشتعال آمیز نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"یہ دور کے ڈھول ہی سہانے ہوتے ہیں۔ اصل میں یہ سب ویسے ہی ہونے لگ جائے جیسا ہم دیکھتے ہیں تو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ جائے۔" وہ ابا کیلیے پراٹھا بناتے مسلسل اسے کوسنے دینے میں محو تھی۔

"آپ کے پاس تو اس سب چیزوں کے علاوہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔ اچھا بھلا اگلے انسان کا موڈ خراب کر دیتی ہیں آپ تو۔" وہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔

"تو تم باتیں بھی ڈھنگ کی کیا کرو۔" اب کی بار باہر سے گونجنے والی آواز عشاء کی تھی جو بیگ میں کتابیں ڈالتے ہوئے اسے لتاڑ رہی تھی۔

"چھوٹی ہو چھوٹی ہی رہو بکواس نہ کیا کرو۔" وہ اس پہ برس پڑی۔ آخری نوالہ لیتے ہی اس نے پلیٹ سینک میں پٹخی اور ہاتھ دھونے لگی۔

زبان تو تیری گز بھر کی ہے بڑی آئی ٹی وی میں آنے والی۔ ایسی بد تہذیب عورتوں کو یہ سب بھی" قبول نہیں کرتے۔ اب چل نیند سے جاگ اور یونی جانے کی تیاری کر اس سے پہلے تیرے ابا جاگ جائیں۔" اماں ایک بار پھر اسے جلانے سے باز نہ آئی۔ وہ کمرے میں بیگ لینے جاتے جاتے ہی جھنجھلانے سے باز نہ آئی۔ عشاء نے مسکراہٹ دبائی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ باہر آئی تو اماں نے اس کے گلے میں پھندے کی صورت میں لپٹا ڈوپٹہ دیکھ اپنا سر پیٹ ڈالا۔

زیادہ ہیروئن بننے کی ضرورت نہیں ہے تجھے۔ چل ڈوپٹہ سر پہ لے۔ یوں بازار سے گزرے گی تو ہزار" لوگ مُڑ مُڑ کر دیکھیں گے۔ بڑی آئی ہیروئن۔" اماں کی چپل ایک بار پھر اس کی کمر پہ سلامتی پیش کر گئی۔

اتنی حسین بیٹی پہ یوں تشدد کرتے ہوئے آپ کو شرم نہ آئی اماں۔ ویسے بھی اگر میں یہی چاہتی ہوں" "کہ لوگ مجھے دیکھے۔ دیکھنا جب میں ہیروئن بن جاؤں گی تو۔

شکل تو تیری کسی کام والی کے جیسی ہے۔" اماں کے برجستہ جواب پہ اب کی بار بالوں کو اونچی پونی میں" مقید کرتی عشاء کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ نومیہ نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا تھا۔ اس کی ہنسی کو بروقت بریک لگی تھی۔

دیکھنا ایک دن تو تجھے میں ہیروئن بن کر دکھاؤں گی۔ اس دن سب کی نظر بس میرے پہ ہو گی اور" میں اتراتی نہ پھروں گی۔ اس ٹی وی میں کام کرنا میرا جنون ہے اور انسان اپنے جنون کو حاصل کرنے کسی بھی حد تک جاتا ہے۔" وہ دل جلانے والی مسکراہٹ ان کی جانب اچھالتے دل جلانے والے انداز میں بولی۔

"چپ کر جا تیرے ابا نے سن لیا تو یہاں ہنگامہ برپا کر دیں گے"

اماں اپنا سینہ پیٹتے ہوئے بولی۔ عشاء کی وین آتے ہی وہ باہر بھاگ گئی البتہ نومیہ نے سر جھٹکا۔ اگلے ہی لمحے وہ بھی چمکتی نگاہوں سمیت بیگ شانے پہ لٹکاتے گھر کی دہلیز پار کر گئی۔ اماں نے آیت الکرسی پڑھ کر دونوں پہ پھونکی تھی۔ اس چھوٹے سے گھرانے میں راحت اپنی بیوی طیبہ اور دو بیٹیوں نومیہ اور عشاء کے ساتھ رہتے تھے۔ گھر کے حالات بہت زیادہ اچھے نہیں تو بہت زیادہ برے بھی نہیں تھے۔ انکی گزر بسر خوب اچھے سے ہو رہی تھی۔ راحت کو اس ٹی وی ڈراموں سے جس قدر چڑ تھی نومیہ کو اتنا ہی ہیروئنوں والی زندگی جینے کا شوق تھا اور اس کا یہی شوق کبھی کبھار طیبہ کو بے حد تشویش میں مبتلا کر دیتا تھا۔

****

کسی نے گلاس ڈور کے پردے ہٹائے تھے جس کی بدولت اس کی نیند میں بری طرح خلل پڑا تھا۔ چہرے پہ کھردرہ پن لہرایا۔ دو منٹ سفید مخملی بستر پہ کروٹیں بدلنے کے بعد اس نے ایک غصیلی نگاہیں چاروں اطراف میں گھمائی تھی جہاں دو ملازمائیں گلاس ڈور کے اطراف میں سر جھکائے کھڑی تھی۔ وہ رعونت سے آنکھیں گھما کر رہ گئی۔ ایک جھٹکے سے کمفرٹر اپنے وجود سے دور پھینکتے وہ اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی جس کی بدولت اس کے سنہری بال اس کے شانوں پہ پھیلتے اس کے چہرے کو ڈھانپ گئے۔ اس نے کوفت سے بالوں کو جکڑتے جوڑے میں مقید کیا اور اپنے سرخ و سفید پاؤں بیڈ سے لٹکائے تھے۔ گلابی لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔ اگلے ہی لمحے نرم و ملائم قالین پہ پیر رکھتے ہی اس کے وجود میں ایک خوبصورت سا احساس سرائیت کرتا چلا گیا۔ ملازمہ نے اس کے پیروں کے نزدیک سلیپر زرکھے لیکن اس کی ایک آنکھ کے اشارے سے ہی وہ سرعت سے پیچھے کر گئی۔ اس نے اپنے گرے رنگ کے نائٹ ڈریس کی ڈوری کستے گلاس ڈور کھولا اور قدم باہر نکالا تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے چہرے سے ٹکرایا۔ نائٹ گاؤں اس کے ٹخنوں سے اونچا اونچا سا تھا۔

بی باہر ٹھنڈی ہوا۔" اس میں سے ایک نے آگے بڑھتے اس کے وجود کو ڈھانپنا چاہا لیکن وہ اشارے" سے ہی اسے روک گئی۔

آؤٹ۔" اس کے چہرے پہ کرختگی بھانپتے وہ سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی۔ دھوپ کی کرنیں اس کے چہرے پہ پڑی تو چہرے کا سنہری پن مزید نکھر گیا۔ اس نے اپنی ہیزل آنکھوں سے چاروں اطراف میں جائزہ لیا۔ جزیرے کے پانی کا اٹھتا شور اسے طمانیت بخش رہا تھا۔ ہوا کی بدولت اطراف میں موجود درخت بھی سرسرا رہے تھے۔ یہ میسینا اٹلی میں مقید ایک نہایت ہی خوبصورت جزیرہ تھا جس میں موجود قیس ولا اپنی پوری آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔ بھورے اور کریم کلر کا حامل یہ ولا اسے عجب ہی کیفیات سے روشناس کرواتا تھا۔ اس کی ہیزل آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھ گئی۔ اپنے ہاتھوں کی مخروطی انگلیوں سے وہ چہرے پہ اٹھکیلیاں کرتی لٹوں کو مسلسل کان کے پیچھے اڑس رہی تھی۔

بی آپ کے نہانے کا سارا انتظام میں نے کر دیا ہے۔ اب آپ فریش ہو سکتی ہیں۔" وہ چہرہ جھکائے دھیمے سے بولی۔ اس نے اپنی شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ اس کے حکم کی تکمیل ہوئی تھی۔ وہ وہیں ایک جانب پانی میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔ تروتازہ ہوا اسکے اعصابوں پہ اچھا اثر ڈال رہی تھی۔ پندرہ منٹ وہاں گزارنے کے بعد ملازمہ نے اس کے پیروں کو اچھے سے صاف کیا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اندر چلی آئی۔ ارادہ نہانے کا تھا۔

بی لسن لسن۔ "اپنے عقب سے آتی آواز پہ اس کے چہرے پہ ناگواری پھیلی۔ وہ جھٹکے سے مڑی جس کی بدولت اس کے بال لہرائے۔

"مجھے پیچھے سے آواز دینے والے لوگ بلکل نہیں پسند یو بیٹر نو۔ "وہ درشتگی سے اس کی بات کاٹ کر بولی۔ اس کے تنے تنے نقوش دیکھ اس کے قدموں کو بروقت بریک لگی۔

"ایم سوری بی لیکن یہ بہت ضروری تھا۔ ڈیڈی موجود نہیں ہیں ورنہ ان کے سائن لے لیتی اب آپ ہیں تو پلیز جلدی سے کر دیں مجھے یونی کیلیے دیر ہو رہی ہے۔ "وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔ اس نے سرد نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"یہ وقت میرے شاور لینے کا ہے اور مجھے وقت کی پابندی نہ کرنے والے نہایت زہر لگتے ہیں۔ "وہ اس کی بات کو سرے سے ہی ہوا میں اڑاتے شاور لینے کیلیے آگے کی جانب بڑھی۔

"بیلا۔ "اب کی بار اس کی آواز میں از حد معصومیت تھی۔ بیلا اس کے طرزِ مخاطب پہ طنزیہ مسکراتے مڑی اور اس کے دائیں ہاتھ کی انگلی پکڑ کر اس پہ دباؤ بڑھایا۔ وہ ناراضگی سے سی کر کے رہ گئی۔

"نو بٹر نگ فانی بے بی۔ ویٹ فار ٹو نٹی منٹس۔ آئی ول بی بیک۔ "وہ اس کا گال دو انگلیوں سے چھوتے اپنی مخصوص شاہانہ چال چلتے وہاں سے چلی گئی۔ فانیہ نے ناک سکوڑا اور ہاتھ میں موجود پیپر کو سختی سے

جکڑا۔اس نے تو سوچا تھا کہ جلد بازی میں ان پیپرز پہ اس کے سائن لے کر سبمٹ کروا دے گی لیکن اگر ناشتے کی میز پہ اس نے ان کاغذات کو تفصیلاً پڑھا تو اپنی آنے والی شامت کا وہ بخوبی اندازہ لگا سکتی تھی۔وہ ڈھے جانے والے انداز میں اس کے بستر پہ بیٹھی۔

"فانی بے بی۔بی کے آنے سے پہلے یہ سب صاف کرنا ہے ہمیں۔"ملازمہ کے لہجے میں فانیہ کو صاف خوف محسوس ہوا۔وہ اس کے پھیکے چہرے کو دیکھ تیزی سے اٹھی۔تمام ملازمائیں اس کا کمرہ سنوارنے میں مصروف ہوگئی۔کمرہ نہیں اس کے کمرے میں ہی محل تعمیر تھا۔فانیہ نے آنکھیں گھماتے ہوئے سوچا۔قیس ولا کا ذرہ ذرہ بیلا قیس کے نام سے گھبراتا تھا اس بات کو ماننے میں کسی کو بھی کوئی عار نہیں تھی۔

"اگر بی کے واپس آنے تک میں یہی رہی تو ضرور سزا کی مستحق ٹھہروں گی۔"وہ اپنے سر پہ ہاتھ مارتے بڑبڑائی اور تیزی سے باہر کی جانب بھاگی۔بیلا قیس سے ڈرنے میں سر فہرست فانیہ ہی تھی۔

****

یونی پہنچتے ہی وہ سیدھا ماس کوم ڈیپارٹمنٹ کی جانب بڑھی تھی جہاں اس کا سامنا سیدھا ہانیہ سے ہوا تھا۔ہانیہ نے اسے دیکھ تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

کہاں رہ گئی تھی سر حمدانی کا لیکچر شروع ہونے والا ہے۔ تم جانتی ہو کلاس میں نہیں گھسنے دیں گے وہ" ہمیں۔"وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے تیزی سے بول رہی تھی۔نومیہ نے اسکی بات کو ہوا میں اڑایا۔کلاس میں پہنچتے ہی انہوں نے شکر ادا کیا کہ سر اب تک کلاس میں نہیں پہنچے تھے۔وہ دونوں ایک ساتھ کرسیوں پہ جا کر بیٹھ گئیں۔تقریباً دس منٹ بعد وہ کلاس میں داخل ہوئے تھے۔تمام کلاس سیدھی ہو کر بیٹھی کیونکہ ایک انہی کا لیکچر تھا جب وہ سب زیادہ ہی ہوش و حواس میں رہتے تھے۔

اوکے کلاس آج زیادہ کچھ نہیں بس آپ کی اسائمنٹ کی متعلق کچھ ڈسکس کرنا تھا۔اس اسائمنٹ" میں آپ کو کسی مشہور ہستی کے بارے میں کوئی بلاگ وغیرہ لکھ کر جلد از جلد مجھے سبمٹ کروانا ہے۔ان شخصیات کے نام میں نے ایک فائل میں مینشن کر دیے ہیں۔ثمر آپ کلاس میں سب کو مینشن کر دیجیے گا۔مجھے ایک ارجنٹ میٹنگ میں جانا ہے۔میں چلتا ہوں۔"وہ بس دس منٹ ہی کلاس میں ٹھہرے تھے اور وہاں سے نکل گئے۔نومیہ خود پہ کب سے کسی کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کر رہی تھی لیکن اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئی۔

ایسا لگتا ہے کہ کلاس میں مسلسل کوئی مجھے گھورتا رہتا ہے۔"وہ اپنے خیالات کا اظہار ساتھ چلتی ہانیہ" سے کر رہی تھی۔لہجے میں پریشانی کے ساتھ ساتھ تجسس تھا۔

تمہیں سو فیصد درست لگتا ہے کیونکہ مجھے بھی یہی لگتا ہے۔ وہ ثمر تمہیں گھورتا رہتا ہے۔ میں یہ بات تمہیں اس دن سے بول رہی ہوں جب سے وہ آیا ہے۔" اس نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"ویسے اچھا خاصا ہینڈسم ہے وہ۔" ہانیہ شرارتی مسکراہٹ لبوں میں دبائے اسے ٹھوکا مارتے ہوئے بولی۔ نومیہ کے چہرے کا رنگ اڑا۔

"بکواس نہ کرو وہ سرحمدانی کا چمچہ ہے۔ ایسے ویسے کردار کا لڑکا نہیں ہے۔" نومیہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں سخت لہجے میں بولی۔

"سرحمدانی کا چمچہ وہ اسی لیے ہے کیونکہ وہ ان کے ذریعے ہی آیا ہے اس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔ ویسے بھی وہ تمہیں گھورتا ہے تم نہیں۔" ہانیہ نے اس کی عقل پہ ماتم کیا تھا۔ نومیہ نے پرسوچ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا اور کیفے میں آتے کرسی گھسیٹتے بیٹھ گئی۔

"یہ سب باتیں چھوڑو مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اپنے کزن سے اس متعلق بات کی۔ مجھے کسی بھی طرح شوبز میں جانا ہے ہانیہ۔" نومیہ اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔

بات تو کی تھی لیکن ان کا رسپانس بے حد ٹھنڈا تھا۔ ویسے تم نے ایک بار سنا تھا نا سر حمدانی سے کہ ثمر" کے فیملی ٹرمز بھی ایسے ہی ہیں۔" ہانیہ کی بات پہ اس کی نگاہیں بے ساختہ ثمر کی جانب اٹھی جو کسی لڑکی سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔

مطلب کچھ کرنا پڑے گا۔ اب خواب کی تعبیر کسی صورت میں تو پوری کرنی ہے نا۔" وہ ٹانگ پہ ٹانگ" چڑھاتے ایک ادا سے بولتے ہانیہ کو کھل کر ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔ نومیہ کی ذہانت سے بھرپور آنکھیں مسلسل ثمر پہ ٹکے مسکرا رہی تھی۔ ثمر نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں بیٹھی نومیہ مسلسل اسے دیکھ کر ہی مسکرا رہی تھی۔ وہ گڑبڑا کر نظریں پھیر گیا۔

* *

وہ ناشتے کی میز پہ بیٹھی مسلسل پچھلے بیس منٹ سے اس کی منتظر تھی۔ بال پوائنٹ کو بار بار میز پہ مارتے وہ اپنا اضطراب ظاہر کر رہی تھی معاً اپنے ماتھے پہ لگنے والی چھوٹی سی مگر بھاری بال کی بدولت اس کا دماغ چکرا کر رہ گیا۔ اس نے چونک کر اپنا سر سہلاتے زینوں کی جانب نگاہ اٹھائی جہاں سب سے اوپر والی سیڑھی میں کھڑی خشمگیں نگاہوں سے اسے ہی گھورنے کا فریضہ سر انجام دے رہی تھی۔ کریم

کلر کے پینٹ کوٹ کے نیچے سفید رنگ کی سویٹ شرٹ پہنے بالوں کو سٹریٹ کیے وہ ایک شان سے زینے اتر رہی تھی۔

ڈونٹ ڈو دس۔" بیلا کا اشارہ جس جانب تھا وہ بخوبی سمجھ گئی تبھی بال پوائنٹ مٹھی میں دبالیا۔"

اس کے اطراف میں اب دو گارڈز موجود تھے۔فانیہ نے ناک منہ چڑھایا۔اگلے ہی لمحے کریم کلر کی ہیلز میں مقید اس کے سرخ و سفید پاؤں دیکھ فانیہ کی آنکھیں چمک اٹھی۔اسے اس کے پاؤں بے حد پسند تھے۔وہ کرسی کھینچ کر بیٹھی اور ان سب کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا تھا۔اسے فیملی ٹائم میں یہ سب ملازمائیں اور گارڈز وہاں پسند نہ تھے۔

واٹ ہیپنڈ۔"اس نے فارک اور نائف کی مدد سے آملیٹ کھانا شروع کیا ساتھ ہی سوالیہ انداز میں" بھنویں اچکائی۔

بی وہ۔"اس نے خود میں کچھ کہنے کی ہمت مجتمع کی۔"

فرسٹ کنسنٹریٹ آن یور بریک فاسٹ فانی بے بی۔"اس نے سرد مہری سے جتایا۔اس دوران اس" نے فانیہ کی جانب دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔فانیہ نے اس کے کہنے پہ بمشکل دو تین نوالے زہر مار کیے اور اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگی۔اگلے پندرہ منٹ میں وہ وہاں سے اٹھی تھی۔

لاؤنج میں آجاؤ۔" وہ اسے اشارہ کرتے لاؤنج کی جانب بڑھ گئی۔ فانیہ دانت پیس کر رہ گئی۔"

دونوں ہاتھ صوفے کی پشت پہ پھیلائے وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے اپنے سامنے کھڑی فانیہ کے بولنے کی منتظر تھی۔ فانیہ مسلسل اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیر رہی تھی۔

تم میرے پانچ منٹ ضائع کر چکی ہوں فانی بے بی۔" اس نے فائل پہ نگاہیں دوڑاتے کھردرے لہجے میں اسے جتایا۔ وہ ہڑبڑا گئی۔

بی وہ آپ جانتی ہیں نا میں جس فیلڈ سے تعلق رکھتی ہوں وہاں یہ سب کچھ عام ہے۔" اس نے بات کا آغاز کیا۔

اب تین منٹ مزید برباد ہو چکے ہیں۔" بیلا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے واضح کیا۔"

ہمیں سر مورینو نے ایک اسائمنٹ دی ہے اور اس کیلیے ہمیں مختلف جگہوں پہ انٹرویو کیلیے جانا" ہو گا۔" اس نے بالآخر آنکھیں میچتے بات اس کی سماعتوں میں انڈیلی۔ بیلا نے فائل زور سے بند کرتے میز پہ پھینکی اور اب کی بار پوری توجہ اس کی جانب مبذول کی۔

انٹرویو۔ انٹرسٹنگ۔" وہ زیرلب دہراتے مزے سے ہنسی۔"

ہمیں کسی مخصوص شخصیات کا انٹرویو لینا ہو گا جیسے مافیا سے متعلق یا پھر سیریل کلر وغیرہ۔ آپ سمجھ رہی ہیں نا میں جو بول رہی ہوں۔" اس کی بات پہ لاؤنج میں ایک جامد سی خاموشی تھی۔ بیلا ایک جھٹکے سے اٹھی اور اس کے مقابل آتے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

"تم میرا انٹرویو بھی لے سکتی ہوں فانی بے بی۔" اس نے فانیہ کے شانے سے نادیدہ گرد کو جھاڑا۔ اس کی رنگت سپید پڑ گئی۔

"آخر کو ہم بھی مافیہ کی دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔" اس کے لبوں پہ کاٹ دار مسکراہٹ فانیہ کو ٹھٹکا گئی۔ اس نے حلق تر کیا۔

"آپ۔ آپ ایسا کیسے بول سکتی ہیں بی۔ مم۔ میری یونی میں کسی کو بھی ڈیڈی اور آپ کے متعلق نہیں معلوم۔" اس کی آنکھوں میں بے یقینی پھیل گئی۔ بیلا تمسخرانہ مسکرائی۔

"سو یو تھنک کہ میں تمہیں اس چیز کیلیے کہی بھی جانے دوں گی۔" وہ اس کے گال کو سہلاتے ہوئے بولی۔ فانیہ کا سانس سوکھ گیا۔

"پلیز بی۔ میں یہ چیلنج ایکسیپٹ کر چکی ہوں۔ میں چاہ کر بھی اب اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتی۔" وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ بیلا کا سر نفی میں ہلا۔

"کوئی نہیں جانتا بی کہ میری پہچان کیا ہے۔ مجھے کوئی خطرہ۔"

ایسے لوگوں کے پاس ایک عام انسان خطرہ ہی ہوتا ہے۔ کیا بھول چکی ہوں یہاں کتنے معمولی انسان" آتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ معمولی انسانوں کو لقمہ سمجھ کر نگل جاتے ہیں "فانی بے بی۔ اس لیے اس بار کیلیے تم ہار جاؤ۔

مجھے ہارنا نہیں پسند بی۔ میں ہاں کر چکی ہوں۔" وہ روہانسے لہجے میں بولی۔"

مگر مجھے ہرانا بہت پسند ہے اس لیے مجھے کوئی انتہائی قدم اٹھانے پہ مجبور مت کرو ورنہ بہت غلط ہو گا" یہاں۔ ناؤ آؤٹ۔" وہ سفاکی سے بولتے دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو چکی تھی۔ فانیہ نے ایک دو پل غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پیر پٹختے وہاں سے نکل گئی۔ اس کی پشت کو دیکھتے اس کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم ہوئے تھے۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پہ لگی بیل کو دبایا اگلے ہی لمحے سامنے سے آتی شخصیت کو دیکھ وہ دل و جان سے مسکرائی تھی۔ سیاہ جینز پہ بھورے رنگ کی شرٹ اور سیاہ جیکٹ پہنے وہ مضبوط چال چلتے اسی کی جانب آ رہا تھا۔

"واٹس اپ بی۔"

اس نے نزدیک آتے ہی سر کو خم کیا تو بیلا اٹھ کر اس کے گلے سے لگی تھی۔

"آئی مسڈ یو سو مچ سیم۔"

مسڈ یو ٹو بیلا۔" وہ مسکراتے ہوئے اس سے علیحدہ ہوا تھا۔"

کوئی کام تھا آپ کو بی۔" وہ چہرہ جھکائے اب مہذب اور سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوا۔ جب بھی وہ" سامنے ہوتی تو وہ نظریں اٹھا کر اسے دیکھتا تک نہ تھا ابھی بھی یہی حال تھا۔

فانی کے کسی ٹیچر نے اسے ایک اسائمنٹ دی ہے۔ تمہیں معلوم کرنا ہے کہ وہ کون ہے اور جتنی" جلدی ہوسکے اسے مجھ تک پہنچاؤ۔ آگے کا کام میں خود سنبھال لوں گی۔ آخر وہ کون ہے جس کی بدولت فانی نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی جرأت کی ہے۔" وہ سرد لہجے میں بولتی دوبارہ صوفے پہ ٹک گئی۔ سیم نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔ بیلا کے چہرے پہ پتھریلے تاثرات اسے بری طرح ٹھٹھکا گئے تھے۔

بی باہر کوئی آپ سے ملنا چاہتا ہے۔" گارڈ کی آواز پہ اس نے بغیر اس کی جانب دیکھے اثبات میں سر" ہلایا اور سیم کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد داخلی دروازے سے آتے بوڑھے شخص اور ساتھ دو لڑکیوں کو دیکھ بیلا کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔ وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"کیا میں نے تم لوگوں کو کہا کہ اس صوفے پہ بیٹھو۔" اس سے قبل کہ وہ صوفے پہ بیٹھتے وہ درشتگی سے ٹوک اٹھی۔ اس نے انگلی کے اشارے سے انہیں اپنے۔ قدموں میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"بی وہ ہمارا کیفے۔ بہت اچھا چل رہا تھا پہلے پہل دو تین آدمی آکر حصہ لیتے رہے دو تین ماہ لیکن پھر کل انہوں نے پورا کیفے ہم سے ہڑپ لیا۔ پلیز آپ کچھ کریں بی۔" اس بوڑھے شخص کی بات سن بیلا کی آنکھوں میں سرخی دوڑی۔ بیلا اس کی بات پہ طنزیہ مسکرائی۔ آنکھیں لہو رنگ ہو گئی۔

"سیم۔" اس کے چلانے پہ وہ بوتل کے جن کی مانند حاضر ہوا تھا۔

"ان کے کیفے سے کون پروفٹ کماتا رہا ہے کیونکہ میرے خیال میں تو یہ کام صرف ہمارا ہے۔" وہ اب اس بوڑھے شخص کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ اس کے انکشاف پہ اس آدمی کی آنکھیں پھیل گئی۔ وہ خود اپنے دشمن کے سامنے بیٹھا اپنے پیر پہ کلہاڑی مار بیٹھا تھا۔

"ان کے ساتھ ابھی کے ابھی جاؤ اور اس آدمی کے متعلق تمام معلومات اکٹھی کرو۔ شام سات بجے تک پوری رپورٹ مجھ تک پہنچ جانی چاہیے پھر بیلا قیس خود اسے ملاقات کا شرف بخشے گی۔" وہ خباثت سے مسکراتے اس بوڑھے شخص کی جانب جھکی۔

اس کے بعد کے معاملات ہم بعد میں طے کریں گے۔" وہ گن سے اس کا گال تھپتھپاتے تیز لہجے میں بولی۔ اس آدمی نے سہم کر تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کی ٹانگوں کے اوپر سے پھلانگتے اپنی مخصوص شاہانہ چال چلتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ سیم نے اس آدمی کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔ بیلا کے تاثرات اسے بری طرح پریشان کر رہے تھے۔ فلحال تو یہاں قیس بھی موجود نہ تھا جو اپنی اس سر پھری اولاد کو سنبھال لیتا۔

* *

اوکے میں سب ہینڈل کر لوں گی شاہ صاحب۔" وہ اپنے بالوں کو سنوارتے ساتھ ساتھ فون میں مصروف تھی۔ فون رکھتے ہی اس نے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا اور تیزی سے کمرے سے نکلی تھی۔ مخصوص ہال کے باہر پہنچتے اس نے گلہ کھنکھارا تو تمام ورکرز اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے لیکن اس کی وجود کی رعنائیاں دیکھ کچھ تو نگاہیں پھیر گئے البتہ کچھ کی آنکھوں میں ہوس جھلکی تھی جو نہایت قیمتی موتیوں سے اٹا بلاوز پہنے جو اس کی کمر کو ڈھانپنے میں ناکام رہا تھا ساتھ نیٹ کی ساڑھی پہنے ہوئی تھی جس سے اس کے وجود کی رعنائیاں صاف جھلک رہی تھی۔ مارکو نے تاسف سے اسے دیکھا جو عمر کے اس حصے میں قدم رکھ کر بھی جوانی برقرار رکھے ہوئے تھی۔

مائے ڈیئر نینسی۔"عقب سے آنے والی بھاری مردانہ آواز پہ وہ دلکشی سے مسکرا کر مڑی اور سامنے کھڑے آدمی کے وجود کا حصہ بنی تھی جس نے اس کا گال چوم لیا تھا۔وہ سب نگاہیں پھیرتے اپنے کام کی جانب متوجہ ہوگئے۔یہ منظر سسلی میں موجود شاہ نور محل کا تھا جہاں ہر سال لڑکیوں پہ ٹیگ لگا کر ان کی بولی لگائی جاتی تھی آج بھی اسی بولی کیلیے پورا شاہ نور محل سج رہا تھا۔اس نیلامی میں مختلف ممالک کے بزنس مین سیاست دان اور مافیا گروپس کے لوگ بھی شرکت کرتے تھے۔

"چلیں شاہ صاحب۔آپ کو ہم سیر کرواتے ہیں۔"وہ ہنس کر بولی۔شاہ صاحب نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اسے اپنی جانب کھینچا اور قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

"تمہارے ساتھ کیا مسئلہ ہے آخر تم تیار کیوں نہیں ہوتی۔اگر تم نے آج کوئی بکھیڑا کھڑا کیا تو بہت غلط ہو گا۔"یہ ایک نہایت خوبصورتی سے سجے کمرے کا منظر تھا جہاں ایک ہی عمر کی تقریباً بیس پچیس لڑکیاں موجود تھیں اور سب ایک سے بڑھ کر ایک۔یہ ایک جیل نما تہہ خانہ تھا جہاں داخلہ جتنا آسان تھا واپسی اتنی ہی مشکل تھی۔وہ مسلسل چیخ چلا رہی تھی۔

"کبھی نہیں میں تیار نہیں ہونگی مجھے یہاں سے جانا ہے میں تم سب خبیثوں کو تمہارے عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔"وہ مارکو کو خود سے دور جھٹکتی تنفر بھرے لہجے میں غرائی۔مارکو تیزی

سے وہاں سے نکلی اس کا رخ نینسی کے کمرے کی جانب تھا۔ دروازہ زور زور سے کھٹکھٹاتے وہ حواس باختہ سی اس کا دروازہ کھولنے کی منتظر تھی۔

کیا تکلیف ہے اب تمہیں۔" وہ دروازہ کھولتے مارکو پہ برسی۔"

"میم وہ لڑکی وہ کسی کے قابو نہیں آرہی۔ اس نے آسمان سر پہ اٹھایا ہوا ہے۔"

اس لڑکی کا تو روز کا تماشہ بن گیا ہے۔ اب یا تو یہ جان سے جائے گی یا پھر میں کچھ اور کر ڈالوں گی۔" وہ" غصے سے بڑبڑاتے اپنا پلو سنبھالتے مارکو کی تقلید میں جیل نما کمرے کی حدود میں داخل ہوئی جہاں سے اس کے چیخنے چلانے کی آوازیں آرہی تھی لیکن اگلے لمحے اس کی ابتر حالت دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔ اتنے نشان اس کے وجود پہ کس نے ڈالے۔" وہ ان سب ورکرز پہ چلائی۔"

میم اس نے جو بھی کیا ہے خود ہی کیا ہے تاکہ آپ اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہو سکیں۔" اس میں" سے ایک چور لہجے میں بولا۔

اب کیسے نیلامی ہو گی اسکی۔ کوئی ایسے داغدار وجود کو خرید تا بھی تو نہیں۔ تم لوگ تو میرا کام بھی بند کرنے میں لگے ہوئے ہو۔" وہ پریشانی سے بولی۔ اگلے ہی لمحے کچھ سوچ کر اس کی آنکھیں مسکرائی۔ وہ اس کے نزدیک جھکی۔ اس کا گلہ گہرا ہونے کی بدولت حور نے تنفر سے رخ پھیرا۔

مار کو یہ تیرے حوالے ہے اسے اچھا سا تیار کر اس کے وجود کے تمام نشان مٹا دے تا کہ یہ سچ مچ کی حور لگے۔" وہ اس کا گال سہلاتے ہوئے شدت سے بولی۔ شاہ صاحب عقب میں کھڑے اس حور کے وجود پہ نگاہیں جمائے ہوئے تھے۔

شاہ صاحب تجھ سے کچھ کہیں گے۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولتی اپنی جگہ سے اٹھی۔ اب اسکی جگہ شاہ صاحب نے جگہ سنبھالی تھی۔ باقی سب نینسی کے اشارے پہ باہر نکل گئے۔

تو جانتی ہے شاہ کا دل آگیا ہے تجھ پہ۔ تجھے اپنی رکھیل بنانا چاہتا ہوں میں۔ لیکن ایک بار نینسی تیری قیمت لگوانا چاہ رہی ہے کیا معلوم کوئی مہنگا دام لگ جائے۔" وہ اس کا جبڑا سختی سے جکڑ کر اپنے نزدیک کرتے ہوس بھرے لہجے میں بولا۔

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

ایک بار اگر تو نے میرے سنگ زندگی گزارنے کی حامی بھر لی تو زندگی سہل کر دوں گا تیری۔ تو تو" میری حور رہے سینے سے لگا کر رکھوں گا۔" وہ اس کی حالت کی پرواہ کیے بغیر اسے سینے میں بھینچتے ہوئے بولا۔ حور کا وجود اس اچانک افتاد پہ ٹھنڈا پڑ گیا۔

چلیں شاہ صاحب اب چھوڑیں۔ وقت ضائع مت کریں۔ فلحال آپ کیلیے میں کم ہوں کیا۔" وہ" دلبرانہ انداز میں بولتی اسے قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔ حور دیوانوں کی طرح سر نفی میں ہلانے لگی۔

کبھی بھی نہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہونے دوں گی میں۔ تم چاہے کچھ بھی کر لو میں یہ نیلامی نہیں ہونے" دوں گی۔" وہ شدت غم سے چلائی۔ نینسی بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی جیسے اس کی بے بسی کا مذاق اڑایا ہو۔

دیکھ کام کی بات کر۔ اگر نیلامی نہیں تو شاہ صاحب کی رکھیل بن جا۔ پیسہ ہم آپس میں بانٹ لیں" گے۔ آدھا تیرا آدھا میرا۔ دونوں کی زندگیاں سہل ہو جائیں گی۔" وہ اس کا گال چوم کر مزے سے بولتی اپنی جگہ سے اٹھی اور بائیں آنکھ دباتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ہیل کی ٹک ٹک کی آواز اطراف میں گونج رہی تھی۔ حور نے سنجیدگی سے اس کی پشت کو تکا تھا۔ اس کے گلے میں موجود قیمتی ہیروں کا ہار ہاتھوں میں بھر بھر کر سونے کے کنگن نے حور کو کچھ سوچنے پہ مجبور کیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ بغیر شور

کیے خاموشی سے مارکو کی تقلید میں قدم بڑھانے لگی۔ پیسوں کی ہوس اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔

****

"مائی ہنی۔" بیلا جو سیم سے کوئی بات کر رہی تھی پشت سے ابھرنے والی بھاری آواز پہ وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے پلٹی اور مضبوط قدم اٹھاتے ان کی جانب بڑھی تھی۔

"ویلکم بیک ڈیڈی۔" وہ والہانہ انداز میں ان سے لپٹ گئی۔ انہوں نے بھی مسکرا کر اس کی پشت سہلائی تھی۔

"یہ سب کیا ہے۔" اس نے شیشے کی میز پہ رکھے بیگز کی جانب اشارہ کیا۔ قیس دل و جان سے مسکرایا۔ وہ اس کی جانب جھکا۔

"ششششش خلاص۔" وہ گردن پہ ہاتھ پھیرتے مزے سے بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ بیلا نے ناسمجھی کی کیفیت میں ان کی جانب دیکھا اور ان کے ساتھ ہی سیگریٹ سلگاتے لبوں میں دبائی تھی۔ سیم کو اس کی حرکت ناگوار تو گزری لیکن وہ سر جھٹک گیا۔

آپ نے مار دیا اسے۔" بیلا کا لہجہ اچانک سرد ہو گیا۔ اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔"

مجھے کسی بھی طرح وہ ہار چرانا تھا بس پھر کیا تھا رونی کے کہنے پہ اس کا صفایا کرتے ہی یہ دو کروڑ کی" بھاری رقم مجھے معاوضے کی صورت میں ملی ہے۔" وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے پوری شان سے صوفے پر براجمان تھا۔ بیلا تمسخرانہ مسکرائی اور انگلی کے اشارے سے سیم کو وہاں سے جانے کا حکم صادر کیا۔

کیفے کے اونر سے پروفٹ ہمارے علاوہ کون لے رہا ہے ڈیڈی۔" اس کے اچانک برفیلے لہجے پہ قیس" کو ایکدم پھندا سا لگا۔ بیلا نے ایک سرد نگاہ اس پہ ڈالتے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلی تھی۔

کک۔ کون سے کیفے سے۔" وہ ہکلایا۔ بیلا اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے نزدیک ہی جگہ سنبھالتے اس" کی شرٹ کا کالر درست کیا تھا۔

کیا آپ سچ میں نہیں جانتے میں کس کے متعلق بات کر رہی ہوں۔" اس کی لہو رنگ آنکھوں کو دیکھتے" قیس نے حلق تر کیا۔ اس لمحے وہ کہی سے بھی اس کی بیٹی نہیں لگ رہی تھی بلکہ ایک سفاک عورت محسوس ہوئی تھی۔

"نن۔ نہیں۔"

جھوٹ بولنے سے قبل یہ جان لیجیے گا کہ بیلا کوئی بھی کام یا بات بغیر کسی ثبوت کے نہیں کرتی۔"اس" کا پتھریلا لہجہ اس کے حواس جھنجھنانے کو کافی تھا۔اس نے تڑپ کر چہرہ اٹھایا جس نے بہت چالا کی سے اپنا داؤ کھیلا تھا۔

جب یہ سب کام میرا ہے تو پھر اس سب میں اپنی ٹانگ کیوں پھنسا رہے ہیں ڈیڈی۔ میں بہتر طریقے" سے جانتی ہوں کہ کس سے اپنا حصہ کیسے لینا ہے۔ آپ اپنی ان حرکتوں کو چھوڑ دے ورنہ انجام بے حد برا ہو گا۔" وہ تیزی سے انہیں ایک ایک بات باور کراتے ایک کڑی نگاہ ان پہ ڈالتے وہاں سے اٹھی۔

میں تمہارا باپ ہوں یہ بات بھولو مت۔" وہ اس کے لہجے پہ بپھر گئے۔ بیلا نے جتاتی نگاہیں اس کی" جانب اٹھائی۔

اور میں آپکی بیٹی ڈیڈی۔ آپ کا ہر حکم ماننا فرض ہے مجھ پہ لیکن اپنے احکامات کے خلاف میں کسی کو" نہیں جانے دیتی خواہ وہ میرا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ آپ کی ہی تو بیٹی ہوں میں ڈیڈی۔ جسٹ ریلیکس۔" وہ ان کے شانوں کو تھپتھپاتے باہر کی جانب بڑھی۔ گارڈز نے فوراً سے پہلے اپنی گنز سنبھالی تھی۔

سیم ہری اپ۔" اس کی بلند آواز پہ وہ تیزی سے ہانپتا ہوا اس کی جانب آیا اور سیاہ پجیرو کا دروازہ اس کیلیے کھولا تھا۔ اس کے بیٹھتے ہی سیم نے گاڑی ایک جھٹکے سے آگے کی جانب بڑھائی تھی۔

آپ کیا کرنے والی ہیں اس کے ساتھ۔" سیم کی سنجیدہ آواز پہ بیلا پر اسرار سے انداز میں مسکرائی اور اپنے بوٹ میں موجود تیز طرار چاقو نکالتے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔ وہ ایک لمحے کیلیے گھبرا گیا۔ بیلا دلکشی سے مسکرائی۔

ایڈوینچر۔" اس کی آواز سرگوشی سے بھی کم تھی۔ سیم سیاہ رنگ کے پینٹ کوٹ میں ملبوس بیلا کو دیکھ کر رہ گیا۔

****

کیا ہوا نہیں مانی نا تمہاری بی۔" شانو اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے مزے سے بولی۔ فانیہ نے اس کا بازو جھٹکا تو وہ کھل کر ہنس دی۔

منہ بند رکھو ہنستی ہوئی بلکل اچھی نہیں لگ رہی۔" وہ دانت پیس کر بولی جیسے دانتوں تلے وہی ہو۔"

"اچھا میری جان غصہ چھوڑو اور اس سب کاموں کو بھی چھوڑو اور اپنی بی کو سمجھا دو کہ یہ سب فقط ایک سینئیر سے لیا گیا ایک چیلنج ہے اور کچھ نہیں کیونکہ ہمارے ٹیچرز ایسار سکی کام تمہیں کبھی نہیں دے سکتے۔"

"واٹ ڈو یو مینٹ بائے کہ نہیں دے سکتے انہوں نے ہی تو جیمی کے ساتھ مل کر مجھے کہا ہے اور جب میں نے ایک بار کوئی چیلنج قبول کر لیا تو میں مر کر بھی اس سے پیچھے نہیں ہٹوں گی۔

چاہے پھر تمہیں اس کیلیے اپنی بی کے خلاف کیوں نہ جانا پڑے رائٹ۔" یہ بولنے والی فیا تھی۔فانی تھکے تھکے انداز میں کرسی پہ ٹک گئی۔

"سب سے بڑا مسئلہ ہی تو یہی ہے۔بی کی اجازت کے بغیر میں کوئی کام نہیں کرتی لیکن اب مجھے یہ کام کسی کی حال میں کرنا ہے لیکن کیسے۔" وہ ایک عزم سے بولتے آخر میں بے بس ہوئی۔آنکھوں میں ہلکی ہلکی سی نمی تیر رہی تھی۔

"کہی تم ڈر تو نہیں رہی نا فانی۔" شانو نے اس کی آنکھوں میں نمی بھانپتے پوچھا۔

"میں چیلنجز سے کبھی نہیں گھبرائی یو نو کیونکہ مشکل راستوں کی منزلیں اکثر خوبصورت ہوا کرتی ہیں۔" وہ مضبوطی سے بولتے ان دونوں کو مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

لیکن میری جان اس کیلیے بھی تمہیں اپنی بی کی اجازت کی ضرورت ہے جو تمہیں ملنے نہیں والی۔سب" سے مشکل راستہ ہی تو وہی ہے۔"فیا نے شانے اچکاتے اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا۔

میری بات مانو اور جاکر سر سے تنہائی میں مل کر سب کچھ کلئیر کر دو اگر اپنی بی کو ناراض نہیں کرنا" چاہتی تو۔"شانو کی بات پہ وہ مریل سے انداز میں سر ہلاتے ان کے آفس کی جانب بڑھی تھی۔اندر سے آنے والی آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

میں جانتا ہوں وہ ایک لڑکی ہے وہ کبھی بھی اس چیلنج کو پورا نہیں کر سکتی۔اسی صورت میں سٹوڈنٹ" آف دی ائیر کی ٹرافی میرے ہی حصے میں آئے گی۔مجھے وہ کسی بھی قیمت پہ حاصل کرنی ہے۔"جیمی کی مسکراتی آواز پہ اس نے دانت پہ دانت جماتے مٹھیاں بھینچی۔اس سب میں اس نے یہ دیکھنا بھی گوارا نہ کیا کہ اندر وہ کس سے مخاطب ہے۔

اوہ تو اصل قصہ ہی یہی ہے۔تجھے سٹوڈنٹ آف دا ائیر کی ٹرافی تو کیا میں جوتی بھی نہ دوں۔اب تو یہ" ٹرافی صرف اور صرف میرے ہی حصے میں آئے گی پھر چاہے مجھے اس کیلیے بی کو ناراض ہی کیوں نہ پڑنا پڑے۔"وہ ایک جذبے کی تحت بولتے واپسی کی جانب بڑھی تھی۔

"ہاں ہو گئی بات پھر۔"

بات تو اب گھر جا کر ہو گی وہ بھی بی سے۔ انہیں ماننا ہی ہو گا اور اگر انہوں نے رضامندی ظاہر نہ کی تو" مجھے اپنی زندگی میں پہلی بار ان کے خلاف جانا ہو گا۔" وہ گہرا سانس بھر کر بولتے ان دونوں کو پریشان کر گئی۔

****

میں نے کبھی یہ سب نہیں کیا میں کیسے لوگوں سے مانگوں گا۔" وہ غصے سے نتھنے پھلاتے ہوئے" بولا۔ اگلے لمحے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ کی بدولت وہ لڑکھڑا کر رہ گیا۔

جو تجھے سکھایا ہے ویسا ہی کر۔ یہ پھول بیچ اور اگر یہ ختم ہو جائے تو ہاتھ پھیلا کر مانگ لیکن خالی ہاتھ اگر" تو لوٹا تو پھر تیزی دوسری ٹانگ پہ بھی ایسے ہی کٹس لگیں گے جیسے اس ٹانگ پہ لگائے ہیں۔" اس کی بات پہ اس بچے کے چہرے پہ ایک تاریک سا سایہ لہرایا۔ وہ جلدی سے اثبات میں سر ہلاتے لڑکھڑاتے قدموں سمیت آگے کی جانب بڑھا۔ وہ آدمی اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے قہقہہ لگا کر ہنس دیا اور ایک جانب گاڑی کھڑی کرتے اس کی حرکات و سکنات پہ غور و فکر کرنے لگا۔

میرے ساتھ آپ نے ایسا کیوں کیا۔" وہ دل ہی دل میں اپنے باپ سے شکوہ کناں تھا۔ سارے پھول بیچ لینے کے بعد اس کے ہاتھ میں بس دو پھول ہی بچے تھے وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے کسی کی تلاش میں نگاہیں دوڑانے لگا۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔

"پلیز یہ لے لیں میم۔"

برازیل میں یہ کام کب سے ہونے لگا۔" وہ دونوں لڑکیاں آپس میں قہقہہ لگا کر ہنس دی۔"

برازیل۔" اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ مطلب وہ اتنی دور آچکا تھا۔ اس نے اطراف" میں نگاہیں گھماتے حلق تر کیا کیونکہ اس کی گاڑی وہی کھڑی تھی۔ وہ سوچ سوچ کر قدم آگے کی جانب بڑھانے لگا۔ ایک سیاہ رنگ کی گاڑی کی اوٹ میں ہوتے اس نے چور نگاہ اس آدمی کی گاڑی پہ ڈالی۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنی زخمی ٹانگ کی پرواہ کیے بغیر وہاں سے اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں جارہا ہے لیکن فالوقت اسے اپنی جان بچانے کی خاطر یہاں سے فرار ہونا تھا۔

ایک گلی مڑتے ہی اس نے دیوار سے پشت ٹکاتے گہرا سانس بھرا۔ اس کا تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ وہ اپنی پشت پہ دیکھتے بے دھیانی میں آگے کی جانب قدم بڑھا رہا تھا معاً سامنے سے آتے دو لڑکوں

کو نہ دیکھنے کی بدولت وہ ان کی سائیکل سے ٹکرا گیا۔ وہ بھی سائیکل سمیت زمین بوس ہوئے تھے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھایا کیونکہ پچھلے ایک ماہ سے ڈھنگ سے کچھ کھایا پیا نہ تھا بس ایک مار تھی جو اس نے بہت اچھے سے کھائی تھی۔ وہ دونوں لڑکے بھی گرنے کی بدولت اس کے ساتھ مار پیٹ کرنے لگے۔ آخر میں گالیاں بکتے وہ دونوں وہاں سے چلے گئے جبکہ وہ وہی زمین پہ چت گرا رہا۔ اب اس میں مزید ہلنے کی سکت نہ تھی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اس نے اپنے انتہائی نزدیک ٹائر چرچرانے کی آواز سنی تھی۔ ان میں سے کس نے نکل کر اسے اٹھایا اور اس کے زخمی وجود کو گاڑی میں لٹایا اسے کچھ خبر نہ تھی۔ شاید وہ وہی لوگ تھے۔ اس نے ڈوبتے دل سمیت سوچا۔ اس کے بعد وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو گیا۔ نجانے اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

****

وہ رائٹنگ ٹیبل پہ جھکے پوری دلجمعی سے ڈائری میں کچھ لکھنے میں محو تھا۔ اگلے ہی لمحے کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا۔ اس نے چونک کر آنے والے کو دیکھا۔ دروازے پہ ایستادہ دمیر کو دیکھ اس کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لب پوری کھل کر مسکرائے۔ وہ ڈائری بند کرتے وہاں سے اٹھا اور اس کی جانب آیا۔

"سلام بابا جانی۔" وہ جھک کر مودب سے لب و لہجے میں بولتے اسے کھل کر مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

"وعلیکم السلام میری جان۔ اس نے جھک کر اسے بانہوں میں بھر لیا اور شدت سے خود میں بھینچ لیا۔

"آپ کیا کر رہے تھے بابا جانی۔" وہ اس کے شانے پہ سر رکھتے ہوئے بولا۔

"کچھ بھی نہیں بس آپ کا انتظار کر رہا تھا۔" وہ اس کی پیشانی چومتے محبت سے بولا۔

"اوپس بابا جانی باہر بابا صاحب آپ کو بلا رہے ہیں۔ ماما بھی آچکی ہیں اور ان میں بہت لڑائی ہو رہی ہے۔" دمیر کی بات پہ غزوان جاہ کی کشادہ پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ اسے لیتے فوراً سے پیشتر باہر کی جانب بڑھا جہاں لاؤنج سے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں آرہی تھی۔ لاؤنج میں پہنچتے ہی ان کے بولنے کی وجہ اسے بخوبی سمجھ آگئی تھی۔ چہرے کے عضلات تن گئے۔ وہ لبوں کو آپس میں پیوست کرتے ان کی جانب بڑھا۔

"جی بابا صاحب آپ نے عرض کیا۔" وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے چہرہ جھکائے دھیمے سے بولا۔ مینا نے اس کی تابعداری دیکھ کوفت سے آنکھیں گھمائی۔

"تم ابھی بھی یہی کھڑی ہو دفعہ ہو جاؤ یہاں سے ہماری نگاہوں سے دور ہو جاؤ۔ بے شرموں کی طرح کیا منہ اٹھا کر اپنے دیور کے سامنے اس قسم کے لباس میں کھڑی ہو۔" وہ غزوان کے عقب میں کھڑی مینا کو دیکھتے درشتگی سے بولتے ہانپنے لگے کیونکہ غضنفر کی نگاہیں وہ مسلسل اس پہ محسوس کر چکے تھے۔

"کیوں جاؤ میں۔ اپنے بیٹے کی آنکھوں میں پٹی باندھیں نا بابا صاحب۔ میں تو بھئی جیسی ہوں ویسی ہی رہوں گی۔ آپ مجھ پہ پابندی عائد نہیں کر سکتے۔ کرنی ہے تو اپنے بیٹے کی نگاہوں پہ قابو کروائیے۔" وہ تنفر بھرے لہجے میں چلائی۔ غزوان نے مٹھیاں بھینچتے خود پہ بمشکل قابو پایا۔ دمیر سہم کر غزوان سے جا لگا۔

"یہ دیکھ رہے ہو تم اس لڑکی کی زبان۔ سب تمہاری آزادی کا نتیجہ ہے۔" وہ غزوان کو اب جھاڑ پلا رہے تھے اور غضنفر مسلسل مسکرا رہا تھا۔ مینا بھی طنزیہ مسکرائی۔

"یہ کیا مجھے آزادی دیں گے۔ آپ کے سامنے تو ویسے ہی ان کی گھگھی بندھ جاتی ہے۔ مجھے کب سمجھیں گے یہ۔ آپ کی ہاں میں ہاں ملا کر یہ یہاں تک پہنچتے ہیں ڈرپوک انسان۔"

مینا اندر جاؤ تم۔" غزوان اب کی بار دھیمے مگر سخت بارعب لہجے میں بولا کیونکہ دمیر کے سامنے وہ اونچی آواز میں بات کرنے کے سخت خلاف تھا۔ مینا سر جھٹک کر وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کی عریاں کمر کو دیکھ غزوان نے آنکھیں میچی۔ وجود میں غصے کی بدولت خون ابل رہا تھا۔

دمیر جاؤ آپ اپنے کمرے میں۔" غزوان نے اسے وہاں سے بھگایا۔ وہ اسے منظر سے ہٹانا چاہتا تھا۔" بابا صاحب آپ اس کی باتوں کا برا مت مانیے گا وہ یونہی غصے میں بول جاتی ہے۔ میں اسے سمجھا دوں گا۔ آپ غضنفر۔" وہ مخدوم جاہ کے سامنے جھکا معذرت کر رہا تھا۔

"تو بھابھی کو ٹوکا کرو نا یوں بے شرموں کی طرح میرے سامنے گھومتی ہے جیسے کوئی بازاری عورت۔" بکواس بند رکھو تم اپنی غضنفر جاہ۔ تم سے کسی نے بات نہیں کی۔" غزوان اس کی بات پہ بلبلا اٹھا تبھی تنبیہی لب و لہجے میں بولا۔

اسے کیوں ٹوک رہے ہو ٹھیک تو کہہ رہا ہے یہ یہ سب کچھ ایسی عورتیں ہی کرتی ہیں۔ تم نے بھی" بے جا ڈھیل دے رکھی ہے اگر لگام ڈالی ہوتی تو یوں بے دھڑک یہ سب نہ کرتی۔" مخدوم جاہ اس سے سخت نالاں تھے۔ غزوان خاموش ہو گیا۔

"لیکن بابا صاحب غضنفر کو بھی یوں۔"

تم اب میرے بیٹے پہ کوئی الزام تراشی مت کرنا شروع کر دینا۔ اپنی اس چالاک بیوی کی بدولت تم" اب میرے معصوم سے بیٹے پہ الزام لگاؤ گے ہمیں یہ کبھی بھی گنوارا نہیں ہے جاؤ اب اور جا کر اپنی اس بیوی کو سمجھاؤ کہ اس قسم کا لباس زیب تن کر کے یوں باہر نہ آئے ورنہ جیسے نکاح پڑھوایا ہے طلاق بھی دلوا دیں گے۔" وہ سفاکی سے بولتے غزوان کو ساکت کر گئے۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں انہیں دیکھا جنہیں پہلے کبھی اس کے لباس سے کوئی مسئلہ نہیں ہوا تھا اور اب اچانک تنقید یاد آ گئی تھی لیکن یہ سب وہ چاہ کر بھی نہیں بول سکتا تھا۔

وہ میرے بیٹے کی ماں ہے بابا صاحب۔" اس نے دبے دبے انداز میں احتجاج کیا لیکن وہ ان سنی کرتے" اسلحے کے بابت غضنفر سے باتوں میں مصروف ہو گئے۔ وہ خود کو وہاں مس فٹ محسوس کرتے اٹھ کر کمرے میں آ گیا لیکن کمرے میں آتے ہی اسے یونہی نیم عریاں لباس میں دیکھ مخدوم جاہ کی باتیں اس کے جسم میں آگ لگانے لگی۔ وہ لہو رنگ آنکھوں سمیت دندناتے ہوئے اس کے نزدیک آیا اور اس کی کلائی کو سختی سے جکڑتے پشت سے لگایا۔ وہ اس اچانک افتاد پہ کراہ کر رہ گئی۔

لباس کیوں نہیں تبدیل کیا تم نے اب تک۔" وہ اس کے گہرے گلے والے بلاؤز پہ نگاہیں جمائے تند لہجے میں دھاڑا جسے بس شانے پہ موجود دو ڈوریوں نے سنبھالا ہوا تھا۔ اس کے دماغ کی شریانیں پھٹنے والی ہو گئی۔ اس لباس میں کیسے وہ باہر گئی تھی جس سے اس کے وجود کی تمام رعنائیاں واضح ہو رہی تھی۔

بڑی زبان کھلی ہے تمہاری میرے سامنے۔ اپنے بابا صاحب کے سامنے تو تمہارا حلق تک سوکھ جاتا ہے۔ بھیگی بلی کیوں بن جاتے ہو۔" وہ تمسخرانہ انداز میں ہنستے ہوئے بولی اور ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔

لیکن یہاں تمہاری غلطی تھی۔" وہ اسے جتانے سے باز نہ آیا۔ مینا نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

غلطی میری ہو یا تمہاری تمہارا منہ تو ازل سے ہی سلا ہوا ہے۔ میرے حق میں نہیں بول سکتے تم۔ تم تو مرد کہلانے کے بھی لائق نہیں ہو۔" وہ اسے سینے پہ ہاتھ مارتے غیض کے مارے چلائی لیکن وہ مضبوطی سے وہی جما رہا۔ اس کی بات غزوان کے وجود پہ کسی تازیانے کے مانند لگی تھی۔

اگر مرد نہ ہوتا تو پہلے دن ہی جب تم نے اس قسم کا بیہودہ لباس زیب تن کیا تھا دو تھپڑ تمہارے منہ پہ لگا کر تمہیں تمہاری اوقات یاد دلا دیتا۔" وہ اس کے دونوں بازوؤں کو جکڑتے سرد مہری سے ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔

"مرد ہوں اسی لیے اب تک خاموشی سے تمہیں برداشت کر رہا ہوں ورنہ تم جیسی عورتیں تین لفظوں کی مار ہوتی ہیں۔" مینا نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا جس نے آج سفا کی کی حد کر دی تھی۔ شادی کے گیارہ سالوں میں اس نے ایسے الفاظ کا استعمال کبھی نہیں کیا تھا مگر آج اس کے ضبط کی طنابیں جیسے ٹوٹنے والی ہو گئی تھی۔ مینا ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی اسے یہ سب خود پہ ہی پلٹتا محسوس ہوا۔

"میں تو ویسے ہی بول رہی تھی غزوان۔ آپ تو غصہ۔"

"اپنے ہاتھ قابو میں رکھو اگر عورت ہو تو۔" اس نے اس کی بات اسی پہ لٹاتے بہت سوچ سمجھ کر داؤ کھیلا تھا۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہ بولنے کی۔"

"مرد حساب بے باک کرنے میں بہت پکا ہوتا ہے۔ آئندہ سوچ سمجھ کر الفاظ کا چناؤ کرنا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا۔ مینا کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

تمہیں کیا لگتا ہے کیا میں نہیں جانتا کہ تم کہاں گئی تھی اس قسم کا لباس زیب تن کر کے۔سب جانتا"

"ہوں میں مگر جان کر بھی انجان ہوں صرف دمیر کیلیے۔

کہاں جاتی ہوں میں۔"وہ اس کی بات پہ بپھری شیرنی کی مانند اس کی جانب لپکی۔غزوان نے بیچ راہ"

میں ہی اسے روک لیا۔

تم یہ عریاں لباس پہن کر غیر مردوں کو لبھانے جاتی ہو کیونکہ تم ایک ہی چکھنے کی عادی نہیں ہوں"

تمہیں طرح طرح کا چکھنے کی عادت ہے۔عادت نہیں تمہاری فطرت ہے یہ۔"مینا کو ایسا محسوس ہوا

جیسے پورے محل کی عمارت اس کے سر پہ آن گری ہو مگر اگلے ہی لمحے وہ اپنی گھبراہٹ کو

چھپا گئی۔نجانے کیا سوچ کر اس کی آنکھیں مسکرائی تھی۔

اور اگر یہی کام میں شوق اور دل سے کرتی ہوں تو۔"وہ مزے سے بولتے اس سے نزدیک آئی اور"

اس کی گردن کے گرد دونوں بازو حمائل کیے۔غزوان کی ماتھے کی شریانیں پھٹنے والی ہو گئی۔وہ اب

ایک بار پھر باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔

ایک قدم بھی اگر تم نے اس کمرے سے باہر نکالا تو تمہیں ابھی اور اسی وقت طلاق دے دوں گا"
میں۔"اس کی بات پہ مینا کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔وہ فوراً سے پہلے ٹھنڈی پڑی۔ایکدم رشتے کو
یوں داؤ پہ لگانا اسے بلکل ٹھیک نہیں لگا تھا۔وہ جھٹکے سے مڑی اور اس کے نزدیک آئی۔

کیا ہمارا رشتہ اس قدر کھوٹا ہے غزوان۔"وہ اپنے لہجے میں فوراً آرزدگی سمیٹ لائی۔"

جب سارے انکشاف تم مجھ پہ کر ہی چکی ہو تو پھر اس بات کا کوئی جواز نہیں ہے۔"وہ بغیر اس پہ غلط"
نگاہ ڈالے سپاٹ لب و لہجے میں گویا ہوا۔

آپ کو میں اتنی گری ہوئی لگتی ہوں کیا غزوان کہ میں نے کہا اور آپ نے مان بھی لیا۔"اس کی"
آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔غزوان نے لمحہ بھر رک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

تم ان چیزوں کا اعتراف خود ہی کر چکی ہو مینا۔میں نے بس اندھیرے میں تیر چلایا تھا لیکن تمہاری"
باتوں سے صاف ظاہر ہے کہ تیر سیدھا نشانے پہ لگا ہے اندھیرے میں بھی۔"اس کا لہجہ تمسخر اڑاتا
تھا۔مینا کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

میں تو بس آپ کو آزمانا چاہ رہی تھی لیکن آپ نے ایک لمحے میں مجھ پہ میری حیثیت واضح کر دی اور"
یہ جتا دیا کہ آپ کی نگاہوں میں میری وقعت کیا ہے۔میں آپ کے بیٹے کی ماں ہوں غزوان گیارہ سال

بیت چکے ہیں اس رشتے کو لیکن آپ کا دل میری جانب مائل نہ ہو سکا۔" اس کی بات پہ وہ بے بسی سے مسکرایا۔ لبوں پہ ایک تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

"ایک تمہاری جانب تو دل مائل کرنا چاہا تھا لیکن تمہاری کوتاہیوں نے سب بکھیر دیا مینا۔ سب کچھ بھلا کر ایک نئی شروات کرنا چاہتا تھا لیکن تم نے شروع ہونے سے قبل ہی سب ختم کر دیا۔" وہ ایک زخمی مگر کاٹ دار نگاہ اس کے میک اپ سے اٹے چہرے پہ ڈالتے کمرے سے نکل گیا۔ مینا اس کی بات یاد کرتے پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔

"ہنہہ باپ کے سامنے زبان کھلتی نہیں۔ بھائی کو دیکھتے ہی سیٹی گم ہو جاتی ہے اور بڑا آیا مجھ پہ اپنے احکام لازم کرنے والا۔" وہ آئینے میں ابھرتے اپنے عکس کو دیکھ تنفر بھرے لہجے میں بولی اور شانے پہ ٹکے گھنے بالوں کو سنوارا۔

****

"مجھے یہاں کیوں لائے ہو تم لوگ۔ کون ہو تم سب۔" وہ اپنے اطراف میں موجود پانچ چھ گارڈز کو دیکھ چلایا جن کے چہرے ماسک سے ڈھکے ہوئے تھے۔ وہ تو یونی جا رہا تھا نجانے یہ اچانک افتاد کہاں

سے آ ٹپکی تھی۔ اگلے ہی لمحے باہر سے ہی کسی نے لات مار کر ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا۔ اندھیرا ہونے کی بدولت سر مورینو اندر آنے والی شخصیت کو دیکھنے سے قاصر تھے۔

ویلکم تومائی ورلڈ مورینو۔ "نسوانی تیز آواز پہ مورینو چونک گیا۔ اس کی کسی لڑکی سے کب سے دشمنی" ہوئی جو وہ اسے کڈنیپ کر بیٹھی۔ بیلا مضبوط قدم اٹھاتے اس کی جانب آئی اور دونوں ہاتھ کرسی پہ جماتے اس کے نزدیک جھکی تھی۔ مورینو نے بس اس کی آنکھوں کو دیکھا اور نگاہیں پھیر لی۔

اب تم سوچ رہے ہو ہوگے کہ میں یہاں کیوں ہو رائٹ۔ "بیلا نے پر سوچ لہجے میں بولتے اسکا گال" تھپتھپایا۔

لیٹ می ٹل یو۔ میں نے سنا ہے کہ تمہاری یونی میں بہت چیلنجز مل رہے ہیں سٹوڈنٹس کو۔ مجھے بھی" چیلنج دونا۔ "وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔ عقب میں کھڑے سیم نے مسکراہٹ دبائی البتہ ایک گارڈ کی ہنسی نکل گئی۔ بیلا نے ٹھٹھک کر اس کی جانب دیکھا۔

تمہیں ہنسی کیوں آئی۔ "وہ بے حد سنجیدہ تھی۔ گارڈ کا سانس سوکھ گیا۔ "

وہ میم آپ کی معصومیت ہضم نہیں ہوئی۔ "وہ ایک بار پھر مزے سے بولا۔ بیلا نے ایک تیز نگاہ اس" پہ ڈالی۔ اگلے لمحے اس کا ہاتھ اٹھا اور گارڈ کے گال پہ نشان چھوڑ گیا۔

اور مجھے تمہارا بے وجہ ہنسنا۔ اسی لیے آؤٹ۔" وہ بولی نہیں تھی دھاڑی تھی۔ کرسی پہ بیٹھا مورینو بھی" کانپ گیا۔

اور سنو اگلے دس دن تک مجھے اپنا چہرہ بھی نہ دکھانا ورنہ وہ حال کروں گی کہ کبھی کسی کو تمہارا ہنسنا" دیکھنا نصیب نہیں ہو گا۔" وہ بغیر رخ موڑے تحکم بھرے لہجے میں بولتی دوبارہ مورینو کی جانب متوجہ ہوئی۔

ہاں تو دوبارہ اسی بات پہ آتے ہیں ذرا تفصیل سے بتاؤ گے کہ کونسے چیلنجز دے رہے ہو تم سب"
"کو۔ مجھے نہیں دو گے کیا تم چیلنج۔

مم۔ میں تو کک۔ کچھ بھی نہیں۔" وہ ٹھیک ٹھاک ہکلا گیا۔ کیا وہ کوئی یونی کی ہی لڑکی تھی۔"

اوکے نو پرابلم تم مت دو میں خود کو ایک چیلنج دیتی ہوں کہ ابھی اور اسی وقت تمہارے سر کے"
"سارے بال اڑا دوں۔

بیلا نے اپنی شفاف ہتھیلی سیم کی جانب پھیلائی جس نے اس کے ہاتھ میں بلیڈ رکھی تھی۔ مورینو نے خوف سے نفی میں گردن ہلائی۔

"مم۔میں آئندہ کبھی کسی کو کوئی چیلنج نہیں دوں گا۔"

تم نہ دینا لیکن میں تو خود کو چیلنج دے چکی اور جب میں خود کو کوئی چیلنج دے دوں تو پھر مر کر بھی اس" سے پیچھے نہیں ہٹتی۔سوری ڈارلنگ مورینو۔"اگلے ہی لمحے اس نے مورینو کے سر کے بال اتارنا شروع کردیے۔وہ مسلسل چیخ و پکار کر رہا تھا لیکن بیلا کے لب مسلسل مسکرا رہے تھے۔

بی ایسامت کریں۔"سیم نے اسے ٹوکنا چاہا لیکن بیلا کی گھورتی نگاہوں پہ وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گیا۔"

یہ تھی تمہاری ایک چھوٹی سی سزا۔اب تم جاؤ گے اور یونی جا کر سب کو ان چیلنجز سے ہٹاؤ گے اگر تم" نے یہ کام نہیں کیا تو وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا مورینو۔"وہ اس کی گردن کے گرد دباؤ بڑھاتے پھنکاری۔مورینو خوفزدہ نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

واپس لے کر جاؤ اسے اور یہاں سے نکل کر سیدھا تم یونی جاؤ گے اور جو میں نے کہا ہے وہ کرو" گے۔"وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لب و لہجے میں بولی۔مورینو نے تیزی سے اثبات میں سر ہلایا۔مبادہ اب کی بار وہ اس کے ہاتھ پاؤں نہ کاٹ دے۔سر کے بال یاد کرتے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔بیلا اس کی آنکھوں میں حسرت دیکھ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے دلکشی سے مسکرائی تھی۔

"بی آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"اب تم مجھے بتاؤ گے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہیں چاہیے۔" وہ گردن ترچھی کرتے کر خنگی سے بولی۔

"لیکن وہ وہاں پروفیسر ہے۔ آپ نے اس کے سر کے بال۔"

"اس کی بدولت فانی بے بی نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت کی ہے جو مجھے کسی صورت گوارا نہیں ہے۔ اس نے مجھ سے گزراش نہیں ضد کی ہے اور ضد کے نتائج یہی ہوتے ہیں۔" اس لمحے وہ سیم کو نہایت خود پسند اور خود غرض محسوس ہوئی تھی۔

"لیکن اب وہ کافی بڑی ہو چکی ہے فانی بے بی نہیں رہی۔"

"میرے لیے وہ وہی ہے جو بیس سال پہلے تھی۔ اس لیے تم سے کسی نے مشورہ نہیں مانگا گوٹ اٹ۔ میں نہیں برداشت کر سکتی کہ وہ میرے مقابل کھڑی ہو۔ اب اس ٹاپک پہ کوئی بات نہ ہی ہو تو بہتر ہے۔" وہ تنفر سے بولتے مڑی اور شاہانہ چال چلتے خارجی دروازے سے باہر نکل گئی۔ چلتے ہوئے اس کے سنہری بال شانوں پہ لہرا رہے تھے۔ سیم نے تاسف سے اس کا اکھڑ انداز دیکھا جو کبھی کبھی اس کا لحاظ بھی نہیں کرتی تھی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

"کہاں تھے ڈیڈی ان گزرے دو دنوں میں۔" اس نے فائل پہ نگاہیں دوڑاتے بے تاثر لہجے میں استفسار کیا مگر اس فائل پہ ایک جانب ان کے سائن دیکھ اس کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے اوپر سے نیچے تک وہ کاغذات دو سے تین بار پڑھے تھے جیسے یقین چاہ رہی تھی۔

"ڈیڈی۔" یکلخت اس کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ وہ وہی بیٹھے بیٹھے چلائی تھی۔ اس کے چلانے کا ہی اثر تھا کہ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ اپنے گاؤن کی ڈوریاں کستے نیند میں جھولتے باہر چلے آئے۔ بیلا اپنی جگہ سے اٹھی اور اشتعال کے عالم میں وہ فائل ان کے قدموں میں پھینکی تھی۔

"کیا ہے یہ سب۔" وہ شیشے کی میز پہ رکھا واس زمین پہ پٹختے غرائی۔

"آپ شاہ نور محل کس لیے گئے تھے۔ عمر کے اس حصے میں بھی ہمارے سر پہ ایک ماں لا کر بٹھانا چاہتے ہیں آپ۔" وہ تنفر بھرے لہجے میں بولی۔ قیس گھبرا گیا۔

"تم نے میرے پیچھے اپنے بندے لگائے ہوئے ہیں کیا۔" وہ اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے اب کی بار دو بدو چلائے۔ وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے ان کے نزدیک آئی اور ان کے گاؤن کی ڈوریاں مزید سختی سے کسی تھی۔

آپ کی ہی بیٹی ہوں۔ رہی بات بندے لگانے کی تو شاید آپ یہ بات ہمیشہ فراموش کر جاتے ہیں کہ" جہاں آپ ہونگے وہاں وہاں بیلا کی دو آنکھیں بھی آپ کے ساتھ ہو نگی۔ آپ نے ہی تو سکھایا ہے کہ اپنوں سے متعلق ایک ایک بات کا علم ہونا چاہیے۔" وہ دل جلانے والے لہجے میں بولتی اسے جلا کر راکھ کر گئی۔

یہ کانٹریکٹ پیپر ابھی کے ابھی پھاڑو اور آئندہ آپ شاہ نور محل گئے ڈیڈی تو پھر میں بھول جاؤں گی" میرے اور آپ کے درمیان کیسا رشتہ ہے۔" وہ وارن کرنے والے انداز میں بولی۔ اس کے الفاظ سے شعلے نکل رہے تھے جو مقابل کھڑے قیس کو جھنجھلانے کو کافی تھے۔

میں وہاں آخر کیوں جاؤں گا۔" اس نے کمزور سی مزاحمت کی۔ وہ جاتے جاتے رکی اور پلٹ کر اس کی" آنکھوں میں دیکھا۔

یہ سب ایک بیٹی اپنے باپ سے کہتی بلکل اچھی نہیں لگتی۔ اپنے اندر کے جانور کو مار دیں۔" اس سے" قبل کہ وہ مزید کچھ بولتی موبائل بجنے کی آواز پہ قیس نے اپنے فون کی جانب دیکھا۔ چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔ وہ جوں جوں مقابل سے بات کر رہے تھے چہرے پہ الوہی سی چمک پھیلتی جا رہی تھی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد اس نے فون رکھا اور بیلا کی جانب مڑا۔

پرسوں رات گیارہ بجے میسینا سے برازیل ایک جہاز جارہا تھا جہاں لورینزو کے مطابق ڈائمنڈز کے کئی" کرٹنز بھی ہونگے۔ آگے تم بہتر جانتی ہو کہ تمہیں کیا کرنا ہے شہزادی بیلا۔" وہ چمکتے چہرے سمیت بولتے اسے بھی کھل کر مسکرانے پہ مجبور کر گئے۔اس نے ایک ادا سے ایک ہاتھ سینے پہ رکھتے سر کو خم کیا تھا۔اب وہ دونوں ایک ساتھ بیٹھے آنے والے دن کے بابت بات چیت کرتے ساتھ ساتھ مشروب کو گلاس میں انڈیلتے حلق میں اتار رہے تھے۔

بی۔وئیر آر یو بی۔" باہر سے آتی فانیہ کی غصیلی آواز پہ بیلا نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا جو" خشمگیں نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

پروفیسر مورینو کے ساتھ وہ سب آپ نے کیا ہے نا۔" وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے چلائی۔بیلا کے" ماتھے پہ ایک کے بعد ایک کر کے شکنیں نمودار ہوئی۔

یہ تم کس لہجے میں مخاطب ہو مجھ سے۔" وہ ہاتھ میں موجود گلاس زمین پہ پھینکتے دھیمے سے" چلائی۔فانیہ نے اس دوران ایک بار بھی پلکیں نہیں جھپکی تھی۔بس شکوہ کناں نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

میں آپ سے ایسے ہی بات کروں گی کیونکہ آج آپ یہ ڈیزور کرتی ہیں۔" اس کی بچگانہ بات پہ بیلا" نے ستائشی انداز میں سر تاپا اس کا جائزہ لیا۔

چیونٹی کے بھی پر نکل آئے ہیں لیکن کوئی بات نہیں ان پروں کو کترنے میں ماہر ہوں میں۔" اس کا" لہجہ خود بخود سفاک ہو گیا۔ فانیہ ٹھٹھک کر رک گئی۔

****

"بی آپ بلکل بھی اچھا نہیں کر رہی۔"

کیا اچھا اور کیا برا ہے اس بارے میں چھوڑو فلحال مجھے تم یہ بتاؤ کہ میں کیا ڈیزرو کرتی ہوں۔" وہ" دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اس کے نزدیک آئی اور بے تاثر لہجے میں بولی۔

وہ میرے پروفیسر ہیں بی۔ آپ نے ان کے سر کے بال۔ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کے پیچھے" کس کا ہاتھ ہے تو آپ جانتی ہیں کہ اس کے بعد کیا ہو گا۔ وہ کوئی ایکشن لینے سے بھی گریز نہیں کریں

گے۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ بیلا نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے اپنی بھنویں اچکائیں اور دلکشی سے مسکرائی۔

اور اگر میں یہی چاہتی ہوں تو۔" وہ مزے سے بولی۔"

بی۔" فانیہ بے یقینی کی کیفیت میں بڑبڑائی۔ بیلا کے لبوں پہ ایک کاٹ دار مسکراہٹ آکر ٹھہر گئی۔"

"آپ سر مورینو تک کیسے پہنچی بی۔"

میرے لیے مشکل کام نہیں۔" وہ شانے اچکا کر لاپرواہی سے بولی۔ فانیہ نے تھک ہار کر قیس کی" جانب دیکھا جو ناسمجھی سے ان دونوں کی گفتگو سمجھنے کی کوششوں میں تھے۔

آپ نے یہ سب کیوں کیا بی۔" وہ الجھے لہجے میں بولی۔"

ایک معمولی سے چیلنج کی بدولت تم نے آج میری آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کی جرآت کی ہے۔ اس" چیلنج کی بدولت آگے کیا کیا ہوتا؟ میں یہ قطعی برداشت نہیں کر سکتی فانی بے بی۔" وہ اس کا گال تھپتھپاتے مڑی لیکن فانیہ نے اس کے ہاتھ کو جکڑ لیا۔ بیلا کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔ اس نے ناگوار نگاہوں سے اس کے ہاتھ میں دبے اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

انہوں نے چیلنج ہی ختم کر دیا لیکن اپنی جانب سے مگر اب یہ چیلنج میرے لیے جنون بن گیا ہے اور" اسے مجھے کسی بھی قیمت پہ پورا کرنا ہے بی۔ میں برازیل جاؤں گی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے مضبوطی سے بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔

آر یو شیور۔" وہ اس کے لہجے کی مضبوطی سے کافی حد تک محظوظ ہوئی تھی۔ فانیہ نے اس کے ہاتھ کو" چھوڑتے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کیا اور ہاں میں گردن ہلائی۔

کیا میری اجازت کے بغیر کر لو گی۔" وہ اس کی حالت سے حظ اٹھاتے ہوئے بولی۔ فانیہ نے لحظہ بھر کو" اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

بات وہی کرو فانی بے بی جسے پورا کر سکو۔ میرے بغیر تم کچھ نہیں ہو۔ بھیڑ میں جو لڑکی میرا ہاتھ تھام" کر چلتی ہے وہ کسی دوسرے ملک جائے گی وہ بھی تن تنہا۔" وہ طنزیہ نگاہوں سمیت بولی۔ فانیہ نے لب بھینچے۔

"اگر آپ نے اجازت نہ دی تو شاید میں آپ کے خلاف بھی چلی جاؤں۔"

میں تمہیں اجازت نہیں دوں گی اور نہ ہی تم میرے خلاف جا سکتی ہو کیونکہ اس سے پہلے میں تمہاری جان لینا بہتر سمجھوں گی فانی بے بی۔" وہ اس کے جبڑے کو سختی سے جکڑتے اس کے چہرے پہ جھکتے پھنکاری۔ فانیہ نے حلق تر کیا اور ملتجیانہ نگاہوں سے قیس کی جانب دیکھا۔

وہ جہاں جانا چاہتی ہے تم وہاں اسے کیوں نہیں جانے دینا چاہتی۔" قیس ان کی بحث پہ جھنجھلا گئے۔

اسے وہاں مرنے کیلیے بھیج دوں ڈیڈی۔" وہ سفاکی سے سوال کرتی فانیہ کو ٹھیک ٹھاک خوفزدہ کر گئی۔

آپ دنیا کو اتنا ظالم کیوں سمجھتی ہیں بی۔ دنیا ویسی نہیں ہے جیسا آپ سمجھتی ہیں۔ سب کچھ ویسا نہیں ہوتا جیسا ہم سوچتے ہیں۔ آپ غلط کر رہی ہیں بی۔ مجھے بھی اس زندان سے نکلنے کا حق ہے۔ آپ بھی تو جگہ جگہ جاتی ہیں مجھے بھی جانا ہے مجھے بھی اپنی زندگی جینی ہے۔ میں گھٹ گھٹ کر نہیں جی سکتی۔" وہ آنکھوں میں نمی لیے بولتی اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

تم میرے جیسا بننے کی کوشش میں ہی ماری جاؤ گی فانی بے بی کیونکہ بیلا صرف ایک ہے۔" وہ ہنس کر بولی۔ فانیہ کو اس لمحے وہ کچھ عجیب سی محسوس ہوئی۔

خیر وہ جہاں بھی جانا چاہتی ہے اسے جانے دو۔ اسے مت ٹوکو۔ اس کا بھی زندگی پہ اتنا ہی حق ہے جتنا" ہمارا ہے۔ فانیہ کو اس کے عزائم سے پیچھے مت ہٹاؤ بیلا۔" قیس اب کی بار نہایت سنجیدہ تھے۔ بیلا نے اس کا چہرہ چھوڑ دیا۔ فانیہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

جاؤ تمہیں دی اجازت۔ جہاں جانا چاہتی ہو جاؤ اپنی زندگی جیو جو جی میں آتا ہے کرو۔ کہاں جانا چاہتی" ہو بولو۔" وہ انتہائی نرمی سے بولتی اسے زندگی کی نوید سنا گئی۔ فانیہ کے چہرے پہ خوشگواری چھا گئی۔ وہ ایکدم کھلکھلا کر ہنس دی۔

رئیلی بی۔" اس کی بات پہ بیلا نے سنجیدگی سے سر ہلایا اور ساتھ ہی سیم کو آواز دی تھی۔"

مجھے برازیل جانا ہے بی۔" اس کی اگلی بات پہ بیلا نے چونک کر اسے دیکھا جس کا چہرہ اس کی اندرونی" خوشی کا پتہ دے رہا تھا۔

اس کی ٹکٹ کا انتظام کرو۔ یہ کل ہی یہاں سے روانہ ہو گی۔" وہ بغیر کسی کی جانب دیکھے سیم سے" مخاطب تھی۔ سیم نے ناسمجھی سے بیلا کی جانب دیکھا۔

"بی آپ اسے اجازت کیسے اور تم فانی۔"

"آؤٹ سیم۔" بیلا مسلسل بائیں ٹانگ جھلاتے سرد مہری سے بولی۔ وہ تاسف بھری نگاہ ان سب پہ ڈالتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"میں ابھی اپنی پیکنگ کر لیتی ہوں۔"

"فانیہ۔" اس سے قبل کہ وہ خوشی خوشی زینوں کی جانب بڑھتی بیلا کی پتھریلی پکار پہ اس کے دل کی دھڑکن سست پڑی کیونکہ وہ اس کے پورے نام سے نہیں پکارتی تھی۔

"یو آر گرون اپ ناؤ۔ اب میں تمہیں اپنی ذمہداری سے آزاد کرتی ہوں۔ تم اپنے فیصلے لینے میں آزاد ہو اور ہاں اب بیلا کبھی بھی تمہاری مدد کیلیے پیش نہیں ہو گی۔" وہ ایک تیز مگر تمسخرانہ نگاہ اس کے اڑے اڑے حواسوں پہ ڈالتے اپنا کوٹ درست کرتے وہاں سے نکل گئی۔

"ڈیڈی۔" وہ روہانسے لہجے میں قیس سے مخاطب ہوئی۔

"ابھی غصہ ہے بہل جائے گی۔ جاؤ تم تیاری پکڑو جانے کی۔" قیس نے اسے پچکارا۔ وہ مریل قدموں سے چلتی اپنے کمرے میں آگئی۔ اسے یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ بیلا اپنے فیصلوں میں کس قدر اٹل ہے اور یہی چیز اسے اضطراب میں مبتلا کر رہی تھی۔

****

وہ چھت پہ کھڑی موبائل آسمان کی جانب کرتے سگنل تلاش کرنے کی کوششوں میں تھی کیونکہ ہانیہ کا میسج کسی بھی وقت آسکتا تھا۔ اس نے اضطرابی کیفیت میں نچلا لب دانتوں تلے دباتے ایک آخری کوشش کے تحت فون کان سے لگایا لیکن بے سود۔ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کرتے اس نے چونک کر بائیں جانب دیکھا۔ اگلے لمحے اس کے تیور بدل گئے۔ وہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔

نومی کیسی ہے؟" یہ اس کا کزن شاہ زیب تھا جو مسکراتے ہوئے اس سے مخاطب تھا۔ پھپھو کا گھر" ساتھ ساتھ ہونے کے بدولت ان دونوں گھروں میں اچھی بول چال تھی لیکن نومیہ کو شاہ زیب کی بولتی نگاہوں سے ٹھیک ٹھاک چڑ تھی۔ ابھی بھی اس کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔

ہاں ہاں ٹھیک ہوں۔ تم ٹھیک ہو؟" وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔ "

اگر ٹھیک نہ بھی ہوتا تو تو نے پوچھ لیا نا پھر تو بلکل ٹھیک ہوں۔" وہ ہنس کر بولا۔ نومیہ نے رخ موڑتے " بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

ستا عاشق۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ "

اچھا سن تو نومی تجھے کچھ بتانا تھا۔" وہ جو زینوں کی جانب بڑھ رہی تھی ٹھٹھک کر رکی۔ اس سے پہلے" کہ وہ کچھ بولتا نیچے سے آنے والی طیبہ کی آواز پہ اس نے شکر ادا کیا۔

میں تجھ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔ اماں بلا رہی ہے۔" وہ اسے ٹال کر نیچے بھاگ گئی۔ شاہ زیب" ناک منہ چڑھا کر رہ گیا۔

"ہاں اماں کیا ہوا۔"

تیرا فون ہے۔ سن لے۔" انہوں نے پی ٹی سی ایل کی جانب اشارہ کیا۔ نومیہ تیزی سے فون سٹینڈ کی" جانب بڑھی۔ فون کان سے لگاتے ہی ابھرنے والی آواز ہانیہ کی ہی تھی۔

سارا کام میں نے سنبھال لیا ہے تو بس شام ساڑھے پانچ بجے تک میرے گھر تک پہنچ جائیں۔ آگے کا" کام بے حد آسان ہے۔" ہانیہ کی بات پہ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ مچلنے لگی۔ اس نے ایک چور نگاہ مصروف عشاء اور طیبہ پہ ڈالتے چپکے سے فون رکھا اور دستر خوان کی جانب آ گئی۔

"کیا کہہ رہی تھی ہانیہ۔"

وہ کل ٹیسٹ ہے نا یونی میں تو بس اس کی تیاری کرنی ہے نا ہم نے ساتھ میں۔ بس پوچھ رہی تھی کہ" میں کب اس کے گھر آ رہی ہوں۔ "اس نے بے نیازی سے بولتے ایک چور نگاہ طیبہ پہ ڈالی جو اس کی بات پہ خشمگیں نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"یہ تم کیوں اس کے گھر جانے لگی۔ وہ کیوں نہیں آ سکتی۔"

اماں کیوں میں کیوں اس کے گھر نہیں جا سکتی۔ "اس نے آواز بلند کی۔"

اپنے ابا کو تم مجھ سے بہتر جانتی ہو۔ "انہوں نے صاف ہری جھنڈی دکھائی۔"

ابا کے آنے سے پہلے میں لوٹ آؤں گی نا اماں۔ "وہ منت کرنے والے انداز میں بولی۔ انہوں نے" ایک نظر گھڑی کو دیکھا جو چار بجا رہی تھی۔ وہ اثبات میں سر ہلا گئی۔ نومیہ ان کا گال چومتے کھل کر ہنس دی۔

اچھا ایک خوشی کی خبر تو سنتی جاؤ۔ صبح جب تم یونی تھی اس وقت آپا آئی تھی شاہ زیب کیلیے تمہارا ہاتھ" مانگنے۔ تمہارے ابا بھی وہی تھے وہ تو بھئی اس رشتے سے بہت خوش تھے۔ انہوں نے تو تم سے پوچھے بغیر ہی حامی بھر لی تھی لیکن بھلا ہو شاہ زیب کا جس نے تم سے رضامندی جاننے کا کہا۔ "اماں مزید کچھ

بھی بول رہی تھی لیکن نومیہ کے کان تو سائیں سائیں کر رہے تھے۔اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ایسا کچھ ہو سکتا ہے۔

"اماں میں ابھی پڑھ رہی ہوں مجھے ابھی شادی بلکل نہیں کرنی۔"اس نے کمزور سا احتجاج کیا۔اماں نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اس معاملے میں اب جو بھی بحث ہو اپنے ابا سے کرنا۔مجھے معاف رکھو۔"وہ اسے جھڑک کر بولتے اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔نومیہ ایک کاٹ دار نگاہ ہنستی ہوئی عشاء پہ ڈال کر کمرے میں چلی آئی۔فلحال ہانیہ کا گھر زیادہ ضروری تھا۔ایک اچھا سا سوٹ زیب تن کرتے اس نے بالوں کو سنوارا اور سر پہ ڈوپٹہ اوڑھتے اماں کو اطلاع دے کر باہر نکل گئی۔ہانیہ کا گھر اس کے گھر سے تقریباً دس منٹ کی مسافت پہ تھا۔اگلے دس منٹ میں وہ جب وہ عشاء کے گھر کے باہر پہنچی وہ تو جیسے اسی کی منتظر تھی تبھی جلدی سے گھر سے باہر نکل آئی۔

"بس آج تو تمہاری ملاقات پکی۔"وہ ہنس کر بولتے بائیں آنکھ دبا گئی۔نومیہ کے چہرے پہ سرخی چھا گئی۔

اب جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے ویسے ہی کرنا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا میں نے صبح ثمر کی گفتگو سن لی" تھی۔ وہ آج اسی ریسٹورینٹ میں آنے والے ہیں۔ اگر بات کی شروات ہو جائے تو تمہاری ہی بھلائی ہے۔" وہ اس کے ساتھ چلتے اسے تاکید کر رہی تھی اور نومیہ سنجیدگی سے اسے سن رہی تھی۔

****

شاہ نور محل میں آج ایک بار پھر ایک بھیانک شام اتری تھی کیونکہ آج بھی وہاں نیلامی تھی۔ پچھلی نیلامی میں بھی دو تین لڑکیاں آسانی سے نیلام ہو چکی تھی۔ یہی سب دیکھ حور کا تن بدن سلگ اٹھا تھا۔ ان میں سے کوئی سیاست دان کوئی مافیا سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ اس دن تو کسی نہ کسی طرح واویلا کرتے اس نے اپنی نیلامی ہونے سے روک لی تھی اور اسے روکنے کی اسے بہت بڑی قیمت بھی چکانی پڑی تھی اپنی عزت داؤ پہ لگا کر۔ اس نے گزرے روز شاہ صاحب کے ساتھ رات بیتا کر سب کچھ اپنے ہاتھوں سے ختم کر ڈالا تھا اور وہ پوری رات اس کی روتے روتے گزری تھی۔ آج اس واقعے کو دو دن گزر چکے تھے لیکن وہ بھیانک رات وہ چاہ کر اپنے ذہن سے نہیں نکال پا رہی تھی لیکن آج ہونے والی نیلامی کی تیاریاں دیکھ اس نے لب بھینچے۔

چلو اٹھو تمہیں بھی آج کی نیلامی میں پیش کرنا ہے۔" مارکو اسے دیوار سے چپک کر بیٹھا دیکھ نرمی سے بولی لیکن اس نے مارکو کا ہاتھ جھٹک دیا۔ آنکھوں سے صاف خوف چھلک رہا تھا۔ مارکو نے بے بسی سے اسے دیکھا۔

مم۔ میں نہیں جاؤں گی۔ پپ۔ پلیز مجھے یہاں سے نکال دو۔" وہ مارکو کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ گئی۔

تم یہاں آچکی ہو اور ایک بار جس کے وجود پہ یہاں کی مہر لگ جائے وہ یہاں سے باہر نہیں نکل سکتی۔" مارکو نے اسے سمجھایا۔ حور نے اپنا سر گھٹنوں میں دے دیا معاً کچھ سوچ کر اس نے چہرہ اٹھایا اور مارکو کی جانب دیکھا۔

مجھے نینسی سے ملنا ہے۔" اب کی بار اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ مارکو نے الجھن بھری نظریں اس کے چہرے پہ جمائی جو زردی مائل ہو رہا تھا۔ وہ اسے لیتے سیدھا نینسی کے کمرے کی جانب آئی تھی۔

کون مر گیا ہے یہاں جو یوں دروازہ پیٹ رہی ہو۔" اس نے غصے سے دروازہ کھولا لیکن اس کی ابتر حالت دیکھ مارکو اور حور دونوں نے بے ساختہ نگاہیں جھکائی تھی جواب اپنے شانے سے ڈھلکا سٹریپ شانے پہ ٹکا رہی تھی۔

اسے آپ سے بات کرنی ہے۔" مار کو اسے وہی چھوڑتے باہر چلی آئی۔ نینسی نے سر جھٹک کر اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

"ہاں بول کیا کہنا ہے تجھے۔ کیا آج پھر نیلامی روکنا چاہتی ہے۔" وہ صوفے پہ بیٹھتے گلاس میں مشروب انڈیلنے لگی۔ حور نے انگلیاں مسلی۔

"مم۔ میں نیلامی نہیں چاہتی اپنی۔"

"تجھ سے تیری مرضی پوچھی کس نے ہے۔" وہ مزے سے بولتی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ حور نے لب بھینچے اور آنکھوں میں ابھرتی نمی کو اندر انڈیلا۔

"پلیز آپ میری بات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔" وہ اس کے پاؤں میں گر گئی۔ نینسی مزے سے اس کے چہرے پہ جھکی اور ہاتھ میں تھاما مشروب اس کے سر پہ گرانا شروع کر دیا۔ حور نے بمشکل اپنی سسکیاں دبائی۔

"قیمت کیسے چکائے گی اس کی۔" وہ اس کا چہرہ ٹھوڑی کی مدد سے اونچا کرتے دلکشی سے بولی۔ اس کے لزرتے لب اور پلکیں دیکھ وہ تمسخرانہ مسکرائی۔

مجھے شاہ صاحب کی رکھیل بننا منظور ہے لیکن اپنی نیلامی نہیں۔" یہ الفاظ نجانے اس نے کس منہ سے ادا کیے تھے۔ نینسی صوفے سے پشت ٹکاتے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

لگتا ہے شاہ صاحب نے تجھے بھی بے حد خوش کیا ہے۔"اس کی بے باک اور گھٹیا گفتگو پہ حور کا چہرہ" لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس کا سر تیزی سے نفی میں ہلا۔ وہ چہرہ جھکائے پھوٹ کر رو دی۔

چل جا آج شاہ صاحب سے بات کروں گی میں۔" وہ اسے پیر سے ٹھوکر مارتے آئینے کے سامنے جا" کھڑی ہوئی۔ حور وہی زمین پہ گری چہرہ جھکائے روتی رہی۔ اب اس کی زندگی میں رونا ہی تو لکھا تھا۔

****

آخر کب تک آئے گا وہ۔"نومیہ پچھلے پندرہ منٹ سے کیفے کے داخلی دروازے کی جانب دیکھ رہی" تھی جو آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

حوصلہ کرلو جب کسی سے کام نکلوانا ہوگا تو صبر سے کام لینا پڑتا ہے۔" وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں" بولی۔ اگلے لمحے اندر آنے والے وجود کو دیکھ ان دونوں کی آنکھیں چمک اٹھی۔ وہ دونوں فوراً سے پہلے سیدھی ہو کر بیٹھی تھیں۔ وہ جوان کے ٹیبل کے پاس سے گزرتے اگے کی جانب بڑھ رہا تھا اپنے نام کی

پکار پہ ٹھٹھک کر رکا اور مڑ کر جوں ہی پیچھے دیکھا وہاں بیٹھی ہانیہ اور نومیہ کو دیکھ مسکراتے ہوئے ان کی جانب آیا۔

اارے آپ دونوں یہاں۔" وہ خوشگواری سے بولا۔"

کیسے ہیں آپ ثمر۔" ہانیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولی۔"

آپ ہمیں جوائن کریں نا۔" اس نے کرٹسی نبھائی۔"

بہت شکریہ لیکن میرے کچھ دوست آنے والے ہیں بس انہی کا منتظر ہوں۔" وہ بے حد نرمی سے گویا" ہوا۔ اس دوران نومیہ خاموش تماشائی بنی ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھی۔

ارے جب تک وہ نہیں آتے اس وقت تو آپ جوائن کر ہی سکتے ہیں۔" ہانیہ مسلسل اصرار کر رہی" تھی۔ ثمر کو بھی زیادہ منع کرنا مناسب نہیں لگا تبھی کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔ اس سے قبل کہ ہانیہ اپنی جگہ پہ بیٹھتی اس نے جان بوجھ کر میز پہ رکھا جوس کا گلاس ہاتھ کی مدد سے اپنے کپڑوں پہ گرا دیا۔

اوہو۔ میں واشروم سے آتی ہوں۔" وہ مسکرا کر ان دونوں کو تنہا چھوڑتی وہاں سے چلی گئی جاتے جاتے وہ نومیہ کو تسلی دینا نہ بھولی تھی۔ اس کے جاتے ہی کچھ دیر تک وہ دونوں خاموش تماشائی بنے ایک دوسرے کے بولنے کا انتظار کرتے رہے لیکن پھر ثمر نے خود ہی بولنے کا سوچا۔

آپ سے بہت کم ملاقات ہوتی ہے یونی میں بھی شاید آپ کافی کم گو ہیں۔" نومیہ نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلایا۔

جی میں انجان لوگوں سے زیادہ گھلتی ملتی نہیں۔" وہ اترائی اور دوبارہ اپنے فون کی جانب متوجہ ہو گئی۔"

ویسے آپ پڑھائی میں تو کافی اچھی ہیں ٹیچرز سے کافی تعریف سنی ہے آپ کی۔ اپنے فیوچر کو لے کر" کیا سوچا ہے آپ نے۔" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے بغور اس کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ نومیہ نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا اور فون بند کر کے رکھ دیا۔ اب تو اس کا پسندیدہ ٹاپک چھڑ گیا تھا۔

"کچھ خاص نہیں بس شوبز میں جانے کا شوق ہے مجھے۔"

ڈیٹس گریٹ گھر والے سپورٹ کرتے ہیں آپکو۔" ثمر کو اب کی بار اس کی بات میں دلچسپی ہوئی۔"

ابا تو تھوڑے سے سخت ہیں لیکن میرے منانے پہ شاید مان بھی جائیں لیکن مسئلہ پھر وہی کہ شوبز میں جانا آسان تو نہیں۔" وہ چور نگاہوں سے اسے دیکھتے مظلومیت طاری کرتے ہوئے بولی۔ ثمر نے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ مسکرایا۔ وہ اسے پسند کرتا تھا اور اپنی پسندیدگی وہ اس پہ ایسے بھی تو جتا سکتا تھا۔

آپ کیوں مسکرا رہے ہیں۔" اس کی مسکراہٹ نومیہ کو بہت کھٹکی تبھی ناگواری سے بولی۔"

اگر اس معاملے میں میں آپ کی مدد کروں تو۔" وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھ کر بولا۔ نومیہ کی" آنکھیں کسی احساس کی تحت چمک اٹھی۔ اس سے کام نکلوانا تو بے حد آسان کام تھا۔ وہ اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا گئی۔

"کیا یہ سچ میں آسان ہے۔ آپ میری مدد کر سکتے ہیں۔"

بلکل میرے لیے تو یہ بہت آسان سی بات ہے۔ میری خالہ اور خالہ کی بیٹی بھی شوبز میں ہی" ہیں۔ کہیں گی تو میں آپ سے ان کی ملاقات کروادوں گا۔" وہ آہستہ آہستہ اس کی مشکل آسان کر رہا تھا۔ نومیہ اس عرصے میں پہلی بار کھل کر مسکرائی۔

آپ ایسا کریں اپنا نمبر ایکسچینج کرلیں میرے ساتھ۔" ثمر کی بات پہ نومیہ نے تیزی سے اپنا نمبر اس کے موبائل میں فیڈ کیا تھا۔

اوکے میں اب چلتا ہوں رات تک میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ٹیک کیئر ڈئیر۔" وہ ایک والہانہ مگر محبت بھری نگاہ اس کے مسکراتے چہرے پہ ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔اس کے جاتے ہی نومیہ اس کی بیوقوفی پہ کھل کر ہنس دی۔میز کی جانب آتی ہانیہ نے تعجب سے اسے دیکھا۔

کام ہو گیا ہانیہ ڈئیر۔"نومیہ کے ہنسنے پہ ہانیہ بھی کھل کر مسکرائی۔"

یہ تو اچھا بھلا بیوقوف نکلا ویسے نومی۔ اتنی جلدی مان جائے گا اس بات کا اندازہ نہیں تھا لگتا عشق کرتا ہے تیرے سے۔"اس کی بات پہ نومیہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔آنکھوں میں جیت کا خمار واضح تھا۔جب یہ مرحلہ حل ہو گیا تھا تو آگے کا کام بھی بے حد آسان ہونے والا تھا۔میسج بیل کی آواز پہ اس نے دیکھا جہاں ایک ان نون نمبر سے میسج جگمگا رہا تھا۔ ثمر ہیئر لکھا دیکھ اس نے جواب میں دل والا ایموجی بھیجا جو لمحے کے ہزارویں حصے میں سین بھی ہو گیا۔وہ اپنے شاطرانہ انداز پہ ہنس دی۔

✻ ✻

آج پورے دو دن بعد اسے ہوش آیا تھا۔ اس کی بھاری ہوتی آنکھوں کے پپوٹے ہلے تو اس کے پاس کھڑا گارڈ فوراً باس کو بلانے کیلیے بھاگا۔ اس نے اپنی موندی آنکھیں جوں ہی کھولی وہ سیدھا چھت سے جا ٹکرائی۔ کئی لمحے تو اسے یہی سوچنے میں بیت گئے کہ وہ اس لمحے کہاں ہے۔ اس نے آنکھیں میچ کر کھولی اور اپنا دکھتا سر دونوں ہاتھوں میں تھاما۔ نظریں وہاں سے ہوتے ہوئے پورے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔ انتہائی خوبصورتی سے سجا کمرہ جہازی سائز بیڈ جہاں وہ اس لمحے لیٹا ہوا تھا۔ اس نے حواسوں میں لوٹتے تیزی سے اٹھنے کوشش کی لیکن وجود میں اٹھتی ٹیسوں کی بدولت لڑکھڑا کر وہی گر گیا۔ آنکھوں کے سامنے مسلسل اندھیرا اچھا رہا تھا۔

مم۔ میں اس وقت کہاں ہوں۔" وہ خود سے ہی مخاطب تھا۔ بھاری قدموں کی چاپ پہ اس کا دل ایک" لمحے کو سکڑ کر پھیلا۔ وہ تیزی سے وہاں سے اٹھ کر کونے میں دیوار سے لگ کر بیٹھ گیا اور دونوں ہاتھ کانوں پہ سختی سے جما لیے۔ کسی نے دروازہ کھولا تو وہ آنکھیں میچ گیا۔ پورا وجود بخار کی حدت سے کپکپا رہا تھا۔

کہاں ہے وہ بچہ۔" وہ آدمی شاید اپنے گارڈز پہ چلا رہا تھا۔"

باس ابھی تو یہی تھا۔ ارے وہ رہا باس۔" اس نے ایک بار پھر خود کو سمیٹتے دیوار سے چپکا لیا جیسے ابھی " دیوار میں گھستے ان کے عتاب سے بچ جائے گا۔ اپنے نزدیک آہٹ محسوس کر بھی اس نے آنکھیں نہ کھولی۔

غازی۔" بھاری آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھولی۔ یہ اس کا نام تو" نہیں تھا تو وہ کیوں اسے اس نام سے مخاطب کر رہے تھے۔

کک۔ کون غازی۔ مم۔ میں غازی نہیں ہوں۔" وہ اٹک اٹک کر بولا اور سہمی نگاہوں سے انہیں" دیکھا۔ انہوں نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کے سر کے بالوں کو سہلایا تھا۔

تم غازی ہو۔ میرے غازی ہو تم۔" ان کے لب بے آواز ہلے۔ غازی نے الجھن بھری نگاہوں سے" انہیں دیکھا۔

مم۔ میرا نام مومن ہے۔" وہ دھیمے سے بولا۔ مقابل اس کی بات پہ دھیما سا مسکرایا۔"

اچھا مومن ہی تو غازی ہوتا ہے۔" ان کی گہری بات پہ وہ ساکت رہ گیا۔ اگلے لمحے وہ اٹھ کھڑے" ہوئے۔

چلو اٹھو یہاں سے اور مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا غازی۔" وہ اسے اپنے بازو کے حصار میں لیتے" بیڈ کی جانب آئے اور اسے اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔

کک۔ کیا میں غازی ہوں۔" وہ ابھی تک بے یقین تھا۔"

ہاں تم غازی ہو اور غازی یوں ہکلا کر بات نہیں کرتے۔ وہ سر اٹھا کر بہادری سے بات کرتے ہیں" مضبوطی سے بات کرتے ہیں۔ غازی خود نہیں گھبراتے بلکہ اگلے انسان کو گھبرانے پہ مجبور کرتے ہیں۔ تمہارے نام سے دشمن کانپنا چاہیے تم نہیں۔" وہ اس کے بال سہلاتے نرمی سے اسے سمجھا رہے تھے اور غازی بنا پلک جھپکائے ان کی مہربان شخصیت کو دیکھ رہے تھے۔

آپ کا نام کیا ہے۔" اس کی بات پہ وہ دھیما سا مسکرائے۔"

میرا نام تو حشمت نور ہے لیکن اگر تم مجھے بابا کہو گے تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔" وہ اس کی پیشانی چومتے" محبت سے بولے۔ غازی کا چہرہ اس دوران سپاٹ ہی رہا۔

چلو اب مجھے بتاؤ تم یہاں تک کیسے پہنچے۔" وہ انتہائی دھیمے مزاج کے تھے اسے یہ ماننا پڑا۔ ان کے" چہرے سے نور ٹپک رہا تھا۔ ان کی بات پہ غازی نے شروع سے آخر تک ایک ایک بات ان کے گوش گزار دی۔ چہرے پہ فقط ایک ہی عنصر تھا نفرت کا۔

میں انہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔"آخر میں اس کے لہجے میں تنفر سمٹ آیا۔ حشمت نور تفاخر" سے مسکرائے۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم اپنے دشمنوں کو کبھی معاف نہ کرو۔ جنہوں نے تمہاری زندگی برباد" کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تم ان پہ ایک ایک سانس تنگ کر دو۔غازی کبھی ہارتا نہیں کسی بھی حال میں جیت اپنے نام لکھواتا ہے۔"ان کے لہجے میں فخر تھا۔غازی کے لبوں پہ ایک پر اسرار مسکراہٹ سمٹ آئی۔

دشمنوں کیلیے ان کی موت اور اپنوں کیلیے ان کی زندگی بن جانا تبھی غازی کہلاؤ گے۔"وہ اسے زندگی" جینے کے گن انتہائی پر سکون انداز میں سکھا رہے تھے اور غازی ان کی باتوں کو یوں سن رہا تھا جیسے حفظ کر رہا ہو۔ آنکھوں میں سب کچھ چھین لینے کا عزم تھا۔

اب جہاں جہاں ناانصافی کا بول بالا ہو گا وہاں غازی کا پرچم لہرائے گا بابا۔"حشمت نور اس کی بات پہ" آنکھوں میں نمی لیے مسکرا دیے اگلے ہی لمحے ان کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہوئی اور اس کی جگہ تنفر بھری مسکراہٹ نے لے لی۔

****

اور اگر یہی کام میں شوق اور دل سے کرتی ہوں تو۔" مینا کی باتیں مسلسل اس کے اعصابوں پہ سوار تھی۔ اس نے غصے سے سر کو جھٹکا اور ان تمام بے لگام سوچوں کو خود سے دور کرنا چاہا تھا لیکن ایسی عورت کے ساتھ گزارا کیسے ممکن تھا۔ مگر وہ عورت اس کے بیٹے کی ماں بھی تو تھی۔ یہی سوچ سوچ کر اس کا سر پھٹا جا رہا تھا۔ وہ کرسی سے پشت ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔ ایکدم باہر سے آنے والی آوازوں پہ اس کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا وہ اپنی جگہ سے اٹھتے باہر کی جانب بڑھا لیکن باہر نظر آتے منظر کو دیکھ اس کے چہرے پہ سرد مہری چھا گئی کیونکہ نیلم دمیر کو بری طرح جھنجھوڑتے کچھ بول رہی تھی۔

کیا کر رہی ہیں آپ ماں صاحب۔" وہ ناگواری دباتے ہوئے بولا۔ انہوں نے تمسخر سے ہنستے اس کی" جانب دیکھا۔

کچھ نہیں کر رہی بس اسے سمجھا رہی ہوں کہ اس کا باپ ایک ان وانٹڈ چائلڈ ہے ویسے ہی یہ بھی ایک" ان وانٹڈ چائلڈ ہے۔" وہ بے حد سکون سے اس کے وجود پہ چھریاں چلاتے وہاں سے چلی گئیں۔ ان کے جاتے ہی وہ روتے ہوئے دمیر کی جانب متوجہ ہوا اور اسے بانہوں میں بھرا۔

آپ ان سے کیا کہہ رہے تھے میری جان۔" وہ اس کے بالوں کو سنوارتے سنجیدگی سے بولا اور اسے ساتھ ہی لیے کمرے میں چلا آیا۔ کمرے میں آتے آتے اس کی نگاہ لاؤنج میں ایک ساتھ بیٹھ کر ہنستے مخدوم جاہ غضنفر اور نیلم کی جانب اٹھی تھی۔ چہرے پہ یکلخت سرخی عود آئی۔

"میں نے ان سے بس یہ پوچھا تھا کہ ممی کہاں ہیں۔"

آپ کو ممی سے کیا کام آن پڑا۔" وہ گلاس میں پانی انڈیلتے ہلکے پھلکے لہجے میں بولا۔"

آج سکول میں پیرنٹس ٹیچر میٹنگ تھی۔ وہ آئی ہی نہیں۔" وہ سسکی بھر کر بولا۔ غزوان کا ہاتھ وہی" ساکت رہ گیا۔

باباجانی۔" ایکدم اس کی پرسوچ آواز پہ غزوان اس کے ساتھ آبیٹھا۔"

یہ ان وانٹڈ چائلڈ کیا ہوتا ہے۔" اس کے سوال پہ کئی ثانیے توقف چہرے سمیت وہ کچھ بھی نہ بول پایا" بس خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔

سب کے پیرنٹس آئے تھے کیا سکول میں۔ آپ باباجانی کو لے جاتے نا۔" وہ اس کے بالوں کو سہلا کر" بولتے بات کا رخ سرے سے بدل گیا۔ بچہ ہونے کی بدولت اس نے بھی غزوان کی حرکت کی جانب

دھیان نہ دیا اور اس کے سینے پہ بیٹھتے اسے ایک ایک بات بتانے لگا۔ اگلے آدھے گھنٹے میں تھک ہار کر وہ اس کے سینے پہ سر رکھے ہی سو چکا تھا۔ غزوان نے جھک کر اس کی پیشانی سے لب مس کیے اور اس پہ کمفرٹر درست کرتے اپنی جگہ سے اٹھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور مینا اندر داخل ہوئی۔ غزوان نے دانتوں پہ دانت جماتے اشتعال کو مشکل دبایا۔

"کہاں سے آرہی ہو تم۔"

روز ایک ہی سوال پوچھ کر اکتاتے نہیں ہو کیا تم۔" وہ اس کے ایک ہی سوال پہ چڑ کر بولی۔"

روز ایک ہی سوال پوچھتا ہوں لیکن پھر بھی تمہیں شرم نہیں آتی کہ کسی دن گھر ہی ٹھہر جاؤ۔" اس" کے تیز جملے پہ وہ بلبلا کر رہ گئی۔

تم جیسے کنگلے کے پاس رہ کر مجھے کچھ نہیں کرنا۔ کاش میں نے اس دن تمہارے بجائے غضنفر سے" شادی کی ہوتی تو آج یوں آزادی کیلیے باہر در بدر نہ بھٹکنا پڑتا۔" اس کی بات غزوان کی انا پہ کسی تازیانے کی مانند لگی تھی۔ وہ اس کے سامنے اس کے ہی چھوٹے بھائی کا ذکر کر رہی تھی۔

وہ کسی کا جھوٹا کھانے کا عادی نہیں ہے ڈئیر۔ میں نے تو اب تک گزارا کر لیا وہ تمہیں طلاق دینے میں" ایک لمحہ بھی نہ لگاتا۔ غزوان اور غضنفر میں یہی تو فرق ہے۔" غزوان نے تمسخرانہ لہجے میں اسے

حقیقت کا آئینہ دکھایا تھا۔ مینا کا وجود انگاروں کی لپیٹ میں آ گیا۔ اس نے مٹھیاں بھینچی۔ جو بھی تھا بات تو غزوان کی سو فیصد درست تھی۔

رہی تمہاری ضرورت وہ بھی مجھے بلکل نہیں ہے۔ بات صرف ہمارے بیٹے کی ہے۔ آج تم اس کے سکول جانے والی تھی۔" اب وہ سید ھا مدعے کی بات پہ آتے سختی سے بولا۔

مجھ سے نہیں سنبھالی جاتی اتنی بھاری ذمہداری۔ مجھے ابھی خود زندگی جینی ہے۔ اسے تم ہی سنبھالو۔" وہ ناک منہ چڑھاتے اپنی ہیلز اتارتے صوفے پہ چڑھ کر بیٹھ گئی۔ غزوان ایک جست میں اس تک پہنچا اور صوفے سے کھینچ کر اسے کھڑا کیا تھا۔

وہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ بوکھلا گئی۔

یہ تمہاری ہی اولاد ہے شاید۔" وہ زہر خند لہجے میں بولا۔"

پیدا کر دینا یہی بہت ہے۔ اگر معلوم ہوتا کہ تم بھی اس سے تنگ آ جاؤ گے تو پیدا ہونے سے قبل ہی مار دیتی۔"

اگلے ہی لمحے منہ پہ پڑنے والے تھپڑ کی بدولت وہ اپنی جگہ سے ہل کر رہ گئی۔ اس کا دایاں گال سنسنا کر رہ گیا۔ غزوان نے اس کے سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ایک جھٹکا دیا۔

"میرا ضبط مت آزماؤ مینا بیگم۔ میری خاموشی کو طوفان میں بدلنے میں ایک لمحہ بھی کم ہو گا۔ اس کے بعد تمہاری اوقات کیا ہو گی یہ بات تمہیں اچھے سے ازبر ہے۔" وہ اسے وہی صوفے پہ پھینکتے اپنا نائٹ ڈریس لیتے واشروم میں بڑھ گیا۔ مینا کو زندگی میں پہلی بار غزوان سے خوف محسوس ہوا تھا۔ ماضی کی چند جھلکیاں ذہن کے دریچوں میں کسی فلم کی مانند چلنے لگی تھی۔

****

خاموش فضا میں گاڑی کے ٹائر چرچرانے کی آواز نے ماحول میں چھائے سکوت کو توڑا تھا۔ اٹھتے پانی کے شور سے ماحول میں ہولناکی کا اضافہ ہو رہا تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے کوئی وجود تیزی سے باہر نکلا اور اطراف میں نگاہیں دوڑاتے قدم قیس ولا کی جانب بڑھانے لگا۔

"کیمرہ کی وائرز ڈسکنیکٹ ہو گئی ہے۔" کان میں ابھرنے والی آواز سن وہ وجود شاطرانہ انداز میں مسکرایا۔

پورے قیس ولا میں خاموشی کا راج تھا۔ وہ جو کوئی بھی تھا بہت چونک کر قدم اندر کی جانب بڑھا رہا تھا۔ اپنے وجود کو اچھے سے ڈھکے وہ کشادہ سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔ سیڑھیاں چڑھتے ہی وہ سب سے پہلے بیلا قیس کے کمرے کی جانب بڑھا لیکن باہر کھڑی ملازماؤں کو دیکھ وہ سرعت سے پلر کی اوٹ میں ہو گیا۔ کچھ سوچ کر اس نے بائیں جانب واس زمین پھینکا۔ ملازمائیں فوراً چوکنا ہوتے اس جانب بھاگی۔ ان کے بھاگنے کا فائدہ اٹھا کر وہ ان کی نظروں سے بچتے بیلا کے کمرے میں بند ہو گیا۔ کمرے کے دروازے سے پشت ٹکا کر اس نے گہرا سانس بھرا۔ اب اسے الماری کی تلاشی لیتے اس کیفے کی فائل تلاش کرنی تھی۔ وہ ماہرانہ انداز میں اپنا کام سرانجام دے رہا تھا۔ اگلے بیس منٹ میں وہ پوری الماری چھان چکا تھا لیکن کچھ ہوتا تو ملتا نا۔ اس نے ایک نظر بیڈ پہ سوئے وجود کو دیکھ کھڑکی سے نیچے جھانکا۔ اگلے لمحے اس نے کھڑکی سے کودتے ساتھ لگے پائپ کو سختی سے جکڑ لیا۔ دھیرے دھیرے پائپ کی مدد سے اترتے اس نے ایکدم زمین پہ چھلانگ ماری اور قیس کے کمرے کی جانب بڑھا۔ اس کے کمرے میں جاتے ہوئے اسے بلکل بھی دقت نہیں ہوئی تھی۔ اس کی الماری چھانتے ہوئے وہ فائل اسے اگلے پانچ منٹ میں ہی مل گئی تھی۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔ وہ بھاری قدم اٹھاتے بیڈ کی جانب آیا اور سوئے ہوئے قیس کی جانب جھکا۔

کاؤنٹ ڈاؤن بیگنز۔" وہ اس کی سماعتوں میں سرگوشی کرتے کمرے کی کھڑکی پھلانگ گیا۔ گاڑی میں بیٹھتے اس نے ایک فاتحانہ نگاہ ان فائلز پہ ڈالی اور گاڑی اس کیفے کے اونر کے گھر کی جانب بڑھائی تھی۔

"کون ہے اتنی رات کو۔" اس بوڑھے شخص کی آواز سن وہ وجود ٹھٹھکا۔ دروازہ کھلتے وہ بوڑھا شخص بھی سیاہ لباس میں ملبوس شخص کو اچھنبے سے دیکھنے لگا۔

"کک۔ کون ہو تم۔" وہ آنکھیں ملتے ہوئے بولا۔ اس وجود کی آنکھیں مسکرائی۔

"اینجل۔" اس کی بھاری گھمبیر آواز سن وہ شخص پرسوچ نگاہوں سے اس کے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو دیکھنے لگا جس میں سرخ رنگ کی فائل جگمگا رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس فائل کو دیکھتے اس شخص کی آنکھوں میں جگنو پیدا ہوئے۔ وہ کپکپاتے ہاتھ اس فائل پہ پھیر رہا تھا۔

"یہ کیسے۔"

"شش اٹس آ سیکریٹ۔" بھاری مردانہ آواز پہ اس شخص نے چونک کر نگاہیں اٹھائی لیکن وہ وجود واپسی کیلیے پلٹ چکا تھا۔

اینجل۔" اس شخص کے لب بے آواز سر سرائے۔ آنکھوں میں تشکر کے آنسو جھلملا رہے تھے۔ کیا" اب ان کا کیفے صرف ان کا تھا۔؟

* *

ڈیڈی اس کیفے کی فائل آپ مجھے کب دے رہے ہیں؟" بیلا کے سوال پہ قیس نے چونک کر اس کی" جانب دیکھا جو اپنی گن لوڈ کر رہی تھی۔ وہ میسنی سی ہنسی ہنس دیے۔

کیا کرو گی وہ فائل لے کر تم۔ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو ہی چکا ہے تم بھی سکون کرو اور جو مل رہا ہے اس پہ" گزارا کرو۔" ان کے ٹالنے والے انداز پہ بیلا نے سرد نگاہیں ان کے چہرے پہ ٹکائی۔

"میرے خیال میں مجھے خود ہی آپ کا کمرہ چھاننا ہو گا۔"

تم ایسا نہیں کر سکتی بیلا۔" قیس اب کی بار سخت لہجے میں اسے ٹوک گئے۔"

میں ایسا کر سکتی ہوں اور کرنے جا رہی ہوں ہمت ہے تو روک کر دکھائیں ڈیڈی۔" وہ سرگوشی میں" بولتی اپنی جگہ سے اٹھی اور ان کے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ قیس اس کی تقلید میں چلتے مسلسل کچھ

بول رہے تھے لیکن بیلا نے کچھ بھی نہ سننے کی قسم اٹھا رکھی تھی۔اس کے کمرے میں گھستے ہی وہ سیدھا کمرے سے ملحقہ الماری کی جانب بڑھی۔الماری کھولتے ہی ایکدم اس کی الماری کی ہر چیز زمین پہ آ گری۔بیلا اور قیس دونوں کے چہروں پہ ایکدم ناگواری چھلکی۔ان دونوں کی نگاہیں بیک وقت ایک دوسرے کی جانب اٹھی تھی۔دو تین انتہائی قیمتی مشروب کی بوتلیں عین اس کے قدموں کے نزدیک آر کی۔

"یہ سب کیا ہے ڈیڈی۔اوہ تو اب سمجھی میں وہ تمام پیسہ یہاں اڑا رہے ہیں آپ۔"وہ دبے دبے لہجے میں بولی۔قیس فوراً آگے بڑھا۔

"یہ۔وہ میرے کسی دوست نے دی ہے۔"وہ ہکلا گئے۔بیلا نے جھک کر وہ مشروب اٹھایا اور ناگواری سے زمین پہ گرے کپڑوں کے ڈھیر کو دیکھا۔وہ اس کی نگاہوں میں موجود ناگواری کا عنصر دیکھ چکے تھے۔

"کل میرے سونے تک تو یہ بلکل ٹھیک تھا۔میں نے نائٹ ڈریس پہنا اس کے بعد سو گیا الماری بھی ٹھیک تھی پھر میرے علاوہ کس نے یہ سب کرنے کی جرأت کی ہے۔"وہ ناسمجھی کی کیفیت میں

بڑبڑا رہے تھے۔ بیلا کا ماتھا ٹھنکا۔ اس نے تیزی سے چیزیں الٹ پلٹ کرتے وہ فائل تلاش کرنا شروع کی۔ چہرے کے عضلات تن گئے۔

وہ فائل کہاں ہے ڈیڈی۔" وہ بمشکل خود پہ ضبط کر رہی تھی۔ اب کی بار قیس بھی گھبرا گیا لیکن فائل" ندارد تھی۔

کس کی اتنی جرأت ہو سکتی ہے کہ قیس ولا میں آ کر ہمارے کمروں میں گھسے اور وہ فائل لے" جائے۔"

کہی وہ آپ ہی تو نہیں۔ خود کے بچاؤ کیلیے انسان کچھ بھی کرتا ہے۔" وہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولتی" اس کی جانب قدم بڑھانے لگی۔ قیس نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

ہر چیز کا الزام مجھے دینا بند کرو بیلا۔" وہ کر ختگی سے بولتے اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئے۔ وہ اشتعال کے" عالم میں ہاتھ پہ ہاتھ مارتے باہر کی جانب بڑھی۔ تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

سیم سیم۔" زینے اترتے پورے قیس ولا میں اس کی چنگھاڑتی آواز گونج رہی تھی۔ تمام گارڈز اور" ملازمائیں الرٹ ہو گئی۔ لاؤنج میں پہنچنے تک وہاں سیم بھی پہنچ چکا تھا۔

"واٹ ہیپنڈ بی۔ از ایوری تھنگ از آل رائٹ۔"

کیا ہوا بی سب ٹھیک ہے؟

اس نے سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائیں۔

ڈیڈی کی الماری سے اس کیفے کی فائلز غائب ہیں۔" بیلا کے انکشاف پہ اب کی بار سیم کی آنکھیں بھی" پوری کھل گئی۔

غائب ہیں مطلب۔ یہاں کون آسکتا ہے۔" وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا لیکن اس کے" لبوں کی حرکت بیلا کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

جس نے بھی یہ کام کیا ہے وہ شاید یہ بات فراموش کر گیا ہے کہ بیلا کبھی کچا داؤ نہیں کھیلتی۔ سی سی ٹی" وی فوٹیج دیکھنی ہے مجھے کل رات کی۔" اس کے سفاک لب و لہجے پہ سیم کے لبوں پہ بھی اب کی بار تبسم کھلا۔ وہ تینوں آگے پیچھے کنٹرول روم کی جانب بڑھے تھے لیکن انہیں کمرے کے دروازے کے باہر ہی ٹھٹھک کر رکنا پڑا کیونکہ وہاں گارڈ زمین پہ اوندھے منہ گرا تھا۔ بیلا کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔ وہ تیزی سے کمرے میں گھسی مگر اندر کا منظر دیکھ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

کیا ہوا بی۔" سیم کی آنکھیں بھی کھلی کی کھلی رہ گئی۔"

"تمام وائرز ڈسکنیکٹ کر دی کسی نے۔ ایسا کون کر سکتا ہے وہ بھی اتنی سکیورٹی میں۔"

اگر اتنی سکیورٹی میں بھی یہ کام ہوا ہے تو لازماً یہ اس نے کیا ہے جو قیس ولا کے تمام رازوں سے آشناء" ہے ورنہ جتنا خفیہ ہمارا یہ کنٹرول روم ہے شاید ہی اس محل میں کچھ ہو۔" بیلا کے درست تجزیے پہ وہ دونوں بھی اب کی بار صحمت تھے۔

"آپ پریشان مت ہو بی میں سب سنبھال لوں گا اور جلد ار جلد مجرم بھی آپ کے سامنے ہو گا۔"

تمہیں لگتا ہے کہ میں ان چھوٹی موٹی چیزوں پہ سٹریس لوں گی سیم۔" وہ ہنس کر بولتے اسے بھی ہنسنے" پہ مجبور کر گئی۔ وہ سٹریس لیتی نہیں تھی بلکہ دیتی تھی۔

وہ جو کوئی بھی ہے بس اتنا جان لے کہ شہزادی بیلا کے عتاب سے اب اسے کوئی نہیں" بچا سکتا۔ شہزادی بیلا بس نام کی ہی شہزادی ہے ورنہ اس سے بڑا ڈیول کوئی نہیں۔" وہ اپنی گردن سہلاتے تند لہجے میں بولی۔ اس کی درشت آواز پہ ان دونوں کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ بیلا دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے سیم کے نزدیک آئی۔ سیم اسکی اس قدر نزدیکی پہ سانس روک گیا۔ دل میں دھکم پیل ہو رہی تھی۔

ویسے میں ٹھیک کہ رہی ہوں نا سیم یہ کام کسی اپنے کا ہی ہو سکتا ہے نا۔" وہ اس کے گال پہ اپنی انگلی" پھیرتے ہوئے عجیب سے لہجے میں اس سے سوال کر رہی تھی۔ سیم نے پلکیں جھپکائی جیسے اس کی بات سے اتفاق کیا ہوا۔ اس کی موجودگی میں ویسے ہی اس کا حلق سوکھ جاتا تھا۔ بیلا اثبات میں سر ہلاتے مڑی اس سے پہلے کہ سیم اس کے ہٹنے پہ تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کرتا ایک زور دار جھٹکا لگنے کی بدولت وہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور سیدھا صوفے پہ جا گرا۔ بیلا نے اس کی ٹانگ پہ یوں کک کی تھی کہ وہ سنبھل نہ پایا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ سیم کے اطراف میں رکھتے اس کے چہرے پہ جھکی۔ سنہری بال کسی آبشار کی مانند اس کے شانوں پہ بکھر گئے۔

وہ تم بھی تو ہو سکتے ہو نا سیم۔" وہ اپنی بیلٹ میں لگا چاقو نکالتے اس کے ماتھے سے ٹھوڑی تک لکیر بناتے" ہوئے پر اسرار لہجے میں بولی۔ سیم نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔

بی۔" اس نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔ بیلا کھل کر ہنس دی۔"

مجھے نیچا دکھانے کیلیے سب کچھ کر لینا مگر مجھے دھوکا مت دینا کبھی کیونکہ اس دھوکے سے میری جان" جاتی ہے اور جب میری جان جاتی ہے تو اگلے کی جان تو جاتی ہی جاتی ہے۔ کیوں ڈیڈی۔" اس نے ذرا سی نگاہیں اٹھاتے قیس کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ گڑبڑا گئے۔ بیلا اس سے پہلے ان کے یوں گھبرانے پہ

ہنستی زینے اترتی فانیہ کو دیکھ اس کے لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ آنکھوں میں سرد سا تاثر عود آیا۔ ہاتھوں کی مٹھیاں اتنی زور سے بھینچی کہ پشت پہ موجود رگیں ابھر کر نمایاں ہونے لگیں۔ سیم نے بغور اس کے تاثرات کا جائزہ لیا تھا.

"بی میں نے ساری تیاریاں۔"

تم نے اس کی ٹکٹ بک کروادی۔" بیلا نے سکون سے بیٹھتے سیم کو مخاطب کیا۔ فانیہ کے مسکراتے لب" سمٹ گئے۔

ویسے جس مخصوص شخصیت کے پاس تم جانا چاہتی ہو لازماً اس کا نام بھی سوچا ہو گا تم نے۔" اب کی بیلا" براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

جی اس کا نام غازی ہے۔" فانیہ کی بات پہ جہاں بیلا سیدھی ہو کر بیٹھی وہی قیس اور سیم نے ہونقوں کی" طرح اسے دیکھا۔

تم سے پہلے بھی وہاں کچھ لوگ جا چکے ہیں جو غازی کا انٹرویو لینا چاہتے تھے انہیں کیا ملا جانتی ہو صرف" موت۔" قیس کے انکشاف پہ فانیہ نے بے ساختہ جھرجھری لی۔

مجھے تھوڑی نا ماریں گے وہ میں تو اتنی معصوم ہوں۔ کچھ ایسا بھی نہیں کرتی جس کی وجہ سے انہیں اعتراض ہو۔" بیلا نے تمسخر سے ہنستے سر جھٹکا۔

" بی آپ مجھے ایسے نظر انداز کیوں کر رہی ہیں۔" فانیہ ایکدم اس کے گھٹنوں پہ ہاتھ رکھے زمین پہ بیٹھ گئی۔ بیلا نے اپنا گھٹنا اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

" جب چھوٹے یوں آنکھوں میں دیکھ کر بات کرنے لگے تو پھر سمجھ جانا چاہیے کہ انہیں اپنے بڑوں کی ضرورت نہیں رہی۔ میں نے بھی تمہاری جانب سے اپنے قدم پیچھے لے لیے ہیں فانیہ۔ اب اگر کبھی تمہارے قدم لڑکھڑائے بھی تو بیلا کبھی پیچھے لیے ہوئے قدم واپس آگے نہیں بڑھائے گی۔" اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ فانیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ وہ وہاں سے اٹھی اور اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ غازی نام مسلسل اس کے ذہن میں لہرا رہا تھا۔

****

" ابا مجھے ابھی شادی نہیں کرنی۔ ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔"۔ وہ ابا کے سامنے چہرہ جھکائے کھڑی خود ہی اپنا مقدمہ لڑ رہی تھی۔ انہوں نے عینک کی اوٹ سے غصیلی نگاہ اس پہ ڈالی۔

اور تجھے یہ کیوں لگا کہ میں تیری بات مانوں گا۔ باپ ہوں تیرا میری ماں بننے کی کوشش نہ کر۔" وہ الٹا اسی پہ برس پڑے۔ نومیہ نے لب بھینچے۔

ابا اسلام میں بھی لڑکیوں سے ان کی مرضی پوچھی جاتی ہے۔ آپ تو نماز و روزے کے پابند ہیں نا" اسلام اور دین کے متعلق اتنا تو جانتے ہی ہونگے پھر آپ اس چیز کو اتنا ہلکا کیسے لے سکتے ہیں۔" اس کے طنز کو ابا نے بمشکل ہضم کیا تھا۔

اسی لیے ڈرتا تھا میں اسے یونی بھیجنے سے لو دیکھ لو تمہاری صاجزادی کو زبان لگ گئی ہے بہت اچھے سے" اب باپ کے سامنے زبان چلائے گی۔ میرے ساتھ فضول کی بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور میں کل ہی آپا کو شاہ زیب کے رشتے کیلیے رضامندی دے رہا ہوں۔ تیرے سے تو مجھے پوچھنا ہی نہیں چاہیے تھا۔ بس نکاح سے ہفتہ پہلے بتا دیا جاتا تو بہت ہوتا۔" ان کی بات پہ نومیہ کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں انہیں دیکھا۔

ایسے کیسے کہیں بھی شادی کر دیں گے آپ میری۔ میں وہاں شادی نہیں کروں گی۔ میں یونی جاتی" ہوں اور وہ صرف میٹرک پاس ہے کہاں اس کا میرا جوڑ۔ آپ خود ہی پھپھو کو منع کر دیں ورنہ میں خود

ہی جا کر انہیں انکار کر دوں گی۔" وہ بد تمیزی کی تمام حدیں پھلانگتے ہوئے بولی۔ طیبہ نے قہر برساتی نگاہوں سے اس کا باغی انداز دیکھا۔

نومیہ تمیز کے دائرے میں رہ کر بات کرو ورنہ کل سے تیرا یونی جانا بند۔" طیبہ کی دھمکی پہ بھی اس پہ" خاطر خواہ اثر نہ ہوا وہ تمسخر سے ہنس دی۔

"اب زبردستی کی شادیوں میں ایسی دھمکیاں لگائی جائے گی۔"

طیبہ میں کل ہی آپا سے بات کروں گا جہاں جانا ہے اسے جائے لیکن اگلے ایک ہفتے میں یہ اس گھر" سے بیاہ کر وہاں جائے گی آگے شاہ زیب کی مرضی وہ اسے پڑھانا پسند کرتا ہے یا نہیں۔" ابا حتمی اور کرخت لہجے میں بولتے وہاں سے اٹھ گئے۔

تو نے اپنے لیے خود ہی یہ راہ چنی ہے باجی۔ ایسے معاملات یوں لڑ جھگڑ کے نہیں حل کیے جاتے۔ تمیز" سے بھی مخاطب ہوا جا سکتا تھا اور تحمل سے اپنی بات منوائی بھی جا سکتی تھی لیکن خیر اب تم پیا دیس سدھارنے کی تیاری کرو۔" عشاء سر جھٹک کر بولتے وہاں سے چلی گئی۔ اماں تو پہلے ہی ابا کے پیچھے جا چکی تھی۔ وہ اب صحن میں تن تنہا کھڑی آنے والے وقت کے بابت سوچ رہی تھی۔

مجھے جلد از جلد کچھ کرنا ہو گا۔ میں اپنی خواہشات کو مرنے نہیں دے سکتی۔" وہ آنکھوں میں مخصوص چمک لیے بولی۔

میں نے اپنی خالہ سے بات کی ہے وہ اس معاملے میں آپ کی مدد ضرور کریں گی۔" وہ رات کو سونے کیلیے بستر پہ آکر بیٹھی اور موبائل تھاما تو وہاں ثمر کا میسج جگمگا رہا تھا۔ اس کے لب خوبصورت مسکراہٹ میں ڈھلے۔ اس نے جلدی سے میسج ٹائپ کیا۔

کل آپ یونی کے بعد اس کیفے میں مجھے ملیے گا۔ میں اپنی خالہ سے آپکی ملاقات وہیں کرواؤں گا لیکن" فلحال کسی کو بتاییٔے گا مت میں نہیں چاہتا کہ کوئی آپ کے خوابوں کا مذاق اڑائے۔" اس کا میسج پڑھ کر اس نے اوکے کا میسج سینڈ کیا اور موبائل آف کرتے لیٹ گئی۔ آنکھوں میں بے تحاشہ جگنو جگمگا رہے تھے۔ کیا اس کے خواب پورے ہونے والے تھے۔ کاش اس کی زندگی میں اس ان پڑھ شاہ زیب کی جگہ ثمر ہوتا تو وہ زندگی کے ہر موڑ پہ سپورٹ کرتا۔ وہ انہی سوچوں کی یلغار میں بہتے آنکھیں موند گئی۔

****

ہر جگہ گھومو پھرو جو جی میں آتا ہے کرو میری جانب سے تمہیں کوئی پابندی نہیں ہے بس تمہیں" واپس یہی لوٹ کر آنا ہے غازی۔ تمہاری اصل جگہ اور پہچان یہی ہے۔" حشمت نور کی بات پہ غازی نے سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

یہ رکھو اپنے ساتھ اور اسے ہمیشہ اپنے ساتھ ہی رکھنا میری جانب سے دیا گیا تحفہ سمجھ کر۔" اس نے" بغیر ڈرے وہ پسٹل حشمت نور کے ہاتھوں سے لے لی تھی۔ اگلے لمحے اس کے لبوں پہ کھلتی دلفریب مسکراہٹ دیکھ حشمت نور بھی مسکرائے۔

کیا تمہیں یہ پسند آیا۔" وہ اس کے ہنسنے پہ محظوظ ہوئے۔"

یہ میرا آپ کی جانب سے دیا گیا پہلا اور سب سے پسندیدہ تحفہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہر سال آپ" مجھے یہی تحفہ دیں۔" اس کی معنی خیز بات پہ حشمت نور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ انہوں نے اسے ساتھ لگاتے اس کی پیشانی چوم ڈالی۔

آج تمہارا ایک امتحان ہے۔ یہ نقشہ اپنے ساتھ رکھو اور جہاں جی چاہتا ہے وہاں گھومو۔ آج برازیل پہ" صرف تمہاری شہنشاہت ہے۔" ان کی بات پہ سر کو خم کرتے تیرہ سالہ غازی نے قدم اس محل سے باہر نکالا تھا لیکن آج باہر کی رنگینیوں کو دیکھ کر وہ ذرا بھی نہ گھبرایا تھا بس آنکھوں میں ایک مخصوص

چمک رقصاں تھی۔ دنیا فتح کر لینے کی چمک۔ دشمنوں کو نیست و نابود کر دینے والی چمک۔ چلتے چلتے نجانے کیوں اس کے قدم ایک گودام کے باہر تھمے تھے۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ اس جانب متوجہ ہوا اور قدم اندر بڑھانے لگا۔

یہ کیوں نہیں بیچے تو نے۔ وہ وہی آدمی تھا۔ غازی کی آنکھوں میں اپنے ساتھ کیا گیا ایک ایک ظلم کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔ پسٹل کو بیلٹ میں اڑستے وہ مضبوط قدم اٹھاتے ان کی جانب بڑھنے لگا۔

"یہ کیوں نہیں بیچا تو نے۔"

مجھ سے نہیں ہوتا یہ کام۔ اس میں سے گندی سمیل آتی ہے۔"۔ وہ بچہ روتے ہوئے کہہ رہا تھا۔"

تو وہ گندی سمیل ہی تو کام کی ہے۔ اسی وجہ سے تو لوگ ڈرگس کے عادی ہونگے۔" وہ اس کے چہرے" پہ تھپڑ مارتے ہوئے بولا۔ وہ بچہ لڑکھڑا کر دور جا گرا۔ غازی سپاٹ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔

تیرے ہاتھوں میں کٹس لگا رہا ہوں میں۔" وہ بچہ روتا بلکتا فریاد کرنے لگا لیکن وہ اس کی ہتھیلی پہ" مسلسل کٹس لگا رہا تھا۔ غازی سے مزید ضبط نہ ہوا تو قدم اس کی جانب بڑھانے لگا۔ بھاری بوٹ کی آواز پہ وہ آدمی سیدھا ہوا تو نگاہیں سیدھا غازی سے جا ٹکرائی۔

ارے تو کہاں سے آیا۔ تو بھاگ گیا تھا نا۔" وہ آدمی چھلانگ مار کر نیچے اترا۔"

بھاگ تو گیا تھا لیکن اب واپس لوٹا ہوں تیری موت کو ساتھ لیے۔" اس کے پر اسرار لہجے پہ وہ آدمی" ذرا نہ گھبرایا بس بلند بانگ قہقہہ لگاتا رہا۔

"چھوڑ اس بچے کو۔"

اب تجھ جیسے بچے سے ڈروں گا میں۔ اتنے برے دن آ گئے کیا میرے۔" وہ اسے پیچھے دھکا دیتے" ہوئے بولا۔ غازی نے بیلٹ پہ لگی پسٹل پہ اپنی گرفت مضبوط کی۔

"مطلب تو نہیں چھوڑے گا اس بچے کو۔"

نہیں بلکہ تو بھی اس کے ساتھ میری شاگردی میں رہے گا۔" وہ خباثت سے بولا۔ غازی چالاکی سے" مسکرایا اور پسٹل ایک جھٹکے سے باہر نکالی تھی۔

کہاں سے ڈھونڈا یہ کھلونا۔" اس سے قبل کہ وہ غازی کا مذاق اڑاتا اس پسٹل سے نکلتی گولی سیدھا اس" آدمی کے دل کے مقام پہ پیوست ہوئی تھی۔

ارے اس کھلونے میں سے تو گولی بھی نکلتی ہے۔" وہ مصنوعی حیرت سے بولتے قہقہہ لگا کر ہنس" دیا۔ گولیاں چلنے کی آواز پہ وہ دونوں لڑکے سہم کر اس کی اوٹ میں ہو گئے۔ اپنے ہاتھ سے گلوز اتارتے وہ جھکا اور انہی گلوز کو اس کے ادھ کھلے منہ میں ڈالے تھے۔ اس کی آنکھیں ابھی بھی مکمل واں تھی۔

میں سچ میں ایک اچھا مددگار واقع ہوا ہوں۔" وہ خود ساختہ تعریف پہ کھل کر ہنس دیا۔"

کیا تمہارا فرض نہیں کہ جان بچ جانے پہ میرا شکریہ ادا کرو؟" وہ اب اس بچے کی آنکھوں میں دلچسپی" سے دیکھ رہا تھا۔

آپ سچ میں اچھے انسان ہیں کیا۔؟" اس بچے کی آنکھوں میں خوف لاحق تھا۔"

"میں اتنا اچھا انسان ہوں کہ لوگ مجھ جیسے اچھے انسان سے خوفزدہ ہوتے پناہ مانگیں گے۔"

ایسا کیوں۔" وہ بچہ اب کی بار اس کا ہاتھ تھام گیا۔"

کیونکہ ایسا اچھا انسان ایک صدی میں ایک ہی بار جنم لیتا ہے۔" اس کے لہجے میں ایک عزم تھا کچھ کر" دکھانے کا۔

چلیں۔" غازی نے اس بچے کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔اس بچے کی سوالیہ نگاہیں اس کے چہرے پہ "
جمی تھی۔

میری دنیا میں۔" غازی کی بات پہ بچے نے مزید کوئی سوال کیے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کی ہتھیلی میں رکھ "
دیا اور اسی پل اس لمحے سے غازی کی ایک انوکھی داستاں کا آغاز ہونا تھا۔

****

تم کہاں جا رہی ہو۔" اسے بیگ تھاما دیکھ ہانیہ نے استفسار کیا تو وہ گڑبڑا گئی۔ "

مجھے آج جلدی جانا ہے گھر کچھ ضروری کام ہے۔" وہ رجسٹر سمیٹتے ہوئے بولی۔ہانیہ نے مشکوک "
نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم سچ بول رہی ہو نا۔"

میں کیوں جھوٹ بولنے لگی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی اور اسے اللہ حافظ کہتے وہاں سے "
نکلتی چلی گئی۔ہانیہ نے اس کی پشت کو دیکھ شانے اچکائے اور کلاس لینے چل دی۔یونی سے نکلتے ہی وہ

بس کے ذریعے ثمر کے بتائے گئے کیفے پہنچی اور سیدھا اندر چلی گئی۔ ثمر کو ڈھونڈنے کیلیے اسے زیادہ تردد نہ کرنا پڑا وہ اسے سامنے سے ہی آتا دکھائی دے دیا تھا۔ وہ مسکرا اٹھی۔

شکر ہے آپ آگئی ورنہ مجھے لگا تھا کہ آپ نہیں آئیں گی۔"

ارے میں کیوں نہیں آؤ گی۔ آپ نے اتنے مان سے بلایا تھا۔" وہ مسکرا کر بولی۔ ثمر نے اس کے لیے" کرسی کھسکائی تو وہ جگہ سنبھال گئی اور متلاشی نگاہیں اطراف میں گھمائی۔

کیا ہوا کسے ڈھونڈ رہی ہیں۔" وہ اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے بولا۔"

نہیں وہ میں آپ کی خالہ کو۔" وہ گڑبڑا کر تصحیح کرا اٹھی۔"

ہاں وہ دراصل وہ آنے والی تو تھی لیکن آپ جانتی ہیں جس شعبے سے وہ تعلق رکھتی ہیں وہ اچانک ہی" کسی ڈائیریکٹر اور پروڈیوسر کی کال آجاتی ہے تو انہیں جلد بازی میں جانا پڑتا ہے انکار بھی تو نہیں ہوتا۔" وہ پشیمانی سے گویا ہوا۔ نومیہ نے پریشانی سے اس کی جانب دیکھا۔

"کیا مطلب وہ اب نہیں آنے والی۔"

جب آپ اس شعبے میں جائیں گی تو آپ کو بھی اندازہ ہو جائے گا۔" ثمر کی بات کا خاطر خواہ اثر یہ ہوا" کہ وہ سب کچھ بھولتے مسکرا دی۔

تو آپ مجھے منع کر دیتے آنے سے۔" وہ اس کی والہانہ نگاہوں سے گھبرا کر جھجکتے ہوئے بولی۔"

مجھے آپ سے تنہائی میں ملاقات کرنی تھی جہاں ہانیہ نام کا کانٹا ہمارے درمیان نہ ہوتا۔" وہ ہنستے" ہوئے بولا۔ نومیہ بھی اس کی بات سن جھینپ گئی۔

دراصل مجھے آپ سے ایک بہت ضروری بات کرنی تھی۔ میں نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ آپ کو ناگوار" گزرے میری بات لیکن میں آپ کو پسند کرتا ہوں اب سے نہیں شروع سے ہی جب سے آپ کو یونی میں پہلی بار دیکھا تھا اور آپ سے شادی بھی کرنا چاہتا ہوں۔" اس کی بات پہ نومیہ نے فق چہرے سمیت انگلیاں چٹخائی اور خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔

کیا ہوا آپ ٹھیک ہیں؟"۔ اس کے اُڑے حواس دیکھ ثمر نے تفکر بھرے لہجے میں پوچھا۔ وہ جھجک" کر مسکرا دی۔

میں اپنے گھر والوں کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔" اس کی اگلی بات پہ نومیہ کا سانس سینے میں ہی" اٹک گیا۔

کک۔ کیا مطلب نہیں نہیں ابھی نہیں میرے ابا نے فلحال میرے رشتے کا ذکر چھیڑا ہوا ہے میرے" گھر پھپھو کے بیٹے کے ساتھ۔ ان کا مکمل ووٹ اس جانب ہے۔" وہ پریشانی سے گویا ہوئی۔

تو کیا آپ بھی اس سے محبت یا پسند کرتی ہیں۔" ثمر کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس" ہوئی۔

نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو اتنا پڑھا لکھا بھی نہیں۔ وہی پرانی سوچ کا مالک۔ مجھے تو شوبز میں بھی" کام نہیں کرنے دے گا وہ۔" وہ انگلیاں مسل کر بولتے اسے اپنا رازداں بنانے لگی۔ ثمر نے پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

شوبز میں تو آپ جائیں گی یہ میرا آپ سے وعدہ ہے اور ثمر کیا گیا وعدہ ضرور نبھاتا ہے۔ اس کیلیے" چاہے ہمیں کچھ بھی کرنا پڑے۔" وہ اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے نرمی سے گویا ہوا۔ اس کے تسلی آمیز لہجے پہ وہ بھی گہرا سانس بھرتے مسکرا دی۔

"کیا آپ اس میں میرا ساتھ دیں گے۔"

بلکل۔ اپنے ابا کو منانے کی کوشش کریں لیکن اگر وہ نہیں مانتے تو پھر ہمیں کچھ انتہائی قدم اٹھانا" ہو گا۔ امید ہے آپ میرا ساتھ دیں گی۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے نجانے اسے کیا جتانا چاہ رہا تھا۔ نومیہ نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلایا۔

" چلیں پھر کوشش جاری رکھیں۔"

لیکن وہ تو میری شادی اسی ہفتے کو کرنا چاہتے ہیں۔ " اچانک یاد آنے پہ وہ بولی۔ اس کے چہرے سے " اضطراب صاف جھلک رہا تھا۔

اگر ہم آپ کی شادی والے دن بھاگ جائیں تو یا پھر اگر میں کہی غائب کروادوں آپ کو تاکہ کسی کو" شک بھی نہ ہو اور وقت بیت جانے کے بعد جب آپ گھر واپس لوٹیں گی تو آپکی پھپھو کبھی بھی آپ کو اپنانے پہ تیار نہیں ہونگی۔ اس طرح میں جلد بازی میں آپ سے نکاح کرلوں گا۔" اس کی بات پہ نومیہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ حلق تر کرگئی معاً موبائل پہ آتی عشاء کی کال دیکھ وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھی۔

مم۔میں رات میں آپ سے بات کروں گی۔"وہ جلد بازی میں اپنا موبائل بیگ میں ڈالتے بیگ شانے"

پہ لٹکا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور بمشکل مسکرا کر بولتے تیزی سے باہر بڑھی۔ثمر نے تشویش

کے عالم میں اس کی پشت کو تکا تھا۔

****

کالی رات مزید کالی ہوتی جا رہی تھی لیکن اس کی آنکھوں میں نیند کا شائبہ تک نہیں تھا۔وہ سیگریٹ لبوں میں دبائے دھواں فضا میں چھوڑتے مسلسل اٹھتے پانی کے شور کو اپنے اعصابوں پہ گرتا محسوس کر رہی تھی۔

جب اس کے جانے سے اس قدر پریشان ہیں تو بھیجنے کا مقصد۔"سیم کی آواز پہ بھی اس نے اپنی بند" آنکھوں کو نہ کھولا بس اپنی کرسی ہلاتی رہی۔

میں پریشان نہیں ہوں بس وقت گزار رہی ہوں۔"اس نے فضا میں دھوئیں کا مرغولہ چھوڑا اور" سرد مہری سے اسے جواب دیا۔سیم نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

سیگریٹ پینا چھوڑ کیوں نہیں دیتی آپ بی۔"سیم اس کی انگلیوں میں جلتا سیگریٹ دیکھ ناگوار لہجے میں" بولا۔

ایک یہی چیز تو لطف دیتی ہے لو تم بھی پیا کرو بہت لطف آئے گا تمہیں بھی۔" اس نے مزے سے بولتے سیگریٹ اس کی جانب بڑھایا لیکن وہ نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

ذرا یہ مشروب تو انڈیلنا اس گلاس میں۔" وہ ایک بار پھر کرسی سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند گئی۔ سیم" نے اس کے حکم پہ مٹھیاں سختی سے بھینچی۔

"سارے غلط کام آپ میں ہی کیوں ہیں بی۔"

جب خود بری ہوں تو عادتیں بھی تو بری ہی ہونگی نا میری جان۔ برائی راس آگئی ہے مجھے۔ اچھائی سے" کوفت ہوتی ہے۔" اس نے ایک بار پھر گہرا کش بھرا اور برف کی کیوبز گلاس میں ڈالی تھی۔ سیم نے جوں ہی مشروب گلاس میں انڈیلا وہ ایک ہی سانس میں خالی کر گئی۔ سیم نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"آپ کی فلائٹ ہے دو گھنٹوں میں۔"

ہاں ٹھیک ہے لیکن پہلے کلب جانا ہے مجھے لورینزو سے ملاقات ہے میری۔ اسی بہانے تم بھی نظاروں" سے لطف اندوز ہو جانا۔" وہ بائیں آنکھ دبا کر بولتی مزے سے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ اس دوران سیم کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔

فانیہ کو اس متعلق کچھ بھی علم نہیں ہونا چاہیے۔" وہ اپنے نائٹ ڈریس کی ڈوریاں کستے ہوئے "
بولی۔اس کی سرخ و سفید پنڈلیوں کو دیکھ سیم نے نگاہیں چرائیں۔

گاڑی نکالو میں دس منٹ میں آتی ہوں۔" وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتی لڑکھڑاتے قدموں سمیت "
چلتی کمرے تک آئی تو ملازمائیں اس کا لباس پہلے ہی واشروم میں لگا چکی تھی۔اگلے دس منٹ میں وہ
گھٹنوں سے ذرا سا نیچے آتا سرخ رنگ کا گاؤن زیب تن کئے بالوں کو کرلز ڈالے نک سک سی تیار
تھی۔لبوں پہ نیوڈ سا شیڈ لگاتے اس نے لامبی پلکوں پہ مسکارہ لگایا جو ان انکھوں کو مزید دو آتشہ بناتا
تھا۔

ہیل کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز پہ لاؤنج میں کھڑے سیم نے جوں ہی نگاہ اٹھائی زینے اترتی بیلا پہ جم
کر رہ گئی۔اس کے نیم عریاں شانے دیکھ سیم ضبط کے کڑے مراحل طے کر کے رہ گیا۔

لیٹس گو۔" وہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلاتے آنکھوں میں گوگلز لگاتے باہر کی جانب بڑھ "
گئی۔

"مجھے وہاں ڈراپ کر کے تم فانیہ کو پہلے ائیرپورٹ پہنچاؤ گے۔"

جی بی۔" وہ سنجیدگی سے اثبات میں سر ہلا گیا لیکن اس دوران اس نے ایک غلط نگاہ بھی اس پر نہیں ڈالی تھی۔ آئز کلب پہنچتے ہی وہ جوں ہی گاڑی سے باہر نکلی اطراف میں موجود لوگوں کی نگاہیں بیک وقت اس کی جانب اٹھی تھی۔ اپنی پشت پہ لاتعداد گارڈز لیے وہ ناک کی سیدھ میں شاہانہ چال چلتی کلب کی جانب بڑھ رہی تھی۔ اندر وہی شور شرابہ اور رنگینیاں تھی جو کلب کا حصہ ہوتی ہیں۔ وہ ان سب چیزوں کو نظر انداز کرتے کلب کے ایک سیٹنگ ایریا کی جانب بڑھی تھی۔

اوہ مائے ڈیئر بیلا۔" لورینزو چمکتی نگاہوں سے اسے دیکھ والہانہ انداز میں اس کی جانب بڑھا لیکن وہ" ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک گئی تھی اور اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ کر پیچھے دھکیلتی سکون سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے اس کے عین سامنے رکھے صوفے پہ بیٹھ گئی۔ لورینزو نے لب بھینچے۔

کیوں بلایا مجھے یہاں۔" وہ آس پاس کے نظاروں سے لطف اندوز ہوتے ڈانس فلور پہ نگاہیں جمائے" بیٹھی تھی جہاں کئی پول ڈانسرز دل پھینک عاشقوں کو لبھانے میں مصروف تھی۔

وہ قیمتی ہیروں کا ہار میں جانتا ہوں چرانے والا کوئی اور نہیں تمہارا باپ ہے۔ مجھے بس وہی واپس چاہیے" اگر وہ واپس نہ ملا تو مجھے تمہارے باپ کو پکڑواتے ہوئے ذرا برابر بھی شرمندگی نہیں ہو گی۔" لورینزو کی بات پہ وہ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے طنزیہ مسکرائی۔

آر یو شیور لورینزو۔ "اس نے بولتے ساتھ ہی اپنی ہتھیلی عقب میں کھڑے گارڈ کی جانب پھیلائی" تھی۔ مقابل نے اس کے ہاتھ میں ایک ڈیوائس رکھی تھی۔

لو کنیکٹ کرواسے اپنے موبائل سے اور اس کے بعد تمہارا فیصلہ جاننے میں مجھے خوشی ہوگی۔ "وہ" ٹرے میں سے ایک مشروب کا گلاس اٹھاتے لبوں سے لگاتے شاطرانہ لب ولہجے میں بولی۔ لورینزو نے اس کے کہنے پہ عمل کیا تھا لیکن اگلے لمحے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"تت۔ تمہاری اتنی جرات بیلا قیس۔"

شہزادی بیلا قیس۔ "وہ بپھر کر اس کی تصحیح کر اٹھی۔"

میں وہ داؤ کھیلتی ہوں جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔ "اس ویڈیو میں وہ اس وقت کسی" کلب کے کمرے میں ایک لڑکی کے ساتھ نازیبا حالت میں موجود تھا۔

سوچو یہ ویڈیو جب وائرل ہوگی تو کیا کیا ہوگا۔ "وہ قہقہہ لگاتے ہوئے بولی۔ لورینزو کے گارڈز نے اس" پہ بندوقیں تانی لیکن لورینزو نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں وہی روک دیا۔ بیلا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم یہ ٹھیک نہیں کر رہی۔"

تم اپنی بیوی کو مارنے کی پلیننگ کرنے کیلیے مشہور سیریل کلر کا انتظام کرو اور میں اتنا بھی نہ کروں یہ" تو پھر ناانصافی ہو گی نالوریزو۔"وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔لوریزو کی حالت غیر ہو گئی۔

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔"

دوسری ویڈیو پلے کرو اس ڈیوائس کی۔"اس نے سکون سے اس کی ذات کے پرخچے اڑا دیے۔وہ" اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کا شانہ تھپتھپا کر رکی تھی۔

تم ایک راز سے پردہ اٹھانے کی کوشش کرو گے تو میں تمہارے پیدا ہونے سے اب تک کے سارے" راز افشاں کر دوں گی۔"۔وہ اس کی سماعتوں میں زہر میں ڈوبے الفاظ اتارتے باہر کی جانب بڑھی تھی لیکن ایک منظر کو دیکھتے رکنا پڑا۔اس کی نگاہیں نجانے کیوں پول کی جانب اٹھی کی اٹھی رہ گئی جہاں ایک لڑکی سلیولیس گھٹنوں تک آتی شرٹ پہنے گلہ آگے سے انتہائی گہرا تھا۔بالوں کو دونوں شانوں پہ رکھے۔سرخ لپ سٹک سے سجے ہونٹ۔بیلا نے ستائشی انداز میں سر تا پا اس کا جائزہ لیا تھا۔

اس کا نام کیا ہے۔"تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے اس نے گارڈ کی جانب جھکتے استفسار کیا۔"

بی یہ ایک پول ڈانسر ہے اس کا نام حور ہے۔ ہر ہفتے ایک رات تو یہ اسی کلب میں گزارتی ہے اس کے علاوہ باقی کے دن نجانے کہاں ہوتی ہے آج تک کوئی نہیں جان پایا۔" گارڈ کی بات پہ اس نے آنکھوں میں گوگلز لگاتے بالوں کو سنوارا تھا۔ وہ ہر ایک سٹیپ اتنی مہارت سے کر رہی تھی کہ چاہتے ہوئے بھی وہ اس سے نگاہیں نہ ہٹا سکی۔ اگلے ہی لمحے بیلا ٹھٹھکی کیونکہ جو مرد اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیے اندر کی جانب بڑھ رہا تھا وہ اور کوئی نہیں شاہ نور محل کا مالک شاہ صاحب تھا۔ وہ اسے ساتھ لیتے کلب میں موجود کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ بیلا ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے وہاں سے نکلی تھی کیونکہ ائیرپورٹ پہنچنے میں گھنٹہ باقی تھا۔ باہر نکلتے ہی سامنے کھڑے سیم کو دیکھ وہ جی جان سے مسکرائی تھی۔ سیم نے اس کے بیٹھتے ہی گاڑی ائیرپورٹ کی جانب بڑھائی۔

مجھے اس کلب کی ایک پول ڈانسر حور کی اے سے زی تک مکمل انفو چاہیے کل تک۔" وہ سنجیدگی سے" بولی۔

"لیکن بی۔"

نو مور آرگیومنٹس۔" اس نے سختی سے اس کی بات کاٹ دی۔ سیم لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست" کر گیا۔

****

ایکسکیوزمی۔" جہاز میں بیٹھی فانیہ کو نجانے کیوں نزدیک سے گزرتی ایک لڑکی پہ بیلا کا گمان ہوا تھا" تبھی وہ پکار بیٹھی۔وہ لڑکی بھی اس کی پکار پہ تھمی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ مڑی تو اسے دیکھ فانیہ کا سانس بحال ہوا۔

"آئی ایم سوری مجھے لگا کہ شاید آپ۔"

اٹس اوکے۔" وہ شائستگی سے بولتے اگے کی جانب بڑھ گئی۔فانیہ دل مسوس کر جہاز کی سیٹ سے" پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔بیلا کی یاد شدت سے آئی تھی۔وہ ہر جگہ اس کے ساتھ ہی آیا جایا کرتی تھی اور آج زندگی میں پہلی بار تن تنہا سفر کر رہی تھی۔غازی کے متعلق وہ بہت کچھ سرچ کر چکی تھی لیکن نجانے کیوں اب دل بے تحاشہ گھبرا رہا تھا۔اگر اس نے اسے بھی مار دیا تو۔

اگر وہ مجھے گولی مارنے لگیں گے تو میں ان کے پیروں میں گر جاؤں گی۔"وہ دل ہی دل میں تانے" بانے بننے میں مصروف تھی اور اس کے پاس سے گزرتی بیلا اس کی مصروفیت دیکھ دلکشی سے مسکرائی۔

"اس نے آپ کو پہچانا تو نہیں۔"

کیا اتنا سب کچھ ہونے کے بعد وہ مجھے پہچان سکتی ہے۔"۔اس نے اپنے چہرے پہ لگے ماسک کی جانب اشارہ کیا۔ سیم اثبات میں سر ہلا گیا۔

جب اس نے مجھے روکا تو ایک لمحے کیلیے مجھے لگا کہ وہ مجھے پہچان گئی ہے لیکن ایسا کچھ نہیں تھا۔"وہ" ائیر پیس لگاتے سنجیدگی سے بولی۔

جیسے ہی جہاز بلندیوں پہ ہو تمام روشنیاں گل کر دینا تاکہ اپنا کام ہو سکے اور سٹے کیلیے رکتے ہی ہمیں" یہاں سے فرار ہونا ہے۔ نقلی پاسپورٹس وغیرہ سب تیار ہیں نا۔"وہ ائیر پیس سے اپنے آس پاس بکھرے آدمیوں سے مخاطب تھی۔ جہاز کے بلندیوں میں پرواز کرتے ہی جوں ہی لائٹس آف ہوئی بیلا اسی تیزی سے نکلتے پرائیوٹ روم کی جانب بڑھی تھی جہاں ڈائمنڈ کے کرٹنز موجود تھے۔اس نے جعلی ہیروں کے کرٹنز وہاں پہنچاتے ان اصلی ہیروں کو اپنے بیگز میں انڈیلا تھا۔باہر لائٹس آف ہو جانے کی بدولت ہلچل جاری تھی۔ بیلا نے تیزی سے ان تمام بیگز کو اپنی سیٹس کے نیچے پھینکا تھا۔ اگلے پندرہ منٹ میں وہ نہایت مہارت سے ان تمام چیزوں کا صفایا کر چکے تھے۔

لینڈ ہوتے ہی تم نے سب کو جہاز ہائی جیک ہونے کی نوید سنانی ہے۔اس کے بعد جو کرنا ہو وہ میں خود" کر لوں گی۔"بیلا کی آواز اپنے نزدیک سے ابھرتی دیکھ اس نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ اگلے ہی

لمحے لائٹس بحال ہو گئی تھی۔ سب نے سکون بھرا سانس خارج کیا۔ اپنی سیٹس سے اٹھتے دو تین آدمی اس پرائیوٹ روم کی جانب بڑھے تھے لیکن وہاں ہیروں کو باحفاظت دیکھ وہ واپس چلے آئے۔ سر پہ کیپ پہنے بیٹھی بیلا نے اس کے قدموں کو دور جاتا دیکھ چہرہ اوپر اٹھایا تو لبوں پہ ایک فاتحانہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔ جہاز جونہی سٹے کیلیے لینڈ ہوا سیم اور اس کے کچھ ساتھیوں نے بیلا کی بات مانتے جہاز ہائی جیک ہونے کی افواہ پھیلائی تھی۔ بیلا فوراً وہاں سے غائب ہوتے ایک جانب ہو گئی۔ آہستہ آہستہ جوں ہی سب پلین سے باہر نکلے بیلا نے جہاز کی چھت کا خفیہ دروازہ کھولتے سامان اوپر پھنکوانا شروع کر دیا۔ یہ کام اگلے آدھے گھنٹے میں ہوا تھا۔ اسے امید تھی کہ باہر سیم سب سنبھال لے گا۔ آخر میں پلین کی چھت پہ چڑھتے اس نے ایک نگاہ زمین پہ کھڑے تمام لوگوں پہ ڈالی۔ وہی وسط میں ڈری سہمی کھڑی فانیہ کو دیکھ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا۔

مشن سیکسیسفل۔" سرگوشی کی کیفیت میں بولتے اس نے وہی سے چھلانگ لگائی تھی۔"

چلو سب اندر۔" سیم وہی کھڑے کھڑے چیخا۔ سب آہستہ آہستہ اس کے حکم کی تکمیل کرنے" لگے۔ ان سب کے اندر جاتے ہی وہاں کچھ فاصلے پہ گاڑی پہنچ چکی تھی۔ سیم نے ان کے اندر جانے کی یقین دہانی ہوتے ہی وہاں سے بھاگنا شروع کیا اور گاڑی کے پاس ہی آکر رکا۔ اس کے بیٹھتے ہی بیلا نے

بنا دائیں بائیں دیکھے گاڑی آگے کی جانب بڑھائی تھی۔ دونوں کا تنفس بگڑا ہوا البتہ آنکھوں میں جیت کا خمار واضح تھا۔

****

برازیل ائیر پورٹ پہنچتے ہی اس نے اس جہاز کو دیکھ کر ایک جھرجھری لی تھی۔ ابھی کچھ دیر قبل کا بھیانک واقعہ اس کی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہوا تھا۔ کس قدر ڈر گئی تھی وہ تن تنہا وہاں درمیان میں کھڑی۔ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔

اس نے برازیل کی سرزمین پہ قدم رکھتے ہی اس کی فضا میں گہرا سانس بھرا۔ ایک سکون سا اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ وہ تیزی سے آگے کی جانب بڑھی تھی۔ یہاں رہائش کا بندوبست تو ویسے بھی اس کا ہو گیا تھا۔ ٹریول ایجنسی والوں سے سیم پہلے ہی بات کر چکا تھا اسی لیے اس جانب سے اسے کوئی ڈر نہیں تھا۔ اب فلحال اسے سیدھا غازی کی رہائش کی جانب روانہ ہونا تھا۔ نیٹ پہ سرچ ہی لکھا آ رہا تھا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے ٹیکسی روکی اور اسے لوکیشن سمجھائی تھی G-Casa کر کے تو لیکن اس ڈرائیور کے چہرے پہ نمودار ہونے والے خوفزدہ تاثرات اسے بھی گھبرانے پہ مجبور کر گئے۔

"کیا ہوا ایسی شکل کیوں بنا رہے ہو۔"

جب تم وہاں جاؤ گی تو تمہاری شکل بھی ایسی ہی ہو گی۔" اگلے ہی لمحے وہ بھی ٹیکسی بھگا کر لے گیا۔فانیہ " کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

ایک تو نیا ملک سونے پہ سہاگہ تنہا۔اب کیا کروں۔"اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبا لیا لیکن نجانے " کیسے ایک ٹیکسی اس کے نزدیک آکر رکی تھی۔

میں وہاں سے پانچ منٹ کی مسافت پہ وہاں اتار دوں گا لیکن اس سے آگے نہیں جاؤں گا۔"فانیہ نے " جان چھڑوانے والے انداز میں سر ہلایا اور گاڑی میں سوار ہو گئی۔اس گاڑی والے نے اسے پانچ منٹ کی مسافت پہ ہی اتار دیا تھا۔فانیہ نے ناک منہ چڑھاتے اس ڈرائیور کو دیکھا اور اپنا بیگ گھسیٹتے لوکیشن کے مطابق جانے لگی معاً چلتے چلتے اس کی نگاہ ایک عالیشان بنگلو کی جانب اٹھی اور وہ اٹھی کی اٹھی رہ گئی۔وہ ہونقوں کی طرح نجانے کتنے ایکڑ پہ پھیلے اس بنگلو کو تک رہی تھی۔

ہاں بی بی کس سے ملنا ہے تمہیں۔" عقب سے ابھرنے والی آواز پہ اس کے چہرے کی ہوائیاں " اڑ گئیں۔

مم۔مجھے غغ۔غازی سے ملنا ہے۔"اس کی بات پہ گارڈ نے اسے دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات " کر دی ہو۔اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ بولتا ایکدم لائن میں گاڑیاں رکنے کی آواز پہ وہ اس کی حالت

غیر ہونے لگی۔ اس نے حلق تر کرتے سات آٹھ گاڑیوں کو ایک ساتھ رکتا دیکھا۔ ان سب کے درمیان میں چلتے ایک لڑکے کو دیکھ فانیہ کی آنکھوں میں ایک چمک ابھری۔ کیا وہ غازی تھا لیکن اتنے عام سے نین نقوش۔ اس کی ریسرچ کے مطابق تو غازی نہایت حسین تھا۔

یہ کون ہے۔" وہ سنجیدگی سے گارڈز سے مخاطب تھا۔ فانیہ تمام ڈر خوف بھلاتے اس کی جانب بڑھی۔"

ہائے مائی سیلف فانیہ۔ مجھے آپ سے ملنا تھا اور میں اٹلی سے یہاں فقط اپنی ایک اسائمنٹ کی بدولت" آئی ہوں تاکہ آپ کا انٹرویو لے سکوں تبھی مجھے ڈگری ملے گی۔" وہ بنا رکے شروع ہو چکی تھی۔ اس کی بات پہ جے بی نے بمشکل اپنا قہقہہ ضبط کیا۔

میں غازی نہیں ہوں۔" اس کے پرسکون سے جواب پہ فانیہ شرمندہ سی ہو گئی تبھی میسنا سا ہنس دی۔"

"اوہ تو پھر آپ کون ہے۔"

غازی کی جان۔" وہ اس کے تجسس پہ جھک کر پر اسرار سے لہجے میں بولا۔"

چلیں آپ کو غازی سے ملاقات کا شرف بخشتے ہیں۔" اس کی مسکراتی آواز پہ وہ بھی خوشی خوشی اس" کی تقلید میں چلنے لگی۔

"جے بی اگر غازی کو برا لگ گیا تو۔"

تم چپ رہو جب وہ مجھے لے کر جا رہے ہیں تو پھر تم بیچ میں کیوں بول رہے ہو۔" وہ اس گارڈ کی بات پہ تڑخ کر بولتی اسے خاموش کروا گئی۔ جے بی نے چہرہ جھکاتے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی اور اسے لیتے اندر کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ وہ دلچسپی سے اطراف کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔

آپ یہاں بیٹھیں میں ابھی آیا۔" جے بی کی بات پہ وہ چونک کر وہاں ٹک گئی اور اسے اندر جاتا دیکھتی رہی۔ تقریباً بیس منٹ بعد اس کی واپسی ہوئی تھی اور اب وہ اسے اندر جانے کا کہہ رہا تھا۔ اندر جانے کے خیال سے ہی اس کے مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔

"وہ غازی بھائی غصہ تو نہیں کرتے نا۔"

ارے نہیں نہیں وہ اتنے اچھے ہیں اتنے اچھے ہیں کہ ایسی اچھائی چراغ لے کر بھی ڈھونڈیں تو نہیں ملتی۔" جے بی نے اسے یقین دلایا تو وہ ہلکی پھلکی ہوتی مسکرا دی۔

خواہ مخواہ میں بھی ان سے ڈرنے لگی۔" وہ مصنوعی ہنس کر بولی۔ جے بی نے عجیب سے انداز میں اسے دیکھا۔

بس اندر جانے کے بعد ایک چیز کی یقین دہانی کر لیجیے گا کہ وہ آپ کے غازی بھائی ہیں یا غازی بابا۔" وہ اندر جاتے جاتے پلٹی اور ہونقوں کی طرح اسے دیکھا لیکن وہ پلٹ کر وہاں سے جا چکا تھا۔ وہ بھی خاموشی سے اندر چلی آئی۔ سیاہ لانگ کوٹ میں چھپا اس کا چوڑا وجود فانیہ کو کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔ وہ اس کی جانب پشت کیے کھڑا تھا۔ اس نے گلہ کھنکھارتے اپنی موجودگی کا احساس دلایا۔ وہ یکلخت مڑا اور فانیہ اس کا پورا منہ غازی کو دیکھ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ اس کی حالت سے حظ اٹھاتے وہ مضبوط قدم فانیہ کی جانب بڑھانے لگا۔ اس کے بارے میں ایک ایک بات اس کی سماعتوں میں لہرانے لگی کہ وہ کس طرح بے حس ظالم اور سفاک انسان ہے جس نے نجانے کتنے لوگوں کی جانیں لی ہے۔ وہ چلتے چلتے اس کے عین نزدیک آرکا تھا۔ فانیہ ابھی بھی بنا پلک جھپکائے اسے ہی گھور رہی تھی۔ غازی نے انگلی اس کی ٹھوڑی پہ رکھتے اس کا کھلا ہوا منہ بند کیا تو وہ گڑبڑا گئی۔

"ویلکم۔" اس کا لہجہ کس قدر سفاک تھا۔ فانیہ کو رونا آنے لگا۔ اس لمحے اسے ایسا محسوس ہوا کہ غازی کو اسے مارنے کیلیے کسی اوزار یا پسٹل کی ضرورت نہیں تھی بلکہ وہ اس کی آواز کے خوف سے ہی دم توڑ دے گی۔

آپ۔ آپ غازی ہیں۔" وہ عمر کے اس حصے میں بھی کس قدر ہینڈ سم تھا اس بات کا اعتراف اسے کرنا ہی پڑا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کرسی پہ بیٹھنے کا کہا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہاں ٹک گئی۔ غازی نے اپنا کوٹ اتارتے کرسی پہ جگہ سنبھالی تھی۔ وہ مسلسل خوف سے اپنے خشک پڑتے لب تر کر رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے کمرے کی لائٹ بند ہوئی۔ بس وسط میں ایک لیمپ جل رہا تھا۔ وہ بنا پلک جھپکائے فانیہ کو دیکھ رہا تھا اور یہی چیز اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔

یہ کہیں بہرے تو نہیں جو میری باتوں کا ردِ عمل ظاہر نہیں کر رہے۔" وہ بڑبڑائی لیکن اس کی" بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضرور تھی کہ اس کی سماعتوں سے مخفی نہ رہی۔

تمہیں پرکھ رہا ہوں۔" وہ بے لچک لہجے میں بولا۔ فانیہ کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئیں۔ کس" قدر حسین انسان تھا سامنے بیٹھا شخص۔ اگر یہ سیریل کلر نہ ہوتا تو وہ لازماً اسی سے شادی کرتی۔ وہ اس کے چہرے کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

سوچ رہا ہوں کہ تمہیں مارنا چاہیے یا پھر تمہارے ہاتھوں مرنا چاہیے۔" اس کی گھری آواز فانیہ کی" سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی۔ اپنی خود ساختہ سوچوں پہ اس نے بے شمار لعنت بھیجی۔

کیا آپ سچ میں مجھے مار دیں گے۔"اس کی آواز حلق میں ہی پھنس گئی۔"

جو لڑکی خود کسی کی بھی باتوں میں آجائے وہ میرا انٹرویو کیسے لے گی۔ تمہیں تو کوئی بھی بے حد سکون" سے پھنسا سکتا ہے۔"وہ اپنی پر تپش نگاہوں سے اسے گھورتے ہوئے استہزائیہ مسکرایا۔فانیہ خوف سے اسے تکنے لگی۔

تمہاری آنکھوں میں میرا خوف مجھے سکون دے رہا ہے۔"وہ اس کی پھیلی براؤن آنکھوں میں دیکھتے" سرگوشی کرنے والے انداز میں بولا۔

انٹرویو لینا ہے مجھے۔مم۔میں کسی مقصد کے تحت یہاں آئی ہوں۔میری ڈگری رک جانے کا خدشہ" ہے۔"وہ ضدی لب ولہجے میں بولتی اسے قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔اگلے لمحے وہ شاطرانہ انداز میں مسکرایا۔

تمہیں میرے ساتھ ایک رات بیتانی ہو گی۔"مقابل کی بات پہ اس نے حیرت میں ڈوبی آنکھوں سے" سرتاپا اس کا جائزہ لیا۔

میں کوئی طوائف نہیں ہوں جس سے آپ یہ خواہش ظاہر کر رہے ہیں۔"وہ چیخ کر بولی۔غازی طنزیہ" مسکرایا۔

طوائف نہیں رکھیل تو بن سکتی ہو نا۔" کونے میں خاموش کھڑے آدمی نے شوخ لہجے میں کہا۔ فانیہ کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔ اس نے سرعت سے اپنا جوتا اتارتے اس کے چہرے کا نشانہ لیا تھا۔ اس کی دیدہ دلیری پہ غازی کی آنکھوں میں چمک ابھری۔

"میں ایک شریف گھرانے سے تعلق رکھتی ہوں جس کی غلطی بس یہ ہے کہ وہ تم جیسے خبیث لوگوں کے پاس آگئی فقط ایک انٹرویو کی خاطر۔" وہ سلگتے لہجے میں بولی۔ غازی اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے مقابل آیا اور بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ اس کے انگلی کے اشارے سے سب وہاں سے غائب ہو چکے تھے۔

"رات تو تمہیں گزارنی ہی ہو گی اتنی ہمت کر کے جب غازی کا انٹرویو لینے دوسرے ملک آسکتی ہو تو پھر ایک رات گزارنے میں کیا مضائقہ ہے۔" وہ اس کی ٹھوڑی پہ دباؤ بڑھاتے عجیب سے لہجے میں بولا۔ وہ کپکپا کر رہ گئی۔

"میری قید سے تم اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک کل کا سورج نہ نمودار ہو جائے آفٹر آل اپنی رات بھی تو حسین بنانی ہے۔" اس کے بھاری لہجے پہ اس کے مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ جس دنیا

میں وہ قدم رکھ چکی تھی وہ تو انتہائی بری تھی۔ اس کے ذہن میں ایکدم جھماکہ ہوا۔ بیلا نے بھی تو یہی سب کہا تھا۔

کیا شادی کر کے۔" فانیہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔ وہ جھٹکے سے مڑا اور قہقہہ لگا" اٹھا۔ وہ سچ میں معصوم تھی۔

میں چھتیس اور تم بیس جانتی ہو کتنا فرق ہوتا ہے۔" وہ سفاکی سے بولتے اس کے انتہائی نزدیک" آ گیا۔ فانیہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

کیا میں خوبصورت نہیں ہوں۔" وہ اس کی جانب جھکتے عجیب سے انداز میں مسکرایا۔"

بے حد بدصورت ہو۔" فانیہ کا لہجہ حقارت لیے ہوئے تھا۔ وہ دلکشی سے مسکرایا۔"

میرا بھی اپنے بارے میں یہی خیال ہے۔" وہ دلفریبی سے بولتے اسے زہر سے بھی برا لگا۔ فانیہ کی" ٹانگیں اس کے خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔

****

ہاں تو بولو تمہیں منظور ہے۔" غازی کی بات پہ فانیہ جو خوفزدہ سی کھڑی تھی حلق تر کر گئی۔"

مم۔مجھے یہ انٹرویو ہی نہیں کرنا میں یہاں سے جا رہی ہوں۔"اس سے قبل کہ وہ سہم کر باہر نکلتی" غازی کی پکار پہ اسے تھمنا پڑا۔

یہاں تم آئی تو اپنی مرضی سے ہو لیکن جاؤ گی میری مرضی سے مس فانیہ قیس۔"اس کی بات پہ فانیہ" نے فق چہرے سمیت اس کی جانب دیکھا۔اس نے تو اب تک اپنا نام بھی اسے نہیں بتایا تھا تو پھر وہ اس متعلق کیسے آگاہ تھا۔

آپکو میرا نام کیسے معلوم؟"اس کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھ وہ پر اسرار سے انداز میں" مسکرایا۔اگلے ہی لمحے اس نے فانیہ کے ہاتھ سے وہ فائل لیتے اس کی نگاہوں کے عین سامنے لہرائی تھی۔وہاں درج اپنا نام دیکھ فانیہ کا تنفس بحال ہوا۔وہ خواہ مخواہ ڈر گئی تھی۔

میرے ساتھ ایک رات بیتانے کیلیے تیار ہو نا تم پھر۔"غازی اس کے چہرے پہ جھولنے والی آوارہ" لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے ہوئے گھمبیر لہجے میں گویا ہوا۔اس کے سوال پہ فانیہ نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔اگلے ہی لمحے نجانے کیا سوچ کر اس نے آنکھیں میچ کر کھولی اور تھوک نگلا۔اس کا اثبات میں ہلتا سر دیکھ غازی تلخی سے مسکرایا اور بغور اس کے کپکپاتے ہاتھوں کو دیکھا تھا۔

لیٹس گو۔" وہ اس کا ہاتھ سختی سے تھامتے قدم باہر کی جانب بڑھانے لگا۔ فانیہ نے غور کیا وہ جہاں جہاں سے گزر رہا تھا وہاں سب تعظیماً اس کیلیے کھڑے ہو رہے تھے۔

"جے بی ہمیں کل تک کوئی تنگ نہ کرے۔" غازی کی بات پہ جے بی نے دانت نکوسے اور چمکتی نگاہوں سے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف لاحق تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ابھی رو پڑے گی۔ غازی نے ایک کمرے کے باہر لاتے اس کا ہاتھ چھوڑا اور کمرے کا دروازہ وا کیا۔ اندر کا جائزہ لیتے ہی اس کی پوری آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئی۔ کمرہ تھا یا محل اور چاروں اطراف میں پسٹلز کی تصاویر یا پھر ان کے پوسٹرز دیکھ فانیہ کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ اس نے سہمی ہرنی جیسی نگاہوں سے غازی کو دیکھا جو بغور اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ پاؤں گھسیٹتے ہوئے جوں ہی اندر داخل ہوئی دروازہ خود بخود بند ہوتا چلا گیا۔

"شروع کریں پھر۔ تمہارے خیال میں کہاں سے شروات ہونی چاہیے۔" وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتے ہوئے سفاکیت سے بولا۔ فانیہ کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔

"انٹرویو سے۔" وہ اپنی ناک رگڑتے ہوئے بولی۔ غازی نے ستائشی انداز میں سر تا پا اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو اس سے آدھی عمر کی تھی اور اس کے شانے تک بھی نہیں آتی تھی۔

"یہ میری دنیا ہے تم یہاں اپنا حکم صادر نہیں کر سکتی۔" وہ اس کی بھیگی آنکھوں کو دیکھ تنفر سے چلایا۔فانیہ کی ہچکی بندھی۔

"مم۔مجھے یہاں سے واپس جانا ہے۔میں کبھی بھی آپ کا انٹرویو لینے نہیں آؤں گی۔مجھے معاف کر دیں۔" وہ اس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ گئی۔غازی کی آنکھوں میں سفاکیت اتری۔وہ ڈھیلے ڈھالے انداز میں صوفے پہ ٹک گیا۔

"یہاں بیٹھو۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔اس سے پہلے کہ وہ اس کے ساتھ صوفے پہ بیٹھتی غازی کی سخت آواز پہ اس کی آنکھیں بھر آئی۔

"میرے مقابل نہیں میرے قدموں میں بیٹھو۔" وہ بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔فانیہ تیزی سے اس کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"جوتے اتارو میرے۔" اس کے اگلے حکم پہ فانیہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔وہ جسے ملازمائیں جوتے پیش کیا کرتی تھی وہ آج اس کے قدموں پہ موجود تھی لیکن اپنی جان بخشی کیلیے اس نے کانپتے ہاتھوں سے اس کے تسمے کھولتے اس کے پیروں کو جوتوں سے آزاد کیا تھا۔

ہاں اب تم میرا انٹرویو لے سکتی ہو۔" وہ پر سکون سا بولا۔فانیہ نے نم نگاہیں اس ستمگر کی جانب اٹھائیں اور لب بھینچ گئی۔اگلے لمحے اس کے اندر ایک لمحے کیلیے خود سر فانیہ عود آئی۔

"بہت افسوس کے ساتھ مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ جو کچھ میں نے آپ کے بارے میں پڑھا تھا وہ سچ ہے مگر ایک بات بلکل بھی سچ نہیں ہے کہ آپ عورتوں کی عزت کرنا بخوبی جانتے ہیں اور ان کو غلط نگاہ سے دیکھتے تک نہیں۔" وہ تنفر میں ڈوبے لہجے میں بولی۔غازی کی حرکت کرتی ٹانگ تھمی تو اس کا دل بھی تھم گیا۔

"عورتوں کی عزت کرتا ہوں لیکن تم جیسی عورتوں کی نہیں جو یوں ایک انٹرویو کی خاطر کسی کے بھی بستر کی زینت بن جائے۔" اس کے زہر میں ڈوبے الفاظ سن فانیہ کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔ایک معمولی سے انٹرویو کی خاطر اسے اپنی ذات پہ کیا کیا برداشت کرنا پڑ رہا تھا۔وہ آنسو پیتے چہرہ جھکا گئی۔

"عمر کیا ہے آپکی۔"

چھتیس سال۔" وہ آنکھیں موندے ہی بولا۔"

لیکن اس آرٹیکل میں تو سینتیس تھی۔" وہ نا سمجھی کی کیفیت میں بولی۔"

جب سب کچھ جانتی تھی تو یہاں کیا میرے ہاتھوں قتل ہونے آئی ہو۔" جواباً اس کا تند لہجہ سن وہ خاموش ہو گئی۔

"کتنے قتل کیے ہیں اب تک آپ نے۔" وہ ساتھ ساتھ فائل میں کچھ درج بھی کر رہی تھی۔

"اب تک صرف پندرہ۔" اس کا لہجہ ابھی بھی بے لچک تھا۔

"لیکن میں نے جہاز میں بیٹھ کر ہی وہ آرٹیکل پڑھا تھا اس میں تو چودہ تھے۔ غازی نے مٹھیوں کو سختی سے بھینچا۔ ماتھے کی رگیں اشتعال کے مارے ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔ اس نے ایک جست میں جھکتے فانیہ کی گردن کو عقب سے ہی اپنے شکنجے میں لیتے اپنے نزدیک تر کر لیا۔ اسکی گہری سانسوں کی تپش فانیہ کو اپنے چہرے پہ محسوس ہوئی۔ وہ غازی کی اس قدر قربت پہ سانس روک گئی۔

"ابھی اس وقت ایک تمہارا قتل کروں گا تو پندرہ ہو جائیں گے۔" اگر وہ کچھ پل مزید فانیہ کے نزدیک رہتا تو وہ ضرور اس کی قربت میں جھلس جاتی۔ اس کی تیز ہوتی دھڑکن کی آواز وہ اپنے کانوں میں سن سکتا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔

"میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔" اس کے ہلتے لبوں کو غازی نے بغور دیکھا تھا۔

بگاڑا تو بہت کچھ ہے تم نے میرا۔ حساب کروانے بیٹھوں تو نجانے کس کس چیز کا حساب ہو لیکن نہیں" ایک ساتھ نہیں پل پل تڑپاؤں گا میں تمہیں۔ تمہاری سانسیں بھی میری محتاج ہونگی۔" وہ اس کے چہرے پہ جھکتے پھنکارا۔ فانیہ کی سٹی گم ہو گئی۔

"انٹرویو ہو گیا ہے مم۔ مجھے اب واپس جانا ہے۔"

تمہارا کام ہو گیا اب میرے کام کی باری۔" اس کا لہجہ انتہائی برفیلا تھا۔ فانیہ کے پورے وجود میں" سنسناہٹ دوڑ گئی۔ وہ تیزی سے دروازے کی جانب بھاگی تھی لیکن اسی تیزی سے غازی نے اسے جکڑ لیا۔ وہ ہچکیوں سے رو دی۔

میں بہت معصوم لڑکی ہوں۔" وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی۔ غازی کی پیشانی پہ شکنیں نمودار" ہوئی۔

کل تک نہیں رہو گی۔ جب میرے ساتھ ایک رات بیتا کر اس کمرے سے باہر نکلو گی تو پھر کوئی" تمہیں معصوم نہیں کہے گا۔" وہ اس کا سرخ و سفید گال سہلاتے بھاری لہجے میں بولا۔ فانیہ کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔

جب تک میں واپس نہیں آتا اسی کمرے میں رہنا۔ اس کمرے سے ایک قدم بھی اگر تم نے باہر نکالا" تو اسی لمحے تمہاری جان لے لوں گا۔" وہ اس کی سماعتوں میں صور پھونکتے کمرے سے باہر نکل گیا۔ فانیہ وہی دیوار سے لگ کر بیٹھتے ہچکیوں سے رو دی۔

"بھائی آپ نے اب تک اسے مارا کیوں نہیں۔"

کیونکہ وہ بیوقوف بچی سچ میں میرا انٹرویو لینے آئی ہے۔" غازی کے لہجے میں صرف نفرت" تھی۔ جے بی ٹھٹھک گیا۔

اب اس کا آپ کے کمرے میں رکنے کا کیا جواز ہے۔" جے بی کی بات پہ غازی نے اپنے شانے تک" آتے بالوں کو پونی میں مقید کرتے گردن سہلائی۔

اس بار ذرا سا انداز بدلتے ہیں۔ ایک دم سے نہیں بلکہ پل پل ایک نئی موت مارتے ہیں۔" اس کے" لہجے میں سفاکی محسوس کر جے بی کی آنکھوں میں بے یقینی در آئی۔

"جانتے ہیں نا بابا کو علم ہوا تو انہیں کس قدر تکلیف ہو گی۔"

بابا کو کون بتائے گا اس متعلق۔ تم؟" اس نے سوالیہ نگاہیں جے بی کی جانب اٹھائی۔ وہ گڑبڑا گیا۔"

وہ کسی بھی چیز سے لاعلم نہیں رہتے۔"وہ اس کے عقب میں چلتے بولا۔"

کیونکہ تم انہیں لاعلم رہنے نہیں دیتے۔"غازی نے ایک بار پھر دوبدو بولتے اسے لاجواب کر دیا۔"

وہ بہت چھوٹی ہے غازی بھائی۔اسے کس بات کی سزا۔"جے بی کو ابھی بھی اس کی بھیگی آنکھیں یاد آرہی تھی۔

"اس چھٹانک بھر کی لڑکی نے میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی جرأت کی ہے۔"

اگر ہم اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کریں تو یہ اتنی بڑی کوئی بات نہیں۔"جے بی ابھی بھی اسی کی" حمایت کر رہا تھا۔

توکیا اس کا باپ بن کر اسے سینے سے لگالوں۔"وہ اس کی نگاہیں مسلسل اپنے کمرے کے دروازے پہ" محسوس کرتے کھر درے لہجے میں بولا۔جے بی کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

ویسے شوہر بن کر بھی سینے سے لگایا جاسکتا ہے۔"وہ تیزی سے بولتے بھاگ کر ہنستے ہوئے دروازے" کی اوٹ میں ہو گیا۔غازی نے بھسم کرتی نگاہوں سے اسے گھورا۔

بلڈی چیپسٹر۔ کل ہی اس عذاب کو یہاں سے رفع دفع کروں گا جو مفت میں سر پہ مسلط ہو گیا" ہے۔" وہ ہاتھ میں تھاما گلاس وہی زمین پہ مارتے غرایا اور ایک قہر برساتی نگاہ جے بی پہ ڈالتے جم کی جانب بڑھ گیا۔ جم کے دوران اس کے ذہن سے فانیہ مکمل طور پہ نکل چکی تھی۔

****

"ابا اماں میری ڈیٹ فکس کر رہے ہیں۔" نومیہ نے اس کے اعصابوں پہ بم پھوڑا۔ وہ جو چپس منہ میں ڈالنے والی تھی وہ ہوا میں ہی معلق رہ گئی۔

ہیں یہ کب ہوا۔" وہ ششدر رہ گئی۔ نومیہ نے سر جھٹکا۔"

جب سے میں نے ان کے فیصلے کے خلاف بولنے کی کوشش کی ہے۔" وہ تلخ ہوئی۔ ہانیہ اب مکمل طور" پہ اس کی سمت متوجہ ہوئی تھی۔

اور تم کیوں بولی ان کے خلاف۔" وہ ابھی تک نا سمجھی کی کیفیت میں اسے تک رہی تھی۔"

جس سے وہ میری شادی کرنا چاہتے ہیں اس سے میں کرنا نہیں چاہتی اور سب سے اہم بات مجھے ابھی" شادی وغیرہ کے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں ہے۔ میں اپنا بہت برائٹ فیوچر دیکھتی ہوں جو میرے امی ابا

کو نظر نہیں آرہا۔ تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔" وہ مسلسل کوششوں کے بعد اب ہانیہ کے سر ہو گئی تھی کیونکہ گھر میں کوئی بھی اس کی سننے کو تیار نہیں تھا۔ ویسے بھی سب کی مخالفت مول لینے والی بھی وہ خود ہی تھی۔

"کیوں کون ہے وہ۔"

شاہزیب۔" اس کی اگلی بات پہ ہانیہ کی آنکھیں پھیل گئی۔ وہ ایک بار پھر کھانا پینا بھول گئی۔"

وہی تمہاری پھپھو کا بیٹا جو تمہیں پسند بھی کرتا ہے۔" ہانیہ نے جیسے اپنی ہی معلومات میں اضافہ کیا" تھا۔ نومیہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔

آپکا بہت احسان کہ آپ نے مجھے بتادیا۔" وہ چیخ کر بولی۔"

اچھا خیر اب تم کیا چاہتی ہو۔" ہانیہ اس کے چڑنے پہ نرمی سے گویا ہوئی۔ نومیہ نے اپنی پیشانی مسلی۔"

میں یہاں شادی نہیں کرنا چاہتی۔ وہ مجھے میرے خوابوں میں کبھی سپورٹ نہیں کرے گا۔ اس کے" نظریات بھی عورت کو لے کر ویسے ہی ہیں جیسے ابا کے ہیں۔ نہ وہ گھر کی عورتوں کا باہر نکلنا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی شاہ زیب کرے گا۔" اس کے لہجے میں تفکر بول رہا تھا۔

دیکھو نومیہ اگر وہ تمہیں پسند کرتا ہے تو وہ تمہیں تمہارے جائز خوابوں میں ضرور سپورٹ کرے گا"
اور میرا نہیں خیال کہ رشتے کیلیے حامی بھرنے میں کوئی مضائقہ ہے۔"وہ خلوص دل سے اسے مشورہ
دیتے ہوئے بولی۔نومیہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

تم بھی میرے گھر والوں کی زبان بول رہی ہو۔"وہ تنک کر بولی۔"

کیا تم کسی اور کو پسند کرتی ہو۔مطلب کیا تمہارا آئیڈیل کوئی اور ہے جو وہاں شادی کرنے سے ہچکچا"
رہی ہو۔"ہانیہ اس کی دوست تھی تبھی سمجھ گئی تھی۔نومیہ چونک گئی اور چہرہ جھکا لیا۔اس سے پہلے کہ
وہ ثمر کے متعلق وہ اسے کچھ بتاتی ثمر کی بات اس کی سماعتوں میں لہرائی۔وہ ہانیہ کو ان دونوں سے دور
رکھنے کا بول رہا تھا۔وہ لب بھینچ گئی۔

نہیں ایسا کچھ نہیں تم خواہ مخواہ زیادہ سوچ رہی ہو۔خیر میں اب چلتی ہوں۔اماں کا حکم تھا کہ یونی سے"
جلد لوٹ آوٴں۔"وہ اپنا بیگ شانے پہ لٹکاتے وہاں سے نکل گئی۔ہانیہ نے پر سوچ نگاہوں سے اس کی
پشت کو دیکھا معاً وہ سر جھٹک کر شانے اچکاتے دوبارہ فرائز کی جانب متوجہ ہو گئی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

وہ مسلسل اپنی دائیں ٹانگ جھلاتے سامنے چل رہی نیوز کو دیکھ رہی تھی جہاں کھڑا رپورٹر چیخ چیخ کل جہاز میں ہونے والے حادثے کا ذکر کر رہا تھا۔ اس کے لبوں پہ ایک کاٹ دار مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

بہت اچھا کام کیا ہے تم نے۔" قیس نے داد دیتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ وہ دلکشی سے مسکرائی۔"

میں ہمیشہ ہی اچھا کرتی ہوں۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتی اپنے موبائل کی جانب متوجہ ہو گئی لیکن" وہاں ایسا کچھ نہیں تھا جو اسے پر سکون کرتا۔ وہ اضطراب کے عالم میں پہلو بدل کر رہ گئی۔

"بی وہ ڈائمنڈز کہاں ہیں۔"

وہ میری ملکیت ہیں ڈیڈی۔ کسی کی بری نگاہ مجھے ان پہ برداشت نہیں۔ ویسے یہ کس کے ذریعے ال" لیگل طریقے سے برازیل جانے والے تھے۔" وہ چونک کر انکی جانب متوجہ ہوئی۔

مخدوم جاہ۔" انہوں نے ایک لفظی جواب دیا۔"

وہ مسلم فیملی۔" بیلا ان کی بات پہ تمسخر سے ہنسی۔ قیس نے سر ہلایا۔ وہ پر سوچ نگاہوں سے کسی نادیدہ" نقطے کو گھورتے لبوں کو بھینچ گئی۔

جب ال لیگل طریقے سے جانے والا ڈائمنڈز رک گئے ہیں تو یہاں اسلحہ بھی نہیں پہنچ پائے گا اور" مخدوم جاہ نے جو ساکھ بٹھائی ہے مختلف ملکوں میں وہ نقلی ہیروں کے ملتے ہی کہی کھو جائے گی اور ان کا سارا کام ختم ہو جائے گا۔" بیلا کی بات پہ قیس کھل کر ہنس دیا۔ بیلا کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا۔

"اب مخدوم جاہ کو میں خود ملاقات کا شرف بخشوں گی۔"

بی۔" معاً سیم کی آواز پہ وہ چونک کر سیدھی ہوئی اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"میں نے حور۔"

کیا میں نے تم سے اس متعلق کچھ بھی پوچھا سیم۔" اس کا سرد پتھریلا لہجہ سن سیم خاموشی اختیار" کر گیا۔

فانیہ حفاظت سے پہنچ گئی برازیل۔" بیلا کی بات پہ اس نے سر ہلایا اور تاسف سے اسے دیکھا جو بظاہر" توانا کی ماری تھی اس کے معاملے میں لیکن اس کے پیٹھ پیچھے اس کی فکر کرنے سے بھی باز نہیں آتی تھی۔

"جب اتنا ہی پریشان تھی تو اسے ایک کال ہی کر لیتی۔"

وہاں پہنچ کر کرنا اس کا بنتا تھا سیم۔ میں نے اسے کہا تھا کہ وہ آزاد ہے۔ اسے آزادی سے جینے دو۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

کمرے میں آؤ۔" وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ سیم نے اس کی تقلید میں قدم بڑھائے تھے۔

ہاں اب بولو۔" وہ بیڈ پہ دونوں ہاتھ پھیلا کر بیٹھتے سرد لہجے میں بولی۔ سیم نے گہرا سانس بھرا۔"

زیادہ تو معلوم نہیں ہو سکا بی لیکن اس کا نام حور ہی ہے اور وہ شاہ نور محل کے سربراہ شاہ صاحب کے ساتھ یہاں آتی ہے۔ اس سے زیادہ چاہ کر میں اس کی۔ معلومات نہیں نکلوا سکا نہ ہی کوئی بتانے پہ آمادہ ہے۔ وہ پول ڈانسر بھی ہے اور ساتھ ساتھ دوسروں کے بستروں کی زینت۔" اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا بیلا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا۔ لبوں پہ تلخ مسکراہٹ رقصاں تھی۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

مجھے اس سے ایک ملاقات کرنی ہے۔" اس کی اگلے بات پہ سیم نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔"

ایسا کیسے ممکن ہے بی۔" وہ حیران پریشان تھی۔ بھلا بی اس سے کیوں ملاقات کرنے لگی۔"

میرے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں۔ اس کی میرے ساتھ ایک ملاقات ارینج کرواؤ گو ئٹ اینڈ" آؤٹ۔" اس نے انگلی کے اشارے سے اسے باہر جانے کا کہا تھا۔ وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی بیلا نے سیگریٹ سلگاتے آنکھیں موندتے گہرا کش بھرا تھا۔ وجود میں ایک سکون سا سرائیت کرتا چلا گیا۔

* *

ارے میری بیٹی آئی ہے۔" پھپھو تو اسے دیکھتے ہی نہال ہوتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی" ہوئی۔ پہلی بیٹی ہونے کی بدولت وہ ان سب کو کچھ زیادہ ہی پیاری تھی اور اسی لاڈ پیار نے اسے اس حد تک برا بنا دیا تھا کہ وہ ہر چھوٹے بڑے کا لحاظ بھول گئی تھی۔ ابھی بھی ان کے والہانہ انداز پہ وہ مسکرا بھی نہ سکی۔

میں تو اب جلد اس جلد اسے لے جانا چاہتی ہو۔ میرے گھر میں یہ رونق آجائے گی تو مجھ بیمار کو بھی" تھوڑا سا سکون میسر آجائے گا۔" وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولی۔ نومیہ نے مٹھیاں بھینچتے طنزیہ نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

یہ کہیں نا کہ آپ کو اپنی تیمارداری کیلیے ایک نوکرانی چاہیے جو چوبیس گھنٹے آپ کے آس پاس ہی رہے" تاکہ کوئی باہر والی عورت کو نہ لگوانا پڑے مفت کی نوکرانی جو مل جائے گی۔"اس کے زہر خند لہجے پہ پھپھو نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔ان کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

یہ تم کیا بول رہی ہو نومیہ۔"شاہ زیب نے غصیلی نگاہوں سے اسے دیکھا اور ساتھ ہی اپنی ماں کا پھیکا" پڑتا چہرہ بھی۔وہ فوراً انہیں اپنے حصار میں لیتے ان کی پشت سہلانے لگا۔

تو کیا جھوٹ بول رہی ہوں۔یہاں کوئی میری سننے کو تیار نہیں ہے جسے دیکھو وہ پھپھو کے گن گاتا رہتا" ہے جیسے میری فکر تو کسی کو ہے ہی نہیں۔ابا کو دیکھو تو پھپھو کی پریشانی میں بے حال۔اماں کو دیکھو تو ان کے نزدیک ان کی بیٹیاں کچھ ہیں ہی نہیں۔زبردستی کرنے لگے ہوئے ہیں۔"اس کی باتوں پہ سب نے فق چہروں سمیت اسے دیکھا۔

اگر تمہیں یہ شادی نہیں کرنی تھی تو تم صاف صاف بھی کہہ سکتی تھی نومیہ یوں گھر بلا کر ذلیل کرنے" والی کیا تک تھی۔"شاہ زیب بھی اب کی بار غصے سے بولا۔نومیہ تمسخر سے ہنسی۔

میں ابا کو کل ہی انکار کر چکی تھی لیکن انہیں ہی شوق تھا تم سے میرا نکاح پڑھوانے کا لیکن مجھے کوئی" شوق نہیں ہے اس لیے اپنا یہ چہرہ لو اور جاؤ یہاں سے۔تم سے شادی کے علاوہ بھی بہت کام ہے مجھے

اور تمہارے گھر ہانڈی روٹی کرنے کے علاوہ بھی بہت سے خواب ہیں میرے۔" اس کے باغی انداز پہ شاہ زیب نے حلق تر کرتے اپنی ماں کو دیکھا جن کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ وہ کس قدر خوش تھیں نومیہ کو اپنے گھر کی بہو بنانے پہ۔

آپا کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" بالآخر عشاء درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے بولی۔ طیبہ نے بھی اس کے" انداز دیکھ اپنا سینہ پیٹ ڈالا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔"

کیا نہیں ہو رہا یہاں۔ آپ کی یہ صاجزادی سے کہی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ہمیں۔" طیبہ" لبوں پہ ڈوپٹہ رکھے ہچکیوں سے رو دی۔ نومیہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑی رہی جیسے آج آر یا پار کا فیصلہ کر کے ہی رہے گی۔

ماموں جان کم از کم آپ کو نومیہ کی پسند کو ترجیح دینی چاہیے تھی۔ یقین کریں اس وقت ذرا بھی دکھ نہ" ہوتا جتنا اس وقت ہوا ہے لیکن اب میں اس سے شادی نہیں کروں گا۔" اس کے اذیت سے بھرپور لہجے پہ انہوں نے لب بھینچے۔

نہ میرا بچہ ایسا نہیں بولتے۔ وہ ابھی بچی ہے کچھ بھی بول دیتی ہے تو درگزر سے کام لے۔ سنبھل" جائے گی۔" پھپھو کے ابھی بھی میٹھے لہجے پہ نومیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں انہیں دیکھا۔ آخر وہ کس مٹی کی بنی تھی۔

کل جمعہ ہے شاہ زیب۔ میں چاہتا ہوں کہ کل ہی نکاح کی رسم سادگی سے ہوتے ہی یہ اس گھر سے" وداع ہو جائے پھر یہ تمہاری ذمہداری تم جو اس کے ساتھ کرنا چاہو تم کر سکتے ہو اور اگر نہیں منظور تو میری نگاہ میں اس کا ایک اور رشتہ بھی ہے مجھے اسے وہاں بیاہنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔" ان کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ شاہ زیب نے نا سمجھی کی کیفیت میں انہیں دیکھا اور نومیہ کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے پورے گھر کی عمارت اس کے سر پہ آگری ہو۔

ابا۔" اس کے لبوں پہ سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ انہوں نے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ شاہ زیب نے" اس رشتے پہ خاموشی سے حامی بھرلی تھی۔ آہستہ آہستہ منظر سے سب ہٹتے چلے گئے بس وہ تنہا کھڑی آنے والے لمحات سے خوفزدہ تھی۔ ثمر کا خیال ذہن میں ابھرتے ہی وہ کمرے میں بھاگی اور کپکپاتے ہاتھوں سے ثمر کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ اب آخر میں اسے ثمر کی ہی مدد لینی تھی۔

"ابا کل ہی میرا نکاح کرنا چاہ رہے ہیں جو میں قطعی نہیں چاہتی پلیز میری مدد کرو ثمر۔" وہ فون کان سے لگائے ہچکیوں کے درمیان بولی۔ ثمر کو تشویش نے آگھیرا۔

"یا تو تم اس نکاح کیلیے رضامندی ظاہر کرلو یا پھر میرا ساتھ دے دو۔ سب ٹھیک ہو جائے گا نومیہ تم رو مت۔"

"تم جو کہو گے میں وہ کرنے کیلیے تیار ہوں بس مجھے اس ان چاہے رشتے میں بندھنے سے بچالو۔" وہ جلد بازی میں بولی اور ایک خوفزدہ نظر کھڑکی سے باہر ڈالی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ تم دیکھنا ابھی وہ تمہارے ساتھ زبردستی کر رہے ہیں لیکن ایک دن ایسا آئے گا کہ انہیں تمہیں اپنی بیٹی کہنے پہ فخر ہو گا جب تم شوبز میں اپنا بڑا نام بنالو گی۔" ثمر کے پر یقین لہجے پہ اتنی پریشانی کے باوجود بھی ایک بھولی بھٹکی مسکراہٹ اس کے لبوں پہ آکر ٹھہر گئی تھی۔

****

وہ کمرے سے ملحقہ کھڑکی پہ نگاہیں جمائے اپنی آنے والی زندگی کی بابت سوچ رہی تھی۔ اس دن کے بعد وہ نہیں جانتی کہ نینسی نے شاہ صاحب کو ایسا کیا کہا تھا کہ وہ اسے یہاں رکھنے پہ رضامند ہو گئے تھے۔ اس نے بھی کوئی واویلا نہیں کیا تھا۔ وہ ہر رات آتا تھا اور اس کے بعد اس کے ساتھ کیا کیا ہوتا

تھا وہ سب اس کے تو کیا کسی کے بھی وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔اس کے لبوں پہ گہرا قفل لگ گیا تھا۔ابھی بھی اس کی آنکھوں میں ایک دکھ اور تاریکی ہلکورے لے رہی تھی۔ایکدم کمرے کے دروازے پہ کھٹکے کی آواز پہ اسکی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔اس نے چونک کر نگاہ اٹھائی جو اندر آتی نینسی سے جا ٹکرائی۔اس کی اتنے عرصے بعد یہاں آمد لازماً کسی طوفان کے آنے کا عندیہ تھی۔

بیٹھ یہاں۔" نینسی نے اسے زمین پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود صوفے پہ بیٹھ گئی۔ملازمہ نے اس کے " آگے ایک ٹرے کی تھی جس میں سے ایک پان اٹھاتے اس نے منہ میں ڈالا اور اسے دیکھ دلکشی سے مسکرائی۔

لگتا ہے شاہ صاحب کی تجھ پہ خاص کرم نوازگی ہے جو یوں آنکھوں میں دیکھ رہی ہے۔"وہ اس کا جبڑا" جکڑتے ہوئے بولی۔حور نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

اچھا تو بات یہ ہے کہ تیرا یہاں رہنا اب مجھے ہضم نہیں ہو رہا تجھے اس سب کے ساتھ ساتھ کچھ اور" بھی کرنا ہوگا۔" نینسی کی بات پہ اس نے تڑپ کر چہرہ اٹھایا۔

کک۔کیا مطلب؟"وہ آنے والے لمحات سے خوفزدہ ہوگئی۔"

یہاں بیٹھ کر تو مفت کی روٹیاں ہی توڑتی ہے یا پھر اس کمرے میں ٹکی رہتی ہے۔شاہ صاحب کی" رکھیل ہونے کی بدولت کچھ معاوضہ ہمارے ہاتھ بھی نہیں لگتا۔پیسہ چاہیے ہمیں پیسہ۔وہ تجھے کمانا ہو گا کسی بھی طرح۔"وہ ہاتھوں کی مدد سے اسے اشارہ کر رہی تھی۔نینسی کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اس کی جان نکالنے کو کافی تھے۔وہ سمٹ کر رہ گئی۔

وہ جو سمجھنے لگی تھی کہ یہاں سے باہر کی دنیا سے اب اس کا کوئی لینا دینا نہیں ہے نینسی کی بات سن اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔

کک۔کیا مطلب کیا کرنا ہو گا۔"وہ بگڑے تنفس سمیت بولی۔نینسی شاطرانہ انداز میں مسکرائی اور" تھوک پان دانی میں پھینکا تھا۔

کلب جانا ہو گا تجھے۔دراصل وہاں ایک پول ڈانسر کی ضرورت ہے۔تجھے وہاں جاکر اپنی اداؤں کا جال" بچھانا ہو گا۔جتنی اچھی ادائیں اتنا قیمتی معاوضہ۔" نینسی کی بات پہ اس کے چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

مم۔میں ایسی ویسی لڑکی نہیں ہوں۔"وہ پاگلوں کی طرح اطراف میں گردن ہلاتے چیخی۔"

ابھی بھی تو کیا یہی کہے گی جب نجانے کتنی راتیں تو میرے ساتھ بیتا چکی ہے۔" عقب سے ہی ابھرنی" والی بھاری مردانہ آواز پہ اس نے سہم کر پیچھے دیکھا جہاں شاہ کھڑا تھا۔ وہ گرتی پڑتی اس کے قدموں تک آئی۔

میں نے ساری عمر آپ کے قدموں میں رہنے کی ٹھانی ہے۔ میں ایسی ویسی جگہ پہ کیسے۔" وہ ہچکیوں" کے درمیان بولی۔ شاہ صاحب نے خباثت سے اپنی داڑھی سہلائی۔

اسے تیار کر۔ یہ ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ جا رہی ہے۔" وہ حکم صادر کرتے اس کے بالوں کو" ایک جھٹکا دیتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ حور ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ بیٹھی تھی۔

دیکھ میرا کہا مان۔ یہ جان لے تو کہ تیری زندگی اب یہی ہے۔ خوشی خوشی یہ کام کرے گی تو تجھے بھی" سکون رہے گا اور ہمیں بھی۔ ہو سکے تو اس معاملے پہ سنجیدگی سے سوچنا میری باتوں کے متعلق ضرور سوچنا۔" نینسی اس کا گال تھپتھپاتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ جاتے جاتے وہ مارکو کو اسے تیار کرنے کی تاکید کرنا نہ بھولی تھی۔

****

"آج تمہاری اور میری ایک نہایت ہی حسین شام ہو گی۔" سرخ نائیٹی کے ملبوس لورین جس کا اگلا اور پچھلا گلہ انتہائی گہرا تھا مشروب دو گلاسوں میں انڈیلتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ اب اسے بس لورینزو کے آنے کا انتظار تھا۔ وہ سکون سے بیڈ پہ آڑھی ترچھی ہو کر لیٹی اور ریموٹ لیتے ایل ای ڈی آن کی تھی لیکن اگلے ہی لمحے اسے سیدھا ہو کر بیٹھنا پڑا کیونکہ سامنے سکرین پہ نظر آنے والا شخص کوئی اور نہیں بلکہ لورینزو ہی تھا۔

تمہیں میری بیوی کو مارنا ہو گا تبھی اس کی ساری پراپرٹی میرے نام پہ ہو گی ورنہ ساری عمر میں اس" سے مات کھاتا رہ جاؤں گا۔" لورینزو کی بات سن لورین کی رنگت فق پڑ گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں ہاتھ لبوں پہ جما لیا۔ اگلے ہی لمحے وہ ویڈیو میں موجود لڑکی کے انتہائی نزدیک آ گیا۔ لورین دانتوں پہ دانت جماتے گہرے سانس بھرنے لگی۔ نفرت کی لہریں اس کے وجود میں اٹھ رہی تھی۔

لورین کے ساتھ دھوکا۔ تم سے اتنی محبت کی اس کی سزا دو گے تم مجھے اب۔" وہ تنفر سے چلائی۔"

"کیا لورینزو اتنی جلدی تو مت جاؤ۔"

جس دن تم نے مجھے لورین کو مارنے کی خوشخبری سنائی اس دن تمہاری اور میری ملن کی رات" ہو گی۔" وہ خباثت بھرے لہجے میں بولتے دروازے سے باہر نکل گیا۔ لورین ٹی وی بند کرتے ریموٹ

دیوار سے مارتے وہی سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھ گئی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ویڈیو یہاں کیسے آئی لیکن اب آگئی تھی تو اسے ہی کچھ کرنا تھا۔ گھڑی پہ نگاہ پڑتے ہی وہ ٹھٹھکی۔ لوریز و بھی پہنچنے والا ہو گا۔ اس نے جلدی سے الماری سے نشہ آور دوا نکالتے ان دونوں مشروب میں سے ایک میں ڈال دی۔ اندر غصے کے بھانبھڑ جل رہے تھے۔ بدلے کی آگ جل رہی تھی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد کمرے کے دروازے پہ کھٹکا ہوا اور وہ اپنی شاندار شخصیت سمیت اندر داخل ہوا تھا۔

"ہائے بے بی۔" وہ اسے بانہوں میں بھرتے ہوئے بولتے بیڈ تک آیا۔ لورین دلکشی سے مسکراتے اس کے چہرے پہ ہاتھ پھیرنے لگی۔ اگلے ہی لمحے وہ اٹھی اور وائن گلاس لگاتے اس کی جانب بڑھایا تھا۔

"آج تو تم نے مکمل انتظام کیا ہے مجھے جان سے مارنے کا۔" وہ دائیں آنکھ دباتے خباثت سے بولتے گلاس لبوں سے لگا گیا اور ایک ہی سانس میں چڑھا گیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے لورین کو جھٹکا دیا تو وہ لہرا کر اس کے سینے پہ آگری۔ اس سے پہلے کہ وہ اس کے چہرے پہ جھکتا آنکھوں کے سامنے ایکدم اندھیرا سا چھایا۔ اگلے پانچ منٹ میں وہ مکمل طور پہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکا تھا۔ اس نے تیزی سے اسے بیڈ پہ لٹاتے اس پہ کمفرٹر اوڑھایا تھا یہاں تک کہ اس کا چہرہ بھی ڈھک دیا اور خود واشروم کی جانب بڑھی تھی۔ اس دوران اس کا تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ ان کی پلاننگ کے مطابق وہی ماہر شوٹر کھڑکی

پھلانگ کر اندر داخل ہوئی تھی اور کیمرے کے ڈر سے وہی کونے پہ لگ کر بیٹھتے اس نے گن کا رخ کمفرٹر میں موجود لورینزو کی جانب کیا۔ بنا کسی تاخیر کے اس کی گن سے گولی نکلتے سیدھا اس کے دل کے مقام پہ پیوست ہوئی تھی۔ ایک ساتھ دو تین فائر کرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔

آج میری اور لورینزو کے درمیان ایک حسین شام اترے گی۔ بائے مسز لورینزو۔" وہ سفاکی سے " بولتے ایک بار پھر کھڑکی پھلانگ گئی۔ واشروم میں کھڑی لورین اپنی کامیابی پہ دیوانوں کی طرح قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

گوٹو ہیل لورینزو۔" وہ ہنستے ہوئے بولی اور تیزی سے کمرے کا دروازہ کھولا تھا لیکن دروازے کھولتے " ہی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا کیونکہ سامنے ہی پولیس اس پہ نشانہ تانے کھڑی تھی۔

تلاشی لو پورے کمرے کی۔ مسز لورینزو آپ کہی نہیں جاسکتی۔" لورین کا سانس سینے میں ہی اٹک " گیا۔ وہ وہاں سے بھاگنے کے پر تولنے لگی۔ ایک افسر نے جوں ہی بستر پہ لیٹے وجود کے اوپر سے کمفرٹر اٹھایا اندر موجود خون میں لت پت لورینزو کو دیکھ وہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

جس نے بھی آپ کو اطلاع دی تھی بلکل ٹھیک کہا تھا سر لورینزو کے قتل کے پیچھے ان کی بیوی لورین " کا ہی ہاتھ ہے۔" لورین کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

ن۔ نہیں۔ نہیں ایسا نہیں ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔"وہ مسلسل اپنے بچاؤ کیلیے چیخ چلا رہی تھی لیکن" اتنے میڈیا کے باوجود آفیسرز اسے کھینچتے ہوئے پولیس وین کی جانب لے جا رہے تھے۔لورین سمجھنے سے قاصر تھی کہ یہ کایا کیسے پلٹ ہو سکتی تھی۔وہ پاگلوں کی طرح مسلسل نفی میں سر ہلاتے اپنی بے گناہی کا رونا رو رہی تھی لیکن اب اسے سننے والا کوئی نہیں تھا۔

****

بی۔"سیم کی پریشان آواز پہ بیلا جو سمندر کی لہروں کو دیکھ لطف اندوز ہو رہی تھی کرسی کی حرکت" روکتے اسے دیکھنے پہ مجبور ہوئی۔لبوں سے سیگریٹ نکالتے اس نے ایش ٹرے میں مسلی تھی۔

کل جس جہاز میں ہم تھے اس میں لورینزو کا ایک ساتھی بھی تھا اور اسے کہی نہ کہی یقین ہے کہ یہ کام" ہمارا ہی ہے اگر ان کا یقین پکا ہو گیا تو۔۔وہ ابھی سے بے تحاشہ دھمکیاں دے رہا ہے۔"سیم کی بات پہ اس کی آنکھوں کی چمک بڑھی۔اس نے ایک نظر اپنی کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھا جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔اگلے ہی لمحے اس کے لبوں پہ ابھرنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

بوم۔" اس کی پر اسرار سرگوشی پہ ایکدم نیچے سے آنے والی قیس کی آوازوں پہ بیلا نے سیم کو ہاتھ کے اشارے سے اسے وہاں سے جانے کا کہا تھا۔ بیلا نے بھی اپنے سنہری بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے قدم اس کے تعاقب میں بڑھائے تھے۔

" مشہور سیاست دان لورینزو کی اپنی ہی بیوی اور محبوبہ کے ہاتھوں موت۔ پولیس نے موقع واردات پہ ہی ان کی بیوی لورین کو گرفتار کرلیا۔" رپورٹر چیخ چیخ کر لورینزو کی موت کا اعلان کر رہی تھی اور سیم اور قیس پھٹی پھٹی نگاہوں سے نیوز اینکر کو تک رہے تھے جو کس قدر جوش و خروش سے یہ خبر سب کی سماعتوں میں انڈیل رہے تھے۔ بے اختیار ہی سیم کی نگاہیں زینوں کے اوپر دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے کھڑی بیلا کی جانب اٹھی۔ وہ تیزی سے اس کی جانب بھاگا۔

" بی۔" وہ ہانپتا ہوا اس تک پہنچا۔

" سرپرائز۔" وہ دلکشی سے بولتے بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔

" یہ سب آپ نے کیسے۔"

" دیکھ لو بیلا کتنی محبت سے جان لیتی ہے۔" وہ اس کے گال پہ انگلی پھیرتے ہوئے بولی۔ سیم نے سر جھٹکا۔

اسے کہتے ہیں ایک تیر سے دو شکار۔"اس کے سفاکیت بھرے لہجے پہ سیم بھی سب کچھ بھلاتے تشکر" بھرا سانس فضا کے سپرد کرتے کھل کر ہنس دیا۔اب کی بار اس کی ہنسی میں بیلا کی بھی ہنسی شامل تھی۔

نہ اس کے گندے خون سے اپنے ہاتھ رنگے اور وہ مر بھی گیا۔"بیلا صوفے پہ بازو پھیلا کر بیٹھتے" پراسرار سے لہجے میں بولتی قیس کو بری طرح چونکا گئی۔سیم اب تفاخر بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جس کی نگاہوں میں سرشاری کی کیفیت تھی۔

****

اماں پلیز تم ابا کو سمجھاؤ نا مجھے وہاں شادی نہیں کرنی۔ابا میرے ابا ہیں نا تو پھر وہ کیوں مجھ پہ شاہ زیب" کو فوقیت دے رہے ہیں۔"وہ سب کے کمروں میں جاتے ہی ایک بار پھر رات کو اماں کے سر ہو گئی تھی۔

نو میہ میرا دماغ نہ خراب کر جو تیرے ابا نے کہا ہے وہ بلکل ٹھیک ہے تو بہت بگڑتی جا رہی ہے تجھے" اب وہی سدھارے گا۔تو ہمارے بس کی نہیں رہی۔"وہ دونوں ہاتھ اٹھا کر بولتے اسے طیش میں مبتلا کر گئی۔اس نے غصیلی نگاہوں سے طیبہ کو دیکھا۔

مطلب آپ بات نہیں کریں گی ابا سے۔" وہ ایک آخری امید کی تحت پوچھ رہی تھی۔ طیبہ نے ٹھہر کر اسے دیکھا اور سنجیدگی سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ لب بھینچ گئی۔

ٹھیک ہے پھر اب جو میں کروں گی اس کیلیے بھی تیار رہیے گا۔" وہ تیکھے لہجے میں بولتی کمرے میں چلی گئی۔ طیبہ نے اس کی کھوکھلی دھمکیوں پہ سر جھٹکا۔ زیادہ سے زیادہ وہ کیا کر سکتی تھی۔ ویسے بھی کل کے دن تو نکاح تھا۔

کمرے میں آتے ہی وہ پورے کمرے میں ٹہلتے بے چینی سے کچھ سوچنے میں محو تھی۔ چہرے پہ اضطراب واضح تھا۔

کیا ہے کیوں روحوں کی طرح بھٹک رہی ہو مجھے سونا ہے اپنی یہ پریڈ بند کرو۔" عشاء کی جھنجھلاتی آواز پہ نومیہ نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورا اور صوفے پہ ٹک کے بیٹھ گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کے سونے کا یقین کر کے وہ اٹھی اور کمرے سے باہر نکلی تھی۔ راہداری کی جانب آتے اس نے ثمر کو فون ملاتے کان سے لگایا۔

ہاں کیا سوچا ہے پھر تم نے۔" فون اٹھاتے ہی ثمر کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ اس نے گہرا سانس بھرا جیسے خود کو کچھ کہنے کیلیے تیار کیا ہو۔

میں نے کیا سوچنا ہے۔ اماں سے ایک آخری بار پوچھا تھا لیکن انہوں نے تو صاف انکار کر دیا" ہے۔ اب مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔" وہ بے چینی سے بولتی رونے لگی۔ ثمر نے لب سختی سے بھینچے۔

ابھی بھی تم یہ کہہ رہی ہو کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے۔ تمہارے گھر والے زبردستی تمہیں کسی سے بھی" باندھ رہے ہیں۔ تمہیں اب اپنے لیے کچھ سوچنا چاہیے۔ تمہیں خود کیلیے کچھ کرنا چاہیے۔ ایک تنگ گھرانے سے نکل کر دوبارہ ایسے ہی گھرانے میں چلی جاؤ گی تم۔ اپنی خود کی کوئی پہچان بناؤ۔ بنو سنورو اور سب کی آنکھیں کھول دو۔ جس دن ٹی وی پہ تمہارا کوئی ڈرامہ یا کچھ بھی نشر ہو تو سب کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں۔ تم کر سکتی ہو نومیہ۔" ثمر کی باتوں کو اس نے آنکھیں موندتے کسی خواب کی سی کیفیت میں محسوس کیا تھا۔ ایک یہی بات تو اسے سکون دیتی تھی۔

مجھے اس سب کو حاصل کرنے کیلیے کیا کرنا ہو گا ثمر۔" وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں بولتی اسے" ٹھٹھکا گئی۔

تمہیں اس سب سے فرار حاصل کرنا ہو گا۔ میں ابھی بھی تمہارا منتظر ہوں نومیہ۔" اس کی بات پہ" نومیہ کے چہرے پہ گھبراہٹ کا عنصر نمودار ہوا جس پہ وہ جلدی سے قابو پاگئی اور اطراف کا جائزہ لیا تھا کہ کہیں کسی نے سن نہ لیا ہو۔

میں تیار ہو ثمر۔" اس کی بات سن ثمر کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔"

ہم یہاں واپس ضرور لوٹیں گے نومیہ۔" ثمر کے پر یقین لہجے پہ اس نے اپنے آنسو پیئے تھے۔ دل کسی" سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا لیکن اسے آج یہ قدم کسی بھی حال میں اٹھانا تھا۔

لیکن ہم جائیں گے کہاں۔؟" اس نے بمشکل اپنے لرزتے لبوں پہ قابو پایا۔"

میں ابھی گاڑی لے کر پہنچتا ہوں۔ کہاں جانا ہے کہاں نہیں یہ میں تمہیں ملنے کے بعد بتاتا ہوں" ہو سکتا ہے کہ میں فلحال تمہیں اپنی اسی خالہ کے ہاں چھوڑوں کچھ دنوں کیلیے۔" اس کی بات پہ کچھ سکون اس کے چہرے سے جھلکا۔

لیکن تمہیں اس کیلیے کچھ کرنا ہو گا۔" ثمر کی اگلی بات پہ وہ چونکی نجانے وہ اب کیا کہنے والا تھا۔"

گھر سے کچھ پیسے۔ مطلب تم جانتی ہو کہ میرے گھر والے یہاں نہیں رہتے۔ وہ مجھ سے دور ہیں۔"

تمہیں اپنے لیے خود ہی کوشش کرنی ہو گی۔ بس ابھی گھر میں جو بھی ہے تم بیگ میں ڈال کر نکل آؤ

"تا کہ چند دن سکون سے نکل جائیں پھر آگے میں خود ہی سنبھال لوں گا۔

ٹھیک ہے میں سب کر لیتی ہوں تم بس جلدی سے آجاؤ۔ اس سے قبل کہ کوئی جاگ جائے اور یہ"

پراسرار رات بیت جائے۔"اس کے لہجے میں خوف تھا۔ ثمر نے اپنے آنے کا یقین دلاتے فون کاٹ

دیا۔

****

وہ کرسی سے پشت ٹکائے آنکھیں موندے مسلسل اپنی پیشانی مسل رہا تھا ساتھ ساتھ کرسی بھی دائیں

بائیں ہل رہی تھی۔ جیبی نے ایک نظر اس کی حرکت کرتی کرسی کو دیکھا اور گلہ کھنکھارا لیکن اس کی

جانب سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا۔ اس کے چہرے سے جھلکتا اضطراب جیبی کو بھی پریشانی میں مبتلا

کر رہا تھا۔

بھائی۔"اس نے گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھی۔ اگلے ہی لمحے غازی کی حرکت کرتی کرسی"

تھمی۔ اس نے چونک کر جیبی کی جانب دیکھا جو اس کے ایکدم متوجہ ہو جانے پہ گھبرا گیا تھا۔

"ہاں کیا ہوا۔" وہ سنجیدگی سے گویا ہوا۔ جیبی نے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا کیا سچ میں اسے کچھ بھی یاد نہیں تھا۔ کیا وہ لڑکی اس قدر جلدی ذہن سے محو ہو جانے والی تھی۔

"اگر صرف گھورنے آئے ہو تو بعد میں یہ کام کر لینا اس وقت مجھے یہ حرکت ایک آنکھ نہیں بھا رہی۔" اس کے کھردرے لہجے پہ وہ چونکتے کھسیانی ہنسی ہنس دیا۔

"نہیں نہیں بھائی وہ دراصل باہر نائک آیا ہے آپ سے ملنے کا بول رہا ہے۔" جیبی نے اسے آگاہ کیا۔ غازی کے لبوں پہ ایک طنزیہ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس نے ہاتھ سے اشارے سے اسے اندر بلانے کا کہا تھا اور خود کرسی سے پشت ٹکائے ایک بار پھر اسے جھلانے لگا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد کسی کے بھاری قدموں کی چاپ پہ بھی اس نے آنکھیں نہ کھولیں بس لب دھیرے سے مسکرا دیے تھے۔

"کیسے ہو غازی۔" اس کی بات پہ غازی نے فقط بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا۔ اس سے قبل کہ وہ کرسی کھینچ کر بیٹھتا غازی نے آنکھوں کے اشارے سے اسے رکنے کا کہا تھا۔ وہ ٹھٹھک گیا۔

"جیبی۔" اس کی دھاڑ پہ وہ بوتل کے جن کی طرح نمودار ہوا تھا۔

کیا تم نے اسے بتایا نہیں تھا کہ اس جیسے آوارہ کتوں کو غازی اپنے قدموں میں بٹھانا پسند کرتا" ہے۔"اس کے مسکراتے لہجے پہ نائک کے چہرے پہ یکلخت سرخی چھا گئی۔اس نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا جس کے چہرے پہ کس قدر سکون تھا۔

"تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے غازی۔"

ابھی تو میں نے کچھ کیا ہی نہیں بس بولا ہے جو شاید نہیں یقیناً تمہاری انا پہ تازیانے کی مانند لگا" ہے۔"وہاں معصومیت کی انتہا تھی۔نائک نے زور سے مکا میز پہ مارا اور گھورتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

نائک۔"اس کے غرانے پہ نائک نے چونک کر اسے دیکھا۔"

مجھے مقابل کا لہجہ اور آنکھیں ہمیشہ جھکی ہوئی ہی اچھی لگتی ہے۔"ایک بار پھر اس کا لہجہ دلکشی سموئے" ہوئے تھا۔نائک جل بھن کر رہ گیا۔

چل تجھے ایک موقع دیتے ہیں بول کیا بولنا چاہتا ہے۔"غازی نے جیسے اس کی ذات پہ بہت بڑا احسان" کیا تھا۔نائک نے مٹھیاں بھینچتے ضبط کے کڑے مراحل طے کیے تھے۔

میں آج پھر تیرے پاس وہی آفر لے کر آیا ہوں۔ قبول کر لے گا تو فائدے میں رہے گا۔" نائک کی بات پہ اس نے ستائشی انداز میں اسے سر تا پا دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔

ویسے کیا آفر تھی جیبی۔" اس کے سنجیدہ لہجے پہ نائک نے دانت پہ دانت جمائے البتہ جیبی نے دانت نکوسے۔

دیکھو غازی اگر تم ہمارے ساتھ ہاتھ ملا لو گے تو پھر چاہے تم جو مرضی کرنا جیسے مرضی کرائمز سمگلنگ مرڈرز جو بھی کرو گے جب پولیس ساتھ ہو گی تو تمہیں کبھی کسی قسم کی مشکل در پیش نہیں آئے گی۔ بس جو قیمت تمہیں ملا کرے گی اس کا آدھا حصہ تمہیں ہمیں دینا ہو گا تاکہ تم بھی خوش اور ہم بھی خوش۔" اس کی بات پہ غازی نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں الجھاتے میز پہ ٹکائی اور سرد نگاہیں سامنے کھڑے نائک کے چہرے پہ جمائیں جو پولیس کی وردی پہنے کس قدر شان سے کھڑا تھا۔

جا یہاں سے۔" اس کے لبوں سے نکلتی غیر متوقع بات سن نائک کے چہرے پہ تنفر سمٹ آیا۔ اس نے غور کیا اس کی بات پہ غازی کی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا اس کی بکواس سن۔

اگر نہ گیا تو۔" وہ اب کی بار اسے جلاتے جیسے پر سکون ہو گیا تھا۔ غازی نے پتھریلی نگاہوں سے اس کا اطمینان دیکھا۔

بے موت مارا جائے گا۔"اس کا لہجہ آگ برساتا تھا۔ایک لمحے کیلیے نائک کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

دیکھو تم یہ اچھا نہیں کر رہے غازی۔"وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کرنے والے انداز میں" بولا۔

انگلی نیچے کرو ورنہ کاٹ کر ہاتھ میں تھما دوں گا۔"وہ درشتگی سے ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔نائک نے" مٹھیاں بھینچیں۔یہ شخص اتنی آسانی سے اس کے جال میں پھنسنے والا نہیں تھا۔

تجھے اس کی سزا بھگتنی ہی ہوگی غازی۔"وہ باہر نکلتے نکلتے بھی اسے دھمکا رہا تھا۔اگلے ہی لمحے غازی نے" کرسی پہ جھولتے اس کے ہاتھ کی انگلی کا نشانہ لیا تھا۔خون کی ایک تیز دھاڑ کے ساتھ نائک کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ بھی بلند ہوئی تھی۔غازی مضبوط چال چلتے اس کے نزدیک آیا اور اس کے شانے پہ ہاتھ جمایا۔

میں تیری طرح دھمکی نہیں دیتا بلکہ عمل بھی کر کے دکھاتا ہوں پھر چاہے اس کیلیے کسی کی جان ہی" کیوں نہ لینی پڑے۔"وہ اس کا گال تھپتھپاتے جیبی کی جانب مڑا۔

آج اسے باہر چھوڑ کر مت آؤ بلکہ پھینک کے آؤ۔" وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے مسکراتے لہجے میں بولا۔ نائک نے تنفر بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جبی اسے کھینچتے ہوئے باہر نکل گیا۔ اس کی پشت کو دیکھ ایک بار پھر غازی کا چہرہ سپاٹ ہو چکا تھا۔

بھائی۔" جبی نے ایک بار پھر ہمت کرتے اسے پکارا لیکن وہ اس بار اس کی ان سنی کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ جبی نے پریشانی کے عالم میں اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبایا تھا۔ اس نے جوں ہی کمرے کا دروازہ کھولا جبی نے فوراً سے پہلے اپنی آنکھیں میچی تھی۔ غازی کی نگاہ جوں ہی اپنے کمرے میں موجود نسوانی وجود کو دیکھ ٹھٹھکی وہی سب کچھ اس کے ذہن میں تازہ ہوتا چلا گیا۔ ایک کے بعد ایک کرکے اس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہونا شروع ہو گئیں۔ دیوار سے پشت ٹکا کر سمٹ کر بیٹھی فانیہ کو دیکھ اس کا اشتعال ایک بار پھر امنڈ آیا۔ وہ تیز قدم اٹھاتے اس کی جانب آیا۔ وہ تو اسے سرے سے ہی فراموش کر بیٹھا تھا۔

اے لڑکی۔" غازی کی تیز آواز پہ اس نے سہم کر جوں ہی نگاہ اٹھائی سیدھا اس کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔ نجانے اس کی آنکھوں میں کیسا تاثر تھا غازی کو ایسا محسوس ہوا جیسے ایک لمحے میں وہ سب کچھ ہار گیا ہو۔ اس کا ایک نظر اٹھا کر اسے دیکھنا کیسی قیامت غازی پہ ڈھا گیا تھا۔

"اٹھو یہاں سے۔" وہ واپس اپنے خول میں سمٹتے تند لہجے میں بولا۔ فانیہ تیزی سے اٹھی۔ اس کے چہرے پہ آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان دیکھ غازی نے لب بھینچے۔

"تم اب جاسکتی ہو۔" اس کی بات پہ فانیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔

"میں کیا آپ کی کوئی غلام ہوں جسے آپ نے کبھی حکم دیا کہ یہاں سے قدم باہر نہ نکالوں اور کبھی میں یہاں سے جاسکتی ہوں۔" وہ تمام خوف بالائے طاق رکھتے اس کے عین مقابل آئی۔ غازی کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔

"کہاں جاؤں میں۔ یہاں آپ نے میرے لیے کوئی ہوٹل تعمیر کیا ہے جس پہ میرا جب جی چاہے چلی جاؤں۔ جو فلیٹ میں بک کرواکر آئی تھی وہ تو اب تک انہوں نے کسی اور کو بھی دے دیا ہوگا۔ میں کہاں جاؤں گی۔" غصے سے بولتے بولتے اسے کا لہجہ نا چاہتے ہوئے بھی بھیگ گیا۔

"اٹس نن آف مائی بزنس گیٹ لاسٹ۔" اس کے سخت لہجے پہ فانیہ نے چہرہ جھکاتے بمشکل اپنی سسکی روکی۔ اب یہاں کس کو مدد کے لئے پکارتی یہاں تو کوئی اپنا بھی نہیں تھا۔

"مم۔ مجھے ایک فون کرنا ہے۔ مجھے میرا فون دے دیں۔" اس نے سنجیدگی سے بولتے اپنی کپکپاتی ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی تھی۔ غازی نے سائیڈ ٹیبل سے اس کا فون نکالتے اس کی ہتھیلی پہ پٹخا تھا۔

میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی۔" وہ بھیگی نگاہیں اس کی جانب اٹھاتے ضدی لب و لہجے میں بولتی اسے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔

"تو کیا تم بغیر کسی رشتے کے اس کمرے میں میرے ساتھ قیام کرنا چاہتی ہو۔" وہ کھردرے لہجے میں بولتے اس کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ فانیہ نے حلق تر کرتے قدم پیچھے کی جانب بڑھائے تھے۔ وہ دیوار سے جا لگی۔ غازی نے دونوں ہاتھ دیوار پہ جماتے اسے مکمل طور پہ اپنے حصار میں لیا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے دائیں جانب لگے انٹرکام کی جانب اشارہ کیا تھا۔ فانیہ کی سانس پہ سانس آئی۔ اس نے تیزی سے لرزتے ہاتھوں سمیت بیلا کا نمبر ڈائل کیا تھا۔

"کون بات کر رہا ہے۔" یہ آواز سیم کی تھی وہ پہچان گئی تھی۔ غازی بغور اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لے رہا تھا۔ اس نے کسمسا کر غازی کی گرفت سے آزاد ہونا چاہا لیکن وہ اس کے مزید نزدیک ہو گیا۔

"ڈونٹ موو۔ ششش۔" وہ اس کے کان میں جھکتے سرسراتے لہجے میں بولا۔ بولتے ہوئے اس کے لب فانیہ کے کان کو چھو رہے تھے۔ فانیہ کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

پپ۔ پلیز مت کریں میری جان نکل رہی ہے۔" سرسراتے لہجے میں بولی۔ اس کی جھکی آنکھوں کو" دیکھتے غازی کے لب پر اسرار سے انداز میں مسکرائے۔ فانیہ نے حلق تر کرتے فون ایک بار پھر کان سے لگایا۔

س۔ سیم۔" وہ ہکلا کر بولتی ہچکیوں سے رو دی۔"

"فانی یہ تم ہو۔ کہاں ہو تم۔ کوئی اطلاع۔"

سس۔ سیم میں وہ غغ۔" اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتی لائن کٹ چکی تھی۔"

ایم سیم۔" وہ چیخی۔ اگلے ہی لمحے اس کی نگاہ غازی کی جانب اٹھی جو مسکراتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ" رہا تھا۔

نو ڈارلنگ یہ سب کرنا یہاں الاؤ نہیں ہے۔" وہ انتہائی نرمی سے اس کے چہرے پہ جھولنے والی آوارہ" لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے جتانے والے لہجے میں بولا۔ فانیہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ایکدم نجانے اسے کیا ہوا تھا اس نے درشتگی سے فانیہ کے بازو کو اپنے شکنجے میں لیتے دروازے کی جانب دھکیلا۔

نکلو ابھی کے ابھی یہاں سے۔" وہ بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔ فانیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا تھا۔ وہ اب اسے کھینچتے ہوئے باہر لے جا رہا تھا اور وہ گھسیٹتی جا رہی تھی۔ جیبی اس کے غصے کو قابو کرنے کی خاطر پیچھے بھاگا تھا۔

"بھائی رکیں۔"

گیٹ لاسٹ اور اپنی یہ شکل مجھے آئندہ کبھی مت دکھانا۔ تم جیسی لڑکیوں سے مجھے سخت نفرت ہے۔" وہ زہر خند لہجے میں بولتے اسے تڑپا کر رکھ گیا۔

تو مجھے مارا کیوں نہیں جیسے یہاں آنے والی ہر لڑکی کی سزا موت ہوتی ہے تو مجھے کیوں زندہ جانے دے رہے ہیں۔" وہ بھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے چلائی۔ جیبی نے غازی سے نگاہیں ہٹاتے ستائشی انداز میں اس چھٹانک بھر کی لڑکی کو دیکھا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ دلچسپی سے اس منظر سے لطف اندوز ہونے لگا۔

تمہیں مارنے کا انداز ذرا مختلف ہے ڈارلنگ۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔" اس نے پر اسرار سے لہجے میں بولتے اس کے بیگز کو بھی باہر پھینکا تھا۔ اگلے لمحے اس نے فانیہ کے منہ پہ ہی دروازہ بند کر دیا۔ اس نے بار بار پلکیں جھپکتے بمشکل اپنے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔ بیلا کی باتیں مسلسل ذہن میں گردش کر رہی

تھیں۔ نجانے کیا سوچ کر اس نے ایک نفرت میں ڈوبی نگاہ اس عالیشان بنگلو پہ ڈالی اور دروازے پہ ایک ٹھوکر مارتے قدم موڑے تھے۔ وہ ایک بار فلیٹ جا کر اپنی قسمت آزمانا چاہ رہی تھی لیکن اس دوران بند فون کا کیا کرتی کسی سے رابطہ بھی ممکن نہیں تھا۔

"بھائی وہ لڑکی کہاں جائے گی؟"

یہ تمہارا دردِ سر نہیں ہے۔ اپنی تمام سوچیں صرف اس بنگلو تک محدود رکھو جیبی اور تم جانتے ہو مجھے" اپنی بات دہرانا پسند نہیں ہے۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے اندر بڑھ گیا اور جیبی کے ذہن میں مسلسل اس کا روتا چہرہ گھوم رہا تھا۔

اب تک تو جو اس کی رہائش کا انتظام ہو گا وہ بھی کسی اور کو مل چکا ہو گا۔ نجانے کیسے رہنے کا بندوبست" "کرے گی۔

جیبی۔" غازی کے تیز لہجے پہ وہ اپنی جگہ پہ اچھل کر رہ گیا اور سب سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے اندر" بھاگا تھا مبادہ اب اس کے عتاب کا نشانہ وہی نہ بن جائے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

کس کا فون تھا؟" وہ تولیے سے بالوں کو رگڑتے واشروم سے باہر نکلی تو سیم کو کمرے میں موجود" پایا۔ وہ جو ابھی تک پریشانی کے زیرِ اثر تھا چونکتے اسے دیکھنے لگا۔

نن۔ نہیں کسی کا بھی نہیں بی۔ بس فون آرہا تھا تو مجھے لگا کہ شاید کوئی ضروری کال ہو۔" اس نے مسکرا" کر اسے تسلی دی۔ بیلا نے سر جھٹکا اور یونہی گیلے بالوں سمیت کمرے سے باہر نکل گئی۔ لاؤنج میں پہنچتے ہی قیس کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی تو وہ چوکنا ہوئی۔ وہ فون پہ کسی سے محو گفتگو تھے۔

مخدوم جاہ مجھے بس تمہارے ہی فون کا انتظار تھا۔" قیس کی خوشگوار آواز پہ بیلا نے بھنویں سکیڑی۔ "

کیا تم مجھ سے ملاقات چاہتے ہو۔" وہ جیسے اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ بیلا نے ٹانگیں جھلاتے ایک سرسری" سی نگاہ ان پہ ڈالی جو اب ہنستے ہوئے فون کاٹ رہا تھا۔

کون تھا ڈیڈی۔" بیلا فائلر کی مدد سے ناخن تراشتے ہوئے بولی۔ قیس نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا اور" دھیرے سے مسکرایا۔

مخدوم جاہ مجھ سے ملنا چاہتا ہے۔" اپنی کامیابی پہ بیلا بھی تفاخر سے مسکرائی۔ "

اس بار آپ نہیں بلکہ میں جاؤں گی مخدوم جاہ سے ملاقات کی خاطر۔" اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔ سیم نے نا سمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔

بی لیکن ان سے تو ہمیشہ قیس سر ہی ڈیل کرتے ہیں۔" سیم کی بات پہ بیلا نے قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالی" جیسے اس کا درمیان میں بولنا اسے بلکل بھی پسند نہ آیا ہو۔ سیم نگاہیں پھیر گیا۔

"کہاں ملنا ہے ڈیڈی۔"

رات آٹھ بجے کلب میں۔ ایک پارٹی آرگنائز کی ہے انہوں نے۔ تم وہاں ضرور جانا اور ایسا سج کر جانا" کہ وہ لوگ تمہاری آمد پہ ٹھٹھک جائیں۔" قیس کی پراسرار سی سرگوشی پہ اس نے ہنستے ہوئے چہرہ جھکایا۔ سیم کی نگاہیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب اٹھی اور اسکے ہنستے چہرے پہ ٹھہر گئی۔

کیا دیکھ رہے ہو۔" وہ گھڑی پہ وقت دیکھتے ہوئے سیم سے مخاطب تھی جو شام کے چھ بجا رہی تھی" مطلب صرف دو گھنٹے باقی تھے۔

کک۔ کچھ نہیں بی۔" سیم گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔ بیلا اٹھ کر زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ اس" کے جاتے ہی سیم نے کچھ سوچ کر برازیل کی ایجنسی میں کال ملائی تھی اسے جلد از جلد فانیہ کی وہاں

موجودگی کا یقین کرنا تھا۔ اگر وہ اس لمحے بیلا کو فانیہ کے متعلق آگاہ کرتا تو لازماً وہ بھونچال کھڑا کر دیتی جو اس لمحے وہ کروانا چاہتا نہیں تھا۔

****

"نجانے یہ عورت کہاں رہ گئی ہے۔ اسے میں نے کہا بھی تھا کہ آج وقت پہ لوٹ آنا۔ بابا حضور لازمی غصہ ہونگے۔" غزوان دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے یہاں سے وہاں ٹہل رہا تھا۔ چہرے پہ کرختگی چھائی ہوئی تھی۔

"تمہاری بیوی کہاں ہے؟" مخدوم جاہ کی آواز پہ وہ آنکھیں میچ گیا۔ اس لمحے وہ ان کا سامنا قطعی نہیں چاہتا تھا۔

"وہ بابا حضور میں نہیں جانتا۔ اسے اپنی کسی دوست کے ہاں۔"

"وہ اپنی کسی دوست کے ہاں نہیں بلکہ کہیں اور ہی گئی ہے اور تم بہت اچھے سے جان کر بھی انجان بن جاتے ہو۔" وہ درشتگی سے بولتے اسے ٹوک گئے۔ غزوان نے لب بھینچتے خاموشی سے چہرہ جھکالیا۔

میں ایک بار پھر فون ٹرائے کرتا ہوں۔" وہ دھیمے سے بولتے اسے کال ملانے لگا لیکن فون مسلسل بند آرہا تھا۔

"اب جاؤ اور پارٹی میں جانے کی تیاری پکڑو میں نہیں چاہتا کہ آج کچھ بھی غلط ہو۔ قیس سے ملاقات ہے ہماری اگر تمہاری یا تمہاری بیوی کی بدولت کچھ بھی غلط آج کی پارٹی میں ہوا تو لازماً ہم کچھ ایسا کر جائیں گے جو تمہیں بلکل پسند نہیں آئے گا۔" وہ سختی سے اسے باور کرواتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی غزوان نے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔

"بابا جان مما ابھی تک کیوں نہیں لوٹیں۔" دمیر کی آواز پہ غزوان بمشکل مسکراتے اس کی جانب پلٹا۔

"مما کو کچھ ضروری کام تھا۔ آپ پریشان مت ہو وہ ابھی لوٹ آئیں گی۔" وہ اس کے گال سہلاتے ہوئے نرمی سے بولا۔ دمیر نے ناک منہ چڑھایا جیسے وہ اس کا ایک ہی جھوٹ سنتے تنگ آ گیا ہو۔

"آپ ہمیشہ ایسے ہی کرتے ہیں بابا جان۔ مما پھر بھی نہیں آتی۔" وہ ناک منہ بسور کر بولتے اسے ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

"آپ کہاں جا رہے ہیں؟" وہ اسے الماری میں گھسا دیکھ کر بولا۔ غزوان نے الماری سے سیاہ رنگ کا پینٹ کوٹ نکالتے بیڈ پہ رکھا۔

بابا کو کسی ضروری کام کے تحت جانا ہے میری جان۔ آپ گھر پہ ہی رہیں گے۔ بابا کچھ دیر میں لوٹ "آئیں گے۔" وہ اسے بیڈ پہ بٹھا کر اپنا موبائل تھماتے ڈریسنگ روم کی جانب بڑھ گیا۔ دس منٹ میں ہی وہ نک سک سا تیار باہر نکلا تو وہ وہی بیٹھے بیٹھے سو چکا تھا۔ غزوان نے تشکر بھرا سانس خارج کیا کہ وہ سو گیا تھا ورنہ تو اس کے سوالات کے جوابات دینا مشکل ہو جاتا۔ بالوں کو سنوار کو خود پہ اچھے سے پرفیوم سپرے کرتے وہ باہر نکلا تو سب جانے کو تیار تھے۔ اس کے کمرے سے نکلتے ہی دمیر کی آنکھیں پٹ سے کھلیں۔ وہ تیزی سے بیڈ سے اترتے باہر بھاگا اور پچھلے دروازے سے نکلتے ان کی گاڑی کی ڈگی کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ سب کی آوازیں سن وہ سہم گیا لیکن اگلے پانچ منٹ میں گاڑی چلتے ہی اس نے حلق تر کیا تھا۔ پندرہ سے بیس منٹ کی مسافت پہ ان کی گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ دمیر نے ان سب کے جانے کا یقین کرتے مشکلوں سے اپنا وجود ڈگی سے باہر نکالا۔ سانس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ عجیب سی رنگینیاں اور طرح طرح کے لوگوں کو دیکھ اس کا سانس سوکھ گیا۔ وہ تو یہاں کسی کو جانتا بھی نہیں تھا۔ آس پاس کے لوگ حیرت سے اس چھوٹے سے بچے کو دیکھ رہے تھے جو نجانے کلب کے باہر کیا کر رہا تھا۔

"یہ بابا جان کہاں آئے ہیں؟" وہ خود سے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے رک گیا۔ آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔

"اوئے راجا۔" عقب سے آنے والی آواز پہ وہ روتے روتے مڑا تو سامنے کھڑے عجیب سی مخلوقات کو دیکھ اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔

"بڑا حسین ہے رے تو۔" اس میں سے ایک نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔ اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ دمیر کو چھوتا کسی نے ایک جست میں اس کی کلائی پکڑ کر مڑورتے پشت پہ لگائی تھی۔ اس کے حلق سے نکلتی چیخ بے ساختہ تھی۔ دمیر تیزی سے بیلا کی پشت پہ ہوتے اس کے کوٹ کو سختی سے جکڑ گیا۔

"اس کا بندوبست کرو سیم۔" ایک جھٹکے سے اسے سیم کی جانب پھینکتے وہ دھاڑی۔ سمجھ چکی تھی کہ وہ لوگ کون ہیں اور اس بچے کے اگے پیچھے کیوں گھوم رہے ہیں۔

"کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو۔ یہ جگہ ہے تمہارے یہاں آنے کی۔ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔" وہ اب دمیر پہ برس پڑی۔ دمیر نے سہم کر اسے دیکھا۔

"وہ اندر میرے بابا جان ہیں۔ مجھے ان کے پاس جانا تھا۔" وہ آنکھیں مسلتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔ بیلا نے ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالی۔

اولاد پیدا کر لیتے ہیں لیکن سنبھالی نہیں جاتی۔" وہ زہر خند لہجے میں بولتی مڑی لیکن دمیر نے ایک بار پھر اس کا بازو تھام لیا۔

ڈونٹ ٹچ می۔ مجھے بچے بلکل نہیں پسند۔ دور رہو مجھ سے۔ آئی ہیٹ یو۔" وہ اسے خود سے دور جھٹکتے ہوئے چلائی۔ آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ سیم نے بروقت دمیر کو سنبھالتے ناراضگی سے بیلا کو دیکھا۔ بیلا ایک کٹیلی نگاہ دمیر کے روتے چہرے پہ ڈال کر مضبوط قدم اٹھاتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے آس پاس گزرتے گارڈز نے کلب کا دروازہ جوں ہی اس کیلیے واں کیا وہ ایک ادا سے بالوں کو جھٹکتے اندر کی جانب بڑھی۔ تیز گانوں کے شور کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔ اس نے ایک طائرانہ نگاہ پورے حال میں دورائی تھی۔ آس پاس سے گزرتے لوگ رک رک کر اسے دیکھنے لگے۔ سیاہ جینز پہ سکن کروپ ٹوپ پہنے ساتھ گھٹنوں کو چھوتا سیاہ کوٹ اس کا حسن کسی بھی آنکھ کو خیرہ کر دینے والا تھا۔ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے ایک تمسخرانہ نگاہ اطراف میں موجود مناظر پہ ڈال رہی تھی۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔

بی مخدوم جاہ اس جانب ہے۔" سیم کی آواز پہ وہ مضبوط قدم اٹھاتے کلب کے اس حصے کی جانب" بڑھی جہاں ایک گول میز کے اطراف میں سب بیٹھے کارڈز سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

تم ہمیشہ کی طرح ہار جاؤ گے غزوان جاہ۔" مخدوم جاہ کی تمسخر اڑاتی آواز پہ بیلا کی نگاہ ناچاہتے ہوئے بھی اس جانب اٹھی اور سیدھا مخدوم جاہ سے جا ٹکرائی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان کی جانب آئی اور غزوان کے شانے پہ دونوں بازو ٹکاتے مخدوم جاہ کی آنکھوں میں دیکھا اور انتہائی سکون سے غزوان کے سرخ و سفید ہاتھوں سے کارڈز لیتے مخدوم جاہ کی جانب اچھالے تھے۔

لو اس بار جیت ہمارے نام ہوئی مخدوم جاہ۔" مخدوم جاہ نے چونک کر ان کارڈز کی جانب دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل گئی۔ وہ سچ میں جیت چکا تھا۔ غزوان نے اس کے بازوؤں کا دباؤ اپنے شانوں پہ محسوس کرتے تنفر سے جوں ہی گردن پیچھے موڑی نگاہیں سیدھا بیلا کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔ غزوان کو دیکھ نجانے کیوں اس کی آنکھوں کی چمک میں آخری حد تک اضافہ ہوا تھا۔

ہینڈسم۔" اس کی سرگوشی کس قدر والہانہ تھی۔ غزوان کی آنکھوں میں ناگواری کا تاثر ابھرا۔

کون ہو تم۔" مخدوم جاہ کو کیسے غزوان کی جیت برداشت تھی تبھی بیلا کو دیکھتے اشتعال کے عالم میں غرائے۔

بیلا قیس ہیئر۔" وہ بائیں آنکھ دبا کر بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ اس کی کھنکتی ہنسی پہ سب اس کی" جانب متوجہ ہوئے تھے البتہ اس کے تعارف پہ مخدوم جاہ کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔ آج تک تو صرف اس کا نام سنا تھا اور آج وہ مقابل کھڑی تھی۔

"بیلا۔"

شہزادی بیلا۔" وہ کھردرے لہجے میں فوراً سے پہلے اسکی تصحیح کر اٹھی شاید اسے اس کی اوقات باور" کروا رہی تھی۔ مخدوم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

****

"یہاں تو قیس آنے والا تھا۔"

کیا میرے آنے کے بعد بھی ان کی کمی محسوس ہو رہی ہے تمہیں۔" وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے" دل جلانے والے لہجے میں بولی۔ غزوان نے ناگواری سے اس کی جانب دیکھا۔

نہیں نہیں بیٹھیں نا شہزادی جی۔" وہ فوراً ہی کھسیانی ہنسی ہنس دیا۔ بیلا کے لبوں پہ ایک دلکش" مسکراہٹ ابھری جسے وہ کسی کی نگاہ میں آنے سے پہلے ہی سمیٹ گئی۔ غزوان نے حیرت سے ان کے

بدلے بدلے تیور دیکھے جواب بیلا کو اپنی چھوڑی ہوئی کرسی پیش کر رہے تھے۔ بیلا نے غزوان کو دیکھ بھنویں اچکائیں تو وہ نگاہیں پھیر گیا۔

"کیا تم نے اپنے بیٹے کو یہ نہیں سکھایا کہ جب شہزادی بیلا کہی آس پاس ہو تو اپنی کرسی چھوڑ کر ان کے احترام میں کھڑے ہو جانا چاہیے۔" وہ دیکھ مخدوم کو رہی تھی لیکن سنا غزوان کو رہی تھی۔

"کس بات کا احترام جہاں تک مجھے دکھ رہا ہے آپ مجھ سے کافی چھوٹی محسوس ہو رہی ہیں مجھے۔"

"کافی گہرائی میں جا کر تجزیہ کیا ہے آپ نے میرا۔" بیلا اب براہراست اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بول رہی تھی۔ دھڑکنوں کی رفتار معمول سے ہٹ کر چل رہی تھی۔

"تم خاموش رہو غزوان۔" مخدوم نے اسے ڈپٹا تو وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"مجھے یہاں بیٹھنا ہے۔" اس نے غزوان کی کرسی کی جانب اشارہ کیا۔ وہ مقابل کھڑی لڑکی کی ہٹ دھرمی پہ دانت پیس کر رہ گیا۔ مخدوم نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا لیکن وہ انہیں نظر انداز کرتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

میں بول رہا ہوں اٹھو یہاں سے۔" ان کے لہجے میں اب کی بار تنفر سمٹ آیا۔ بیلا نے ترچھی نگاہ ان پہ ڈالی تھی۔ غزوان بھی اب کی بار لب بھینچتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بیلا اس کے اٹھتے ہی ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے کرسی پہ بیٹھتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا گئی۔

آپ وہاں بیٹھ سکتے ہیں۔" بیلا نے مخدوم کی چھوڑی ہوئی کرسی کی جانب دیکھا۔"

بہت شکریہ۔" وہ رکھائی سے بولتے موبائل میں مصروف ہو گیا۔ بیلا نے لاپرواہی سے شانے" اچکائے۔ سیم نے انتہائی حیرت سے اسے دیکھا جو آج تک اس کا ایسا لہجہ برداشت نہیں کرتی تھی۔

تم یہاں آکر شروع سے آخر تک مجھے سب کچھ بتاؤ گے۔" اب کی بار اس کا رخ مخدوم کی جانب" تھا۔ اب کی بار وہ سنجیدہ تھی۔

بتانے کی ضرورت تو نہیں ہے آپکو شہزادی بیلا مگر آپ پوچھ رہی ہیں تو بتا دیتا ہوں۔ اس دن جہاز میں" وہ تمام ہیرے ہماری طرف سے برازیل جا رہے تھے لیکن ان ہیروں کو کسی نے نہایت چالاکی سے نقلی جواہرات میں تبدیل کر دیا۔ میرا قیمتی سرمایہ تھے وہ سب ہیرے مگر اب میرے پاس کچھ نہیں بچا سب کچھ ڈوب رہا ہے۔" مخدوم کے چہرے پہ سرخی بھانپتے بیلا سیدھی ہو کر بیٹھی۔

بس اتنی سی بات۔" اس کا لہجہ سراسر تمسخر اڑاتا تھا۔ مخدوم کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔"

"یہ اتنی سی بات ہو گی آپ کیلیے مگر ہمارے لیے نہیں۔ میں اسی لیے قیس سے ملنا چاہتا تھا۔"

قیس میری اجازت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ مائنڈ یو مخدوم جاہ۔" وہ ایکدم کھردرے لہجے میں بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔ یکدم وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور مخدوم کی جانب بڑھی تھی۔

ایک چٹکی بجانے کی دیر ہے ہر چیز کو تباہی کی نذر کرنے میں۔ جو کچھ تمہارے ہاتھ میں باقی ہے ناوہ" بچالو ورنہ شاید وہ بھی نہ بچے۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ تمہارے تمام ال لیگل کاموں سے انجان ہوں میں مخدوم جاہ۔" اس نے مخدوم کے کالر کو جھٹکا دیا تھا۔ اس کی پر اسرار دھمکی پہ مخدوم نے حلق تر کیا۔ اس سے قبل غزوان اس کی جانب بڑھتا بیلا نے ہاتھ اس کے سینے پہ رکھتے اسے پیچھے کی جانب دھکیلا تھا۔ غزوان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو ہنوز مخدوم کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ اپنی ہتھیلی کے نیچے اس کا دھڑکتا دل وہ صاف محسوس کر سکتی تھی۔

تم سے ملاقات اب تمہاری حویلی میں ہی ہو گی مسٹر مخدوم جاہ ایک بہت ہی دلکش ڈیل کے" ساتھ۔" وہ بول مخدوم سے رہی تھی مگر نگاہیں غزوان پہ ٹکی تھی۔ آنکھوں میں ایک الوہی سی چمک رقصاں تھی۔ وہاں سے ہوتے وہ غزوان کی جانب بڑھی۔ سیم نے پل بھر نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

تم بیلا کو بے حد پسند ہو۔" وہ اس کے کان میں جھکتے سر گوشی کی کیفیت میں بولتی اسے ساکت کر گئی۔ لامبی انگلیاں اس کی گردن کا طواف کر رہی تھی۔ غزوان کا سارا وجود سرد پڑ گیا۔ کیسی عورت تھی جو اس قدر بے شرمی سے کسی غیر محرم کے ساتھ لگتے اس چیز کا اعتراف کر رہی تھی۔

تمہارے یہ بال یہ آنکھیں یہ ہونٹ یہ مونچھیں یہ کھڑی مغرور ناک۔ آج بیلا کو خود سے بڑھ کر بھی" حسین کوئی لگا ہے تو وہ تم ہو غزوان جاہ۔" اب کی بار اس کی آنکھیں اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کو چھو رہی تھی۔ غزوان نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور دھکیلا تھا۔

میں تمہاری جان لے لوں گا بیلا قیس۔" بیلا اس کے طرزِ مخاطب پہ بھی کھل کر مسکرائی تھی۔ سیم کی" آنکھوں میں بے یقینی امنڈ آئی۔

بیلا نہیں شہزادی بیلا کہیے غزوان جاہ۔" وہ دل جلانے والے انداز میں بولتی اسے اشتعال میں مبتلا" کر گئی۔

تم شہزادی کہلانے کے لائق ہی کب ہو۔ تم وہ درندہ ہو جو سب سے ان کا سب کچھ چھین لیتی" ہے۔ خود کو شہزادی کہلوا کر کم از کم شہزادی کی توہین مت کرواؤ۔" وہ زہر خند لہجے میں بولا۔ بیلا کے لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔

اب تک تو شہزادی بیلا قیس ہوں لیکن بہت جلد ملکہ غزوان جاہ کہلاؤں گی پھر شہزادی کی توہین نہیں ہو گی۔" وہ گن لوڈ کرتے ہوئے مضبوط قدم اٹھاتے اس کے نزدیک ہوئی۔ غزوان نے مذاق اڑانے والے انداز میں اسے دیکھا البتہ مخدوم کی گھورتی نگاہیں غزوان کے چہرے پہ ہی ٹکی تھی

"کیا کر سکتی ہو میرے لیے۔" غزوان شاید اسے آزمانا چاہ رہا تھا۔ اس لمحے اسے بیلا سے شدید نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

"تمہارے لیے اگر جان دے سکتی ہوں تو جان لے بھی سکتی ہوں۔" بیلا نے بولتے ساتھ ہی اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اسے دائیں جلانے دھکیلتے شوٹ کیا تھا۔ اس کی گن سے نکلتی گولی بار کے پار کھڑے شخص کے بازو کو چیرتی چلی گئی۔ گولی چلنے کی آواز پہ چاروں اطراف میں یکدم سناٹا چھا گیا البتہ غضنفر گولی لگ جانے پہ پوری شدت سے کراہا تھا۔ بیلا کی آنکھیں لہو رنگ ہوئیں۔ سب کی نگاہیں بیک وقت عقب کی جانب اٹھی لیکن وہاں زمین پہ تڑپتے غضنفر کو دیکھ غزوان اور مخدوم تڑپ کر اس کی جانب بڑھے تھے۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی پہ گولی چلانے کی۔" غزوان درشتگی سے دھاڑا۔

تت۔ تم خاموش رہو غزوان۔" مخدوم کو یہ بات اچھے سے ازبر تھی کہ بیلا نے یہ گولی لازماً کچھ دیکھ کر ہی چلائی ہو گی۔

بھائی۔" وہ دانت پہ دانت جما گئی۔ اس انکشاف پہ بیلا کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ ایک بھائی اپنے ہی بھائی پہ نشانہ لیے کھڑا تھا۔ کیوں؟ یہ سوالیہ نشان اس کے ذہن میں منڈلا رہا تھا۔

بی چلیں آپ یہاں سے۔" سیم نزدیک آتے دھیمے سے بولا۔ بیلا نے گن بیلٹ میں اڑستے اثبات میں سر ہلایا۔ غضنفر کے نزدیک دو ازنوں بیٹھی اور اس کا جبڑا جکڑا تھا۔

جب اپنے ہو کر لوگ پیٹھ پیچھے وار کرتے ہیں نا انہیں میں تڑپا تڑپا کر مارتی ہوں غضنفر۔ میرا ڈسا ایک سیکنڈ میں وجود میں سے جان نچوڑ لیتا ہے۔" وہ ایک جھٹکا دیتے مضبوط قدم اٹھاتے وہاں سے نکل گئی۔ غزوان نے نفرت میں ڈوبی نگاہ اس کی پشت پہ ڈالی تھی اور گارڈز کی مدد سے غضنفر کو سہارہ دیتے باہر کی جانب بڑھا۔ آخر اس کا باپ اس چھٹانک بھر کی لڑکی کے آگے خاموش کیوں تھا؟

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

وہ باہر جاتے جاتے رکی تھی۔ نجانے کیا سوچ کر اس کی نگاہ دائیں جانب اٹھی سیاہ شارٹ فراک میں ملبوس وہاں سے گزرتی لڑکی پہ نگاہ پڑتے ہی اسے اس پہ حور کا گمان ہوا تھا۔ اس نے کچھ سوچ کر قدم اس جانب بڑھائے۔

بی ہمیں گھر جانا ہے۔" بیلا اس کی ان سنی کرتے اس کے تعاقب میں بڑھی تھی۔ ایک کمرے میں باہر" اسے رکنا پڑا کیونکہ دروازہ بند ہو چکا تھا۔

یہ دروازہ مجھے ابھی کے ابھی کھلا چاہیے۔" اس نے سیم کو دیکھتے حکم صادر کیا۔"

بی یہ ممکن نہیں ہے۔ آپ ان معاملات میں مت پڑیں پلیز۔" سیم نے بے بسی سے اسے ٹوکنا چاہا" لیکن اس کی پتھریلی نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ دانت پہ دانت جما گیا۔ اگلے ہی لمحے بیلا نے کمرے کے دروازے پہ دستک دی تھی۔ یہ بار کے بلکل سنسان گوشے میں موجود کمرہ تھا جہاں کسی کا بھی زیادہ آنا جانا نہیں تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے۔

کون ہے باہر اب۔" اندر سے ابھرنے والی جھنجھلاتی آواز پہ بیلا کے لب تمسخرانہ انداز میں" مسکرائے۔ یکدم دروازہ کھلا اور اندر سے نکلنے والی شخصیت کو دیکھ جہاں بیلا کی آنکھوں کی پتلیاں پھیلی وہی شاہ صاحب کے چہرے پہ بھی اضطراب چھا گیا۔ اس نے جلدی سے دروازہ بند کرنا چاہا لیکن بیلا

نے اس کے بند کرنے سے پہلے ہی دروازے پہ لات مارتے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ وہ زمین پہ اوندھے منہ جا گرا۔

واہ شاہ صاحب واہ۔ دوسروں کی زندگیاں جہنم بنا کر خود یہاں عیاشیاں کرتا پھر رہا ہے تو۔" وہ خباثت بھرے لہجے میں بولتی بیڈ پہ سکڑی سمٹی بیٹھی حور کو دیکھ تنفر سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ جس کے وجود پہ لباس نہ ہونے کے برابر تھا۔

"دیکھو بیلا تم ایسا ویسا کچھ بھی۔"

میں ایسا ویسا کیا میں سب کچھ کر سکتی ہوں۔ تیرے جیسے کت* کی جان بھی لے سکتی ہوں۔" وہ اس کے چہرے پہ تھوکتے زہر خند لہجے میں بولی۔ حور نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھ حلق تر کیا۔ اگر اس کی یہاں موجودگی کی خبر کہی باہر پہنچ جاتی تو اس کے ساتھ آگے کیا ہوتا یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی۔ وہ ایک کاٹ دار نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے جس راستے سے آئی تھی اسی سے پلٹ گئی۔ اس کا کام ہو چکا تھا۔

"اگر کسی کو معلوم ہو گیا شاہ صاحب تو۔"

تو تو چپ کر پہلے ہی پریشانی سے جان نکل رہی ہے تو مزید پریشان کر رہی ہے۔" وہ اسے بالوں کو" گھسیٹتے ہوئے بیڈ پہ لے آیا۔

*** *** *** *** *** *** *** ***

یہ بچہ یہاں کیا کر رہا ہے۔" اس سے قبل کہ وہ اپنے وجود میں ابلتے ابال کو کم کرنے کی خاطر گاڑی" میں بیٹھتی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھے اسی بچے کو دیکھتے ہی بھڑک اٹھی۔ سیم نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ بچہ تو اس کے ذہن سے مکمل طور پہ فراموش ہو چکا تھا۔

بی وہ مجھے مناسب نہیں لگا اسے یوں تن تنہا چھوڑنا۔"

کیوں تم کیا اس سے باپ لگتے ہو۔ نجانے کیسے خبیث لوگ ہوتے ہیں جو اولاد تو پیدا کر لیتے ہیں لیکن سنبھال نہیں پاتے۔" وہ گاڑی کی بونٹ میں ہاتھ مارتے غرائی اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھولتے اسے نیچے اتارا تھا۔ وہ سہمی نگاہوں سے بیلا کو دیکھ سیم کی اوٹ میں ہو گیا۔

اسے ابھی کے ابھی رفع دفع کرو ورنہ میں کچھ ایسا کر جاؤں گی جو کسی کیلیے بھی مناسب نہیں" ہو گا۔ مجھے نفرت ہے بچوں سے۔ نفرت ہے مجھے۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنفر بھرے لہجے میں بولی۔

نفرت ہے مجھے اس سے۔ شکل گم کرو تم یہاں سے۔" وہ دمیر کو سیم کی اوٹ سے نکالتے دور دھکیلتے" چیخی۔ آنکھوں میں فقط ایک ہی جذبہ تھا نفرت کا۔ اس سے پہلے کہ وہ دمیر زمین بوس ہوتا دو مضبوط ہاتھوں نے اسے تھام لیا۔

بابا۔" دمیر کے لبوں سے رندھی ہوئی آواز نکلی۔ غزوان نے بنا کسی تاخیر کے اسے سینے میں بھینچ" لیا۔ دمیر کی سسکیاں بلند ہو گئی۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس سے سے ایسے برتاؤ کرنے کی۔" غزوان کی بات پہ وہ جو سکتے کی کیفیت" میں ان دونوں کو دیکھ رہی تھی مٹھیاں بھینچتے خود کو ضبط کرنے لگی۔

یوں بچوں کو اس جگہ لانے سے قبل سوچنا چاہیے ورنہ اس سے بھی برے دھکے ملتے ہیں اور برتاؤ تو" پوچھو ہی مت۔" وہ ایک تیکھی نظر اس پہ ڈال کر سرد مہری سے بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔ وہ ایک بار پھر دمیر کو سینے سے لگا چکا تھا۔ اس کیلیے یہ خیال ہی سوہانِ روح تھا کہ اس کا بچہ اس گندی جگہ پر کیسے اور کیا کرنے آیا تھا۔

"ایک منٹ آپ کیوں اس کی اتنی فکر۔"

بی چلیں یہاں سے۔" سیم بازو اسے اسے گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لایا۔"

لیو می سیم۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گی۔" وہ اسے دھکا دے کر بولتے سیم کو اضطراب میں مبتلا کر گئی۔ گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے اس نے ایک آخری نگاہ ان دونوں پہ ڈالی تھی وہ بچہ ابھی بھی غزوان کے سینے سے لگے ہچکیوں سے رو رہا تھا اور یہ منظر اسے ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔ سیٹ سے پشت ٹکاتے اس نے آنکھیں موندتے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں میں بھینچتے گہرے سانس بھرے۔ وجود میں ایک آگ سی جل رہی تھی جو ایک ہی صورت میں بجھ سکتی تھی اور وہ صورت کیا تھی یہ سوچ کر ہی اس کے لبوں پہ ایک شیطانی مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔ اس نے اپنی شرٹ میں لگی چھوٹی سی ڈیوائس نکالتے سیم کی جانب بڑھائی تھی۔

"اس میں سے بس اس حور کا چہرہ غائب کر کے یہ ویڈیو نشر ہو جائے کل صبح تک تمام نیوز چینلز پہ۔" اس کی پلیننگ پہ سیم دم بخود رہ گیا۔ بیلا نے بھنویں اچکائیں جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیا ہوا۔ سیم نے نفی میں سر ہلاتے وہ ڈیوائس تھام لی۔ بیلا نے سیگریٹ سلگا کر لبوں میں دباتے آنکھیں موند لی۔

****

تم نومیہ کو ہلکا پھلکا تیار کر دینا میں مولوی کو کہہ دیتا ہوں سادگی سے نکاح ہو گا تبھی بہتر ہے ورنہ اس" لڑکی نے تو ناک کٹوانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔"طیبہ نے مٹر چھیلتے سنجیدگی سے سر ہلایا۔بات تو ان کی سو فیصد درست تھی۔

"آج تو نجانے کیوں یہ لڑکی یونی بھی نہیں گئی۔"

اچھی بات ہے نہیں گئی۔وقت رہتے سمجھ گئی ہے تو اسی کیلیے بہتر ہے۔"وہ حتمی انداز میں بولتے باہر" نکل گئے۔طیبہ نے بھی ٹوکری اٹھاتے کچن کی راہ لی۔چولہے پہ ہانڈی چڑھاتے ان کا رخ اب عشاء اور نومیہ کے مشترکہ کمرے کی جانب تھا۔

اٹھ جاؤ تم دونوں کب تک سوگی۔آج تو گھر میں کام بھی بے تحاشہ ہیں۔"طیبہ نے انہیں لتاڑا لیکن" انہیں ٹس سے مس نہ ہوتا دیکھ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے نومیہ کے سرہانے آ بیٹھی جو کمبل سر تک تانے لیٹی ہوئی تھی۔

نومی میری جان اٹھ جا۔تیرے ابا پہلے ہی بہت غصے میں ہیں۔نہ تنگ کر انہیں۔"انہوں نے محبت" سے کہا لیکن اس کی جانب سے کوئی جواب نہ موصول ہوتا دیکھ انہوں نے تاسف سے نفی میں سر

ہلاتے اس کے منہ سے کمبل کھینچا تھا۔ اگلے ہی لمحے ان کی آنکھیں صدماتی کیفیت میں کھلی کی کھلی رہ گئی۔

نومیہ۔ نومیہ کہاں ہے عشاء؟" ان کی چیخ پہ اب کی بار وہ بھی حواس باختہ سی اٹھ بیٹھی لیکن دائیں" جانب نگاہ پڑتے ہی اس کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا۔ بستر کے نیچے تکیوں کو سیٹ کیا گیا تھا کہ ایسا محسوس ہوا جیسے وہاں کوئی لیٹا ہوا ہے۔

"اماں میں تو رات جب جب اٹھی مجھے یہی لگا کہ یہاں آپا۔"

عشاء کہی کچھ غلط تو نہیں کر بیٹھی وہ۔"طیبہ کے لبوں سے ٹوٹ پھوٹ کے الفاظ ادا ہوئے۔ عشاء نے" حلق تر کیا۔

نن۔ نہیں اماں آپا ایسا نہیں کر سکتی۔ میں ابھی ہانیہ آپی کو فون کرتی ہوں ضرور وہ وہی گئی ہوں گی" ناراض ہو کر۔"عشاء نے تیزی سے لینڈ لائن پہ ہانیہ کو کال ملائی جو اگلے ہی لمحے اٹھا لی بھی لی گئی۔

ہانیہ آپی میں عشاء بات کر رہی ہوں کیا آپا آپ کی طرف آئی ہے۔"اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا" تھا۔

یہاں تو نہیں آئی۔ میں نے اسے میسج کیا تھا کہ میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں اسی لیے میں آ نہیں سکوں گی۔" عشاء کے کان اس کی بات سن سائیں سائیں کرنے لگے۔ اس نے خالی خالی نگاہوں سے اماں کی جانب دیکھا جو حسرت بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھی۔

"آپا وہاں بھی نہیں ہیں اماں۔" اس کی بات پہ طیبہ ہاتھوں پہ سر گرائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

"کہاں چلی گئی وہ۔ یہ کیا کر دیا ہے نومیہ نے۔ اپنے ہی باپ کی عزت کو روند کر کہی چلی گئی۔ نومیہ کے ابا جان سے مار ڈالیں گے اسے۔" وہ خوفزدہ نگاہوں سے عشاء کو دیکھ رہی تھی جس کا حال بھی مختلف نہ تھا۔ ابا کے غصے سے وہ سب ہی واقف تھے۔ جتنے وہ نرم دل تھے سنگدلی میں اتنے ہی تیز تھے۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔" گھر میں داخل ہوتے ابا کی نگاہوں سے طیبہ کا روتا چہرہ مخفی نہیں رہا تبھی کسی انہونی کے خیال سے پوچھ بیٹھے۔ جواب میں طیبہ نے سب کچھ انہیں بتا دیا۔ وہ دیوار کا سہارہ لے کر رہ گئے۔

"وہ ہمارے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔" ابا بے اختیار اپنا سینہ مسلنے لگے۔ انہوں نے کچھ سوچ کر نفی میں سر ہلایا۔

دعا کرو طیبہ جیسا ہم سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہ ہو ورنہ میں کبھی بھی سر اٹھانے کے قابل نہیں رہوں گا۔" وہ پھیکے پڑتے چہرے سمیت بمشکل بولے۔ عشاء نے بروقت انہیں سنبھالا۔ آہستہ آہستہ یہ خبر پھپھو کے گھر بھی پہنچ گئی۔ شاہ زیب شاک کی کیفیت میں رہ گیا۔

اس لڑکی نے تو ہمیں کہی بھی منہ دکھانے کے قابل نہیں چھوڑا۔ کیا بتاؤں میں سب کو کہ وہ بھاگ گئی۔" شاہ زیب نے اذیت سے آنکھیں میچی۔

ُابا پلیز خود کو سنبھالیں۔" عشاء روتے ہوئے بولی۔

ایک بیٹی تو بھاگ گئی۔ اب میں نہیں چاہتا کہ دوسری بھی اس کے نقشِ قدم پہ چلے اس لیے آج نومیہ کی بجائے تم شاہ زیب کی دلہن بنو گی عشاء۔" ان کے سفاک لہجے پہ عشاء کے ہاتھ پہلو میں آ گرے۔ وہ یہ بات کیسے کر سکتے تھے۔ وہ تو شاہ زیب کو اپنا بھائی مانتی تھی۔ شاہ زیب کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھا۔ وہ تو عشاء کو بلکل بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔ وہ اپنا فیصلہ سنا کر جا چکے تھے لیکن وہ دونوں فریقین اپنی اپنی جگہ سن کھڑے تھے۔

****

"یہ ہم کہاں آئے ہیں ثمر۔"

یہ چھوٹا سا فلیٹ میرے دوست کا ہے۔ ہم کچھ دن یہی قیام کریں گے پھر اس کے بعد آگے کا"
سفر۔"اس کی بات پہ نومیہ چونکی اور خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔ڈوپٹے کو سختی سے تھاما ہوا تھا۔

آگے کہاں۔"وہ نا سمجھی سے گویا ہوئی۔"

ارے شوبز کا سفر پاگل۔"وہ اس کے سر پہ چپت لگاتے ہنستے ہوئے بیگ اندر رکھنے لگا۔نومیہ کا دل"
اس کے ساتھ تنہا رہنے پہ بے تحاشہ گھبرا رہا تھا۔

"میرا نہیں خیال ہمارا یوں تنہا ایک فلیٹ میں رہنا ٹھیک ہے۔"

جب تمہارا اپنے خوابوں کیلیے گھر سے بھاگنا ٹھیک ہے تو پھر یہ بھی ٹھیک ہے۔"ثمر کا لہجہ نجانے کیوں
ایکدم بدل گیا تھا۔نومیہ ٹھٹھک گئی۔

"میں گھر سے بھاگی نہیں ہوں بس اپنے شوق کی خاطر یہاں تک آئی ہوں۔"

اسے گھر سے بھاگنا ہی کہتے ہیں۔"وہ ہنستے ہوئے سر جھٹک گیا۔"

تم ایسا نہیں کہہ سکتے ثمر۔ میں پہلے ہی بہت دقتوں سے اس پہ راضی ہوئی تھی۔ میں ایسا کرنا نہیں" چاہتی تھی تم نے مجبور کیا تھا مجھے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ انکھوں میں موٹے موٹے آنسو جھلملا رہے تھے۔ ثمر اس کے رونے پہ دل کھول کر ہنسا۔

یار تم سینٹی کیوں ہو رہی ہے۔ شوبز میں جانا ہے نا تمہیں۔ میں بھیجوں گا نا تمہیں یار لیکن اس کیلیے" تمہیں بھی تو میری کچھ خدمت کرنی ہو گی نا۔ بس اسی لیے تم آج میرے فلیٹ میں موجود ہو۔" اس کی بات پہ نومیہ کا وجود جیسے زلزلوں کی زد میں آ گیا۔

کک۔ کیا مطلب؟" وہ خوف سے ہکلا گئی۔"

ارے ٹینشن نہ لو اور یہ ٹھنڈا پیو۔ مطلب ابھی تم مجھے اچھی سی کافی پلا رہی ہو پھر میں تمہاری بات اپنی" خالہ سے کروادوں گا۔ وہ دراصل آج کل کسی ٹور کے سلسلے میں اٹلی گئی ہیں۔" اس کے ہلکے پھلکے لہجے پہ اب کی بار نومیہ کے دل کی دھڑکن بھی معمول پہ آ گئی۔ اس نے مسکرا کر سر ہلایا اور ثمر کے اشارے پہ اوپن کچن کی جانب بڑھی تھی جہاں کافی کا تمام تر ساز و سامان موجود تھا۔ اس کی پشت پہ ایک سرسری سی نگاہ ڈالتے ثمر نے کسی کو فون ملاتے کان سے لگایا تھا۔

****

بی وہ شادی شدہ آدمی ہے۔" وہ کل رات سے اسے بارہا سمجھانے کی کوشش کر چکا تھا لیکن بیلا تھی کہ سننے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"تو کیا شادی شدہ آدمی کے ساتھ شادی نہیں کر سکتے؟" بیلا کے سوال پہ وہ خاموش ہو گیا۔ اس وقت وہ دونوں حویلی کے باہر ہی گاڑی روکے ہوئے تھے۔ سیم ایک آخری بار اسے سمجھانا چاہتا تھا۔

"جس بچے کو کل آپ دھتکار رہی تھیں وہ اسی کی اولاد ہے۔" سیم کے انکشاف پہ ایک لمحے کیلیے اس کے چہرے پہ کرختگی چھائی مگر اگلے ہی لمحے ازلی دلکشی عود آئی۔

"فرق نہیں پڑتا۔" وہ آنکھوں میں گوگلز لگاتے گاڑی سے اتری اور گارڈز کی سنگت میں اندر بڑھ گئی۔

غزوان ایک بار پھر اسے اپنی حویلی میں دیکھ رخ پھیر گیا۔ وہ اس کا سامنا تو کیا دور اسے دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔ اسی بچے کو اس گھر میں ٹہلتا دیکھ وہ اتنا تو اندازہ لگا سکتی تھی کہ وہ بھی اسی گھر کا مکین ہے۔

"امید ہے تمہارا بیٹا بچ گیا ہو گا۔" بیلا کے لبوں پہ کھلتی مسکراہٹ نے مخدوم کو طیش تو بہت دلایا مگر وہ کام خراب نہیں کر سکتا تھا تبھی چہرہ جھکا گیا۔ بیلا نے سیگریٹ سلگاتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائی اور ایک سرسری سی نگاہ مخدوم کے ساتھ ہی بیٹھی نیلم جاہ پہ ڈالی تھی۔

غزوان جاہ کو بلاؤ اب جو بھی بات ہو گی اس کے سامنے ہو گی۔" وہ کروفر سے بولتی ان سب کو" مضطرب کر گئی۔ اپنے کمرے کی جانب جاتے غزوان کے لب اپنے نام کی پکار پہ سمٹے تھے۔ بیلا کا حکم تھا تو مخدوم کو ماننا ہی تھا تبھی فوری اس کا بلاوا بھیجا۔ اگلے پانچ منٹ میں غزوان بھی اس کے سامنے ہی موجود تھا۔ اسے ایک نظر دیکھ بیلا کے وجود میں ٹھنڈک اترتی چلی گئی۔ غزوان کا وجود اس کیلیے ایسے خوش کن احساس کی مانند ہو گیا تھا جس کی مہک محسوس کر کے ہی وہ جی اٹھتی تھی۔ کیا وہ اس کی دیوانی ہو رہی تھی؟

آپ ہماری کس طرح مدد کریں گی شہزادی بیلا۔" مخدوم نے بے تاثر لہجے میں استفسار کیا۔ بیلا نے" بمشکل غزوان سے نگاہ ہٹاتے انہیں دیکھا اور انگلیوں میں دبی سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلی تھی۔

مدد تو ہم تمہاری ضرور کریں گے لیکن بیلا اگر کوئی کام کرتی ہے تو فقط اپنے مفاد کی خاطر۔ ابھی بھی" سمجھو اس میں میرا ہی مفاد ہے۔" وہ پر اسرار سے انداز میں مسکرائی۔ سیم کا دل سکڑ کر پھیلا البتہ مخدوم اور نیلم نے خاموش نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

تمہارے بیٹے سے شادی کرنی ہے ہمیں۔ تاوان کی صورت میں ہی سہی۔" مخدوم جاہ نے ناگواری" سے اپنے سامنے موجود صوفے پہ شان سے براجمان شہزادیوں جیسی آن بان رکھنے والی بیلا قیس کی

جانب دیکھا جو ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے دونوں ہاتھ صوفے کی پشت پہ جمائے اس پہ حکم صادر کر رہی تھی۔ دائیں ہاتھ کی انگلی میں گھومتی گن دیکھ مخدوم جاہ کچھ بولتے بولتے تھما۔ یہ اس کیلیے واضح تنبیہہ تھی۔

یہ کیا طریقہ ہے رشتہ مانگنے کا شہزادی بیلا۔ کوئی آپ کے گھر سے۔" اس نے فلوقت بیلا کی بات کو" ٹالنا چاہا کیونکہ بیلا کی بات سے اختلاف مطلب اپنی جان سے بازی ہارنا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں موجود گن کی حرکت تھمتے ہی مخدوم کے دل کی حرکت بھی تھمی۔ اس نے ٹیڑھی نگاہیں اس کی جانب اٹھائیں۔

ہم آئے ہیں کیا یہ کافی نہیں مخدوم جاہ۔" وہ جو بھرپور نگاہوں سے بائیں جانب کھڑے وجود کا جائزہ" لینے میں محو تھی ایک جھٹکے سے رخ موڑتے پتھریلے لہجے میں بولتی اسے حلق تر کرنے پہ مجبور کر گئی۔

غزوان تو شادی شدہ ہے کیا آپ چھوٹے سے۔" وہ اٹک اٹک کر بولے۔ وہ مخدوم کی معصومانہ بات" سن مسکراتے ہوئے بالوں کو شانے سے جھٹکتے اپنی جگہ سے اٹھی اور وسط میں رکھے شیشے کے میز پہ دونوں ہاتھ جماتے مخدوم کے عین سامنے جھکی تھی۔

لگتا ہے تمہاری جان تمہارے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کاٹ دار لب و لہجے میں بولی۔ بیلا کے تمام آدمی ایکدم الرٹ ہوئے تھے۔ بیلا نے ہاتھ کے اشارے سے ان سب نے بندوقیں واپس نیچے کرواتے چہرہ جھکا لیا۔ اگلے ہی لمحے وہ مضبوط قدم اٹھاتے غزوان جاہ کی جانب بڑھی اور اس کے عین سامنے جا رکی اور مسکراتی نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔

دل آ گیا ہے ہمارا تمہارے شادی شدہ بیٹے پہ۔" دوسرے لمحے وہ غزوان کا کالر درست کرتے اسے جی جان سے ٹھٹھکا گئی۔ اس نے تنفر سے بیلا کو گھورا۔ اس سے قبل کہ وہ آپا کھوتا باپ کے اشارے پہ مٹھیاں بھینچ گیا۔

یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔" بیلا جو اس کی بند مٹھیوں کو داد دیتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی بے باکی سے" اس کے نزدیک ہوئی اور اس کے گردن پہ بایاں ہاتھ جماتے اس کے کان کے قریب جھکی تھی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں یہ حرکت غزوان کو شدید ناگوار گزری۔ ایسی بے باک لڑکیوں سے اسے سخت چڑ تھی۔

خوش قسمتی کہیں اسے اپنی کہ شہزادی بیلا خود چل کر آپکے در پہ آئی ہیں آپ کو اپنے سر کا تاج" بنانے۔" وہ اس کے شانوں پہ ہاتھ جماتے اترا کر اس کی سماعتوں میں رس گھول رہی تھی۔ غزوان نے

خون آشام نگاہیں اس کی جانب اٹھائیں لیکن نگاہ اس کے عقب میں کھڑے دمیر سے جا ٹکرائیں جو حیرت سے اس تمام صورتحال کا جائزہ لے رہا تھا۔

وہ اولاد ہے میری۔" غزوان نے تمسخر سے دور کھڑے دمیر کی جانب اشارہ کیا جو سپاٹ نگاہوں سے" اسے ہی گھور رہا تھا۔ جانتا تھا کہ اب یہ ٹل جائے گی۔ اس کی بچوں کیلیے نفرت کل رات غزوان کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

شادی کے بعد آپ کے ساتھ ساتھ ہماری بھی ہو جائے گی۔" وہ اس کا گال سہلاتے اس کی آنکھوں" میں دیکھ کر دوبدو بولتے اسے سن کر گئی۔ غزوان جاہ اس کی بے باکی پہ ساکت رہ گیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے بنا بائیں جانب دیکھے ایک آدمی پہ گن تانی تھی۔ کچھ ساعتوں بعد اس کی گن سے نکلتی گولی اس کے بازو کے آر پار ہو گئی۔ گولی کی آواز پہ چاروں اطراف میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ غزوان نے جھٹکے سے رخ موڑتے زمین پہ تڑپتے اس شخص کو دیکھا۔

بہت گھور رہا تھا ہمیں اب ہمارے پرسنلز تو کسی کو بھی دیکھنے کی اجازت نہیں نا ہے۔ کیوں مخدوم" جاہ۔" اس نے پتھریلے لہجے میں مخدوم کو باور کروایا تو وہ سٹپٹاتے سرعت سے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا البتہ غزوان ابھی بھی ساکت نگاہوں سے زمین پہ گرے آدمی کو گھور رہا تھا۔

"اس کا ایک بھائی۔"

بھائی نہیں صرف غزوان جاہ۔ شہزادی بیلا کا شہزادہ معمولی نہیں ہو سکتا۔" وہ مخدوم کی بات مکمل" ہونے سے قبل ہی بھڑکتے غضب ناک تیور لیے اس کی جانب پلٹی۔

میں یہ شادی نہیں کروں گا۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ چیلنج دینے والے انداز میں بولا۔ بیلا کی" آنکھوں میں سرد لہریں دوڑ گئی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اس کا کالر مٹھیوں میں جکڑتے اپنی جانب کھینچا۔ دونوں کے درمیان بس چند انچ کا فاصلہ تھا۔

اتنی ہمت کہ ہمارے منہ پہ انکار کریں گے آپ۔" وہ ہنوز بیلا کی آنکھوں میں ہی دیکھتا رہا۔"

محبت چاہے جنون کی حد تک ہو لیکن ہمیں انکار سننا بلکل نہیں پسند۔ اس بات کا ادراک اگلے چوبیس" گھنٹوں میں آپ کو ہو جائے گا۔" وہ دھمکی آمیز لہجے میں سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی اور بار میں رکھی بوتل پہ نشانہ باندھا تھا اگلے ہی لمحے وہ بوتل چھنا کے سے چکنا چور ہو گئی۔ غزوان جاہ نے نہایت تنفر سے اس کی پشت کو تکا تھا اگلے ہی لمحے اس نے پشت پہ بکھرے بالوں کو سمیٹتے شانے پہ رکھا اور پلٹ گئی۔

✻ ✻

ایکسکیوزمی مجھے یہ موبائل چارج کرنا ہے۔ کیا میں کر سکتی ہوں۔" دن بھر کی تھکی ہاری وہ چلتے چلتے ایک دکان کے نزدیک رکی اور ملتجیانہ لب ولہجے میں بولی۔ دکان میں موجود آدمی نے سر تا پا اس کا جائزہ لیا اور سکون سے نفی میں سر ہلا دیا۔ فانیہ دانت کچکچاتے اپنا بیگ گھسیٹنے لگی۔

"بیڑا غرق ہو تمہارا غازی۔ تم ڈوب مرو۔ ایک تو جو فلیٹ بک کروایا تھا وہ ہاتھ سے نکل گیا اور بی کو بھی فون نہیں کر سکتی۔ بی تو ویسے بھی میری مدد نہیں کریں گی کیونکہ میرے یہاں آنے کے سب سے خلاف تو وہی تھی نا۔" وہ انگلیاں دانتوں میں دبائے پریشانی کے عالم میں چلتی جا رہی تھی۔ آسمان پہ چھائی کالی گھٹائیں دیکھ اسے تشویش ہونے لگی۔ ایسے موسم میں وہ کتنا ہی چل سکتی تھی۔ اچانک موٹی موٹی بوندیں خود پہ گرتی محسوس کر وہ بوکھلا گئی۔ اسے زوروں سے رونا آیا لیکن ضبط کرتے کسی شیلٹر کی تلاش میں نگاہیں گھمانے لگی۔ کچھ فاصلے پہ اسے دکھ بھی گیا تھا۔ وہ تیزی سے اس کے نیچے آتے بینچ پہ بیٹھتے آگے کے متعلق سوچنے لگی۔ بھوک سے اس کی جان نکل رہی تھی۔ صبح سے چلتے چلتے ٹانگوں میں بھی ٹیسیں اٹھ رہی تھی۔

"اوہ گاڈ یہ تو مشکل ہو گئی۔ کیا کروں اس فون کا۔" تم نے بھی آج ہی دغا دینا تھا معاً اس کی نگاہ بائیں جانب اٹھی۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

ہیلومائے سیلف فانیہ۔ ایکچولی مجھے ایک کال کرنی تھی کیا میں آپ کے فون سے کر سکتی ہوں میرا فون ڈیڈ ہے۔" وہ نرمی سے گویا ہوئی۔ جواباً اس آدمی نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

نو سوری۔" لٹھ مار انداز میں جواب دیتے وہ نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔ فانیہ کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔

ایڈیٹ۔ وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔ باہر بارش زوروں سے برس رہی تھی۔ اسے وہاں بیٹھے بیٹھے بیس منٹ گزر چکے تھے اب تو شیلٹر میں اس کے ساتھ بھی کوئی موجود نہیں تھا۔ اگلے ہی لمحے نزدیک سے گزرتی گاڑی کے شور پہ اس نے چونک کر نگاہ اٹھائی مگر وہ گاڑی کچھ فاصلے پہ رکی تھی۔ وہ ایک بار پھر نگاہ جھکاتے اپنی انگلیوں کو مسلنے لگی۔ اس چیز سے انجان کہ اس دوران وہ مکمل طور پہ کسی کی نگاہوں کے حصار میں ہے۔

****

کیا ہوا بابا سب ٹھیک ہے۔" ان کے کہنے پہ وہ گاڑی روک تو چکا تھا لیکن اب اس سڑک پہ گاڑی رکنے پہ وہ حیران پریشان سا بولا۔

ہاں سب ٹھیک ہے بس میں کچھ دیکھ رہا تھا۔" حشمت نور کی آواز پہ جے بی نے اثبات میں سر ہلاتے" ان کے نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا اور اگلے ہی لمحے وہ ٹھٹھک گیا۔

"کیا دیکھ رہے ہیں آپ بابا۔"

اس بچی کو دیکھ رہا ہوں۔ تنہا ایسے موسم میں نجانے کیوں بیٹھی ہوئی ہے۔" ان کا لہجہ پر سوچ" تھا۔ جے بی نے حلق تر کیا۔ اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ اس بچی کو اس حال میں پہنچانے والا اسی کا بیٹا غازی ہے۔

بابا میرے خیال میں ہمیں گھر چلنا چاہیے۔ ایسے تو رستے میں نجانے کتنے لوگ ملیں گے۔ ویسے بھی" بارش ہو رہی ہے نا۔" جے بی نے بات کو رفع دفع کرنا چاہا لیکن ان کی سوئی اور آنکھیں فانیہ کے مضطرب چہرے پہ ہی ٹکی تھی۔

نہیں تم جاؤ باہر اور اس بچی کو ساتھ لے کر آؤ میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔" جے بی نے دل ہی" دل میں دانت کچکچائے۔

"بابا کیا ہو گیا ہے آپکو اگر وہ کوئی ایسی ویسی۔"

بکواس بند رکھو تم اپنی۔ تمہیں کس نے حق دیا کہ کسی بھی لڑکی کے بارے میں ایسی باتیں کرو۔" وہ درشتگی سے اس کی بات کاٹ اٹھے۔ جے بی ان کی بات مانتے چھتری لیتے گاڑی سے باہر نکلا اور فانیہ کی جانب بڑھا۔

سنو لڑکی۔" جے بی نے اسے پکارا۔ فانیہ نے چونک کر چہرہ اٹھایا لیکن سامنے کھڑے جے بی کو دیکھ" اس کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔ اس نے خونخوار نگاہوں سے اسے گھورا۔

تم یہاں۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر چیختی جے بی نے آنکھ کے اشارے اپنی جیب میں اڑسی گن کی جانب اشارہ کیا۔ فانیہ اس کا اشارہ سمجھتے حلق تر کر گئی۔

تمہاری اگر ذرا بھی آواز نکلی تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ وہ سفاکیت سے بولتا اسے سہما کر رکھ گیا۔

چلو اب میرے ساتھ۔ وہ قہر آلود نگاہوں سمیت بولتے اسے لیے گاڑی کی جانب بڑھا۔ گاڑی کا دروازہ کھولتے اس نے فانیہ کو اندر بیٹھنے کا کہا تھا۔ وہ ڈرتے ڈرتے اندر بیٹھ گئی لیکن اندر بیٹھے آدمی کو دیکھ وہ سہم کر دروازے سے جا لگی۔

آپ کک۔ کون۔" وہ ہکلائی۔"

ڈرو نہیں بیٹے۔ میرا نام حشمت نور ہے۔ آپ کو وہاں تنہا دیکھا تو رہا نہیں گیا اسی لیے بلا لیا۔ یہ جے بی ہے میرا بیٹا۔" انہوں نے مسکرا کر تحمل مزاجی سے اپنا تعارف کروایا۔ فانیہ انہیں اب کیا بتاتی کہ وہ تو اس کے بابت پہلے ہی جانتی تھی۔

"لیکن انکل میں تو۔"

بابا آج کل کی لڑکیوں کی مدد کرنا کافی مہنگا پڑ جاتا ہے ویسے۔" جے بی نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی۔ وہ اسے ڈراوا دینا چاہ رہا تھا۔

چلو تم گاڑی بنگلو کی جانب بڑھاؤ۔ باقی باتیں وہی جا کر ہونگی۔" ان کے تحکم بھرے لہجے پہ فانیہ کا دل اندر ہی اندر سے لرزنے لگا۔ وہاں تو وہ غازی بھی ہوگا اور وہ اس غازی سے سامنا ایک بار پھر سے نہیں چاہتی تھی۔ غازی اس کیلیے واحد وہ وجود تھا جسے وہ اپنی زندگی میں دوبارہ کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔

****

گھڑی شام کے چھ بجا رہی تھی۔ گھڑی کی ٹک ٹک کی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی اور اس کی نگاہیں مسلسل داخلی دروازے پہ جمی تھی۔ چہرے پہ عجیب سا تاثر پھیلا ہوا تھا۔ معاً داخلی دروازے

سے اندر آتے قیس اور سیم کو دیکھ اس کے چہرے کے تاثر یکلخت بدلے۔ آنکھوں میں ناگواری در آئی۔ وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے صوفے سے اٹھی اور ان دونوں کی جانب بڑھی۔

کہاں سے آرہے ہو؟" وہ سیم کا کالر سختی سے مٹھی میں جکڑتے دھاڑی۔ سیم نے ترچھی نگاہیں قیس کی" جانب اٹھائی۔

"بی میری بات سنیں ایک بار کم از کم ایک بار۔"

مجھے کچھ نہیں سننا۔ مجھے جواب دو کہاں سے آرہے ہو اور تم نے ابھی تک میرا کام نہیں کروایا۔" وہ" اسے دھکا دیتے ہوئے غرائی۔ سیم نے بیچارگی سے اسے دیکھا۔

بی آپ وہاں بیٹھیں میں آپ کو سب کچھ بتاتا ہوں۔" سیم نے اسے شانت کرنے کیلیے دھیمے سے" کہا۔ اب کی بار بیلا قہر برساتی نگاہ قیس پہ ڈالتے خاموشی سے صوفے پہ جا کر بیٹھ گئی۔

بولو اب۔" وہ مسلسل بائیں ٹانگ جھلاتے ہوئے بولی۔"

ہم اسی سلسلے میں باہر گئے تھے ہمیں ایسا لگا کہ ہمارا پیچھا مسلسل کوئی کر رہا ہے لیکن جیسے ہی ہم دیکھتے" تھے ایسا کچھ نہیں ہوتا تھا نجانے یہ اب ہمارا وہم تھا یا پھر۔"

تو اس سب میں تم نے اس شاہ کی وہ ویڈیو کیوں نہیں اب تک منظر عام تک لائی۔" وہ اس کے چہرے " پہ جھکتی پھنکاری۔

بی آپ سمجھنے کی کوشش کریں ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی دشمن کا ساتھی ہو اور ہمارا پیچھا یہی کچھ جاننے کیلیے " کر رہا ہو۔" بیلا نے اس کی بات پہ پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا اور صوفے سے پشت ٹکاتے آنکھیں گھمائی تھی۔ معاً سیم اپنے فون پہ آنے والی کال کو سننے کی خاطر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے منظر سے ہٹتے ہی بیلا کا رخ اب قیس کی جانب تھا۔

تمہیں اس آدمی کو پکڑ کر مارنا ہو گا بیلا۔" قیس کی پتھریلی آواز پہ بیلا نے چونک کر اسے دیکھا اور " تمسخرانہ مسکرائی۔

"اور اگر میں ایسا نہ کروں تو۔"

تو تم جانتی ہو یہ سب میں خود کر دوں گا اور اگر یہ کام میں نے کیا تو میرا نام منظر عام پہ آئے گا اور اگر " میرا نام منظر عام پہ آیا تو فانیہ کا اپنی ڈریم یونی میں رہنا مشکل نہیں ناممکن ہو جائے گا۔" ان کا لہجہ بھسم کر دینے والا تھا۔ بیلا نے کچھ پل سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔ آنکھیں ان کے دھمکی آمیز لہجے پہ لہو رنگ ہو رہی تھی۔

مر جائے گا وہ۔" اس کا لہجہ بے حد سفاک تھا۔"

کون مر جائے گا۔" سیم جو اندر آرہا تھا نا سمجھی کے عالم میں بولا۔"

وہ آدمی مرے گا اور بے حد بری موت مرے گا۔" سیم نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو" اب اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک آکر رکی۔

اس آدمی کے متعلق مجھے چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی علم ہونا چاہیے ورنہ میں تمہیں زندہ نہیں" چھوڑوں گی سیم۔" وہ اس کے شانے پہ دباؤ بڑھاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ سیم نے اپنی پیشانی مسلی۔ اب وہ اس دوران اسے فانیہ کے متعلق بتاتا یا اس آدمی کو مارنے سے روکتا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس سب میں کسی بے قصور کی جان چلی جائے۔ قیس کی آنکھوں میں اس دوران جیت کا خمار واضح تھا۔ سیم نے تاسف سے انہیں دیکھا۔

****

وہ ٹیرس پہ کھڑی باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔ ہوا کے زور سے بال چہرے پہ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ آنکھیں بے حد خاموش تھی جیسے کچھ کہنا چاہتی ہو مگر چاہ کر بھی نہ کہ پا رہی ہو۔ وہ کسی

نادیدہ نقطے پہ نگاہیں جمائے اس قدر مگن کھڑی تھی کہ اپنے عقب میں ابھرنے والے قدموں کی آواز پہ بھی نہ چونکی۔ ثمر اس کے ساتھ کب آ کھڑا ہوا اسے نہ علم ہوا۔

"کیا سوچ رہی ہو۔" ثمر نے نرمی سے اس کے گال پہ جھولتی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔ اس کی انگلیوں کے لمس سے وہ کانپ سی گئی اور اس سے فاصلہ قائم کر گئی۔ ثمر نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"تم تو مجھ سے ایسے ڈرتی ہو جیسے میں تمہارے لیے کوئی انجان ہوں۔ وہ شدید بدمزہ ہوا اس کے یوں خوفزدہ ہونے پہ۔"

"میں تمہیں ضرور جانتی ہوں ثمر مگر اس حد تک نہیں کہ تم پوچھے بغیر مجھے چھونا شروع کر دو۔ تم میرے لیے فلحال نا محرم ہی ہو۔" نومیہ نے شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے باور کروایا۔ ثمر کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

"جو لڑکیاں گھر سے بھاگ جاتی ہے انہیں کب سے محرم نا محرم کی فکر ہونے لگی محترمہ۔ اس لیے بہتر ہے کہ یہ فرق بھلا دو کیونکہ اب یہ فرق کر کے بھی تم کسی کیلیے اچھی نہیں کہلاؤ گی کیونکہ گھر سے بھاگنے والی لڑکیوں کو کبھی بھی اچھا تصور نہیں کیا جاتا۔" ثمر نے چیلنج دیتی نگاہوں سے اسے سر تا پا دیکھا۔ نومیہ اس کے الفاظ کے چناؤ پہ سلگ اٹھی۔

تم مجھے بار بار یہ کیوں جتاتے ہو کہ میں گھر سے بھاگی ہوں۔" وہ اس کی شرٹ کا کالر جکڑتے پھاڑ "
کھانے والے انداز میں بولی۔

کیونکہ تم بھاگی ہو نومیہ تمہیں اب اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہیے۔" اب کی بار اس نے نرمی سے "
اس کے ہاتھ اپنے کالر سے ہٹائے۔ نومیہ کا دل اس کی بات پہ دھک سے رہ گیا۔

تم یہ ٹھیک نہیں کر رہے ثمر۔ تم مجھے اپنی خالہ سے کب ملواؤ گے۔ میں نے جس مقصد کیلیے یہ قدم "
اٹھایا ہے کم از کم وہ مقصد تو میرا پورا ہو ورنہ میں میں کیا کروں گی۔" وہ عجیب سے لب و لہجے میں بولتی
اسے تمسخر سے ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔ اس نے سر جھٹکا۔

"بہت جلد ملوا دوں گا یار۔ خالہ آج کل بہت مصروف ہیں۔"

آخر ایسی بھی کیا مصروفیت۔" وہ آج پھٹ ہی پڑی تھی۔"

انہیں ملکوں ملکوں جانا پڑتا ہے یار۔ تم پریشان مت ہو میں تمہارے ساتھ ہوں نا۔" وہ نرمی سے "
بولتے اس کا ہاتھ تھام گیا۔ نومیہ نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا تھا۔

پلیز بار بار مجھے مت چھوؤ۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔" نومیہ لب بھینچ کر بولتے اسے دانت پیسنے پہ مجبور کر گئی۔

جب یہی سب کام شوبز میں جا کر کرو گی اس وقت کیا ہو گا تمہارا۔ اس وقت ان کا چھونا گوارا نہیں گزرے گا کیا تمہیں۔ وہاں تم جیسی پاکباز بی بیوں کو نہیں لیا جاتا۔" وہ مسلسل ہنستے اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ نومیہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ اپنی زبان پھیری اور خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

جو بھی ہے میں کچھ نہیں جانتی تم بس مجھے جلد از جلد اپنی خالہ سے ملوا دو میں اب زیادہ دن تمہارے ساتھ تنہا اس فلیٹ میں نہیں رہ سکتی۔ سارا پیسہ نجانے تم کہاں اڑا چکے ہو اب تو کچھ ہمارے پاس بچا بھی نہیں ہے۔ نجانے گزارا کیسے ہو گا۔ مجھے تو بہت خوف آ رہا ہے۔ اگر تم نے مجھے اپنی خالہ سے جلد نہ ملوایا تو پھر میں یہاں سے بھی چلی جاؤں گی۔" وہ اسے وارن کرنے والے انداز میں بولتے اس سے پہلے وہاں سے جاتی ثمر نے اس کی کلائی سختی سے تھام لی۔

کہاں جاؤ گی تم۔" اس کا لہجہ خود بخود سرد ہو گیا۔ نومیہ الجھ گئی۔"

اپنے گھر جاؤ گی۔ دھکے دے کر باہر نکالیں گے سب تمہیں وہاں سے۔ اب وہاں تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جانتی ہو کیوں کیونکہ تمہارا باپ تمہارے ایک رات واپس نہ لوٹنے کے بعد تمہیں

مرا ہوا تسلیم کر چکا ہیں اور وہ شاہزیب جو تم سے محبت کرتا تھا وہ تو تمہاری بہن کو اپنی بیوی بنا چکا ہے۔ اب تم وہاں کہی فٹ نہیں ہوتی میری جان۔" وہ اس کی سماعتوں میں صور پھونکتے ہنستے ہوئے وہاں سے جا چکا تھا۔ نومیہ سن کھڑی ابھی بھی اس کی باتوں کے حصار میں تھی۔ کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔ وہ ڈھے جانے والے انداز میں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ ثمر سب جانتا تھا پھر بھی اسے انجان رکھا مطلب اس نے نومیہ کو جھوٹ بول کر یہاں رکھا تھا۔ وہ تشویش کے عالم میں اپنا سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

"مجھے یہاں سے بھاگنا ہو گا۔" وہ فیصلہ کن لہجے میں بولتی اپنے آنسو پونچھتے اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنے کمرے کی جانب بھاگی تھی۔ ثمر کے واپس لوٹ آنے کا خوف ابھی بھی سر پہ حاوی تھا۔

****

"بی آپ نے بلایا۔" سیم نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے مودب لب و لہجے میں استفسار کیا۔ بیلا نے کوٹ اتار کر صوفے پہ پھینکتے اثبات میں سر ہلایا اور گلاس ڈور سے باہر نکل گئی۔ اپنی پینٹ گھٹنوں تک کرتے وہ سکون سے پانی میں ٹانگیں لٹکا کر بیٹھ گئی۔ سیم ابھی بھی اس کے پشت پہ کھڑا تھا۔

یہ سیگریٹ سلگا کر مجھے دو۔اس کے تحکم بھرے لہجے پہ سیم نے لب سختی سے آپس میں پیوست کیے اور اس کے حکم کی تعمیل کی۔

ہاں بولو کیا خبر ہے۔"اس نے ایک گہرا کش بھرتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔اس کے سوال پہ سیم" نے شروع سے آخر تک ایک ایک بات اس کے گوش گزار دی۔اس کی باتوں پہ بیلا کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلتے جا رہے تھے۔اس کی بات مکمل ہوتے ہی بیلا نے چہرہ جھکاتے ایک مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

"کہاں رہتا ہے وہ۔"

آرین فاؤنٹین کے نزدیک جو چھوٹا سا ٹاؤن ہے وہی رہتا ہے وہ بی۔"اس کی بات پہ بیلا پراسرار اسے" انداز میں مسکرائی تھی۔

"کیا اسے میں ماروں گا بی۔"

نہیں۔اس میں ماروں گی جو میرے خلاف معلومات اکٹھی کرنے کی جرأت کر رہا ہے اس سے تو بیلا" ہی نپٹے گی اور بہت اچھے سے نپٹے گی۔"وہ شیطانیت سے بولتے قہقہہ لگا اٹھی۔سیم پریشانی سے اسے دیکھ کر رہ گیا۔بیلا نے انگلی میں دبی سیگریٹ کو ایش ٹرے میں مسلا۔

کیا میں جاؤں اب بی۔" سیم کے پوچھنے پہ اس نے سہولت سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ ناسمجھی سے بھنویں اچکا گیا۔

"غزوان جاہ کے متعلق بات کرنی ہے مجھے تم سے۔" بیلا کی بات پہ سیم کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔ وہ کل سے اسی چیز سے تو بھاگ رہا تھا۔ وہ اس معاملے میں بیلا کی باتوں کا جواب قطعی نہیں دینا چاہتا تھا۔

"مجھے ایک ضروری کام۔"

"کین یو پلیز شٹ اپ۔" اس کی کھردری آواز پہ وہ لب بھینچتے چہرہ جھکا گیا۔ وہ پانی میں سے پاؤں نکالتے اس کے نزدیک آئی۔ سیم کی نگاہیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کے سرخ و سپید پاؤں پہ جم کر رہ گئیں۔

"اب تم مجھے جواب دو گے سیم۔" وہ اس کا کالر درست کرتے بے تاثر لہجے میں بولتے اسے آنکھیں میچنے پہ مجبور کر گئی۔

آپ کو کیا بات کرنی ہے بی۔ اس نے خود میں ہمت مجتمع کرتے سوالیہ نگاہیں اٹھائی۔

افسوس ہے مجھے کہ ہمیشہ میں نے ہی مخدوم جاہ کی فیملی کو ڈیل کیوں نہ کیا۔ ایک انتہائی قیمتی ہیرا"

چھپار کھا تھا انہوں نے۔" وہ لبوں پہ ہاتھ جمائے دلکشی سے ہنسی۔

بی آپ کیا کرنا چاہتی ہیں۔" وہ اس کے لہجے کی آنچ سے خوفزدہ ہوا۔"

ایسے قیمتی ہیروں کو چرانا ہی تو بیلا قیس کو پسند ہے۔" وہ بول کر مزے سے ہنسی اور اپنے گھنے بالوں کو"

ایک ادا سے انگلیوں سے سنوارتے شانے پہ ڈالا۔

بی وہ شادی شدہ ہے۔" سیم نے اسے جتایا۔ لہجہ نجانے کیوں بلند ہو گیا تھا۔"

کیا اس کی پہلی شادی تم سے ہوئی ہے جو تمہارے دل میں ٹیسیں اٹھ رہی ہیں۔" وہ جو مشروب گلاس"

میں انڈیل رہی تھی ذرسی نگاہ اٹھا کر بولی۔

"مجھ سے نہیں لیکن کسی سے تو ہوئی ہے نا۔"

کیا وہ تمہاری بچھڑی بہن ہے۔" بیلا نے گلاس کو سختی سے مٹھی میں بھینچتے سخت لہجے میں پوچھا۔ وہ"

کھسیاتے نفی میں سر ہلا گیا۔ سیم نے تو کبھی ایسے اس کے آگے زبان نہیں چلائی تھی پھر آج وہ جرأت

کس حق سے کر رہا تھا۔ یکلخت کچھ سوچ کر سیم کی آنکھیں چمکی۔

بی وہ جو کل بچہ اس کے ساتھ تھا وہ اس کی اولاد ہے آپ جانتی ہیں نا۔" سیم نے سوچ سمجھ کر داؤ کھیلا" جو اس کی توقع کے عین مطابق نشانے پہ جا لگا۔ بیلا کا لبوں تک جاتا گلاس وہی تھم گیا۔ اس نے سرد مہری سے سیم کو دیکھا جس نے اس کے دیکھنے پہ سر ہلایا تھا۔

جی بی وہ شادی شدہ تو ہے ہی اور اس عورت سے غزوان جاہ کی اولاد بھی ہے۔ کل غزوان جاہ نے آپ" کو بتایا بھی تھا آپ کو تو بچوں سے نفرت ہے نا آپ کیسے اس شخص کو دیکھ کر پگھل سکتی ہیں۔" سیم آہستہ آہستہ اس کے دل میں تیر اتار رہا تھا۔

آج رات آٹھ بجے وہ مجھے قیس ولا میں میری نگاہوں کے عین سامنے چاہیے سیم۔ میرا مطلب صرف" غزوان جاہ سے ہے اس کی بیوی یا اس کی اولاد سے نہیں۔ ایسے ہیرے پہ صرف شہزادی بیلا کا حق ہے۔" سیم جو اپنی کامیابی پہ مسکرا رہا تھا بیلا کے حکم پہ اس کے لبوں کی مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی تھی۔

"بی مگر۔"

گیٹ لاسٹ۔ آج رات آٹھ بجے کا مطلب آج رات آٹھ بجے۔ گوٹ اٹ۔" وہ اس کا گال" تھپتھپاتے اپنے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے کمرے میں چلی گئی۔ سیم نے بے بسی کے عالم میں ہاتھ

کی مٹھی بناتے دوسرے ہاتھ پہ ماری تھی۔ وہ کیسے روکے گا اسے۔ سب کچھ نجانے کیوں اس کے ہاتھ سے نکلتا جا رہا تھا۔

****

آئیں اندر۔" حشمت جاہ کی آواز پہ وہ جو خوفزدہ نگاہوں سے نجانے کتنے ایکڑ پہ پھیلے اس بنگلو کو دیکھ رہی تھی چونک کر سیدھی ہوئی اور خوفزدہ نگاہیں ان کی جانب اٹھائی۔

کیا مم۔ میرا اندر جانا ٹھیک ہے مطلب میں تو آپ کو جانتی بھی نہیں ہوں۔" وہ حلق تر کرتے سہمے لہجے میں بولتی انہیں شفقت سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

پریشان مت ہو جب تک میں یہاں موجود ہوں آپ کو یہاں کسی سے بھی خطرہ نہیں ہو گا۔ میرا مطلب ہے کہ یہاں ایسا کچھ نہیں ہے آئیں میرے ساتھ۔" وہ اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کرتے نرمی سے بولتے اسے حیرت سے دوچار کر گئے۔ یہاں وہ جس سے بھی ملی تھی سب ہی عجیب و غریب تھے بے وجہ کی مار دھاڑ غصہ کرنا اور وہ تو اس سب چیزوں کی عادی نہیں تھی لیکن آج اتنے عرصے میں پہلی بار اس نے ایک بار ان کا مشفقانہ روپ دیکھا تھا۔ اس بنگلو سے اسے اچھی یادیں تھوڑی نہ ملی تھی۔

جے بی۔" حشمت نور نے اسے آواز دی اگلے ہی لمحے وہ ان کے سامنے حاضر بھی ہو گیا۔فانیہ خود میں سمٹ کر بیٹھ گئی۔

"یہ بچی کا سامان وغیرہ گیسٹ روم میں شفٹ کر دو۔"

"لیکن بابا غازی۔"

غازی کی میرے آگے بولنے کی ہمت نہیں ہے۔ تم اسے اٹھاؤ اور کمرے میں پہنچاؤ۔"وہ سختی سے بولتے فانیہ کو حلق تر کرنے پہ مجبور کر گئے۔اس نے نم نگاہیں ان کی جانب اٹھائی۔جے بی نے ان کا حکم ماننے کو ہی ترجیح دی تھی۔

مم۔مجھے یہ موبائل چارج کرنا ہے۔"اس نے خود میں ہمت پیدا کرتے موبائل ان کی جانب بڑھایا۔انہوں نے وہ موبائل بھی جے بی کی جانب بڑھانا چاہا لیکن وہ پہلے ہی تیزی سے وہ موبائل ان کے ہاتھ سے تھام گئی۔

"نن۔نہیں میں خود ہی لگا لوں گی۔انہوں نے واپس نہ کیا تو پہلے کی طرح تو۔"

پہلے کی طرح۔" وہ نا سمجھی سے گویا ہوئے۔ جے بی نے اسے آنکھیں دکھائی تو وہ زبان دانتوں میں دے گئی۔

" پہلے کی طرح مطلب جہاں میں پہلے گئی تھی وہاں بھی لوگوں نے نہیں دیا تھا نا بہت برے لوگ تھے۔" وہ فوراً سے پہلے تصیح کر اٹھی۔ حشمت نور نے سر ہلایا۔ جے بی نے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا اور جے بی کو اسے ساتھ لے جانے کا کہا تھا۔

" غازی کو میرے پاس بھیجنا جے بی۔" انہوں نے جاتے جاتے جے بی کو آواز دی۔ وہ سر اثبات میں ہلاتے اسے لیتے گیسٹ روم کی جانب بڑھا تھا۔

" جیسے اب تک تمہارا منہ بند ہے ویسے ہی بند رکھنا ورنہ غازی بھائی منہ بند کرنا بہت اچھے سے جانتے ہیں اور وہ وقتی نہیں ہو گا پھر ہمیشہ کیلیے ہو گا۔" وہ اسے غازی کے نام کا ڈراوا دیتے غازی کے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔ فانیہ اس کے جاتے ہی موبائل چارج میں لگاتے وہی آس پاس ٹہلنے لگی۔ اسے بس موبائل آن ہونے کا انتظار تھا۔ غازی جو جے بی کی اطلاع پہ حشمت نور سے ملاقات کی خاطر لاؤنج کی جانب جا رہا تھا گلابی رنگ اسے اپنی آنکھوں کے سامنے سے اوجھل ہوتا محسوس ہوا۔ پہلے پہل تو وہ

اسے سراسر اپناوہم محسوس ہوا تھا تبھی سر جھٹک گیا لیکن اگلے ہی لمحے ایک بار پھر سامنے سے کوئی گزرا تھا۔ اس کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتے اس جانب بڑھا۔

ایک بار میرا موبائل آن ہو جائے اس کے بعد یہاں سے بی مجھے کسی بھی طرح نکال لیں گی۔" وہ" انگلیوں میں آپس میں الجھاتے خود میں ہی باتیں کرنے میں مصروف تھی۔

"بس اس دوران اس مونسٹر سے سامنا نہ ہو میرا گاڈ پلیز۔"

تمہیں میں نے کہا تھا کہ دوبارہ مجھے اپنی یہ شکل مت دکھانا۔" غازی کی دھاڑ پہ وہ اپنی جگہ پہ اچھل کر" رہ گئی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں اسے اس لمحے ادراک ہوا تھا۔

"وہ۔ وہ۔ مم۔ میں۔"

زبان ساتھ چھوڑ گئی ہے کیا لڑکی۔" وہ اس کے نرم و نازک بازو کو اپنی سخت گرفت میں لیتے اسے" اپنے انتہائی نزدیک کرتے ہوئے غرایا۔ فانیہ نے سہمی نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

اب تم یہاں آئی تو اپنی مرضی سے ہو لیکن جاؤ گی اب میری مرضی سے۔" اس کی انگلیوں کا لمس "

اپنے گال پہ محسوس کر وہ آنکھیں میچ گئی۔

ویلکم اگین ان مائی ورلڈ۔" غازی نے بے خودی کی کیفیت میں اس کی آنکھوں پہ سایہ فگن ہوئی "

لامبی پلکوں کو پوروں سے چھوا تھا۔ وہ اس کے حصار میں مچل کر رہ گئی۔ اس پہاڑ وجود کے سامنے وہ

بلکل بچی محسوس ہو رہی تھی۔

تم نے بہت ہلکا لیا ہے نا مجھے تبھی دوبارہ یہاں آنے کی جرأت کی ہے۔" آہستہ آہستہ اس کا ہاتھ "

سرکتے فانیہ کے بالوں پہ ٹھہر گیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس کے بالوں کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا۔ وہ

تکلیف کے مارے آنکھیں میچ گئی۔ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔

غازی۔" حشمت نور کی آواز پہ اس نے اگلے ہی لمحے اسے جھٹکا دے کر چھوڑا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہوئی "

اور کانپتے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کرتے خوف سے اسے دیکھا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو اور آپ رو کیوں رہی ہیں۔"

کچھ خاص نہیں بابا بس مجھ سے ٹکرا گئی تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔" وہ تمسخر اڑاتے لہجے میں بولتا "

حشمت نور کو ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔

ایسے تو ہی میں تمہیں اپنا شیر نہیں کہتا۔" وہ اس کی چوڑی پشت تھپتھپاتے ہنس کر بولے۔فانیہ نے" تیزی سے اپنے آنسو صاف کیے۔

" آپ اسے کیسے جانتے ہیں بابا۔"

میں ہی تو اسے یہاں لایا ہوں۔بچی تن تنہا سڑک پہ بیٹھی ہوئی تھی۔" حشمت نور کی آواز پہ فانیہ اور" اس کی نگاہ بیک وقت ایک دوسرے کی جانب اٹھی تھی۔

میں تو تمہیں کہنے والا تھا کہ جس کی بدولت آج یہ اس مقام پہ تھی تم اسے پکڑو اور حساب چکتا" کرو۔ دکھنے میں کیسا تھا وہ بیٹا۔" حشمت نور غازی کو کہتے فانیہ سے مخاطب ہوئے۔

بلکل ان کے جیسا حیوان اور سفاک۔" فانیہ کے منہ میں نکلتے الفاظ جہاں حشمت کو ٹھٹھکا گئے وہی" غازی نے لب بھینچے۔

یہ کیا بول رہی ہیں آپ۔" حشمت کے لہجے سے صاف واضح تھا کہ انہیں فانیہ کا یوں غازی کو بولنا" بلکل پسند نہیں آیا تبھی اسے ٹوک اٹھے۔

میرے کہنے کا مطلب ہے کہ وہ بھی ایسے ہی اونچے لمبے تھے۔ میں چاہتی ہوں کہ آپ ان کے بارے میں ضرور جانیں اور جب جان جائیں تو مجھے بھی ضرور ان سے ملوائیے گا انکل۔" وہ بھیگے لہجے میں بول کر مڑی مگر پھر کچھ سوچ کر واپس ان کی جانب پلٹی۔

"ضرور ملوائیے گا مجھے انکل وہ کیا ہے ان کے منہ پہ تھوکنا چاہتی ہوں میں کیونکہ جو کچھ بھی میں نے ان کے بارے میں سنا تھا وہ سب جھوٹ نکلا۔ سنا تھا کہ وہ عورتوں کی عزت کرتے ہیں مگر وہ تو عورت کو پیر کی جوتی سمجھتے ہیں۔ سنا تھا کہ وہ عورت سے اونچے لہجے میں مخاطب نہیں ہوتے لیکن میں نے دیکھا ہے عورت کو سامنے پا کر وہ کمزور ہو جاتے ہیں۔ عورت پہ چلانے والا ہاتھ اٹھانے والا مرد کمزور ہوتا ہے نا انکل۔" وہ یہ سب کچھ سنا تو غازی کو رہی تھی لیکن دیکھ اس دوران حشمت کو رہی تھی۔

"تم نے سنا نا بچی نے کیا کیا بتایا۔ صد شکر میری اولاد ایسی بلکل نہیں ہے۔ تمہیں بھی اس گھر میں کوئی مشکل نہیں ہو گی بچے۔ غازی اور جے بی دونوں ہی میرا غرور ہیں۔" وہ اس کا سر تھپتھپاتے وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی وہ قہر آلود نگاہوں سے اسے دیکھتے نزدیک ہوا۔

"مطلب تمہارے منہ میں زبان بھی ہے تبھی تو غازی کو چیلنج کرنے چلی ہو۔" وہ اس کی ٹھوڑی کو سختی سے تھامتے سفاکی سے بولا۔

لگتا ہے پہلے کبھی کسی عورت نے چیلنج نہیں کیا آپ کو تبھی میرا چیلنج کرنا سیدھا دل پہ لگا ہے۔" وہ بظاہر تو مسکرا کر اسے جلا رہی تھی مگر دل اس کی سرخ آنکھیں دیکھ بری طرح لرز رہا تھا۔

عورت نے تو کیا ہے مگر تم جیسی بچی نے نہیں کیا شاید ابھی یہ بچی اپنے انجام سے انجان ہے۔" وہ اس" کی جانب قدم اٹھانے لگا۔ فانیہ مٹھیاں بھینچتے دیوار سے جا لگی۔

کک۔ کیا مطلب۔" غازی طنزیہ مسکرایا۔"

اب سے پورے چوبیس گھنٹوں میں تمہارا اس گھر میں مقام حیثیت سب کچھ بدل جائے گا جانتی ہو" کیسے۔" فانیہ نے لحظہ بھر کو نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

مسز غازی بن کر میری جان کیونکہ غازی کو نامحرم کا ذائقہ چکھنا قطعی نہیں پسند۔ جو کروں گا محرم بنا کر" کروں گا پھر چاہے تشدد ہو یا محبت۔ سب کچھ جائز ہو گا۔" وہ اس کی سماعتوں میں سفاکیت سے بھرپور سرگوشی کر رہا تھا یہاں تک کہ بولتے ہوئے غازی کے لب اس کی کان کی لو کو چھو رہے تھے۔ وہ اپنی بات مکمل کرتے ہوا کے جھونکے کی مانند وہاں سے غائب ہو گیا اور فانیہ وہ ابھی تک نا سمجھی کی کیفیت میں وہی کھڑی تھی کیونکہ غازی کے بہت سے الفاظ وہ سرے سے ہی سمجھنے سے قاصر تھی۔

****

وہ والہانہ نگاہوں سے اپنی نگاہوں کے عین سامنے بیٹھے غزوان جاہ کو دیکھ رہی تھی جسے اب گارڈز رسیوں سے آزاد کررہے تھے۔لازماً اسے یہاں تک لانے کا کام نہایت کٹھن ثابت ہوا ہوگا۔رسیوں سے وجود آزاد ہوتے ہی وہ شدید اشتعال کے عالم میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔بیلا بھی بغیر کسی وقت کی تاخیر کیے اس کی جانب بڑھی اور اس کے سینے سے جالگی۔

یوں غیر محرم کے سینے سے لگنے والی عورتیں سخت ناپسند ہیں مجھے۔" بیلا اسے دیکھ والہانہ انداز میں " اس کے سینے سے لگی تو غزوان نے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیا تھا۔

غیر محرم واٹ۔" وہ شکل کے زاویے بگاڑتے ناسمجھی سے گویا ہوئی۔اس کیلیے یہ الفاظ تو بلکل نیا تھامعاً" وہ سر جھٹکتے ایک ادا سے ایک بار پھر اس کے سینے سے لگتے اس کا گال چوم گئی۔غزوان کا پورا وجود اس کی حرکت پہ سرد پڑ گیا۔اس نے گال پہ ہاتھ جماتے بے یقینی کی کیفیت میں اسے گھورتے حلق تر کیا۔

یہ کیا گھٹیا حرکت ہے بے شرم لڑکی۔" وہ بولا نہیں تھا غرایا تھا۔لہجہ بھسم کر دینے والا تھا۔بیلا دلکشی " سے ہنسی۔

یہ میری محبت ہے آپ کیلیے غزوان جاہ۔" وہ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے دلفریبی سے " بولتی اسے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔اس نے سختی سے اس کے بازوؤں کو جکڑا۔

جانتی ہو عمر میں کتنا بڑا ہوں میں تم سے۔" وہ اس کا جبڑا گرفت میں لیتے پھنکارا۔ بیلا کے چہرے کے" تاثرات یکلخت بدلے۔ جتنی بھی محبت سہی یہ سب کہا برداشت تھا اس سے۔

عمر بڑی ہے تو کیا باپ مان لوں تمہیں۔" وہ بھی جواباً اس کا جبڑا جکڑتے غرائی۔"

عزت سے محبت جتا رہی ہوں تو جتانے دو۔ میرے سر پہ ناچنے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ جس گال پہ" محبت جتائی ہے وہاں ایک مار بھی سکتی ہوں۔ بیلا قیس ہوں میں۔" وہ اسے صوفے پہ دھکا دیتے خود سامنے صوفے پہ جا بیٹھی۔ غزوان کی حالت ایسی تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ یہ کیسی محبت تھی اسکی۔ وہ ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

ہاں اب بولیں کیا کہہ رہے تھے آپ۔" وہ سر اٹھا کر اسے دیکھتے ایک ادا سے بولتی غزوان کو" ٹھٹھکا گئی۔

مجھے یہاں سے جانے دو بیلا قیس تم یہ بلکل ٹھیک نہیں کر رہی۔ تم مجھے ابھی جانتی نہیں ہو۔" وہ" قہر آلود نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔

جتنا جان گئی ہوں اتنا کافی ہے اور میرے مطابق آپ میرے معیار پہ پورا اترتے ہیں۔" وہ دلفریبی سے مسکراتے اسے اشتعال میں مبتلا کر گئی۔ غزوان کی پیشانی کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو گئی۔

"مجھے گھر جانا ہے بیلا قیس۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولا۔ بیلا اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے دلکشی سے ہنسی۔ غزوان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اگر اتنی ہی آسانی سے آپ کو اپنی قید سے آزاد کرنا ہوتا تو ہم کبھی آپ کو کڈنیپ کر کے اپنی دنیا میں نہ لاتے۔ اب آپ آ گئے ہیں تو لازم کچھ تو جشن ہو گا۔" اس کے لہجے میں کاٹ تھا۔ بائیں ٹانگ مسلسل ہل رہی تھی۔ غزوان نے الجھ کر اسے دیکھا۔ سیم کے چہرے پہ سایہ سا لہرایا۔ وہ کس متعلق بات کر رہی تھی۔

"بی آپ یہ کیا کر رہی ہیں۔ ہمارے ان سے اتنے اچھے تعلقات بھی استوار نہیں ہے کہ ہم ان جیسوں کے ساتھ جشن منائیں۔" سیم نے اسے باور کرانا ضروری سمجھا۔ بیلا نے ایک سرد مگر گہری نگاہ سیم پہ ڈالی تو اس کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے حلق تر کرتے نگاہیں پھیر لی۔

"اگر ہمیں پہلے ہی تمہاری سنی ہوتی تو آج غزوان میرے ساتھ موجود نہ ہوتے سیم۔" بیلا نے تیکھے لہجے میں اسے باور کروایا۔ اہانت کے احساس سے سیم کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ اس دوران غزوان کسمساتے

مسلسل اپنے ہاتھوں کو آزاد کروانے کی سعی کر رہا تھا جو رسیوں میں مقید تھے۔ بیلا اپنی جگہ سے اٹھی اور صوفے پہ عین اس کے نزدیک بیٹھی تھی۔ غزوان نے لہو رنگ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"آنکھیں نکالنا بہت اچھے سے آتی ہے مجھے۔ اندھے کے ساتھ گزارا کرنا مشکل نہیں ویسے۔" وہ اس کی سرخ ہوتی آنکھوں پہ چوٹ کر رہی تھی۔ غزوان اس دوران کسی کٹھ پتلی کی مانند ساکت بیٹھا تھا۔ بیلا نے نہایت آرام سے اس کے ایک ہاتھ کو رسی سے آزاد کرتے اس کی چوڑی کلائی پہ اپنی انگلیوں کا لمس چھوڑا تھا۔ غزوان کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔ کس قدر نرمی تھی اس کی گرفت میں بھی۔ اس کا تنفس بری طرح بگڑنے لگا۔

یہاں کیا ہو رہا ہے۔ عقب سے ابھرنے والی کرخت آواز پہ بیلا بلکل نہ گھبرائی بلکہ اپنے عمل میں مصروف رہی۔ قیس دانت پہ دانت جماتے آگے آیا اور بے یقینی کی کیفیت میں بیلا کے ساتھ بیٹھے غزوان کو دیکھا۔

"یہ یہاں کیا کر رہا ہے اور تمہارے اتنے نزدیک۔ کیا اس کی اتنی حیثیت ہے کہ یہ تمہارے مقابل بیٹھے۔"

صرف اسی کی حیثیت ہے کہ وہ ہمارے نزدیک بیٹھے ہمارے مقابل بیٹھے ہماری آنکھوں میں دیکھ کر" کچھ بھی کہہ سکے۔" وہ ان پہ ایک سرسری سی نگاہ ڈالتے کھردرے پن سے بولتے قیس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار کرواگئی۔

اس کی اوقات کیا ہے کہ یہ تمہارے ساتھ بیٹھے جسے اس کا باپ کچھ نہیں سمجھتا اسے تم کچھ کیا سمجھو" گی۔ اٹھو یہاں سے تمہاری حیثیت قدموں میں بیٹھنے کی ہے۔" اس سے قبل کہ وہ طیش کے عالم میں غزوان کی کلائی تھامتے بیلا نے بیچ راہ میں ان کی کلائی تھام کر انہیں پیچھے کی جانب جھٹکا دیا تھا۔

خاموش ہوں تو خاموش ہی رہنے دیں کیونکہ جب میں بولی تو طوفان کھڑا ہو جائے گا اور آپ اس" طوفان کے ریلے میں بہتے چلے جائیں گے۔" وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں وارن کر رہی تھی۔ قیس غصے سے سیم کی جانب مڑے۔

تم نے اسے سمجھایا کیوں نہیں کچھ۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔" انہوں نے سیم کو جھنجھوڑ ڈالا۔ سیم نے" نگاہیں چرا لی۔

میں نے بہت سمجھایا تھا بی کو لیکن وہ سمجھنے کو تیار نہیں۔" اس نے لب بھینچے۔ اس دوران وہ پوری" دلجمعی سے بنا پلک جھپکائے غزوان کی جانب دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ ان کی بکواس پہ پھیکا پڑتا جا رہا تھا۔

اس کی حیثیت کیا ہے بیلا۔" قیس چلائے۔"

یہ میرے دل میں بہت شان سے رہتے ہیں۔" وہ غزوان کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی جس نے اس کی" بات پہ صرف ایک لمحے کیلیے ہی پلکیں اٹھائی تھی۔ بیلا کے لب دھیرے سے پھیلے۔

" بیلا قیس اتنی معمولی چیزوں کو دل میں بسائے گی تم سے یہ توقع نہ تھی۔ "

میرے سامنے اگر آپ ایک طرف ساری دنیا اور ایک جانب غزوان جاہ کو رکھ دیں تو ہم بنا گھبرائے" غزوان جاہ کا انتخاب کریں گے۔ ہمارے لیے ان سے قیمتی کچھ نہیں۔" غزوان نے چہرہ جھکاتے سختی سے اپنی آنکھوں کو میچا تھا۔ دل میں ایک آگ سی جل رہی تھی۔

اگر تم نے اسے یہ مقام دیا تو میں مخدوم جاہ کے سامنے چھوٹا پڑ جاؤں گا۔ یہ تمہارے قدموں کی" دھول ہے بیلا۔" قیس دونوں ہاتھوں میں سر کے بالوں کو تھام گئے۔ بیلا اس دوران بلکل نہ گھبرائی۔

یہ تو ہمارے دل کی سب سے اونچی مسند پہ براجمان ہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم انہیں اپنے قدموں" میں بٹھائیں

۔ قیس اور سیم کو اس وقت وہ بلکل بھی اپنے حواسوں میں نہ لگی تھی۔ اس دوران اس نے ایک آدمی کو اسے رسیوں سے آزاد کرنے کا حکم صادر کیا تھا۔ اس کی دوسری کلائی دیکھتے ہی بیلا کے چہرے کے تاثرات یکلخت بدلے۔ چہرے پہ پتھریلا پن عود آیا۔

"ہاں جس نے یہ جرأت کی ہے اس کو ضرور میرے قدموں میں ہونا چاہیے۔" اس نے ایک جھٹکے سے سیم کی جانب رخ موڑتے اس کی ٹانگ پہ ایک کک ماری تھی۔ وہ لڑکھڑا کر اس کے قدموں میں گرا تھا اور بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"بی۔" اس کا جلالی انداز دیکھ وہاں موجود ایک ایک فرد سہم گیا تھا بس ایک غزوان تھا جو سپاٹ نگاہوں سے اسے گھورنے کا فریضہ سرانجام دے رہا تھا۔

"تم نے ہاتھ دیکھا ان کا کیسے سرخ پڑ رہا ہے۔ کس نے کہا تھا اتنی زور سے رسی باندھو۔ اپنی چیزوں پہ مجھے ایک بھی خراش برداشت نہیں ہے اور غزوان جاہ صرف میرا ہے۔" وہ سیم کی جانب جھکتی غرائی۔ سیم نے ہونقوں کی طرح سے اسے دیکھا جس نے خود ہی اسے کڈنیپ کرنے کا کہا تھا۔ غزوان نے اسے ان سب میں مصروف دیکھ وہاں سے فرار ہونے کی سوچا۔ اس سے قبل کہ وہ خاموشی سے

وہاں سے کھسکتا بیلا کے ایک اشارے پہ قیس ولا کے تمام دروازے بند ہوتے چلے گئے۔ غزوان نے تحیر کے عالم میں رخ موڑا تو نگاہیں سیدھا بیلا کی مسکراتی نگاہوں سے جا ٹکرائی۔

دو نہیں چار آنکھیں ہیں میری آپ کے معاملے میں۔ آپ کی ہر حرکت ہر عمل ہر ادا بیلا کی نگاہوں" میں ہمہ وقت ہوتی ہے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں یا نہ ہوں یہ دل اب آپ سے جڑ چکا ہے اور ایک بار بیلا کسی سے جڑ جائے پھر جب تک وہ انسان مر نہیں جاتا وہ میری قید سے آزاد نہیں ہو سکتا۔" وہ انگلیاں اس کے گال پہ پھیرتے پر اسرار سے لب و لہجے میں بولتی اسے سن کر گئی۔ بیلا نے مسکراتی نگاہوں سے اس کی اڑے اڑے حواسوں کا ملاحظہ کیا تھا۔

تیار کیجیے انہیں سجائیے انہیں کیونکہ آج سجنا ان کا حق ہے آفٹر آل شہزادی بیلا ان کے نام سے جڑنے" والی ہے۔" اس کے اعلان پہ قیس اور سیم نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا جو اب سکون سے صوفے پہ جا بیٹھی تھی اور چہرہ پیچھے گرائے مستقل ہنسنے کا فریضہ سر انجام دے رہی تھی۔

میں راضی نہیں ہوں۔ غزوان کی آواز غصے کی شدت سے پھٹنے والی ہو گئی۔

آپ کی رضامندی پوچھی کس نے ہے۔ میری رضامندی کافی ہے نا یہی بہت ہے۔" وہ شانے سے" بالوں کو جھٹکتے مسرور کن لہجے میں بولتے اسے ساکت کر گئی۔

مجھے کچھ وقت چاہیے اس چیز کیلیے۔" وہ دل پہ بھاری سل رکھتے بھینچے لہجے میں بولا۔ بیلا نے بھنویں اچکائی جیسے اس کی بات سے محظوظ ہوئی ہو۔

بیلا اب اتنا تو کر ہی سکتی ہے آپ کیلیے غزوان جاہ۔" نا چاہتے ہوئے بھی غزوان جاہ نے گہرا سانس بھرا" جس میں تشکر کا احساس بھی شامل تھا۔

سیم جاؤ انہیں چھوڑ آؤ ہم آپ کو پورے چوبیس گھنٹے دیتے ہیں اس فیصلے کیلیے۔ اگر پرسوں تک آپ" کوئی فیصلہ نہ کر پائے تو پھر ہماری مرضی ہی چلے گی۔" وہ اسے سختی سے باور کرواتے ہوئے اس کے گلے سے لگی تھی۔ غزوان نے انتہائی ضبط سے پیچھے دھکیلا تھا۔

"تم میرے لیے فلحال غیر محرم ہو اور یوں غیر محرم آپس میں گلے ملے مجھے بلکل نہیں پسند۔"

کیا غیر محرم۔" اس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔"

غیر محرم یعنی کہ میں۔" غزوان نے سرد مہری سے اسے جتایا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا" گیا۔ بیلا کے گارڈز بھی اس کے تعاقب میں بھاگے تھے۔ اس کے برعکس بیلا ابھی تک غیر محرم لفظ کے حصار میں ہی مقید تھی۔

واٹ از غیر محرم سیم۔" وہ الجھ تاثرات سمیت سیم کی جانب مڑی جو ناراضگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

بی ہی از مسلم اور مسلمز میں ایسا ہوتا ہے۔ ان میں نکاح کی سنت ہوتی ہے پھر وہ دونوں آپس میں" میاں بیوی کہلائے جاتے ہیں تبھی ایک دوسرے کے محرم کہلاتے ہیں۔" سیم کو جتنا علم تھا مختصر بتایا۔ بیلا بھی اپنی عقل کے مطابق سمجھتے پر سوچ انداز میں اثبات میں سر ہلا گئی معاً غزوان کے بابت سوچتے اس کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ قیس نے بغور اس کے لبوں پہ کھلی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

آپ نے پہلی نگاہ میں ہی بیلا کو اپنا دیوانہ بنالیا ہے غزوان جاہ۔" وہ تصور میں ہی اس سے مخاطب تھی۔"

****

کون ہو تم لوگ اور مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔" وہ شخص اپنے اطراف میں اتنے سارے لوگوں کی" موجودگی سے گھبراکر بولا۔ چہرے کی ہوائیاں اڑ چکی تھی۔

تجھے موت کا مزہ چھکانے۔" بھاری گھمبیر آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں" سے اپنے سامنے کھڑے ماسک لگے آدمی کو دیکھا جس کا چہرہ وہ دیکھنے سے قاصر تھا۔

بیلا قیس کو تو تم جانتے ہی ہو گے۔"اس کے لبوں سے نکلتے الفاظ سن اس کا دماغ سنسنا گیا۔ نجانے اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

"نن۔ نہیں میں نہیں جانتا۔" وہ ٹھیک ٹھاک ہکلا گیا۔ مقابل شخص کی آنکھوں میں تنفر سمٹ آیا۔

"تم سچ میں نہیں جانتے۔" وہ اس کے چہرے پہ جھکتے پھنکارا ساتھ ہی اس کے شانے کو چھوتے بالوں کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ تکلیف کی شدت سے وہ آنکھیں میچ گیا۔ اگر وہ شخص بیلا قیس سے منسلک تھا تو مطلب اس کی موت پکی تھی۔

"ہاں جانتا ہوں۔" وہ چہرہ جھکاتے اعتراف کر اٹھا۔ مقابل کے لبوں پہ مسکراہٹ بے ساختہ ابھری تھی۔

"وہ جان گئی ہے کہ تم اس کے باپ اور اس کے خاص آدمی کا پیچھا کرتے پکڑے گئے ہو۔ یہ تو وہ جانتی ہے کہ یہ کام کس کے کہنے پہ ہو رہا ہے لیکن اب وہ تمہیں مارنا چاہتی ہے ہو سکتا ہے وہ یہاں پہنچ بھی جائے اگلے پانچ منٹ میں یا شاید دس منٹ میں یا ہو سکتا ہے کہ آدھا گھنٹہ بھی لگ جائے لیکن تمہاری موت تو اس کے ہاتھوں پکی ہے۔" وہ اسے خوفزدہ کر رہا تھا یا وارن کر رہا تھا وہ سمجھ نہ پایا۔

پلیز مجھے بچا لیں میں ایسا کبھی نہیں کروں گا۔ میں یہاں سے کہی دور چلا جاؤں گا۔" وہ اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑتے گڑ گڑایا۔ مقابل کھڑے شخص نے اس کے کہنے پہ ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ کھولے تھے۔

جاؤ تمہیں آزاد کیا۔ جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ لیکن یہاں سے بہت دور کسی کی نگاہوں میں آئے" بغیر۔ سب سے دور اس ملک سے دور۔ سب کو لگے کہ تم مر چکے ہو۔ تمہارا نام و نشان مٹ جانا چاہیے۔" وہ انتہائی پر اسرار لہجے میں بول رہا تھا۔ اس آدمی نے ماتھے پہ ابھرتے پسینے کو ہاتھ کی پشت سے صاف کیا اور تیزی سے اثبات میں سر ہلاتے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ مڑتے پچھلے دروازے سے نکلتا کچھ سوچ کر اس کی جانب پلٹا۔

تم۔ تم کون ہو۔" وہ سرسراتے لہجے میں بولا۔"

اینجل۔" اس کی سرگوشی انتہائی دھیمی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ آدمی بنا اس کی جانب دیکھے وہاں سے" باہر کی جانب پھلانگ گیا۔ پچھلے دو دنوں سے وہ یہاں قید تھا لیکن آج اچانک نجانے کس نے آکر اسے اس چنگل سے آزادی دلوادی تھی کون تھا وہ مسیحا۔ وہ فقط سوچ کر رہ گیا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ٹائر چرچرانے کی آواز کے ساتھ ہی دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تھا لیکن اندر کا منظر دیکھ جہاں سیم کا

رنگ بھک سے اڑا وہی بیلا کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔ اوندھی گری ہوئی کرسی زمین پہ گری رسی کیا یہاں اس کے آنے سے قبل بھی کوئی آیا تھا۔

کہاں ہے وہ شخص۔" بیلا کاٹ دار لہجے میں غرائی۔"

بی وہ گزرے دو دنوں سے یہی تھا۔ میں روز آتا رہا ہوں یہاں آج اچانک۔" وہ ٹھیک ٹھاک" بوکھلا گیا۔ بیلا کی پیشانی پہ لاتعداد شکنوں کا جال بچھا۔ سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

ایسا کیسے ممکن ہے۔ کون ہے وہ جو میری پیٹھ پیچھے وار کر رہا ہے۔ کون ہے جو میری ایک ایک چیز پہ" نگاہ ٹکائے بیٹھا ہے۔ بیلا قیس کی جاسوسی کرنے کی ہمت کون کر سکتا ہے کیونکہ کسی عام انسان میں اس چیز کی سکت نہیں ہو سکتی۔" وہ درشتگی سے بولتی یہاں وہاں ٹہلنے لگی۔ وہ کیسے اس ہار کو اپنے نام لکھوا سکتی تھی۔

چاروں اطراف میں پھیل جاؤ اور اس آدمی کو تلاش کرو یہی کہی ہونا چاہیے وہ ورنہ میں تم سب کی" جان لے لوں گی۔" اس کا لہجہ انتہائی سفاکی لیے ہوئے تھا۔ وہ کسی کو بھی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھی۔ ماتھے کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔ ایک ہاتھ کی مٹھی لبوں پہ جمائے وہ اضطرابی کیفیت میں مسلسل اپنی دائیں ٹانگ ہلا رہی تھی جیسے ابھی سب کچھ بھسم کر ڈالے گی۔

****

"کہاں جارہی ہیں آپ۔" مینا کو اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی عقب سے ابھرنے والی آواز پہ وہ چونک کررکی اور سنجیدگی سے غضنفر کی جانب دیکھا جو خباثت بھری نگاہوں سے سرتاپا اسے دیکھ رہا تھا۔ مینا دلکشی سے مسکراتے اس کے نزدیک آئی۔

"میرے میں کیوں دلچسپی لینے لگے تم۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال کو چھولیا۔ غضنفر نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا اور ایک نگاہ اطراف میں گھمائی تھی۔

"پہلے انجان تھا تمہاری خوبصورتی سے اب تو تم سے خوبصورت کوئی نہیں لگتا۔" وہ گہری بولتی نگاہوں سے اس کا جائزہ لے رہا تھا اور مینا اپنی تعریف پہ پھولے نہیں سمارہی تھی۔ یہی تو وہ چاہتی تھی سب کی نگاہوں میں اپنے لیے پسندیدگی دیکھنا۔ اب جب اسے سب کچھ حاصل ہو رہا تھا تو وہ کیوں قدم پیچھے لیتی۔

"کاش تمہارے بھائی بھی میری خوبصورتی کو سمجھتے۔" وہ ٹھنڈی آہ بھرتے مظلومیت سے بولتے اسے ٹھٹھکا گئی۔ ایک اور داؤ کھیلنا باقی تھا۔

اس کے بس کی بات نہیں تم۔ویسے بھی جو اپنے حق کیلیے بولنا نہ جانتا ہوں بابا کے سامنے وہ اور کیا کر" ہی سکتا ہے اپنی بیوی بچوں کیلیے۔اب تم تو دیکھتی ہی ہو بابا اسے کسی کھاتے میں نہیں لاتے۔

اگر میں جانتی ہوتی کہ بابا جان تمہاری سنتے ہیں تو میں کبھی اس ڈرپوک سے شادی نہ کرتی بلکہ تم سے" ہی کرتی۔"وہ اس کے گال پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔غضنفر اس کی بے باکی پہ دل ہی دل میں قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔کس قدر بیوقوف تھی سامنے کھڑی عورت۔ایک دو تعریفوں پہ پھسلنے والی۔

ابھی بھی کونسا تاخیر ہوئی ہے۔میں تمہارے لیے کچھ بھی کروں گا لیکن اس کیلیے تمہیں مجھے خوش" کرنا ہوگا۔"اب کی بار غضنفر نے ہاتھ بڑھا کر اس کی کمر کے گرد حمائل کیا تھا۔وہ حویلی کے سنسنان گوشے میں ہونے کی بدولت کسی کی بھی نگاہوں میں آنے سے قاصر تھے۔

یہ۔یہ تم کیا کہ رہے ہو۔"وہ ایک سیکنڈ کیلیے گھبرائی۔غضنفر نے اس کی حالت سے حظ اٹھایا۔"

اب کچھ جانتی تو ہو تم۔"وہ دلفریبی سے بولا۔مینا شرما کر چہرہ جھکا گئی اور خباثت بھری نگاہوں سے" اسے دیکھا۔

غضنفر۔" ایکدم بابا جان کی تیز آواز پہ اس نے بد مزہ ہوتے ایک جھٹکے اسے چھوڑا اور تیزی سے باہر لاؤنج کی جانب بڑھا جہاں سب حیران پریشان بیٹھے ٹی وی پہ ابھرتی نیوز کو سن رہے تھے جہاں کھڑا اینکر چیخ چیخ کر ایک ہی بات دہرا رہا تھا۔

"شاہ نور محل کے مالک شاہ صاحب کلب کے ایک کمرے میں ایک عورت کے سنگ نازیبا حالت میں پائے گئے۔" ان رپورٹر کی بات سن پورے لاؤنج میں سناٹا سا چھا گیا۔

"بابا جان یہ۔"

"میں تو اس سے مدد مانگنے کا سوچ رہا تھا لیکن یہاں تو یہ ہی الجھا پڑا ہے۔" مخدوم جاہ کی آواز پہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتے غزوان کے قدم بھی وہی تھمے۔ ٹی وی پہ چلتی نیوز سن وہ سختی سے لبوں کو بھینچ گیا۔ یہاں آئی روز ایسی خبریں سننا کیسی عام بات تھی۔

"مینا ذرا کمرے میں آؤ۔" وہ تحکم بھرے لہجے میں بولتے کمرے کی جانب بڑھا۔

"لیکن میں اپنی دوست کے ہاں جا رہی ہوں میرے پاس فضول وقت نہیں ہے۔" وہ پیچ و تاب کھاتے ہوئے بولی۔ حکم تو وہ اس پہ ایسے چلاتا تھا جیسے اس حویلی کا مالک ہو۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔" غزوان نے دانت پیسے۔ وہ رعونت سے سر جھٹک گئی۔"

لیکن مجھے نہیں کرنی۔ غضنفر کیا تم مجھے چھوڑ دو گے۔" وہ غزوان کو صاف جواب تھماتے ادائے" دلبرانہ سے غضنفر سے مخاطب ہوئی جس نے ایک کاٹ دار نگاہ غزوان پہ ڈالتے سر ہلایا تھا۔ غزوان آنکھیں میچ کر ضبط سے گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

تم کہاں سے آرہے ہو۔" وہ تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اپنے کمرے میں جا رہا تھا جبھی مخدوم کی" آواز نے اس کے قدم روکے۔

کسی ضروری کام سے گیا تھا بابا جان۔" وہ دھیمے سے بولتے چہرہ جھکا گیا۔"

تمہیں ایسا کونسا ضروری کام آن پڑا جو صبح صبح نکلنا پڑا۔" وہ تمسخر سے ہنسے۔ ان کی ہنسی میں اب مینا اور" غضنفر کی ہنسی بھی شامل تھی۔ وہ ان سب کو ہنستے دیکھتا رہ گیا۔ یہ سب کہنے کو اس کے اپنے تھے وہ محض سوچ کر رہ گیا۔ اس دوران اس کی نگاہ دروازے سے باہر جاتے غضنفر اور مینا کی جانب اٹھی اور ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے باہر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ اس کی دماغ کی شریانیں پھٹنے والی ہو گئی۔ یہ وہی غضنفر تھا جو کل تک مینا کو بازاری عورت بول رہا تھا اور آج خود بھی۔ اس نے باقاعدہ سانس لینے کی کوشش کی

تھی لیکن اس سب چیزوں میں بھی انتہائی دقت پیش آرہی تھی۔رپورٹر ابھی بھی چیخ چیخ کر وہی بات دہرا رہا تھا۔

نجانے اب یہ لڑکی کون ہو گی۔اچھا بھلا چہرہ ڈھکا ہوا ہے اگر معلوم ہو جاتا تو اسے بھی بلیک میل کیا" جاسکتا تھا۔شاہ بھی ویسے پکا کھلاڑی ہے نت نئی لڑکیوں کے ساتھ خوب عیاشیاں کرتا ہے۔"وہ خباثت بھرا قہقہہ لگا کر بولتے ہنس دیے۔غزوان نے اس لڑکی پہ حقیقتاً افسوس کیا تھا جسے اپنی عزت کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

بابا جان۔"دمیر کی آواز اسے ان سب سوچوں کے گرداب سے گھسیٹ لائی۔وہ اس کی جانب دیکھتے" دھیما سا مسکرایا۔

کیسا ہے میرا شیر۔اس نے جھک کر دمیر کو بازوؤں میں بھرا۔

آپ کہاں گئے تھے بابا جان۔"وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے بولا۔"

ایک ضروری کام تھا۔"یکلخت اس کی نگاہوں کے سامنے بیلا کا چہرہ لہرایا تبھی خشک لہجے میں بولا۔"

بابا یونو۔ آج میں نے سکول سے واپسی پہ کس کو دیکھا وہی والی ڈیول آنٹی کو لیکن دور سے ہی۔ پاس جاؤ" تو وہ مارتی ہیں نا۔ "اس کے لہجے میں پنہاں خوف غزوان کو لب بھینچنے پہ مجبور کر گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دمیر بیلا کے متعلق بات کر رہا ہے۔

آج آپ کا ٹیسٹ تھا نا مجھے دکھائیں۔ "اس نے سرے سے ہی بات تبدیل کر ڈالی۔ فلحال وہ اس" متعلق کوئی بھی بات کر کے اپنا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ نجانے بیلا اب اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کیلیے کیا کچھ کر ڈالتی۔ دوسری جانب مینا اور غضنفر کے طور اطوار اسے ٹھٹھکا رہے تھے معاً وہ ان باتوں کو اپنے ذہن کا فتور سمجھتے سر جھٹک گیا۔ شاید نہیں یقیناً وہ کچھ زیادہ ہی سوچ رہا تھا۔

****

یہ ہوئی نا بات۔ تیر بلکل نشانے پہ لگا ہے۔ "وہ سب اس وقت قیس ولا کے لاؤنج میں بیٹھے سامنے ٹی" وی پہ نگاہیں جمائے ساتھ ساتھ مشروب سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ بیلا کی آنکھوں میں جیت کا خمار واضح تھا۔ شاہ کا انجام جیسا وہ چاہتی تھی بلکل ویسا ہی ہو رہا تھا۔ فون کی چھنگھاڑتی آواز پہ اس نے چونک کر موبائل دیکھا جہاں ان نون نمبر جگمگا رہا تھا۔

لو آگیا شاہ کا فون۔" اس نے پریقین لہجے میں بولتے فون کان سے لگایا اور دونوں ٹانگیں میز پہ رکھتے جھلائی تھی۔

"تم نے یہ بلکل ٹھیک نہیں کیا بیلا۔ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا اور اگر جان سے نہیں بھی مارا تو کچھ ایسا لازمی کروں گا جو تمہاری جان نکال لے۔ تڑپا تڑپا کر ماروں گا میں تمہیں۔" وہ بپھرے شیر کی طرح دھاڑ رہا تھا اور بیلا اس کی ناحق دھمکیوں پہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

"تجھ جیسے کتے بس بھونکنے کیلیے ہی پیدا ہوتے ہیں۔" جواباً وہ پرسکون لب و لہجے میں بولتی اس کے تن بدن میں آگ لگا گئی۔

"مجھے بدنام کر کے تم کیا کرنا چاہتی ہو میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ تجھے تو ایسی جگہ چوٹ دوں گا کہ تاعمر بس تڑپتی ہی رہ جائے گی۔" شاہ صاحب سے پنگا لینا کوئی آسان بات نہیں ہے۔ وہ خباثت بھرے لہجے میں بولا۔ بیلا نے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھی۔

"چل ابھی تو فون بند کر۔ اپنی جیت کا جشن منانا ہے مجھے۔ تو اپنی ہار پہ تڑپ تڑپ کر مر جاو وہ کیا ہے نا تیری موت کا بھی جشن منانا چاہتی ہوں میں۔" وہ ہنس کر بولتی کال کاٹ گئی۔ فون بند کرتے ہی اس نے موبائل صوفے پہ پھینکا اور تفاخر سے مسکرائی۔

کاش اس کا جلتا چہرہ میں اپنی ان آنکھوں سے دیکھ پاتی۔" وہ مزے سے بولتے قہقہہ لگا کر ہنس دی۔اس کی ہنسی میں اب کی بار سیم اور قیس کا قہقہہ بھی بے ساختہ تھا۔

ایک ایک کر کے راستے کے تمام کانٹے ہٹا دوں گی میں۔ جو مجھ پہ برتری حاصل کرنے کی کوشش" کریں گے۔ سب پہ راج کرنے کا حق صرف شہزادی بیلا کا ہے۔" بولتے بولتے اس کا لہجہ حد درجہ تلخ ہو گیا۔ سیم نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

سیم۔ بیلا نے سگار سلگاتے سنجیدگی سے اسے پکارا۔ سیم نے بھنویں اچکائی۔

"فانیہ سے کوئی بات ہوئی تمہاری۔"

جی بی وہ خیریت سے ہے وہاں میری بات ہوئی تھی اس سے۔ سیم نے سچ بولا کیونکہ کل رات ہی فانیہ" سے اس کی تفصیلی بات ہو چکی تھی۔" بیلا نے کچھ سوچ کر اسے دیکھا جیسے کچھ پرکھنا چاہ رہی ہو مگر نگاہیں ناامیدی لیے واپس لوٹ آئی۔

دوسری جانب شاہ صاحب نے کچھ سوچ کر کسی کو فون ملایا تھا۔

بیلا قیس نے ہمیشہ اپنے خاندان کو ہم سے چھپائے رکھا ہے۔ مجھے اس کے بارے میں ایک ایک بات" جاننی ہے۔ قیس بیلا اور سیم کے علاوہ اس کے گھر میں کون کون ہے۔"وہ فون کان سے لگائے کسی کو حکم صادر کر رہا تھا۔ لہجے میں بدلے کی آگ جل رہی تھی۔ آنکھوں میں بیلا کی بابت سوچتے تنفر سمٹ آیا۔

* *

اس نے ایک نگاہ گھٹن زدہ کمرے میں دوڑائی جہاں وہ گزرے تین دنوں سے قید تھی نجانے کیوں۔ اس نے تو ایسی کوئی حرکت سرانجام نہیں دی تھی کہ اسے یوں قید کیا جاتا۔ جب سے یہاں آئی تھی خاموشی سے شاہ صاحب کے حکم کی غلام بن بیٹھی تھی۔ ابھی بھی وہ گھٹنوں میں چہرہ دیے اسی بابت سوچ رہی تھی۔ چہرے پہ اضطراب صاف واضح تھا۔ اسی دوران کمرے کا دروازہ کھٹکے کی آواز کے ساتھ ہی کھلا تھا۔ مارکو ہاتھ میں کھانے کی ٹرے لائی تھی۔ گزرے دو دنوں سے وہ ہی یہاں آ رہی تھی۔ اسے کھانا دیتی اور پھر چلی جاتی۔ وہ اس اندھیر نگری میں رہتے تھک گئی تھی۔ مارکو نے اس کے آگے ٹرے رکھی تو حور تڑپ کر اس کا ہاتھ تھام گئی۔ مارکو نے چونک کر اس کی سرخ ہوتی آنکھوں کو دیکھا۔ اسے حور پہ رحم سا آیا۔ کیا سے کیا ہو گئی تھی وہ۔ وہ نگاہیں چرا گئی۔ اگر اس وقت وہ اس پہ کوئی

رحم کرتی تو اس کی زندگی میں طوفان برپا ہو جاتا۔ نینسی اور شاہ صاحب اسے جان سے مارنے سے بھی گریز نہ کرتے۔

"مارکو پلیز مجھے بتاؤ مجھے یہاں کیوں رکھا ہے۔"

دیکھو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ وہ لوگ مجھے بھی مار ڈالیں گے۔" مارکو نے اسکے آگے ہاتھ جوڑ لیے۔ حور نے نفی میں سر ہلایا۔

میں سب جانتی ہو یہاں کیا کچھ ہوتا ہے تم مجھے بس مجھے یہ بتا دو کہ میں یہاں قید کیوں ہوں۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ مارکو نے حلق تر کیا اور خوفزدہ نگاہوں کو اطراف میں گھمایا۔

وہ اس دن جو لوگ آئے تھے یہاں شاہ صاحب سے ملنے۔ انہوں نے کہی غلطی سے تمہیں راہداری" میں چلتے دیکھ لیا تھا اور اب وہ معاوضے کی صورت میں تمہیں مانگ رہے تھے۔ شاہ صاحب تمہیں اتنے سستے داموں میں کبھی نہیں بیچیں گے۔ وہ کچھ بڑا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ کچھ تو ضرور کریں گے۔" اس کے انکشاف پہ حور کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس نے خوف سے زرد پڑتے مارکو کو دیکھا جو بے چینی سے اسے تک رہی تھی۔ حور کے ہاتھ لڑھک کر پہلو میں آ گرے۔

"مم۔ میں کہی نہیں جاؤں گی۔ یہاں سب لوگ مجھے لقمہ اجل بنا ڈالیں گے۔"

یہ جگہ ہی ایسی ہے۔ یہاں کسی کو حسین زندگی نہیں ملتی۔ یا تو ہنسی خوشی سب کچھ قبول کرنا پڑتا ہے یا" پھر روتے روتے لیکن زندگی یونہی گزارنی ہوتی ہے۔"مارکو نے اسے حقیقت کا آئینہ دکھایا تھا۔حور نے اذیت سے آنکھیں میچی تو بے مول آنسو اس کے گال پہ لڑھک گئے۔اس نے بمشکل اپنی سسکی روکی تھی۔

حسین زندگی کے خواب دیکھنا چھوڑ دو اور خاموشی سے اس چیز کو قبول کرلو۔"مارکو نے سنجیدگی سے" اسے سمجھایا۔حور نے ایک خاموش نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

مارکو مارکو اس لڑکی کو نیچے لے کر آ۔" نیچے سے آنے والی نینسی کی چنگھاڑتی آواز پہ جہاں مارکو گھبرائی" وہی حور نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا۔

"مم۔میں کہی نہیں جاؤں گی۔"

تمہیں جانا ہوگا اٹھو یہاں سے۔" وہ اب کی بار اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بناتے ہوئے بولی لیکن وہ" پیچھے کی طرف کھسکتے دیوار سے لگ گئی۔مارکو نے جاکر نینسی کو اطلاع دی تو وہ خود اسے لینے چلی آئی اور اسے بالوں سے کھینچتے ہوئے نیچے لاؤنج میں لاتے پٹخا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے تکلیف کے مارے

اندھیرا چھا گیا۔ سامنے صوفے پہ ہی شاہ صاحب ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے براجمان تھے اور اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے خباثت بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"شاہ صاحب۔ شاہ صاحب پلیز میرے پہ یہ ظلم۔"

ہٹ پرے۔" شاہ صاحب نے کراہیت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے اسے ایک ٹانگ ماری تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے جا گری۔ اس بے دھندلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

بہت ہو گیا۔ بہت گزار لیا تیرے ساتھ۔ اب تیرے سے معاوضہ لینے کا وقت ہوا جاتا ہے۔ اب تو" میرے کسی کام کی نہیں رہی ہاں جب دل چاہا تیرے ساتھ وقت ضرور گزاروں گا لیکن تو اب میری رکھیل بننے کی لائق نہیں رہی۔" وہ اس کی سماعتوں میں صور پھونک رہا تھا۔ حور نے گھٹنوں میں چہرہ ٹکا لیا۔ سسکیاں بھرنے کی بدولت اس کا وجود مسلسل ہچکولے کھا رہا تھا۔ اس نے نگاہیں مار کو کی جانب اٹھائی۔ کیا کچھ نہ تھا اس کی آنکھوں میں۔ خوف۔۔ التجا۔۔ حسرت۔۔ مار کو نگاہیں پھیر گئی۔

دل بھر گیا ہے میرا اس سے۔ فارغ کرواؤ اسے اور بولی لگواؤ اسکی۔ شاہ نور محل میں ایک بار پھر نیلامی" ہو گی اور یہاں پہ جو سب سے زیادہ اس کی بولی لگائے گا ہم اسے سونپ دیں گے۔" شاہ صاحب کی بات پہ بھی اسنے گھٹنوں سے چہرہ نہ اٹھایا بس خوف سے کانپتے دوسری جانب لڑھک گئی۔ اس کا دماغ مکمل

طور پہ ماؤف ہو گیا تھا۔ شاہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اسے ایک ٹھوکر مارتے گول زینوں سے گزرتے کمرے میں چلا گیا۔

چل اٹھا اسکو اور اس کے زخموں کی ٹکور کر۔ اس چاند پہ ایک بھی داغ نہیں ہونا چاہیے۔ اتنا" خوبصورتی سے تراشا بدن ہے اسکا۔ کوئی بھی فدا ہو جائے اس پہ۔" نینسی کی بیہودہ گفتگو پہ مارکو نے دانت پہ دانت جمائے اور بیہوش گری حور کی جانب بڑھی جس کی قسمت میں نجانے اب کیا لکھا تھا۔ اسے سہارہ دیتے گھبراہٹ کے مارے مارکو کے ہاتھ بھی کپکپا رہے تھے۔

****

تم نے ابھی تک چینج کیوں نہیں کیا۔" بھاری گھمبیر آواز اور سخت لہجہ سن وہ ٹھٹھکی اور مڑی۔ سامنے" ہی جلتی نگاہوں سے غازی اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔

میں نے چینج کیوں کرنا تھا۔" اس نے اچھنبے سے اسے دیکھا اور انگلی سے اپنی جانب اشارہ کیا۔ غازی" کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

اس گھٹیا حلیے میں یہاں گھوموگی تو جو یہاں شرافت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں انہیں بھی حیوان بننے" میں ایک لمحہ نہیں لگے گا۔"اس کا پتھریلا لہجہ سن وہ اندر تک کانپ گئی۔ اس نے اپنی ہوڈی کو سختی سے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا۔

کیا ہے میرے اس حلیے کو۔ اس نے ہمت مجتمع کرتے نگاہیں اٹھائی جو سید ھا غازی کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔ کیا کچھ نہ تھا اس کی آنکھوں میں۔ خوف کی لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرائیت کر گئی۔ اس نے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے انہیں تر کیا۔

ایک شریف لڑکی کبھی بھی غیر مردوں کے سامنے یوں نہیں گھومتی۔ تم جیسی لڑکیاں پہلے خود ہی ایسا" لباس زیب تن کر سب کو اپنی جانب متوجہ کرتی ہیں اور پھر الزام مردوں پہ لگاتی ہیں۔"اس نے دونوں کے مابین فاصلہ دو سیکنڈ میں ناپ لیا اور جارحانہ انداز میں اس کے بازوؤں کو اپنے شکنجے میں لیا۔

مجھ جیسی لڑکیوں سے کیا مطلب ہے آپکا۔"وہ دبے دبے لہجے میں چیخی۔"

فانیہ قیس جیسی لڑکیاں۔"ایک ایک لفظ نفرت سے ادا کرتے وہ شرربار نگاہوں سے اسے گھور رہا" تھا۔ فانیہ کا ذہن ماؤف ہونے لگا۔ وہ اسے کیسی لڑکی سمجھ رہا تھا۔

پہلے صرف سنا تھا کہ مسلمز کنزرویٹو ہوتے ہیں آج دیکھ بھی لیا۔" وہ تمسخر سے ہنسی۔ غازی نے نفرت سے اسے خود سے دور دھکیلا تو وہ دیوار سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ اس نے اپنے بازو کو سہلاتے کٹیلی نگاہوں سے غازی کو دیکھا جس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سب تہس نہس کر دے۔

ارے بھائی بابا آپ کو ناشتے کی میز پہ بلا رہے ہیں۔" جے بی کی پکار پہ اس نے چہرہ جھکاتے ٹھنڈی آہ" فضا کے سپرد کی اور اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے نکل گیا۔

وہ اس سے اس قدر نفرت کیوں کرتا تھا۔ ایسا کیا گناہ سرزد ہوا تھا بھلا اس سے۔ فانیہ حزن و ملال میں گھیری اسی متعلق سوچ رہی تھی کہ جے بی نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔ وہ سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹی اور اس کے اشارہ کرنے پہ اس کے تعاقب میں چل دی۔ میز کے دونوں کونوں پہ صدر کرسی موجود تھی ایک پہ حشمت نور اور دوسری پہ وہ سٹون مین براجمان تھا۔ بے اختیاری کی کیفیت میں اس کی نگاہ غازی کی جانب اٹھی تو وہی تھم کر رہ گئی۔ سیاہ جینز پہ سیاہ ہی ہوڈی میں وہ قدرے فارمل حلیے میں شاہانہ انداز میں ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔ ماتھے پہ ہمیشہ کی طرح شکن موجود تھی۔ آنکھوں میں سرد مہری کا عنصر صاف نمایاں تھا۔ غازی۔ ایک جانا مانا سیریل کلر مافیہ سے تعلق رکھنے والا۔ بے تحاشہ برا انسان لیکن نجانے کیوں فانیہ کو اسے دیکھنا اچھا لگ رہا تھا۔ کسی کی نگاہوں کا

ارتکاز خود پہ محسوس کر اس نے پلکیں اٹھائی تو نگاہیں سیدھا فانیہ سے جا ٹکرائی۔ ایک جھٹکے سے اس نے میگزین بند کی تو فانیہ کا دل بھی بند ہو گیا۔

مجھے دیکھتے رہنے سے تمہاری بھوک پیاس کچھ نہیں مٹنے والی۔ کھانا پھر بھی تمہیں کھانا ہی پڑے گا۔" اس کے نرم مگر والہانہ لب و لہجے پہ فانیہ پہ شادی مرگ طاری ہو گیا۔ اس کا آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ پورا منہ کھولے وہ اس کا اس قدر چاشنی بھرا رویہ دیکھ رہی تھی۔ حشمت نور غازی کی بات پہ کھل کر ہنسا دیے۔

مم۔ میں آپ کو نہیں دیکھ رہی نہ ہی مجھے کوئی شوق ہے۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ لازماً" حشمت نور کو دکھانے کی خاطر وہ ایسا برتاؤ رکھے ہوئے تھا۔

"بیٹھو نا بیٹا۔"

جی انکل۔" وہ دھیمے سے بولتی ان کے ساتھ والی کرسی کھسکا کر بیٹھ گئی۔ اب وہ فانیہ کے آگے دیسی" ودیسی ہر قسم کے کھانے اس کے سامنے پیش کر رہے تھے۔

ارے کھاؤ نا بابا نے خاص تمہارے لیے بنوایا ہے سب کچھ۔" غازی کی بھاری آواز پہ اس کی ہتھیلیوں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ اس نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا جو اپنی جگہ سے اٹھتے اسے سرو کر رہا تھا۔ فانیہ نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میں صرف سرو کروں گا کھانا تمہیں اپنے ہاتھوں سے ہی کھانا ہو گا۔" اس کی آنکھیں مسلسل مسکرا رہی تھی۔ فانیہ کی نگاہ اس کی گھنی مونچھوں تلے مسکراتے لبوں پہ ٹھہر سی گئی۔ کس قدر خوبصورت لگتا تھا وہ ہنستے ہوئے۔

صرف ہنستے ہوئے بھی حسین لگتے ہیں۔ یہی منہ اگر چلنے لگ جائے تو ان سے زیادہ زہریلا کوئی نہیں۔" وہ جھرجھری لیتے منہ ہی منہ میں بڑبڑائی۔

میری مسکراہٹ پہ مت جانا۔ مجھ سے بڑا جھوٹا اور دھوکے باز کوئی نہیں۔" وہ اس کی سماعتوں میں ایک بار پھر صور پھونک رہا تھا۔ بے بی اور حشمت اپنی کسی بات میں مصروف تھے تبھی اسکی جانب دھیان نہ دے سکے۔ فانیہ نے صدماتی کیفیت میں اسے دیکھا۔

میرے بیٹوں کی تربیت ایسی ہی ہے۔ سب سے اچھے سے ملتے ہیں اچھے سے رہتے ہیں۔" وہ تفاخر بھری نگاہوں سے غازی کو دیکھ رہے تھے۔ غازی ان کے یوں دیکھنے پہ دھیما سا مسکرایا۔ فانیہ نے بغور

اس کی مسکراہٹ دیکھی جو آہستگی سے کاٹ دار مسکراہٹ میں تبدیل ہو چکی تھی۔ فانیہ کا دل لرز کر رہ گیا۔ کیسا چال باز انسان تھا وہ حشمت کے سامنے کچھ اور اور اس کے سامنے کچھ اور۔ آہستہ آہستہ سب ناشتے کی میز سے اٹھتے چلے گئے۔

غازی مجھ سے ملنا ابھی۔ مجھے ان لوگوں کے متعلق جاننا ہے جنہوں نے فانیہ کو پکڑا تھا۔" حشمت کی" بات پہ اس نے سر کو خم کیا تھا۔ فانیہ کی نگاہیں ایک بار پھر اس پہ جم کر رہ گئی۔ اسے غازی کے ہوتے ہوئے بیلا کی کمی بلکل بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔

یہ انسان تو اپنی نگاہوں سے مار ڈالے گا۔" فانیہ نے حلق تر کرتے سوچا۔"

صرف دس گھنٹے پھر تمہیں اندازہ ہوگا کہ جان نکلنا اصل میں کسے کہتے ہیں۔" اپنی گردن پہ کسی کی" گرم سانسوں کی تپش کا احساس تھا ساتھ ہی سفاک سرگوشی پہ اس کا دل تھم گیا۔ وہ اس کی دل کی بات کیسے جان گیا تھا۔

مسکراتے مسکراتے ہی جان نکال لیتا ہوں میں۔" وہ اس کی آنکھوں میں اپنی لہو رنگ آنکھیں" گاڑھتے ہوئے پھنکارا۔ فانیہ کا دل آنے والے لمحات کا سوچتے کانپنے لگا۔ اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ غازی کی زیرک نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔ وہ اس سے خوفزدہ تھی کانپ رہی تھی۔ یہی سب تو وہ

چاہتا تھا۔وہ سیٹی کی دھن بجاتے گول زینوں کی جانب بڑھ گیا۔اس کی قدموں کی آہٹ اس کی سماعتوں میں کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔

****

تم نے اپنی خالہ سے بات کی۔"نومیہ نے اپنے سامنے بیٹھے ثمر کو دیکھتے تیکھے پن سے استفسار کیا۔ثمر" چونکا اور شانے اچکاتے نفی میں سر ہلایا۔

کیوں ثمر۔مجھے یہاں رہتے مہینہ ہونے کو آیا ہے لیکن تم نے اس دوران ایک بار بھی وہ سب نہیں کیا" جس کیلیے میں اپنے گھر سے بھاگی تھی۔"نومیہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ثمر چہرہ جھکائے دھیمے سے ہنسا۔نومیہ لب بھینچ گئی۔

یہ سب اتنا آسان نہیں ہے نومیہ۔بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔تمہیں کیا لگتا ہے کہ بس تمہارا" خوبصورت چہرہ دیکھتے ہی وہ تمہیں کام دے دیں گے اور بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے۔"وہ معنی خیزی سے بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔نومیہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔اس نے خوفزدہ نگاہ ثمر کی جانب اٹھائی۔

"کک۔ کیا مطلب۔" وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔ وجود سن ہو گیا تھا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ نومیہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"یہ باتیں مت سوچو۔ سکون سے سو جاؤ کل ایک بار پھر میں خالہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کروں گا۔" وہ اسے بہلا رہا تھا جو کہ وہ پچھلے ایک ماہ سے کرتا آ رہا تھا۔ یکلخت نومیہ کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا۔ اس نے تمسخرانہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔

"چائے پیو گے تم۔" ثمر نے بغور اسے دیکھا لیکن چاہ کر بھی وہ اس کے چہرے پہ کوئی تاثر ڈھونڈ نہ پایا تھا۔

"تم پلا رہی ہو تو ضرور۔" وہ مزے سے بولتے اس کا ہاتھ تھام گیا۔ نومیہ نے مٹھیاں بھینچتے بمشکل خود پہ ضبط کیا اور ایک مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے اس سے پہلے اپنی جگہ سے اچھلتی ثمر نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ نومیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا ثمر۔" وہ ضبط کے مارے دھیمے لہجے میں بولی۔

یار میں کیا سوچ رہا ہوں۔ شادی تو ہمیں ایک نہ ایک دن کرنی ہی ہے تو کیوں اس تکلف بھری دیوار کو گرا دیں۔" ثمر کی بات پہ اس کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا۔ اس نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ یہ وہ کیا بول رہا تھا۔ اسے حقیقتاً ثمر سے اس کمینگی کی توقع نہیں تھی۔

شاید اس وقت تم اپنے حواسوں میں نہیں ہوں چھوڑو مجھے میں کچن میں جاؤں۔" اس نے اٹھنا چاہا" لیکن ثمر نے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔ نومیہ نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اندر ہی اندر دل لرز رہا تھا لیکن وہ ثمر پہ واضح کر کے اس پہ اپنی کمزوری واضح نہیں کرنا چاہتی تھی۔ اگلے ہی لمحے ثمر نے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ نومیہ بھاگنے والے انداز میں کچن میں گھس گئی اور سلیب سے پشت ٹکاتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔

یہ۔ یہ سب کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ سچ میں یہ دنیا ہم جیسے لوگوں کیلیے نہیں ہے۔ یہاں لوگ صرف" ہماری مجبوریوں کا فائدہ اٹھاتے ہیں۔" وہ کپکپاتے ہاتھ چہرے پہ پھیرتے ہوئے بولی۔ تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ اس نے آنسوؤں کو اندر اتارتے چائے چولہے پہ چڑھائی۔ اگلے پانچ منٹ میں وہ سوچ چکی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔ چہرے پہ چھائی مسکراہٹ اس کی پرسکونی کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔

ایسا تو ایسا ہی سہی۔" وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی اور چائے کپ میں انڈیلنے لگی۔ ایک طائرانہ نگاہ باہر لاؤنج میں ڈالتے وہ واپس کچن میں گھسی اور دراز میں سے ایک شیشی نکالتے گہرا سانس بھرا۔ یہاں سے بھاگنے کا بس ایک یہی طریقہ تھا۔ اس نے نیند کی گولیوں کو پیستے دائیں جانب رکھے کپ میں انڈیل دیا۔

"نوم۔" اس سے پہلے کہ ثمر اندر داخل ہوتے کچھ بولتا نومیہ نے اڑے اڑے حواسوں سمیت اسے دیکھا۔

"ارے کیا ہو گیا تمہاری ہوائیاں کیوں اڑی ہوئی ہے۔" وہ ہنس کر بولتے اس کے نزدیک کیا۔ وہ تیزی سے نفی میں سر ہلاتے ٹرے اٹھاتے باہر کی جانب بڑھ گئی اور اپنا کپ اٹھاتے سامنے صوفے پہ جا بیٹھی۔ چور نگاہیں مسلسل ثمر کی جانب اٹھ رہی تھی جو اب چائے کا کپ اٹھا رہا تھا۔ اس کے چائے پیتے ہی نومیہ نے گہرا سانس بھرتے تشکرانہ انداز میں آنکھیں میچی۔

"میں اب سونے جا رہا ہوں۔ صبح ملاقات ہوتی ہے۔" وہ اپنی آنکھیں دباتے کمرے میں چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی نومیہ کے لبوں پہ کاٹ دار مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔ وہ بنا کسی تاخیر کے اس کے تعاقب میں بڑھی لیکن وہ اپنے بیڈ پہ اوندھا گرا سو رہا تھا۔

مجھے دھوکا دینے چلے تھے تم۔ دھوکا اصل میں ہوتا کیا ہے اس کا اندازہ تمہیں صبح بہت اچھے سے ہو جائے گا۔" وہ ایک تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالتے دروازہ بند کرتے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اپنے کمرے سے بیگ لیتے وہ پورے گھر کی لائٹس بند کرتے خارجی دروازے کی جانب بڑھی۔ دل بے تحاشہ گھبرا رہا تھا۔ فلیٹ سے باہر نکلتے اس نے دروازہ بند کیا اور باہر سڑک پہ چلی آئی۔ رات کے گیارہ چاروں اطراف میں سناٹے کا راج تھا۔ وہ خود میں ہمت پیدا کرتے قدم بڑھانے لگی۔ کہی دور سے ٹائر چرچرانے کی آواز ماحول میں ایک ارتعاش سا پیدا کرتے اور پھر آواز مدھم پڑ جاتی۔ کچھ فاصلے پہ ہی اس کی نگاہ ایک رکشے کی جانب اٹھی تو امید کی ایک کرن دکھائی دی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگی۔ وہ رکشہ بھی اس کے نزدیک آ رکا۔

"اتنی رات کو باجی یہ بیگ لیے کہاں جا رہی ہو۔" وہ شاید کوئی پٹھان تھا۔ نومیہ جلدی سے اسے ایڈریس سمجھاتے رکشے میں سوار ہو گئی۔ اسے بس جلد از جلد گھر پہنچنا تھا۔

تقریباً دس منٹ کی مسافت کے ساتھ ہی اس کا رکشہ ایک جھٹکا کھا کر رکا ساتھ ہی نومیہ کی دھڑکنیں بھی سست پڑ گئی۔

"لگتا ہے رکشے نے دھوکا دے دیا مجھے۔" وہ اب جھک کر معائنہ کرتے خود سے ہی بڑبڑا رہا تھا۔

کتنا وقت مزید لگے گا۔" وہ بے چینی سے انگلیاں مسلتے ہوئے بولی۔ رکشے والے نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

لگتا ہے کہی سے بھاگی ہو تم تبھی تو اتنا ڈری ہوئی ہو۔" اگلے ہی لمحے اس رکشے والے کا لہجہ بدلا" تھا۔ نومیہ کی دھڑکن تھم گئی۔ اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلاتے وہاں سے بھاگنا چاہا لیکن قدم ساتھ دینے سے انکاری تھے۔ اس سے قبل کہ وہ بھاگتی ثمر نے ایک جست میں تمام تر فاصلہ مٹاتے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لے لی۔

دھو کے بازوں کو دھوکا نہیں دیا جاتا نومیہ بی بی۔" وہ سفاکی سے بولتے اس کا جبڑا جکڑ چکا تھا۔ نومیہ" نے چلانا چاہا لیکن وہ اس کے لبوں پہ سختی سے ہاتھ جما گیا۔

مجھے چکما دے کر بھاگنے والی تھی سال ** تجھے تو اب میں بتاؤں گا کہ چکما دینا اصل کہتے کسے ہیں۔ نیند" کی گولیاں ملائی تھی نا تو نے میری چائے میں۔" وہ بولتے ساتھ ہی قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ اگلے ہی لمحے اس کے نزدیک گاڑی رکی۔

نہیں ثمر پلیز مجھے جانے دو۔ میرے ساتھ ایسا مت کرو۔ میری غلطی کی اتنی بڑی سزا مت دو" مجھے۔" وہ روتے ہوئے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔ ثمر نے بنا اس کی کسی فریاد پہ کان دھرے اسے گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ پھینکا اور خود اگلی سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

"ثمر مجھے گھر۔"

بکواس بند رکھ۔" وہ وہی بیٹھے بیٹھے دھاڑا تھا۔ نومیہ گھبرا کر گاڑی کے دروازے سے جا لگی۔ فلیٹ کے" نزدیک پہنچتے ہی وہ کھینچ کر اسے اندر لے جانے لگا۔ نومیہ مسلسل مزاحمت کرتے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی سعی کر رہی تھی۔ ثمر نے اس کا ہاتھ کمرے میں لاتے ہی آزاد کیا۔

تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا تم وعدہ توڑ نہیں سکتے۔" وہ بھیگے لہجے میں بولی۔ سانس آنے والے لمحات کا" سوچتے اکھڑنے لگا تھا۔

ہم جیسے لوگ وعدہ کرتے ہیں بس نبھاتے نہیں۔" وہ خباثت بھری نگاہیں اس کے وجود پہ جمائے" بولا۔ وہ سہم کر دیوار سے جا لگی۔

تم نے میری زندگی برباد کر دی ثمر۔" وہ ہچکیوں سمیت روتے ہوئے چیخی۔ وہ اس کے الزام پہ کھل" کر ہنس دیا۔

میں نے تو بس تمہیں الجھایا تھا۔ برباد تو تم خود ہوئی ہو نو میہ بی بی لیکن ابھی کہاں اصل بربادی کا آغاز تو آج رات سے ہو گا۔" وہ شیطانیت سے بولتے اس کی کلائی جکڑ کر اپنے نزدیک کھینچ چکا تھا۔ وہ مسلسل چیخ چلا رہی تھی لیکن آج کی رات اس کی زندگی کی سب سے بھیانک رات ثابت ہونے والی تھی۔

****

"بی جولین وہ ہیرے خریدنا چاہتا ہے۔" وہ جو اندھیر کمرے میں کھڑی ایک بورڈ پہ نشان لگانے میں مصروف تھی اپنے عقب سے ابھرنے والی آواز پہ چونک کر پلٹی تھی۔ سامنے کھڑے سیم کو دیکھ وہ مارکر ایک جانب رکھتے اپنا کوٹ پہننے لگی تھی۔ اس کے چہرے پہ ابھرتا غیض وغضب کا تاثر سیم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا۔ سیم نے خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔

"تم نے اسے ہماری ڈیمانڈز تو بتا دی ہو نگی۔" بیلا کے سپاٹ لہجے پہ سیم نے دھیمے سے سر ہلایا۔

"اس کا کہنا ہے کہ وہ ہیرے بہت بھاری قیمت پہ خرید رہا ہے تو یہ سب نہیں چھوڑے گا وہ۔" سیم کے جواب پہ بیلا کے ہاتھوں کی حرکت تھمی۔ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھتے وہ سیم کی جانب بڑھی اور اس کے کالر کو جھٹکا دیا تھا۔

تم نے اسے بتایا نہیں کہ یہ شہزادی بیلا کا حکم ہے۔" پر تپش لہجہ سن سیم کے مساموں سے پسینہ" پھوٹ نکلا۔ اس نے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔

لیکن وہ سننے کو تیار ہی نہیں ہے بی۔" سیم نے تھک ہار کر اسے جتایا۔ بیلا نفی میں سر ہلاتے ہنسی۔ اس" کی شیطانیت بھری ہنسی سے سیم کو خوف سا محسوس ہوا تھا۔

کہاں ہے وہ۔ اگلے لمحے بیلا کی کھردری آواز سن سیم فوراً سے پہلے سیدھا ہوا۔

"بی آپ کا اس کے سامنے جانا ٹھیک نہیں۔"

میں نے تم سے مشورہ نہیں مانگا۔ جو پوچھا ہے اس کا جواب دو نہیں دے سکتے تو شکل گم کرلو۔ فضول" گوئی کرنے والے لوگ مجھے شروع سے ہی نہیں پسند۔" وہ ایک قہر برساتی نگاہ سیم پہ ڈالتے اس کے دائیں جانب سے گزرتے کمرے سے نکل گئی۔ ہیل کی ٹک ٹک کی آواز خاموش ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ اس کے نکلتے ہی سیم نے اس تاریکی میں ڈوبے کمرے کو ایک بار پھر بند کر دیا۔ زینوں کے عین وسط میں پہنچتے اس نے کوٹ کی دونوں جیبوں میں ہاتھ اڑستے گلا کھنکھارا۔ آس پاس کھڑے گارڈز فوراً اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے۔

ہیلو مسٹر جولین۔"خوبصورت مترنم آواز پہ وہ جو پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ اڑسے پورے ولا کا ملاحظہ کر رہا تھا جھٹکے سے پلٹا مگر سامنے اپنی پوری شان سے کھڑی بیلا قیس کو دیکھ اس کی آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھی تھی جو بیلا کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔وہ اس کی بے انتہا خوبصورتی دیکھ دنگ رہ گیا۔کئی ساعتیں وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھے گیا۔وہ سچ مچ کی شہزادی تھی اور اس پہ یہ اکڑ غرور جچتا بھی تھا یہ کہنا غلط نہ تھا۔بیلا نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی تو وہ گڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

بیلا قیس رائٹ۔"جولین نے اپنی چوری ہتھیلی اس کی جانب پھیلائی۔"

شہزادی بیلا قیس۔"اس نے مخصوص انداز میں اپنی دائیں آئبرو کو جنبش دی اور اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو نظر انداز کرتے اس کے گلے لگی تھی۔جولین اپنی جگہ پہ ساکت رہ گیا۔اس کے وہم کو گمان میں بھی نہیں تھا کہ بیلا خود آکر اس کے سینے سے لگے گی۔

یہ ہے ہمارے ملنے کا انداز۔"وہ شانے اچکا کر لاپرواہی سے بولتی اسے سٹپٹانے پہ مجبور کر گئی۔اس" نے ہاتھ کے اشارے سے اسے صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اس کے عین سامنے رکھے صوفے پہ

جا بیٹھی۔ ساتھ کھڑے ملازم نے دو گلاسوں میں مشروب ڈالتے ان دونوں کو تھمایا تھا۔ اس دوران بیلا کی نگاہیں مسلسل جولین کے چہرے پہ ٹکی تھی۔

آپ ہم سے گھبرا رہے ہیں۔" اس نے جھک کر گلاس میز پہ رکھا۔ جولین چونکا۔"

کیا نہیں گھبرانا چاہیے۔" وہ بھی جواباً دوبدو بولا۔ بیلا اس کی حاضر جوابی پہ دل کھول کر ہنسی۔"

ابھی تو نہیں ہاں آگے کا کوئی بھروسہ نہیں۔" اس کے لہجے میں ایک کاٹ سی تھی جو جولین سرشاری" کی کیفیت میں محسوس ہی نہیں کر پایا۔

کام کی بات کر لیں۔" اس نے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے سیگریٹ سلگایا۔ پاس ہی کھڑے سیم نے" ناگواری سے اسے دیکھا اور نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

مجھے وہ ہیرے چاہیے لیکن اس سب میں آپ کی شرط مجھے کسی بھی صورت میں قبول نہیں۔ ان تمام" کمپینیز سے معاوضہ شروع سے ہی ہمیں آرہا ہے۔ ہم وہ اتنی آسانی سے نہیں چھوڑ سکتے۔" جولین نے صاف جتایا۔

اگر اس سب کی جگہ ہم مل جائیں کیا پھر بھی نہیں۔" بیلا کی اگلی بات پہ جولین نے جھٹکے سے چہرہ گھماتے اسے یوں دیکھا جیسے اس نے کوئی انہونی بات کر دی ہو البتہ سیم کا منہ حیرت کے مارے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ یہ سب وہ کیا بول رہی تھی۔

"کک۔ کیا مطلب۔"

ہم نے سنا تھا کہ جسے شہزادی بیلا کا ساتھ مل جائے اسے پھر کسی چیز کی طلب باقی نہیں رہتی۔" جولین نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا اور کسی ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلایا تھا۔ بیلا سرشاری کی کیفیت میں دل کھول کر ہنسی اور اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک جا کھڑی ہوئی۔

"ارے آپ تو ہم پہ دل ہار بیٹھے۔"

آپ چیز ہی ایسی ہیں جس پہ دل ہارا جائے۔" اس کے برجستہ جواب پہ بیلا کی آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھ گئی۔

"کیا اب بھی نہیں ان کمپنیز کے پیپرز آپ ہمارے حوالے کریں گے۔"

ہم تو اپنا آپ آپ کے حوالے کرنے کو تیار ہیں یہ پیپرز تو بہت عام سی چیز ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے کھوئی کھوئی کیفیت میں بولا۔ بیلا نے شہادت کی انگلی اس کے گال پہ پھیری تھی۔ جولین گہرا سانس بھرتے آنکھیں موند گیا۔

سیم وہ پیپرز۔" دوسرے لمحے اس نے سیم کی جانب ہتھیلی پھیلائی تھی۔"

تم چاہو تو اپنے باپ کو یہاں بلا سکتے ہو جولین۔ شاید انہیں تمہارا یہ فیصلہ پسند نہ آئے۔" وہ بھولپن سے بولتے سیم کو کھانسنے پہ مجبور کر گئی۔ بیلا نے سرد مہری سے اسے دیکھا تو وہ بوکھلا گیا۔

انہیں تو ویسے بھی میرا کوئی فیصلہ پسند نہیں آتا لیکن وہ اس فیصلے سے اختلاف نہیں کر سکتے بیلا" ڈیئر۔" اس کی بات پہ چمکتی نگاہوں سمیت اس نے کاغذات اس کی جانب بڑھائے تھے۔ جولین نے بنا ہچکچائے دلفریبی سے اس کی بتائی گئی ایک ایک جگہ پہ سائن کرتے پیپرز اس کی جانب بڑھائے تھے۔

ویسے مجھے تمہیں کچھ دکھانا ہے جولین۔" بیلا نے محبت سے بولتے موبائل کی سکرین اس کی جانب کی" تھی جس میں شائن بیٹھا کسی سے ڈیل کرنے میں مصروف تھا۔

یہ ڈیڈ۔ ان کی پوری بات سنتے ہی جولین کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی۔ وہ اسے دھوکا دے رہے تھے اپنی ہی اولاد کو اپنے مفاد کی خاطر۔

تم مجھے بہت پسند آئے ہو جولین میں تمہارے ساتھ کچھ برا ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔ تمہارا باپ یہ سارے ہیرے خرید کر ڈبل قیمت پہ آگے فروخت کرے گا اور اس میں تمہارا کوئی بھی حصہ نہیں۔ چچ چچ۔ سب سے بڑی بات وہ ہیرے چوری کے الزام میں تمہیں جیل بھی پہنچا سکتا ہے۔ افسوس۔" اس کے بھڑکانے پہ جولین نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا۔ ماتھے کی رگیں اشتعال کے مارے ابھری ہوئی تھی۔

"میں چاہتی تو پولیس کو خبر کر سکتی تھی لیکن۔" اس سے قبل کہ وہ معصومیت سے بات مکمل کرتی وہ ہاتھ اٹھا کر اسے ٹوک گیا۔

"یہ کام آپ نہیں بلکہ میں کروں گا۔ اب جو بھی کروں گا میں کروں گا۔ اس بار ان کی کوئی سازش کامیاب نہیں ہونے دوں گا میں۔" بیلا کی آنکھیں جی جان سے مسکرائی۔ اب کی بار سیم کے لبوں پہ بھی کاٹ دار مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ اگلے لمحے اس نے نوٹوں سے بھرا سوٹ کیس بیلا کی جانب بڑھایا تو بیلا نے بنا جھجکے ہیروں سے بھرا بیگ اس کی جانب بڑھا دیا۔

"آپ مجھ سے ملاقات کرنے آئیں گی نا۔"

آفکورس ڈارلنگ۔ سی یوٹونائٹ۔" وہ دلفریبی سے بولتی مضبوط قدم اٹھاتے صوفے پہ جاکر بیٹھ گئی۔ وہ ایک مسکراہٹ بیلا کی جانب اچھالتے وہاں سے نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ جو گلاس کو گھمارہی تھی ایکدم چہرہ پیچھے گرائے کھل کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی میں اب کی بار سیم کی ہنسی بھی شامل تھی۔

میرے ساتھ کھیلنے چلا تھا یہ۔ کھیلا تو میں نے ہے اس کے ساتھ۔" وہ نخوت سے بولتے سیم کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔

اس خبر کو رات تک آگ کی طرح پھیل جانا چاہیے کہ جولین کے گھر سے ڈر گز پائے گئے ہیں۔ اس کی آنکھوں جیت کا خمار واضح تھا۔ سیم نے کسی کو نمبر ملاتے فون کان سے لگایا۔

بیلا کا نشانہ کبھی چوکتا نہیں۔" ایک بار پھر اس کے لہجے میں بے تحاشہ نفرت سمٹ آئی تھی۔ کچھ دیر پہلے والی بیلا کا عکس اس میں کہی موجود نہیں تھا۔

آج کی پارٹی کی خاص تیاریاں ہونی چاہیے سیم اور اس ہیروں کے بیگ کا نام ونشان یوں مٹادو کہ کبھی اس ولا میں پائے ہی نہیں گئے۔ آخر کار کل اس کا سودا بھی تو کرنا ہے۔ اس بار کچھ الگ کرتے ہیں پیسہ

خریدنے کی بجائے انسان خریدتے ہیں۔" وہ مغرورانہ لہجے میں بولتی اسے لب بھینچنے پہ مجبور کر گئی۔ سیم اس کے دمکتے چہرے کو دیکھ کر رہ گیا۔

"لیکن بی غزوان جاہ۔"

غزوان جاہ کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں۔ برداشت نہیں کروں گی۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے" درشتگی سے اسے ٹوک گئی۔ سیم نے ضبط سے آنکھیں موندتے گہرا سانس بھرا تھا۔

****

وہ کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی اپنی کلائی میں موجود چوڑیوں کے ساتھ چھیڑ خانی کرنے میں بری طرح غرق تھی کہ اس دوران مارکو کی آمد کا علم نہ ہو سکا۔ وہ اب بیڈ پہ اس کے نزدیک اس کا سوٹ رکھ رہی تھی۔ حور نے ایک غلط نگاہ بھی اس لباس پہ نہ ڈالی بس اپنے کام میں مصروف رہی۔ چہرے پہ کوفت واضح تھی۔ پچھلے ایک ہفتے سے حور ہر ایک کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی تھی۔ وہ مکمل طور پہ خود کو ان کے رنگ میں رنگ چکی تھی اور یہی چیز مارکو کو بے تحاشہ کھٹک رہی تھی۔

کیا ہوا اب تو تم نے کچھ بولنا ہی چھوڑ دیا ہے۔" مارکو کی بات پہ اس نے تمسخر سے مسکراتے آنکھیں" بند کی۔ اس کے ہاتھ کی حرکت تھم چکی تھی۔

میں اس تاریکی کو اپنی زندگی کا حصہ مان چکی ہوں۔ ویسے مجھے اندازہ ہوا کہ پیسوں کی چمک نے اس تاریکی کو کافی حد تک کم کر دیا ہے۔" مارکو اس کی چبھتی آواز پہ لبوں کو آپس میں پیوست کر گئی لیکن آخری بات نے اسے بھی ساکت کر دیا۔

"اتنی جلدی ہار مان گئی۔" مارکو کی بات پہ حور نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہو۔

"تین ماہ ہو چکے ہیں مجھے یہاں۔ روز ایک نیا زخم ملتا ہے یہاں اور وہ زخم جسمانی نہیں ہے جو آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ روح پہ لگے ہیں وہ زخم چاہ کر بھی مندمل نہیں ہو سکتے۔ اب سوچ لیا ہے کہ ڈھیٹ بن کر کھل کر اسی زندگی کو جینا ہے۔ بہت جی لی محرومی کی زندگی۔ نینسی ٹھیک کہتی ہے کیا کرنا ہے رو دھو کر جب قسمت میں یہی ہے تو ہنس کر کر لیتے ہیں۔ پیسہ ہاتھ میں آئے گا تو یہ سب بھی برا نہیں لگے گا۔" وہ لاپرواہی سے ہنسی۔ مارکو نے تاسف سے اسے دیکھا اور شانے اچکائے۔

"جیسے تمہیں ٹھیک لگے لیکن اگر تم چاہتی ہو تو میرے پاس تمہارے لیے ایک آئیڈیا ہے۔ اگر برائی کا حصہ بن ہی رہی ہو تو کسی کے ساتھ کچھ برا کر بھی دو کیا فرق کرتا ہے۔" مارکو کی بات پہ وہ جو الماری کھول رہی تھی چونک کر اس کی جانب پلٹی اور سوالیہ نگاہیں اٹھائی۔ اگلے ہی لمحے اس نے نجانے اسے ایسا کیا کہا کہ حور کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

اگر کسی کو علم ہو گیا تو۔"اس کے لبوں سے سر سراتی ہوئی آواز نکلی۔مارکو نے کوفت سے سامنے "کھڑی لڑکی کو دیکھا۔

میں نے سنا ہے کہ جو آج آرہا ہے وہ اپنے اصول وضوابط میں بہت پکا ہے اور سب سے بڑھ کر مسلم ہے۔اگر تم نے یہ کرلیا تو یہاں سے بچ کر نکل سکتی ہو کم از کم پھر چاہے برائی کرنا یا اچھائی سب تم پہ منحصر ہے۔تم کر سکتی ہو یہ۔مارکو نے اس کا حوصلہ بڑھایا۔حور نے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

نام کیا ہے ان کا۔"حور کا دماغ اب تیزی سے کام کرنا شروع ہو چکا تھا۔"

مخدوم جاہ اور غزوان جاہ۔"مارکو کی بات پہ حور کی آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھ گئی۔وہ "مسکراتے ہوئے مارکو کی سمت پلٹی۔

یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ تھوڑی سی برائی ہم بھی کر لیتے ہیں۔"وہ دلکشی سے مسکرائی۔لہجے میں "شیطانیت سی اتر آئی تھی۔اس لمحے مارکو کو احساس ہوا تھا کہ برائی کس قدر جلدی زور پکڑتی ہے۔اس میں مارکو کو نینسی کا عکس واضح دکھا تھا۔

ویسے تم بھی تو یہاں کافی عرصے سے ہو۔ کبھی یہ خیال تمہارے ذہن میں کیوں نہ آیا اور میں نے غور "کیا ہے کہ برائی میں جینے والے لوگ بہت پر سکون اور عیش میں ہوتے ہیں۔ایک ہم جیسے لوگ ہی

تنگی میں جیتے ہیں۔" اس کا لہجہ بے تحاشہ کڑوا تھا۔ مارکو کو افسوس ہوا کہ نینسی حور کا دماغ ایک ہفتے میں پلٹنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

تم یہ پہن لینا۔ میں چلتی ہوں اور اچھا سا تیار ہونا کہ آنے والا فدا ہو جائے۔" وہ بغیر اس کی بات کا جواب دیے تیزی سے باہر نکل گئی۔ آنے والے وقت سے اب حور سے زیادہ مارکو خوفزدہ تھی۔

اچھا سنو ذرا وہ مشروب تو بھجوا دینا۔ پی کر بہت سکون ملتا ہے اور میں کچھ دیر سکون کی نیند لینا چاہتی ہو۔" باہر جاتی مارکو اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اس کا لباس دیکھ کر مارکو کو ایسا لگتا ہی نہیں تھا کہ یہاں وہ بس تین ماہ پرانی ہے۔ وہ تو جیسے اس سب کیلیے خود کو مکمل طور پہ تیار کر بیٹھی تھی۔ وہ سر ہلاتے نظریں چرا گئی۔ برائی سچ میں اپنا اثر بہت جلدی دکھاتی ہے اور اچھائی کی جانب واپس پلٹنے میں ایک عمر لگ جاتی ہے۔ وہ اس بات کا مطلب بہت اچھے سے سمجھ چکی تھی۔

غزوان جاہ انٹرسٹنگ۔" وہ غزوان کا نام زیرِ لب دہراتی ایک ادا سے مسکرائی۔ یہ ادائیں تو اب اس کی زندگی کا حصہ تھی۔

بہت جی لیا اچھائی میں۔ اب کچھ برائی کر کے اس کا بھی لطف اٹھاتے ہیں۔ پیسہ کماتے ہیں اور مزے میں جیتے ہیں۔" وہ شانے اچکا کر بولتے اپنا لباس اٹھاتے واشروم کی جانب بڑھی۔ گزرے تین ماہ میں

یہ اس کی پہلی مسکراہٹ تھی جو بلکل اصل تھی۔ وہ خود کو برائی کی راہ پہ جانے سے روک نہ پائی تھی۔ پیسہ کمانے کی حوس نجانے اب اس سے کیا کیا کروانے والی تھی۔

****

مجھے کسی بھی طرح یہاں سے نکلنا ہے۔ اس بنگلو میں تو سانس لینا بھی محال ہے۔ اوہ گاڈ ایسا کیا کروں جو" اس عذاب سے چھٹکارہ مل جائے۔" وہ کمرے میں ٹہلتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

مر جاؤ ڈئیر۔" عقب سے ابھرتی بھاری سرد آواز پہ وہ اچھل کر پلٹی اور ناگواری سے اسے دیکھا۔"

آپکو نہ جان سے مار دوں۔" یہ بات اس نے غازی کے منہ پہ بلنے کی جرأت نہیں کی تھی بس دل ہی" دل میں بولتے بھڑاس نکال رہی تھی۔

مجھے مارنا اتنا آسان نہیں ہے۔" وہ جیسے اس کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔ فانیہ اس کے جواب پہ پھٹی" پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں ایک سرد سا تاثر تھا۔

مم۔ میں نے ایسا کب کہا۔" وہ بوکھلا گئی۔"

تمہاری آنکھیں تو یہی بیان کر رہی ہیں۔" وہ دل جلانے والے انداز میں بولتے اسے اشتعال میں مبتلا" کر گیا۔ فانیہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی اور تند نگاہیں اس کی جانب اٹھائی جو بلا وجہ منہ اٹھا کر اس کے کمرے میں گھسا چلا آتا تھا۔

آپ یہاں میرے کمرے میں کیا کرنے آئے ہیں۔" اس کے تیز لہجے پہ غازی نے دائیں آبرو" اچکاتے ایک کٹیلی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔

اپنے باپ کے گھر سے لائی تھی۔" فانیہ اس کے جواب پہ سٹپٹا گئی۔ دل جل کر راکھ ہو گیا۔"

سیدھی طرح مجھے میری بات کا جواب دیں۔ یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے۔" فانیہ نے خون" آشام نگاہوں سے اسے گھورتے شہادت کی انگلی اٹھائی۔ غازی کی آنکھیں اس چھٹانک بھر کی لڑکی کی جرأت پہ لہو رنگ ہو گئی۔ بمشکل خود پہ ضبط کرتے اس نے جارحانہ انداز میں اس کی انگلی اپنی گرفت میں لی تو وہ کراہ اٹھی۔ تکلیف کی شدت سے اس کا وجود سنسنا اٹھا۔

اپنی ہونے والی بیوی کے کمرے میں آیا ہوں۔" وہ حلق کے بل دھاڑا۔"

واٹ ربش۔ کیا بیوی بیوی لگا رکھی ہے۔" وہ جو اردو کے الفاظ بلکل بھی سمجھ نہ پاتی تھی پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔غازی نے ایک جھٹکے سے فانیہ کی کلائی اس کی پشت سے لگاتے اپنے انتہائی نزدیک کیا تھا۔وہ اس کی اس قدر نزدیکی پہ پانی پانی ہونے لگی۔

"بیوی مینز وائف ڈارلنگ۔ امید ہے وائف کا مطلب تو تم جانتی ہی ہو گی۔" وہ خشک لہجے میں بولتے فانیہ کو ساکت کر گیا۔ماؤف ہوتے دماغ سمیت اس نے بے یقینی سے غازی کو دیکھا۔

وو۔وائف۔اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

"واٹ ربش۔"

"بکواس بند اور تمیز سے بات کرو۔یوں چلانے والی لڑکیاں مجھے بلکل اپیل نہیں کرتی۔کب سے برداشت کر رہا ہوں اسے اپنی خوش قسمتی سمجھو ورنہ خود پہ انگلی اٹھانے والے انسان کو میں اس دنیا سے اٹھانے میں ایک لمحہ نہ لگاؤں۔ گوٹ اٹ۔" اس نے نفرت اور حقارت سے فانیہ کو باور کروایا۔فانیہ کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگا۔وہ بے تحاشہ مشتعل تھا۔ذلت کے احساس سے آنکھیں پانیوں سے بھر گئی۔اس کے لب بری طرح پھڑپھڑائے۔حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

مجھے واپس جانا ہے یہاں سے اٹلی۔" اس کے لبوں سے نجانے یہ الفاظ کیسے ادا ہوئے تھے۔اس نے" بھیگی گھنی پلکوں کی جھالر اٹھائی جو سیدھا غازی کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔فانیہ نے نفرت سے رخ پھیر لیا۔اس کی آنکھوں میں خود کیلیے نفرت دیکھ غازی کا پور پور سلگنے لگا۔

اوہ رئیلی۔" اس نے تمسخرانہ انداز میں بھنویں اچکائی۔نمکین پانی کا گولہ فانیہ کے حلق میں اٹکا۔"

یہاں آنا بے حد آسان ہے مگر جانا نا ممکن لیکن اگر پھر بھی جانا چاہتی ہو تو ایک صورت میں ممکن" ہے۔" وہ تیکھی گہری نگاہیں اس کے چہرے پہ جمائے بول رہا تھا۔

کیسے۔" فانیہ کو اس کے تیور کچھ ٹھیک نہ لگے۔"

مر جاؤ۔تمہارا جنازہ تابوت میں بند کر کے نہایت سکون سے اٹلی روانہ کر دیں گے۔" وہ مزے سے" بولتے قہقہہ لگا کر ہنسا۔فانیہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔

آخر اس شخص کو مجھے مارنے کا اتنا شوق کیوں ہے۔" وہ دل ہی دل میں کڑھتے روہانسی ہو گئی۔غازی" نے بغور اس کے بگڑے تاثرات کا جائزہ لیا۔فانیہ نے اس کی بات پہ کوئی جواب دینا ضروری نہ سمجھا بس ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالتے تن فن کرتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔غازی بھی مزے سے گنگناتے سیٹی کی دھن بجاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔

انکل مجھے واپس اٹلی جانا ہے۔" وہ اب حشمت کے سر ہو گئی جو لاؤنج میں آتش دان کے نزدیک بیٹھے کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں محو تھے۔

"لیکن بیٹا۔"

پلیز انکل اب آپ اپنے اس بیٹے کی وجہ سے مجھے مت ٹوکیے گا۔ میں یہاں مزید نہیں رہ سکتی۔ میں" جان چکی ہوں کہ یہاں آنا میری زندگی کی سب سے بڑی بھول تھی۔" وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ حشمت نور بوکھلا گئے البتہ غازی انتہائی پر سکون تھا۔

غازی تم ہی سمجھاؤ اب اسے۔" حشمت نور نے تحمل سے عقب میں کھڑے غازی کو مخاطب کیا تو" مخروطی انگلیوں کی گرفت اس کی شرٹ پہ مضبوط ہو گئی۔

میں نے تو ڈیڈ بہت پیار سے سمجھایا ہے اسے کہ ابھی اٹلی جانے والی تمام فلائٹس کچھ عرصے تک بند" ہیں لیکن یہ میری سمجھنے کو تیار ہی نہیں ہے۔ ایسے کیسے میں اسے پہنچادوں اسے واپس اٹلی۔" وہ اپنے مخصوص حلاوت بھرے لہجے میں بولتے فانیہ کو چونکا گیا۔ وہ ٹھٹھکی اور مڑتے بے یقینی کی کیفیت میں غازی کو دیکھا۔ آنکھیں آخری حد تک پھیل گئی۔

جھوٹا فریبی انسان۔" وہ دانت پیستے ہوئے بڑبڑائی جیسے دانتوں تلے غازی ہی ہو۔ غازی نے مسکراتی" نگاہوں سے اس کے بگڑے تیور ملاحظہ کیے۔

کچھ کہا کیا تم نے۔" اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔"

نن۔ نہیں کچھ بھی نہیں۔" وہ اس کے تیور دیکھ سہم گئی۔"

میں تو اسے یہ بھی کہ رہا تھا کہ یہی ٹھہرے۔ گھومے پھرے یہ آزادیاں روز روز تھوڑی نہ ملتی ہیں اور" یہاں اسے کوئی پابندی بھی نہیں ہے پر سکون زندگی جیے۔" وہ دل جلانے والے لہجے میں بولتے اس کے نزدیک آتے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کر گیا۔ اس کے لمس پہ فانیہ کے وجود میں چیونٹیاں سی رینگنے لگی۔ اس کا پور پور سلگنے لگا۔ وہ کیسے حشمت کے سامنے اس قدر حق سے اسے تھام سکتا تھا۔ حشمت نور ہنستے ہوئے وہاں سے نکل گئے۔

آپ کو شرم نہیں آتی انکل کے سامنے مجھے یوں تھامتے ہوئے۔" وہ بپھری شیرنی کی مانند اس کی" جانب جھپٹی۔ غازی کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔

شرم۔ وہ کیا ہوتی ہے۔" اس کی جعلی معصومیت پہ فانیہ کا جی چاہا دو حرف بھیجے لیکن پھر اس کے خوف" سے تھم گئی۔

جو آپ کے پاس بلکل نہیں ہے۔" وہ نفرت اور حقارت سے بولتی غازی کو اچھا خاصہ زچ کر گئی۔ غازی کی شعلہ بار نگاہیں اس کے چہرے پہ جم کر رہ گئی۔

جب جانتی ہو کہ میرے پاس شرم نامی کوئی چیز نہیں ہے تو پھر اس سوال کا مقصد۔" وہ جارحانہ انداز میں اس کا بازو جکڑتے اگلے ہی لمحے دونوں کے مابین فاصلہ پاٹ کر چکا تھا۔ فانیہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔ غازی کی رگیں پھولی ہوئی تھی۔

پریشان مت ہو حرام کھانے کی عادت نہیں ہے مجھے۔ حلال کھاتا ہوں اور پورے حق سے کھاتا ہوں۔ تمہارے بارے میں بھی میرا کچھ ایسا ہی خیال ہے تبھی تو بیوی بنا رہا ہوں۔" فانیہ نے سائیں سائیں کرتے ذہن سمیت غازی کو دیکھا جو تنفر سے اسے گھور رہا تھا۔

آئی ایم وارننگ یو آئندہ میرے سامنے اپنی زبان اپنا لہجہ اپنی آنکھیں اور ہاتھ قابو میں رکھنا ورنہ" بہت برا پیش آؤں گا۔ محبت نہیں ہے تم سے کہ تم بغاوت پہ اتر آؤ اور میں خاموشی سے سب سہتا جاؤں۔ ایسی جگہ لا کر ماروں گا جہاں پانی بھی نہیں ملے گا اور لوگوں کو مارنے میں مجھے بہت مزہ آتا ہے۔" وہ اس کی گردن کے گرد گرفت تنگ کرتے پھنکارا۔ فانیہ کا سانس اس کی بے رحم گرفت میں رکنے لگا۔ ذہن ماؤف ہو چکا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اسے تندہی سے دیکھتے ایک جھٹکے سے چھوڑتے پیچھے

ہوا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ فانیہ وہی زمین پہ گرنے والے انداز پہ بیٹھتے اپنی ناقدری پہ ماتم کناں تھی۔ اگر یہاں بیلا ہوتی تو کیا وہ اس رویے کی مستحق رہتی۔ بیلا غازی کی نسلیں چیڑنے میں ایک لمحہ بھی لگاتی۔

بی۔" وہ سسکتے وہی گھٹنوں میں سر دے گئی۔ اس لمحے بیلا کی یاد اس کے اعصابوں پہ بری طرح سوار" ہوئی تھی۔ آنکھوں میں ابھی بھی غازی کا رویہ یاد کرتے وحشت اتری ہوئی تھی۔

****

"کیا خبر ہے بیلا قیس کے متعلق۔"

بیلا قیس کے متعلق تو نہیں البتہ اس کی بہن کے متعلق بہت تازہ ترین خبر ملی ہے۔"ڈیوڈ خباثت سے" مسکرایا۔ سگار سلگاتے شاہ ٹھٹھکا اور سوالیہ نگاہیں اٹھائی۔

فانیہ نام ہے اس کی چھوٹی بہن کا اور آج کل تو وہ برازیل ہی موجود ہے۔ اپنی یونی کے کسی کام کے" سلسلے میں یہاں ٹھہری ہوئی ہے۔"ڈیوڈ کی اطلاع پہ شاہ کی گھنی مونچھوں تلے بھرپور انداز میں مسکرائے۔

مطلب اب کھیل آسان ہے اور اسے کھیلنے میں مزہ آئے گا۔" اس نے گہرا کش بھرتے دھواں فضا کے سپرد کیا۔ ڈیوڈ نے سر ہلایا۔ شاہ کی آنکھیں کسی خیال کے تحت مسکرا رہی تھی۔ جیت کا خمار واضح تھا۔

" برازیل میں کہاں ہے وہ۔ جہاں بھی ہے مجھے جلد از جلد وہ اپنے بستر کی زینت بنی چاہیے۔ پھر بیلا کے طریقے سے ہی اسے جواب دیں گے۔ فانیہ قیس۔" وہ سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے بلند بانگ قہقہہ لگا اٹھا۔ اس کے قہقہے پہ درو دیوار لرز اٹھے۔ ڈیوڈ نے اس کے حکم پہ تیزی سے کسی کو فون ملایا تھا۔ شاہ کا دماغ اب آنے والے لمحات کو سوچنے میں بری طرح غرق تھا۔

" اب جیت کا تاج میرے سر پہ سجے گا اور جب بہن بیلا قیس کی ہے تو پھر کسی قسم کے شک کی گنجائش نہیں بچتی۔" اس نے صوفے سے پشت ٹکاتے اپنی شیو سہلائی۔ آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی۔ وجود میں نفرت کے بھانبھڑ جل رہے تھے۔

****

قیس ولا میں شاندار پیمانے پہ پارٹی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مختلف طرز کے قمقموں کی روشنی ہر دیکھنے والے کی آنکھ کو خیرہ کر رہی تھی۔ رات میں بھی دن کا منظر معلوم ہو رہا تھا۔ سمندر میں اٹھتی پانی کی لہروں کی

آواز سماعتوں میں رقص کرتے اعصابوں کو پر سکون کر رہی تھی۔ ولا میں گونجتی مدھم موسیقی کی آواز پہ سب ہلکا ہلکا جھومنے میں مصروف تھے۔ شہر کے مشہور مافیہ گینگز, سیاست دان اور بزنس کی جانی مانی شخصیات نے یہاں شرکت کی تھی۔ وہاں موجود ہر شخص بیلا کی شخصیت سے مرعوب دکھائی دے رہا تھا۔ زمین کو چھوتا سیاہ رنگ کا گاؤن پہنے سر پہ ہیروں کا تاج سجائے وہ سچ مچ کسی ریاست کی شہزادی ہی معلوم ہو رہی تھی۔ وہ وہاں موجود ہر ایک کی نگاہوں کا مرکز تھی۔ کسی کی آنکھ میں اس کے لیے حسد تھا تو کسی کی آنکھ میں ستائش لیکن وہ دیوانی اس سب سے بے پرواہ بس غزوان جاہ کی منتظر تھی۔

ویٹ آمنٹ جولین۔ آئی ول بی کم بیک۔ "صدر دروازے سے اندر آتے مخدوم جاہ اور غزوان جاہ کو" دیکھ وہ محبت سے اس کا گال چھوتے ان کی جانب بڑھی تھی۔ غزوان اسے دیکھتے ہی ناگواری سے لب دبا گیا۔ اس کے نیم عریاں شانے اسے جھلسانے کو کافی تھے۔

ویلکم غزوان جاہ۔ "بیلا دلکشی سے مسکراتے اس کے گلے لگی تو وہ آنکھیں میچتے مٹھیاں بھینچ" گیا۔ عقب سے آتی مینا اس منظر کو دیکھ ٹھٹھک کر رکی۔ اس کے تاثرات دیکھ غضنفر تمسخر سے مسکرایا۔

دیکھ لیا اپنے پاکباز شوہر کو کیسے کسی کے بھی سینے سے لگا کھڑا ہے۔" مینا نے لال انگارہ نگاہیں غزوان کی جانب اٹھائی اور خود انتہائی دھڑلے سے غضنفر کے بازو میں بازو حمائل کر لیا۔ بیلا کی نگاہ اس دوران اس کی جانب اٹھ چکی تھی۔

یہ بیوی ہے میری۔" غزوان نے شر ربار نگاہوں سے اسے گھورتے جتایا۔ بیلا منہ پہ ہاتھ رکھے ہنس" دی۔

یہ باتیں مجھے میرے عزائم سے پیچھے نہیں ہٹا سکتی۔ سودا تو آج ہو گا اور اس سودے میں بیلا قیس" غزوان جاہ کو خرید لے گی۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ ایک ادا سے بولی۔ مینا کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

"یہ کیا گھٹیا۔"

ششششش۔" بیلا نے لبوں پہ انگلی رکھی۔"

اونچی آواز میں بات کرو گی اور وہ بھی میرے ہی گھر میں کھڑی ہو کر۔ جان سے جانے کا ارادہ" ہے۔" بیلا پھنکاری مینا ایکدم ڈرتے ٹھنڈی پڑ گئی۔ غزوان ایک اکتاہٹ بھری نگاہ ان سب پہ ڈالے اندر چلا گیا۔ آہستہ آہستہ سب کے جاتے ہی بیلا اب مکمل طور پہ مینا کی جانب متوجہ ہوئی تھی جو چور

نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لے رہی تھی۔ کیا کچھ نہ تھا اس کی آنکھوں میں پیسوں کی حوس، کمینگی۔ بیلا ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی اور اس کے اطراف میں نگاہ دوڑانے لگی۔

کیا لو گی غزوان جاہ کو چھوڑنے کا۔" مینا نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے سر تا پا اس کا جائزہ لیا جو شہزادیوں" جیسی آن بان لیے اس کے سامنے کھڑی سراپا سوال تھی۔ اس کے سر پہ ٹکے ہیروں سے جڑے تاج نے مینا کی آنکھوں میں چنگاڑیاں سی بھر دی۔

بہت بھاری قیمت لوں گی میں۔" وہ مزے سے بولتی ہنس دی۔ بیلا نے اپنے سنہری بالوں کا شانے" سے جھٹکتے ایک ناگوار نگاہ اس پہ ڈالی۔

ویسے اگر یہی سوال میں تم سے پوچھوں تو تم کیا لو گی۔" مینا آس پاس کے لوگوں کو نظر انداز کرتے" اس کے اطراف میں چکر کاٹتے کاٹ دار لب و لہجے میں بولی۔ بیلا نے اپنے مخصوص انداز میں بھنوؤں کو سہلایا۔

تمہاری جان لوں گی۔" اس کی سفاک سرگوشی پہ مینا کے چہرے کے عضلات اگلے ہی لمحے تن گئے۔"

تم مجھے دھمکا رہی ہو۔ میں اس کی بیوی ہو بیلا قیس۔" مینا کا چہرہ شدت جذبات سے سرخی مائل ہو گیا۔ بیلا چہرہ پیچھے گرائے بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ آس پاس کے لوگوں نے مڑ کر نہایت حسرت سے اس شہزادی کو یوں ہنستے دیکھا تھا۔

بیوی۔" وہ ایک بار پھر ہنسی۔" تم ان کی صرف بیوی نہیں بلکہ پہلی بیوی ہو اور میں دوسری اور شاید محبوب بھی بن جاؤں۔" اس نے دائیں آ ئبرو اچکاتے تصیح کی۔ نگاہیں غزوان جاہ کے سرد چہرے پہ ٹکی تھی جو کسی سے باتوں میں مصروف تھا۔

تم کہنا کیا چاہتی ہو۔" وہ درشتی سے بولی۔ غزوان اس دوران سپاٹ چہرہ لیے اس کے نزدیک آ چکا تھا۔ نجانے ان دونوں کے درمیان بحث کیوں جاری تھی۔

عقلمند کیلیے ایک اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔ کیوں ہینڈسم۔" اس نے دلفریبی سے بولتے غزوان جاہ کو اپنی نظروں میں سمویا اور نزدیک آتے سیم کے ہاتھ سے نزاکت سے مائک تھام لیا تھا۔ اس کے اطراف میں چلتی لڑکیاں اس کی میکسی سنبھالے ہوئے تھی۔ وہ ایک شان سے چلتے واپس سٹیج کی جانب آئی اور گلا کھنکھارتے تمام لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔

پریزیڈنگ یو دی نمبر ون لیڈی آف میسینی (اٹلی) بیلا قیس۔"اس کے تفاخر بھرے لہجے پہ پورا محل" تالیوں سے گونج اٹھا۔سب ستائشی انداز میں اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

ارے ہمیں بات کو مکمل کرنے دیجیے۔اس نے غزوان کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیتے نچلا لب دانتوں تلے دبایا۔

اینڈ مسز غزوان جاہ ٹوبی۔"اس کی اگلی بات پہ جہاں غزوان اور مخدوم کا چہرہ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا" وہی مینا اس کی ہمت پہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔غضنفر کا حال بھی کچھ مختلف نہیں تھا۔غزوان کو بلکل بھی توقع نہ تھی کہ وہ اتنے لوگوں کی موجودگی میں یہ سب بول دے گی۔

* *

یہ کیا گھٹیا حرکت ہے۔"وہ اسے تنہا پاکر سیدھا بیلا کی جانب چلا آیا جو بار کے نزدیک بیٹھی مسلسل" مشروب حلق میں اتار رہی تھی۔غزوان نے ناگواری سے اسے جھٹکا دے کر کھڑا کیا۔ایک اس کے آج کے اعلان کی بدولت لوگوں میں مسلسل چہ مگوئیاں ہو رہی تھی۔غضنفر اور مخدوم کی نگاہوں میں ایک ہی نفرت جھلک رہی تھی۔

میں نے کیا کیا۔" اس کے معصومیت بھرے جواب پہ غزوان کا شدت سے جی چاہا کہ اس کا منہ تھپڑوں سے سرخ کر دے۔

"کیا تم نہیں جانتی تم کیا کیا ہے بیلا قیس۔ میری پوزیشن کو تم نے سب کی نگاہوں میں مشکوک بنا دیا ہے۔ سب لوگ مجھے گھور گھور کر دیکھ رہے ہیں۔" وہ بھسم کر دینے والی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ بیلا ایک ادا سے مسکرائی اور اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کیے۔

"تم چیز ہی ایسی ہو کہ تمہیں دیکھا جائے۔ جب میری نگاہ تم سے نہیں ہٹتی وہ تو پھر معمولی لوگ ہیں۔" اس کا لہجہ خود بخود خمار آلود ہو گیا تھا۔ غزوان نے مشتعل ہوتے اس کے ہاتھ جھٹکے۔ بیلا برا مانے بغیر مسکرائی اور پلٹ کر گلاس لبوں سے لگا لیا۔

"آپکی بیوی آپکو دیکھ رہی ہے۔" بیلا نے پہلا گھونٹ بھرتے بائیں آنکھ دبائی۔ غزوان دانت کچکچاتے مڑا تو نگاہیں خود کو گھورتی مینا سے جا ٹکرائی۔ ان دو عورتوں نے اس کی زندگی کو جہنم بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ وہ تن فن کرتے پلٹ گیا۔

"تم اس کے پاس کیا کر رہے تھے۔"

جان چھڑوانے گیا تھا اس سے۔"غزوان تلخ آمیز لہجے میں بولتے اسے تمسخر سے مسکرانے پہ مجبور" کر گیا۔اس کی مسکراہٹ غزوان کو بے تحاشہ کھٹکی تھی۔

جان چھڑوانے گئے تھے یا بنانے۔"اس کی بات پہ غزوان کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی۔وہ اس کے" کردار پہ الزام لگا رہی تھی اور یہی چیز اس کیلیے نا قابل برداشت تھی۔

تم مجھ پہ الزام تراشی کر رہی ہو۔"اس کا لہجہ تضحیک اڑاتا تھا۔لہجے کے ساتھ ساتھ آنکھوں میں بھی" کاٹ سی تھی۔مینا گڑبڑاتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی لیکن سامنے ہی مسکراتی بیلا کو دیکھ اس کا وجود انگاروں کی لپیٹ میں آ گیا۔وہ اس عورت کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اس متعلق ہم گھر جا کر بات کرتے ہیں۔میں یہاں کوئی تماشہ نہیں چاہتی۔بس میری ایک بات یاد" رکھیں اس بیلا نامی مخلوق سے دوری بنائے رکھیں۔"وہ باور کرانے والے انداز میں بولتے آگے بڑھ گئی۔غزوان نے اپنے سر کے بالوں کو مٹھی میں بھینچتے گہرا سانس بھرا۔نجانے اب کس کس کے سوالات کے جوابات دینے باقی تھے معاً اگلے ہی لمحے کچھ سوچتے اس کی آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھ گئی۔وہ ایک خشک نگاہ اس تمام ماحول کا مرکز بنی بیلا پہ ڈال باہر کی جانب بڑھا۔اب بس یہاں دمیر کو لانا باقی تھا۔باقی کا کام تو خود بخود ہو جانا تھا۔

"بیلا۔" اپنے نزدیک سے ابھرنے والی دلکش آواز پہ بیلا جو باہر جاتے غزوان کی جانب دیکھ رہی تھی دائیں جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی وہاں کھڑے جولین کو دیکھ اس کے تاثرات یکلخت بدلے لیکن اپنے پلین پہ عمل کرنے کی خاطر وہ دلکشی سے مسکرائی۔ جولین اس کی مسکراہٹ پہ فدا ہی تو ہوا تھا۔

"آپ مسکراتی ہوئی بہت حسین لگتی ہیں۔" بیلا نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں ایک والہانہ پن عود آیا تھا۔

"اور یہ مسکراہٹ صرف آپکو دیکھ کر ہی میرے لبوں پہ آتی ہے۔" اس نے بغور جولین کی آنکھوں میں دیکھا۔ وہ جو پہلے ہی بیلا کا اسیر ہوا پڑا تھا اس کی بات پہ مزید دلکشی سے مسکرادیا۔

"بی چلیں۔" سیم جو نجانے کب سے ان دونوں کے مسکراتے چہروں کو دیکھ رہا تھا ان کے نزدیک آتے دانت کچکچا کر بولا۔ بیلا نے ایک تیکھی نگاہ اس پہ ڈالی تو وہ نگاہیں جھکا گیا۔

"جولین تم نے اپنے ڈیڈی کو بتادیا کیا اور ان ہیروں کا کیا کیا؟" بیلا کی معصومیت عروج پہ تھی۔ اس کے لاڈ بھرے لہجے پہ جولین نے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پہ جھولنے والی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔ بیلا اس کی جرأت پہ بپھر کر رہ گئی۔ وہ اسے ہاتھ لگا رہا تھا شہزادی بیلا کو جسے دیکھتے بھی لوگ اجازت لے کر تھے۔ اس کی مخروطی انگلیوں کی گرفت اپنی میکسی پہ سخت ہوگئی۔

ڈیڈ کیا کہہ سکتے ہیں مجھے۔ ان میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ یہ سارا کام انہوں نے میرے حوالے بہت شان سے کیا ہے اب یہ سب مجھ پہ منحصر ہے۔ میں نے مافیہ کی دنیا میں ڈیڈ کو بہت اونچا مقام دلوایا ہے۔ آپ فکر مت کریں۔ جب تک میں آپ کی ڈھال بنے کھڑا ہوں تو پھر کس بات کی پریشانی۔ آپ عیش کیجیے کیونکہ ہم آپ کو عیش کروانے کو دل و جان سے تیار ہیں۔" جولین کی محبت بھری بات پہ بیلا کے چہرے پہ خوبصورت رنگ پھیلے جسے جولین نے نہایت گہری نگاہوں سے دیکھا تھا۔

"بی وہاں قیس سر آپ کے منتظر ہیں۔" سیم اب کی بار اپنی ناگواری دبا نہ پایا۔ بیلا نے ٹھٹھک کر اس کا بدلا ہوا انداز دیکھا اور جولین سے گلے ملتے سیم کے ساتھ قدم بڑھائے۔ جاتے جاتے وہ رخ موڑتے جولین کو دیکھ آنکھ دبانا نہ بھولی تھی۔ جولین اس کی ادا پہ مسرور ہوتے دل پہ ہاتھ رکھ گیا۔ اس سے دور ہوتے ہی بیلا کی آنکھوں کا رنگ اسی تیزی سے بدلا تھا۔ چہرے پہ مسکراہٹ کی جگہ ازلی سرد مہری نے لے لی۔

****

شاہ نور محل میں عجیب سی گہما گہمی کا سماں تھا۔ آج پھر محل میں ایک نئے سرے سے لڑکیوں کی نیلامی کا انتظام کیا گیا تھا۔ مختلف شہروں کے سیاستدان بڑے بڑے بزنس مین اور مافیہ سے تعلق رکھنے والے

لوگ وہاں موجود تھے۔ حور کے ساتھ ساتھ آج پانچ مزید لوگوں کی نیلامی ہونے والی تھی لیکن شاہ صاحب کے حکم کے مطابق حور پہ خاص توجہ دی جارہی تھی کیونکہ ان سب میں سب سے حسین وہی تھی۔ شاہ نے مارکو کو اس کا خاص خیال رکھنے کی تلقین کی تھی تبھی وہ صبح سے وہی اس کے کمرے میں موجود تھی۔ باقی لڑکیوں کو جیل کے پیچھے سجے خوبصورت کمرے میں رکھا گیا تھا۔ وسیع وعریض محل کی ایک جانب پول ڈانسرز کا انتظام کیا گیا تھا جو اپنا جلوہ بکھیرنے میں مصروف تھی۔ ہاتھوں میں مشروب تھامے وہاں موجود لوگ دلچسپی سے ان نیم عریاں لڑکیوں کو نہارنے میں محو تھے۔

نینسی ڈارلنگ تم نے تمام لڑکیوں کو دیکھ لیانا۔ ان کے وجود پہ ٹیگس لازم ہونے چاہیے۔" شاہ اپنی" مغرورانہ چال چلتے نینسی کی جانب آیا اور اس کی عریاں کمر کے گرد بازو حمائل کرتے والہانہ لب ولہجے میں بولا۔ نینسی اس کی حرکت پہ کھل کر مسکرادی۔

شاہ جی آپ پریشان کیوں ہوتے ہیں۔ میں سب سنبھال لوں گی۔" وہ سب کی موجودگی کی پرواہ کیے" بغیر اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے تیزی سے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ شاہ صدر دروازے سے اندر آتے مخدوم جاہ اور غزوان جاہ کی جانب بڑھ گیا۔

ویلکم مخدوم جاہ۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنستے اس کے سینے سے لگا۔ مخدوم جاہ بھی اس کی بات پہ کھل کر مسکرا دیا۔

"قیس نہیں آیا اب تک۔"

قیس نہ ہی آئے تو اچھا ہے وہ کیا ہے آج سب سے اونچی بولی ہم ہی لگائیں گے۔" مخدوم جاہ مغرورانہ لب و لہجے میں بولتے غزوان کو مٹھیاں بھینچنے پہ مجبور کر گئے۔ اس نے تنفر سے دانت کچکچاتے آنکھیں میچتے دبائی۔ وہ یہاں آنا ہی نہیں چاہتا تھا مگر مخدوم جاہ کے آگے بے بس تھا تبھی خاموشی اختیار کیے ہوئے تھا۔ شاہ ان دونوں کو بازوؤں کے حصار میں لیتے اندر کی جانب بڑھا۔ اس دوران قیس کی آمد نے ان سب کے اعصابوں پہ گہرا اثر چھوڑا تھا۔ مخدوم جاہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی وہی شاہ والہانہ انداز میں اس کے گلے لگا۔ اسے فقط قیس اور بیلا کا انتظار تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیسے بیلا قیس اس سب سے نپٹتی ہے لیکن دروازے پہ ایستادہ تنہا قیس کو دیکھ وہ ناگواری سے لب دبا گیا۔

شہزادی بیلا نہیں آئی آپ کے ساتھ۔" شاہ کی بات پہ قیس نے آنکھوں میں ناگواری سے اسے دیکھا تو وہ گڑبڑا گیا۔ اسے اس وقت فقط پیسوں کی لالچ تھی جو اس لمحے ان سب ہستیوں میں سے سب سے

زیادہ بیلا قیس کے پاس ہی تھا لیکن اب اس کی غیر موجودگی دیکھ اسے اپنا پلین ناکام ہوتا محسوس ہوا تھا۔

****

"میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ تم چاہتی کیا ہو بیلا۔ اتنی غیر ذمہدار تم کبھی نہیں رہی۔ تم نے کیسے فقط ان عمارتوں کے لیے تمام ہیرے جولین کو سونپ دیے۔ تم کم از کم میری طرح کی بے وقوفی تو مت کرتی۔" وہ اطراف میں چکر کاٹتے انتہائی مشتعل دکھائی دے رہے تھے۔ اس کے برعکس بیلا انتہائی پرسکون تھی۔

"بیوقوف باپ کی بیٹی ضرور ہوں مگر بیوقوف نہیں ہوں۔" اس کا تمسخر اڑاتا لہجہ قیس کو بھسم کر دینے کو کافی تھا۔

"تمہیں اس لمحے بھی مزاق سوجھ رہا ہے۔" وہ ذرا سا رکا اور تیز قدم اٹھاتے اس کی جانب آیا۔ بیلا نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"مذاق یہ آپ کیلیے ہوگا۔ میں نے تو بلکل سنجیدہ بات کی ہے۔" اب کی بار قیس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ بیلا کے لبوں پہ ایک کاٹ دار مسکراہٹ آکر ٹھہر گئی۔

یہ میرا کام ہے ڈیڈی اور کوئی میرے کام میں مداخلت کرے یہ مجھے بلکل نہیں برداشت پھر چاہے وہ" میرا باپ ہی کیوں نہ ہو۔ جو مجھے نیچا دکھانے کی کوشش کرے گا میں اسے زمین میں گاڑھ دوں گی۔" وہ تندہی سے انہیں دیکھتے ترشی سے بولی۔ قیس بلبلا کر رہ گیا۔

تم مجھے دھمکی دے رہی ہو اپنے باپ کو۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے اس کی جانب بڑھے" لیکن وہ ہاتھ ان کے سینے پہ رکھتے انہیں وہی روک گئی۔ قیس کا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔

میں دھمکی نہیں دے رہی واضح کر رہی ہوں کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ میں اپنی بات سے پلٹنے والوں" میں سے نہیں۔" وہ سفاکی سے بولتی قیس کو سن کر گئی۔ وہ بے یقینی کی کیفیت میں کھڑے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہے تھے جو اب دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سنوار رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ مڑی اور تیز تیز قدم اٹھاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ ہیل کی ٹک ٹک کی آواز قیس کی سماعتوں میں کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔ اس کے جاتے ہی قیس نے ساتھ بنے پلر پہ مکہ دے مارا۔ وہاں سے نکلتے بیلا کا رخ سیدھا مخدوم کی میز کی جانب تھا۔

آپ نے عرض کیا ہمیں۔" وہ غزوان کے عقب سے ہی صوفے پہ دونوں ہاتھ جماتے جھکی اور" سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔ غزوان کا چہرہ اس کی بے باکی پہ پھیکا پڑ گیا۔ بیلا ہنستے ہوئے اس

کے مقابل آئی اور ایک ادا سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔ ویٹر نے گلاس میں آئس کیوب ڈالتے مشروب اس کی جانب بڑھایا جو اس نے بنا کسی تردد کے تھام بھی لیا۔

"بیلا ہمیں وہ ہیرے تم کب تک دے رہی ہو۔" مخدوم بنا کسی بات کی ہیر پھیر کیے سیدھا مدعے کی بات پہ آیا۔

"اتنے قیمتی ہیرے کو چھپا کر بھی تمہیں ابھی بھی ان معمولی ہیروں کی طلب ہے۔" وہ ذرا سا جھک کر گلاس میز پہ رکھتے پر اسرار سے لب و لہجے میں بولتی غضنفر اور مخدوم کو ٹھٹھکا گئی۔ اس کی نگاہیں مسلسل غزوان کے چہرے پہ ٹکی تھی۔

"کین یو پلیز شٹ اپ۔ مجھے اپنے ان کاروباری معاملات سے دور رکھیں۔" وہ اس کے معنی خیز لہجے پہ بپھر اٹھا۔ مخدوم نے ناگواری سے اسے ٹوکتے واپس بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ بیلا اس کی حرکت پہ خفا ہونے کی بجائے مسکرا دی۔

"میں وہ ہیرے تم لوگوں کو دینے کو تیار ہوں لیکن اس کیلیے میری ایک شرط ہے۔" اس نے سیم کو اشارہ کرتے نزدیک آنے کا کہا۔ وہ جھکا تو بیلا نے اس کی جیب سے لائٹر نکالتے اس نے سگار سلگائی اور

لبوں میں دبالی۔ غزوان نے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا جو ایک ٹانگ میز پہ رکھے گہرے کش بھر رہی تھی۔

کیسی شرط۔ " مخدوم کے لبوں سے سر سراتی ہوئی آواز نکلی۔ جانتے تو تھے کہ وہ غزوان جاہ کے پیچھے پاگل ہوئی پڑی ہے لیکن پھر بھی نجانے کیوں اس کے لبوں سے سننا چاہتے تھے۔

ان ہیروں کے بدلے میں تمہارے بیٹے کو خریدنا چاہتی ہوں۔ غزوان جاہ کو اپنی ملکیت میں لینا چاہتی ہوں۔ ”غزوان کی سماعتیں اس کے تحکم بھرے لہجے پہ سائیں سائیں کرنے لگیں۔ وہ تڑپ کر نفی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

بابا جان آپ ایسا نہیں کریں گے۔ "اس کے نفرت میں ڈوبے الفاظ سن بھی بیلا پر سکون تھی۔ مخدوم" نے کچھ سوچ کر غضنفر کی جانب دیکھا جس نے نجانے کیا سوچ کر سر اثبات میں سر ہلایا۔

میں تیار ہوں اس ڈیل کیلیے۔ " مخدوم سپاٹ لب و لہجے میں بولتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بیلا بھی" ہاتھ جھاڑتے اپنی جگہ سے اٹھی اور مسکراتے ہوئے غزوان کی جانب بڑھی۔

کل رات اسی وقت بیلا قیس خود آئے گی آپ کے در پہ آپ کو اپنی دنیا میں قید کرنے کیلیے "۔ اس نے" گہرے لہجے میں بولتے سیگریٹ کا دھواں غزوان کے چہرے پہ چھوڑا تو وہ کھانستے ہوئے پیچھے ہو گیا۔

میں ایک ہاتھ سے لیتی ہو اور دوسرے ہاتھ سے دیتی ہوں۔ جس وقت یہ ہیرا میرے ہاتھ آ گیا اسی" لمحے میں تمام معمولی ہیرے تم پر سے وار کر پھینکو گی۔" وہ دو انگلیوں کو پیشانی سے مس کرتے اپنی مخصوص مغرورانہ چال چلتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتے۔"

تم چپ رہو۔ یہ سب ضروری ہے۔ ویسے بھی بیلا کے ساتھ بندھ جاؤ گے اس سے بڑی خوش قسمتی" "تمہارے لیے کیا ہے۔

وہ میری زندگی کی سب سے بڑی بد قسمتی ہے بابا جان۔" وہ درشتگی سے بولتے وہاں رکا نہیں تھا۔"

وہ میرا شوہر ہے جسے آپ کسی دوسری عورت کو سونپنے کا سوچ رہے ہیں۔" اس کے جانے کے بعد مینا" بھی ان سے الجھ پڑی۔

سنبھالو تم ہی اسے۔" مخدوم اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولتے وہاں سے چلے گئے۔ اب وہاں صرف" غضنفر اور مینا ہی موجود تھے۔

تم کیوں پریشان ہوتی ہو۔ اس سے جڑ کر بھی تم کونسا خوش ہو۔ اب تمہیں صرف مجھ سے فرق پڑنا چاہیے۔" غضنفر کی والہانہ سرگوشی نے اس کے جلتے دل پہ پھوار کا کام کیا تھا تبھی ہلکی پھلکی ہوتے مسکرا دی۔

****

ارے واہ تم تو بہت حسین لگ رہی ہو۔ لگتا ہے آج سب پہ بجلیاں گرانے کا ارادہ ہے۔" مارکو نے اسے چھیڑا تو وہ ناک میں نتھ پہنتے دلکشی سے مسکرا دی اور ساڑھی کا پلو سمیٹتے شانے پہ پن کیا جس سے اس کی دودھیا کمر واضح ہونے لگی۔ مارکو اس کی حرکت پہ بمشکل مسکرائی۔

ارے چلو بھی اب سب منتظر ہے۔" نینسی غصے سے بولتی جوں ہی اندر داخل ہوئی حور کی تیاری دیکھ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

یہ حور ہی ہے نا۔ لگتا ہے آج خوب مال اکٹھا ہونے والا ہے۔" نینسی کے لہجے سے خباثت ٹپک رہی تھی۔ حور نے ایک ترچھی نگاہ اس پہ ڈال کر ہٹالی اور اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ ان دونوں کی تلقید میں زینوں کی جانب بڑھی تھی۔ جاتے جاتے وہ مارکو کو دیکھ کوئی اشارہ کرنا نہ بھولی تھی۔ مارکو نے تیزی سے سر ہلایا۔ لاؤنج میں کھڑی لڑکیوں کو دیکھ حور نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا

جن کی باری باری بولی لگ رہی تھی۔ ان کے وجود پہ لگی قیمت دیکھ وہ لب بھینچ گئی۔ نینسی نے پیچھے سے اس کا پلو اٹھاتے اس کے چہرے پہ ڈال دیا۔ وہ ہونقوں کی طرح اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کر رہی تھی۔

اب باری ہے شاہ نور محل کے اصل ہیرے کی۔ کوہ نور ہے یہ۔ دیکھتے ہی سب کے دلوں میں اتر جائے۔ رگ رگ میں سما جائے۔ اس قدر حسین جیسے چاند زمین پہ اتر آیا ہو۔" نینسی اب اس کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھ رہی تھی جس سے حور کو کوفت ہو رہی تھی۔ کچھ ساعتوں بعد مارکو نے جوں ہی اس کا ہاتھ دبایا وہ اس کے اشارے پہ عمل کرتے تیزی سے اندر کی جانب بھاگی تھی۔ مارکو نے قدم غزوان کی جانب بڑھائے جو موبائل پہ جھکا اس سب سے بیزار بیٹھا تھا۔

"آپ کا فون ہے۔"

میرا فون۔" غزوان الجھ کر اٹھا اور مارکو کی تقلید میں قدم بڑھائے۔ اسے مطلوبہ جگہ پہ چھوڑتے مارکو" نے تیزی سے عقب سے دروازہ بند کر دیا۔

ارے کہاں ہے فون۔" دروازہ بند ہونے کی آواز پہ اس کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔ وہ زور" زور سے دروازہ بجانے لگا لیکن گانوں کے شور میں اس کی آواز کہی دب کر رہ گئی تھی۔ پائل کی مدھر

آواز پہ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے جوں ہی پیچھے دیکھا سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ اس کے چہرے کی رنگت لٹھے کی مانند سپید پڑ گئی۔

دیکھیں میں یہاں غلطی سے۔وہ کوئی مجھے یہاں چھوڑ۔"اس کی گھبراہٹ سے بے نیاز حور نے خود کو" نوچنا شروع کر دیا۔ساڑھی کا پلو اس نے ایک جھٹکے سے نیچے اتار پھینکا۔غزوان اڑے اڑے حواسوں سمیت اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے غزوان پہ جھپٹتے اس کی شرٹ کے اوپری بٹن بھی توڑ ڈالے۔وہ جو ابھی اس سب سے سنبھل نہ پایا تھا حور نے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ کی جانب دھکیل دیا۔پورے کمرے کو بکھیرنے کے بعد وہ اب اپنے لبوں پہ لگی لپ سٹک کو مسل رہی تھی۔

یہ آپ کیا کر رہی ہیں۔"وہ حلق تر کرتے غرایا۔حور نے خوف سے کانپتے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ" زبان پھیری اور چیخنے چلانے لگی۔اس کے چلانے کا ہی اثر تھا کہ اگلے پانچ منٹ میں ہی سب اس کے دروازے کے باہر کھڑے تھے۔

پلیز میرے ساتھ یوں زبردستی مت کریں۔ اگر کسی کو معلوم ہو گیا تو۔ چھوڑو مجھے۔ میرے ساتھ ایسا" مت کرو۔" دروازہ باہر سے شاید توڑا گیا تھا۔ حور تیزی سے غزوان کے سینے سے لگتے مچلنے لگی۔ وہ اس لڑکی کی چالاکی پہ حواس باختہ ساسن کھڑا رہ گیا۔

یہ تم کیا کر رہے ہو غزوان جاہ۔" بھیڑ میں سے ابھرنے والی یہ آواز مخدوم جاہ کی تھی۔"

"بابا جان میں نے کچھ۔"

سب کچھ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ ابھی بھی کچھ باقی رہ گیا ہے کیا۔" وہ درشتگی سے اسے" ٹوک اٹھے اور کھینچ کر اس کے چہرے پہ تھپڑ مارا۔ غزوان نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔ حور نے حلق تر کیا وہ اپنے بچاؤ کی خاطر یہ قدم تو اٹھا چکی تھی لیکن اب دل خوفزدہ تھا۔

مجھے اس لڑکی نے یہاں بھیجا تھا۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" وہ مارکو کی سمت اشارہ کرتے اپنی دفاع" میں ایک بار پھر سے بولا۔

جھوٹ مت بولیں آپ۔ یہ مجھے کھینچتے ہوئے پہلے کمرے میں لائے اور پھر۔" آگے کا سوچتے ہی اس" کی ہچکیاں بندھ گئی۔

تم نے یہ جو حرکت کی ہے یہ ہمیں کسی صورت بھی گوارا نہیں ہے اسی لیے آج ابھی اور اسی وقت " " تمہیں اس لڑکی کو اپنی زوجیت میں لینا ہو گا یہی ایک طریقہ ہے اسکی عزت بچانے کا۔

ایسی لڑکیوں کی بھی کوئی عزت ہوتی ہے۔ "غزوان تلخی آمیز لہجے میں بولا۔ شاہ اور نینسی تو اپنے پلین " کی ناکامی پہ ہاتھ مسلتے رہ گئے۔ اس کے تلخ الفاظ سن حور دل ہی دل میں بلبلا کر رہ گئی۔

آپ پریشان مت ہو ہم سنبھال لیں گے۔ حور تم جاؤ۔ "شاہ نے اسے ٹوکنا چاہا لیکن وہ اپنے فیصلوں " میں اٹل تھے۔ یہ بات حور اور مارکو کو اچھے سے ازبر تھی تبھی ان کے ساتھ یہ کھیل کھیلنے کا سوچا تھا۔ اگلے گھنٹے میں غزوان نے اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا جس نے اس کے کردار کو ہی سب کی نگاہ میں پامال کر دیا تھا۔ اس کے چہرے پہ چھائی کرختگی بھی حور کو اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا پائی۔ وہ پرسکون تھی کہ اب وہ ایک شخص کے نکاح میں ہے۔ اب اسے کسی کی رکھیل بن کر بستروں کی زینت نہیں بننا پڑے گا۔ کچھ سوچ کر اس نے آنکھوں میں شیطانی چمک لیے مارکو کو دیکھا جو اپنی کامیابی پہ اتراتی پھر رہی تھی۔

کیا یہ وہی لڑکی ہے۔ " قیس نے دور سے ہی حور کو دیکھتے شاہ کو مخاطب کیا تو وہ گھبراتے اثبات میں سر " ہلا گیا۔

وہ لڑکی صرف میری تھی تم اسے کسی اور کے نام کیسے لگا سکتے ہو۔" وہ اس کا کالر جکڑتے " غرایا۔ آنکھوں سے نکلتے شعلے شاہ کو جھلسانے کو کافی تھے۔

نہیں ایسا کیسے ممکن ہے۔ مخدوم جاہ مجھ سے جیت نہیں سکتا۔ مجھ سے کیسے جیت سکتا ہے وہ۔ یہ لڑکی " حور صرف میری ہے صرف میری اور اسے میں کسی بھی قیمت پہ حاصل کر کے رہوں گا۔ وہ صرف میری ہی رکھیل بنے گی پھر چاہے آج سے پانچ سال یا دس سال بھی بیت جائے۔" وہ بدلے کی آگ میں جھلستے عجیب و غریب لہجے میں بولتے۔ شاہ کو چوکنا کر گیا۔ نجانے وہ کیا کرنے والا تھا۔

****

نومیہ کی آنکھ آنکھوں میں چبھتی روشنی کی بدولت کھلی تھی۔ اس نے آنکھیں میچتے اندر والی روشنی کو روکا۔ ذہن بے تحاشہ بھاری ہو رہا تھا۔ آنکھوں کے پپوٹے بے تحاشہ تکلیف میں تھے۔ کئی ساعتیں وہ یونہی آنکھیں موندے لیٹی رہی اور اپنی آنکھوں کو دباتے ہو رہی جلن کو کم کر رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے غیر مانوس سے ماحول میں خود کو محسوس کرتے اس نے آہستگی سے آنکھیں کھولی۔ کچھ لمحے وہ غائب دماغی کی کیفیت میں چھت کو گھورتی رہی لیکن خود کو کسی اجنبی جگہ پہ محسوس کرتے اس کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے مزید کھلی تھی۔ اطراف میں پھیلی سٹرونگ کلون کی خوشبو اس کے اعصابوں پہ

سوار ہو رہی تھی۔ وہ جھٹکے سے بیٹھ گئی۔ اس سے قبل کہ وہ چکراتے سر کو تھامتے ایک بار پھر تکیے پہ گرتی کسی نے شانوں سے اسے تھام لیا۔ اس نے چونک کر تھوڑی آنکھیں کھولی لیکن خود پہ جھکے ایک بڑی عمر کے مرد کو دیکھ وہ چلا اٹھی۔ دل کی دھڑکن بے ساختہ سست پڑی۔

تو تو سچ میں حور ہے۔" وہ شخص اب اس کے چہرے پہ خباثت سے ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اپنے ماتھے سے" ہونٹوں تک اس کے کھردرے ہاتھوں کا لمس اس کی جان نکالنے کیلیے کافی تھے۔ نینسی بھی اس دوران کمرے میں آچکی ہے۔

صد شکر یہ ہوش میں تو آئی۔ پورے چار دنوں بعد تم جاگی ہو۔" وہ اس سے ایسے مسکرا کر بات" کر رہی تھی جیسے بہت پرانا یارانہ ہو اور نومیہ وہ ساکت بیٹھی گزرے چار دنوں کی بابت سوچنے میں محو تھی۔ کیا ہوا تھا ان دنوں میں اس کے ساتھ۔ بس گزری اس سیاہ رات کی جھلک آنکھوں کے دریچوں پہ کسی فلم کی مانند چل رہی تھی جب ثمر نے اس کی عزت کو تار تار کرنے میں ایک لمحہ نہیں لگایا تھا۔

ثمر۔ ثث۔ ثمر کک۔ کہاں۔" اس کے منہ سے ٹوٹے پھوٹے لفظ ادا ہوئے۔ اس کی خوف سے پھیلی" آنکھیں دیکھ شاہ اور نینسی نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور دوسری بیڈ پہ خوفزدہ سی سکڑی سمٹی بیٹھی نومیہ پہ ڈالی۔

وہ جوہن اس کا کام تو مکمل ہو گیا۔ لڑکیاں سپلائے کر کے اپنا کام کر کے وہ چلتا بنا۔ اب دو ماہ بعد پھر " آئے گا۔" وہ اس کی سماعتوں میں مسلسل بم پھوڑ رہی تھی۔ نومیہ کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ اس کا سر چکرانے لگا۔ ثمر جوہن کون تھا آخر وہ۔

اتنا بڑا دھوکا۔ ثمر تم کیسے۔" وہ ایکدم اونچا اونچا روتے سر گھٹنوں میں دے گئی۔ اس کا وجود ہولے " ہولے لرز رہا تھا۔

اے رونا بند کرواؤ اسکا۔ شاہ جی بھر کر بد مزہ ہوا۔ نینسی سر جھٹک گئی۔

چل بی بی۔ اب دکھ بعد میں منا لینا۔ پہلے ہی بہت وقت ضائع کر چکی ہو تم ہمارا۔" نینسی بھی اب کی بار " اشتعال آمیز لہجے میں بولی۔ نومیہ نے تنفر سے اسے دیکھا۔ اس کا حلیہ بری طرح بکھرا ہوا تھا۔

کک۔ کہاں ہو میں۔ مجھے واپس گھر جانا ہے۔" وہ بنا اپنی حالت کی پرواہ کیے بیڈ سے اتری اور ننگے پیر " ہی دروازے کی جانب بھاگی لیکن اس سے پہلے ہی شاہ نے اسے کمر سے تھام لیا۔ وہ اس کی سخت گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی اور مزاحمت کرنے لگی۔ آنے والے لمحات کا سوچتے اس کے وجود سے جیسے کوئی جان نکال رہا تھا۔

تجھے ہی شوق تھا نا بی بی ایسی چاک وچوبند کا۔ چل اب موج کر۔ یہاں تجھے سب کچھ ملے گا۔ پیسہ توجہ پیار اور جو بھی تو چاہے۔ ہمارا مقصد تو ویسے بھی ایسی لڑکیوں کو جال میں پھنسانا ہوتا ہے اور تم لوگ ہمارا کام بے حد آسان کر دیتی ہوں۔" نینسی ہنستے ہوئے مزے سے اسے بتا رہی تھی اور اسی لمحے نومیہ کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا۔ وہ حواس کھو رہی تھی۔ ثمر اسے لالچ دے کر اتنا بڑا دھوکا کیسے دے سکتا تھا۔ اس نے کیسے اس کی زندگی داؤ پہ لگا دی تھی۔ وہ کن لوگوں کے ہاتھ لگ چکی تھی۔ اس سے آگے مزید بر او وہ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی۔

"حور ہے یہ بلکل۔" شاہ نے ایک بار اس کے گلابی گالوں کو ہاتھ سے چھوا۔ نینسی ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔ کبھی ایسی پیش رفت شاہ نے اس کے ساتھ تو نہ دکھائی تھی۔ اس لمحے اسے حور سے شدید رقابت کا احساس ہوا۔

"نن۔ نومیہ نام ہے میرا۔" وہ حواس کھوتے کھوتے بھی مزاحمت کرنا نہ بھولی۔ شاہ تمسخر سے مسکرایا۔ "حور ہے تو آج سے۔ شاہ نور محل کی حور اور شاہ کی رکھیل۔" اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی نومیہ کی گردن بائیں جانب ڈھلک گئی۔ شاہ نے ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پہ پھینکا اور گہرا سانس بھرا

"اسے ٹھیک کرو پھر ہی اس سے حساب بے باک ہونگے سارے"

وہ نینسی کو باور کرواتے کمرے سے نکل گیا۔ موڈ بری طرح آف ہو چکا تھا۔ وہ ان نازک مزاجیوں کا قائل قطعی نہیں تھا۔

"نومیہ یا حور۔ شاہ صاحب نے کہا ہے تو یہ حور ہی ہے۔ اچھی بھلی خوبصورت ہے خوب پیسہ کمائیں گے اس سے تو۔" وہ شانے اچکا کر لاپرواہی سے بولتے اس کا لباس تبدیل کروانے لگی۔

****

"تو تم میرے شوہر پہ قبضہ کرنے والی ہو۔"

"تمہارے زبردستی کے شوہر کو اپنا محبوب شوہر بناؤں گی۔" اس نے مینا کی بات سن سکون سے تصحیح کی مینا اس کی حاضر جوابی پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔ ایک تو وہ انتہائی خوبصورت تھی۔ اگر سچ مچ غزوان جاہ اس کا دیوانہ ہو جاتا تو۔ اس کے آگے سوچنا بھی محال تھا۔

"وہ بہت محبت کرتے ہیں مجھ سے۔" وہ بپھر کر بولی لیکن آواز کو دھیما ہی رکھا۔ بیلا نے اس کے اونچے لہجے پہ اس کے جبڑے کو سختی سے جکڑتے اپنے نزدیک کیا۔ چہرے پہ سرخی چھائی ہوئی تھی۔

ہاں دیکھ چکی ہوں میں ان کی محبت تمہارے لیے بہت اچھے سے کہ وہ تمہاری جانب دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔"اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ مینا کا دل سکڑ کر پھیلا۔

آئندہ اونچی آواز میں مجھ سے بات کی تو اپنے مقابل کھڑا رہنے کی قابل نہیں چھوڑوں گی۔"اس نے" ایک جھٹکے سے اسے چھوڑا تو وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔

بولو کیا بھاری قیمت لو گی غزوان جاہ کو چھورنے کیلیے بکاؤ عورت۔"اس کا لہجہ سراسر تضحیک اڑاتا" تھا۔ مینا تو ہتھے سے اکھڑ گئی۔

یہ تم بکاؤ کسے بول رہی ہو۔"وہ غصے سے بولی۔"

انسان ایک بکاؤ عورت کو ہی بکاؤ بولتا ہے جیسے میں تمہیں مس حور ارے نہیں نہیں مینا اوپس غلطی" ہوگئی مس نومیہ۔"بیلا کے سفاک انکشاف پہ مینا کے چہرے کی رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی۔ ہاتھ پیر باقاعدہ کانپنے لگے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سایہ سا لہرایا۔

ارے کیا ہوا۔ میری معلومات کے مطابق تو یہ تینوں لوگ ایک ہی ہیں۔"بیلا کے لبوں پہ پھیلی معنی" خیز مسکراہٹ مینا کو بے تحاشہ خوفزدہ کر گئی۔

ایسا کک۔ کچھ نہیں۔" اس کی زبان بھی ساتھ دینے سے انکاری تھی۔اس کے ہاتھوں کی لرزش بیلا" کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔اس نے جتاتی نگاہوں سے بیلا کو دیکھا۔

چلوان باتوں کو چھوڑتے ہیں مگر صرف فلحال۔" وہ جتانے والے انداز میں بولتے ایک لمحے کو رکی اور" اپنے سر سے وہ بیش بہا تاج اتارتے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ مینا کی آنکھوں کی چمک نا چاہتے ہوئے بھی بڑھ گئی۔

یہ ہیروں سے جڑا تاج چاہیے تمہیں غزوان جاہ کے بدلے میں رائٹ لیکن میں تو تمہیں یہ جوتا دینے" والی تھی کیا ہے نا مجھے یہی تمہارے شایانِ شان لگا۔" وہ اپنی میکسی کا کٹ ایک جانب سرکاتے اس کے سامنے اب اپنا جوتا لہراتے سراسر اس کا مزاق اڑا رہی تھی اور مینا بمشکل ضبط کیے کھڑی تھی۔

ہاؤ ڈیئر یو۔" نا چاہتے ہوئے بھی اس کا لہجہ تیز ہو گیا۔ بیلا لبوں پہ ہاتھ رکھے کھل کر ہنسی۔ اس کی ہنسی" کی کھنک آس پاس موجود لوگوں نے خوب سنی تھی۔اس کی ہنسی دل موہ لینے والی تھی کیونکہ جب جب وہ مسکراتی تھی اس کی آنکھیں چھوٹی ہو جایا کرتی تھی۔

نہیں چاہیے ؟" اس نے بھنویں اچکائی۔ "کوئی بات نہیں ویسے شہزادی بیلا کے جوتے بھی عام نہیں ہوتے۔ ہیرے تو اس میں بھی جڑے تھے۔" بیلا نے سنجیدگی سے بولتے نچلا لب دانتوں میں دبایا جیسے اس کی حالت سے حظ اٹھا رہی ہو۔ مینا دانت پہ دانت جماتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔

"مم۔ میرا مطلب۔" ہیروں سے ہاتھ دھونا اسے کہاں گوارا تھا۔ اس نے بات بدلنا چاہی۔

"لیکن اب تم ان جوتوں اس تاج اور غزوان جاہ تینوں سے ہاتھ دھو بیٹھی۔" اب کی بار اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ مینا نے تحیر کے عالم میں اسے دیکھا۔

"پیچھے دیکھو مینا بیگم۔" وہ سرشاری کی کیفیت میں بولتے بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ مینا نے جھٹکے سے رخ موڑتے اپنی پشت پہ دیکھا تو وہاں کھڑے غزوان کو دیکھ اس کا خون خشک ہو گیا۔ کیا وہ سب کچھ سن چکا تھا۔ اس کا سانس رک رک کر چلنے لگا۔ وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ دمیر کی جانب اٹھی جو دلچسپی سے اس کے عقب میں کھڑی بیلا کو دیکھ رہا تھا۔

"غ۔ غزوان۔" اس نے ایک سلگتی نگاہ بیلا پہ ڈالتے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا۔ مینا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ وہ خوف سے کانپنے لگی۔ غزوان کی آنکھوں میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی اور چہرے پہ ایک ہی تاثر تھا نفرت اور حقارت کا۔ بیلا اب بار سے پشت ٹکائے دلچسپی سے

اس ڈرامے سے لطف اندوز ہونے کا سوچ رہی تھی۔ عین اسی لمحے اپنے نزدیک سرسراہٹ محسوس کر وہ اس جانب متوجہ ہوئی لیکن وہاں کھڑے دمیر کو دیکھ اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں غیض وغضب کی لہر دوڑ گئی۔ گلاس کے گرد اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ اگلے ہی لمحے غزوان کی آنکھوں میں جیت بھانپتے وہ دلکشی سے مسکراتے دمیر کی جانب جھکی اور اس کے بال سنوارے تھے۔ غزوان کے چہرے سے مسکراہٹ کسی نے نوچ لی۔

" یہاں کیا کر رہے ہو لٹل ون۔ "

بابا جان لائے ہیں۔ "اس نے مسکرا کر فخر سے بتایا۔ اس کی آنکھوں میں دیے جل اٹھے کیا سچ میں بیلا" اس سے محبت سے مخاطب تھی۔ بیلا نے جھک کر اس کا گال چوما اس دوران اس کی نگاہیں مسلسل غزوان کے چہرے پہ ٹکی تھی جس کے چہرے کا رنگ اڑتا جا رہا تھا۔ بیلا نے اس کے یوں دیکھنے پہ چالاکی سے بائیں آنکھ دبائی تھی۔ غزوان اس کے پینترا بدل جانے پہ تڑپ کر رہ گیا۔ دمیر اس کی اتنی سی توجہ پہ ہی کھلتے دوسری جانب بھاگ گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ دو قدم چلتے اس کے مقابل آئی تھی۔

میرے ساتھ سے کچھ حاصل نہیں ہوگا تمہیں۔ پل پل ایک نئی موت مرو گی تم بیلا قیس۔ "اس نے" ایک جھٹکے سے بیلا کے سنہری بالوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ وہ اس کی ادا پہ مسرور ہوتے مسکرا دی۔

ہائے آپ نے ہمیں چھوا ہم تو جیسے امر ہو گئے۔" اس نے غزوان کی آنکھوں میں دیکھتے والہانہ انداز" میں سرگوشی کی۔ غزوان نے اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر اس کی کلائی مڑورتے اس کی پشت اپنے سینے سے لگائی۔ وہ اس پل کو آنکھیں موندتے محسوس کرنے لگی۔

اسے چھونا نہیں نفرت جتانا کہتے ہیں۔" وہ اس کے کان میں سفاکیت سے بولتے اب مزید بے رحمی" سے اس کی کلائی مروڑ رہا تھا۔

اس موت میں بھی زندگی ہو گی کیونکہ وہ آپ کے ہاتھوں سے نصیب ہو گی۔ آپ نے پہلی ہی نگاہ میں" بیلا کو اپنا دیوانہ کر لیا ہے۔" وہ دلفریبی سے بولتے اسے سلگا کر راکھ کر گئی۔ غزوان اب مدھم چلتے میوزک پہ اسے ساتھ لیتے جھومنے لگا تھا۔ اگر ایک لمحے کیلیے وہ سب کڑوی کسیلی باتیں فراموش کر جاتا تو اسے بس یہ یاد رہتا کہ میسنی (اٹلی) کی سب سے حسین لڑکی اس کی بانہوں میں تھی۔ جس کے ہزار دیوانے تھے لیکن وہ صرف غزوان جاہ کیلیے پاگل تھی۔

آپ کی جانب سے لیے گئے ہر امتحان میں پاس ٹھہری ہوں میں۔ اب آپ کی باری۔" اس نے اپنی" بھنویں مسلی۔

ایک بات پہلے ہی واضح کر دوں ہار سے مجھے نفرت ہے اس لیے کسی بھی حال میں آپ کو جیتنا ہی ہے۔" وہ اس کی اس قدر تلخ باتوں کا جواب کس قدر سکون سے دے گی غزوان کے وہم و گمان میں نہ تھا۔ شہزادی بیلا جس کے آگے سب سر جھکاتے تھے وہ ہمہ وقت غزوان جاہ کے سامنے سر جھکانے کو تیار رہتی تھی۔ یہ محبت تو قطعی نہیں تھی فقط ایک فریب تھا اور یہ بات غزوان جاہ بخوبی جانتا تھا تبھی ایک لمحے میں اس کے چہرے کے عضلات تن گئے وہ اسے وہی چھوڑتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر کی جانب بڑھا۔ سیم کو کافی دیر سے اس منظر کو جلتی نگاہوں سے دیکھ رہا تھا عجلت میں اس کے نزدیک آیا۔

بی آپ کیسے اس شخص کے پیچھے اپنی عزت نفس۔" بیلا نے سرد نگاہیں اٹھائی۔ وہ کچھ بولتے بولتے" تھم گیا۔

جانتے ہے نا شہزادی بیلا مرتی ہے ان پہ تبھی اکڑتے پھرتے ہیں۔ خیر اس غرور پہ بھی ہم دل و جان" سے قربان۔" سیم نے خالی خالی نگاہوں سے اس کے چہرے پہ چھائے خوبصورت رنگوں کو دیکھا تھا۔ آنکھوں میں نمی کی لکیر سی ابھری تھی جسے وہ چہرہ جھکاتے سرعت سے پی گیا۔ وہ کچھ بھی بیلا بھی آشکار نہیں کر سکتا تھا ورنہ نجانے وہ کیا کر بیٹھتی شاید اسے جان سے بھی مارنے سے گریز نہ کرتی۔

****

بنگلو میں ایک حسین شام اتری تھی۔ ہوا کے زور سے لہراتے درختوں کی آواز اس کی سماعتوں میں گہرا اثر چھوڑ رہی تھی۔ چہرے پہ اٹھکیلیاں کرتے بالوں کو انگلیوں کے پوروں سے ہٹاتے کسی اور ہی دنیا میں تھی۔ پتوں کی سرسراہٹ سن وہ اس سے قبل کہ سوچوں کی یلغار میں بہتی چلی جاتی چونک کر کشادہ آسمان کو تکنے لگی۔ ذہن میں غازی کی باتیں گڈمڈ ہو رہی تھی۔ اس کے دیے وقت میں صرف تین گھنٹے باقی تھے اور اسے اس سب سے بچنے کی خاطر کچھ تو کرنا ہی تھا۔ ڈرپوک تو وہ ازل سے ہی تھی سونے پہ سہاگہ سامنے غازی جیسا آئرن مین۔ وہ جھرجھری لے کر رہ گئی لیکن پھر ایکدم کسی نتیجے پہ پہنچتے وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ رخ لاؤنج کی جانب تھا جہاں آتش دان کے پاس حشمت جاہ بیٹھے کتاب کے مطالعے میں محو تھے۔ پاس ہی جے بی بیٹھا پوری دلجمعی سے گن کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ صد شکر تھا کہ غازی وہاں موجود ہی نہیں تھا۔ اس نے گلا کھنکھارتے ان سب کو اپنی جانب متوجہ کرنا چاہا لیکن کسی نے بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔ وہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔

بابا وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔" اس نے خود میں ہمت مجتمع کی۔ حشمت نے کتاب سے" نگاہیں ہٹاتے چونک کر اسے دیکھا۔

مجھے جاب کرنی ہے۔"اب کی بار جے بی کی نگاہیں بھی اس کی جانب اٹھی تھی۔وہ ایک سیکنڈ کیلیے" گڑبڑا گئی۔

بہت اچھا فیصلہ ہے تمہارا اس ملک میں رہنا ہے تو کچھ تو کرنا ہو گا تم یہاں جاب کر سکتی ہو۔"جے بی کی" بات پہ وہ بے تحاشہ خوش ہو گئی۔اسے بلکل توقع نہیں تھی کہ جے بی اتنی جلدی رضامندی ظاہر کر دے گا۔

لیکن غازی نہیں مانے گا۔"حشمت نے سکون سے اس کے سر پہ بم پھوڑا۔وہ تڑپ کر رہ گئی۔"

وہ باہر جاب کرنے پہ نہیں مانے گا لیکن یہاں ہمارے آفس میں تو سکون سے مان جائیں گے۔"اب" کی بار جے بی کی بات سن وہ ساکت رہ گئی۔کس قدر گھٹیا اور پینچ انسان تھا وہ۔کس قدر چالاکی سے داؤ کھیل رہا تھا۔فانیہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔دل ہی دل میں وہ جے بی کو صلواتیں سنانا نہ بھولی تھی۔

لیکن مجھے یہاں کام نہیں کرنا۔"اس نے بھرپور احتجاج کیا۔"

یہاں کے کمپیوٹرز پہ میں بہت اچھے سے جانتی ہوں کیا کرنا ہو گا کہ کس کس کو مارا ایک ماہ میں۔کتنے" اور کس گنز سے شوٹ کیے۔کتنوں کو دفنایا۔سب جانتی ہوں میں۔"وہ تڑخ کر بولتے جے بی کو دلکشی سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

کتنے اچھے سے جان گئی ہو ناتم ہمیں۔" عقب سے ہی کسی نے اس کی سماعتوں میں سرگوشی کرتے اس" کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا تھا۔فانیہ کے وجود کا سارا لہو چہرے پہ سمٹ آیا۔اس نے قہر برساتی نگاہوں سے غازی کو دیکھا یکلخت کچھ سوچتے اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

صرف تین گھنٹے پھر ہم دونوں اور صرف تنہائی۔بس۔"اس کی بے ہودہ گفتگو پہ فانیہ کا دماغ سنسنا" اٹھا۔

بابا مم۔میں کیا سوچ رہی تھی کہ ہمیں اب ان کی شادی کر دینی چاہیے ہے نا۔"فانیہ اس سے فاصلہ" قائم کرتے حشمت سے مخاطب ہوئی اور یہ تو ویسے بھی ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا تبھی کتاب ایک جانب رکھ دی۔غازی کی کشادہ پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لب آپس میں سختی سے پیوست تھے۔نجانے یہ لڑکی اب کونسا کھیل کھیلنے جا رہی تھی۔

شادی کر لیں نا۔بابا بھی خوش ہو جائیں گے۔"وہ جانتی تھی کہ اس نے حشمت کے سامنے اپنے اور" فانیہ کے متعلق ایسی کوئی بات نہیں کی تبھی دل جلانے والے انداز میں بولی۔غازی کے تو سر پہ لگی تلووں پہ بجھی۔

یہ کس قسم کی بکواس کر رہی ہو تم میرے ساتھ۔ چھوٹی ہو ابھی تم۔ عمروں کا فرق تو کم از کم ملحوظ خاطر رکھا کرو۔" وہ اس کی بکواس پہ شر ربار نگاہوں سے اسے گھورتے سختی سے بولا شاید حشمت کا لحاظ کر رہا تھا۔ فانیہ کا دل اس کے یوں چلانے پہ لرز اٹھا لیکن اب اس سب سے بچنے کیلیے کچھ تو کرنا تھا تبھی خود میں ہمت مجتمع کرنے لگی۔

جی جی بہت اچھے سے جانتی ہوں غازی انکل کہ میں چھوٹی ہوں۔ اسی لیے تو بول رہی ہوں شادی" کر لیں پھر آپ کی جو اولاد ہو گی نا اس سے میں پکا نکاح پڑھوا لوں گی۔ آپ کی بیوی نہ سہی اس کی بن جاؤں گی۔ اب پلیز نکاح کر لیں نا۔" وہ معصومیت بھرے لہجے میں آنکھیں پٹپٹا کر بولتی اسے جلا کر راکھ کر گئی۔ کس قسم کی گھٹیا لڑکی تھی یہ جو بابا کے سامنے بھی لحاظ نہیں کر رہی تھی۔ حشمت نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

تم بابا کے سامنے کس قسم کی بات کر رہی ہو۔" وہ دھیمے لہجے میں غرایا اور بمشکل مسکراتے حشمت کو" دیکھا جو بغور ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

ارے غازی انکل سر پہ سفید بال آ گئے ہیں نا اسلیے دماغ کمزور ہوتا جا رہا ہے۔ میں بول رہی ہوں نکاح" پڑھوا لیں کیوں بابا آپ کو میں پوتی بہو کی حیثیت سے قبول ہوں نا۔" وہ اب کی بار انتہائی لاڈ سے

حشمت کے سینے سے لگی تو انہوں نے خوشدلی سے اس کا سر تھپتھپایا۔غازی کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی۔اس نے تندہی سے خود کو تکتی فانیہ کو دیکھا۔جے بی اس دوران خاموش تماشائی بنا صورتحال کو سمجھنے کی تگ و دو میں تھا کیونکہ غازی کی آنکھوں میں ضد وہ بخوبی دیکھ چکا تھا۔

غازی انکل۔آنٹی آپ خود پسند کریں گے یا پھر میں آپ کیلیے کوشش کروں۔"وہ ایک بار پھر اسے" زچ کرنے پہ تلی تھی۔آنکھیں شرارت سے مسکرا رہی تھی۔وہ سوچ چکی تھی کہ اس سے کیسے نپٹنا ہے۔اگلے ہی لمحے غازی کچھ سوچتے ڈھیلا پڑ گیا۔

****

کیا سچ میں مجھے شادی کر لینی چاہیے کیونکہ میرے نزدیک تو میری شادی ناممکن سی بات ہے۔"اس" نے فانیہ کی جانب جھکتے میز سے کافی کا مگ اٹھالیا۔غازی کا شانہ اس کے کندھے سے ٹکرایا تو وہ اپنی جگہ کانپ کر رہ گئی۔

کیوں بھائی۔شادی تو آپ کو ضرور کرنی چاہیے۔ویسے بھی آپ میں کوئی کمی تھوڑی نہ ہے۔لاکھوں" میں ایک ہیں آپ۔"جے بی نے گن کو رومال سے صاف کرتے مصروف سے انداز میں جواب

دیا۔ غازی نے سلگتی نگاہوں سے اسے دیکھتے مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔ فانیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

جس فیلڈ سے میرا تعلق ہے میری بیوی مجھ سے خوفزدہ ہوئی تو پھر۔" غازی نے معصومیت کا اظہار" کیا۔ حشمت نے سرزنشی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

تم کونسا کوئی غلط کام کرتے ہو۔ غازی ہمیشہ لوگوں کی بھلائی کیلیے کام کرتے ہیں۔" حشمت نے اسے" سختی سے ٹوکا۔

ہاں اسی بھلائی میں تو لوگوں کو مار مار کر اس ملک کی آبادی کم کر رہے ہیں۔" فانیہ اس کی جعلی" تعریفوں پہ کڑھ کر رہ گئی۔

غلط کام ہمارے لیے ٹھیک ہے لیکن قانون کی نگاہ میں وہ غلط ہی ہے۔ کوئی بھی لڑکی ایسے مرد سے" شادی کیلیے کیسے رضامند ہو سکتی ہے۔" غازی کی بات پہ فانیہ نے جہاں کوفت سے جمائی لی وہی جے بی نے آنکھیں چھوٹی کرتے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس قسم کی باتوں کا مقصد کیا تھا آخر۔

یہ سب چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ لڑکی کیسی ہونی چاہیے۔" غازی جو اپنی شرٹ کے اوپری بٹن کھول رہا" تھا تھم سا گیا البتہ جے بی اب تجسس کے مارے اس کے قدموں میں ہی قالین پہ بیٹھ چکا تھا۔

مجھے دیکھ کر جو خوفزدہ نہ ہو۔ میری نگاہوں میں سرد مہری محسوس کر بھی وہ نہ گھبرائے۔ جوڈنکے کی "
چوٹ پہ مجھے چیلنج کرنا جانتی ہو۔ ایسی لڑکی ہونی چاہیے۔" اس نے آنکھیں موندے ہی سنجیدگی سے
جواب دیا۔

شوخا ڈیمانڈز تو ایسے بتارہا ہے جیسے بڑا ہی کوئی جینٹل مین ہو۔" فانیہ ایک بار پھر دانت پیستے ہوئے دل "
ہی دل میں بولی۔

آپ کو دیکھ کر تو چیونٹی بھی کانپ جائے ایسی لڑکی کہاں سے تلاش کروں۔" جے بی ناک منہ "
چڑھاتے بے دلی سے بولا۔ غازی ہمیشہ ایسی ہی ڈیمانڈز کرتا تھا جس کا پوری ہونے کا شائبہ بھی نہ ہو۔
آپ مجھے دیکھ کر مسکرا کیوں رہے ہیں۔" اس کی مسکراہٹ اس لمحے فانیہ کو بے تحاشہ کھٹکی تھی تبھی "
تنک کر بولی۔ غازی اس کی بات پہ کوئی جواب دیے بغیر گہرا سانس بھرتے سیدھا ہوا۔
تمہیں بہت فکر ہو رہی تھی نا میری بیوی کی تو تمہاری اطلاع کیلیے عرض ہے کہ میں نے وہ ڈھونڈ لی "
ہے۔" اس کی پراسرار سرگوشی پہ فانیہ کا سانس رک گیا۔ اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے خوفزدہ
نگاہوں سے اسے دیکھا لیکن یکلخت اس سوچ نے اس کا دماغ ہلکا پھلکا کر دیا کہ وہ تھوڑی نہ آنٹی ہو سکتی
ہے۔

وہ آنٹی تم بھی تو ہو سکتی ہو۔" لیکن غازی کی اگلی بات پہ وہ جو چہرہ جھکائے مسکرانے کا فریضہ سرانجام دے رہی تھی چونکی ٹھٹھکی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے غازی کو دیکھا جو پرسکون سا صوفے پہ پھیلا ہوا تھا۔ گہری نگاہیں اسی پہ ٹکی تھی۔

مم۔ میں تو بچی ہوں ابھی۔" اس نے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیری۔"

حرکتیں تو پکی آنٹیوں جیسی ہیں۔" غازی نے جیسے اس کی بات کو ہوا میں اڑا دیا۔ فانیہ نے روہانسی" نگاہوں سے حشمت کو دیکھا جو بغور غازی کو دیکھ رہے تھے۔

یہ کیا بول رہے ہو تم۔" حشمت بھی اب کی بار سیدھے ہو بیٹھے۔"

جو بھی بول رہا ہوں بہت سوچ سمجھ کر بول رہا ہوں بابا۔ ویسے بھی اس میں میری کوئی رضامندی" نہیں ہے۔ میں تو اس لڑکی کو بچانے کی خاطر یہ قدم اٹھانا چاہتا ہوں۔" غازی نے سکون سے بولتے ان سب کے سروں پہ دھماکہ کیا۔ اس کے برعکس فانیہ اس کی چالاکی پہ مٹھیاں بھینچ گئی۔ اس لمحے اسے غازی سے بے تحاشہ نفرت محسوس ہوئی تھی۔

آپ کو میری فکر کرنے میں جان آدھی کرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنا خیال خود رکھ" سکتی ہوں۔ کسی مرد کے سہارے کی ضرورت نہ مجھے کل تھی نہ آج ہے اور آئندہ زندگی میں کبھی

ہو گی۔"وہ اس کی بکواس پہ بپھرتے شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لب و لہجے میں بولی۔غازی نے حشمت کی موجودگی میں بہت مشکلوں سے خود پہ ضبط کیا تھا ورنہ شدت سے جی چاہ رہا تھا کہ اس لڑکی کا چہرہ تھپڑوں سے سرخ کر دیتا۔

انکل پلیز مجھے واپس بھجوادیں آپ۔"اب کی بار وہ حشمت کی جانب مڑتے بھیگے لہجے میں گزارش" کرنے والے انداز میں بولی۔انہوں نے اس کا سر تھپتھپایا۔اس دوران صرف جے بی ہی تھا جس کی زیرک نگاہیں فقط غازی کے سرد و سپاٹ چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

تم مجھے پوری بات بتاؤ گے۔"حشمت اب کی بار غازی پہ بگڑے۔اس نے لاپرواہی سے شانے" اچکائے۔

اس کی فیملی مافیہ سے تعلق رکھتی ہے۔"غازی کے سفاک لہجے پہ فانیہ کے قدم باقاعدہ" لڑکھڑائے۔اس نے بمشکل صوفے کا سہارہ لیتے خود کو گرنے سے بچایا تھا۔وہ جو اس حقیقت کو تاعمر سب سے چھپانا چاہتی تھی وہ بات یوں اچانک ان پہ آشکار ہو جائے گی یہ تو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔حشمت اور جے بی نے بے یقینی کی کیفیت میں فانیہ کو دیکھا جو حلق تر کر رہی تھی۔دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں سختی سے پیوست تھی۔وہ شخص اسے ان سب کی نگاہوں میں گرا رہا تھا۔

یہاں بہت سے لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ یہاں اٹلی سے کوئی ایسا مسافر آیا ہے جو مافیہ کی فیملی سے تعلق رکھتا ہے اور وہ لوگ اسے پکڑنے کی کوششوں میں ہے بس اسی لیے میں اسے پروٹیکشن دینے کا سوچ رہا تھا۔" اس نے بے نیازی سے بولتے بالوں کو ہاتھوں سے سنوارا جیسے اس سب سے حقیقت میں اسے کوئی فرق نہ پڑتا ہو۔

لیکن یہ لڑکی مافیہ۔" حشمت کے لہجے میں کر ختگی اتر آئی۔"

پلیز انکل آپ مجھ سے بدگمان مت ہو۔ میری فیملی مافیہ سے تعلق ضرور رکھتی ہے لیکن مم۔ میں ویسی نہیں ہوں۔" اس نے نم لہجے میں بولتے انہیں اپنی بات کا یقین دلانا چاہا۔ ایک زہریلی نگاہ وہ اس شاطر انسان پہ ڈالنا نہیں بھولی تھی۔ حشمت کی نگاہ میں وہ اپنے لیے نفرت چاہ کر بھی نہیں دیکھ سکتی تھی۔

نکاح خواں بس آتا ہی ہو گا۔ آپ تیار رہیں جتنی جلدی یہ کام ہو جائے بہتر ہے۔ نکاح کی سنت آپ" کی موجودگی میں ہی ادا کی جائے گی بابا۔" غازی نے مسکرا کر انہیں تسلی دی۔ وہ چاہ کر بھی مسکرا نہ سکے۔ بس دل میں ایک کھٹکا سا لگا تھا۔ فانیہ کو اس لمحے غازی کی مسکراہٹ زہر لگی۔ شدت سے جی چاہا اس کے لبوں کی مسکراہٹ نوچ لے۔ وہ ہولے سے سر ہلاتے وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی

جے بی نے بھی خاموشی سے وہاں سے کھسکنا ہی ضروری سمجھا کیونکہ فانیہ قہر برساتی نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

"کیسا لگا سرپرائز۔" وہ دلکشی سے مسکراتے اس کے نزدیک آیا۔ آنکھوں میں جیت کا خمار صاف واضح تھا۔

"میں نے اپنی پوری زندگی میں آپ جیسا گھٹیا اور پیچ انسان کبھی نہیں دیکھا مسٹر غازی۔ مجھے سب کی نگاہوں میں گرا کر اور خود ماہان بنا کر کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں آپ۔ آپ جینٹل مین ہے؟" اس نے طنزیہ لہجے میں بولتے بھنویں اچکائی۔ اس کی نگاہوں میں تضحیک تھی۔ غازی کی مسکراہٹ سمٹی۔ فانیہ نے جھک کر میز سے آئینہ اٹھایا اور عین اس کے چہرے کے سامنے کیا۔

"غور سے دیکھیں اس آئینے کو۔ اس خوبصورت چہرے کے پیچھے آپ کو ایک مکروہ چہرہ بھی دیکھنے کو ملے گا جو آپ پہ یہ حقیقت اچھے سے آشکار کر دے گا کہ آپ اصل میں جینٹل مین نہیں بلکہ ولن ہیں۔" وہ بے رحمی سے بولی۔

"ویسے اکثر ولن ہی تو حسین ہوتے ہیں جو چپکے سے دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔" وہ زچ کر دینے والی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے بائیں آنکھ دبا گیا۔ اس کی بے نیازی پہ فانیہ کا خون کھول اٹھا۔ وہ اس پہ

دو حرف بھیجتی تن فن کرتے اپنے کمرے میں چلی آئی۔ اس کے جاتے ہی غازی کا چہرہ ایک بار پھر سپاٹ ہو چکا تھا۔ اس نے کسی کا نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگایا۔

مجھے ارجنٹلی ساؤ پالو جانا ہے ہیلی کاپٹر تیار رکھنا۔" ایک ایک لفظ چبا کر ادا کرتے اس نے فون کاٹ" دیا۔ اب بس اسے نکاح خواں کا انتظار تھا۔ وہ بے تاثر چہرے سمیت صوفے پہ ٹکتے آنکھیں موند گیا۔

****

وہ جو پر سکون سی آنکھیں موندے صوفہ کم بیڈ پہ نیم دراز اپنے پیروں کا مساج کروانے میں مگن تھی دروازہ ایک جھٹکے سے کھلنے کی بدولت ماحول میں ارتعاش سا پیدا ہوا۔ اس نے ناگواری سے آنکھیں کھولی۔ سیم بھی اپنی بے اختیاری پہ خجل سا ہوتے چہرہ جھکا گیا۔ بیلا نے چہرہ موڑتے آنے والی شخصیت کو دیکھا لیکن وہاں کھڑے سیم کو دیکھ اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

شاید تم اپنی تعلیمات فراموش کر چکے ہو سیم۔" اس نے آنکھ کے اشارے سے ان سب ملازماؤں کو" وہاں سے جانے کا اشارہ کیا اور خود گاؤن کی ڈوری کستے اٹھ کھڑی ہوئی۔ گلاب کے پھولوں کی خوشبو سے پورا کمرہ مہک رہا تھا۔ سیم کی نگاہیں اس کے سرخ و سفید پیروں پہ جم کر رہ گئی۔ کس قدر نرم و نازک محسوس ہو رہے تھے وہ۔

"آئی ایم سوری بی۔ وہ بس خبر ہی ایسی تھی۔" وہ جو تولیے سے اپنے سنہری بالوں کو سنوار رہی تھی اپنے ہاتھ کی حرکت روکتے اس کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوئی تھی۔ سیم اپنی بے اختیاری پہ خجل سا ہو گیا۔

"کیسی خبر۔" اس نے شانے پہ گرے بالوں کو جھٹکا۔ پانی کی بوندیں سیم کے چہرے کو سلامتی پیش کر گئی۔ وہ لب بھینچ گیا۔

"بی وہ۔ جولین۔" وہ کچھ بولتے بولتے رکا۔ بیلا کی آنکھوں میں تجسس پھیلا۔ وہ سیدھا ہو کر بیٹھی اور بھنویں اچکائی۔

"راجر نے مروا دیا اسے۔ اس نے اپنے بیٹے کو ہی مروا دیا بی۔ فقط ان ہیروں کی خاطر۔ صبح کمرے سے اس کی لاش ملی ہے۔" اس نے چہرہ جھکاتے جیسے بیلا کی سماعتوں میں بم پھوڑا تھا۔ بیلا نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا اور صوفے پہ بیٹھتے آنکھیں موند گئی۔ اب وہ مسلسل اپنی پیشانی مسل رہی تھی۔ چہرے سے اضطراب واضح تھا۔

"پہلے پہل مجھے بھی دکھ ہوا تھا لیکن پھر میں نے سوچا برا تھا اچھا ہوا جان چھوٹی۔"

"کبھی تم میرے مرنے پہ بھی یہی تبصرہ کرو گے رائٹ۔" ایکدم نجانے اسے کیا ہوا وہ غضب بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے سرد مہری سے بولی۔ سیم نے نفی میں سر ہلایا۔

ایسی بات نہیں ہے بی بس وہ۔" بیلا نے ہاتھ اٹھاتے اسے وہی روک دیا۔"

"بس ایک کشمکش تھی کہ ایک باپ اپنی ہی اولاد کو کیسے۔"

مار سکتا ہے سب کچھ ہو سکتا ہے یہاں۔ یہ سیاہ دنیا ہے یہاں شوہر بیوی کو باپ بیٹے کو اور بیٹی ماں کو بھی" مار سکتی ہے۔ اس میں کیا نیا ہے۔" بیلا کے لہجے میں تمسخر اتر آیا۔ سیم نے تاسف سے سر جھٹکا۔ وہ اب سیم کو مکمل طور پہ نظر انداز کرتے سیگریٹ سلگا رہی تھی۔ سیم کی نگاہیں ایک بار پھر اس کی پنڈلیوں پہ ٹکی تھی۔ گاؤن اونچا ہونے کی بدولت اس کی ٹانگیں واضح دکھ رہی تھی۔

لگتا ہے خاص نظر کرم ہے ہم پہ کسی کی جو کسی کے خون سے ہاتھ رنگنے ہی نہیں پڑ رہے۔ اگلے انسان" کا خود بخود صفایا ہو جاتا ہے۔" وہ ایک گہرا کش بھرتے مزے سے بول کر بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ سیم اس کے لب و لہجے کے بدلنے پہ ٹھٹھک گیا۔

بی آپ پر سکون ہیں اس کی موت سے۔" وہ الجھا۔"

میرے سکون میں ہونے یا نہ ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ اس کا باپ پر سکون ہو گا اس کی موت سے" تبھی تو مار ڈالا اپنے ہی بیٹے کو۔" بیلا نے لاپرواہی سے شانے جھٹکے اور ٹانگیں میز پہ رکھتے ہلانے

لگی۔یکلخت اسے نجانے کیا سوجھی اس نے چہرہ موڑتے تنقیدی نگاہوں سے اس کا جائزہ لیا تھا جو بغور اسے ہی دیکھ رہا تھا بو کھلا گیا۔

"بب۔بی کیا ہوا آپ ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔" وہ ہکلا کر بولتے اسے ہنسنے پہ مجبور کر گیا۔اگلے ہی لمحے اس نے انگلی کے اشارے سے اسے نزدیک آنے کا کہا تھا۔ سیم نے فوراً سے پہلے اس کے حکم کی تعمیل کی۔

"کافی بدل گئے ہو تم۔" اس نے نزدیک کھڑے سیم کی چوڑی ہتھیلی کھولتے اپنی نگاہوں کے عین سامنے کی۔ سیم کا دل آنے والے لمحات کا سوچتے بے تحاشہ لرز رہا تھا۔

"دل میں اگر کوئی راز ہے تو چھپانا مت کیونکہ اگر مجھے غیروں سے علم ہوا تو پھر تم بھی میرے لیے غیر ہی کہلاؤ گے سیم۔" اس نے بنا اسے کوئی مزاحمت کا موقع دیے سیگریٹ اس کے ہتھیلی پہ رکھ دیا۔ سیم نے ہتھیلی پہ جلن محسوس کرتے سختی سے آنکھوں کو میچ لیا۔ اگلے لمحے بیلا نے ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔چہرے پہ پتھریلے تاثرات رقم تھے

"بی۔" سیم نے گھبرا کر اسے پکارا۔ کیا وہ اس کا چہرہ تو نہیں پڑ گئی۔ سیم نے حلق تر کیا کیونکہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اب المیرا کی جانب بڑھ رہی تھی۔

مجھے پیچھے سے پکارنے والے سخت زہر لگتے ہیں۔ تم اپنی تعلیمات کیوں فراموش کر بیٹھے ہو۔ وہ میز پہ" رکھا پیش بہا گلدان زمین پہ مارتے غرائی۔ سیم نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچ لیا۔

آپ کچھ یاد رہنے ہی کب دیتی ہیں بی۔" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔ بیلا نے اس کا جبڑا اپنے ہاتھوں میں" جکڑتے کھردری نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھی۔ سیم کی آنکھیں باہر کو ابل پڑی۔

جو میں سوچ رہی ہوں کوشش کرنا ایسا کچھ نہ ہو کیونکہ اگر ایسا کچھ ہوا سیم تو ٹرسٹ می سچ میں تمہیں" کچھ یاد رکھنے کے قابل نہیں چھوڑوں گی۔" وہ اس کے چہرے پہ جھکتے پھنکاری۔ سیم نے دانت پہ دانت جماتے آنکھیں میچ لی لیکن جواب میں خاموش رہا۔ وہ اسے صوفے پہ دھکا دیتے سیدھی ہوئی اور ایک زہر میں ڈوبی نگاہ اس پہ ڈالی۔

گیٹ آؤٹ فرام ہیئر۔" وہ بولی نہیں تھی دھاڑی تھی۔ اس دوران اس نے ایک بار بھی سیم کی جانب" دیکھنا گوارا نہیں کیا۔ تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

آپ ایسا نہیں کر سکتی بی۔ میں نے آپ کے قدموں کے ساتھ قدم ملانا سیکھا ہے۔ آپ مفاد پرست" نہیں۔" نا چاہتے ہوئے بھی سیم کا لہجہ تلخ ہو گیا۔

"یہاں سب اپنے مفاد کیلیے جیتے ہیں۔ کوئی کسی کا سگا نہیں ہوتا۔ اگر سب ہی دنیا میں اچھے ہو جائیں گے تو یہاں انسان کم فرشتے زیادہ پائے جائیں گے۔" بیلا نے انگلی اٹھاتے اسے واضح کیا۔ سیم نے تڑپ کر نفی میں سر ہلایا۔

"ویسے میں بھی ایک فرشتہ ہی ہوں۔" وہ دلفریبی سے بولتے پلٹی۔ سیم چونکا۔

"مگر موت کا۔" اگلے ہی لمحے اس کا لہجہ بدل گیا۔ آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔ سیم کا دل بھی سکڑ کر پھیلا۔ وہ اس کے عتاب سے بچنے کی خاطر اس سے قبل لمبے لمبے ڈگ بھرتے اس سے قبل باہر کی جانب بڑھتا بیلا کی سفاک آواز نے اس کے قدم روک لیے۔ وہ رکا ضرور تھا مگر پلٹا نہیں۔

"پیچھا کرو راجر کا جہاں تک ہو سکتا ہے اور پھر۔" وہ دلکشی سے مسکرائی۔

"وہ جہاں جہاں جائے اس کی خبر رکھو اور کل تک یہ خبر ہر نیوز چینل پہ چلوا دو۔ کسی بھی طرح پولیس تک یہ خبر پہنچاؤ کہ اس بیگز میں ڈرگز ہیں بہت ہیوی قسم کے یہاں تک کہ اس سے جان بھی جا سکتی ہے۔" اس کا اطمینان دیکھنے لائق تھا۔ سیم جھنجھلا کر پلٹا۔

"لیکن بی اس میں ڈرگز نہیں بلکہ ہیرے۔"

اس میں ڈر گز ہی ہیں سیم۔ اب تمہیں جانا چاہیے۔ باقی کام پولیس سنبھال لے گی۔" وہ زہر خند لہجے میں بولتی اسے لب بھینچنے پہ مجبور کر گئی۔ سیم اس کی باتوں سے الجھتے تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔ اس کے جاتے ہی بیلا کھل کر ہنسی اور بیڈ پہ گرنے والے انداز میں لیٹی تھی۔

اپنی بھیانک موت کا انتظار کر راجر کیونکہ اگلی باری تیری ہی ہے۔" وہ سفاکیت سے بولتے کروٹ بدل گئی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

نکاح خواں کے آتے ہی غازی نے اشارے سے جے بی کو فانیہ کو لانے کا کہا تھا۔ وہ سر ہلاتے اندر چلا گیا۔ حشمت اس دوران خاموش تماشائی بنے بیٹھے اس ساری صورتحال کو سمجھنے کی تگ و دو میں تھے۔

بابا از ایوری تھنگ اوکے؟" غازی نے ان کے شانے پہ ہاتھ رکھتے سنجیدگی سے استفسار کیا۔ وہ" نا چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیے۔

بھائی۔" جے بی کی پکار پہ غازی نے چونک کر اسے دیکھا اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔ جواباً وہ" نفی میں سر ہلا گیا۔ غازی کی آنکھوں میں سرد مہری دوڑ گئی۔ وہ وہاں موجود گواہان کو ایک نظر دیکھتے مضبوط چال چلتے اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔ بنا دستک دیے وہ جوں ہی اندر داخل ہوا وہ گھٹنوں میں

چہرہ دیے رونے کا شغل فرما رہی تھی۔غازی کی کشادہ پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔اس کا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔

"کس کی موت کا ماتم منا رہی ہو لڑکی۔"

کاش آپ کی موت کا منا رہی ہوتی۔"وہ وہی بیٹھے بیٹھے حلق کے بل چیخی۔"

افسوس تمہاری یہ حسرت ناکام ہی رہے گی۔"غازی نے جیسے اس کی حالت سے حظ اٹھایا۔"

چلو اب جلدی کرو۔یہ فضول کے چونچلے مجھے بلکل نہیں پسند۔باہر نکاح خواں آگیا ہے ہمارا ابھی اور" اسی وقت نکاح ہے۔مجھے تاخیر بلکل نہیں پسند اس طرح میرا تاثر سب پہ غلط پڑتا ہے۔غازی اس سے ایسے مخاطب تھا جیسے یہ اس کیلیے بہت عام بات ہو۔

مم۔میں اس نکاح نامی چیز کو نہیں مانتی۔"وہ ہچکیوں کے درمیان مظلومیت سے بولی۔غازی نے" نفرت سے اسے دیکھا۔

اور میں صرف نکاح کو ہی مانتا ہوں اور تمہارے لیے یہی اہم ہونا چاہیے۔شکر کرو تم جیسی لڑکی سے " "مجھ جیسا انسان ایک پاک بندھن میں باندھ رہا ہے ورنہ تم جیسیوں کو تو لوگ۔

بکواس بند رکھیں اپنی۔ میں آپ کی ان باتوں کو سننے کی پابند نہیں ہوں۔" اس کے الفاظ نشتر تھے۔ فانیہ کی روح تک گھائل ہو گئی۔ وہ کس قدر دھڑلے سے اس کے کردار پہ بات کر رہا تھا۔ غازی تلخی سے مسکرایا اور مضبوط قدم اس کی جانب بڑھانے لگا۔ اسے اپنی جانب آتا دیکھ فانیہ کے کپکپاتے لبوں پہ سکوت ٹھہر گیا۔ وہ بنا پلک جھپکائے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔

نکاح کرنا آسان ہے یا مرنا۔" اس کے تفتیشی لہجے پہ فانیہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔"

آپ جیسے انسان سے نکاح کرنے سے بہتر ہے کہ بندہ مر ہی جائے۔ آپ کے ساتھ جڑ کر بھی پل پل" کی موت ہی مرنا ہے۔" وہ غصے کے عالم میں بولی۔ غازی کچھ سوچ کر ستائشی انداز میں مسکرایا۔

اس مرنے میں بھی ایک لطف ہو گا۔ سوچ لو۔" غازی نے اب کی بار اپنے لہجے کو حتی الامکان نرم" رکھتے پیشکش رکھی۔

ایسا کیا ہو گا اس موت میں۔" وہ چیخ کر بولی۔ آنکھوں میں بے نام سی خفگی لہرا رہی تھی۔"

مجھ جیسے خوبصورت انسان کے ہاتھوں سے مر کر تمہیں اچھا محسوس ہو گا۔" اس کے عنابی لبوں پہ" زچ کر دینے والی مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔ فانیہ تنگ کر رہ گئی۔

میں یہ نکاح قطعی نہیں کروں گی۔ نہیں کروں گی نہیں کروں گی۔ آپ کون ہوتے ہیں مجھ پہ یہ" پابندیاں نافذ کرنے والے۔" فانیہ کے ہتک آمیز لہجے پہ غازی نے فانیہ کی کلائی مڑور کر پشت سے لگائی۔ فانیہ سہم کر مزید شدتوں سے رونے لگی۔ اس کی گرفت انتہائی سخت تھی البتہ چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

فالوقت تو نہیں ہوں کچھ لیکن تمہارے قبول کرنے کے بعد تمہارے شوہر کے عہدے پہ فائز" ہو جاؤں گا اور اس کے بعد تفصیل سے اپنا آپ تم پہ واضح کروں گا۔" وہ اس کے گال پہ انگلی پھیرتے معنی خیزی سے بولا۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش فانیہ کو جھلسانے کو کافی تھی۔ وہ کسمساتے اپنی کلائی اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی سعی کر رہی تھی۔

کسی بھی قسم کی چالاکی مت کرنا خاموشی سے قبول ہے بول دینا ورنہ اس گن کی اگلی گولی تمہارے" دماغ میں اتار دوں گا۔" اس کا پتھریلا سخت لہجہ فانیہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑا گیا۔

نہیں بولوں گی۔۔۔ جو کرنا۔" ٹریگر دبانے کی آواز پہ اس کا دل اچھل کر حلق میں آگیا۔ ناچاہتے" ہوئے بھی اس کا سر تیزی سے اثبات میں ہل گیا۔ غازی معنی خیزی سے مسکرایا اور اس کا گال تھپتھپاتے باہر نکل گیا۔ اس کے جاتے ہی فانیہ اپنا دکھتا سر دونوں ہاتھوں میں تھامتے ڈھے سی گئی۔

اگر بی کو اس متعلق کچھ بھی علم ہو گیا تو۔" اس کا دل بیلا کے متعلق سوچتے سوکھے پتے کی مانند لزرنے لگا۔

جس شخص کی وہ شروع سے ہی نفی کرتی آئی تھی اگلے بیس منٹ میں وہ اس کے نام سے جڑتے شاید اپنی پہچان کھو چکی تھی۔ شاید نہیں یقیناً۔ وہ اب فانیہ قیس نہیں رہی تھی بلکہ مسز غازی کے عہدے پہ فائز ہو چکی تھی۔ نکاح ہو چکا تھا اور وہ کوئی مزاحمت بھی نہ کرپائی تھی۔ آج کا دن اس کی زندگی کا سب سے برا دن تھا جسے وہ نا چاہتے ہوئے بھی ہمیشہ یاد رکھنے والی تھی۔ ایک ان چاہے شخص کے ساتھ جڑنے کی تکلیف کوئی اس لمحے فانیہ سے پوچھتا۔ اس نے سختی سے اپنی جلتی آنکھوں کو میچ لیا۔ مسلسل رونے کی بدولت اسکی آنکھیں جلن کا شکار تھی۔

****

کہاں سے آرہے ہیں آپ۔" مینا نے اسے تھکے تھکے سے انداز میں اندر آتا دیکھ آڑے ہاتھوں لیا۔ غزوان نے تیکھی نگاہوں سے اسے دیکھا اور بنا کوئی جواب دیے سیدھا اندر چلا آیا۔ اس لمحے وہ کسی سے بھی بات کرنے کی حالت میں نہیں تھا۔

میں پوچھ رہی ہوں کہاں تھے آپ۔ کل رات سے غائب۔ کچھ اتا پتا ہی نہیں۔ کس کے ساتھ تھے "

" آپ۔ کہی اس بیلا۔

کین یو پلیز شٹ اپ۔ "وہ اس کی ایک ہی تکرار پہ چڑتے پھنکارا۔ مینا نے ڈر کر دو قدم پیچھے " لیے۔ سامنے بیٹھا شخص اتنی جلدی اپنا ٹیمپر لوز کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔

رہی بات اس بیلا کی تو میری بات کان کھول کر سن لو مینا بیگم ارے نہیں نہیں نومیہ بیگم۔ "وہ تنفر " سے بولتے مذاق اڑانے والے انداز میں ہنسا۔ مینا سفید پڑتے چہرے سمیت پہلو بدل کر رہ گئی۔

"مم۔ میں کسی نومیہ کو۔"

تم بہت اچھے سے جانتی ہو اور تم کیا میں بھی اسے بہت اچھے سے جانتا ہوں تم وہ نومیہ ہو جسے چمک " دمک میں جینے کا بہت شوق تھا تبھی اپنے گھر سے رات کے اندھیرے میں کسی غیر محرم کے ساتھ بھاگی تھی اور پھر جب تم اپنی غلطی کی سزا کاٹنے جا رہی تھی شاہ نور محل میں تم نے میری زندگی جہنم بنا دی۔ "وہ کاٹ دار لہجے میں بولتے پے در پے اس پہ وار کر رہا تھا اور نومیہ کا سانس خشک ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے ہاتھ مارتے ڈریسنگ ٹیبل پہ موجود ہر چیز ایک جھٹکے سے زمین پہ پھینک دی۔

"غغ۔ غزوان۔"

کبھی سوچا ہے ایک مرد کا دکھ جب اسے ایک استعمال شدہ عورت ملتی ہے۔ وہ شخص جس نے کسی" عورت کو پوری زندگی میں آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا ہو اور اسے تم جیسی بازاری عورت مل جائے۔ سمجھتی ہو اس درد کو۔" وہ اذیت سے بولتے مسکرایا۔ نومیہ کا شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ اس کا تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ ماتھے کی رگیں بے تحاشہ پھولی ہوئی تھی۔ غزوان نے دونوں ہاتھوں سے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ میں کوئی بازاری عورت نہیں ہوں۔" وہ اپنے دفاع میں چیخی۔ غزوان" کھل کر ہنسا۔

یاں سچ میں تم ایک طوائف ہو اور نجانے کتنے بستروں کی زینت بن چکی ہو لیکن افسوس پیسے کی حوس" نے تمہیں اس قدر اندھا کر دیا ہے تبھی اپنے شوہر کا ہی سودا کرنے چلی تھی۔" اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔ آنکھوں میں جیسے خون اتر آیا تھا۔ نومیہ کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

"غزوان مجھے وہ سب کہنے پہ اس بیلا نے مجبور کیا تھا۔"

تمہاری فطرت کا بخوبی اندازہ ہے مجھے۔ تم پیسوں کیلیے کچھ بھی کر سکتی ہو۔ اس دن کو یاد کرو نومیہ جب تم نے میرے کردار پہ الزام لگایا تھا لیکن اس دن بھی میں نے صرف تمہاری روداد سنی تھی جو جو تم پہ

گزرا وہ سب سنا تھا تمہیں وہاں سے نکلنا تھا اسی لیے تم نے وہ سب کیا میں نے ہر حال میں تمہارا ساتھ دیا تمہارا جھوٹ سچ سب کہا مان لیا لیکن اب پہلی بار میں بیلا کی بات سے متفق ہوں کہ تم ایک بکاؤ عورت ہی ہو۔ جہاں پیسہ دکھا وہی رال ٹپکانی شروع کر دی۔" وہ زہر خند لہجے میں بولا۔ نومیہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

تم ایک بے حیا عورت ہو۔" اس نے اسے پیچھے دھکا دیا۔"

مجھے بس اسی دن کا انتظار ہے جب تم خود آ کر مجھ سے طلاق کا مطالبہ کرو گی۔ میں تمہیں خود طلاق" دے کر اپنے بیٹے کی نگاہ میں ظالم نہیں بن سکتا۔" وہ بے تاثر لہجے میں بولتے اپنی ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرنے لگا۔ مینا پتھر بنی اس کے لفظوں کے زیر اثر تھی۔

اس کمرے میں تم بس میرے بیٹے کی ماں کی حیثیت سے موجود ہو کیونکہ غزوان جاہ نومیہ عرف حور" اور مینا سے شدید نفرت کرتا ہے۔ وہ اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرتے اس کے نزدیک آیا اور درشتگی سے اسے باور کراتے اس کے شانے کو جھٹکا دیتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی نومیہ نے کب کا رکا ہوا سانس فضا کے سپرد کیا۔

تمہارے ساتھ رہنے کو مرا ابھی کون جا رہا ہے۔ پیسوں سے غرض ہے بس مجھے ویسے بھی غضنفر کون" سا یونہی تعلقات بڑھا رہا ہے مجھ سے اچھا خاصہ معاوضہ دیتا ہے مجھے۔"وہ مزے سے بولتے سر جھٹک کر ہنس دی جیسے غزوان کا مذاق اڑا رہی ہو۔

****

یور گیم از اوور۔"اس نے ایک آنکھ بند کرتے سامنے بورڈ کا نشانہ لیا اور تیر اس جانب اچھالا جو سیدھا" نشانے پہ لگا تھا وہ اپنی جیت پہ فتح مندی سے مسکرادی۔ آنکھیں کسی خیال کے تحت چمک رہی تھی۔

بی۔وہ پولیس نے راجر کو پکڑ لیا ہے۔"سیم کا تنفس بھاگنے کی بدولت پھولا ہوا تھا۔بیلا دلکشی سے مسکرا" کر پلٹی تو سیم کی نگاہ اس کے چہرے سے ہوتے سیدھا دیوار پہ لگے بورڈ سے جا ٹکرائی جہاں راجر کے چہرے پہ سیاہ کر اس کے ساتھ تیر بھی مارا گیا تھا۔اس کے چہرے پہ نا سمجھی کا تاثر پھیلا۔بیلا نے اس کی بات کا جواب دیے بغیر سرشاری کی کیفیت میں قدم لاؤنج کی جانب بڑھائے جہاں رپورٹر چیخ چیخ کر ایک ہی بات بول رہی تھی اور قیس پھٹی پھٹی نگاہوں سے ٹی وی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

شہر کے نامور بزنس مین راجر اپنے بیٹے کی موت اور ڈرگز سمگلنگ کے سلسلے میں زیر حراست۔" بیلا" نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے۔ اس دوران وہ قیس کے اڑے اڑے حواسوں کا جائزہ ہی نہ لے پائی۔

"بی۔ یہ سب کک۔ کیا ہو رہا ہے بیلا۔" قیس گھبراہٹ آمیز لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔

"کیا آپ کو دکھائی دینا بند ہو گیا ہے ڈیڈی۔" بیلا نے دائیں آئبرو کو جنبش دی۔ قیس جھنجھلا کر رہ گیا۔

"کیا یہ سب تمہارا کیا دھرا ہے۔ تم ایسا کیسے کر سکتی ہو۔ تم جانتی ہو کہ میرا راجر سے کتنا پرانا یارانہ ہے۔ میں بزنس میں اس کی بدولت بہت منافع کما چکا ہوں اب سب کیسے۔"

"راجر کیلیے پریشان مت ہو ہو سکتا ہے بہت جلد آپ بھی اس کے ساتھ ہو اور ہاں سیم جس جس کمپنی سے یہ لوگ تعلق رکھتے تھے ان سب تک میرا پیغام پہنچا دینا کہ راجر کہی نہیں بس بیلا ہے اور بیلا ہی رہے گی اور ہاں مافیہ اگر حفاظت کرے گا تو کوئی ان سے پنگا نہیں لے پائے گا لیکن اگر کسی نے ہمیں ہمارا منافع دینے سے منع کیا تو ہم ان کی کمپنی کیا انہیں بھی اٹھوا لیں گے۔ یہ بات ان کے دماغ میں بہت اچھے سے فٹ کر دینا۔" بیلا کا چہرہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ آنکھیں بھی بے تاثر تھا۔ نگاہیں ٹی وی سکرین پہ جمی ہوئی تھی۔

"کک۔ کیا مطلب۔" قیس ہڑبڑا کر بولا۔

"ارے یہ آپکے ماتھے پہ پسینہ کیسا۔" بیلا نے مصنوعی حیرانگی سے بولتے اس کی پیشانی کو چھوا تو وہ بدک کر بیلا سے فاصلہ قائم کر گیا اور چور نگاہوں سے اسے دیکھا۔ بیلا مسکراہٹ دبا گئی۔ اس نے گلابی رنگ میں رنگے لبوں کو دانتوں میں دبایا۔ اس کی اس حرکت کو سیم نے بغور دیکھا تھا لیکن بیلا کی آواز سن وہ سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"کیوں پریشان ہو رہے ہیں ڈیڈی آپ نے کوئی گناہ تھوڑی کیا ہے۔" وہ ناگواری سے بولتے پلٹی۔ قیس کا سانس بحال ہوا ورنہ بیلا سے کوئی بعید نہ تھا کہ اپنے باپ کو بھی جان سے مار ڈالتی۔

"پہلے لورینزو اور پھر شاہ پہ وہ الزام اور اب راجر۔" قیس پریشانی سے اپنا سر پیٹنے لگا۔ بیلا کا چہرہ اس دوران سپاٹ ہی رہا تھا۔

"سیم مجھے کسی بھی حال میں فانیہ سے بات کرنی ہے۔ اسے یہاں سے جانے کی آزادی تھی وہ تو رابطہ ہی منقطع کر کے بیٹھی ہے۔ مجھے اسے بھی اپنی شادی کی اطلاع دینی ہے۔" وہ خوش تھی بے تحاشہ خوش اور وہ خوشی اس کے چہرے سے واضح چھلک رہی تھی۔ سیم نے حسرت سے اس کے لبوں کی مسکان

دیکھی۔ ایک لمحے کیلیے اس کا دل چاہا کہ ان لبوں پہ مسکراہٹ نوچ لے لیکن پھر اپنے ہی خیال کو جھٹکتے سر ہلا گیا۔

ڈیڈی شام سات بجے املفی کوسٹ پہنچ جایئے گا۔ شہزادی بیلا غزوان جاہ کے نام سے جڑنے جا رہی ہیں۔" وہ قیس کے سر پہ ایک اور دھماکہ کرتے آنکھوں پہ شیڈز لگاتے صدر دروازہ عبور کر گئی۔ قیس نے ناگواری سے ناک منہ چڑھایا۔ اس کی بات سے اختلاف کرنا مطلب اپنی ہی موت کو دعوت دینا تھا۔

****

شام کے سائے چاروں اطراف میں اپنے پر پھیلا چکے تھے۔ بادلوں نے سورج کو مکمل طور پہ اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ شاید بارش ہونے کا امکان تھا۔ ایکدم زوردار بجلی کڑکی تو وہ جو دکھتے سر کی بدولت کچھ دیر کیلیے سو گئی تھی سہم کر ایک جھٹکے سے اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی۔ ایک بار پھر نکاح کا منظر آنکھوں کے دریچے پہ لہرایا تو سر دکھنے لگا۔ شانے پہ بکھرے بالوں کو کیچر میں مقید کرتے اس نے چپل پیروں میں اڑسی اور دروازے کی چٹخنی گرائی۔ یہ لاک بھی اس نے غازی کے خوف سے ہی کیا تھا کہیں اس کے سوتے سوتے اندر آکر اسے جان سے ہی نا مار دے۔ گردن باہر نکالتے اس نے دونوں اطراف میں

نگاہیں دوڑائی۔ کسی کے نہ ہونے کا یقین کرتے ہی وہ بھاگنے والے انداز میں کچن کی جانب بڑھی تھی

تاکہ اپنے لیے چائے تیار کر سکے مگر وائے رے قسمت اسے بیچ راہ میں ہی رکنا پڑا کیونکہ اس کے عین

سامنے ہی وہ چٹان وجود تھا۔ وہ چہرہ جھکائے مسلسل اپنی بائیں ٹانگ ہلا رہی تھی۔

ہیلو مسز غازی۔ مجھ سے فرار حاصل کر رہی تھی۔" غازی نے ایک استحقاق بھری نگاہ فانیہ کے زردی"

مائل چہرے پہ ڈالی۔ دو دنوں میں ہی اس کا چہرہ نچڑ گیا تھا۔

اتنی دوری بھی اچھی نہیں ہوتی مسز۔" غازی نے اس کی ٹھوڑی سے چہرہ اونچا کرتے اس کی آنکھوں"

میں دیکھا۔ فانیہ کی ہتھیلیاں بھیگ گئی۔

راستہ دیں مجھے پلیز۔" وہ بمشکل اپنے کپکپاتے لہجے پہ قابو پاتے ہوئے بولی۔ غازی نے اس کی ٹھوڑی کو"

ایک جھٹکے سے چھوڑا تھا۔ وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹی۔

تمہارا راستہ روکنے کا مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے کسی خوش فہمی میں مت رہنا کہ میں نے تمہارا راستہ "

"روکا تھا وہ دراصل پیچھے بابا تھے اب ان کے سامنے ایک محبت کرنے والا شوہر بھی تو ثابت ہونا ہے۔

جعلی انسان۔" وہ اس کی چالاکیوں پہ تنگ آتے دل ہی دل میں بڑبڑائی۔ "

زبردستی کی بیوی بنایا ہے تمہیں۔ اتنا ناز نخرہ کسے دکھارہی ہو مسز۔ کوئی اوقات نہیں ہے تمہاری" میری نگاہ میں۔" وہ سفاکیت سے بولتے اس کے وجود کے پرخچے اڑا گیا۔ غازی نے اس کی کمر کے گرد بازو سختی سے حمائل کرتے اسے اپنے نزدیک تر کرلیا۔ فانیہ نے اس دوران ایک بار بھی پلکیں نہ جھپکائی۔ ایکدم نجانے اسے کیا ہوا وہ جھکا اور اسکی جلتی آنکھوں کو چوما تھا۔ اس کے سلگتے لمس پہ وہ غازی کی گرفت میں مچل کر رہ گئی۔

تمہیں کیا لگا نکاح ہو گیا تو کیا اب صرف رومانس ہو گا۔" وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے سے خوب" محظوظ ہو رہا تھا۔ غازی نے نفی میں سر ہلایا۔

اب صرف وہ ہو گا جو میں چاہونگا اور تم وہ کرو گی۔" وہ اس کے کان میں جھکتے پھنکار رہا تھا یا جتا رہا" تھا۔ فانیہ نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولی اور خود کو اس کی گرفت سے آزاد کراتے قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈالی۔

آپ کے ساتھ رومانس کرنے کا مجھے کوئی شوق بھی نہیں ہے۔ ہے کیا آپ چھتیس سینتیس سالہ" بوڑھے انسان جس کے جذبات اب مکمل طور پہ سرد پڑ چکے ہیں اور میں ایک نازک اندام حسینہ جس کے وجود میں ابھی بھی محبت اور رومانس کے کیڑے پائے جاتے ہیں۔" وہ اس کی بڑھتی عمر پہ چوٹ

کرتے ہوئے بولی۔غازی نے ایک خشک نگاہ اس پہ ڈالی۔اپنی آنکھوں پہ ابھی بھی اس کا جلتا لمس محسوس ہو رہا تھا۔

ٹھرکی بڈھا۔"وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔"

چلو میرے ساتھ۔"اس نے فانیہ کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے قدم بنگلو کے بیک یارڈ کی جانب" بڑھائے۔وہ اس دوران مسلسل اپنی کلائی آزاد کروانے کی سعی کر رہی تھی۔

فانیہ نے تحیر کے عالم میں اس قدر کشادہ اور حسین بیک یارڈ کو دیکھا۔یکلخت اسے اپنی تمام تر تھکن زائل ہوتی محسوس ہوئی۔لبوں پہ میٹھی سی مسکان پھیل گئی۔چاروں اطراف میں سبزہ اور پھولوں کی مہک اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر ڈال رہی تھی۔

لو تھاموا اسے۔"فانیہ نے نا سمجھی کی کیفیت میں اس کی چوڑی ہتھیلی کو دیکھا جس میں گن دیکھ اس کے" چہرے کے رنگ اڑ گئے۔اگلے کئی لمحوں تک بھی جب وہ یونہی ساکت وجامد کھڑی رہی غازی نے گن کو اس کی ہتھیلی پہ پٹخا تھا۔فانیہ کے ہاتھ کانپنے لگے۔اس کی حالت خراب ہونے لگی۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ یہاں سے روپوش ہو جاتی۔یہاں بی ہوتی تو اسی گن سے غازی کا بھیجا اڑا دیتی۔

اگر یہاں میری بی ہوتی تو ایک سیکنڈ بھی کم تھا وہ آپ کو بھیجا اڑا دیتی۔وہ کپکپاتے لہجے میں بولی۔

اوہ واؤ پھر تو تمہاری بی سے ملاقات لازم وملزوم ہے۔" غازی اس کی دھمکی کو سرے سے کسی کھاتے میں نہ لایا اور اسکی توجہ سامنے دیوار پہ رکھی بوتل کی جانب مبذول کرائی۔

تمہارا نشانہ کبھی بھی نہیں چوکنا چاہیے۔" وہ اب اس کے ہاتھوں میں گلوز پہنا رہا تھا۔"

میں کوئی ماہر شوٹر نہیں ہوں۔" غازی نے ذرا توقف کو رکتے اسے بغور دیکھا تو وہ دانت پیس گئی۔"

لیکن تمہیں بننا ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے کرختگی سے بولا۔ جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔"

کیوں۔" وہ چیخ کر بولی۔"

کیونکہ میں کہہ رہا ہوں اور میرا کہنا پتھر پہ لکیر جیسا ہے۔" وہ ایک بار پھر اپنے کام میں مصروف ہو چکا" تھا۔ فانیہ دل ہی دل میں اپنی حالت پہ آنسو بہانے لگی۔ نجانے کس سے پالا پڑ گیا تھا اسکا۔

میں یہ سب نہیں سیکھوں گی مجھے اس سے ڈر لگتا ہے۔" اب کی بار غازی نے نرمی کا اثر زائل کرتے" اس کی گردن کو اپنے شکنجے میں لیا۔ صبح والا واقعہ اس کے ذہن میں لہرایا تو چہرہ کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔

مت بھولو کہ میں بہت ماہر شوٹر ہوں اور آج تک میرا ایک بھی نشانہ نہیں چوکا۔ کہی اگلی باری تمہاری ہی نہ ہو۔" اس نے اس کی گردن کو آزاد کرتے اب کی بار نرمی سے سہلایا۔ فانیہ کا دل اس کے لمس پہ پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو بے تاب تھا۔

"مم۔ میرے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔" غازی نے غور کیا وہ سچ میں اس کام میں اناری تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ گن کے ساتھ ابھی خود بھی گر جائے گی۔ اگلے ہی لمحے اپنے شانے پہ اس کا چہرہ محسوس کر اس کے اعصابوں نے ساتھ دینا چھوڑ دیا۔ اس سے قبل کہ وہ گرتی غازی نے اس کے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں مقید کر لیا۔

بے شرم بڈھا۔" وہ ٹیرھی نگاہوں سے اسے دیکھ کر بولی۔"

"اپنی دائیں آنکھ بند کرو اور بائیں آنکھ سے نشانہ لو۔" فانیہ نے اس کی قربت سے بے حال ہوتے جلدی سے اس کی ہدایات پہ عمل کیا تھا۔

"فوکس مکمل طور پہ کلئیر ہونا چاہیے۔ اب ٹریگر پہ دباؤ بڑھاؤ۔" وہ کسی ماہر شوٹر کی طرح اسے سکھا رہا تھا۔ اب کی بار فانیہ کو بھی اس سب میں دلچسپی سی محسوس ہوئی۔ اس نے دھڑکتے دل سمیت فائر کیا اگلے ہی لمحے بوتل چکنا چور گئی۔

اب تو تم نے نشانہ باندھ لیا اب مجھ پہ کب باندھو گی۔" غازی اسے چڑانے والے انداز میں بولا۔ فانیہ" نے ناک منہ چڑھائی۔

بس نہیں چل رہا کہ ابھی ہی آپکی جان لے لو۔ کم از کم میری جان تو آپ سے بچ جائے گی۔" فانیہ نے" بغیر کسی خوف کے گن اب کی بار غازی پہ تانی۔ فائر کی آواز سن جے بی اور حشمت جو بھاگے بھاگے وہاں آئے تھے۔ فانیہ کو اس پہ بندوق تانی دیکھ بھونچکا رہ گئے۔

اے لڑکی کیا کر رہی ہو۔" حشمت سخت مشتعل دکھائی دے رہے تھے۔ فانیہ کے ہاتھ سے بندوق" چھوٹتے قدموں میں جا گری۔

"انکل وہ میں۔"

اس کا کہنا ہے کہ مجھے جان سے مار کر یہ اس ان چاہے رشتے سے آزادی حاصل کر لے گی۔" اب کی" بار غازی کا لہجہ مکمل طور پہ بدل چکا تھا۔ ایک ایک لفظ نفرت سے ادا کرتے اس لمحے وہ فانیہ کو بدلا ہوا غازی لگا۔ فانیہ نے صدماتی کیفیت میں اسے دیکھا۔ آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔ وہ اسے مسلسل حشمت کی نگاہوں میں برا بنانے پہ تلا ہوا تھا۔ نفرت کا شدید ترین احساس اس کے دل میں اجاگر ہوا۔

لیکن آپ پریشان مت ہو میں سمجھا دو گا اسے۔ اب مافیہ کے خاندان سے تعلق رکھتی ہے برائیاں تو" کوٹ کوٹ کر بھری ہونگی اس میں۔" فانیہ نے ماؤف ہوتے دماغ سمیت بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں سر ہلایا۔ حشمت اور جے بی ایک افسوس بھری نگاہ فانیہ پہ ڈالتے وہاں سے چلے گئے اور فانیہ وہ تو ان کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ جیسے زمین میں دھنس گئی تھی۔

اسی لیے تو بیوی بنایا ہے تمہیں تاکہ تم پہ تمہاری اوقات اچھے سے واضح کر سکوں۔" وہ ایک گہری" پر تپش نگاہ اس پہ ڈالتے ہنسا۔

عورت کو کمزور سمجھنے والے مرد اصل میں مرد ہوتے ہی نہیں ہیں میری بات یاد رکھیے گا ہمیشہ مسٹر" غازی۔ آئی ہیٹ یو۔ آئی رئیلی ہیٹ یو۔" وہ بھرائے لہجے میں بولتے اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے وہاں سے بھاگ گئی۔ اس کے جاتے ہی غازی کے چہرے پہ تاثرات ایک بار پھر پتھریلے ہو گئے۔

✲ ✲

کچھ معلوم ہوا اس لڑکی کی متعلق۔" شاہ نے سامنے سر جھکائے ڈیوڈ کو مخاطب کیا جو کسی گہری سوچ" میں غلطاں تھا۔

معلوم تو ہوا ہے لیکن شاہ صاحب وہ کسی عام جگہ نہیں رہتی۔ وہ بہت محفوظ جگہ پہ ہے۔" ڈیوڈ کی بات پہ اس کے کمرے کی جانب بڑھتے قدم تھمے۔ اس نے چونک کر گردن گھمائی اور سوالیہ انداز میں بھنویں اچکائی۔

وہ غازی کے بنگلو میں رہتی ہے شاہ صاحب۔ یہاں بھی وہ اپنے ایک پروجیکٹ کی خاطر آئی تھی لیکن اسے کسی بدولت یہی ٹھہرنا پڑ گیا۔ فلحال تو بس یہی معلومات ملی ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں۔" ڈیوڈ نے اطمینان سے بتاتے اس کا سکون رخصت کر دیا۔

غازی کے بنگلو میں لیکن آخر کیوں۔" وہ اضطرابی کیفیت میں بولا۔ چہرے پہ پریشانی صاف چھلک رہی تھی۔

میں وہاں جاؤں گا۔" اگلے ہی لمحے شاہ کی بات پہ ڈیوڈ نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کی دماغی حالت پہ شبہ ہو۔ اس کے تاثرات کے برعکس شاہ پرسکون سے انداز میں مسکرا رہا تھا۔

آپ کا وہاں جانا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے شاہ صاحب۔" ڈیوڈ نے اسے جتایا۔"

مجھے اس لڑکی کو دیکھنا ہے اسی بہانے غازی سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے کوئی ڈیل بھی ہو جائے۔" وہ سنجیدگی سے بولتے آخر میں خباثت سے مسکرایا۔ ڈیوڈ نے تاسف سے اسے دیکھا کیونکہ جو وہ بول رہا تھا غازی کی موجودگی میں ایسا قطعی ممکن نہیں تھا۔

"شاید بڈھے کو مرنے کا شوق ہو رہا ہے۔" وہ دل ہی دل میں ہنسا۔

"آپ ٹرائے کر سکتے ہیں لیکن اگر غازی نے آپ کو مار کر بھگا دیا تو شرمندگی کے مارے اس کے دشمن مت بن بیٹھیے گا کیونکہ اس سے دشمنی بہت بھاری پڑے گی آپ کو۔ ہو سکتا ہے اس کے اگلے نشانے پہ آپ ہی آجائیں۔" ڈیوڈ نے اسے واضح کیا۔ شاہ نے تند نگاہوں سے اسے گھورا۔ وہ شانے اچکا کر پلٹ گیا۔ شاہ نے گہرا سانس بھرتے غازی کے بنگلو جانے کی تیاری پکڑی تھی۔

****

وہ اپنی کھڑکی میں کھڑی بیتے دن کے بابت سوچنے میں بری طرح غرق تھی۔ چہرے پہ ایک خالی پن اتر آیا تھا۔ آسمان پہ دکھائی دیتے چاند کو دیکھ اس نے یکلخت آنکھیں موندتے گہرا سانس بھرا۔ بیلا کی یاد شدت سے آئی تھی۔ کاش وہ بیلا کا کہا مانتے یہاں نہ آئی ہوتی تو آج یہ سب اس کی زندگی میں نہ ہو رہا ہوتا۔ اس سے قبل کہ وہ سوچوں کی یلغار میں بہتی چلی جاتی فون کی آواز نے اس کی سوچوں میں خلل

ڈالا تھا۔ وہ چونک کر پلٹی اور اپنی آنکھیں دباتے سائیڈ ٹیبل پہ جھک کر موبائل اٹھایا لیکن سکرین پہ ابھرتے بیلا کے نمبر کو دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ اس سے قبل کہ موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹتا اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے سختی سے اسے تھام لیا۔ گہرا سانس بھرتے اس نے خود کو سنبھالا اور فون کان سے لگایا۔

فانیہ بی آپ سے بات کریں گی۔" دوسری جانب سے ابھرنے والی سیم کی آواز پہ اس نے آنکھیں میچ" کر کھولی۔ اگلی کئی ساعتیں وہ مقابل کی جانب سے بولنے کا انتظار کرتی رہی لیکن یہ انتظار طویل ہی رہا۔ اس نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو لائن چل رہی تھی۔ اس نے خود ہی بولنے کا سوچا۔

ہیلو۔" وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی۔"

مجھے لگا کہ شاید فانی بے بی وہاں جا کر بولنے کی صلاحیت سے محروم ہو گئی ہے۔" بیلا کے ٹھنڈے ٹھار" لہجے میں کئے گئے طنز پہ بھی اسے برا نہ لگا بس سماعتوں میں ایک ہی لفظ گونج رہا تھا فانی بے بی۔ اس نے بمشکل آنسوؤں کو اندر اتارا۔

بی۔" وہ سسکی۔ دوسری جانب بیلا اس کی سسکی سن تیزی سے سیدھی ہو کر بیٹھی۔ چہرے کے" تاثرات یکلخت بدلے۔

روکیوں رہی ہو۔اس کا لہجہ سرد ہو گیا۔فانیہ کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا۔"

وہ۔وہ آپ نے مجھے فانی بے بی بلایا ناشاید اس وجہ سے۔آئی رئیلی مس یو بی۔"وہ اپنے ناخنوں سے کھیلتے بھیگے لہجے میں بولتی بیلا کو اضطراب میں مبتلا کر گئی۔

جتنی بھی ناراضگی سہی لیکن کوئی اس بات کو نہیں بدل سکتا کہ تم میرے لیے میرے بچوں جیسی ہی ہو۔"بیلا نے تیز لہجے میں اسے جتایا۔فانیہ ناچاہتے ہوئے بھی دلکشی سے مسکرا دی۔

شاید تم وہاں جا کر مجھے فراموش کر بیٹھی تھی۔"بیلا کا لہجہ ایک بار پھر سرد ہو گیا۔"

"نہیں بی ایسا نہیں ہے بس یہاں مصروفیات ہی اس قدر۔"

کیسی مصروفیات ہیں آپکی۔ذرا ہمیں بھی تو معلوم پڑے۔"بیلا ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتی اسے حلق" تر کرنے پہ مجبور کر گئی۔وہ خاموشی اختیار کر گئی۔

میرے خیال میں ایک انٹرویو لینے کی خاطر اتنا وقت کافی ہوتا ہے۔اب تمہیں واپس لوٹ آنا" چاہیے۔"وہ جو کھڑکی کے پاس کھڑی تھی گھبرا کر اپنی پشت پہ دیکھا۔کسی کو نہ پاکر گہرا سانس بھرا۔

"تم اگلے گھنٹے کی فلائٹ سے ہی واپس آ رہی ہو۔" وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے تحکم بھرے لہجے میں بولی۔ فانیہ کے اوسان خطا ہو گئے۔ اس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔

"نہیں نہیں بی۔ رکیں پلیز۔" بیلا جو سیم کو کوئی حکم صادر کرنے والی تھی اس کے ایکدم ہڑبڑانے پہ چونکی اور گہرا سانس بھرتے ہاتھ کے اشارے سے سیم کو باہر جانے کا کہا تھا۔ وہ لب بھینچتے کمرے سے نکل گیا۔

"از ایوری تھنگ آل رائٹ؟" اس کا لہجہ سختی لیے ہوئے تھا۔ فانیہ کا سانس خشک ہو گیا۔

"بی وہ میں ابھی نہیں آسکتی۔" فانیہ نے اٹک اٹک کر بات مکمل کی۔ بیلا کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ اس کی بات کو ٹال رہی تھی۔ اس کی حکم عدولی کر رہی تھی۔

"وجہ جان سکتی ہوں۔" اس کا لہجہ اب دھیما پڑ گیا تھا یا شاید فانیہ کو محسوس ہوا۔ اسے شدتوں سے رونا آنے لگا۔

"میں واپس لوٹ کر آپ کو سب بتاؤں گی بی۔ پلیز مجھے کچھ وقت دے دیں پلیز۔" وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتی بیلا کو بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر گئی۔

اگر تمہیں علم ہو کہ تمہاری بی آج رات شادی کرنے جا رہی ہے پھر بھی نہیں۔"اس کے انکشاف پہ" فانیہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

شش۔شادی۔"وہ بھونچکارہ گئی۔"

بی شادی وہ بھی آپ۔آپ مجھے ٹریپ کر رہی ہیں نا۔"وہ پر یقین لہجے میں بولتی بیلا کو قہقہہ لگانے پہ" مجبور کر گئی۔

میں تمہیں ٹریپ کیوں کروں گی فانی بے بی۔وہ بھی یہاں واپس بلانے کیلیے۔"وہ دل کھول کر ہنسی۔"

مت بھولو۔میرا ایک حکم ہو تو تم اگلے گھنٹے میں یہاں ہو۔ سختی نہیں برت رہی اسی لیے تم مجھے ہلکا لے" رہی ہو۔"بیلا کے لہجے میں تمسخر سمٹ آیا۔فانیہ نے چہرہ جھکالیا کیونکہ اس کی بات درست تھی۔بھلا اس کیلیے بھی کچھ مشکل تھا۔

آپ سچ میں شادی کر رہی ہیں۔"فانیہ نے ایک بار پھر تصدیق چاہی۔بیلا نے شانے اچکاتے ہاں میں" جواب دیا۔

لیکن کس سے۔"وہ ناسمجھی کی کیفیت میں گویا ہوئی۔"

غزوان جاہ سے۔" وہ اس کا تصور آنکھوں میں لاتے دلفریبی سے بولی۔"

بی۔ وہ مخدوم جاہ کا بیٹا۔ وہ تو شادی شدہ اور اس قدر معمولی شخصیت۔" فانیہ بے یقینی کی کیفیت میں" چلائی۔ بیلا نے ناگواری سے فون کان سے ہٹایا۔

کیا مجھ سے شادی کے بعد بھی اس کی شخصیت عام رہے گی۔ مجھ سے جڑنے کے بعد اس کی شخصیت" بے حد خاص ہو جائے گی۔" اس کے لہجے میں فخر بول رہا تھا۔ فانیہ الجھی الجھی سی اس کی باتوں کے معنی اخذ کرنے کی کوششوں میں تھی لیکن ایکدم دوسری جانب سے لائن کٹ جانے کی بدولت وہ موبائل وہی بیڈ پہ پھینکتے سر دونوں ہاتھوں میں تھام گئی۔

اس کے اطراف میں کیا ہو رہا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی لیکن اب اسے جلد از جلد کچھ کرنا تھا اور کیا کرنا تھا یہ وہ سوچ چکی تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے قدم غازی کے کمرے کی جانب بڑھائے۔

* *

بابا۔" غازی کے کمرے کی جانب جاتے اس کے قدم لاؤنج میں بیٹھے مطالعے میں مصروف حشمت جاہ" کو دیکھ تھمے تھے۔ وہ چاہ کر بھی خود کو ان کی جانب جانے سے روک نہ پائی۔

بابا۔ اس نے دھیمے سے انہیں پکارا۔ وہ اس کی پکار پہ ٹھٹکے اور سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے نجانے انہیں کیا ہوا وہ اپنی جگہ سے اٹھتے وہاں سے چلے گئے۔ فانیہ کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔ یہ سب بے رخی صرف غازی کی بدولت اس کے نصیب کا حصہ بنی تھی۔ جے بی نے ترحم بھری نگاہوں سے فانیہ کو دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک آیا۔

ابھی ناراضگی تازی ہے اس لیے وہ ایسا برتاؤ کر رہے ہیں بھابھی۔ جلد ہی سنبھل جائیں گے۔" وہ جو" جے بی کی باتوں پہ اپنے آنسو پونچھ رہی تھی اس کے خود کو بھابھی کہے جانے پہ قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

ڈونٹ کال می بھابھی اگین۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے۔ تنبیہی لب و لہجے میں بولی۔ وہ گڑبڑا گیا۔"

اب آپ بھائی سے منسلک ہیں تو بھابھی ہی کہوں گا نا۔" اس نے بھی ڈھیٹ پنے کی انتہا کر دی۔ فانیہ" مٹھیاں بھینچتے گہرا سانس بھر گئی۔

اللہ کرے تمہارا وہ غنڈا موالی بھائی مر ہی جائے تو بہتر ہے یا میں ہی مر جاؤں۔" وہ پھاڑ کھانے والے" انداز میں بولی۔ جے بی نے تڑپ کر اسے دیکھا کیسے وہ اس کے بھائی کو مرنے کی بد دعا دے رہی تھی۔

مر تو تم چکی ہو وہ بھی مجھ پہ۔ "عقب سے ابھرتی آواز کے ساتھ اپنے شانے پہ کسی کا دباؤ محسوس کر" اس کا دل یکلخت سکڑ کر پھیلا۔ وہ لب آپس میں پیوست کر گئی اور ایک جھٹکے سے خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

مجھے بات کرنی ہے اکیلے میں۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے تیز لب و لہجے میں بولی۔

تم نے سنا نہیں جے بی جاؤ یہاں سے تمہاری بھابھی نے مجھ سے پرائیوٹ بات کرنی ہے۔ "وہ فانیہ کی" جانب جھکتے شرارت آمیز لہجے میں بولتے اسے تلملا کر رکھ گیا۔

بے حیا بڈھا۔ "وہ دل ہی دل میں کوفت سے بڑبڑائی۔ جے بی غازی کی بات پہ معصومیت سے آنکھیں" پٹپٹاتے وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی غازی کے چہرے پہ کچھ دیر پہلے والی شوخی غائب تھی۔

جو بولنا ہے جلدی بولو۔ فضول وقت نہیں ہے میرے پاس تمہاری بکواس سننے کیلیے۔ "اس کے جاتے" ہی وہ سفاکی سے بولتے۔ اس کے عین سامنے صوفے پہ پھیل کر بیٹھ گیا۔ اس سے قبل کہ فانیہ بھی جلتے کڑھتے صوفے پہ بیٹھتی غازی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی۔

میرے مقابل بیٹھنے کی تمہاری اوقات ہے کیا؟ "اس کے تمسخرانہ سوال پہ فانیہ کے چہرے پہ ایک" تاریک سایہ لہرایا۔ وہ خود پہ ضبط کرتے وہی کھڑی رہی۔

میرے علاوہ کسی کی اوقات ہے کیا؟ آخر بیوی ہوں آپ کی۔" وہ دل جلانے والے انداز میں اس کی" بات اسی کو لوٹاتے ہوئے بولی۔ غازی کا چہرہ طیش کے مارے سرخ پڑ گیا۔

آگے کا کیا سوچا ہے آپ نے۔" غازی کے بھنویں اچکانے پہ اس نے سنجیدگی سے سوال کیا۔ غازی" نے دونوں ہاتھوں سے بالوں کو سنوارتے مدھم سا قہقہہ لگایا۔

سوچنا کیا ہے بس ایک آدھ ہفتے تک رخصتی۔ نکاح کے بعد یہی تو ہوتا ہے۔" اس کی بات پہ فانیہ نے" پھیکے پڑتے چہرے سمیت نفی میں سر ہلایا۔ اس کی حالت غیر ہونے لگی۔

مم۔ مجھے منہ دکھائی میں کیا ملے گا۔" وہ تیزی سے بولتے زبان دانتوں تلے دبا گئی۔ چہرے کی رنگت" سرخ پڑ گئی۔ یہ بھی کل اس نے بہت ریسرچ کی تھی مسلمز کی بدولت تبھی وہ یہ سوال پوچھنے کی غلطی کر بیٹھی تھی۔ غازی نے اسکی بات پہ ستائشی انداز میں سر تا پا اس کا جائزہ لیا۔ وہ اس سے اس سوال کی توقع ہرگز نہیں کر رہا تھا اور ذرا سا آگے ہوتے اس کا ہاتھ تھامتے اپنے نزدیک کرتے اسے اپنے چہرے پہ جھکایا۔ فانیہ کا چہرہ لہو چھلکانے لگا۔

منہ دکھائی میں تمہیں مجھ سے بڑھ کر بھی کچھ چاہیے۔" اس کے گہرے والہانہ لہجے کے ساتھ اندر تک اتر جانے والی نگاہیں فانیہ کا سانس خشک کرواگئی۔نزدیکی اس قدر تھی کہ فانیہ کی جان ہوا ہونے لگی۔وہ خواہمخواہ یہاں وہاں نگاہ دوڑانے لگی۔

مجھے آپ ہی تو نہیں چاہیے۔اس کے علاوہ سب کچھ چاہیے۔"وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"مجھ جیسے حسین انسان کو حاصل کرلو گی تو سب کچھ تمہارا ہو گا۔"

سیلف اوبسیسڈ بڈھا۔"وہ دانت پیستے ہوئے بولی جیسے دانتوں تلے غازی ہی ہو۔اگلے ہی لمحے وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔اگر غازی اس کے اپنے بابت یہ نادر خیالات سن لیتا تو وہ زندہ یہاں نہ کھڑی ہوتی۔

فانی بے بی لسن۔"اس سے قبل کہ کمرے کی جانب بڑھتی غازی کی پکار سونے پہ سہاگہ وہ نام جس سے بیلا اسے پکارتی تھی بے یقینی کی کیفیت میں پلٹی۔غازی کی مسکراتی نگاہوں میں سرد مہری سمٹ آئی۔

ڈونٹ کال می فانی بے بی۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے بگڑے ہوئے لہجے میں بولتی اسے تمسخر سے" مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ غازی اپنی جگہ سے اٹھتے دونوں کے مابین فاصلہ سمیٹ گیا۔ ایک بار پھر فانیہ کی گردن اس کے مضبوط ہاتھ کے شکنجے میں تھی۔ وہ اس کی سخت گرفت میں پھڑپھڑا کر رہ گئی لیکن نگاہیں پھر بھی نہ پھیری۔ اس کی آنکھوں میں نفرت کا تاثر غازی کو مشتعل کر رہا تھا۔ وہ لہو رنگ نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔

یہ نکاح تو آپ کی مرضی سے ہوا ہے مسٹر غازی لیکن میری ایک بات یاد رکھیے گا کہ منہ دکھائی تو" میری مرضی کی ہی ہوگی۔ اپنا ذہن اس بارے میں تیار رکھیں اینڈ آئی ایم وارننگ یو۔ اپنے فیصلے سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹوں گی میں۔" وہ بے خوفی سے بولتی اسے ٹھیک ٹھاک قسم کا زچ کر گئی۔ اس سے پہلے کہ غازی اس کی جانب کوئی پیش قدمی کرتا وہ اپنے بالوں کو شانے سے جھٹکتے مضبوطی سے قدم اٹھاتے وہاں سے چلی گئی۔ موبائل پہ آتی کال نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔

کہاں ہوا ہے یہ سب۔" اس کے لہجے میں چٹانوں جیسی سختی در آئی۔ کمرے کی جانب جاتی فانیہ مڑی" اور مشکوک نگاہوں سے اسکی پشت کو دیکھا جو اب اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہا تھا۔

تم سب کیا سومر رہے تھے وہ اتنے لوگوں کی موجودگی میں کیسے یہ سب کر سکتا ہے۔پہلے میں نے" معاف کر دیا لیکن اب وہ جان سے جائے گا۔ میں کل ہی ساؤپالو کیلیے نکل رہا ہوں۔"اس نے تنفر بھرے لہجے میں بولتے کال کاٹ دی۔فانیہ سرعت سے پلر کی اوٹ میں ہو گئی۔

کسی کو مارنا ہے مطلب قتل کرنا۔اوہ مائی گاڈ۔"ایکدم کچھ سوچتے اس کی آنکھوں کی چمک آخری حد" تک بڑھ گئی۔

وہ کیا اب تم خود کو بچا سکتے ہو تو بچا لینا۔"وہ شاطرانہ مسکراہٹ اچھالتے وہاں سے بھاگتے اپنے کمرے" میں آگئی۔کسی کی آہٹ پہ غازی نے چونک کر کمرے سے باہر جھانکا لیکن وہاں کسی کو نہ پا کر گہرا سانس فضا کے سپرد کیا تھا۔ایک بار پھر فون پہ ہونے والی گفتگو اس کی سماعتوں میں لہرائی تو چہرہ اشتعال کے مارے لہو چھلکانے لگا۔ماتھے کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔

****

وہ جو کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا ہوا تھا واپس لوٹتے ہی سیدھا بیلا کے کمرے کی جانب بڑھا لیکن خالی کمرہ اس کا منہ چڑھا رہا تھا۔اس کے سیکریٹ روم سے ہوتے وہ لاؤنج میں آیا لیکن وہاں بھی خاموشی کا راج تھا۔اس کا دل نجانے کیوں انجانے سے وسوسوں میں گھرا۔یکلخت کچھ سوچتے وہ ٹھٹھکا اور تیزی

سے باہر کی جانب بھاگا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے گاڑی وینس کی جانب بڑھائی۔ سیم جانتا تھا جب بھی وہ کسی چیز کا آغاز کرنے والی ہوتی تھی وہاں لازمی جاتی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی مسافت کے بعد اس کی گاڑی اس روشنیوں کے شہر میں داخل ہوئی تھی۔ رنگ برنگی گھر اور عمارتوں نے اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر ڈالا تھا۔ وہ شفاف پانی کے اٹھتے شور کو نظر انداز کرتے سیدھا پل کی جانب بڑھا۔ جانتا تھا وہ وہی ہوگی اور اس کی توقع کے عین مطابق وہ گرل پہ دونوں بازو ٹکائے دور جاتی کشتیوں کو بغور دیکھ رہی تھی۔ ہوا سے بال چہرے پہ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ سیاہ جینز پہ ہائی نیک کے اوپر لانگ کوٹ پہنے وہ اپنی ہتھیلیوں کو مسل رہی تھی۔ کچھ ساعتیں تو اس کی نگاہیں اس حسین مورت پہ جم کر رہ گئی۔ سیم کا شدت سے جی چاہا کہ ان زلفوں کو اپنے انگلیوں کے پوروں سے ہٹائے لیکن پھر نجانے کیوں سر جھٹک گیا۔ اس نے نزدیک جاتے گلا کھنکھارا لیکن اس کی سوچوں کا تسلسل نہ ٹوٹا۔

بی۔" سیم نے دھیمے سے اسے پکارا تو وہ چونک کر پلٹی۔"

تم یہاں۔ وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے بولی۔ سیم نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے۔

میں جانتا تھا کہ آپ یہی ہونگی۔" اس کی بات پہ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔"

ہاں بلیسنگز لینے آئی تھی۔ یہ جگہ شروع سے ہی میری نگاہوں کو خیرہ کرتی ہے۔ایک عجیب سی " کشش ہے اس جگہ میں جو مجھے پر سکون کرتی ہے۔" نجانے کیوں وہ آج اسے اپنے دل کا حال سنا رہی تھی۔ سیم مسکرا کر رہ گیا۔

جانتا ہوں بی۔بہت اچھے سے جانتا ہوں میں آپ کو۔ یا شاید مجھ سے بہتر آپ کو کوئی ہی جانتا ہو۔"وہ" کھوئی کھوئی کیفیت میں بولا۔ بیلا کے مسکراتے لب اس کی بات پہ سمٹ گئے۔چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔

کیا میں نے تمہیں یہاں بلایا تھا؟ میں اکیلی کافی ہوں خود کیلیے۔"وہ سرد مہری سے ایک ایک لفظ چبا کر" بولی۔

اکیلی کافی ہیں تو کیوں کسی مرد کا سہارہ لے رہی ہیں"۔ سیم کا اشارہ جس جانب تھا وہ بیلا بخوبی سمجھ گئی" تبھی سرعت سے اس کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔اس نے تیزی سے سیم کی گردن کو اپنے شکنجے میں لے لیا۔

سہارہ نہیں لے رہی۔ان سے تو اس دل کمبخت دل کو محبت ہے۔"غزوان جاہ کے ذکر پہ اس کے" چہرے پہ خوبصورت رنگ پھیلے تھے۔اس نے ایک ہاتھ سے پل کے ایک جانب بیلوں کی صورت میں لگے پھولوں کو چھوا اور ان کی مہک کو اندر اتارا۔

"آپ اس کی اولاد کو قبول نہیں کر پائیں گی۔"

میں اس کی اولاد کو دل وجان سے قبول کر چکی ہوں۔"اس نے دائیں آئبرو اچکاتے باقاعدہ تصحیح کی۔"

دیکھا نہیں تھا کیسے مخاطب تھی میں اس سے پارٹی میں۔"اس نے ایک بار پھر اپنی نگاہیں کشتیوں میں موجود ہنستے مسکراتے مسافروں پہ جمادی۔

آپ اس بچے کے ساتھ کیسے یوں بات کر سکتی ہیں کیا آپ بھول چکی ہیں کہ آپ کو بچوں سے کس قدر" نفرت ہے۔" سیم نے اسے جتایا۔لہجہ نجانے کیوں تلخ ہو گیا تھا۔

اس وقت مجھے صرف ایک ہی شخص سے نفرت محسوس ہو رہی ہے اور وہ تم ہو سیم اور اس بات کی" سزا یہ ہے کہ میں رات تک تمہاری صورت بھی نہیں دیکھنا چاہوں گی۔"وہ پتھریلے لہجے میں اسے تنبیہہ کرتے سر پہ ٹکے شیڈز کو آنکھوں پہ لگاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔اس کی پشت کو تکتے سیم کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح زمین پہ بیٹھتا چلا گیا۔کچھ سوچتے اس کا سر نفی میں ہلا تھا۔وہ بھاگنے والے انداز میں بیلا کے تعاقب میں بھاگا۔وہ اتنی آسانی سے اسے نہیں کھو نہیں سکتا تھا۔

****

"بی پلیز میری بات سنیں ایک بار پلیز۔" وہ ہانپتا ہوا اس کے پیچھے ولا میں داخل ہوا تھا لیکن وہ ان سنی کرتے تیزی سے گول زینوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔ زینے طے کرتے اس سے پہلے وہ کمرے میں گھستے دروازہ بند کرتی سیم درمیان میں حائل ہو گیا۔ اس کا تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ بیلا نے ناگواری سے اسے دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں چھائی نمی بیلا کو ساکت کر گئی۔ اس نے بے یقین نگاہوں سے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا جسے اس نے سب سے بڑھ کر عزیز رکھا تھا۔

"پلیز بی۔" وہ بھیگے لہجے میں بولا۔ بیلا کے ہاتھ نا چاہتے ہوئے بھی تھم گئے۔ وہ گم صم سی کیفیت میں اندر داخل ہوئی اور بے وجہ ہی چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنے لگی۔ اس کے پاگل پن کو سیم نے بغور دیکھا تھا۔

"بی رکیں پلیز۔" اس نے بیلا کو تھامنا چاہا لیکن وہ بری طرح اس کے دونوں ہاتھ جھٹک گئی۔ سیم نے خالی خالی نگاہوں سے اپنی ہتھیلیوں کو دیکھا تھا۔ بیلا کے کراہنے کی آواز پہ سیم تڑپ کر اس کی جانب بڑھا جس کی ہتھیلی سے خون بہتا زمین پہ گر رہا تھا شاید کانچ کا گلدان ٹوٹتے کی وجہ سے ہتھیلی میں چبھ گیا تھا۔ اس نے تیزی سے بیلا کو صوفے پہ بٹھائے خود دوزانوں قالین پہ اس کے سامنے بیٹھا۔

"پلیز ایسے مت کیا کریں بی۔ مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے۔" بیلا کی ہتھیلی جو اس کے ہاتھ میں تھی لرز کر رہ گئی۔

کیوں تکلیف ہوتی ہے۔" وہ عجیب سے انداز میں بولی۔"

میں آپ کی ہر تکلیف کو اپنے دل پہ محسوس کرتا ہوں بی نجانے کیوں۔" بیلا نے بے تاثر چہرے سمیت سر صوفے کی پشت سے ٹکالیا۔ ذہن میں شروع سے اب تک سیم کے ساتھ بیتائے پل کسی فلم کی مانند چلنے لگے تھے۔ کبھی اس کا کھلاتا چہرہ کبھی روہانسا چہرہ۔ اس کے لبوں پہ تلخ مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔ وہ ابھی بھی اس کی ہتھیلی پہ پٹی باندھ رہا تھا۔ سیم نے ایک سرسری سی نگاہ اس کی بند آنکھوں پہ ڈالی اور خود کو کچھ کہنے کیلیے تیار کرنے لگا۔

"میں نہیں جانتا کیسے مگر ایکدم سے میں آپ کو پسند کرنے لگا۔"

اور اسی ایکدم سے ہی تم میرے دل سے اتر گئے سیم۔" اس کے پر سکون لہجے پہ سیم نے تڑپ کر اس کی جانب دیکھا جو اس کی جانب جھکی بے تاثر نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ سیم کا دل سکڑ کر پھیلا۔

"مجھے غلط مت سمجھیں بی۔"

میں آج تک تمہیں غلط ہی تو سمجھتی رہی تم نے تو اپنے ہی گھر میں نقب لگانے کی جرأت کرلی۔" سیم کا سر نفی میں ہلا۔ بیلا اسے پیچھے کی جانب دھکا دیتے اپنی جگہ سے اٹھی۔

دفعہ ہو جاؤ ابھی کے ابھی نہ صرف قیس ولا سے بلکہ ہم سب کی زندگیوں سے بھی۔ آج میں نے تمہیں آزاد کیا۔" اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ سیم تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔

"بب۔ بی ایسے مت کہیں پلیز۔ میں نے کوئی گناہ نہیں۔"

آئی سیڈ گیٹ لاسٹ۔" وہ اب کھڑکی سے باہر آسمان پہ نجانے کیا تلاش کر رہی تھی۔ الفاظ نفرت میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"بی میں نے آپ سے شفاف محبت کی۔"

محبت مائی فٹ۔ ابھی کے ابھی یہاں سے دفعہ ہو جاؤ ورنہ میں جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گی۔" وہ اس کا جبڑا سختی سے جکڑتے بلند آواز میں غرائی۔ سیم نے اسی تیزی سے اس کی ٹانگ جکڑ لی۔ بیلا نے ایک جھٹکے سے اپنی ٹانگ اس کی گرفت سے آزاد کروائی اور اسے کالر سے گھسیٹتے ہوئے زینوں کی جانب بڑھی۔ باہر کھڑے گارڈز ملازمین حیرت کی زیادتی سے پھٹی آنکھوں سمیت بیلا کی جانب دیکھ رہے تھے جس کے سر پہ خون سوار تھا۔ صدر دروازے کے نزدیک آتے اس نے سیم کو باہر کی جانب دھکیلا۔ وہ اوندھے منہ زمین پہ جا گرا۔

میں نے تمہیں حدود پھلانگنے کی اجازت نہیں دی تھی سیم۔ تم نے آج میرا مان میرا غرور سب چکنا چور کر دیا۔ تمہارے دل میں شروع سے ہی کھوٹ تھا۔" وہ زہر خند لہجے میں بولی۔ سیم اتنے سارے ملازموں کی موجودگی میں اس قدر بے عزتی پہ ضبط کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"اگر میرے دل میں کھوٹ ہوتا تو آپ کے ہر برے کام میں آپ کے کام نہیں آتا۔"

بس یہی سننا چاہتی تھی میں کہ کب تم جتاؤ گے کہ تم نے میری ذات پہ بہت بڑا احسان کیا ہے۔" وہ تمسخرانہ انداز میں کھل کر ہنسی۔

میں آپ سے جنون کی حد تک محبت کرتا ہوں بی آپ یہ بلکل ٹھیک نہیں کر رہی۔ میں سب ختم" کر دوں گا۔ یہ سب تباہ کر دوں گا۔" وہ دروازے کو بری طرح پیٹتے بپھرا ہوا تھا۔ بیلا نے اس کی بکواس پہ آنکھیں بند کر کے کھولی اور دلہن بننے کی بدولت ملازماؤں کو اشارہ کرتے اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی۔ لبوں پہ اب کی بار پرسکون سی مسکراہٹ تھی۔ اس کے برعکس دروازے کے باہر کھڑا وجود بدلے کی آگ میں بری طرح جل رہا تھا۔

تم نے یہ اچھا نہیں کیا بیلا قیس۔ میں نے تم سے دل سے محبت کی تم نے میرا دل ہی نوچ نکالا۔" اس کی آنکھوں سے چنگاریاں سی نکل رہی تھی۔ وہ غیض و غضب کے عالم میں دروازے کو ٹھوکر مارتے باہر کی جانب بڑھا تھا لیکن اس بار وہ سیم سے پہچان کھوتے سمیر کی شکل اختیار کر چکا تھا۔

****

آپ ابھی اور اسی وقت گھر واپس لوٹ رہے ہیں۔" وہ فون پہ قیس کو جھڑکتے تیز لہجے میں حکم دے رہی تھی۔

لیکن قیس سر تو واپس نہیں آسکتے۔" پاس ہی چہرہ جھکائے کھڑا ملازم بولا۔ بیلا نے فون رکھتے ایک کھردری نگاہ اس پہ ڈالی۔ ملازمائیں اس کے پیروں کے ناخنوں کو رنگنے میں محو تھی۔

تم بھونک لو میں خاموش ہو جاتی ہوں۔" وہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولی۔ وہ خجل سا ہو گیا۔"

نہیں نہیں شہزادی جی یہ تو آپ کا کام ہے۔" اس کی برخستہ بات پہ بیلا نے اسے سرد نگاہوں سے دیکھا۔ وہ بوکھلا کر جان بوجھ کر اطراف میں نگاہیں گھمانے لگا لیکن کئی لمحوں تک بھی جب بیلا نے نگاہوں کا زاویہ نہ بدلا تو اس کا خون خشک ہونے لگا۔

حج۔۔ حکم چلانے والا کام بب۔بی۔ بات کو غلط رخ مت دیا کریں۔" وہ ناراضگی بھرے لہجے میں" بولا۔ بیلا مذاق اڑانے والے انداز میں مسکرائی۔ ایک ملازمہ اب اس کے بالوں کو پیچھے سیٹ کرتے سر پہ ہیروں سے جڑا تاج پہنا رہی تھی۔

"میرے قدموں میں بیٹھو۔" وہ سادگی سے بولی لیکن اس سادگی میں بھی تنبیہہ شامل تھی۔

شش۔ شہزادی جی۔" اس سے قبل کہ وہ سہم کر اپنے دفاع میں کچھ بولتا اس نے آنکھ سے قدموں" میں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

آپ مجھے بھی گولی سے مار۔" بیلا نے کھینچ کر اسے اپنے قدموں میں پھینکا۔ وہ کراہ کر رہ گیا۔ چہرہ لٹھے" کی مانند سفید پڑ گیا۔

جوتے پہناؤ مجھے۔" بات کو غلط رخ مت دیا کرو۔ وہ اس کی بات اسی کو لٹاتے ہوئے بولی۔ وہ بیلا کی" جعلی معصومیت پہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔

آپ تیار ہیں شہزادی جی۔" ملازمہ کی آواز پہ وہ اپنا سفید رنگ کا زمین کو چھوتا فراک سنبھالتے اپنی" جگہ سے اٹھی اور دیوار پہ لگے قد آور آئینے میں اپنا عکس دیکھا تھا۔ سفید رنگ کا ہیروں سے جڑا گاؤن زیب تن کیے سنہری بالوں پہ کرلز ڈالے سر پہ ہیروں کا تاج سجائے وہ کسی ریاست کی ملکہ ہی محسوس

ہو رہی تھی۔ آج تو اسے حسین لگنا ہی تھا آج اس حسن کا تعلق غزوان جاہ سے جو تھا۔ وہ اس کے لیے سجی تھی آج تو شہزادی بیلا قیس کی سج دھج ہی نرالی تھی۔

"مائی پرنسز۔" قیس کی اچانک آمد کے ساتھ والہانہ انداز پہ وہ ٹھٹھکی مڑی۔ اگلے ہی لمحے قیس اس کی چمک دمک دیکھتے ٹھٹھک کر رک گیا مگر پھر سر جھٹکتے اسے گلے سے لگانے آگے بڑھا لیکن وہ ہاتھ اٹھاتے اسے وہی روک گئی۔

"سوری ڈیڈی بٹ میں آج کوئی بیڈ لک افورڈ نہیں کر سکتی۔" وہ لاپرواہی سے شانے اچکا کر بولتی اسے سن کر گئی۔ وہ اپنی اس قدر بے عزتی پہ صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گیا۔

"گاڑیاں نکالو سب۔ ہماری نئی زندگی کے آغاز کا وقت ہو اجا رہا ہے۔" وہ ایک ادا سے مسکرائی۔

ملازماؤں نے اس کے گاؤن کو چاروں اطراف سے تھاما اور اس کے ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھانے لگی۔ قیس مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔

"چلیں ڈیڈی۔ آج آپ کی ساری چالیں ناکام ٹھہرے گی کیونکہ آج کا دن شہزادی بیلا کے نام ہے۔" وہ سر کو خم کرتے مسرور کن لہجے میں بولی۔ قیس سٹپٹاتے اس کے ساتھ ہی قدم باہر کی جانب بڑھانے لگا۔

آپ ابھی تک شاہ سے رابطے میں ہیں نا۔" وہ جو اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا رہا تھا اس کا ذہن بیلا "
کے برخستہ سوال پہ سنسنا اٹھا۔ قدم دھیمے پڑ گئے۔

ختم کر دیں یہ سب ورنہ مجھے آپ کو ختم کر کے قاتل بیٹی بھی کہلوانا پڑا تو ٹرسٹ می میرا دل بلکل "
نہیں کانپے گا۔" وہ ان کی سماعتوں میں سفاک سرگوشی کرتے ان کے قریب سے گزر گئی۔ قیس کے
ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔ یہ لڑکی کیسے ان کے تمام رازوں کو جان جاتی تھی۔ بیلا ان کے چہرے کے
اُڑے اُڑے رنگ دیکھ سر جھٹک گئی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

تمہارا شوہر شادی کر رہا ہے آج۔" دوسری جانب شاہ تھا جو اس کی حالت سے خوب حظ اٹھا رہا "
تھا۔ نومیہ دانت کچکچا کر رہ گئی۔ دل میں ایک بار پھر ٹیس سی اٹھی۔ اس نے نگاہیں جزیرے پہ لوگوں
کے درمیان دمیر کے ساتھ کھڑے غزوان پہ ٹکا دی جس کے چہرے پہ فقط سرد تاثر تھا۔

ہاں۔ دل جل رہا ہے میرا۔ وہ بیلا میرا پتہ صاف کرنا چاہ رہی ہے اور میں ایسا بلکل نہیں ہونے "
دے سکتی۔" وہ دانت پہ دانت جماتے دھیمے سے غرائی اور گرل کے ساتھ ہی ایک سفید رنگ کی کرسی
رکھتے سمندر کے پانی کا نظارہ دیکھنے لگی۔ چاروں اطراف میں پہاڑ اور ان پہاڑوں پہ چھوٹے چھوٹے گھر

کس قدر خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ اس کی نگاہیں وہاں سے ہوتے ہوئے دوبارہ غزوان کے چہرے پہ ٹک گئی۔

تو تم یہاں آ جاؤ میرے پاس میرے دل کی رانی۔ پر سکون کر دوں گا۔ شاہ کا لہجہ معنی خیز تھا۔ نومیہ چہرہ جھکائے ہنس دی۔

میں تھک گئی ہوں اس کے ساتھ رہ رہ کر۔ مجھے تمہارے ساتھ رہنا ہے اب۔ "نومیہ نروٹھے پن سے" بولتی شاہ کو خباثت سے قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔ ایک ویٹر نے اس دوران ٹرے اس کی سمت بڑھائی جس میں طرح طرح کے مشروب موجود تھے۔ وہ سر کو خم کرتے تھام گئی۔

تو کہے تو قیس سے تیرے متعلق بات کروں بلکل رانی بنا کر رکھے گا اور تو اور تجھے بیلا کو نیچا دکھانے کا" موقع مل جائے گا۔ "شاہ نے بہت سوچ سمجھ کر داؤ کھیلا تھا لیکن وہ غضنفر کو غزوان کے نزدیک جاتا دیکھ وہ سب سن ہی نہ پائی۔ وہ ٹھٹھک ضرور گئی تھی۔ جوس کو وہی میز پہ رکھتے وہ فون کاٹ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔ دائیں جانب ایک بڑا سا گروہ ڈانس کرنے میں غرق تھا۔ کچھ لوگ کشتیوں کی سیر سے لطف اندوز ہو رہے تھے لیکن نومیہ کی نگاہیں تو بس ایک ہی منظر پہ ٹکی ہوئی تھی۔ وہ تیز قدم ان کی جانب اٹھانے لگی لیکن ایک پول ڈانسر نے بیچ راہ میں ہی اسے روک لیا۔ وہ تلملا کر رہ گئی۔

بہت پریشان دکھ رہے ہو۔"غضنفر اس کے اندر بھڑکتی آگ کو مزید بھڑکانا چاہتا تھا۔"

ویسے ہونا بھی چاہیے آخر کو ایک مرد ہو اور ہر بار تم پہ ایک عورت بازی لے جاتی ہے۔"وہ اپنی جیت پہ سرشاری سے مسکرایا کیونکہ غزوان کا چہرہ اشتعال کے مارے سرخ پڑتا جا رہا تھا۔جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔

ویسے پریشان مت ہو تم اس شادی کو ایک ایڈوینچر بھی بنا سکتے ہو لیکن کیسے یہ تمہیں سوچنا ہے۔"وہ دل جلانے والے لہجے میں بولتے مشروب کے بڑے بڑے گھونٹ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔غزوان کی نگاہیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب اٹھی تھی۔مدھم موسیقی کی آواز بھی اس کے ذہن میں کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہی تھی۔سفید رنگ کا پینٹ کوٹ پہنے اس کی شخصیت بلکل بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں تھی۔

جب شہزادی بیلا آئے تو کسی بھی قسم کا بکھیرے میں مت پڑنا۔"یہ مخدوم تھا اس کا باپ جو ہر بار اسے یہی کہہ کر خاموش کروا دیتا تھا۔اس کی آنکھیں جلنے لگی۔وہ آگے بڑھتے گرل پہ دونوں بازو ٹکاتے چہرہ آسمان کی جانب کرتے آنکھیں موند گیا۔سرد ہوائیں اس لمحے اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر چھوڑ رہی تھی۔اس کے جلتے دل پہ پھوار بن کر برس رہی تھی۔

ویسے یہ بیلا ہے کہاں۔" اگلے ہی لمحے بحری جہاز کے اونچے ہوتے شور کی بدولت اس کی آنکھیں پٹ سے کھلی۔ اس کے ساتھ ساتھ سب کی نگاہیں دور سے آتے سفید رنگ کے سجے ہوئے بحری جہاز کی جانب اٹھی جس کے آگے پوری شان سے کھڑی شاید نہیں بلکہ یقیناً بیلا قیس ہی تھی۔ وہ شہزادی تھی اسے حق تھا کہ وہ اپنی شادی کو یادگار بناتی۔ غزوان کا چہرہ اس دوران سپاٹ ہی رہا۔ اگلے دس منٹ میں وہ بحری جہاز جزیرے کے بلکل نزدیک آکر رک چکا تھا۔ سب پھٹی پھٹی نگاہوں سے ہیرے میں لدی بیلا کو تک رہے تھے۔ اس لمحے سب کو غزوان سے حسد محسوس ہوا اس میں سر فہرست غضنفر تھا۔ کاش غزوان کی جگہ آج وہ ہوتا۔ اس کا دل جل رہا تھا۔

Welcome everyone to the wonderful wedding of Bella Qais.

بیلا کی مسرور کن آواز سن سارا جزیرہ تالیوں سے گونج اٹھا۔ وہ سج دھج کر قدم اٹھاتے غزوان کی جانب بڑھی۔ لبوں پہ دلفریب مسکراہٹ سجائے وہ غزوان کے عین سامنے آ کھڑی ہوئی۔

ہم آپ کو آج اپنے دل میں پورے حق سے خوش آمدید کہتے ہیں غزوان جاہ۔" اس نے ایک ادا سے غزوان کا ہاتھ تھامتے لبوں سے لگایا تو وہ ضبط کے مراحل سے گزرتا رہ گیا۔

تھام لیں ہمیں اس سے قبل کوئی اور تھام لے۔ وہ شرارت آمیز لہجے میں بولتے بائیں آنکھ دبا گئی۔ مخدوم نے غزوان کو زبردست گھوری سے نوازا تو نا چاہتے ہوئے بھی غزوان نے بیلا کا نرم و نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لے لیا۔ بیلا کا چہرہ صرف اتنی سی التافات پہ ہی کھل اٹھا۔ غزوان نے کھینچ کر اسے اپنے مقابل کیا تھا۔ بحری جہاز میں موجود اس کے تمام ملازم ہاتھوں میں گنز تھامے الرٹ کھڑے تھے۔

شہزادی جی ہماری بس ایک ہی شرط ہے کہ ہمیں نکاح کرنا ہے کیونکہ ہم اس کے علاوہ کسی چیز کو نہیں" مانتے۔ یہ ہماری سنت ہوتی ہے۔" مخدوم جاہ کی آواز پہ بیلا نے ایسی نگاہ ان پہ ڈالی کہ وہ کانپ کر رہ گئے۔

اصل مقصد تو بس ان کو پانا ہے اس کیلیے ہمیں آج کسی چیز پہ اختلاف نہیں۔" وہ سرشاری کی کیفیت" میں بولی۔ مخدوم کا رکا ہوا سانس فوراً بحال ہوا۔ اگلے پندرہ منٹ میں آناً فاناً ان دونوں کے نکاح کی سنت ادا کی گئی۔

سیم کہاں ہے بیلا۔ قیس اسے کسی کے ساتھ فون پہ مصروف دیکھ اسی کی جانب چلے گئے۔ بیلا نے فون" رکھتے انہیں دیکھا۔

وہ وہی ہے جہاں اسے ہونا چاہیے تھا۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتی ان کی حیران نگاہوں کو" نظر انداز کرتے غزوان کی جانب بڑھی۔ وہ جو ہر چیز میں سیم کو پیش پیش رکھتی تھی۔ وہ جو اس کا دایاں ہاتھ تھا۔ جس کے بغیر اس کا ایک گھنٹہ نہیں کٹتا تھا کیا سچ میں اس کیلیے سیم کی غیر موجودگی کوئی معنی نہیں رکھتی تھی۔

سیم تو تمہارا دایاں ہاتھ تھا نا۔" وہ اس کے ساتھ چلتے بول رہے تھے۔"

میں نے وہ ہاتھ خوشی خوشی کاٹ دیا۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔ قیس حیرت کی زیادتی سے گنگ رہ گیا۔" بیلا کے لبوں پہ ایک بار پھر خوبصورت مسکراہٹ ٹھہر چکی تھی۔ اس کے عین سامنے جاتے وہ گہری پر تپش نگاہوں سے غزوان کا جائزہ لے رہی تھی۔ آج یہ شخص مکمل طور پہ صرف اسکا ہو چکا تھا۔ صرف اسکا۔۔

ہمارے ہاں نگاہیں ملانا بے باکی کے زمرے میں آتا ہے۔" غزوان نے بغیر اس کی جانب دیکھتے سخت" لہجے میں جتایا۔ بیلا نے ہاتھ سے اسکا چہرہ اپنے سامنے کیا تو نگاہیں سیدھا اس کی سیاہ آنکھوں سے جا ٹکرائی۔

تو ہم بے باک ہی ہیں۔ ابھی تو صرف نگاہوں کا تصادم ہوا ہے جب ہاتھوں میں ہاتھ تھامیں گے تو اسے کیا نام دیں گے آپ۔ "اس نے بغیر کسی جھجک کے غزوان کے دونوں ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔ غزوان اس کی پیش قدمی پہ ساکت رہ گیا۔

"میں نے تو سنا ہے کہ جاہ اپنی بیویوں کو بہت عزت دیتے ہیں۔ "بیلا شاید اس کا مذاق اڑا رہی تھی یا اسے یاد دلا رہی تھی وہ سمجھ نہ پایا۔

"بلکل کرتے ہیں مگر بیویوں کی تم جیسی بیویوں کی نہیں۔ "وہ سخت مشتعل دکھائی دے رہا تھا۔ وہ لبوں پہ ہاتھ رکھے سر پیچھے گرائے ہنس دی۔ اس کی کھنکتی ہنسی پہاڑوں نے بھی سنی تھی۔

"کیوں مجھ میں کیا الگ ہے۔ کیا مجھ جیسی بیویاں عزت کے لائق نہیں ہوتی۔ "وہ برا مانے بغیر بولی۔

"تم غیر مسلم ہو کیا یہ وجہ کم ہے۔ "وہ زہر خند لہجے میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ وہ اس کے بے وجہ ہنسنے پہ بھی سخت نالاں تھا یہ جانے بغیر کہ اس کے لبوں پہ مسکراہٹ لانے کا باعث بھی وہی ہے۔

"میں غیر مسلم ہوں تو کیا ہوا آج کل دنیا میں مسلمز بھی تو بس نام کے ہی ہیں۔ "وہ جانے انجانے میں ہی سہی مگر بہت گہری بات کر گئی تھی۔ غزوان جاہ اس کی دی گئی چوٹ پہ بلبلا کر رہ گیا۔

چلیں مسلم شوہر لوگوں کے سامنے ہیپی میریڈ کپل کا ثبوت دینا ہے میری جان۔ آخر کو مسز غزوان" جاہ ہوں میں۔" اس نے اس کے لب مسکرانے والے انداز میں پھیلا دیے۔ غزوان نے ناچاہتے ہوئے بھی بمشکل مسکراتے قدم اس کی تقلید میں بڑھائے تھے۔ بیلا اس کے بازو میں بازو حمائل کیے سرشاری کی کیفیت میں کھلکھلاتی پھر رہی تھی۔ اس کا کھنکھتا لہجہ وہاں موجود کسی بھی شخص کی سماعتوں سے مخفی نہیں تھا۔

مطلب آپ اپنی شناخت کھو چکی ہیں اس غزوان سے شادی کے بعد۔" غضنفر کا تمسخر اڑاتا لہجہ سن وہ" دلکشی سے مسکرائی اور آگے بڑھتے اس کا کالر درست کیا مگر اس کی گرفت میں اس کا دم گھٹنے لگا۔

ویسے اس غزوان کی قسمت میں ہمیشہ ایسی ہی عورتیں۔" اس سے قبل کہ وہ اپنی بات مکمل کرتا بیلا کا" ہاتھ اٹھا اور غضنفر کے چہرے پہ نشان چھوڑ گیا۔ اس کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے غضنفر کے سر کو سمندر کی جانب لٹکایا۔ اب وہ آدھا گرل سے نیچے لٹک رہا تھا۔ نیچے نیلا سمندر دیکھ اس کی وحشت سے پھیلی آنکھوں کو دیکھ بیلا کے لبوں پہ تبسم پھیل گیا۔

بھول گئے کیا مجھے۔ بیلا قیس ہوں میں۔ آج تک جیتنے کیلیے کسی مرد کے سہارے کی ضرورت محسوس" نہیں ہوئی۔ آگے بھی نہیں ہو گی۔" وہ تندہی سے اسے دیکھتے پھنکاری۔

مم۔میں گر جاؤں گا۔وہ دبے دبے خوفزدہ لہجے میں بولا کیونکہ اس کے تیور ٹھیک نہیں تھے۔بیلا نے نفرت اور حقارت سے اسے دیکھتے ایک جھٹکے سے سیدھا کیا جس کا تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔

تم جاؤ یہاں سے غضنفر۔مزید کوئی سین کری-ایٹ مت کرو۔لوگ خواہمخواہ متوجہ "ہونگے۔" غزوان نے اسے لتاڑا تو وہ وہاں سے بھاگ نکلا۔بیلا مسکرا کر دوبارہ غزوان کی جانب پلٹی۔

ہم محبتوں کے خزانے آپ پہ لٹانے کیلیے دل و جان سے تیار ہیں۔" وہ اطراف کی پرواہ کی بغیر اس" کے گال پہ اپنا لمس چھوڑتے پیچھے ہوئی۔دور کھڑی مینا اس کی حرکت پہ پیچ و تاب کھاتی رہ گئی۔غزوان کا حال اس کی حرکت پہ ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

آپ نے پہلی ہی نگاہ میں بیلا کو اپنا اسیر کر لیا تھا۔" اس نے اونچا ہوتے دوسرے گال پہ بھی محبت کے" پھول کھلائے۔غزوان اس کی قربت پہ ہلنے سے قاصر تھا۔

****

میرے خیال میں اب ہمیں رخصتی کر لینی چاہیے۔" مخدوم کی آواز سن بیلا نا سمجھی کے عالم میں ان کی" جانب پلٹی۔

رخصتی واٹ۔" وہ عجیب سے انداز میں بولی۔ غزوان نے دونوں ہاتھ جیبوں میں اڑستے سختی سے "دانت پہ دانت جمائے۔

مطلب آپ یہاں سے اپنے شوہر کے گھر جا رہی ہیں۔" مخدوم نے صاف لفظوں میں اسے جتایا۔ "

سوری۔ شوہر کا گھر کون سا۔ وہی جہاں اس کی ٹکے کی عزت بھی نہیں ہے۔" اس کے انکشاف پہ "غزوان کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ وہ سختی سے مٹھیاں بھینچ گیا۔ وہ سب کی موجودگی میں ایسا کچھ کرے گی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

کچھ لوگوں کی عزت ہوتی ہی نہیں ہے۔ پھر چاہے تم اسے جہاں مرضی لے جاؤ۔ یہ بھی انہی میں سے "ایک ہے۔" غضنفر کے تمسخرانہ لہجے پہ غزوان کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

شاید تم اس پانی کی گہرائی ماپنا چاہتے ہو۔ بیلا کا پتھریلا لہجہ سن غضنفر کا ذہن سنسنا اٹھا۔ اس نے چور نگاہوں سے اسے دیکھا جو تیکھی نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی معاً فون بجنے کی آواز پہ وہ فون کان سے لگاتے گرل پہ جھکتے سمندر میں جھانکنے لگی۔ اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے غضنفر تیزی سے غزوان کے نزدیک آیا۔

میری بات غور سے سنو اگر آج تم نے اس کی مان لی تو زندگی بھر اسی کی ماننی پڑے گی۔ تم اب اس کے شوہر ہو اور شوہر چاہے تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تم جانتے ہو کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ اس شادی کو ایڈوینچر بھی تو بنا سکتے ہو تم۔" غضنفر کا مسرور کن لہجہ سن غزوان نے بیلا سے نگاہیں ہٹاتے اسے دیکھا جس کے لبوں پہ شاطرانہ مسکراہٹ دیکھ اس کا ذہن فوراً سے پیشتر کسی نتیجے پہ پہنچا تھا۔ وہ چہرہ جھکا گیا۔

ہمارا نکاح ہو چکا ہے بیلا تو اصول کے مطابق آپ کو اپنے شوہر کے گھر جانا چاہیے اور آپ اسی اصول" پہ عمل کرتے میرے ساتھ میرے گھر چل رہی ہیں۔" وہ فون بند کرتے جوں ہی نزدیک

آئی۔ غزوان کی بات نے اسے ٹھیک ٹھاک چونکا دیا۔ وہ اس سے یوں دیدہ دلیری کی امید بلکل نہیں کر رہی تھی۔

آپ ہمیں آرڈر دے رہے ہیں۔" وہ ہوا کے زور سے اڑتے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے مذاق" اڑانے والے انداز میں بولی۔

شوہر ہوں آپکا دے سکتا ہوں۔" وہ سنجیدگی سے بولتے بیلا کو ٹھٹھکا گیا۔ کچھ سوچ کر اس نے شانے" اچکائے۔ اس کی کسی بات سے انکار تو اسے ویسے بھی نہیں تھا اور یہ پہلی خواہش تھی جس کا اظہار غزوان نے براہ راست اس سے کیا تھا۔

یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں۔" وہ ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالتے آگے کی جانب بڑھی۔ غزوان اس" کے ایکدم مان جانے پہ ساکت رہ گیا۔ گارڈز کے ہاتھ سے اپنے شیڈز لیتے وہ جو گاڑی کی جانب بڑھ رہی تھی کچھ سوچ کر غضنفر کے نزدیک رکی لیکن نگاہیں سامنے تھی۔

ویلڈن غضنفر جاہ۔ بہت اچھے سے برین واش کیا ہے تم نے اپنے بھائی کا۔" غضنفر کا مسکراتا چہرہ اس کی" بات پہ پھیکا پڑ گیا۔ بیلا نے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی اور آنکھوں پہ شیڈز لگائے تھے۔

اوکے ڈیڈ۔" وہ قیس کی جانب دیکھتے ہاتھ ہلاتے گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ گارڈ نے آگے بڑھتے اس" کیلیے دروازہ کھولنا چاہا لیکن وہ اسے ہاتھ کے اشارے سے روک گئی تھی۔ دروازہ کھولتے ہی سامنے بیٹھے دمیر کا دیکھ اس کے چہرے پہ ایک لمحے کیلیے سرد مہری چھائی لیکن اگلے ہی لمحے وہ معدوم ہو گئی۔ وہ مسکرا کر اندر بیٹھ گئی۔

وہ میرے بیٹے کو بھی اپنے جال میں پھنسا رہی ہے۔" مینا غزوان کی سماعتوں میں مسلسل زہر گھول رہی" تھی۔ غزوان نے ایک جھٹکے سے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ آزاد کروایا اور گاڑی میں جا کر بیٹھ گیا۔ مینا کا چہرہ شرمندگی کے احساس سے پھیکا پڑ گیا البتہ غضنفر بازی پلٹ جانے پہ دلفریبی سے مسکرا دیا۔

****

غازی سے بات کرنے کا سوچتے اس کی جان ہلکان ہو رہی تھی تبھی لان میں مسلسل مارچ کرنے میں محو تھی۔ چہرے سے اضطراب صاف جھلک رہا تھا۔ وہ انگلیوں دانتوں میں دباتے کسی گہری سوچ میں غلطاں تھی۔

کیا کروں جو اس بڈھے سے جان چھوٹ جائے۔ نجانے کونسی منحوس گھڑی تھی جو یہاں چلی آئی میں" اس کا انٹرویو لینے۔" وہ روہانسے لہجے میں بولتی ایک بار پھر تیز تیز قدموں سے چہل قدمی کرنے لگی۔ جے بی جو اسے کافی دیر سے ہی خود سے باتیں کرتا دیکھ رہا تھا نجانے کیا سوچ کر اس کی جانب چلا آیا۔ وہ اپنی سوچوں میں اس طرح غرق تھی کہ جے بی کی آمد کا نوٹس بھی نہ لے پائی۔ وہ رخ موڑتے سامنے کھڑے جے بی سے ٹکراتے بچی تھی۔ دونوں کے درمیان ہاتھ رکھتے اس نے خود ہی فاصلہ قائم کیا تھا۔

ہاں آجاؤ گھس جاؤ اندر ہی آ کر۔ وہ جو بھری بیٹھی تھی سامنے کھڑے جے بی پہ ہی پھٹ پڑی۔

کہاں جا رہی تھی آپ۔" جے بی نے مشکوک نگاہوں سے اسے سر تا پا دیکھا لیکن فانیہ اس کے تیور" دیکھ کر بھڑک اٹھی۔

مرنے جا رہی ہوں چلنا ہے ساتھ۔ وہ چیخ کر بولی۔ جے بی نے اس کے تنے تنے تاثرات دیکھ مسکراہٹ دبائی اور کرسی کھینچ کر اسے وہاں بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔

نہیں بیٹھوں گی میں اور تم ہاتھ مت لگانا مجھے۔" وہ بھرائے لہجے میں شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی" انداز میں بولی۔ جے بی کو اس کیلیے افسوس ہونے لگا۔

بیٹھ جائیں۔ ہمارے اسلام میں غیر محرم کو ہاتھ لگانے کی سختی سے ممانعت ہے۔" وہ سرینڈر کرنے" والے انداز میں بولتے اسے چٹخا کر رکھ گیا۔

تھوڑا اپنا یہ اسلام اپنے اس ٹھرکی بھائی کو بھی سکھا دیتے۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے اسے" قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔

میں نے یہ سب انہی سے سیکھا ہے۔ میں انہیں کیسے سکھاتا۔" وہ اب کی بار دلچسپی سے اس کا سرخ" چہرہ دیکھ اس سے مخاطب تھا۔

کیسے مجھے ہاتھ لگاتے تھے۔ گھسیٹتے پھرتے تھے مجھے یہاں سے وہاں۔ وہاں سے یہاں جیسے میں انسان" نہیں کوئی کھلونا ہوں۔" وہ شکایت کرنے والے انداز میں بولی۔ جے بی نے اسے دیکھا بیٹھی وہ ابھی بھی نہیں تھی۔ وہ چہرہ جھکائے ہنس دیا۔ فانیہ نے ناراضگی سے اسے ہنستے ہوئے دیکھا۔

بیٹھ جائیں بہن ہیں آپ میری اور اب تو بھابھی بھی ہیں۔" جے بی نے نرمی سے اسے سامنے رکھی کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ احسان کرنے والے انداز میں بیٹھ گئی۔

بھابھی مت کہنا مجھے آئندہ ورنہ سر پھاڑ دوں گی۔" وہ وارن کرنے والے انداز میں بولتی اسے سٹپٹانے پہ مجبور کر گئی۔

اب بتائیں کیا مسئلہ ہے شاید میں حل کر سکوں۔" وہ سنجیدگی سے اسے دیکھتے ہوئے بولا۔ فانیہ نے بغور اسے دیکھا گندی رنگت کا حامل سامنے بیٹھا شخص تیکھے نین نقوش لیے اسے اتنا بھی برا نہ لگا۔ اس نے ایک نگاہ اطراف میں گھمائی جہاں کسی زی روح کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ اس نے تشکر بھرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

آپکے وہ بھائی میری بلکل نہیں سنتے۔" وہ بچوں کی طرح منہ پھلا کر بولی۔ جے بی نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

انہیں سننے پہ مجبور کریں نا۔ ویسے کیا نہیں سنتے۔" جے بی نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔ فانیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

میں نے انہیں کہا کہ نکاح نہیں کرنا تو انہوں نے زبردستی کر لیا ہے لیکن منہ دکھائی میں اپنی مرضی "
سے لوں گی لیکن وہ ہیں کہ مانتے ہی نہیں۔" وہ بنا رکے شروع ہو چکی تھی اس کے برعکس جے بی کا چہرہ
اس گفتگو کے دروان پہلی بار سرخ پڑا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا سامنے ہی راہداری کے دروازے پہ
ایستادہ غازی کو دیکھ وہ بمشکل اپنا قہقہہ روکتے سرعت سے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا مبادہ غازی اس کی
حالت نہ بگاڑ دے۔

کدھر چلے مجھے تو بتاتے جائیں کہ اس بڈھے سے کیسے نپٹنا ہے۔" وہ غازی کی آمد سے انجان اس کے "
کھڑے ہو جانے پہ چوٹ کرتے ہوئے تمسخر سے بولی جیسے جتانا چاہ رہی ہو کہ ڈر گئے نا۔

اس کے متعلق میں تمہیں تفصیل سے بتاتا ہوں۔" عقب سے ابھرنے والی بھاری مردانہ آواز پہ "
فانیہ کا سانس رک گیا۔ اس نے روہانسی نگاہوں سے جے بی کو دیکھا جو معصومیت سے شانے اچکا گیا۔

تم بابا کے پاس جاؤ۔ ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔" غازی اب براہ راست جے بی سے مخاطب "
تھا۔ فانیہ نے ان کی طبیعت خرابی کا سن پریشانی سے پہلو بدلا۔

جی بھائی۔ آپ پریشان نہ ہو میں سب سنبھال لوں گا۔ آپ فلحال اپنی بیوی کی سن لیں۔ بہت سی "
شکایتیں جمع ہیں یہاں۔" وہ غازی کا شانہ تھپتھپاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

دیکھیں میری زبان خود بخود پھسل جاتی ہے میرا کوئی قصور نہیں ہے۔" وہ جلدی سے اس سے فاصلہ قائم کرتے اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ گئی۔ غازی نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے قدم اس کی جانب بڑھائے۔ فانیہ نے اطراف میں نگاہیں گھماتے کانپتے ہاتھوں سے لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔

بڈھا کسے بول رہی تھی تم۔" اس کا انتہائی سخت تھا۔ فانیہ کا اطمینان سرے سے ہی رخصت ہو گیا۔"

بڈھا۔ کون بڈھا۔ یہاں تو کوئی بھی بڈھا نہیں ہے۔ سب جوان اور ہٹے کٹے ہیں۔ سب سے زیادہ تو" آپ۔ یہ دیکھیں۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بازو پھیلائے جس کے مسلز واضح تھے۔

کیسے لاجواب مسلز ہیں۔ آپ تو سب سے زیادہ جوان ہے۔" وہ ہاتھ سے اس کے مسلز کو تھپتھپاتے" ہوئے بولی۔ غازی اس دوران بنا پلک جھپکاتے نہایت سنجیدگی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فانیہ کے مسکراتے لب سمٹ گئے۔ اس نے مسکینیت سے اسے دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں صدمے کے مارے پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ (ارے یہ بڈھا تو مسکراتا بھی ہے لگتا ہے آج تو کام بن ہی جائے گا۔) اس نے دل ہی دل میں سوچتے مزے سے آنکھیں گھمائی۔

بہت خوش ہیں آج آپ۔" وہ بھی ہنستے ہوئے دوستانہ لب و لہجے میں بولی۔ غازی نے بغور اس کی چمکتی" نگاہیں دیکھی تھی۔

ہاں خوش تو ہوں۔"اس نے بھی ماننے سے انکار نہ کیا۔فانیہ کی باچھیں اس کی بات سن ہی کھل" اٹھی۔

تو پھر۔میری منہ دکھائی والی بات کے متعلق کچھ سوچا۔"وہ یہ موقع کسی بھی صورت ہاتھ سے جانے" نہیں دے سکتی تھی تبھی اس کے ساتھ ساتھ چلتے اس سے مخاطب تھی جیسے دونوں کے مابین بہت خوشگوار معاملات ہو۔

میں فضول باتوں کے متعلق نہیں سوچتا۔"اس کا انداز لٹھ مار تھا۔فانیہ دانت کچکچا کر رہ گئی لیکن بظاہر" مسکرا کر اسے دیکھا۔(خود کے متعلق سوچنے سے فرصت ملے تو کسی اور کے بارے میں سوچے نا یہ لوفر بڈھا۔)وہ ایک گہری مگر کاٹ کھانے والی نگاہ اس پہ ڈالتے اس پہ تف بھیجتے وہاں سے بھاگنے کیلیے پلٹی لیکن غازی کی اگلی بات نے اس کے قدم روک گئے۔

آج میں بہت خوش ہوں بولو کیا چاہیے تمہیں منہ دکھائی میں۔"غازی شاہانہ لب ولہجے میں بولتے" کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔فانیہ جو وہاں سے جانے والی تھی ماربل کے فرش پہ ایڑیوں کے بل اس کی جانب گھومی۔

سچ کہ رہے ہیں۔" وہ ابھی تک بے یقین تھی۔ غازی نے سنجیدگی سے اس کی پھیلی آنکھوں میں دیکھتے" سر ہلایا۔ فانیہ کے تو وارے نیارے ہو گئے۔ وہ عجلت میں کرسی کھینچ کر اس کے مقابل بیٹھی۔

دیکھیں بس ایک عدد ڈائیورس پیپرز ایک پین اور اس کے بعد اس پہ آپ کے دستخط چاہیے" مجھے۔" وہ دونوں ہاتھوں کو حرکت دیتے اسے سمجھانے میں محو تھی اور غازی کی نگاہیں اس کے ہاتھوں کی حرکات و سکنات میں الجھی ہوئی تھی۔ اس کی بات مکمل ہوتے ہی یکلخت اس کا تسلسل ٹوٹا۔

اس کے بعد میں تمہارے منہ پہ ایک تھپڑ لگا کر تمہیں نیند سے جگا دوں گا۔" وہ جواباً سنجیدگی سے" بولتے اسے تپا کر رکھ گیا۔ فانیہ نے دانت پیسے۔ یکلخت سرد ہوا کا جھونکا اسے کپکپا کر رکھ گیا۔

ابھی آپ نے کہا تھا کہ میں ہر خواہش پوری کروں گا۔" وہ نروٹھے پن سے بولتی اسے ستائشی انداز" میں بھنویں اچکانے پہ مجبور کر گئی۔ ارے اتنا ناز نخرہ اتنی ادا۔

خواہش کرنے کو کہا تھا بکواس کرنے کو نہیں۔" جواباً وہ بھی تحمل سے بولا۔ فانیہ کا دل جل کر راکھ" ہو گیا۔ کیا تھا جو تھوڑی سی جی حضوری ہی کر لیتا۔ (یہاں یہ کمینہ بڈھا سیدھے منہ جواب دینا پسند نہیں کرتا جی حضوری کیا خاک کرے گا۔)

میں بکواس کرتی ہوں۔" وہ ٹھیک ٹھاک برامان گئی تبھی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔غازی نے گہری نگاہوں سے اس کے طور اطوار دیکھے۔

"ڈیٹس گڈ تم نے خود ہی مان لیا۔" وہ فوراً سے پہلے نگاہوں کازاویہ بدل گیا۔فانیہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"آپ کو کیا لگتا ہے کہ تھپڑ مار کر آپ مجھے نیند سے جگائیں گے تو میں خاموش رہوں گی میں آپ کو ابدی نیند سلادوں گی۔" وہ سرد مہری سے ایک ایک لفظ چبا کر بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ (ہنس تو ایسے رہا ہے یہ بڈھا جیسے میں نے مذاق کیا ہو۔ویسے کیا تو مذاق ہی ہے۔) اس نے دل میں سوچا۔اس سے قبل کہ وہ انگلی نیچے کرتی غازی نے اسی انگلی کو گرفت میں لیتے اپنی جانب کھینچا وہ توازن کھوتے اس کے اوپر جا گری۔

"یہ ناز نخرہ یہ ادا یہ گستاخانہ لہجہ یہ گھورتی نگاہیں یہ سب دکھانے کی اجازت صرف غازی کی محبوب بیوی کو ہی حاصل ہے۔" فانیہ کے بال اس کے چہرے پہ پھیل گئے۔غازی نے بالوں کو سمیٹتے اس کے شانے پہ ڈالا۔

تم شرما رہی ہو مجھ سے۔" وہ اس کا تپتا سرخ گال نرمی سے ہاتھ کی پشت سے سہلاتے بھاری گھمبیر لہجے میں بولتے فانیہ کو آنکھیں میچنے پہ مجبور کر گیا۔

"نن۔نہیں۔" وہ ہلکائی۔غازی نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا۔

"شرمانا بھی مت کیونکہ تمہیں تو میں نے اپنی بیوی نہیں مانا محبوب تو دور کی بات ہے۔" اس کے بے لچک لہجے پہ فانیہ کا شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔وہ اس کی قربت میں ہمیشہ خود کو بے بس کر دیتی تھی اور وہ ہمیشہ اس کے احساسات کا مذاق بنا دیتا تھا۔وہ بنا اس کی جانب دیکھتے بھاگنے والے انداز میں وہاں سے نکل گئی۔اس کے جاتے ہی غازی نے پرسکون ہوتے کرسی سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند لی۔جانتا تھا کہ اگلے دو روز تک تو کم از کم وہ اسی صدمے کے زیر اثر رہتے یہ طلاق جیسی خرافاتی سوچ ذہن سے نکال دے گا۔اس وقت تک وہ ساؤپالو سے بھی لوٹ آئے گا۔دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے میز پہ رکھی دونوں ٹانگیں جھلاتے وہ آگے کا لائحہ عمل طے کر رہا تھا۔سوچ کے سارے دھاگے کسی ایک ذات سے جڑے تھے۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

تم اس کمرے میں نہیں جاسکتی۔" بیلا کچھ دیر قبل ہی غزوان کے سنگ وہاں پہنچی تھی لیکن اس سے " پہلے کہ وہ ان سب سے اکتاتے غزوان کے کمرے میں جاتی مینا نے دروازے پہ پھیل کر کھڑے ہوتے اسے روک لیا۔ بیلا کے چہرے پہ سرد مہری چھا گئی۔

میں اس کمرے میں جاسکتی ہوں اور میں اس کمرے میں ہی جاؤں گی۔"وہ دل جلانے والے انداز " میں بولی۔ مینا اس کی بات پہ بلبلا کر رہ گئی۔

اس کمرے پہ پہلے میرا حق ہے۔"وہ چلائی۔ بیلا چہرہ پیچھے گرائے کھل کر ہنس دی۔"

تمہارا حق۔ تمہارا حق تو بس شاہ کے کمرے تک محدود نہیں؟ یا پھر غضنفر بھی رائٹ۔ کتنوں پہ حق " استعمال کرو گی؟"وہ سوالیہ انداز میں بھنویں اچکا گئی۔ مینا کے کان اس کی بات پہ سائیں سائیں کرنے لگے۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔ وہ پے در پے اس کی ذات کے متعلق انکشافات کر رہی تھی۔

یہ۔ یہ کیا بول رہی ہو تم۔ اس کا کانپتا ہکلاتا لہجہ بیلا نے صاف محسوس کیا تھا تبھی آنکھ کے اشارے سے اسے پیچھے ہونے کا کہا تھا۔

کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو کیوں سین کریٹ کر رہی ہو۔ یہاں بابا صاحب بھی موجود ہیں میں نہیں " چاہتا۔"اس سے پہلے کہ وہ غصے سے بات مکمل کرتا بیلا ایک جھٹکے سے مینا کو پیچھے دھکیلتی اندر گھس

گئی۔ وہ دونوں اپنی اس قدر بے عزتی پہ تلملا کر رہ گئے۔ کچھ ہی دیر میں مینا کو وہاں سے بھیجتے وہ اندر کمرے میں چلا آیا جہاں وہ صوفے پہ نیم دراز بائیں ٹانگ مسلسل جھلا رہی تھی۔ نگاہیں موبائل پہ جمی تھی۔ لباس بھی تبدیل ہو چکا تھا۔ اب وہ قدرے آرام دہ حلیے میں تھی۔ گھٹنوں سے ذرا نیچے آتا نائٹ گاؤن دیکھ غزوان نجانے کیوں نگاہیں چرا گیا۔

"میں باہر بات کر رہا تھا تم اندر کیوں آ گئی۔"

غصے میں اپنے باپ کی بھی نہیں سنتی میں تو پھر تم کون ہو غزوان۔ تم سے محبت کرتے ہیں ہم اس کا" مطلب یہ نہیں کہ سب برداشت کریں گے۔" وہ بنا اس کی جانب دیکھے واضح کرنے والے انداز میں بولی۔ غزوان نے لب بھینچے۔

محبت کرتی ہو تو پھر یہ حوصلہ بھی رکھو کہ میری سن سکو کیونکہ اپنی توہین مجھے بلکل نہیں" برداشت۔" وہ دائیں بھنویں اچکاتے اسے سختی سے وارن کر رہا تھا۔ بیلا نے موبائل سے نگاہیں ہٹاتے کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھا۔

توہین۔؟ آج تک اپنے بھائی باپ ماں اور حتی کہ اپنی بیوی سے بھی توہین ہی کرواتے آرہے ہیں" آپ۔ کچھ مجھ سے بھی سہی۔" وہ شانے پہ بکھرے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے مذاق اڑانے والے انداز میں بولی۔ غزوان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔ محبت کرتی ہوں آپ سے۔ ایک ایک بات سے واقف ہوں آپ کے" متعلق۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے دلفریبی سے بولی۔ اس کی گرفت میں غزوان کا سانس رکنے لگا۔ زندگی میں پہلی بار اسے سانس لینا بے حد مشکل لگا تھا۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔ نجانے مجھ سے پہلے بھی کتنے مردوں سے محبت کی ہے تم نے۔" وہ اب کی بار" اسے اشتعال کے عالم میں جھٹکتے درشتگی اس کے کردار پہ وار کر رہا تھا۔ اسے کمزور کرنا چاہ رہا تھا۔

کاش یہ آپ نے اپنی پہلی بیوی سے بھی کہا ہوتا۔" وہ دل جلانے والے انداز میں بولتے ہنوز" مسکرا رہی تھی۔ غزوان حیرت زدہ تھا کہ وہ اس کی بات پہ مشتعل کیوں نہیں ہو رہی۔

ایسے ہتھکنڈے مت آزمائیں آپ۔ ان باتوں کا برا تھوڑی لگتا ہے۔ ہنسی آتی ہے۔ اب مجھ جیسی آزاد" خیال لڑکیوں کو لوگ ایسا ہی سمجھتے ہیں۔" وہ اس کا گال سہلاتے مزے سے بولی۔ غزوان نے اس کے چہرے سے نگاہیں پھیری۔ بیلا نے اونچا ہوتے نرمی سے اس کے گال کو چھوا۔ غزوان کا چہرہ بے بسی

کے مارے تمتما اٹھا معاً دروازہ کھٹکنے کی آواز کے ساتھ ہی اس سے پہلے غزوان جاتا بیلا اسے وہی رکنے کا اشارہ کرتے اپنے نائٹ ڈریس کی ڈوری کستے دروازے تک آئی اور دروازے میں پھیل کر کھڑی ہوئی۔ بیلا کا حلیہ سونے پہ سہاگہ سامنے کھڑا غضنفر غزوان کا خون جوش مارنے لگا۔ جو بھی تھا وہ اس کی بیوی تھی اور غضنفر کی عادات سے بھی وہ بخوبی واقف تھا۔

کیا تمہیں نہیں معلوم ویڈنگ نائٹ پہ ایک ہسبینڈ وائف کو تنگ کرنا غیر اخلاقی حرکت میں شمار ہوتا ہے۔" اس نے غضنفر کے کالر کو جکڑتے جھٹکا دیا۔ غضنفر کا سانس خشک ہو گیا۔

وہ۔ وہ غزوان کو بابا صاحب۔" اس کی آنکھیں وحشت سے پھیلی ہوئی تھی۔"

اپنے بابا صاحب سے بول دو جا کر کہ یہاں اب صرف غزوان نہیں بلکہ بیلا بھی موجود ہے اور مجھے ایک اور قتل کرنے میں بلکل دقت نہیں ہو گی۔ ناؤ گیٹ لاسٹ۔" وہ سفاکیت سے اس کی سماعتوں میں صور پھونکتے اسے باہر کی جانب دھکا دیتے دروازہ اس کے منہ پہ بند کر گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ پلٹی تو چہرہ ایک بار پھر مسکراہٹ سے دمک رہا تھا۔ غزوان اس کے دھوپ چھاؤں سے مزاج میں الجھ کر رہ گیا۔

"وہ میرے بابا صاحب ہیں۔"

تو کیا سر پہ بٹھالوں۔ ویسے بھی تمہارا وہ بڈھا باپ بہت بولتا ہے۔" وہ جھرجھری لے کر بولتے ایک بار" پھر اس کے نزدیک آئی۔ غزوان نے آنکھیں موند کر کھولتے خود کو پرسکون کرنا چاہا۔

" آج ہماری ویڈنگ نائٹ ہے رائٹ۔"

مت بھولو یہ ایک زبردستی کی شادی ہے وہ بھی تمہاری جانب سے ورنہ اس دنیا میں اگر کسی سے میں" نے نفرت کی ہے وہ صرف تم ہو اور اس بات کا اندازہ تمہیں میرے ساتھ ہر گزرتے دن کے ساتھ ہو جائے گا۔ یاد رکھنا کہ ہر چمکتی چیز سونا نہیں ہوتی بیلا قیس۔" اس کے لہجے میں نجانے ایسا کیا تھا کہ بیلا ٹھٹھکی اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

تمہاری میں تو اب میں ہی توڑوں گا۔ بہت غرور ہے نا تمہیں اپنی اس حیثیت کا۔ بہت ناز کرتی ہوں نا" اپنی اس خوبصورتی پہ۔ سب ختم کر دوں گا۔ اب کسی عورت کو خود کو برباد نہیں کرنے دوں گا میں۔" وہ بے رحمی سے اس کی ذات کے پرخچے اڑانے کی کوششوں میں تھا۔ بیلا کی پیشانی کی رگیں پھول گئی لیکن لبوں پہ ابھی بھی وہی نرم مسکراہٹ رقصاں تھی جو اسے دیکھ کر اس کے لبوں پہ در آتی تھی۔

آئی ہیٹ یو۔ آئی رئیلی ہیٹ یو۔ تم محبت کیلیے نہیں بنی ہو۔ تم سے بس نفرت ہی کی جا سکتی ہے۔"وہ زہر خند لہجے میں بولتے دندناتے ہوئے واشروم میں بند ہو گیا۔ پر سکون ماحول میں ارتعاش سا پیدا ہوا۔ دروازہ زور سے بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی اس نے رخ موڑتے الجھی نگاہیں بند دروازے پہ ٹکا دی معاً شانے اچکاتے وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔ اپنے عالیشان کمرے میں تن تنہا سونے والی۔ پانی کی لہروں کی آواز سماعتوں میں محسوس کرنے والی آج اس کمرے میں کیوں تھی فقط اس شخص کی خاطر جس سے اسے محبت تھی۔ وہ واشروم سے نکل کر ایک بار پھر اس کے سر پہ آ کھڑا ہوا تھا۔ بیلا نے مسکراتے ہوئے بھنویں اچکائی۔

یاد رکھنا نفرت کرتا ہوں میں تم سے۔" بیلا کے لبوں پہ تبسم پھیل گیا۔"

اتنی نفرتیں سہی ہے کہ اب نفرتوں سے ہی سکون ملتا ہے۔ چاہتیں رلا دیتی ہیں اور میں روتی" نہیں۔" وہ دلکشی سے بولتی قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ اس کی کھنکھتی ہنسی نے غزوان کے اندر جلتے الاؤ کو مزید بھڑکا دیا تھا۔

دفعہ ہو جاؤ ابھی کے ابھی یہاں سے۔" وہ اس کے سر پہ کھڑا ہوتے گرجا۔ اس گفتگو کے دوران پہلی" بار اس کے گستاخانہ لہجے پہ بیلا کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔

میری خاموشی کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ غزوان۔ عزت سے پیش آرہی ہوں تو کیوں میرے ہاتھوں" بھی بے عزت ہونا چاہتے ہو۔"اس کا لہجہ اس قدر بلند تھا کہ ایک لمحے کو غزوان بھی خاموش ہو گیا۔ اسکی لہو رنگ آنکھیں غزوان کو ٹھیک ٹھاک لطف سے دوچار کر گئی۔ وہ سیٹی کی دھن بجاتے سگار لیتے ٹیرس کی جانب بڑھ گیا۔ بیلا اس کے اس قدر عجیب رویے پہ الجھتی رہ گئی۔ وہ اس سے ایسا برتاؤ کیوں کر رہا تھا۔ اس نے کل پہلی فرصت میں ہی قیس ولا جانے کا تہیہ کیا ورنہ کوئی بعید نہ تھا یہاں رہ کر وہ پاگل ہو جاتی ویسے بھی پوری رات آنکھوں پہ ہی کٹنی تھی کیونکہ اس گھٹن زدہ اجنبی کمرے میں اسے نیند کہاں آنی تھی۔ وہ تو انہی عالیشان محلوں کی عادی تھی۔ اس نے پر سکون ہوتے آنکھیں موند لی۔

جسے چاہا تھا اسے پالیا اب بے سکونی کی کوئی وجہ باقی نہیں بچتی۔"وہ خود کو باور کراتے سرشاری کی" کیفیت میں موبائل میں مصروف ہو گئی۔ غزوان اس سے لاکھ لاپرواہی برتا لیکن تھا تو اسکا ہی۔

****

اگلی صبح معمول کے برعکس اس کیلیے خوشگوار تھی۔ سورج کی کرنیں گلاس ڈور سے ہوتے سیدھا بیڈ پہ آرہی تھی۔ اسی چیز نے اسے کسمسا کر آنکھیں کھولنے پہ مجبور کیا تھا۔ کئی لمحے تو وہ یونہی بیٹھی غائب

دماغی کی کیفیت میں کچھ سوچتی رہی معاً کچھ سوچتے وہ باہر کی جانب بھاگی۔ آج تو غازی نے سا ؤ پالو جانا تھا اور اسے اس کا پیچھا کرنا تھا۔ وہ اس چیز میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ یہاں ایک ہی راہ تھی اب اس سے بچاؤ کی خاطر۔ تیز تیز قدم اٹھاتے وہ پورے بنگلو میں گھوم رہی تھی لیکن کسی بھی وجود کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ وہاں سے ہوتے ہوئے وہ بیک یارڈ کی جانب آئی جہاں غازی کا عالیشان جم موجود تھا۔ غازی کو ڈھونڈنے کیلیے اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا کیونکہ وہ اسے سامنے ہی ٹریڈمل پہ دوڑتے ہوئے مل گیا تھا۔ شرٹ لیس وجود لیے پسینے سے شرابور وہ تیزی سے بھاگ رہا تھا۔ تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ پیشانی پہ گرے بال جو اس کے بھاگنے کے ساتھ مسلسل حرکت کر رہے تھے۔ فانیہ کی نگاہیں ناچاہتے ہوئے بھی اس کے چہرے پہ جم کر رہ گئی۔ وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے اس کے چہرے کو تک رہی تھی۔ اگر وہ اپنی خوبصورتی پہ زعم کرتا تھا تو وہ کچھ غلط نہیں تھا۔ بیلا بھی تو ایسی ہی تھی۔ اگر حسین تھی تبھی مغرور حسینہ تھی۔

آنکھیں بھی اچھی خاصی ہے۔" فانیہ کی نگاہیں اس کی سیاہ آنکھوں پہ ٹھہر گئی جس میں ہمہ وقت ایک" چمک رقص کرتی تھی۔

چہرہ بھی خوبصورت ہے۔" وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بولی۔ دل میں طلاطم سا برپا تھا۔"

رنگ بھی اچھا بھلا ہے ویسے تو اور ہاتھ تو ایسے جیسے سرخی میں لڑکیوں کو بھی مات دے دیں" گے۔" وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ اس کے چوڑے سینے پہ جا کر جم گئی جہاں سکس پیکس صاف واضح تھے۔

باڈی تو ایسے بنائی ہوئی ہے جیسے جم کی ساری مشینیں ایک ہی بار میں اٹھائی ہو انہوں نے۔" وہ خود ہی بول کر اپنے تبصرے پہ مزے سے ہنسی۔ وہ اسے دیکھنے میں اس قدر محو تھی کہ قریب آتے غازی کا نوٹس ہی نہیں لے پائی۔

اتنی گہرائی میں جا کر تجزیہ سب کا کرتی ہو یا صرف مجھ میں ہی کچھ خاص دکھا ہے۔" نزدیک سے ابھرتی بھاری آواز فانیہ کا سانس رک گیا۔ اس نے جھٹکے سے نگاہوں کا زاویہ بدلتے دائیں جانب دیکھا جہاں کھڑا وہ تولیے سے پسینہ پونچھ رہا تھا۔ گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لب آپس میں پیوست تھے۔

"صرف آپ کا ہی۔"

میرا مطلب ہے کہ مجھے عادت ہے۔" وہ غازی کی آنکھوں میں حیرانگی بھانپتے سٹپٹاتے ہوئے جلدی" سے تصحیح کر اٹھی۔ غازی نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

خوبصورت چیزوں کو دیکھنے کی۔؟" وہ دوبدو دلچسپی سے اس کی جانب جھکا۔ماتھے پہ گرے بال فانیہ کے عین سامنے تھے۔وہ ہاتھ بڑھا کر اسے چھو سکتی تھی لیکن آخر کیوں؟اس نے دل ہی دل میں خود کو خوب لعن طعن کی۔

بڑی خوش فہمی ہے آپ کو۔" وہ طنزیہ بولی۔آنکھوں میں ایک کاٹ سی تھی۔"

میں نے اپنا ذکر تو کیا ہی نہیں۔خوبصورت چیزوں کا کیا ہے۔"اس کا لہجہ اور آنکھیں مسلسل مسکراتی ہوئی تھی۔فانیہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔(کیا ضرورت تھی بھلا اس ہینڈسم بڈھے کو یوں دیدے پھاڑ پھاڑ کر گھورنے کی۔)

یہاں کیا کر رہی ہو تم۔"اگلے ہی لمحے اس کا لہجہ بدل گیا۔فانیہ کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی غازی موبائل میں آتے فون کی جانب متوجہ ہو گیا۔وہ اگلے دس منٹ تک اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتی رہی لیکن جب یہ کال طوالت اختیار کر گئی وہ وہاں سے جانے کیلیے مڑی تھی لیکن ساتھ بنے فاؤنٹین کی بدولت وہ اس سے ٹکرا کر اوندھے منہ زمین بوس ہوئی تھی۔اس کے حلق سے چیخ بے ساختہ تھی۔ٹانگ میں اٹھتی ٹیس کی بدولت اس کی آنکھوں کے

سامنے اندھیرا چھا گیا۔ غازی فون بند کرتے تیزی سے اس کی جانب بھاگا جو زمین پہ گری کراہ رہی تھی۔

اندھی ہو تم دکھتا نہیں ہے کیا۔" وہ طیش کے عالم میں اس کی جانب جھکا اور اسے سہارہ دیتے اٹھانا چاہا" لیکن وہ مسلسل کراہ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے نکلتے آنسو اس کی تکلیف کے گواہ تھے۔

یہ غلط جگہ پہ لگایا ہوا ہے آپ نے۔ میرا کیا قصور بھلا۔ گھر سجانا ہی تھا تو کسی اچھے انٹیریر ڈیزائنر سے " مشورہ کرتے۔ کہی بھی یہ فاؤنٹین لگا دیا۔" وہ بھرائے لہجے میں بولی۔ غازی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور اسے بانہوں میں بھرتے لاؤنج میں چلا آیا۔

کیا ہوا بھائی۔" جے بی نے اسے فانیہ کو صوفے پہ بٹھاتا دیکھ تفکر سے استفسار کیا۔"

گر گئی ہے محترمہ۔" وہ طنزیہ نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولا جس کا چہرہ ابھی بھی اس کی قربت کی" بدولت سرخ اناری ہو رہا تھا۔

تو پھر آپ انہیں ہاسپٹل لے جائیں۔" جے بی کی بات پہ غازی نے پیشانی پہ شکنیں سجائے اسے دیکھا تو" وہ گڑبڑا گیا۔

میرا مطلب کہ ان کی حالت دیکھیں وہ بہت زیادہ تکلیف میں ہیں۔ اگر اندرونی کوئی چوٹ وغیرہ ہوئی" تو۔" اس نے بات ادھوری چھوڑی۔ فانیہ نے اپنی ٹانگ کو حرکت دینی چاہی لیکن نجانے کیوں بہت دقت پیش آرہی تھی۔ غازی نے اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا لیکن وہ بے بسی سے جے بی کو دیکھ کر رہ گئی۔

بھائی وہ کیسے چلیں گی۔" جے بی نے اسے ہوش دلایا تو وہ لب سختی سے بھینچتے اس کی جانب آیا اور" ایک جھٹکے سے اسے اٹھایا تھا۔ فانیہ کی چیخ بے ساختہ تھی۔ صدر دروازہ عبور کرتے ہی وہ پورچ کی جانب بڑھا جہاں ڈرائیور دروازہ کھولے تیار کھڑا تھا۔

تم جاؤ یہاں سے۔" اس نے حکم صادر کیا۔ اس کے وہاں سے جاتے ہی اس نے فانیہ کو دروازہ کھولنے" کا اشارہ کیا تھا۔ اسے گاڑی میں بٹھاتے وہ گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آیا اور گاڑی زن سے ہسپتال کی جانب بڑھائی تھی۔ آج کافی عرصے بعد اس نے خود ڈرائیو کی تھی ورنہ ہمہ وقت ڈرائیور اس کی خدمت میں پیش پیش ہوتے تھے۔

مم۔ مجھے بی کے پاس جانا ہے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ آنکھوں سے آنسو تو اتر بہہ رہے تھے۔"

اتنی ہی محبت تھی اپنی بی سے تو یہاں آنا نہیں تھا تم نے۔" غازی خون آشام نگاہوں سے اسے" گھورتے ہوئے بولا۔ فانیہ سسکی روکتے لب بھینچ گئی۔ ایک یہی غلطی تو اس سے ہو گئی تھی۔

اس کی حالت کے پیش نظر غازی نے اپنا لہجہ حتی الامکان نرم کیا۔

پہلے کبھی بھی گرنے پہ ایسا درد ہوا ہے کیا۔" اس کا انداز تفتیشی تھا۔"

پہلے کبھی بی نے گرنے ہی نہیں دیا۔" اس کے لہجے سے فانیہ کو کچھ ڈھارس بندھی تبھی نم لہجے میں" بولی۔ (اچھے بھلے نرمی سے بات کر سکتا ہے یہ لیکن پھر بھی مجھے کاٹ کھانے کو دوڑتے ہیں۔) فانیہ نے ایک بار پھر چور نگاہوں سے اسے دیکھا جس کے چہرے پہ وہی نرمی احاطہ کیے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر سخت دل کیوں بنتا تھا اگر اس کا اصل یہی تھا تو۔

ایک تو ہے بھی اتنا حسین ایک کیا سو اس پہ فدا ہو جائیں لیکن یہ تو کسی ایک پہ ہی فدا ہو گا نا۔ ہائے" کاش وہ ایک میں ہوتی۔" اس کا دل آج الگ ہی پرلے پہ دھڑکا تھا معاً گاڑی ایک جھٹکے سے رکتے ہی وہ سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

استغفر اللہ نعوذ باللہ کیا کیا سوچنے لگی میں شاید اس کی صحبت کا ہی اثر ہو گیا ہے۔" وہ منہ ہی منہ میں" بڑبڑائی۔ غازی نے رخ موڑتے اس کا سرخ متورم چہرہ دیکھا اور گہرا سانس بھر اٹھا۔

تم اونچا بول سکتی ہو۔" اس کا لہجہ اور نگاہیں اس قدر نرم تھی کہ فانیہ بے ہوش ہوتے ہوتے بچی۔ "

میں آپ کی تعریف نہیں کر رہی۔" اپنی چوری پکڑی جانے کے خوف سے وہ تڑخ کر بولی۔ غازی کی "گرفت سٹیرئنگ پہ سخت ہوئی۔

تمہارے منہ سے اپنی تعریف میں چاہتا بھی نہیں۔ گاڑی میں ساتھ بیٹھی ہو اپنی خوش نصیبی سمجھو "ورنہ دس سیکنڈ بھی کم ہونگے تمہیں یہاں سے باہر دھکا دینے میں۔" اس کا لہجہ ایک بار پھر سفاک اور پتھریلا ہو گیا۔ فانیہ کی آنکھیں ایک بار پھر من من آنسوؤں سے بھر گئی۔ اس قدر ہتک آمیز لہجہ وہ زمین میں گڑ کر رہ گئی۔

لوگ مجھ پہ مرتے ہیں۔ میں کسی پہ نہیں مرتا۔ اس لیے خوابوں میں جینا چھوڑ دو۔ میں تمہیں "ماسوائے بربادی کے کچھ نہیں دے سکتا۔" وہ پے در پے اس کے وجود پہ گہرے وار کر رہا تھا۔ اس کے الفاظ کسی نشتر کی مانند تھے۔ وہ پھیکے سے انداز میں مسکرائی۔ غازی نے اسے لیتے قدم ہسپتال کی جانب بڑھائے۔ اگلے پانچ منٹ میں وہ ڈاکٹر کے کیبن میں موجود تھے۔ ڈاکٹر اسے لیتے ایمرجنسی کی جانب بڑھی البتہ غازی مسلسل کسی سے فون میں مصروف تھا۔ اسے ساؤ پالو کیلیے نکلنا تھا اور اس لڑکی نے اچھی خاصی تاخیر اسے کروا دی تھی۔

"کیا ہوا ڈاکٹر۔ وہ لڑکی۔"

"از شی از یور گرل فرینڈ۔" وہ پیشہ وارانہ مسکراہٹ لبوں پہ سجائے بولی۔ غازی کا تن بدن اس گرل نامی نام پہ سلگ اٹھا۔

"شی از مائی وائف ڈاکٹر۔" اس کا انداز جتانے والا تھا۔ وہ کھسیانی ہنسی ہنس دی۔ غازی کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئی۔

کیا بچپن میں ان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آیا ہے مطلب کافی سوئیر پرابلم ہے شاید انہیں۔ مے بی ان کی ٹانگ پہ راڈ سرجری کی گئی ہے۔ ان کا گرنا بلکل بھی اچھا نہیں تھا اور وہ گری بھی گھٹنوں کے بل ہے۔ فلحال میں نے انہیں انجیکشن دے دیا ہے۔ وہ مزید کچھ بھی بول رہی تھی لیکن غازی کے اعصاب ان کی بات سن گم ہونا شروع ہو گئے۔ وہ پر سوچ نگاہوں سے انہیں تکتے سر ہلا گیا۔

کیا تم بچپن میں کبھی گری تھی مطلب کوئی سرجری وغیرہ۔" وہ اپنے ساتھ بیٹھی فانیہ کو دیکھتے سنجیدگی سے سوال کر رہا تھا۔ فانیہ جواب قدرے بہتر تھی شانے اچکاتے نفی میں سر ہلا گئی۔

"نہیں مجھے تو نہیں یاد پڑتا ایسا کچھ۔" وہ لاپرواہی سے بولتے باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہونے لگی۔ اس کا ذہن بری طرح ڈاکٹر کی بات میں الجھا ہوا تھا معاً وہ ان تمام بے لگام سوچوں کو جھٹکتے کسی کو فون ملانے لگا۔

"ہاں تم تیاری رکھو میں بس پہنچ رہا ہوں۔ پولیس تک اس متعلق خبر نہیں جانی چاہیے۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔" اس کے لبوں پہ ایک شاطرانہ مسکراہٹ آکر ٹھہر گئی تھی۔ اس سب کے دوران فانیہ کی نگاہیں چاہے باہر تھی لیکن سماعتیں اسی کی جانب تھی۔ یکلخت کچھ سوچتے وہ پراسرار سے انداز میں مسکرائی تھی۔ گھر پہنچتے ہی وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی اور غازی وہاں جانے کی تیاری کرنے لگا۔ باہر گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز پہ اس نے کھڑکی سے نیچے جھانکا وہ پورچ میں کھڑا اجے بی سے محو گفتگو تھا۔

"بائے بائے مسٹر غازی۔" وہ شاطرانہ انداز میں مسکرائی اور اپنا موبائل اٹھاتے 911 پہ کال ملائی تھی۔

"ہیلو پولیس آپ کو کچھ بتانا تھا۔" وہ معصومیت بھرے لہجے میں بولی۔ جانتی تھی آگے کا کام پولیس خود ہی سنبھال لے گی اور جب پولیس غازی کو سنبھال لے گی تو پھر وہ توبیلا کے پاس آرام سے جا سکتی تھی

بغیر کسی خوف کے۔ فون بند کرتے وہ گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھی اور کھکھلا کر ہنس دی۔ آنکھیں سرشاری کے عالم میں چمک رہی تھی۔

****

"کہاں جارہی ہو تم۔" غزوان نے سرتاپا اس کا جائزہ لیا اور اسے نک سک سا تیار دیکھ نا سمجھی کی کیفیت میں استفسار کیا۔

"قیس ولا واپس۔" وہ مختصر جواب دیتی مسکرا اٹھی۔ غزوان نے غضبناک نگاہوں سے اسے گھورا۔

"تم یہاں سے کہی نہیں جاؤ گی وہ بھی میری مرضی کے بغیر۔" غزوان نے اس کی پشت پہ کھڑے ہوتے جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب کیا تو وہ دلکشی سے مسکرا دی۔

"یہ غلط فہمی کیوں ہے آپکو۔" وہ لبوں کو رنگتے ہوئے ایک ادا سے بولی۔ غزوان کی نگاہیں آئینے میں دکھائی دیتے اس کے عکس پہ تھی۔

"کیونکہ اب تم میری بیوی ہو۔"

بیوی ہوں کوئی غلام نہیں اور ویسے بھی یہ حکم چلانا یہ سب مجھے ہی بھاتا ہے۔ میں کسی کی نہیں" سنتی۔" وہ دونوں ہاتھوں سے اس کا کالر درست کرتے ہوئے بولی۔ مخصوص کلون کی خوشبو اس کے اعصابوں پہ بری طرح سوار تھی۔ اس نے غزوان کے سینے سے لگتے اس کی مہک کو خود میں اتارا۔

آپ میرے لیے اس پھول کی مانند ہے جیسے اس پھول سے پورا باغیچہ مہک اٹھتا ہے ویسے آپ کی" مہک اور لمس سے بیلا کا وجود بھی مہک اٹھتا ہے۔" وہ اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے ہوئے محبت سے لبریز لہجے میں گویا ہوئی۔ غزوان کی نگاہیں اس کی جانب اٹھی جو بے خودی کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔

تم یہاں سے کہی نہیں جاؤ گی۔" وہ ایک بار پھر پر اسرار لہجے میں اسے تنبیہ کر رہا تھا۔ بیلا نے سکون" سے نفی میں سر ہلایا اور ہنسی۔

مجھے قید کرنا پسند ہے قید ہونا نہیں غزوان جاہ۔" وہ اب بیڈ پہ بیٹھی اپنے بوٹ کے تسمے باندھ رہی" تھی۔ غزوان اپنی اس قدر بے عزتی پہ ضبط کے گھونٹ بھر تا رہ گیا۔

میرے پر کاٹنا چاہتے ہیں آپ۔" اب کی بار اس کا لہجہ انتہائی تیکھا تھا۔ غزوان اپنی جگہ پہ پہلو بدل کر" رہ گیا۔

محبت نہ ملی تو دل پہ زخم قبول کرلوں گی لیکن اپنے کٹے ہوئے پر نہیں۔ گوٹ اٹ۔" وہ ایک گہری پر تپش نگاہ اس پہ ڈالتے اس کا گال تھپتھپاتے دروازے کی جانب بڑھی۔ اس سے قبل کہ وہ چٹخنی گراتی غزوان نے اس کی کلائی سختی سے اپنی گرفت میں لیتے پشت پہ لگادی۔

رومینس کا جی ہو رہا ہے کیا ہسبینڈ۔" اس کی بیہودہ بکواس پہ خجالت کے احساس سے غزوان کا چہرہ" سرخ پڑ گیا۔

رومینس اور وہ بھی تمہارے ساتھ۔" وہ تمسخر سے ہنسا۔ بیلا کے لبوں پہ بھی مسکراہٹ ٹھہر گئی۔"

نگاہوں کا رومینس بھی تو میرے ساتھ ہی کرتے ہیں۔" وہ اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کرتے" شرارت سے ہنسی۔

ویسے بھی اگر اتنی سختی اپنی پہلی بیوی پہ کی ہوتی نا آپ نے آج وہ اتنے مردوں کی بستر کی زینت نہ بنی" ہوتی۔" اچانک ہی اس کا لہجہ کھردرا ہو گیا تھا۔ غزوان کا حکم دیتا انداز اسے بلکل نہ بھایا تھا تبھی غرا اٹھی تھی۔

آپ سے شادی کر کے عزت نفس کو داؤ پہ نہیں لگایا ہم نے۔ اگلی بار ہم سے یوں مخاطب ہونے سے" قبل یہ بات یاد رکھیے گا۔" وہ اسے ایک جھٹکا دیتے ایک زہر میں ڈوبی نگاہ اس پہ ڈال کر کمرے سے نکلتی

چلی گئی۔ لاؤنج میں پہنچ کر سب کو نظر انداز کرتے وہ آنکھوں پہ شیڈز لگاتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ اسی لمحے سب کو اس بات کا اندازہ بخوبی ہو گیا تھا کہ وہ ابھی بھی بیلا قیس ہی ہے جسے کسی کی اجازت کی ضرورت نہ کل محسوس ہوتی تھی اور نہ ہی آئندہ کبھی ہونے والی تھی۔

****

اپنے کام سے فراغت حاصل کرتے ہی وہ پر سکون سی لاؤنج میں چلی آئی۔ جانتی تھی غازی تو وہاں موجود تھا نہیں جس کا اسے ڈر ہوتا۔ وہ گنگناتے ہوئے جوں ہی لاؤنج میں آئی سامنے ہی اسے حشمت نور کسی کتاب کے مطالعے میں مصروف دکھائی دیے۔ اس کے ذہن میں نجانے کیا آیا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان کی جانب آئی۔ جے بی جو اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف تھا چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوا اور اسے دیکھ کر بھنویں اچکائی۔ فانیہ نے مظلومیت سے آنکھ کے اشارے سے حشمت کی جانب اشارہ کیا تو وہ ناچاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔ آنکھوں کے راستے وہ اسے تسلی دینا نہ بھولا تھا۔

"بابا۔" فانیہ نے دھیمے سے انہیں پکارا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ جے بی نے اسے ان کے نزدیک بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ تیزی سے اس کی بات پہ عمل کرتے ان کے نزدیک ہی جگہ سنبھال گئی۔ جے بی ٹانگیں سمیٹ کر بیٹھ گیا۔

بابا پلیز میری بات تو سنیں آپ ایک بار۔ میرا یقین کریں میں ایسی نہیں ہوں ہاں میں مانتی ہوں کہ" میں مافیہ فیملی سے تعلق رکھتی ہوں مم۔ مگر میں ایسی نہیں ہوں۔ آپ پلیز اپنا دل میری طرف سے صاف کرلیں۔ میرا تو میری دوستوں تک تو نہیں معلوم۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ کوئی مجھے اس چیز سے جج کریں تبھی میں کسی کو کچھ نہیں بتاتی۔" نجانے کیوں بولتے بولتے اس کا لہجہ بھرا گیا تھا۔ جے بی نے سنجیدگی سے حشمت کی جانب دیکھا جن کے چہرے پہ اب کی بار کچھ نرمی عود آئی تھی۔ فانیہ نہیں جانتی تھی کہ وہ کیوں رو پڑی تھی ان کے سامنے شاید اسے ان کی شفقت کی عادت ہو گئی تھی۔ جے بی نے پلکیں جھپکتے اس کی ہمت بندھائی۔

پلیز بابا۔" اس کے لب بے آواز سرسرائے۔ حشمت نے نرمی سے اس کے سر پہ ہاتھ رکھتے تھپتھپایا" تو وہ روتے روتے ہنس دی اور ان کے سینے سے لگ گئی۔ اب کی بار انہوں نے بھی اسے پیچھے نہیں کیا تھا۔ جے بی ہنوز مسکراتے ہوئے دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔

ہماری زندگی ان لوگوں سے بہت مختلف ہے جو غلط کاموں میں ملوث ہوتے ہیں۔ بس ایک خوف تھا" اپنے بیٹے کی زندگی کے متعلق تبھی اتنا دھچکا لگا تھا۔" وہ نرمی سے اسے دیکھتے بول رہے تھے لیکن غازی کے ذکر پہ فانیہ کے مسکراتے لب سمٹ چکے تھے۔

لیکن انہوں نے مجھ سے بدلے کیلیے شادی کی ہے بابا۔ کوئی محبت نہیں تھی۔ کوئی مدد نہیں تھی بس" ایک بدلہ تھا جو وہ لے چکے ہیں۔ ان سے پوچھیے گا وہ آپ سے جھوٹ نہیں بولتے نا اور اس کے بعد پلیز مجھے اس سب سے آزادی دلوا دیجیے گا پلیز۔ میری اور آپکی دنیا سچ میں مختلف ہے۔ میں نے کافی ریسرچ کی ہے۔ ایک مسلم اور غیر مسلم کا نکاح تو جائز ہی نہیں ہے تو پھر وہ کیسے میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ تو مسلم ہیں انہیں یہ چیزیں ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے تھی۔" یہ وہ باتیں تھی جو وہ کافی عرصے سے حشمت سے کرنا چاہتی تھی تبھی آج موقع ملا تھا تو خود کو روک نہ پائی تھی۔ اس کی بات پہ حشمت نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت جے بی کو دیکھا جس کی خود کی حالت بھی مختلف نہ تھی۔ وہ بغیر اس کی بات کا جواب دیے خاموشی سے اٹھتے کمرے میں چلے گئے۔ ان کی خاموشی پہ فانیہ نے بے ساختہ پہلو بدلا۔ عین اسی لمحے اس کی نگاہیں جے بی سے جا ٹکرائی۔

آپ کو یوں اچانک بابا کے سامنے اس چیز کا ذکر نہیں کرنا چاہیے تھا۔ وہ شاید آپ کو مسلم ہی سمجھ رہے تھے۔" جے بی نے اسے اس کی غلطی کا احساس دلایا تو اس کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

"لیکن غازی نے میرے ساتھ ساتھ آپ سب کے ساتھ بھی دھوکا کیا ہے۔" وہ ابھی بھی اپنے موقف پہ قائم تھی۔

"وہ اتنے بھی برے نہیں ہیں جتنا آپ نے انہیں بنا دیا ہے۔"

" آپکے بھائی ہیں وہ آپ تو انہی کی طرفداری کریں گے۔ کاش یہاں میری بی بھی ہوتی تو چٹکیوں میں مجھے یہاں سے نکال لے جاتی۔" بولتے بولتے ایک بار پھر اس کا لہجہ بھیگ گیا۔ جے بی نے الجھ کر اسے دیکھا۔

"بی۔" وہ ناسمجھی کی کیفیت میں بولا۔

"بیلا نام ہیں ان کا۔ میری بہن ماں سب کچھ وہی ہیں۔ ہم سب انہیں پیار سے بی کہتے ہیں۔" وہ اب بہت محبت سے بیلا کا ذکر کر رہی تھی۔

یہ سب جانتے ہوئے بھی کہ وہ برے کاموں میں ملوث ہیں پھر بھی وہ آپکے دل کے قریب ہیں" کیونکہ وہ آپ کی بہن ہیں۔غازی بھائی بھی میرے لیے کچھ ایسی ہی اہمیت رکھتے ہیں۔"اس کی گہری بات پہ فانیہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔وہ ایکدم خاموشی اختیار کر گئی۔

کبھی کبھی انسان جیسا دکھتا ہے ویسا ہوتا نہیں ہے۔" جے بی نے اسے دیکھتے جتایا۔فانیہ کے ماتھے پہ" شکنیں ابھری۔یہاں پھر غازی نامہ شروع ہونے سے بہتر تھا کہ وہ خودکشی کر لیتی۔

وہ برے ضرور ہیں مگر بروں کیلیے اچھوں کیلیے وہ بہت اچھے ہیں۔" جے بی کی بات پہ وہ ایسے ہنسی جیسے" کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو۔

ان باتوں سے اب مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ میرے ساتھ وہ بلکل بھی اچھے نہیں ہیں۔"وہ ناک" منہ چڑھا کر بولتی اسے تاسف سے سر ہلانے پہ مجبور کر گئی۔جے بی سمجھ گیا تھا کہ اس سے اس وقت کوئی بات کرنا مطلب بھینس کے آگے بین بجانا تھا تبھی دوبارہ لیپ ٹاپ کی جانب اپنی توجہ مبذول کروالی لیکن فانیہ زیادہ دیر کہاں خاموش رہ سکتی تھی تبھی گلا کھنکھارتے اس کے نزدیک ہوئی اور لیپ ٹاپ پہ جھانکنا چاہا لیکن وہ پہلے ہی اسے فانیہ کی پہنچ سے دور کر چکا تھا۔

یہاں آپ کو کچھ نہیں ملے گا بھی۔"فانیہ نے دانت پیسے۔"

آپ سے ایک بات پوچھوں۔"وہ اب کی بار نہایت سنجیدہ تھی۔جے بی نے فقط ہمم کہنے پہ اکتفا کیا۔"

آپ بھی مسلم ہیں۔"اس کی بات پہ ایک لمحے کیلیے اس کا چہرہ پھیکا پڑا لیکن اگلے ہی لمحے وہ بحال کر گیا۔

"جی الحمداللہ۔"

الحمدواٹ۔"وہ اس کی بات دہراتے ہوئے ناسمجھی سے بولی۔جے بی مسکرایا۔"

الحمداللہ۔جب ہم اللہ کا شکر بجالاتے ہیں کسی بات کی خاطر اس وقت ہم یہ بولتے ہیں اور شکر ہے اللہ کا کہ میں مسلمان ہوں اور میرے لیے اس سے بڑھ کر کوئی خوش قسمتی نہیں۔"جے بی کے لہجے میں ایک فخر بول رہا تھا۔فانیہ اسے دیکھے گئی۔

توکیا ہم بد قسمت ہیں۔"وہ ٹھیک ٹھاک برامان گئی۔"

شاید۔"اس نے بھی ماننے سے انکار نہ کیا۔وہ بلبلا کر رہ گئی۔"

دیکھیں آپ اپنے ریلیجن کی وجہ سے ہمارے ریلیجن کی انسلٹ نہیں کرسکتے۔"وہ تنبیہی لب ولہجے میں بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

میں کسی مذہب کی توہین نہیں کر رہا بس خود کے مسلمان ہونے پہ فخر کر رہا ہوں۔ شکر کر رہا ہوں کہ" ہم دوسروں کی طرح بتوں کو نہیں پوجتے نہ ہی چرچ جاتے ہیں۔ ہمارا اللہ ایک ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ہمیں اس ذات کو محسوس کرنے کیلیے بتوں کو سہارہ نہیں بنانا پڑتا کیونکہ وہ ذات ہمہ وقت ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہوتی ہے۔" وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بول رہا تھا اور فانیہ عجیب سے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

ہر کسی کو اپنا ریلیجن اچھا ہی لگتا ہے آپ کی مثال بھی ویسی ہی ہے۔" وہ شانے اچکا کر لاپرواہی سے" بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔ مطلب وہ سچ میں مسلم نہیں تھی تو پھر وہ غازی کی زندگی میں اس کی بیوی کی حیثیت سے کیسے موجود تھی۔ جے بی نے پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

ویسے آپ کا پورا نام کیا ہے۔" وہ قدرے توقف کے بعد بولی۔"

جبران۔" وہ دھیمے سے بولا۔ فانیہ نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا تھا۔"

آپ چاہے تو اس بنگلو میں گھوم سکتی ہیں۔" جے بی نے اسے پیشکش تھی تا کہ وہ فلحال یہاں سے ہٹ" جائے۔

اتنی اندھیر نگری میں۔ میں تو نہ گھوموں۔ کسی کو بتائیے گا مت لیکن مجھے اندھیرے سے بہت خوف" آتا ہے۔ فوبیا بھی کہ سکتے ہیں آپ۔ اس غازی انکل کو تو بلکل مت بتائیے گا۔ موقع سے فائدہ اٹھانا تو کوئی ان سے سیکھے۔" وہ اس کے نزدیک جھکتے سرگوشی کرنے والے انداز میں بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔ کچھ دیر بعد وہ اسے کام میں مصروف دیکھ وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ ذہن میں مسلسل جے بی کی باتیں گونج رہی تھی۔ وہ کمفرٹر میں گھستے آنکھیں سختی سے میچ گئی تاکہ ان سب باتوں سے چھٹکارہ حاصل کر سکے۔ اگلے دس منٹ میں وہ سچ مچ ان سب باتوں سے غافل بھی ہو گئی تھی۔

****

کہاں تھا نا مجھ سے ہاتھ ملا لے لیکن تو نہیں ملایا تو پھر اب یہ سب بھی بھگت۔ بہت مزا آتا ہے ویسے" اس سب کاموں میں۔" اس نے کچھ دیر قبل ہی ساؤ پالو کی سرزمین پہ قدم رکھا تھا تبھی اس کے آنے کی اطلاع ان سب لوگوں تک شاید پہنچ چکی تھی تبھی وہاں پہنچتے ہی اسے سب سے پہلے اس پولیس والے کا ہی فون آیا تھا۔ اس کی بات سن اس نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر

نمایاں ہو رہی تھی۔ اس نے طیش کے عالم میں فون دیوار پہ مارتے گہرا سانس بھرا اور ایک نظر دیوار پہ لٹکی گھڑی کو دیکھا جو رات کے آٹھ بجا رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ پر اسرار سے انداز میں مسکرایا تھا۔

"جلدی سے گاڑی تیار کرو ہمیں کلب جانا ہے۔"

سر آپ کا جانا کسی خطرے سے خالی نہیں ہے۔ آپ ہمیں حکم کریں ہم ہیں نا یہ سب کرنے کیلیے۔" یہ اس کا خاص ملازم تھا جو سائے پالو میں ہی ہوتا تھا تبھی نظریں جھکائے ملتجیانہ لہجے میں بولا۔

اس کتے کی موت میرے ہاتھوں ہی لکھی ہے۔ وہ میرے ہاتھوں ہی مرے گا۔" غازی کا انداز انتہائی" شاطرانہ تھا جیسے وہ بہت کچھ سوچ چکا تھا۔

سر ابھی بھی دو لڑکیاں اس کی قید میں۔" غازی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا۔ وہ" خاموش ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کا کہا۔ وہ اپنی گنز سنبھالتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اسکے جاتے ہی غازی نے کسی کو فون ملاتے کان سے لگایا۔ اگلے دس منٹ میں ملازم کی اطلاع پہ وہ سر پہ ہیٹ پہن کر چہرے پہ ماسک لگاتے مضبوط قدم اٹھاتے باہر کی جانب بڑھا۔ گن لوڈ کرتے بیلٹ میں اڑسی ہوئی تھی۔ بلٹ پروف گاڑی میں سوار ہوتے ہی گاڑی ایک جھٹکے سے آگے کی جانب بڑھائی تھی۔ اس کے آگے پیچھے تقریباً چھ گاڑیاں گارڈز سمیت موجود تھی۔ تقریباً

آدھے گھنٹے کی مسافت طے کرتے وہ مطلوبہ جگہ پہنچ چکے تھے۔ اگلے ہی لمحے اس کا فون ایک بار پھر بجا تھا۔

سنا ہے تو ساؤ پالو پہنچ چکا ہے۔ چل اب مجھے اس بھیڑ میں ڈھونڈ۔ اس سے پہلے میں باقی دو لڑکیوں کے ساتھ بھی۔ وہ جان بوجھ کر بولتے بولتے رکا۔ غازی کا چہرہ اشتعال کے مارے سرخ پڑ گیا۔ آنکھوں میں ایک قہر برپا تھا۔ آنکھ کے اشارے سے اس نے سب کو یہاں وہاں بکھرنے کا کہا تھا۔ ایک جھٹکے سے فون کاٹتے وہ کلب کے اندر جا گھسا جہاں لاؤڈ میوزک پہ سب ناچ رہے تھے۔ یہ ساؤ پالو کا سب سے بڑا کلب تھا جہاں سب شراب کے نشے میں دھت ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے جھوم رہے تھے۔ وہ بمشکل اپنی ناگواری دباتے اطراف میں نگاہیں دوڑاتے وہاں سے گزر رہا تھا۔ نگاہیں اس شخص کو تلاش کرنے میں مصروف تھی۔ اسے زیادہ تردد بھی نہیں کرنا پڑا تھا کیونکہ وہ اسے سامنے ہی بار کے نزدیک بیٹھا دکھائی دے گیا تھا۔ اس کے لب عجیب سے انداز میں مسکرائے۔ آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھ گئی۔ وہ دو لڑکیاں بھی وہی ڈری سہمی کونے میں کھڑی تھی۔ غازی وہاں سے غائب ہوا اگلے ہی لمحے کمرے سے جب وہ نمودار ہوا تو قدرے بدلے ہوئے حلیے میں تھا۔

ایک گلاس بنانا ذرا۔" وہ بار سے پشت ٹکاتے اس لڑکی کو اپنی نگاہوں کے حصار میں لیتے" ہوئے بولا۔

کم آن مے آئی ہیو آڈانس ودیو۔" وہ اب اس لڑکی کے آگے ہتھیلی پھیلا رہا تھا۔ وہ لڑکی مزید خود میں سمٹ گئی۔

اے ہٹ یہاں سے۔ کیوں تنگ کر رہا ہے۔ تو ادھر آ۔" اس نے غازی کی پشت کو دھکا دیتے نشے سے چور لہجے میں کہا۔ اگلے ہی لمحے غازی مڑا تو اس پولیس والے نے بار بار پلکیں جھپکاتے اسے دیکھا تو اس کا نشہ بھک سے اڑ گیا۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں مسکرا رہی تھی۔

غغ۔ غازی۔" وہ ہکلایا۔ چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ اس نے بار بار آنکھیں مسلی۔"

یہاں کی پولیس کا ہاتھ تیرے سر پہ ہے تو تجھے کیا لگتا ہے تو اپنی منمانی کرے گا۔ چل پھر آج میں بھی" یہی ہوں اور تو بھی یہی ہے۔ کر اب اپنی منمانی۔" وہ سفاک لب و لہجے میں اس کی سماعتوں میں صور پھونک رہا تھا۔ نائک کا سر نفی میں ہلا۔

نن۔ نہیں غازی کیسے ہو سکتا ہے۔ اسے کیسے معلوم کہ میں یہاں۔" اس نے زور سے آنکھیں بند" کر کے مسلی لیکن اگلے ہی لمحے وہ پر سکون سا ہوتے مسکرا دیا کیونکہ سامنے کوئی موجود نہیں تھا۔

دیکھا۔" وہ ہنستے ہنستے لڑکیوں کی جانب مڑا لیکن اس کی مسکراہٹ وہاں کسی کو بھی موجود نہ پاکر پھیل گئی۔ اب کی بار وہ ٹھیک ٹھاک بوکھلایا تھا۔ مطلب وہ غازی ہی تھا۔ وہ بنا کوئی آہٹ پیدا کیے اس کے ساتھ کھڑا بندہ مار گیا تھا۔ وہ وہی کھڑے کھڑے خوف سے چلانے لگا لیکن اتنے شور میں کون سنتا۔ دوسرے ہی لمحے پولیس کے سائرن کے ساتھ ساتھ لاتعداد پولیس اندر آئی تھی۔ گولیاں تھرتھرانے کی آواز کے ساتھ ہی ہر جگہ شور وغل بند ہو گیا تھا۔ اب سب اپنی اپنی جگہ سہمے کھڑے تھے۔

یہاں سے کوئی نہ ہلے یہاں ایک بہت ہی پراسرار اور جان لیوا سیریل کلر موجود ہے جو کسی کو بھی" نقصان پہنچا سکتا ہے۔" پولیس آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی تھی اور چاروں اطراف میں اسے تلاش کر رہی تھی۔

کیا آپ سب میں سے کسی نے غازی کو دیکھا۔" ان میں سے ایک پولیس آفیسر بولا۔ سب نے سہم کر" نفی میں سر ہلایا۔

ہہ۔ ہاں میں نے دیکھا۔ وہ آیا تھا اور یہاں میرے ساتھی کو مار کر چلا گیا۔ اس نے بار کی جانب اشارہ کیا۔ آنکھیں خوف کے مارے پھیلی ہوئی تھی۔ پولیس اس کے ساتھ آہستگی سے قدم اٹھاتے آگے

آئی مگر وہاں کسی زی روح کا نام ونشان تک نہیں تھا۔اب کی بار اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے البتہ غازی پر سکون تھا کیونکہ اسے اندازہ تھا کہ اس کے یہاں آنے کی اطلاع پولیس کو کون دے سکتا ہے۔

اب۔اب۔ابھی تو یہی تھا وہ۔" وہ دونوں ہاتھوں میں سر کے بالوں کو جکڑتے چلایا۔سب اسے پاگل سمجھتے دائیں بائیں ہو گئے۔

سر یہاں ایسا کچھ نہیں تھا میں نجانے کب سے یہاں موجود ہوں کسی نے آپ کو غلط اطلاع دی ہے" اور رہی اس شخص کی بات تو یہ تو پاگل ہے۔" نجانے وہ لڑکا اتنی بھیڑ میں سے کہاں سے برآمد ہوا تھا اور سنجیدگی سے گویا ہوا۔ تمام افسران نے افسوس سے اسے دیکھا۔

لگتا ہے اس لڑکی نے غلط اطلاع دی ہے ہمیں۔فون کہاں سے تھا یہ دیکھا تھا تم نے اور لڑکی نے نام کیا" بتایا تھا۔" اب وہ سب افسران آپس میں مخاطب تھے اور اسی بھیڑ میں موجود غازی کے کان نجانے کیوں کھڑے ہوئے تھے۔جو نام اس کے ذہن میں آ رہا تھا وہ اسے جھٹلانا چاہتا تھا لیکن پھر بھی اسے اپنے شک پہ یقین کی مہر ثبت ہوتی محسوس ہوئی۔

فانیہ۔"اس افسر کے منہ سے نکلتا نام سن غازی نے بس ایک لمحے کیلیے آنکھیں بند کر کے کھولی" تھی۔وہ لڑکی اس سے پیچھا چھڑانے کی خاطر اس حد تک گر جائے گی اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔

ٹرن آف دی لائٹس۔"وہ کان میں لگی ڈیوائس کی بدولت سب سے رابطے میں تھا۔اگلے ہی لمحے" چاروں اطراف میں تاریکی چھاگئی۔ایکدم شور وغل مچ گیا۔لوگ ڈر کے مارے چلاتے ہوئے یہاں وہاں بھاگ رہے تھے۔غازی نے اس افسر کے عقب میں آتے اس کے دونوں ہاتھ سختی سے تھامے تھے۔ایک آدمی نے اس پولیس والے کا منہ جکڑا ہوا تھا۔غازی پر اسرار سے انداز میں مسکرایا۔

مجھے ڈھونڈ رہے تھے کیا۔میں تمہارے اتنے نزدیک ہوں لو قید کر لو مجھے۔"وہ اس کے کان میں جھکتے" پھنکارا۔وہ افسر خوف کے مارے مسلسل نفی میں سر ہلا رہا تھا۔غازی نے اپنی گن اس کے پیٹ پہ رکھتے اس کے منہ سے ہاتھ ہٹایا۔

"بھونکنا مت۔"

غازی تم ایسا نہیں کر سکتے۔تم سوچ نہیں سکتے ہم تمہارے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔"غازی اس کی بات پہ" دل کھول کر ہنسا تھا۔

پلیز مجھے دھمکی مت دو مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔ دیکھو جیل کا نام سنتے ہی میرا دل کانپنے لگا ہے۔"وہ" مصنوعی خوف سے بولتے چہرہ جھکائے ہنس دیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس کی بیلٹ سے گن نکالتے اسی کے ہاتھ میں تھمائی تھی۔ وہ ساکت کھڑا اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہا تھا۔ دونوں اطراف سے غازی کے آدمیوں نے اس کے پیٹ پہ بندوقیں رکھی ہوئی تھی۔ وہ جان جانے کے خوف سے ہلنے سے قاصر تھا۔ غازی نے انتہائی نرمی اس کے گن تھامے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھوں سے گرفت سخت کی اور ہاتھ اوپر اٹھاتے گن کا رخ سید ھا نائک کی جانب کیا تھا۔

بھائی اس نے مزید ایک لڑکی کا ریپ کیا اور اسے جان سے مار کر وہی پھینک گیا۔"اس کی سماعتوں" میں جے بی کی آواز گونجی تبھی اس افسر کی گن سے نکلتی سید ھا نائک کے سینے میں پیوست ہو گئی۔ اندھیرا ہونے کے باوجود اس کا نشانہ بلکل نہیں چونکا تھا۔

بھائی جب تک آپ نہیں مانیں گے وہ یہی کرتا رہے گا تاکہ آپ لڑکیوں کی عزت جانے کے خوف" سے اس کے ساتھ مل جائے۔"ایک بار پھر اس نے آنکھیں بند کر کے کھولی۔ ایک بار پھر گولی کی آواز کے ساتھ وہاں کہرام مچ گیا۔

بھائی اس جیسے آوارہ کتوں کو جب تک جان سے نہ مار دیا جائے اس وقت تک کاٹ کھانے کو دوڑتے " ہیں۔ "اور یہ تیسری اور آخری گولی تھی جو اس بندوق میں سے نکلی تھی۔ اگلے ہی لمحے نائک کی گردن بائیں جانب ڈھلک گئی۔

ویسے روشنی سے زیادہ اندھیرے میں بندہ مارنے میں مزہ آتا ہے وہ بھی کسی اور کی بندوق سے۔ "وہ" سرشادی کی کیفیت میں ایک بار پھر اس کی سماعتوں میں گنگنایا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ایکدم لائٹس آن ہوتے ہی چاروں اطراف میں روشنی چھاگئی۔ اگلے ہی لمحے سب لوگوں کی چیخ زمین پہ گرے خون میں لت پت نائک کو دیکھ بے ساختہ تھی۔

تم نے اسے مار دیا تم اسے کیسے مار سکتے ہو۔ "یہ اس کے ساتھی افسران تھے جو اشتعال کے عالم میں " اسے بول رہے تھے کیونکہ ابھی بھی خوف کے مارے اس کی بندوق کا رخ نائک کی جانب تھا۔

مم۔ میں نے نہیں مارا یہ غازی کا کام ہے۔ "وہ کانپتے ہاتھوں سے گن کو دور پھینکتے ہوئے چلایا۔ سب " نے افسوس سے اسے دیکھا تھا۔ اب اندر کھڑے سب اسے کوس رہے تھے البتہ باہر کھڑا غازی اس گندگی کا خاتمہ کرتے انتہائی پر سکون تھا۔ یکلخت فانیہ کی حرکت کی بابت سوچتے اس کے چہرے کے عضلات تن گئے۔

****

"تم یہاں کیا کر رہی ہو۔" وہ جوں ہی قیس ولا میں داخل ہوئی سامنے ہی قیس کھڑا خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورتے تفتیشی انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"اس سوال کا مقصد جان سکتی ہوں۔ یہ میرا گھر ہے اور میں یہاں جب جی چاہے آسکتی ہوں۔" وہ اسے جتاتے نظر انداز کرتے اس سے پہلے اندر جاتی قیس نے ایک بار پھر اس کا راستہ روک لیا۔

"تمہارا گھر یہ نہیں ہے اب۔ تمہارا گھر وہ ہے جہاں تم کل جا چکی ہو۔" وہ طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"گھر تو پھر یہ آپکا بھی نہیں ہے کیونکہ پائی پائی تو اس گھر پہ میں نے لگائی ہے۔ اپنی بیٹی کے ٹکڑوں پہ پلتے شرم نہیں آئے گی آپکو۔" وہ تمسخرانہ لب ولہجے میں بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔ قیس نے قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورا۔

"یہ سب میرا بنایا ہوا ہے۔" وہ اس کی پست کو تکتے چیخا۔

"انسان ہیں آپ۔ کچھ بھی سوچ سکتے ہیں۔" سوچیے سوچیے لیکن آئندہ کہ تم یہاں کیا کر رہی ہو ورنہ میں بھی یہی سوال آپ سے کر سکتی ہوں۔ وہ چیلنج دیتی نگاہوں سے اسے دیکھتے زینے چڑھ گئی۔ ہیل کی

ٹک ٹک کی آواز پورے لاؤنج میں گونج رہی تھی۔وہ جو بیلا کی غیر موجودگی میں کسی کو یہاں لانے کا سوچے ہوئے تھا۔پیچ وتاب کھاتا رہ گیا۔

اپنے کمرے میں آتے ہی وہ بنا کسی وقت کا ضیاع کیے وہ گلاس ڈور سے باہر نکلی تھی۔ یخ بستہ ہوا کا جھونکا اس کے وجود کو معطر کر گیا۔پانی کی لہروں کے اٹھتے شور اس کے اعصابوں پہ انتہائی پر سکون اثر ڈالا تھا۔

آہ سیم۔"وہ دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے کراہی۔ آنکھیں موندی ہوئی تھی اور رخ آسمان کی جانب" تھا۔

تم تو میرے بہت اچھے دوست تھے سیم۔"وہ ایک بار پھر تھکے تھکے لہجے میں بولی۔کیا دوستوں کو کھونا" آسان ہوتا ہے؟ یہ سوال اس کے دل نے اس سے کیا تھا۔جواب فوراً نفی میں آیا۔وہ گہرا سانس بھرتے یہاں وہاں ٹہلنے لگی۔

نجانے وہ کہاں ہو گا۔"اس نے سوچتے ہی لب بھینچے۔ایکدم کچھ سوچتے اس نے سیم کا نمبر ڈائل کیا" اور فون کان سے لگایا تھا۔وہ چاہ کر بھی اسے فراموش نہیں کر پا رہی تھی۔اسے کسی بھی حال میں سیم کو واپس دوست کی حیثیت سے پانا تھا۔اسے لگا تھا کہ وہ ناراضگی جتاتے نہیں اٹھائے گا لیکن اس کی توقع

کے عین برخلاف دوسری جانب سے فون اٹھالیا گیا۔ کئی ساعتیں تو دونوں کے درمیان بس خاموشی حائل رہی بالآخر بیلا کو اس خاموشی کو توڑنا پڑا۔

"کہاں ہو تم۔"

آپ سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ آپ اپنے کام سے کام رکھیے شہزادی بیلا۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے بیلا کو ٹھٹھکا گیا۔ اس نے پہلی بار اسکا پورا نام لیا تھا وہ بھی اس قدر نفرت سے۔

"یہ۔ یہ کیسے بات کر رہے ہو تم مجھ سے۔"

جیسے آپ ڈیزرو کرتی ہیں۔" بیلا کے چہرے پہ بے یقینی چھا گئی۔ کیا سچ میں یہ وہی سیم تھا یا وہ اسے کھو چکی تھی۔ کیا دوست اتنی جلدی بدل جایا کرتے ہیں۔

"سیم ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔"

اوہ پلیز۔ اب اپنی باتیں اپنے پاس رکھیں اور اپنے کام سے کام رکھیں۔ مجھے کیوں خود میں انولو کرنا چاہ رہی ہیں۔ غلام نہیں ہوں میں آپکا کہ جب آپ نے کہا آپ کی سن لی۔" وہ بے وجہ ہی تلخ ہو رہا تھا۔ بیلا نے مشکل سے اس کا یہ لہجہ برداشت کیا تھا ورنہ بس نہیں چل رہا تھا کہ اس گستاخ کی گردن اڑا دیتی۔

مجھے تمہاری ضرورت ہے سیم۔" وہ اس کی بے بسی و بے کسی پہ دل کھول کر بلند بانگ قہقہہ لگائے ہنس دیا۔

"میری ضرورت؟ وہ کیوں پیش آنے لگی آپکو۔ اوہ سچ کوئی کام آن پڑا ہو گا۔ مان لیں کہ آپ ایک مفاد پرست انسان ہیں جو صرف اپنا مطلب چاہتی ہیں اور مطلب پورا ہوتے ہی رشتے ختم کر لیتی ہیں۔" وہ تیز لہجے میں پھنکارا۔ بیلا کے ہاتھ میں موجود موبائل ایک لمحے کیلیے لرز کر رہ گیا۔ سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ اس نے بنا کچھ بولے کچھ سنے کال کاٹ دی۔ ذہن میں ابھی بھی اس کا لہجہ گڈ مڈ ہو رہا تھا۔ نو سال۔ نو سال کا ساتھ تھا جسے ختم ہونے میں نو سیکنڈ بھی نہیں لگے تھے اور وہ اسے کھو بیٹھی تھی۔ کیا دوست ایسے ہوا کرتے ہیں؟ اس نے خود سے سوال کرتے آنکھیں میچی۔ جلن کا احساس بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اسے آج اس بات کا شدت سے اندازہ ہوا تھا کہ مانوس لہجوں کا بدل جانا کس قدر تکلیف دہ ہوتا ہے۔

"بیلا۔ بیلا۔" باہر سے آنے والی قیس کی چنگھاڑتی آواز پہ وہ کوفت سے آنکھیں گھماتے واپس اندر آئی تو وہ کمرے کے عین وسط میں کوئی کاغذات ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ وہ قیس سے مکمل نظر اندازی برتتے الماری کی جانب بڑھی اور اپنا آرام دہ سوٹ نکالنے لگی۔

یہ کیا ہے۔"مصروف سا انداز تھا اسکا۔ قیس نے تن بدن سلگ اٹھا۔"

یہ اس ولا کے کاغذات ہیں۔اس پہ دستخط کر رہی ہو تم ابھی اور اس وقت تا کہ مجھے میرا حصہ مل" جائے اور تم مجھ پہ کبھی اس ولا کو لے کر غرور نہ کر سکو۔"اس کی بات پہ ایک سیکنڈ کیلیے بیلا کے وجود میں سکوت سا ٹھہر گیا۔الماری کے ہینڈل پہ موجود اس کے ہاتھ تھم گئے۔سامنے کھڑے شخص نے کتنی دور کی سوچی تھی۔اگلے ہی لمحے وہ پر اسرار سے انداز میں مسکرائی۔

نہ نہ۔ آپکی ہی بیٹی ہوں اتنی آسانی سے نہیں ڈیڈ۔اتنی آسانی سے بلکل نہیں۔ویسے بھی اب میں اور" غزوان اسی ولا میں رہیں گے۔ مطلب آپکی آزادی ختم۔"وہ سلگتی نگاہوں سے اس کی جانب جھکتے معصومیت سے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بولی۔ قیس کے دل و دماغ میں موت کا سا لرزا طاری ہو گیا۔

تم وہاں واپس کیوں نہیں جا رہی۔" قیس تھک ہار کر نرم پڑا۔ جانتا تھا بیلا سے کوئی بات منوانا اتنا" آسان نہیں تھا۔

جو شہنشاہی اپنی دنیا میں ہے وہ کسی اور کی دنیا میں کہاں۔" قیس نے نا سمجھی سے اسے دیکھا جواب" آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

"کیا وہاں سب تم سے ٹھیک نہیں۔"

یہ میں طے کرتی ہوں کہ کون مجھ سے ٹھیک سے بات کرے گا اور کون نہیں۔" وہ واضح کرنے والے انداز میں بولی۔ آنکھوں میں سرد مہری عود آئی تھی۔

اگر وہاں کوئی تمہیں لگا میں ڈال رہا ہے تو بہت اچھا کر رہا ہے۔ تمہارے ساتھ ایسا ہی ہونا" چاہیے۔ تمہیں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ ہر جگہ جیت نہیں ملتی ہارنا بھی پڑتا ہے۔ تمہاری میں ایک دن تمہیں لے ڈوبے گی بیلا۔" قیس کا لہجہ انتہائی زہر میں ڈوبا ہوا تھا۔ بیلا کے بالوں کو برش کرتے ہاتھ تھمے۔ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے سکتے کی کیفیت میں قیس کی پشت کو تکا۔ وہ اس کا باپ تھا۔ کیا باپ ایسے ہوتے ہیں؟ وہ کھوکھلی سی ہنسی ہنس دی۔

ہاں بیلا کا باپ ایسا ہی ہو سکتا ہے؟ جب بیلا بری ہے تو باپ کیسے اچھا ہو گا۔" وہ دل ہی دل میں بولتی" عجیب سے انداز میں مسکرائی اور برش وہی پٹختے دروازے تک آئی تھی۔ سیم کو یاد کرتے ایک بار پھر دل میں ہوک سی اٹھی۔

کاش وہ وقت وہی تھم جاتا سیم۔ انا پرست ہوں جھوٹی بھی ہو سکتی ہوں لیکن مفاد پرست نہیں ہوں" میں سیم۔ یہ بات تم سے بہتر بھلا کون جانتا تھا۔" اس نے دروازے کے پٹ بند کیے اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے نگاہیں باہر دکھائی دیتی پانی کی لہروں پہ جما دی۔

میں نے تمہیں خود سے محبت کرنے کی اجازت نہیں دی تھی سیم۔ دھوکے باز تو تم نکلے اور کتنی آسانی" سے موردِ الزام مجھے ٹھہرادیا۔"وہ تلخی سے ہنسی اور کمفرٹر کھولتے اس میں گھس گئی۔اس وقت اسے ایک لمبی اور پر سکون نیند کی اشد ضرورت تھی اور اپنے کمرے میں آتے ہی اس کا کل رات کا کھویا ہوا سکون واپس لوٹ آیا تھا۔وہ دلفریبی سے مسکراتے آنکھیں موند گئی۔

****

"بھائی آپ اتنی جلدی۔"

وہ لڑکی کہاں ہے۔"اس کا لہجہ اگرچہ دھیما تھا مگر انداز انتہائی سخت تھا۔سیاہ آنکھوں میں غیض و" غضب کی لہریں دور دور رہی تھی۔

آپ ٹھیک ہے نا بھائی۔"جے بی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا جسے اس نے بری طرح جھٹک دیا۔"

میں پوچھ رہا ہوں کہ وہ لڑکی کہاں ہے۔"اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ ایک بار پھر وہ" درشتگی سے گویا ہوا۔جے بی نے خاموشی سے اس کے بند دروازے کی جانب اشارہ کیا تھا۔اسے غازی کے تیور بلکل ٹھیک نہ لگے۔فانیہ کے کمرے کے نزدیک پہنچتے اس نے زور زور سے دستک دی۔اس وحشیانہ دستک کا ہی نتیجہ تھا کہ اگلے ہی لمحے دروازہ کھل گیا۔

کون ہے جو جاہلوں۔" اس سے قبل کہ وہ بات مکمل کرتی سامن خود کو گھورتے غازی کو دیکھ اسکی" ریڑھ ہی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

آ۔ آپ یہاں۔" اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لی۔"

کیوں تم مجھے یہاں توقع نہیں کر رہی تھی نا۔ تمہارے خیال میں تو میں پولیس کی حراست میں ہوگا اور" تمہارا میرے سے کوئی سامنا نہیں ہوگا اب اس کے بعد تم مجھ سے آزادی حاصل کرتے کچھ بھی کروگی ہے نا۔" اس نے ایک ایک لفظ نفرت سے ادا کرتے دونوں کے مابین فاصلہ ایک لمحے میں پاٹ لیا تھا۔

نن۔ نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔" اس کے لب بری طرح لرز رہے تھے۔ یہ کیا سے کیا ہو گیا تھا۔ غازی کو" اس کے متعلق کچھ پتہ نہیں چلنا چاہیے تھا خاص طور پہ فانیہ کے بارے میں۔ اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

دھوکا دیتی ہو تم مجھے۔" اس نے فانیہ کا جبڑا سختی سے جکڑتے اسے دیوار سے لگایا۔ وہ اس کی گرفت" میں پھڑپھڑا اٹھی۔

نفرت ہے مجھے دھوکا دینے والوں سے۔ ایک اپنوں کا دھوکا ہی ہے جو میری جان نکال لیتا ہے۔" اس نے فانیہ کی گردن کو اپنے شکنجے میں لے لیا۔ وہ اس لمحے فانیہ کو اپنے حواسوں میں نہ لگا۔ وہ اسے غازی ہی نہیں لگا تھا۔ اس کا سانس اکھڑنے لگا۔

مجھے معاف۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ ایسا محسوس ہوا جیسا اس زندگی میں اس کا آخری دن ہو۔"

مجھے دھوکا دینے والے لوگ بلکل نہیں پسند اور تم نے بھی میرے ساتھ وہی کیا ہے۔ اب اس کی سزا" تو میرے مطابق بھی ہو گی نا۔" اس کے مشتعل لہجے پہ ماؤف ہوتے دماغ سمیت فانیہ نے نفی میں سر ہلایا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اسے ماربل کے فرش پہ گھسیٹتے ہوئے باہر کی جانب بڑھنے لگا۔ وہ مسلسل مزاحمت کرتے اپنا ہاتھ چھڑوا رہی تھی۔

بھائی رکیں پلیز کیا کر رہے ہیں۔" جے بی نے اس کے تیور سے گھبراتے اسے ٹوکنا چاہا۔ فانیہ کی" حالت بھی غیر تھی لیکن وہ تو کچھ سننے کو آمادہ ہی نہیں تھا۔ چہرے پہ کرختگی چھائی ہوئی تھی۔ اس نے ایک تاریک کمرے کے آگے لاتے اسے چھوڑ دیا۔ تیز چلنے کی بدولت اس کی ٹانگوں میں ٹیسیں اٹھ رہی تھیں۔

پلیز مجھے معاف کر دیں میں آئندہ کبھی ایسا کچھ نہیں کروں گی۔" فانیہ ایک بار پھر گڑ گڑائی۔ غازی کا سر نفی میں ہلا۔

تم یہاں اس اندھیر نگری میں مرو یا زندہ رہو۔ سانس لو یا دم گھٹ جائے مجھ سے اب تمہارا کوئی" سروکار نہیں ہے اور بہت جلد میں تمہیں آزادی کا پروانہ بھی تھما دوں گا۔"اس کا کاٹ دار لہجہ فانیہ کو چھلنی کر گیا۔

پپ۔ پلیز مت کریں۔"اس کا لہجہ آنسوؤں سے بوجھل تھا لیکن غازی کی آنکھوں میں خون اترا ہوا" تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اسے کمرے کے اندر پھینکتے باہر سے دروازہ بند کر گیا۔ وہ مسلسل چیختے چلاتے دروازہ بجا رہی تھی۔ اس کی چیخیں کمرہ ساؤنڈ پروف ہونے کی بدولت اندر ہی دب گئی تھی۔

مم۔ مجھے اندھیرے سے خوف آتا ہے پلیز۔"وہ ہچکیوں سے روتے ہوئے وہی دروازے سے لگ کر" زمین پہ بیٹھ گئی اور کانپتے ہوئے گھٹنوں میں چہرہ چھپا لیا۔ خوف سے اس کی جان نکل رہی تھی۔ غازی لمبے لمبے ڈگ بھرتے واپس اندر آیا تو چہرے پہ ایک بے نام سی خفگی تیر رہی تھی۔

"بھائی بھابھی کہاں ہے۔"

بھابھی نہیں ہے وہ تمہاری۔ آئندہ اس کیلیے ایسے الفاظ کا چناؤ مت کرنا۔" وہ اس کی بات سن ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔

کیوں۔ کیوں نہ کہوں میں اسے بھابھی۔ جب اسے یہ مقام دینا ہی نہیں تھا تو کیوں اسے اپنی زندگی" میں شامل کیا۔" وہ اس کے سامنے کھڑے سراپا سوال تھا۔ آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

میں تمہارے کسی بھی سوال کا جواب دینے کا پابند نہیں ہوں۔" وہ لہو رنگ آنکھوں سے اسے" گھورتے غرایا۔ جے بی نے تمسخرانہ انداز میں اسے دیکھا جو اب صوفے پہ بیٹھا اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔

مجھے تو دینے کے پابند ہونا۔" حشمت نور کی آواز پہ اس کی آنکھیں پٹ سے کھلی۔ وہ فوراً سے پیشتر" سیدھا ہو کر بیٹھا۔

بابا آپ۔ آپ کی طبیعت اب کیسی۔" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے ٹوک دیا۔"

کہاں ہے فانیہ۔" ان کا لہجہ سخت تھا۔"

بابا میری بات سنیں اس لڑکی نے آپ نہیں جانتے کیا کیا ہے۔ میں وہاں نائک کے خاتمے کیلیے گیا تھا" اور اس نے پیچھے سے پولیس کو کال ملا کر میرے وہاں آنے کی اطلاع دے دی۔ جانتے ہیں اس سے

مجھے اور اسے خود کو کس قدر رسک ہو سکتا تھا۔"اس کے انکشاف پہ حشمت اور جے بی دونوں کا دماغ بھک سے اڑا۔ہال میں ایک لمحے کیلیے خاموشی چھا گئی۔

لیکن وہ تم سے ہم سب سے انجان ہے ابھی۔" حشمت نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت کیا۔"

"آپ کو کیا ہو گیا ہے بابا ایک دن میں ہی کہ آپ اس لڑکی۔"

وہ لڑکی تو اب تمہاری بیوی بھی ہے نا۔"ان کا لہجہ درشت تھا۔غازی کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔"

جو مرد بیویوں کے ساتھ ایسا رویہ رکھتے ہیں وہ مجھے بلکل اچھے نہیں لگتے اور تم اسے میری نگاہوں میں" گرا کر کیا ثابت کرنا چاہ رہے تھے غازی۔کیوں اسے برا بنایا میری نگاہ میں۔کس چیز کا بدلہ لے رہے ہو اس سے۔کیوں کیا ایک غیر مسلم لڑکی سے نکاح۔"غازی کو ایسا محسوس ہوا کہ شاید آج حساب کتاب کا دن ہے تبھی دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے چہرہ جھکا گیا جیسے خود پہ ضبط کر رہا ہو۔

فانیہ کہاں ہے بھائی۔جے بی کی مسلسل ایک ہی تکرار پہ غازی نے خشک نگاہ اس پہ ڈالی۔

کہی اس کمرے میں تو نہیں۔"اگلے ہی لمحے اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔"

مجھے اندھیرے سے بہت خوف آتا ہے۔ غازی کو مت بتائیے گا اس بارے میں۔ "اس کا سر" بے ساختہ نفی میں ہلا۔ اس سے پہلے کہ وہ باہر کی جانب بھاگتا غازی نے سختی سے اس کا بازو تھامتے وہی رکنے کی تنبیہہ کی۔

پلیز بھائی تمام تر دشمنیاں چھوڑ کر بس ایک سیکنڈ کیلیے یہ سوچیں کہ وہ انسان ہے اور انسانیت کے" ناطے تو آپ یہ کر سکتے ہیں نا۔ کسی کی زندگی موت کا سوال ہے یہ بھائی۔ "وہ تھکے ہارے لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔ اس نے ناسمجھی سے حشمت کی سمت دیکھا جنھوں نے خود لاعملی سے شانے اچکا دیے۔ جے بی اس سے اپنا آپ چھڑواتے باہر کی جانب بھاگا اور بنا کسی لمحے کی تاخیر کیے دروازہ کھولا تھا لیکن دروازہ کھلتے ہی اس سے لگی بیٹھی فانیہ کا سر وہی زمین پہ ڈھلک گیا۔ جے بی کی چیخ ساختہ تھی۔ حشمت اور غازی نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا اور باہر کی جانب قدم بڑھائے لیکن وہاں زمین پہ گری کانپتی فانیہ کو دیکھ اس کی سانسیں تھم گئی۔

بھائی یہ دیکھیں پلیز۔ "جے بی وہی بیٹھے بیٹھے چلایا۔ غازی بنا کسی تاخیر کے اس تک پہنچا اور اس کے" شانے کے گرد بازو حمائل کرتے اس کا سر اپنی ٹانگ پہ رکھا تھا۔

آنکھیں کھولو۔" وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے بولا جو بے تحاشہ ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔ اس کا دل آج پہلی بار" لرزا تھا۔

بچی کو اندر لے کر چلو غازی۔ "تم تو سب کی جان بچاتے تھے آج تم ہی کسی کی جان لینے کے در پے" کیسے آ گئے۔ حشمت کی بات پہ اس نے لب بھینچے اور اسے اٹھاتے تیز تیز قدم اٹھانے لگا۔ اسے اس کے کمرے میں لٹا کر وہ خوف کے مارے اس کے ہاتھ پاؤں سہلا رہا تھا۔

کیا ہوا ہے اسے۔ "غازی اب جے بی کی جانب متوجہ تھا۔"

فوبیا ہے انہیں اندھیرے کا۔ صبح ہی بتایا ہے انہوں نے مجھے۔ "اس نے دھیرے سے بولتے دوبارہ" اپنی نگاہیں اس کے چہرے پہ مرکوز کر لی جس کے لب بری طرح سفید پڑ رہے تھے۔

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہو غازی کسی کے ساتھ۔"

یہ میرے دشمن کی اولاد ہے بابا۔ "اس کا سرسراتا لہجہ حشمت اور جے بی دونوں کو سن کر گیا۔ وہ فانیہ" کے چہرے پہ نگاہیں جمائے سنسناتے لہجے میں بول رہا تھا۔ کچھ سوچ کر حشمت کے لبوں پہ ایک اذیت سے بھرپور مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

تم بھی میرے دشمن کی اولاد تھے غازی۔" اگلے ہی لمحے حشمت کے انکشاف پہ غازی کیلیے سانس لینا" دو بھر ہو گیا۔ وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور بے یقینی کی کیفیت میں انہیں دیکھا۔ جے بی کی حیران نگاہیں بھی ان پہ جمی تھی۔ وہ ساکت کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔

یہی فرق رہ گیا تم میں اور مجھ میں غازی۔ میں نے اپنے دشمن کی اولاد کو ہی پڑوان چڑھا کر اس مقام" تک پہنچا دیا اور تم نے اپنے دشمن کی اولاد کو دشمنی کی ہی بھینت چڑھا دیا مطلب تم نے یہ سب سیکھا مجھ سے ؟۔" وہ ہارے ہوئے جواری کی طرح ڈھے جانے والے انداز میں فانیہ کے نزدیک بیٹھے اور اس کے بال سہلائے۔ غازی کے جسم سے جیسے کوئی آہستہ آہستہ جان نکال رہا تھا۔

تمہیں دیکھ کر جو میرا سینہ فخر سے تن جایا کرتا تھا آج تم نے میرا غرور چکنا چور کر دیا غازی۔" اس نے" تڑپ کر حشمت کی جانب دیکھا جن کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔

میں اگر آپ کی دشمن کی اولاد تھا تو مجھے مارا کیوں نہیں۔ اپنے ہاتھوں سے میری جان لے کر مجھے ختم" کر دیتے بابا اور اپنا انتقام پورا کرتے۔ کیوں مجھے ایک اچھا انسان بنایا۔ خون تو وہی گندا ہے نا اور خون کبھی نہ کبھی جوش ضرور مارتا ہے۔" وہ شدت غم سے چلایا۔ سر کے بالوں کو مٹھی میں جکڑا ہوا تھا۔ حشمت نے سہولت سے نفی میں سر ہلایا۔

ایک دشمن کیلیے اس سے بڑا بدلہ کیا ہوگا غازی کہ تم اسکی اولاد کو سنوار دو۔ اسے اپنا بنالو۔" ان کے" لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔ غازی کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔

میں تم پہ کبھی یہ آشکار نہیں کرتا لیکن آج تمہارے ایک فیصلے نے مجھے یہ سب بولنے پہ مجبور کیا" ہے۔" انہوں نے ایک خالی خالی نگاہ اس پہ ڈالی جس کا چہرہ اس کی اندرونی توڑ پھوڑ کی گواہی دے رہا تھا۔

میرے ایک فیصلے نے اس راز سے پردہ اٹھا ہی دیا ہے تو بابا۔ میں اب کبھی بھی آپ کے سامنے سر اٹھا" کر بات نہیں کر پاؤں گا۔ میں نہیں جانتا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوا ہے لیکن اس لڑکی کے ساتھ جو میں نے کیا ہے اس کے ازالے کا شاید اب وقت ہو گیا ہے۔ میں غلط انسان سے بدلہ لے رہا تھا شاید۔ مجھے "اس چیز کو سمجھنا چاہیے تھا۔

بدلہ لینا بہت برا فعل ہے غازی۔ اللہ نے قرآن نے ہمارے اسلام نے بدلہ لینے کو غلط ٹھہرایا" ہے۔ جب ہمارے نبی ﷺ معاف کر دیا کرتے تھے تو پھر ہم کون ہے۔ ہماری اوقات کیا ہے ہم تو ان "کے آگے بہت عام سے بندے ہیں۔

جانتا ہوں بابا۔ بہت اچھے سے جانتا ہوں مگر بہک گیا تھا میں۔ بہکتا بھی تو مسلمان ہی ہے نا فرشتہ "
تھوڑی ہے ہم، لیکن آج سے اور ابھی سے یہ لڑکی اپنے فیصلوں میں آزاد ہے۔ میں اسے بہت جلد اس
رشتے سے بھی آزاد کر دوں گا پھر یہ واپس اپنی دنیا میں جا سکتی ہے۔ "وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے بغیر
ان سے نگاہیں ملائے باہر کی جانب بڑھا۔

بھائی۔ "جے بی اس کی حالت کے پیش نظر اس کی تقلید میں بڑھا لیکن وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے "
وہی روک گیا۔

مجھے اکیلا رہنا ہے کچھ دیر جے بی۔ "اس کے لہجے میں خود بخود سرد مہری عود آئی۔ جے بی وہی رک "
گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ واپس حشمت کی جانب آیا۔

خوف سے سرد پڑ گیا ہے اس کا وجود۔ ہیٹر آن ہی ہے۔ کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گی بابا۔ "جے بی "
نے ان کے شانے پہ ہاتھ رکھتے تھپتھپایا جن کی آنکھیں حد درجہ سرخ پڑ رہی تھی۔

میں اسے کبھی یہ بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن میں کبھی اسے غلط راہ کا مسافر بنتا بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ "
میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ میں نے اسے غازی بنانے میں اپنی جان ماری ہے۔ میں کیسے اسے برا بننے
دوں۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی اسے برا کہے۔ "ان کے لب بولتے بولتے کپکپا رہے تھے۔ جے بی نے سر

اثبات میں ہلاتے انہیں خود میں بھینچ لیا۔ نجانے ان کا دکھ کیا تھا جس کا کسی کو بھی اندازہ نہیں تھا۔ کس غبار کو وہ دونوں سینے میں لیے پھر رہے تھے۔ اس نے اپنی نگاہیں بے خبر لیٹی فانیہ کے چہرے پہ جما دی جس کا رنگ اب حرارت کی بدولت قدرے بہتر ہو گیا تھا۔ یہ ایک لڑکی ان کی زندگیوں میں کیسی تباہی لے کر آئی تھی کہ پرانے رازوں میں سے ایک راز سے پردہ اٹھ گیا تھا۔ نجانے آگے کیا کیا ہونا باقی تھا۔

****

اوہ مائے بے بی۔" شاہ نے آگے بڑھتے دلکشی سے نومیہ کو گلے سے لگایا تو وہ کھل کر مسکرا دی۔"

آج کافی وقت بعد ملے آپ مجھ سے۔" وہ ایک ادا سے مسکراتے ہوئے بولی۔ شاہ کی نگاہیں اس کے" وجود پہ جم کر رہ گئی جس کا وجود ساڑھی میں دمک رہا تھا۔ یہ اس کا پسندیدہ لباس تھا اور وہ شروع سے اس کی خاطر ہی یہ لباس زیب تن کیا کرتی تھی۔ وہ کیا سے کیا بن گئی تھی شاہ تلخی سے مسکرایا۔

ہاں ایک ضروری مشن پہ کام کر رہا ہوں بس اس لیے۔" اس نے نومیہ کو اپنے حصار میں لیا اور اس" کے بال سنوارتے بہکے بہکے لہجے میں بولا۔

میں تنگ آگئی ہوں اس غزوان سے۔ اس نے تو دوسری شادی رچالی اور میں بس شکل دیکھتی رہ گئی "سب کی۔"

چل یہ سب چھوڑ نا میری حور۔ بس میرے پاس آجا اور اتنے دنوں کی تشنگی مٹا۔" وہ بہکے بہکے لہجے میں بولتے نومیہ کو ٹھٹھکا گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے دور ہٹی۔

یہاں میں اپنے مسئلے کا حل نکلوانے آئی ہوں۔ مجھے بتاؤ مجھے کیا کرنا چاہیے تا کہ اس جیل سے میں خود کو آزاد کروا سکوں۔" وہ تڑخ کر بولی۔ شاہ فوراً سے پہلے ہوش کی دنیا میں لوٹا اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔

آزادی لے لے اس غزوان سے۔ اس کے بعد تیری عیش میں کرواؤں گا۔" شاہ کے لہجے سے ہوس ٹپک رہی تھی۔

آزادی مطلب طلاق۔" نومیہ نے زیر لب دہرایا۔"

ہاں طلاق تو مجھے لینی ہی ہے کیونکہ میں اس بیلا کے نیچے نہیں چل سکتی۔ مجھے اپنا مقام چاہیے۔ میں آج ہی غزوان سے طلاق کا مطالبہ کروں گی۔ ویسے بھی وہ یہی تو چاہتا تھا شروع سے۔" وہ اترا کر بولتے شاہ کے نزدیک ہوئی اور ایک ادا سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

بس تو پھر طلاق کی تیاری کر۔ آگے میں تجھے قیس کے حوالے کر دوں گا۔پیسے کا پیسہ بھی ہو گا اور بیلا سے بدلہ بھی لیا جائے گا جب اس کا باپ اس کے سر پہ اس کی ماں لا کر بٹھائے گا وہ بھی تیری صورت میں۔"شاہ کا خباثت سے بھرپور قہقہہ نومیہ کو بھی قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گیا۔اس نے شیطانیت بھری نگاہوں سے شاہ کی جانب دیکھا جس نے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔اگلے ہی لمحے وہ دونوں دولت کے نشے میں چور گناہوں کی دلدل میں اترتے چلے گئے۔

****

ملازمہ نے آکر اسے غزوان جاہ کے آنے کی اطلاع دی تو وہ سرشاری کی کیفیت میں یونہی گاؤن کی ڈوریاں کستے نیچے چلی آئی جہاں وہ پوری شان سے لاؤنج میں موجود صوفے پہ براجمان تھا۔وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں چلتے اس کے نزدیک آئی تھی۔ غزوان نے اس کے پرفیوم کی خوشبو اطراف میں پھیلتے محسوس کر چونک کر دائیں جانب دیکھا جہاں وہ کھڑی آنکھوں میں محبت کا ایک جہاں لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ نے ہمارے لیے یہاں شرف بخشا ہے کیا؟" اس کی مسکراتی آواز پہ غزوان نے ایک سرسری سی نگاہ اس کے وجود پہ ڈالی اور ہٹالی۔ اس کا لباس ایک بار پھر اسے شدید قسم کے اشتعال میں مبتلا کر گیا۔

"میں تمہیں لینے آیا ہوں۔" وہ بغیر بات کو طوالت بخشے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے ہوئے بولا۔ بیلا نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا۔

"ارے یہ کرشمہ کیسے ہو گیا۔" وہ بول کر مزے سے ہنسی اور اپنی مخصوص چال چلتے سامنے رکھے صوفے پہ براجمان ہو گئی۔

"میں یہاں تمہارے ناز نکھرے نہیں دیکھنے آیا۔ جو بھی ہے جیسا بھی ہے میری بد قسمتی ہی سہی لیکن اب تم میری بیوی ہو اور ہم جاہ اپنی عزتوں کو یوں تنہا نہیں چھوڑ سکتے۔ ویسے بھی تمہارا کیا بھروسہ۔ تمہارا تو سچ میں نہیں بھروسہ۔" وہ بول کر تمسخرانہ انداز میں ہنس دیا۔ اس کے لہجے میں حقارت محسوس کر بیلا نے ناگواری سے اسے دیکھا اور ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اگلے ہی لمحے غزوان کا کالر اس کی سخت گرفت میں تھا۔

غلطی ایک ہی بار معاف کی جاتی ہے۔ گناہ کی پھر سزا ہی ہوتی ہے غزوان جاہ اور تم نے بار بار میرے" کردار پہ بات کر کے گناہ سرزد کر دیا ہے۔"اس نے ایک جھٹکے سے اس کا کالر چھوڑا تو وہ لڑکھڑا کر صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھا۔اس نے سنجیدگی سے بیلا کی آنکھوں میں دیکھا جو لہو رنگ نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔

میں وہ ہوں جس کے سامنے چہرہ اٹھانے کی کسی کی ہمت نہیں ہوتی لیکن تم مسلسل میری آنکھوں" میں دیکھ رہے ہو وہ بھی زندہ سوچو پھر کیا مقام ہو گا تمہارا بیلا کی زندگی میں۔"اگلے ہی لمحے وہ ڈھیلی پڑی تھی۔اس پہ وہ ایک ہی حد تک غصہ کر پاتی تھی۔

نہیں چاہیے کوئی مقام تمہاری نگاہوں میں جس کا خود کا کوئی مقام نہیں ہے۔"وہ تنفر سے چلایا۔بیلا" نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ کر بولی۔سامنے بیٹھا شخص مسلسل اس کا ضبط آزما رہا تھا۔

میں وہ ہوں جس کی لوگ تمنا کرتے ہیں اور تم مجھے مطلب بیلا کو دھتکار رہے ہو۔"غزوان نے اس" کی بات پہ محض بائیں آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا تھا۔کس قدر غرور تھا اس لڑکی کو خود پہ۔

میں تم سے محبت کرتی ہوں اس سے بڑھ کر تمہیں کیا چاہیے۔"وہ بولتے بولتے اس کے نزدیک" ہوئی۔غزوان نے زہر خند نگاہوں سے اسے نزدیک آتے دیکھا۔

تم ہو کون تمہاری اوقات کیا ہے۔" غزوان کی اگلی بات پہ اس کا سانس سینے پہ اٹک گیا۔ چہرہ اس کی" بکواس پہ سرخی مائل ہو گیا۔

اونچی آواز میں مت بولو میرے ساتھ غزوان جاہ۔" اگلے ہی لمحے وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے چلائی" تھی۔ غزوان اس کا ضبط ٹوٹ جانے پہ دلکشی سے مسکرایا جس کا اس کی آنکھوں نے بھی بھرپور انداز میں جواب دیا تھا۔

میں بولوں گا کیونکہ اب میں تمہارا شوہر ہوں اور بیوی کو اس کی اوقات میں رکھنا بہت اچھے سے آتا" "ہے مجھے۔ زبردستی میری زندگی میں شامل ہو کر کیا جتاتی پھر رہی ہو تم سب کو۔

میں شہزادی بیلا ہوں۔" وہ کروفر سے بولی۔ غزوان نے تلخی سے نفی میں سر ہلایا۔"

اپنے ولا میں ہو گی میرے گھر میں تمہیں کچھ نہیں سمجھتا میں۔ یہاں میری نگاہ میں تم کچھ نہیں" ہو۔ اپنے جوتوں کو بھی میں تم سے اوپر رکھوں باقی سب تو چھوڑ ہی دو۔" غزوان کی بات پہ بیلا نے ماؤف ہوتے دماغ سمیت بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں سر ہلایا۔ وہ اسے ریجیکٹ کر رہا تھا شہزادی کو جس کو پانے کے نجانے کتنے امیدوار تھے۔ اس نے ایک لمحے کیلیے آنکھیں موند کر کھولی تھی۔ اسے سامنے کھڑا شخص کمزور کر رہا تھا۔ کسی نے سچ ہی کہا تھا کہ محبت سچ میں کمزور کر دیتی ہے۔

"ارے تم یہاں۔" قیس کی آواز پہ وہ جو سوچوں کے گرداب میں پھنسی ہوئی تھی چونک گئی۔ چہرہ البتہ سپاٹ ہی تھا۔

"اپنی بیوی کو لینے آیا ہوں۔ بیلا نے چونک کر اس کا تند چہرہ دیکھا۔ اسے اس کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت دینے والا کون تھا وہ بہت اچھے سے جانتی تھی۔ نفرت کی ایک شدید لہر اس کے وجود میں دوڑی تھی۔

"اور میں اپنے شوہر کے ساتھ جا رہی ہوں ڈیڈ۔" اس نے ایک شوخ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالتے غزوان کے بازو میں بازو حمائل کیا تھا۔ غزوان اس کے پینترا بدل جانے پہ دانت کچکچا کر رہ گیا۔ اگلے پندرہ منٹ میں ہی وہ نک سک سی تیار دوبارہ لاؤنج میں موجود تھی۔ غزوان نے اس پہ ایک غلط نگاہ بھی ڈالے بغیر قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔

"جا رہی ہوں میں یہاں سے لیکن فلحال۔ کبھی نا کبھی تو مجھے واپس یہی لوٹنا ہے۔ میری ایک بات یاد رکھیے گا ڈیڈی اگر آپ نے کچھ ایسا ویسا کرنے کی کوشش کی تو میں اپنی آپکی دونوں کی زندگیوں میں آگ لگا دوں گی اور اس کی تپش ایسی ہو گی کہ پل پل موت مانگیں گے آپ۔" وہ اس کی سماعتوں میں درشتگی سے صور پھونکتے مضبوط چال چلتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

مجھے آگ بجھانا بہت اچھے سے آتا ہے۔" قیس نے ناگواری سے اس کی پشت کو تکتے معنی خیزی سے" بولتے کسی کو فون ملایا تھا۔ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک تیر رہی تھی۔

****

ہماری بھی کوئی عزت ہے۔ اب بیلا تمہاری بیوی ہے جتنا جلدی ہو سکے اس بات کو اسے سمجھا دو تاکہ" وہ سمجھ سکے اس چیز کو ورنہ ہمیں کوئی انتہائی۔" اس سے قبل مخدوم جاہ چلا کر اپنی بات مکمل کرتے بیلا کی آمد پہ ان کی زبان بری طرح لڑکھڑا گئی۔ انہوں نے گھبرا کر غضنفر کو دیکھا جس کے چہرے کی رنگت بھی اڑ چکی تھی۔

کیا ہوا مخدوم جاہ اتنا چلا کس خوشی میں رہے ہو۔" وہ اس کی بلند ہوتی آوازوں سے اکتا کر کمرے سے" نکلی تھی تبھی ناگواری سے بولتے صوفے پہ ٹک گئی اور ایک بھرپور نگاہ چہرہ جھکائے کھڑے غزوان پہ ڈالی تھی۔

کک۔ ککچھ نہیں۔ مم۔ میں بھلا کیا کہوں گا بیلا جی۔" وہ فوراً دھاڑتے شیر سے بھیگی بلی کا روپ دھاڑ" چکے تھے۔ بیلا نے ایک کاٹ دار نگاہ ان پہ ڈالی۔ غزوان نے تعجب سے مخدوم کو دیکھا جو کتنی جلدی اپنی بات سے پلٹ چکے تھے۔

تو پھر کیا تم کچھ کہ رہے تھے۔" اس نے چونک کر غضنفر کی جانب دیکھا جس نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتی غضنفر کی جانب بڑھی اور اس کے شانے کو تھپتھپایا تھا۔ اس کی اس تھپتھپاہٹ میں کیا کیا نہیں تھا۔ غضنفر کی ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو گئی۔ وہ شانے اچکا کر بولتی غزوان کی جانب بڑھی۔

ہم آپکے کمرے میں منتظر ہیں۔" وہ والہانہ لب و لہجے میں بولتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ غزوان نے" سختی سے دانتوں پہ دانت جمائے۔

"آپ سب اس کے آتے ہی خاموش کیوں ہو گئے۔"

کیونکہ ہمیں اپنی جان بہت پیاری ہے اور تمہاری بیوی کو بندے مارنے کا بہت شوق ہے۔ اسے اس کی" اوقات میں رکھو ورنہ میں تمہیں تمہاری اوقات بہت اچھے سے یاد دلا دوں گا۔" غضنفر نے اس کا کالر جکڑتے تنفر سے ایک جھٹکا دیا۔ اگلے ہی لمحے کسی نے عقب سے ہی اس کی شرٹ کو کھینچتے زمین پہ پٹخا تھا۔ غضنفر کندھا زمین پہ لگنے کی بدولت کراہ کر رہ گیا معاً اپنے سر پہ کھڑی بیلا کو دیکھ وہ اشتعال کے مارے دانت پیس کر رہ گیا۔ وہ شعلہ بار نگاہوں سے اسے ہی گھور رہی تھی۔

تمہاری دنیا تباہ کر دوں گی میں اگر آئندہ اسے چھونے کی ہمت بھی کی تو۔" وہ اس کے سینے پہ اپنے ہیل والا پاؤں مارتے بے خوفی سے غرائی۔ وہ درد کی شدت سے کراہ کر رہ گیا۔

آڑیو ان یور سینسز۔" غزوان نے شدید مشتعل ہوتے اسے پیچھے کیا اور غضنفر کو سہارہ دیتے اٹھنے میں مدد کی تھی جس کا چہرہ تکلیف کے مارے سرخ پڑ رہا تھا۔ وہ بگڑے تنفس سمیت اندر کی جانب بڑھی تھی۔ غزوان نے ایک قہر برساتی نگاہ خاموش تماشائی بنے اپنے گھر والوں پہ ڈالتے اس کے تعاقب میں قدم بڑھائے۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی کو چھونے کی۔"

اس کی ہمت کیسے ہوئی تمہیں چھونے کی۔" وہ اس سے بھی بلند آواز میں چلائی تھی۔ لہجے سے آگ نکل رہی تھی۔

وہ میرا بھائی ہے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ غزوان نے اسے جتایا۔"

بیلا تمسخر سے مسکرائی اور دو قدم چلتے اس کے نزدیک آئی۔

"میں بھی تمہاری بیوی ہوں کچھ بھی کر سکتی ہوں روک سکتے ہو تو روک لو۔" وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتے بے خوفی سے بولی۔

میں عورت کا اونچا لہجہ سننے کا عادی نہیں ہوں۔" اس نے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا۔"

اور مجھے کسی کا بھی خود سے اونچا ہونا نہیں پسند۔ اسی لیے اپنا لہجہ آنکھیں اور یہ انا مجھ سے نیچے رکھو" ورنہ محبت ہے تو کیا ہوا اوقات یاد دلانا مجھے بخوبی آتا ہے۔" اس کی بات مکمل ہوتے ہی غصے سے پاگل ہوتے غزوان کا ہاتھ اٹھا لیکن بیلا مارنے سے قبل ہی اسے ایک جست میں تھامتے نفی میں سر ہلا گئی۔

بری بات۔" اس کی آنکھوں میں واضح تنبیہ تھی۔ غزوان نے پھٹی پھٹی نگاہوں اس کے ہاتھ میں" سختی سے مقید اپنے ہاتھ کو دیکھا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ ہلانے سے قاصر تھا۔

یہ حق میں نے آج تک اپنے باپ کو نہیں دیا تو پھر تم کون ہو؟ میری دو دن کی محبت جس پہ تف بھیجنے" میں دو سیکنڈ بھی کم ہونگے میرے لیے۔" اس نے اس کا ہاتھ نیچے پھینکا۔ غزوان نے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا جس کی آنکھوں کے ڈورے انتہائی سرخ تھے۔ اس سے قبل کہ وہ کمرے سے نکلتی اندر آتا دمیر اسے دیکھ کر مسکرایا تھا لیکن نجانے کیوں وہ اسے دیکھ کر مسکرا بھی نہ سکی تھی بس ایک سرد مہری سی اس کے چہرے پہ چھائی ہوئی تھی۔

چلو تم باہر جاؤ مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" بیلا کے وہاں سے جاتے ہی مینا نے غصے سے دمیر کو باہر بھگایا" اور خود غزوان کی جانب بڑھی تھی۔

مجھے تم سے طلاق چاہیے۔" وہ غزوان کی سوالیہ نگاہیں خود پہ محسوس کر بغیر کسی لگی لپٹی سے بولتی اسے" ٹھٹھکا گئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹکا۔ وہ بھی تو یہی چاہتا تھا۔

کل تک کاغذات تیار ہو جائیں گے۔" مینا تو اس کی بات سن ہی خوشی سے بے حال ہو گئی تبھی خوشی" سے گنگناتے کمرے سے نکل گئی۔ اس کے جاتے ہی وہ سر دونوں ہاتھوں میں گراتے بیڈ پہ بیٹھ گیا۔ اس کیلیے ان سب کے درمیان بولنے والی بھی وہی تھی اور وہ اسی پہ ہاتھ اٹھانے کی کوتاہی کر بیٹھا تھا۔ اگلے لمحے اس کا فون بجا تھا۔ اس نے بغیر نمبر دیکھے فون کان سے لگایا۔

کون بات کر رہا ہے۔" انجان شخص کی بات سن وہ سیدھا ہو کر بیٹھا اور اکتاہٹ آمیز لہجے میں گویا" ہوا۔

میں سیم۔ تمہاری بیوی کا دوست۔" اس کا لہجہ سراسر تضحیک اڑاتا تھا۔ غزوان کی پیشانی پہ شکنیں" نمودار ہوئی۔

مجھے تم سے ملنا ہے۔ کچھ راز کی باتیں کرنی ہے۔ گرا ڈالینڈ ریزورٹ پہنچ جانا شام چھ بجے۔ "اس کی" ہنسی اس لمحے غزوان کو بے تحاشہ کھٹکی تھی۔ اس نے بغیر غزوان کی سنے فون کاٹ دیا۔ وہ الجھا الجھا سا وہی بیٹھا رہا۔ نجانے اب اس نے کون سے رازوں سے پردہ اٹھانا تھا۔

****

کہاں جا رہے ہو تم۔ "غازی نے اسے اپنی جگہ سے اٹھتا دیکھ تیکھے چتونوں سمیت استفسار کیا۔ "

انہیں دیکھنے جسے مارنے میں آپ نے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ "وہ ناراض لب و لہجے میں بولتے حشمت" کی جانب مڑا۔

وہ میری بیوی ہے۔ "غازی کے جتانے پہ وہ ایڑیوں کے بل اس کی جانب گھوما اور خشمگیں نگاہوں" سے اسے دیکھا۔

اپنی تعلیمات بخوبی ازبر ہے مجھے بھائی۔ بس آپ ہی بھول گئے تھے۔ میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ وہ" میری چھوٹی بہن ہے۔ دوسرا رشتہ وہ ماننے سے انکاری ہے اور کل تک آپ بھی تھے شاید۔ میں انہیں مزید ناراض نہیں کر سکتا۔ "اس نے واضح کرتے دوبارہ رخ حشمت کی جانب موڑا جو عینک کی اوٹ سے دونوں بھائیوں کو آمنے سامنے دیکھ رہے تھے۔

آپ چلیں گے بابا۔ "وہ احتراماً ان سے بولا جنہوں نے گہرا سانس بھرتے اثبات میں سر ہلایا۔ اس" کے طنز کو غازی نے بمشکل ہضم کیا تھا ورنہ بس نہ چلا منہ توڑ کر دوسری جانب لگا دیتا۔ کمرے کا دروازہ ناک کرتے وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے نجانے کس سوچوں میں غلطاں تھی۔ حشمت کو دیکھ کر مسکرائی۔

"اب کیسی طبیعت ہے بیٹی کی۔"

میں بلکل ٹھیک ہوں بابا۔ "ابھی بھی مسلسل کھانسنے کی بدولت بولنے میں دقت پیش آرہی" تھی۔ حشمت نے اس کا سر تھپتھپایا تو وہ چہرہ جھکا گئی۔

کچھ چاہیے آپکو۔ "اسے ارد گرد نگاہ دوڑاتے دیکھ بالآخر جے بی نے پوچھ لیا۔"

پپ۔ پانی۔ "وہ بولتے ہوئے ہچکچائی۔ اس نے گلاس میں پانی انڈیلتے اس کی جانب بڑھایا جسے اس نے" بغیر کسی تردد کے تھام بھی لیا۔

"بیٹی دراصل غازی۔"

"پلیز بابا۔ اس وقت کچھ بھی نہیں۔ ان کے متعلق تو کچھ بھی نہیں۔" وہ سادگی سے انہیں ٹوک گئی۔ ایک ایسے شخص کے متعلق بات کر کے وہ اپنا دل مزید نہیں خراب کر سکتی تھی۔

"پلیز بابا مجھے یہاں سے نکلنے کی اجازت دے دیں۔ مجھے اگر قید بھی کر لیا ہے تو ٹھیک ہے۔ میں واپس اٹلی نہیں جا سکتی اپنی بی کے پاس وہ بھی قبول ہے بس یہاں سے نکلنے کی اجازت دے دیں ورنہ میں پاگل ہو جاؤں گی۔" وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولی۔ دروازے کے باہر کھڑا غازی اس کی بات پہ لب بھینچ گیا۔

"آپ پریشان مت ہو۔ جلدی سے ٹھیک ہو جائیں۔ میں اس وقت تک آپکی جاب کا بندوبست کر لوں گا۔" جے بی کی بات پہ جہاں فانیہ کا چہرہ کھل اٹھا وہی غازی کا چہرہ تن گیا۔

"اور یہ فیصلہ کس سے پوچھ کر تم نے کیا ہے۔" غازی کے اچانک تندہی سے پوچھنے پہ جہاں فانیہ کے چہرے پہ سرد مہری چھا گئی وہی جے بی نے چونک کر اسے دیکھا۔

"میری بہن ہیں وہ اور بھائی بہنوں کیلیے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں۔" جے بی نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔

اپنا بھائی چارہ کسی اور کیلیے سنبھال کر رکھو۔" غازی کے درشت لہجے پہ بھی اس پہ کوئی خاص اثر نہ ہوا تھا۔

میں بلکل ٹھیک ہوں بھائی۔ آپ بس میری جاب کا بندوبست کریں۔" فانیہ بنا کسی تاخیر کے بیڈ سے " چھلانگ مار کر اتری۔ سب نے حیرت سے اس کے چہرے پہ خوشی دیکھی تھی۔

" تمہیں میری اجازت کا انتظار کرنا ہے ابھی۔ میں تمہارا شوہر ہوں۔"

شوہر مائی فٹ اینڈ ڈونٹ کال می یور وائف اگین۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تندہی سے " پھنکاری۔ غازی نے ستائشی انداز میں اس چھوٹے سے فتنے کو دیکھا۔

تمہاری اتنی ہمت کہ مجھ پہ انگلی اٹھاؤ۔" وہ بنا حشمت کا لحاظ کیے تمسخر سے ہنسا۔"

ہمت کی بات مت کریں جب انگلی اٹھا سکتی ہوں تو ہاتھ اٹھانا بھی بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ بیلا قیس " کی بہن ہوں۔" اس کے لہجے میں ایک تفاخر بول رہا تھا۔ بیلا کے ذکر پہ جے بی کے لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس بیلا نامی شخصیت سے اسے بنا دیکھے ہی عجیب سی انسیت ہونے لگی تھی۔ غازی نے تیکھی نگاہ اس کے تنے تنے نقوش پہ ڈالی اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

شوہر۔ ایسے شوہر کو تو انسان چوک میں لٹکا کر سو جوتیاں مارے جو بیوی کی جان لینے کے درپے" ہو۔" وہ بڑبڑائی لیکن اس کی بڑبڑاہٹ اتنی اونچی ضرور تھی کہ ان دونوں کی سماعتوں سے مخفی نہ رہی۔ وہ ٹھٹھک کر رکتی میسنا سا مسکرا دی۔

میں تو بس ایسے ہی بولتی ہوں۔ انہیں کون چوک میں لٹکا سکتا ہے۔ مذاق بھی کسی چڑیا کا نام ہے۔" وہ" مسکینیت بھرے لہجے میں بولی لیکن وہ دونوں پھر بھی سنجیدگی سے اسے ہی دیکھتے رہے۔ وہ خفت سے سرخ پڑ گئی البتہ دل ہی دل میں اس کے لڈو پھوٹ رہے تھے آخر کو جے بی کی بدولت اسے جاب کی اجازت جو مل گئی تھی۔

" تھینکیو بھائی۔"

اینی ٹائم سسٹر۔" وہ سر کو خم کر کے بولتے وہاں سے چلا گیا۔ فانیہ نے مسکرا کر اس کی پشت کو دیکھا" جس نے کبھی غلطی سے بھی اس سے نگاہ اٹھا کر بات نہیں کی تھی۔ اس کی موجودگی میں وہ یا موبائل میں مصروف ہو جاتا تھا یا پھر خود کو کسی کام میں مصروف کر لیتا تھا۔ وہ سیم کے ساتھ بھی اس قدر فرینک تھی لیکن سیم سے زیادہ اسے یہاں جے بی کیوں اچھا لگا تھا وہ سمجھنے سے قاصر تھی معاً وہ اپنی تمام تر سوچوں کو جھٹکتے مسکرا دی۔

****

آج پھر وہ وینس میں موجود پل پہ کھڑی دور آسمانوں میں نجانے کیا تلاش کرنے میں محو تھی۔ سرد ہوا کی بدولت وجود میں اترتی کپکپاہٹ سے بھی اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں غلطاں تھی۔ کسی کی کھکھلاتی آواز پہ اس نے چونک کر نیچے دریا میں جھانکا جہاں ایک جوڑا کشتی میں سوار کسی بات پہ ہنس رہا تھا۔ اس کی نگاہیں ان پہ جم کر رہ گئی معاً کسی کے گلا کھنکھارنے پہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی اور چونک کر دائیں جانب دیکھا مگر وہاں اسکا دیکھنا ہی قہر ڈھا گیا۔ مقابل سیم موجود تھا۔ لبوں پہ دھیمی مسکان بدلا حلیہ وہ کہی سے بھی اسے اسکا سیم نہ محسوس ہوا۔

"تم۔"

ہاں میں۔" وہ مسکرایا۔ اس کا مسکرانا بھی عجیب تھا۔"

تم یہاں کیسے۔" وہ ناسمجھی سے گویا ہوئی۔ اس کی باتیں ابھی ذہن سے محو کہاں ہوئی تھی۔ لہجہ تلخی" لیے ہوئے تھا۔

مجھ سے بہتر آپ کو کون جانتا ہے۔" مذاق اڑاتا لہجہ۔ بیلا لب بھینچ گئی۔"

کیا کرنے آئے ہو یہاں پہ۔ تمہیں یہاں کسی نے طلب نہیں کیا۔" اس کا کٹیلا لہجہ سن وہ یوں مسکرایا" جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہو۔

بے بسی دیکھنے آیا ہوں آپکی۔ لطف لینے آیا ہوں اس چیز کا جو آپ کے چہرے پہ دکھ رہا ہے۔" اس کا" لہجہ سرشاری لیے ہوئے تھے جیسے اس سب سے سیم کو بے حد خوشی ملی ہو۔

مل گیا لطف۔" بیلا نے بھنویں اچکائی۔ وہ شانے اچکاتے ریلنگ سے پشت ٹکا کر کھڑا ہو گیا۔ نگاہیں بیلا" کے چہرے پہ جمی تھی جس کے بال چہریں پہ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔

ابھی کہاں۔ ابھی تو اصل لطف لینا باقی ہے۔ دیکھ رہا ہوں ہمیں ہماری حیثیت یاد دلانے والی کی کیا" حیثیت ہے آج۔" وہ ایک ایک لفظ نفرت سے ادا کر رہا تھا۔ بیلا اس کی بات پہ پتھر ہوئی کھڑی تھی۔ اپنے کوٹ پہ اپنی مخروطی انگلیوں کی گرفت سخت ہوئی۔

"میں نے تمہیں یہاں اپنا دل ہلکا کرنے کیلیے بلایا تھا لیکن تم یہاں میری بے بسی کا مذاق۔"

دل ہلکا کرنے کی خاطر کوئی اور ڈھونڈ لیجیئے میم۔ ہم تو اب جب بھی میسر ہونگے آپ کی بے بسی دیکھنے" کیلیے ہی ہونگے۔" وہ بنا ہچکچائے اس کی روح پہ گہرے وار کر رہا تھا اور بیلا وہ سن کھڑی اس کا بدلا انداز دیکھ رہی تھی۔

بہت اچھا لگ رہا ہے آپ کو یوں دیکھ۔ کسی کو دھتکارنا آسان ہوتا ہے نا مگر جب خود کو دھتکار ملتی ہے" تو بے حد برا لگتا ہے آپ کے ساتھ بھی وہی حساب ہے اور ایک اور مزے کی بات اصل مزہ تو اب آنے والا ہے۔ جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔" وہ چٹکی بجاتے ایک بلند بانگ قہقہہ لگا اٹھا۔ بیلا بنا پلک جھپکائے اس کے بدلے بدلے تیور دیکھ رہی تھی۔ وہ بائیں آنکھ دباتے ہنستے ہوئے پلٹ گیا مگر بیلا کے وجود میں ایک سکوت سا اتار گیا تھا۔ وہ گم صم کھڑی اس کی پشت کو تکتی رہ گئی جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

مجھے لگتا ہے میں نے اپنی زندگی کا اہم فیصلہ لینے میں جلد بازی کر دی ہے۔" وہ بڑبڑائی۔ لبوں سے" ایک تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے رگوں میں خون کی گردش رک سی گئی ہو۔

مجھے لگتا تھا کہ کوئی مجھے انکار نہیں کر سکتا لیکن وہ کرتا ہے میری ہر بات سے اختلاف۔" اس کا دل کو" بے اختیار دھکا سا لگا۔

مجھے لگتا تھا کہ کوئی مجھے ریجیکٹ نہیں کر سکتا لیکن اس نے کیا ہے۔ بار بار کیا ہے۔"اب کی بار وہ ہاتھوں میں سر گرا گئی تھی۔ وہاں سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ اپنی گاڑی کی جانب بڑھی اور اندر جھک کر شراب کی بوتل نکالتے لبوں سے لگائی تھی۔

میں سب کو انکار کر سکتی ہوں۔ کوئی مجھے کیسے کر سکتا ہے۔ میں نے تو انکار سننا سیکھا ہی نہیں ہے۔"وہ ایک ہی سانس میں بوتل خالی کرنے لگی۔ اگلے ہی لمحے اس نے بوتل زمین پہ مارتے گہرے گہرے سانس بھرنا شروع کر دیے۔ وہ اب گاڑی کی بونٹ پہ جھکی آنکھیں موندے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

نہیں مجھے انکار سننے کی عادت نہیں ہے۔ میں سب ختم کر دوں گی۔ ختم کر دوں گی میں۔ سیم کو بھی مار" ڈالوں گی۔ وہ مفاد پرست ہے وہ بیوفا ہے دھوکے باز ہے وہ۔"اس نے مجھے بیلا کو دھوکا دیا ہے یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس دھوکے سے میری جان جاتی ہے۔ وہ زور سے بونٹ پہ ہاتھ مارتے ڈرائیونگ سیٹ پہ جا بیٹھی۔ نشہ سر چڑھنے کی بدولت سر مسلسل چکرا رہا تھا لیکن فلحال گھر پہنچنا ضروری تھا۔ بیس منٹ کا سفر چالیس منٹ میں طے کرتے وہ گھر پہنچی تھی۔ راستے میں دو تین دفعہ تو گاڑی ٹکراتے بچی تھی۔

کہاں ہے غزوان۔" وہ نشے میں دھت بند ہوتی آنکھوں سمیت بڑبڑائی۔ لاؤنج میں موجود سب افراد نے ناگواری سے اس کا لڑکھڑانا دیکھا۔

بس اب اس گھر میں اس چیز کی کسر رہ گئی تھی کہ شرابی گھومیں۔" نیلم بلند آواز میں ناگواری ظاہر کرنا نہ بھولی۔ بیلا آنکھوں کو بمشکل کھولتے ان کے پاس آرکی۔

جب اس گھر میں زانی رہ سکتا ہے تو پھر شرابی تو ایک معمولی سی چیز ہے۔" اس نے انگوٹھے اور انگلی کو آپس میں ملاتے مزے سے کہا۔ مینا اور غضنفر دونوں کے تن بدن میں بیک وقت آگ لگ گئی۔

"یہ کیا بکواس کر رہی ہو تم۔"

ارے تمہیں کیوں آگ لگ رہی ہے۔ تم تھوڑی نازانی ہو۔" وہ ہنس کر بولتے مڑی تو نگاہیں سیدھا" خود کو گھورتے غزوان پہ جا رکی۔

اوہ مائے ڈیئر ہسبینڈ۔" اس نے بنا کسی کا لحاظ کیے غزوان کا گال چوم ڈالا۔ اس کا چہرہ اشتعال کے" مارے سرخ پڑ گیا۔

بیہیو یور سیلف بیلا۔ چلو میرے ساتھ۔" وہ اسے کھینچتے ہوئے کمرے میں آگیا۔ بیڈ پہ پھینکتے اس نے غصے میں دروازہ بند کیا تو بیلا کھل کر مسکرا دی۔

"تم تو میری سوچوں سے بھی بڑھ کر بری ہو بیلا قیس۔ ہم سب کی زندگیوں پہ پہلے عذاب کم تھے جو تم بھی شامل ہو گئی اس میں۔ تم مر کیوں نہیں جاتی آخر۔ تنگ آگیا ہوں اس سب سے۔" وہ اسے اپنے مقابل کرتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ بیلا بمشکل گرتے گرتے سنبھلی اور نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"یہ میں کیا بول رہا ہوں۔ دراصل میں بھول گیا تھا کہ برے لوگ جلدی نہیں مرتے۔ یہ شرف بھی صرف اچھے لوگوں کو حاصل ہے کہ جلدی مر جائیں اور تم تو ٹھہری بری۔" نفرت اور حقارت بھرا لہجہ سن بیلا سمجھنے والے انداز میں سر ہلا گئی۔

"سن لیا میں نے سن لیا۔" اس نے گرتے گرتے غزوان کا بازو تھاما جس نے اس کا ہاتھ نفرت سے جھٹک دیا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔

میں نے سنا کہ اچھے لوگ دنیا سے جلدی چلے جاتے ہیں اور میں تو ٹھہری بے تحاشہ بری۔ بہت اذیت والی موت حاصل ہو گی مجھے۔" وہ اس کا سینہ تھپتھپاتے ہوئے مزے سے بولی۔ غزوان کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔

ویسے وہ ذات قبول کر ہی لیتی ہے برائیوں کو بھی۔ تم کوشش تو کرو مرنے کی۔" غزوان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اپنے ہی ہاتھوں سے سامنے کھڑی لڑکی کی جان نکال لیتا۔ بیلا رک کر پلٹی۔

اب تک آپ جیسا معمولی انسان نہ کر پایا تو کیا وہ ذات کر لے گی؟" اس کے سوال پہ وہ ایکدم لاجواب ہو گیا۔ چہرے کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔ نشے میں گم وہ کس قدر گہری بات کر گئی تھی۔ یہ ہمت انسان میں کہاں ہے کہ وہ اگلے انسان کو برائیوں سمیت قبول کرے صرف اللہ ہی ہے جسے اپنا بندہ ہر حال میں پیارا لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اس کی برائیوں کو بھی قبول کر لیتا ہے۔ اس کی ذات کے پرخچے اڑاتے وہ خود واشروم میں بند ہو چکی تھی لیکن غزوان کا ذہن اب مختلف باتوں میں گڈمڈ ہونے لگا۔

****

حشمت نے حیرت سے صدر دروازے پہ ایستادہ وجود کو دیکھا جو غازی کے ساتھ پوری شان سے کھڑا تھا۔ ان کی نگاہوں کے تعاقب میں ہی آپس میں باتوں میں مصروف فانیہ اور جے بی کی نگاہ بھی اس جانب اٹھی تھی لیکن وہاں غازی کے سنگ کھڑی لڑکی کو دیکھ ان کے منہ بھی کھلے کے کھلے رہ گئے۔

سلام بابا۔" غازی نرمی سے بولتے ان کے آگے جھکا۔"

"اسلم۔ السم۔۔۔"

السلام وعلیکم۔" جے بی نے لیپ ٹاپ سے نگاہ اٹھاتے باقاعدہ اس لڑکی کی تصحیح کی اور دوبارہ جھکالی۔ وہ" لڑکی خود خجل سی ہوگئی البتہ غازی نے تیز نگاہ اس پہ ڈالی تھی۔

باجی ذرا کپڑے بھی ڈھنگ کے پہن لینے تھے۔ وہ کیا ہے نا ساتھ کھڑے محترم نا محرم ہیں آپ" کیلیے۔" فانیہ نے آنکھیں ٹپٹپاتے معصومیت بھرے لہجے میں اسے جتایا تو اس لڑکی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ آگ تو فانیہ کو بھی لگی ہوئی تھی غازی کے بازو میں الجھا اس لڑکی کا بازو دیکھ۔ ایسے شارٹ ڈریسز پہننے کا اسے بھی شوق تھا کئی بار اس نے پہنا بھی تھا لیکن یہاں آکر تو وہ اس سب چیزوں کو فراموش کر بیٹھی تھی صرف اس بدولت کہ یہ لوگ مسلمز تھے۔

"یہ کون ہے غازی۔"

میری بہت خاص دوست ہے بابا۔ آج شام کی پارٹی میں یہی میرے ساتھ جارہی ہے۔ آخر کو مجھ جیسے حسین فطین انسان کے ساتھ ایسی لڑکی ہی سوٹ کرتی ہے۔" اس نے مسکرا کر ساتھ کھڑی شرلین کو دیکھا۔ فانیہ نے اس لڑکی میں غازی کے مسکرانے کی وجہ ڈھونڈنی چاہی لیکن اس کے گھٹنوں کو چھوتے فراک کو دیکھ واپس لوٹ آئی۔ (سیلف اوبسیسڈ بڈھا)

"توبہ توبہ باجی۔ ٹانگیں تو ننگی ہیں تمہاری۔ آپ اپنی پینٹ دیں گے یا میں اپنی ٹائٹس لادوں اسے۔" اس نے بنا کسی کا لحاظ کیے براہ راست غازی کو مخاطب کیا۔ فانیہ کی بات نے ایک بار پھر جلتی پہ تیلی کا کام کیا تھا۔ غازی اس لڑکی کی بکواس پہ بلبلا کر رہ گیا۔ جے بی نے اسے آنکھیں دکھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

"تم پارٹی میں اس لڑکی کے ساتھ جارہے ہو ایسا کب ہوا۔ میں نے تو تمہیں اس چیز کی اجازت نہیں دی۔" حشمت کی بات پہ فانیہ نے ایک ادا سے بالوں کو جھٹکا اور سب کی نگاہ سے بچتے اسے دیکھ بائیں آنکھ دبائی تھی۔ (اب آئے گا نا یہ ٹھرکی بڈھا لائن پہ۔)

"بابا یہ کپل پارٹی ہے اب میں اکیلا جاتا اچھا نہیں لگوں گا۔" اس نے سنجیدگی سے اسے ٹوک دیا۔ شرلین اب صوفے پہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گئی۔ فانیہ نے جے بی کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھ تیزی

سے اپنے گلے سے مفلر نکالتے اس کی ٹانگوں پہ ڈال دیا۔ سب کا منہ اس کی حرکت پہ ایک ساتھ کھلا تھا۔

نیور مائنڈ لیکن میرے بھائی کیلیے غیر محرم ہیں آپ۔ آپ تو ٹھہری واحیات لیکن وہ تھوڑے شرمیلے۔" اس سے قبل کہ وہ ہنس کر مزید بولتی غازی کی قہر برساتی نگاہیں خود پہ محسوس کر میسنی سی ہنسی ہنس دی۔

میں تو بس یونہی۔" وہ دونوں شانے اچکاتے ہنستے ہوئے حشمت کی جانب مڑی۔ (گھورتا تو ایسے ہیں" جیسے سالم نگل جائے گا گھنا بڈھا۔)

کپل پارٹی میں ضرور جاؤ مگر اس لڑکی کے ساتھ نہیں۔ بلکہ اپنی بیوی کے ساتھ۔" حشمت کی اگلی" بات پہ فانیہ جو مسکرا رہی تھی اپنی جگہ پہ اچھل کر رہ گئی اور پھٹی پھٹی نگاہوں سے حشمت کو دیکھا۔ یہ بازی اسی پہ الٹی پڑ جائے گی یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

مم۔ میں کیوں۔" وہ ہڑبڑا کر بولی۔ اب کی بار غازی کے لبوں پہ زچ کر دینے والی مسکراہٹ بکھر گئی" تھی۔ (بی کونفیڈینٹ فانیہ ایسے تو یہ بڈھا تجھے ذرا ذرا سی بات پہ ذلیل کر دے گا۔) اس نے خود کو ہمت دی۔

یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں بابا کہ جب حلال دو قدم کے فاصلے پہ ہے تو حرام کو کیوں منہ لگانا۔" گہری پر تپش نگاہیں فانیہ کے وجود پہ گری تھی۔ پہلے پہل تو اس کا چہرہ سرخ پڑا لیکن پھر جلد ہی سنبھل گئی۔

بوڑھا دماغ ہے نا بھول جاتا ہے انسان۔ اب میں وقتاً فوقتاً آپ کو یاد دلاتی رہوں گی۔" وہ دل جلانے والے انداز میں بولتی اسے جلا کر راکھ کر گئی۔ (کیسے چٹکیوں میں پینترا بدلتی تھی چڑیل کہی کی۔)

تم مجھے یہاں کیوں لائے تھے غازی۔" شرلین اپنی جگہ سے اٹھتے غصے سے بولی اور ایک تیز نگاہ فانیہ پہ ڈالی۔

ابھی تم جاؤ میں تم سے بعد میں ملاقات کرتا ہوں۔" شرلین کے غصے سے جاتے ہی فانیہ بھی لان کی جانب آ گئی۔

ہم کم از کم منہ پہ اور پیٹھ پیچھے تو ایک جیسے ہیں نا ان مسلمز کا کیا ہے سامنے سے یہ ہمارے لیے غیر محرم ہیں ہم انہیں دیکھتے بھی نہیں اور پیٹھ پیچھے انہیں ہی بانہوں میں لیے گھومتے ہیں۔" وہ تمسخر سے بولی۔

جاؤ اب اسے شاپنگ پہ لے جاؤ۔" حشمت نے اسے فانیہ کے پیچھے جانے کا اشارہ کیا تو وہ خود پہ ضبط کے کڑے پہرے بٹھاتے اس کے عقب میں چلا آیا۔ چہرہ مکمل طور پہ سپاٹ تھا۔ وہ کرسی پہ بیٹھی ہاتھوں میں چہرہ رکھے نجانے کن سوچوں میں غلطاں تھی۔ غازی اس کے عین سامنے رکھی کرسی پہ جگہ

سنبھال گیا۔ ایک لمحے کیلیے اس کی صورت پہ غازی کی نگاہ بھٹک کر رہ گئی۔ وہ ابھی معصوم تھی چھوٹی تھی اور اس نے اسے خود سے جوڑ لیا تھا اور صرف جوڑا نہیں تھا بلکہ عجیب سی پریشانیوں میں الجھالیا تھا۔

"جانتا ہوں خوبصورت ہوں مگر اتنے غور سے بھی مت دیکھو کہ اپنی خوبصورتی پہ غرور کرنے لگوں۔" قریب سے ابھرنے والی بھاری مردانہ آواز نے اس کے حواس جھنجھنا ڈالے۔ وہ بری طرح گھبرا گئی لیکن اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ نگاہیں پھیر کر وہ اطراف میں دوڑانے لگی۔ وہ سامنے ہی کرسی پہ پوری شان سے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے بیٹھا تھا۔

"چلو شاپنگ پہ مگر صرف بابا کے کہنے پہ۔ میری اس سب میں کوئی رضامندی شامل نہیں ہے۔" اس نے صاف صاف جتایا تا کہ وہ کسی خوش فہمی میں مبتلا نہ ہو۔ اس اکھڑ مزاج انسان کو دیکھ فانیہ تلملا کر رہ گئی۔

"میں ایسا چاہتی بھی نہیں ہوں۔" اس کا انداز بھی لٹھ مار تھا۔

"یہ تمہارے پاؤں پہ زخم کیسا ہے۔" اس کے پیر میں بندھی پٹی دیکھ وہ تیزی سے اٹھتے اس کے نزدیک آیا تو نا سمجھی سے استفسار کیا۔ کئی ثانیے وہ اسے یونہی دیکھتی رہی مگر پھر سر جھٹک گئی۔

زخم دینے والے یہ سوال کرتے اچھے نہیں لگتے مسٹر غازی۔"لہجہ از حد پتھریلا تھا۔اس نے بھی" حساب بے باک کیا تھا۔غازی نے مشتعل ہوتے مٹھیاں بند کر کے کھولی۔بس نہیں چلا کہ ابھی اس نک چڑھی لڑکی پہ دو حرف بھیج کر وہاں سے چلا جاتا۔

جا رہے ہو تم دونوں۔"حشمت نے نرم نگاہوں سے دونوں کو ساتھ آتے دیکھا۔کس قدر حسین اور" مکمل لگ رہے تھے دونوں ساتھ میں مگر نجانے یہ ان کا بیٹا کیا سوچے ہوئے تھا۔سونے پہ سہاگہ ایک الگ پریشانی انہیں کھا رہی تھی کہ اگر فانیہ غیر مسلم ہے تو پھر یہ نکاح کیسے جائز تھا؟

جی بابا۔انہوں نے کہا ہے کہ واپسی پہ لنچ بھی وہی سے کریں گے اب میں ٹھہری شریف سی بیوی انکار" کروں گی تو انہیں کہی برا نہ لگ جائے۔"فانیہ کے شرمانے کی اداکاری پہ غازی نے دل ہی دل میں اسے خوب لعن طعن کی۔غازی کے تیور دیکھ جے بی کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے تنگ کرنے کی خاطر یوں بول رہی ہے البتہ حشمت تو بے تحاشہ خوش ہو گئے۔

تم کھانے کے خواب دیکھ رہی ہو میرے ساتھ اور مجھے تم جیسے فضول لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا بلکل" نہیں پسند۔"اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے ایک گہری مگر کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی جو سیٹ بیلٹ لگا رہی

تھی۔ گارڈز کی گاڑیاں بھی تیار ہو چکی تھی۔ غازی نے ہاتھ ونڈ سکرین سے باہر نکالتے انہیں آگے جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"اب میں بھی تو آپ کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہوں حالانکہ پسند مجھے بھی نہیں۔ انسان کو بہت سے کام اپنی پسند کو ایک جانب رکھ کر کرنے پڑتے ہیں ڈیئر ہسبینڈ۔" فانیہ کا جواب سراسر اس کی توقع کے برخلاف تھا۔ خود پہ ہسبینڈ کہے جانے پہ غازی کی آنکھوں میں ناگواری در آئی البتہ چہرے پہ سرد مہری چھا گئی۔ اس کے برعکس فانیہ ابھی تک ساکت بیٹھی اپنے بولے گئے الفاظ کے متعلق سوچ رہی تھی۔ (کیا سوچ رہا ہو گا یہ بڈھا کہ میں اس کی بیوی بننے کو ترس رہی ہوں۔ ارے ترسانا تو اسے تھا مجھے اپنے لیے۔)

"ڈونٹ کال می ہسبینڈ اگین۔" وہ اس کی بات اسی کو لٹاتے درشتگی سے دھاڑا۔ فانیہ ایک لمحے کیلیے سہم کر گاڑی کے دروازے سے جا لگی مگر جلد ہی وہ اپنے حواس بحال کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

"آپ شوہر کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ اٹس جسٹ آ سلپ آف ٹنگ۔" وہ جواباً تنفر سے بولتے اپنے کہے کا اثر مٹانے لگی۔ غازی نے ایک کھردری نگاہ اس پہ ڈالتے گاڑی کی رفتار تیز کر دی۔ فانیہ کا کب کا رکا ہوا سانس بحال ہوا۔

****

ایک منٹ ایک منٹ یہی روکیں۔"اس کے ایکدم چلانے پہ غازی نے توازن کھوتے گاڑی کو بریک" لگایا۔فانیہ کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

کیا مسئلہ ہے اب تمہارے ساتھ۔"وہ بولا نہیں دھاڑا تھا۔فانیہ نے کڑی نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

کیا ہے چلا کیوں رہے ہیں۔دھیما بھی سنتی ہوں کان خراب نہیں ہے میرے۔"وہ اپنے کان کو صاف" کرتے ہوئے نروٹھے پن سے بولتی اسے شدید مشتعل کر گئی۔

"اس وقت مجھے سخت زہر لگ رہی ہو تم۔"

تو پی کر مر جائیں نا۔"وہ معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا کر بولتے اسے ضبط سے گہرا سانس بھرنے پہ" مجبور کر گئی۔اب وہ گہرے گہرے سانس بھرتے ونڈ سکرین سے باہر جھانک رہا تھا۔فانیہ نے مسکراہٹ دبائی۔اس کی گاڑی رکتے ہی گارڈز کی گاڑیاں بھی چاروں اطراف میں رک چکی تھی۔

اب بک بھی چکو کیا ہے۔ گاڑی کیوں رکوائی ہے۔" فانیہ نے اس کے سرخ چہرے کو نظرانداز کرتے " آنکھیں گھما کر دائیں جانب اشارہ کیا جہاں مین روڈ کے دائیں جانب کاٹن کینڈی والی دکان تھی۔ غازی کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"تم بچی ہو کیا۔"

پورے پندرہ سولہ سال چھوٹی ہوں آپ سے۔" اس نے انگلیوں پہ گن کر بتایا۔"

کیا ہوا سر سب ٹھیک ہے۔" بالآخر ایک گارڈ گاڑی سے چھلانگ مار کر اترا اور اندر جھکتے استفسار کیا۔"

ارے اس طرف آئیں یہ تو آپ کو آنکھوں کے راستے ہی نگل جائیں گے۔" فانیہ نے اسے ہاتھ کے " اشارے سے اپنی جانب آنے کا کہا۔ وہ اس لڑکی کی چلتی زبان پہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس کی جانب چلا آیا۔

چلو اب وہ کاٹن کینڈی لا کر دو۔" اگلے ہی لمحے اس نے حکم صادر کیا۔ وہ گارڈ بھی تعجب سے اسے دیکھ " کر رہ گیا لیکن اگلے ہی لمحے روڈ پہ کھڑی گاڑیوں کا خیال کرتے اندر چلا گیا۔ فانیہ اب سکون سے بیٹھی گنگنا رہی تھی۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں آپ مجھے۔" وہ آنکھیں چھوٹی کر کے بولتے اسے آنکھیں میچنے پہ " مجبور کر گئی۔

" یہ تم بلکل ٹھیک نہیں کر رہی۔ "

اپنے سے اتنے سال چھوٹی عمر کی لڑکی سے شادی کرنے کا یہی انجام ہوتا ہے۔" وہ شانے اچکا کر بولتی " نگاہوں کا رخ دوبارہ کھڑکی سے باہر کر گئی جہاں سے گارڈ اسی کی جانب آ رہا تھا۔ نزدیک آتے اس نے کاٹن کینڈی اس کی جانب بڑھائی جسے اس نے شکریہ کہتے تھام لیا۔ گاڑی ایک بار پھر منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ مال کے نزدیک گاڑی روکتے ہی اس نے چہرے پہ ماسک لگاتے قدم باہر نکالے تھے۔ فانیہ بھی شانے اچکا کر باہر نکل آئی اور خوشگواری کی کیفیت میں اس عمارت کو دیکھا جس کے اوپر واضح لفظوں میں بارہ شاہنگ مال لکھا جگمگا رہا تھا۔ برازیل کا سب سے بڑا شاپنگ مال روشنیوں میں نہائی ہوئی عمارت۔ وہ دلچسپی سے چاروں اطراف کا جائزہ لینے میں محو تھی۔ یہاں آ کر شاپنگ کرنے کا تجربہ پہلی بار ہونے والا تھا۔ اس نے غازی کے نزدیک آتے اس کے بازو میں بازو حمائل کر لیا۔ غازی اس کی حرکت پہ ساکت رہ گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ غصے میں بازو آزاد کرواتا فانیہ نے سختی سے اسے تھام لیا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا۔"

"میں کھو گئی تو۔"

تم نے غازی کو بہت ہلکے میں لے لیا ہے شاید۔" وہ اس کی بات پہ تمسخر سے ہنسا اور اس کے ہاتھ کو سختی سے تھامتے قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ وہ اسکے ساتھ کھنچتی چلی جارہی تھی۔ آس پاس سے گزرتی عوام آنکھوں میں خاص چمک لیے غازی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ فانیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ کیسے ندیدوں کی طرح اسے گھور گھور رہے تھے سب۔ اس نے اگلے ہی لمحے ایک نظر غازی کو دیکھا جو ناک کی سیدھ میں چلتا جارہا تھا۔ کیا ان لوگوں کو وہ ساتھ میں چلتی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

سنیں۔" اس نے غازی کا بازو اپنی جانب کھینچا۔ وہ نا چاہتے ہوئے اس کی جانب جھک گیا۔ وہ جو اس سے کچھ کہنے کے لیے قریب ہوئی تھی اچانک ہی اس کے لب غازی کے گال سے مس ہوئے۔ فانیہ اس اچانک افتاد پہ تڑپ کر اس سے فاصلہ قائم کر گئی البتہ غازی مسلسل سکتے کی کیفیت میں الجھا کھڑا تھا۔

وہ۔ وہ ایم سوری۔" اس نے تیزی سے غازی کا بازو چھوڑ دیا اور ہکلا کر بولی۔ غازی نے چونک کر اسے دیکھا جس کا چہرہ سرخ اناری ہو رہا تھا۔ وہ خواہ مخواہ نگاہیں چرانے لگی۔ اگلے ہی لمحے اس نے سر جھٹکا۔

کچھ کہہ رہی تھی تم۔" نجانے کیوں اس کا لہجہ خود بخود نرم ہو گیا۔ فانیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔ اب کی بار وہ ذرا احتیاط سے اس کی جانب جھکا تھا۔

"آپ اپنا یہ ماسک تھوڑا اور اوپر کر لیں۔ سب لڑکیاں آپ کو گھور رہی ہیں۔" وہ جل کر بولی۔ اسی لمحے غازی کا دل بھی اس کے سامنے جھکا تھا۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ مسکرایا لیکن اس کی توجہ پڑتے ہی لب سمیٹ گیا۔

"کہو تو آنکھوں پہ چڑھا لوں۔" وہ سرد مہری سے بولا۔ فانیہ تلملا کر رہ گئی۔

"چڑھا لیں۔ میں آپ کو تھام لوں گی۔" اس کے شاہانہ لب و لہجے پہ وہ تاسف سے نفی میں سر ہلا کر رہ گیا اور اسے لیتے ایک بوتیک میں جا گھسا جہاں ہر طرح کا بیش بہا لباس موجود تھا۔ اتنے عرصے بعد ایسی جگہ شاپنگ پہ آتے ہی فانیہ کا دل بیلا کو یاد کر دکھ سے بھر گیا۔

"کیا لو گی تم۔" اس کے اچانک مخاطب کرنے پہ نجانے کیا سوچ کر اس کی آنکھیں شرارت سے مسکرائی۔

"یہ بھی۔ وہ بھی۔ یہ والا بھی۔ یہ تو میرے پہ بہت اچھا لگے گا۔ یہ میکسی میں تو میں قیامت ڈھاؤں گی۔ یہ تو بنا ہی میرے لیے ہے اور یہ والا تو آج پکا میں پارٹی میں پہن کر جانے والی ہوں۔" وہ دائیں

بائیں گھومتے بارہ تیرہ سوٹوں پہ ہاتھ رکھتے اسے تپا دینے والی مسکراہٹ سمیت دیکھ رہی تھی۔ غازی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

جس جس چیز پہ میم نے ہاتھ رکھا ہے وہ سب پیک کر دیں اور اس کے علاوہ یہ بھی کیونکہ آج کی پارٹی" میں تم یہ پہن رہی ہو۔ "اس نے چیلنج دیتی نگاہوں سے اسے دیکھتے واضح کیا۔ اس کے برعکس فانیہ کا دل اس کی حرکت پہ دھک سے رہ گیا۔ اس نے بس یونہی اسے تنگ کرنے کی خاطر یہ حرکت کی تھی۔ وہ حلق تر کرتے نگاہیں جھکا گئی۔ اس کے منتخب کیے گئے سوٹ کو دیکھ فانیہ کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔

میں یہ لباس نہیں پہنوں گی۔ "وہ تڑخ کر بولی کیونکہ وہ بلاؤز اس قدر چھوٹا اور گہرا تھا سونے پہ سہاگہ " سلیولیس۔

"تم سے تمہاری مرضی پوچھی کس نے ہے۔"

اوہ میں بھول گئی تھی کہ دوسروں پہ اپنا فیصلہ مسلط کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ "وہ ناگواری سے " بولتے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ ٹھیک ہے وہ غیر مسلم تھی لیکن بیلا نے پھر بھی اسے ایک حد میں فیشن کرنے کی اجازت دی تھی۔ اس نے آج تک فانیہ کو ایسا لباس زیب تن نہیں کرنے دیا تھا۔ وہ گہری

سوچ میں غلطاں بیلا کے متعلق سوچ رہی تھی کہ اچانک جھٹکا لگنے کی بدولت اس سے پہلے کہ وہ لڑ کھڑا کر گرتی غازی نے ایک ہاتھ سے اسے سنبھالتے دوسرے ہاتھ سے پاس سے گزرتے شخص کو کالر سے جکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔

"وہ۔وہ غلطی سے۔" غازی کی گرفت اس قدر سخت تھی کہ وہ ہکلا گیا۔اس کے حصار میں کھڑی فانیہ نے الجھن آمیز نگاہوں سے غازی کو دیکھا جس کی آنکھیں لہو رنگ ہو رہی تھی۔اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔

"آئندہ غلطی سے بھی یہ غلطی نہ ہو۔" اس نے ایک جھٹکے سے اس شخص کو چھوڑ دیا۔وہ تو وہاں سے یوں بھاگا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔وہ فانیہ کو لیتے دوبارہ باہر کی جانب بڑھا۔کچھ تو عجیب تھا جو اسے کھٹکا تھا۔وہ اچانک چلتے چلتے تھم گیا اور نا سمجھی کی کیفیت میں ایک عقابی نگاہ اطراف میں گھمائی۔

"کیا ہوا سر از ایوری تھنگ آل رائٹ۔" غازی نے سر ہلایا اور ایک بار پھر اطراف میں نگاہ گھمائی۔پیشانی پہ لاتعداد شکنیں تھی۔فانیہ کو گاڑی میں بٹھاتے اس نے کسی کو فون ملا کر موبائل کان سے لگایا۔

کوئی تھا جو میرے تعاقب میں تھا۔ ایک ایک سیکنڈ کی سی سی ٹی وی فوٹیج مجھے چاہیے اس مال کی۔" وہ فون پہ کسی سے محو گفتگو تھا۔ فانیہ نے کان لگا کر سننے کی بہت کوشش کی لیکن اس کی آواز بے حد ہلکی تھی۔

"آپ کو بھی لگا نا کہ کوئی تھا۔ مجھے بھی لگا تھا اور وہ جس نے مجھے ٹکر ماری وہ بھی لازماً کوئی دشمن ہی ہو گا۔ میری چھٹی حس تو یہی کہہ رہی ہے۔" اس نے جوں ہی فون ڈیش بورڈ پہ پھینکا فانیہ کی پر سوچ آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"ہو گیا تمہارا۔" غازی نے پر سکون سے انداز میں گیئر بدلا۔ وہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔

"میری صلاحتیوں پہ شک مت کریں آپ۔ بہت تیز حس ہے میری۔"

"اچھا تو میرے بارے میں کیا گمان ہے آپکا محترمہ۔" اس نے فرنٹ مرر سے پیچھے جھانکتے یوٹرن لیا۔ فانیہ نے لئیر کٹ بالوں کو انگلیوں سے سنوارتے شانے پہ رکھا۔

"یہی کہ یہ بڈھا جلد یا بدیر مجھ سے عشق کرنے کی خطا کرنے والا ہے۔" وہ اترا کر بولتی اسے ساکت کر گئی۔ سٹیرنگ پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی یہاں تک کہ ہاتھ کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔ غازی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا جو اپنے بیگ میں جھکی کچھ تلاش کر رہی تھی۔

لیکن مزے کی بات میں اس وقت تک آپ کی پہنچ سے بہت دور جاچکی ہونگی۔" وہ زچ کردینے والی مسکراہٹ سمیت اسے تکتے لبوں کو رنگنے لگی۔ وہ بے دھیانی میں اس کی ذات کے پرنچے بری طرح اڑا رہی تھی۔ غازی نے چونک کر اس کا چہرہ جانچا جہاں وہی ازلی لاابالی پن تھا۔ کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر بول دینے والی عادت۔ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

* * * * * * * * * * * * * * * *

وہ اپنے کمرے میں پرسکون بیٹھی سیگریٹ پہ سیگریٹ سلگا رہی تھی۔ دو گھنٹے ہو چکے تھے اسے واپس لوٹے ہوئے لیکن غزوان کا کہی اتا پتہ نہیں تھا۔ اس گھر میں بس وہ ایک اس ذات کی بدولت تھی اور وہ نجانے کدھر غائب ہو گیا تھا۔ اگلے ہی لمحے دروازے پہ کھٹکا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر گردن گھمائی تو نگاہ سیدھا اندر آتے دمیر سے جا ٹکرائی جو مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔ بیلا کے چہرے کا رنگ یکلخت بدلا۔ آنکھیں شعلے اگلنے لگی۔ وہ نگاہوں کا زاویہ بدلتے دوبارہ سیگریٹ پینے لگی۔ دمیر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ دھوئیں کے مرغولے فضا میں اڑ رہے تھے۔ اس نے کھانستے ہوئے بیلا کی جانب دیکھا۔

کیوں آئے ہو یہاں۔ دفعہ ہو جاؤ۔ جب تمہارا باپ یہاں نہیں آتا تو تم کیوں آئے ہو۔" وہ درشتگی سے بولتے اسے سہمنے پہ مجبور کر گئی۔ اس کا لہو چھلکاتا چہرہ دیکھ دمیر خوف سے پیچھے ہو گیا۔

"میں تو آپ سے ملنے آیا تھا کیونکہ ممی بھی گھر نہیں ہے۔"

تمہاری ممی کو عیاشیوں سے فرصت ملے تو گھر پہ رکیں نا۔" وہ تنفر بھرے لہجے میں چلائی۔ دمیر نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔ وہ اس کی باتیں سرے سے ہی سمجھنے سے قاصر تھا۔

"مجھے آپ کی بات۔"

شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ یوں بلڈی۔" اس نے سائیڈ ٹیبل پہ رکھا گلدان زمین پہ دے مارا۔ تنفس" بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ وہ اس بچے کو سامنے دیکھ ایک بار پھر اپنے حواس کھو رہی تھی۔ وقت کچھ پیچھے سرکا تھا۔ سامنے کھڑا بچہ اسے دمیر نہیں بلکہ کوئی اور لگا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کی جانب بڑھی اور اسے کھینچ کر اپنے نزدیک کیا تھا۔

آپ کک۔ کیا کر رہی ہیں چھوڑیں مجھے۔" وہ روتے ہوئے بولا۔ بیلا اس کے رونے پہ چہرہ پیچھے " گرائے بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ اس کی آنکھوں میں پنہاں خوف اسے اچھا لگا تھا دمیر مزید شدتوں سے رونے لگا۔

تت۔ تم ایسے نہیں جاؤ گے آج۔ تمہیں یہ سب سیکھنا ہے یہ سب۔ میں سکھاؤں گی تمہیں۔ ادھر آؤ" میرے ساتھ۔" وہ اسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے ٹیرس پہ لے آئی۔ دمیر بری طرح گھبرایا ہوا تھا تبھی ہچکیوں سے روتے اسے دیکھ رہا تھا۔ بیلا واپس اندر آتے الماری کھول کر اپنی گن نکالنے لگی۔ وہ اسے آنکھوں کے سامنے لہراتے چمکتی نگاہوں سمیت مسکرائی۔ عجیب سی نگاہیں دمیر کی جانب اٹھی۔ اس لمحے کوئی اسے دیکھ لیتا تو پکا کسی پاگل کا گمان ہوتا۔ وہ ہنستے ہوئے دمیر کی جانب آئی اور اس کی جانب گن بڑھائی۔

لو تھامو اسے۔" دمیر نے ڈرتے ڈرتے نفی میں سر ہلایا۔ بیلا پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھتے گہرے سانس بھرنے لگی۔

مجھے انکار کر رہے ہو تم۔ مجھے بیلا کو۔" وہ اپنے سینے پہ ہاتھ مارتے چلائی۔ دمیر سمٹ کر دیوار سے لگ گیا۔

تھامو اسے۔ سمجھ نہیں آرہی میری بات۔" وہ اس کے بازو کو جھٹکا دیتے غرائی۔ دمیر نے کانپتے" ہاتھوں سے گن تھام لی۔ بیلا نے تیزی سے سر ہلایا اور ہنسنے لگی۔

"چلو اب اسے چلاؤ۔ یہ دیکھو اس بوتل کا نشانہ لو۔ مارو اسے۔ اپنا دفاع کرنا سیکھو۔" وہ دائیں جانب کھڑے ہوتے اس کی حوصلہ افزائی کرنے لگی۔ دمیر نے حیرت سے اسے یوں ہنستے دیکھا۔

"آپ ایسا کیوں کر رہی ہیں۔" اس کا روہانسا لہجہ بیلا کو عجیب سے احساس سے دوچار کر گیا۔

"تمہارے بھلے کیلیے کر رہی ہو۔ چلاؤ دیکھو آج نہ تمہاری ماں تمہارے پاس نہ ہی تمہارا باپ۔ کون ہے تمہارا آسرا۔ کون کرے گا تمہاری حفاظت۔ کوئی نہیں چلاؤ گولی۔" عجیب سے لہجے میں بولتے بولتے وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بولتے ایکدم چلائی۔ دمیر نے ٹریگر پہ دباؤ بڑھایا تھا۔ گن اس کے ہاتھوں میں مسلسل لرز رہی تھی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ بھرائے لہجے میں بولا۔ اتنے سے بچے سے گن کا بوجھ اٹھانا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

"سوچو۔ تمہاری ماں تمہیں چھوڑ کر جا رہی ہے۔ تمہارا باپ تم سے منہ موڑے بیٹھا ہے۔ تمہاری دادی تم سے اچھے سے بات نہیں کرتی۔ کوئی تمہیں پسند نہیں کرتا۔ تم تو ایک ان وانٹڈ چائلڈ ہوئے نا۔" وہ آہستہ آہستہ اس کی سماعتوں میں زہر اتار رہی تھی لیکن اس کی ساری باتوں میں سے ان وانٹڈ کی بازگشت دمیر کی سماعتوں میں ہو رہی تھی۔ اس کا دل سکڑا۔

چلاؤ گولی۔ چلاؤ۔ وہ آنکھوں میں جیت کا خمار لیے چلائی تھی۔ اگلے ہی لمحے دمیر کی گن میں سے گولی نکلتے بوتل سے جا ٹکرائی۔ وہ بوتل چکنا چور ہوتے زمین پہ گر گئی۔ بیلا اس کی کامیابی پہ دلکشی سے مسکرائی۔ اس کے برعکس دمیر اپنی تک پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے قدموں میں گری گن کو دیکھ رہا تھا۔ جسم ٹھنڈا پڑ رہا تھا۔

یہ کیا کر رہی ہو تم جاہل عورت۔" گولی کی آواز سن غزوان جو ابھی کمرے میں داخل ہوا تھا" سیدھا وہی چلا آیا اور بیلا کو پیچھے دھکا دیتے دمیر کو اپنے حصار میں لیا۔ بیلا مسلسل فتح مندی سے مسکرا رہی تھی جیسے بہت بڑا معرکہ سرانجام دے دیا ہو۔ دمیر ابھی بھی کانپ رہا تھا۔ بیلا کو یک گونہ سکون محسوس ہوا۔

جب سے یہاں آئی ہوں قسم سے آج سکون ملا ہے۔" وہ پراسرار سے انداز میں مسکرائی۔ باہر کی" جانب جاتا دمیر نجانے کیا سوچ کر مڑا اور سنجیدگی سے اس کا چہرے کو دیکھا۔ بیلا کے چہرے پہ محسوس احساس اسے نجانے کیوں مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔ بیلا نے اسے دیکھ کر بائیں آنکھ دبائی تھی۔

ویلکم ٹو مائی ورلڈ دمیر جاہ۔" سفاک سرگوشی پہ اس کے لبوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرائی" تھی۔ اپنے مقصد میں وہ کسی حد تک کامیاب ہو چکی تھی۔

****

"بابا آپ دیکھ رہے ہیں اس لڑکی کی حرکتیں۔ یہ جان بوجھ کر مجھے زچ کرنے والی حرکتیں کرتی ہے۔" وہ کف کے بٹن بند کرتے مصروف سے انداز میں بول رہا تھا۔ اپنے سامنے اس عالیشان مرد کو دیکھتے انہوں نے دل ہی دل میں خوب نظر اتاری تھی۔ وہ ایک بھرپور مرد تھا۔ ان کا دل غازی کو دیکھ خوشی سے بھر گیا۔

"اور آپ ان کی حرکتوں سے زچ ہوتے ہیں۔" جے بی نجانے کہاں سے نمودار ہوا تھا۔ اس کے شانے پہ بازو جماتے شرارتی مسکان لبوں میں دبائے بولا۔ غازی کا چہرہ اس دوران سپاٹ ہی رہا تھا۔ کچھ کہنا فضول تھا۔

"وہ لڑکی تمہاری بھی کچھ لگتی ہے ویسے۔" غازی نے ایک سرسری سی نگاہ ان پہ ڈال کر ہٹالی۔

"جاؤ دیکھ لو خود ہی آخر کو بیوی ہے وہ تمہاری۔" حشمت کے طنزیہ لب و لہجے کو وہ نظر انداز کرتے مضبوط قدم اٹھاتے فانیہ کے کمرے کی جانب بڑھا۔ دروازہ کھٹکانے کی بھی اس نے زحمت نہیں کی تھی۔ سامنے ہی بیڈ پہ بیٹھی وہ اپنے ناخن کھرچ رہی تھی۔ خوشبو کا جھونکا فانیہ کے نتھنوں سے ٹکرایا تو

وہ اپنے خیالوں سے چونکی تھی لیکن سامنے پیشانی پہ شکنیں سجائے کھڑے غازی کو دیکھ اس کی جان ہوا ہونے لگی۔

تم تیار نہیں ہوئی ابھی۔" وہ تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچ کر گرجا۔ فانیہ بدک کر کھڑی ہوئی۔ "دیکھیں میں وہ میکسی قطعی نہیں پہنوں گی۔ کیسے مسلمان ہیں آپ۔ میں نے پڑھا تھا وہ اپنی عورتوں کو چار دیواری میں چھپا کر رکھتے ہیں اور آپ مجھے یوں برہنہ۔

شٹ یور ماؤتھ۔ پہلے کھول کر دیکھو پھر بکواس کرنا۔" اس کے تندہی سے کہنے پہ فانیہ نے جھٹ سے وہ شاپنگ بیگ کھولتے جوں ہی وہ میکسی نکالی لبوں پہ خودبخود مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے مسکرا کر غازی کو دیکھا۔ اس لمحے اسکی مسکراہٹ پہ غازی کا سب کچھ وارنے کا جی ہوا تھا۔

میں بس ابھی آئی۔" وہ ہنس کر چٹکی بجا کر بولتے واشروم میں گم ہو گئی۔ تقریباً پانچ منٹ بعد ہی وہ" شانے سے لباس درست کرتے جوں ہی باہر نکلی تو نگاہیں سیدھا خود کو تکتے غازی سے جا ٹکرائی۔ اس دوران پہلی بار فانیہ نے بھرپور انداز میں اس کا جائزہ لیا تھا۔

اس ہینڈسم بڈھے کے ساتھ تو کسی کی نگاہ میری جانب اٹھے گی ہی نہیں۔" وہ جل کر بڑبڑائی۔ نگاہیں" ابھی بھی غازی کے سفیدی مائل چہرے پہ جمی تھی۔

کیا بہت خوبصورت ہوں میں۔" قریب سے ابھرنے والی بھاری آواز نے اس کے چودہ طبق روشن کر دیے۔ اپنی بے اختیاری پہ خجل ہوتے وہ آنکھیں میچ گئی۔ وہ اس کی جانب جھکا سوال کر رہا تھا۔ فانیہ کو خود پہ غصہ آیا کیسے ندیدوں کی طرح اسے گھور رہی تھی۔ (نجانے بڈھا کیا سوچ رہا ہو گا میرے بارے میں۔)

ہنہہ خوش فہمی تو چیک کرو ذرا جناب کی۔" اپنی حرکت کا اثر زائل کرنے کی خاطر وہ کوفت سے بولی۔"

میں نے سنا ہے اکثر لڑکیاں خوبصورت لڑکوں کے پیچھے بھاگتی ہیں۔" وہ اب سکون سے صوفے پہ براجمان گہری نگاہیں اسی پہ جمائے بیٹھا تھا۔ لہجہ پر سکون تھا۔ فانیہ اس کے کہے پہ مذاق اڑانے والے انداز میں ہنس دی۔

لڑکیاں خوبصورت لڑکوں پہ مرتی ہے بڈھوں پہ نہیں۔" وہ جو صوفے کے ساتھ رکھے ٹیبل سے اپنے ڈائمنڈ ائیر رنگز اٹھا رہی تھی غازی کے جھٹکا دینے پہ توازن کھوتے اس کے اوپر آ گری۔ اس کے گھنے بال کسی آبشار کی مانند غازی کے سینے پہ پھیل گئے۔ وہ دم سادھے اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ وہ اس کے اس قدر قریب تھا کہ اس کے جسم سے پھوٹنے والی خوشبو وہ سونگھ سکتی تھی۔

لڑکا ہوں یا بڈھا تمہیں مرنا تو مجھ پہ ہی ہے۔" وہ اس کے بالوں کو اپنی گرفت میں لیتے اس کے گال" سے ناک سہلاتے ہوئے گھمبیر لب و لہجے میں بولا۔ فانیہ کے حواس سلب ہونا شروع ہو گئے۔ وہ اس کی گرفت میں مچل کر رہ گئی فانیہ اس کی حرکت پہ بدحواس ہوتے اس کے اوپر سے اٹھی اور نگاہیں چراتے حلق تر کر گئی۔ (کیسا سیلف اوبسیسڈ انسان تھا اپنی تعریفیں خود ہی کرتا رہتا تھا لیکن کچھ غلط بھی تو نہیں کہتا تھا۔)

"آپ باہر جائیں پلیز۔ میں بس آ رہی ہوں۔"

میں یہی ہوں جلدی جو بھی لیپا پوتی کرنی ہے کرو۔" اس کا انداز اب کی بار جان چھڑوانے والا" تھا۔ فانیہ نے صدماتی کیفیت میں اسے دیکھا جو اب اپنا موبائل نکالے اس پہ مصروف ہو چکا تھا۔ وہ سر جھٹک کر اپنی آنکھوں پہ مسکارہ لگانے لگی۔ کسی کی گہری نگاہوں کے ارتکاز سے اس ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔ وہ دیکھے بغیر ہی سمجھ گئی تھی کہ غازی اسے ہی گھور رہا تھا۔

ویسے میں ایک بات سوچ رہا تھا۔" وہ جو اپنے لبوں کو رنگ رہی تھی ضبط سے گہرا سانس بھر کر رہ گئی" اور احسان کرنے والے انداز میں اس کی جانب دیکھا جیسے کہنا چاہ رہی ہو بول بھی چکو اب۔

جب تم میرے ساتھ کھڑی ہو گی تو تمہارا حسن تو ماند پڑ جائے گا۔" اس کی بات پہ فانیہ نے ایک تیز" نگاہ اس پہ ڈالی۔ شدت سے جی چاہا کہ سامنے بیٹھے شخص کو کچا چبا جائے۔

بہت شکریہ اطلاع دینے کا۔" وہ جان چھڑانے والے انداز میں بولی۔ غازی نے ٹانگ پہ ٹانگ" چڑھاتے اپنی شیو سہلائی۔

تو پھر میک اپ کیوں ضائع کر رہی ہو۔" اس کی اگلی بات پہ فانیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔"

اوہ گاڈ۔" وہ اپنا سر پیٹتے ہوئے بولی اور لپ گلوز وہی پٹخ کر اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔"

مل گیا سکون۔ نہیں کر رہی کچھ۔" غازی نے بھرپور انداز میں اس کا جائزہ لیا تھا اور گلہ کھنکھارتے" اپنی جگہ سے اٹھا اور بنا اس پہ ایک غلط نگاہ ڈالے باہر نکل گیا۔ اس کی بے نیازی پہ فانیہ کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ وہ پیر پٹختے باہر نکل آئی۔ حشمت نے مسکراتے ان دونوں کو ساتھ آتے دیکھا۔ جے بی بھی خوشدلی سے مسکراتے اپنی توجہ لیپ ٹاپ کی جانب مبذول کروا گیا۔ فانیہ اس کی حرکت پہ نرمی سے مسکرا دی۔ اس کی ایک یہی عادت تو اسے بہت بھاتی تھی۔ وہ ان دونوں سے ملتی غازی کی تقلید میں باہر کی جانب بڑھی۔

(اس بڈھے کی جگہ کوئی اور ہوتا تو میری تعریفوں پہ قصیدے پڑھ رہا ہوتا لیکن اسے اپنی تعریفوں سے فرصت ملے تو کسی کو دیکھے نا۔) دل ہی دل میں وہ غازی کی حرکت سے شدید نالاں تھی۔ گاڑی میں مدھم آواز میں موسیقی چل رہا تھا۔ فانیہ کے دل میں ایک خالی پن سا اتر آیا۔ نا چاہتے ہوئے بھی وہ غازی کی جانب مائل ہونے لگ گئی تھی۔ جواب میں وہ بھی ویسا ہی چاہتی تھی۔ ایک فلاور شاپ پہ گاڑی روکتے وہ نیچے اترا تو فانیہ کا دل خوشی سے بھر گیا۔ (نظر انداز نہیں کر پایا یہ بڈھا مجھے۔) نگاہیں اس کی چوڑی پشت پہ جمی تھی۔

وہ واپس لوٹا تو ہاتھ میں سفید پھولوں کا گلدستہ تھا۔ اس کے گالوں پہ سرخی پھیل گئی۔ اپنی سیٹ پہ بیٹھتے ہی اس نے وہ گلدستہ فانیہ کی جانب بڑھایا۔

لو تھاموا اسے۔ اب پارٹی میں جانے کے بھی کچھ آداب ہیں نا۔ جو ملے اسے یہ تھما دینا۔" غازی کے " لاپرواہ لہجے پہ فانیہ کے مسکراتے لب سمٹ گئے۔ اس نے خفگی سے غازی کو دیکھا۔ اپنی اس قدر بے عزتی پہ صبر کے گھونٹ بھرتے اثبات میں سر ہلایا اور توجہ دوبارہ ونڈ سکرین کے پار جمالی۔ غازی نے شانے اچکاتے گاڑی آگے کی جانب بڑھائی۔

* *

ٹیرس کے دروازے پہ کھڑی وہ بیڈ پہ نگاہیں جمائے ہوئی تھی جہاں غزوان دمیر کو اپنے بازو پہ لٹائے اسے سلا رہا تھا۔ بیلا نے ایک تمسخر اڑاتی نگاہ غزوان پہ ڈالی اور ایک بار پھر سیگریٹ سلگا کر اس کے عین سامنے رکھے صوفے پہ ٹک گئی۔ دھوئیں کی بدبو پہ غزوان نے ناگواری سے اسے دیکھا۔ دمیر کے سو جانے کا یقین کرتے وہ اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک آیا اور کھینچ کر اسے اپنے مقابل کیا تھا۔

کاش کوئی ایک عادت۔ کوئی ایک عادت تم میں اچھی ہوتی۔" وہ قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھور رہا" تھا۔

بیلا قیس خود ہی ایک برائی ہے غزوان جاہ۔ اچھائیوں سے کوئی لینا دینا نہیں میرا۔" اس نے ایک گہرا" کش بھرتے دھواں غزوان کے چہرے پہ چھوڑ دیا۔ اسے مسلسل کھانستا دیکھ بیلا کھل کر ہنس دی۔ غزوان نے نفرت بھری نگاہ اس کے ہنستے چہرے پہ ڈالی۔

تمہارے یار سے مل کر آرہا ہوں میں۔" اس کے لہجے میں نجانے ایسا کیا تھا بیلا نے چونک کر اسے " دیکھا۔ بھنویں اوپر کو اٹھ گئی۔ اب کی بار غزوان دلکشی سے مسکرایا۔

ارے سیم کو بھول بھی گئی۔ لوگوں کو ٹشو پیپر کی طرح استعمال کرنا اور پھر اسے کوڑے دان میں " "پھینک دینا۔ اس کام میں تو ماہر ہو نا تم۔

ٹھیک پہچانتے ہو تم مجھے۔ ایک اس کام میں مجھے بہت مہارت حاصل ہے۔" اس نے غزوان کی گردن میں بازو حمائل کرتے اس کے شانے پہ سر دھرا۔ اس نے ایک جھٹکے میں اسے پیچھے دھکیلا۔ اب کی بار بیلا کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

بہت وقت بیتایا ہے تم نے اسکے ساتھ۔ یہاں تک کہ ہر طرح کا رشتہ تم اس کے ساتھ استوار کر چکی تھی پھر مجھ سے رشتہ جوڑنے کی نوبت کیوں آئی۔ جو سب شادی کے بعد کرنا چاہیے وہ سب عیاشیاں تم شادی سے پہلے ہی کر چکی ہو۔ سب بتا دیا ہے مجھے سیم نے کہ کیسے تم نے اتنے سال اس سے محبت کا ڈرامہ رچا کر اس کے وجود کو استعمال کیا اور مجھ پہ نگاہ پڑتے ہی تم نے اسے چھوڑ دیا۔" اور یہی زندگی میں پہلی بار بیلا قیس پورے قد سے زمین بوس ہوئی تھی۔ اس کا سر بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں ہلا۔ چہرہ پھیکا پڑ گیا۔ سیم نے اس سے بدلہ لیا تھا اپنی بی سے جس کے سامنے نگاہ اٹھانے کی اس کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

" اور تو اور اس سے پہلے بھی نجانے کتنے مردوں۔ "

بسس۔" اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی وہ چلائی تھی۔ کپکپاتے ہاتھ کان پہ دھرے تھے۔ وجود اس انکشاف پہ سن پڑ گیا تھا۔ سیم اس کے ساتھ یہ سب کر سکتا ہے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

"وہ جھوٹ بول رہا ہے غزوان۔" اس نے زندگی میں پہلی بار صفائی پیش کرنی چاہی لیکن غزوان بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔ اہانت کے احساس سے بیلا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

"میری ہر سانس تمہارے گن گاتی ہے۔ میرے دل کی ہر دھڑکن تمہارے نام کی مالا جپتی ہے۔ میں کیسے تمہیں یقین۔" غزوان نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ بیلا وہی تھم گئی۔

"تم جیسی بدکردار عورت۔" اس سے قبل کہ سامنے کھڑا شخص مزید اس کی ذات کے پرخچے اڑاتا اس نے چنگھاڑتے میز پہ رکھا گلدان اٹھاتے اس کے سر پہ دے مارا۔ خون کا فوارہ ابلتے دیکھ وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی۔ وہ اب اپنا سر پکڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"بار بار میرے کردار پہ بات مت کرو غزوان جاہ۔ ایک موقع دیتی ہوں اگلی بار جان سے مار دیتی ہوں۔" انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی۔

میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔" غزوان کی اگلی بات پہ بیلا نے اپنے لزرتے ہاتھ چہرے پہ پھیرتے "
نفی میں سر ہلایا۔

کیا مطلب۔ "وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ وہ اسے کیسے انکار کر سکتا تھا۔ انکار تو ہمیشہ وہ کرتی "
آئی تھی تو کوئی اس کی ذات کی نفی کس حق سے کر رہا تھا۔

میں تمہیں ریجیکٹ کر رہا ہوں۔ "اس نے واضح لفظوں میں جتایا۔ "

تم مجھے ریجیکٹ نہیں کر سکتے۔ "وہ اس کے بازو جکڑتے درشتگی سے بولی۔ غزوان نے بے دردی سے "
اسے پیچھے دھکیلا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنی گن اٹھائی تھی۔ غزوان اس کی حرکت پہ مسکرا دیا۔ بیلا کو
اس کی مسکراہٹ بے تحاشہ کھٹکی۔

خوش مت ہو مرنے نہیں جا رہی۔ ابھی زندہ ہوں اور تمہارے ہی سر پہ مسلط ہوں۔ "بیلا کے لہجہ "
آگ لیے ہوئے تھا۔

میں مرد ہوں میں تمہیں چٹکیوں میں فارغ کر سکتا ہوں۔ "وہ دلفریبی سے بولا۔ بیلا دو قدم چلتے اس "
کے نزدیک ہوئی۔

کر دیں پھر۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مضبوطی سے بولی۔ غزوان کا سر نفی میں ہلا۔"

ابھی نہیں۔ ابھی نہیں بیلا قیس۔ تمہارے اندر جو یہ میں ہیں نا۔ وہ ختم کرنا بہت ضروری ہے۔ اس" کے بعد تمہیں چوٹ پہنچاؤں گا۔" وہ غضبناک تیوروں سے اسے گھورتے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ کسی ہارے ہوئے جواری ہی طرح صوفے پہ گرنے والے انداز میں پھیلی۔

بی آپ مجھے ہمیشہ اپنے ہمقدم پائیں گی۔" بیلا نے نفی میں سر ہلاتے کانوں پہ ہاتھ جمائے۔ سیم کی آواز" مسلسل سماعتوں میں زہر بن کر اتر رہی تھی۔

میں آپ کو دھوکا کیسے دے سکتا ہوں بی۔" اب کی بار اس کی سانسیں رکی تھی۔ یہ زخم ناسور بن کر" اس سے لپٹ رہا تھا۔

جس نے مجھے بنایا ہے۔ اسے چھوڑ کر کہاں جاؤں گا میں بی۔" اس نے اپنی آنکھوں کو سختی سے میچا" تھا۔ آج زندگی میں پہلی بار وہ ہاری تھی اس رشتے سے جسے اس نے اپنوں سے بڑھ کر مانا تھا۔ وہ رونا چاہتی تھی آج وہ رونا چاہتی تھی اپنی ہار پہ لیکن آنسوؤں نے اس سے ناراضگی مول لی ہوئی تھی آج سے نہیں بلکہ پچھلے اٹھارہ سالوں سے۔ اس کی آنکھ سے ایک آنسو بھی نہ بہا تھا۔ غزوان کب اس کے پاس

سے گزرتے بیڈ پہ جا کر لیٹا اسے خبر نہ ہوئی۔ کھوئی کھوئی کیفیت میں اس نے دائیں جانب نگاہ دوڑائی تھی جہاں وہ کمفرٹر اوڑھ رہا تھا۔

تمنا تو اس کے گلے سے لگنے کی ہے لیکن حقیقت میں ہم ابھی تک الگ الگ کشتیوں کے مسافر" ہیں۔" اس نے گھٹنوں میں چہرہ چھپاتے سوچا۔

مبارک ہو غزوان جاہ تم بیلا کو چوٹ پہچانے میں کامیاب ہو گئے۔ سیم تمہاری بدولت آج میں" ہار گئی۔ آج میں ہار گئی۔ تم پہ یقین کیا تھا میں نے محبت کی تھی تم سے میں نے۔" وہ خشک نگاہوں سے کھڑکی کے پار آسمان پہ دکھائی دیتے چاند کو تکتے آرزدگی سے خود سے مخاطب تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے اپنا موبائل اٹھاتے سیم کو فون ملایا تھا۔ اٹھ کر وہ باہر ٹیرس پہ چلی آئی۔ تقریباً دوسری بیل پہ اس نے فون اٹھایا تھا۔

واہ کیا خوب بدلہ لیا ہے تم نے سمیر۔" وہ جو اپنی جیت پہ سرشاری کی کیفیت میں مسکرا رہا تھا اس کے" لبوں پہ سمیر سن دل دھک سے رہ گیا۔

"جی۔"

بیلا قیس۔ بیلا قیس نام ہے میرا مسٹر سمیر۔" وہ سفاک لب ولہجے میں بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔ وہ جو سمجھا تھا کہ اب تو وہ لازماً ٹوٹ گئی ہو گی اسے یونہی سر اٹھا کر بولتے دیکھ وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔

بی پلیز مجھے ایک چانس دے دیں۔ پلیز بی مجھ سے غلطی ہو گئی۔ آپ جو بھی سزا دیں گی مجھے قبول ہو گی۔" بس ایک چانس۔ سیم نے ملتجیانہ لب ولہجہ اپنایا۔ بیلا تلخی سے مسکرائی۔

کتے چاہے جتنے بھی وفادار ہوں اگر وہ ایک بار اپنے مالک پہ بھونک لیں تو اگلی بار وہ کاٹنے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ اس مثال کے بعد کیسے چانس دوں میں تمہیں۔" اب کی بار جب وہ بولی لہجہ انتہائی برفیلا تھا۔ سیم کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اگلے ہی لمحے بیلا نے پرسکون سے انداز میں کال کاٹ دی۔ کال کٹتے ہی سیم جو مصنوعی آنسو بہانے میں مصروف تھا دائیں جانب دیکھتے کھل کر ہنس دیا۔

ویلڈن مائے چائلڈ۔" کوئی تفاخر سے بولتے اس کا شانہ تھپتھپا رہا تھا البتہ اس کی آنکھوں میں بدلے کی" آگ بھرپور انداز میں جل رہی تھی۔

****

وہ اپنے ہی خیالوں میں گم کسی غیر مرئی نقطے کو گھورنے میں محو تھی۔ ایکدم سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکراتے اسے کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔ اس نے جھرجھری لیتے فوراً کھڑکی بند کرنی چاہی لیکن

اگلے لمحے باہر دکھائی دیتے انتہائی بڑے ساحل سمندر کو دیکھ اس کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ برقی قمقموں کی روشنی سے پورا سمندر چمک رہا تھا۔ سمندر سے اٹھتا شور سن اس کے ذہن میں بیلا کے کمرے سے دکھنے والا سمندر لہرایا۔ وہ لبوں کو بھینچ گئی۔ آس پاس ہی لوگ مدھم چلتے موسیقی کی آواز پہ جھوم رہے تھے۔ کچھ لوگ تو اس قدر نزدیک تھے کہ فانیہ نے سرخ پڑتے چہرے سمیت لب بھینچے۔

کون سے مراقبے میں چلی گئی ہو نکلو بھی اب باہر۔" وہ نجانے کب اتر کر اس کی جانب آیا۔ فانیہ" تیزی سے دروازہ کھول کر نیچے اتری تو ایک بار پھر سردی کی بدولت کپکپا کر رہ گئی۔

یہ کہاں آگئے ہیں ہم۔" فانیہ نے ترخ کر اس کی جانب دیکھا۔ غازی نے محض آئبرو اچکانے پہ اکتفا" کیا۔

اندھی ہو نظر نہیں آرہا کہ یہ ساحل سمندر ہے۔ اسے کاپا کابانہ بیچ کہا جاتا ہے۔ پارٹیز کیلیے یہ جگہ " انتہائی موضوع ہے۔ ایسی پارٹیز میں جانا میں پسند بھی کرتا ہوں۔ کیوں تمہیں کوئی مسئلہ ہے کیا۔" وہ مصنوعی حیرت سے بولتے اس کی جانب مڑا۔ فانیہ دانت پہ دانت جماتے نفی میں سر ہلا گئی۔ ہوا کے زور سے اڑتے اپنے بالوں کو اس نے کان کے پیچھے اڑس لیا۔

اوہ مائے ینگ مین۔ "وہ کوئی لیڈی تھی جو اب غازی کا ہاتھ تھامے کھڑی تھی۔ فانیہ نے ایک تیز نگاہ" اس کے میک اپ سے لدے چہرے پہ ڈالی۔ مجھے تو میک اپ نہیں کرنے دیا اب اس عورت سے کیسے ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے۔ (ینگ نہیں اولڈ مین۔)

ارے یہ کون ہے لٹل فیری۔ "اب کی بار وہ فانیہ کی جانب اپنی توجہ مبذول کراتے اس کا گال چوم" گئی۔ فانیہ سٹپٹا کر رہ گئی۔

یہ۔ "غازی نے سر تاپا اس کا جائزہ لیا۔"

یہ بابا کے دوست کی بیٹی ہے۔ دراصل چھوٹی ہے نا کافی ضد کر رہی تھی اس لیے ساتھ لے آیا۔ بچوں" کی بات ٹالی نہیں جاتی۔ "غازی کی بات پہ فانیہ کے چہرے پہ ایک سایہ لہرایا۔ اس نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے اسے دیکھا جو جھوٹ بول کر کس قدر پر سکون کھڑا تھا۔ وہ تلملا کر رہ گئی۔

بوڑھوں کی یادداشت کمزور ہوتی ہے مگر اتنی نہیں کہ وہ بچوں اور بیوی میں فرق بھول جائے۔ "ان" کے جاتے ہی فانیہ نے اس کی ذات پہ گہرا طنز کیا جسے غازی نے مسکراتے ہوئے سنا تھا۔

جانتی ہو یہاں اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ تم میری کیا ہو تو میری کس قدر بے عزتی ہو گی۔ "غازی" نے اطراف میں پھیلے لوگوں کی جانب اشارہ کیا۔ آواز نہایت مدھم تھی۔

اس شرمندگی کا کیا جو ہر لمحہ مجھے محسوس ہوتی ہے آپ سے جڑنے کے بعد۔ میری ابھی پوری لائف" پڑی ہے جسے آپ نے برباد کر دیا ہے۔" فانیہ بھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے بولی۔ غازی کا چہرہ تپ اٹھا۔

بد تمیزی مت کرو فانیہ۔" اس نے شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہہ کی۔ وہ جو اپنی میکسی درست کر رہی" تھی تمسخر سے ہنسی اور بال کان کے پیچھے اڑستے اس کے نزدیک ہوئی۔

میں تو تمیز سے ہی بات کر رہی ہوں۔ کس قدر معصومیت سے اس کے چہرے پہ۔ غازی نے سلگتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اتنی تمیز سے بد تمیزی صرف تم ہی کر سکتی ہو۔" وہ تند ہی سے بولتے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈال کر" آگے بڑھ گیا۔ اب وہاں وہ اکیلی کھڑی تھی۔ انجان جگہ انجان لوگ اور وہ تن تنہا جل بھن رہی تھی۔

غازی۔ کیسے ہو ہینڈسم۔" شرلین اب اس کے گلے مل رہی تھی۔ فانیہ نے نگاہوں کا زاویہ بدل" لیا۔ غازی نے نجانے کس سوچ کے تحت فانیہ کی جانب دیکھا لیکن وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھی۔ نجانے کیا سوچ کر فانیہ کے ذہن میں جھما کہ سا ہوا۔ وہ سہج دہج کر قدم اٹھاتے وہاں رکھی ایک

کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ کچھ ہی دیر میں اس کے ساتھ ایک خوش شکل سانوجوان آبیٹھا۔ فانیہ نے خیر مقدمی مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔ وہ تو فانیہ کی حرکت پہ فدا ہی ہو گیا۔

"کیا میں آپ کا کچھ وقت لے سکتا ہوں۔"

شیور وائے ناٹ۔" وہ ایک ادا سے مسکائی۔ اس دوران غازی کی جلتی نگاہیں اسی کے چہرے پہ جمی" تھی۔

بائے داوے واٹس یور نیم۔" ولیم مسکراتے ہوئے بولا۔"

فانیہ۔" فانیہ دلفریبی سے بولتے اسی کی جانب دیکھ رہی تھی۔ دیکھے بغیر ہی غازی کی پر تپش نگاہیں" اسے خود پہ صاف صاف محسوس ہو رہی تھی۔

یہاں ہر کسی کو اس کا پارٹنر مل چکا ہے۔ کیا آپ مجھے جوائن کریں گی مس فانیہ۔" اس نے اپنی جگہ" سے اٹھتے اپنا بازو اسے پیش کیا۔ ایک دو لمحے سوچنے کے بعد نجانے کیا سوچ کر فانیہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اس کے بازو میں بازو حمائل کر لیا۔ ایک نئے کپل کو یوں ایک ساتھ چلتا دیکھ میڈیا کو تو افواہ بنانے کا موقع مل گیا تبھی تیزی سے اس کی جانب بڑھے۔ فانیہ اپنا مقصد پورا ہوتا دیکھ مسکرا اٹھی۔

مسٹر ولیم۔ ہو از شی۔" وہ مائیک اس کے قریب لاتے سوال کر رہا تھا اور اس سوال کا جواب اب فانیہ کو اپنے انداز میں دینا تھا۔

" یو نو جب دو لوگ ساتھ ہوتے ہیں وہ بھی یوں ہاتھ میں ہاتھ ڈالے تو انہیں ایک ہی نام دیا جاتا ہے۔ ویری ویل۔ اب مسٹر غازی کو ہی دیکھ لیں۔ اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ موجود ہیں کیا آپ نے اس خبر کو لائم لائیٹ بنایا۔ جایئے۔ ولیم سے اہم شخصیت ان کی ہے۔" وہ بہت کونفیڈینٹ سے جھوٹ پہ جھوٹ بول رہی تھی۔ آس پاس کھڑے لوگ حیرت بھری نگاہوں سے غازی کو تک رہے تھے البتہ شرلین نے مزید مضبوطی سے اس کا بازو تھام لیا۔ فانیہ نے نظر بچا کر غازی کو دیکھتے بائیں آنکھ دبائی۔ غازی مضبوط چال چلتے ان کی جانب آیا۔ اب کی بار تمام میڈیا والوں کا رخ غازی کی جانب تھا۔

" ہیلو مسٹر غازی۔ مجھے تو آپ جانتے ہی ہیں اور یہ آج کے دن کیلیے میری ساتھی مس فانیہ۔" ولیم کا بڑھا ہوا ہاتھ اس نے نہایت مضبوطی سے تھاما تھا کہ اسے اپنے ہاتھ کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئی۔ غازی کی کن پٹیاں سلگ اٹھی۔

" آپ سے مل کر تو ہمیشہ کی طرح ہمیں خوشی ہی ہوئی ہے لیکن آپ کے ساتھ کھڑی محترمہ شاید اپنے متعلق کسی غلط فہمی کا شکار ہے کیونکہ میری ناقص معلومات کے مطابق یہ اب مس فانیہ نہیں بلکہ مسز

فانیہ غازی بن چکی ہیں۔ اب سے نہیں بلکہ چار ہفتے پہلے سے۔" وہ ذرا سا جھکتے فانیہ کے نزدیک ہوا جو دم سادھے اسے دیکھ رہی تھی۔

کیا ہوا مسز فانیہ غازی۔ میں کچھ غلط بول رہا ہوں کیا؟" وہ بنا پلک جھپکائے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ ولیم ہونقوں کی طرح کبھی فانیہ کو دیکھتا تو کبھی غازی کو۔

اور اس وقت تم میری ہی بیوی کے پہلو میں اسی کے بازو میں بازو حمائل کیے کھڑے ہو۔ تمہیں نہیں لگتا تم نے موت کو دعوت دی ہے۔ اس نے ولیم کے شانے پہ دباؤ بڑھاتے اسے پیچھے دھکیلا۔ فانیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"لیکن غازی تم تو کہ رہے تھے کہ یہ تم سے چھوٹی ہے اور بچی۔"

اس چھوٹی سی بچی کو میں نے اپنی بیوی بنالیا ہے۔" وہ ہنوز فانیہ کی آنکھوں میں دیکھتے دل جلانے والے انداز میں بولتے سب کو ٹھٹھکا گیا۔ فانیہ کو اندازہ نہیں تھا کہ اس کا بھانڈا ہی پھوٹ جائے گا۔ غازی نے اس کا ہاتھ سختی سے تھاما اور میڈیا والوں سے نگاہ بچاتے ایک جانب ہو گیا۔ ایک جھٹکے سے فانیہ کا سکتہ ٹوٹا۔ اس کا سر نفی میں ہلا۔

چھوڑیں مجھے مسٹر جھوٹے۔ نفرت ہے مجھے آپ سے۔" وہ اپنا چھڑانے کیلیے مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔ آنکھوں میں دھندلا پن اتر آیا۔ کچھ دیر پہلے تک وہ اس کی کچھ نہیں تھی لیکن اس کے علاوہ اس نے ولیم کا ساتھ دیا تو اس نے سب پہ راز آشکار کر دیا۔

لیکن مجھے تو خود سے بے تحاشہ محبت ہے۔" اس کا انداز ہمیشہ کی طرح لاپرواہ تھا۔ فانیہ کا دل جل کر راکھ ہو گیا۔ وہ مسکرا رہا تھا اور مسکراتے ہوئے کس قدر حسین لگ رہا تھا۔ اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

ہینڈسم کمینہ بڈھا۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ غازی نے اسے اپنی جانب کھینچتے اپنے حصار میں لیا اور اس کی کلائی مڑورتے پشت سے لگائی۔ فانیہ کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔ دونوں میں فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔

اس لڑکے کے ساتھ کس حق سے کھڑی تھی تم۔" اچانک ہی اس کا لہجہ بدلتے سرد ہو گیا۔ فانیہ نے آنکھیں میچ کر کھولی۔ شاید خود میں ہمت مجتمع کر رہی تھی۔

کیوں جواب دوں آپکو باپ ہیں بھائی ہیں دادا ہیں یا ماں ہیں آپ میری۔ حق ہی کیا ہے آپکا۔" وہ اس کے سینے پہ ہاتھ مارتے ہوئے تڑخ کر بولی۔ غازی نے کوئی ردعمل ظاہر نہ کیا بس اس کی دوسری کلائی بھی جکڑتے پشت پہ لگا دی۔ تکلیف کے احساس سے اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

" شوہر ہوں تمہارا میرا جو تم پہ حق ہے نا وہ کسی باپ دادا نانا کو حاصل نہیں ہے۔" وہ اسے نظروں سے چھو رہا تھا۔

" وہ تمہیں کس حق سے چھو رہا تھا۔" اس کا اگلا سوال فانیہ کے اوسان خطا کر گیا۔

" آپ کس حق سے چھو رہے ہیں۔" وہ ابھی بھی اپنے موقف پہ قائم تھی تبھی چیخ کر بولی۔ ناک کے نتھنے اشتعال کے مارے پھولے ہوئے تھے۔

" میرا تم سے ایک الگ تعلق استوار ہے اور اس تعلق کے بعد کسی سوال کی گنجائش نہیں بچتی۔" غازی نے سختی سے اسے جتایا۔ ہاتھ پہ گرفت مضبوط ہوئی تھی۔

" ہنہہ زبردستی کا شوہر۔" فانیہ نے نگاہیں پھیری۔ غازی نے جھک کر اس کے چہرے پہ پر لطیف شرارت کر ڈالی۔ فانیہ کی آنکھیں اس کی جرأت پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں اس لمحے اسے ادراک ہوا تھا۔ اس سے قبل کہ وہ وہاں سے بھاگتی اس کے ڈریس کی زپ غازی کی گھڑی

سے اڑتے کھلتی چلی گئی۔فانیہ کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔اس وقت تک میڈیا بھی ان کے نزدیک پہنچ چکا تھا۔غازی نے بنا کسی وقت کا ضیاع کیے اپنا کوٹ اتارا اور اس کے شانوں پہ ڈالتے اپنے حصار میں لے لیا۔خفت کے احساس سے فانیہ کا جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔"وہ میڈیا والوں کو دیکھتے درشتگی سے دھاڑا جو اس موقع کی کورتج لینے کی" کوششوں میں تھے۔فانیہ سہم کر مزید اس کے ساتھ چپک گئی۔باقی سب تو گھبرا کر وہاں سے بھاگ نکلے لیکن کونے پہ کھڑا ایک شخص ابھی بھی اس سین کی کورتج لینے کی کوششوں میں تھا۔غازی کے ماتھے کی رگیں ابھری دیکھ فانیہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔وہ اسے کرسی پہ بٹھاتے اپنی شرٹ کے کف فولڈ کرنے لگا۔فانیہ کو سانس لینا محال لگا۔

ڈونٹ وری فانیہ۔آئی ایم ہیئر۔لو تھامو اسے۔"غازی کی بات پہ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس کے" کوٹ کو جکڑ لیا۔غازی کے چہرے پہ بلا کی نرمی تھی۔

دیکھو میرے قریب مت آنا۔"وہ آدمی ابھی بھی کیمرہ ہاتھ میں تھامے کھڑا تھا۔"

چلو موت موت کھیلتے ہیں۔ دیکھتے ہیں پہلے تو مرتا ہے یا میں۔"غازی نے آؤ دیکھا نا تاؤ اس شخص کو مار" مار کر اس کا حشر بگاڑ دیا۔فانیہ سہم کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔وہ شخص اب ادھ موا سا زمین پہ اوندھے منہ گرا تھا۔منہ سے خون نکلتے زمین پہ گر رہا تھا۔

جس کی تو ویڈیو بنانے کی کوشش کر رہا تھا وہ بیوی ہے میری اور میری بیوی پہ بری نظر ڈالنے والوں کو" دوبارہ دیکھنا نصیب نہیں ہوتا۔"فانیہ ابھی بھی چہرہ جھکائے تھر تھر کانپ رہی تھی۔غازی نے اس کا وہی کیمرہ اٹھایا اور ایک پر اسرار سی نگاہ اس کی جانب ڈالتے کیمرہ اس کے منہ پہ دے مارا۔فانیہ کے حلق سے نکلنے والی چیخ بے ساختہ تھی۔غازی اسے بے سدھ پڑا دیکھ پیچھے ہوا اور فانیہ کو اپنے حصار میں لیا لیکن وہ ایک جھٹکے سے اس کا حصار توڑتے پیچھے ہوئی۔

ہاتھ مت لگائیں مجھے۔اس سے بہتر ہے مجھے بھی مار دیں۔اس کی سزا یہ نہیں تھی جو آپ نے اسے" دے دی۔"وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔

"مرنا چاہتی ہو۔"

آپ نے بھی تو پل پل کی موت مارنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔جب کبھی آس پاس ہوتے ہیں نا تو" سانس لینا محال لگتا ہے۔گھٹن ہوتی ہے۔ایسا لگتا ہے قید ہوں میں۔اپنی زندگی پہ ناشکری کرنے کو جی

چاہتا ہے۔ روز ایک نئی موت مرنے سے بہتر ہے کہ انسان سچ مچ مر جائے۔ اذیت تو کم ہو گی۔" وہ بنا رکے بولتی چلی گئی۔ غازی نے اسے کھینچ کر گاڑی میں بٹھایا اور خود فرنٹ سیٹ پہ جا بیٹھا۔ گاڑی کا انجن سٹارٹ کرتے اس نے آگے بڑھائی۔ فانیہ ابھی تک شل ہوتے اعصاب سمیت وہاں بیٹھی تھی۔ تقریباً بیس منٹ کی ریش ڈرائیونگ کے بعد وہ گہری سوچ سے باہر نکلی اور خالی خالی نگاہ اس بنگلو پہ ڈالی۔

ابھی جو کچھ ہوا ہے۔ اس کا ذکر گھر پہ نہیں ہونا چاہیے۔ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے" لوگوں کا مر جانا ہی بہتر ہوتا ہے۔ میرے سے مقابلہ کرنے سے قبل وہ شخص یہ بات فراموش کر بیٹھا تھا کہ اللہ نے مجھے زورِ بازو عطا کیا ہوا ہے۔ میں اپنی عزت کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہوں کروانا بھی۔ میری بات کان کھول کر سن لو فانیہ۔ گھر پہ ذکر نہیں ہونا چاہیے۔" کسی روبوٹ کی طرح وہ گاڑی سے نکل کر آگے کو چل پڑی۔ قدم لڑکھڑا رہے تھے۔

کسی کی نگاہ میں آئے بغیر سیدھی اپنے کمرے میں جاؤ اور یہ لباس تبدیل کرو۔" اس نے فانیہ کے کان" میں جھکتے تحکم بھرے انداز میں سرگوشی کی۔ فانیہ نے مڑ کر دیکھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔ ناک کی سیدھ میں اندر چلی گئی۔ غازی نے سنجیدگی سے اس کی پشت کو دیکھتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے۔ تھکے

تھکے انداز میں اس نے اپنی پیشانی مسلی تھی۔فانیہ کی باتوں کی باز گشت اس کی سماعتوں میں مسلسل ہو رہی تھی۔اسی پل فیصلہ ہوا تھا اور وہ سوچ چکا تھا کہ اسے آگے کیا کرنا ہے۔

****

کیا ہوا سب ٹھیک ہے۔فانیہ بیٹی بھی آتے ساتھ خاموشی سے اندر چلی گئی۔"غازی کے اندر آتے ہی" انہوں نے تفتیشی انداز اپنایا۔ان کا لہجہ مشکوک تھا۔

جی بابا سب ٹھیک ہے۔ آپ زیادہ مت سوچیں اور سکون سے سو جائیں۔وہ تھک گئی ہو گی۔"اس نے" گہرا سانس بھرتے خود کو جھوٹ بولنے پہ آمادہ کیا اور جو نظریں چراتے منہ میں آیا وہ بول دیا۔ حشمت کے چہرے سے تو اسے ایسا ہی محسوس ہوا کہ وہ پر سکون ہو گئے ہیں۔ان کے جاتے ہی اس نے بے جی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی۔شاید وہ سونے جا چکا تھا۔اب اس کا رخ فانیہ کے کمرے کی جانب تھا۔اندر داخل ہوتے ہی اس کی نگاہ سیدھا آئینے میں دکھتے اس کے ستے ہوئے چہرے پہ جا ٹھہری۔وہ لباس تبدیل کر چکی تھی اور بالوں کو سلجھا رہی تھی۔

آج تو بہت خوش ہونگے نا آپ۔"ایکدم اس کا تلخ لہجہ سن غازی نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے" دیکھا۔وہ کیونکر خوش ہوتا آج۔ایسا کونسا واقع پیش آیا تھا آج۔

بہت خوش ہونگے جو کچھ بھی میرے ساتھ ہوا۔ وہ آپ کو میرے ہی کئے کی سزا لگ رہی ہو گی۔ "وہ اب بھگو بھگو کر طنز کر رہی تھی۔ غازی ٹھٹھک گیا۔ وہ بات کو بے وجہ غلط رنگ دے رہی تھی۔

"سٹاپ اٹ فانیہ۔" غازی نے سرمہری سے اسے ٹوکا۔ آنکھیں لہو رنگ ہوئی۔ وہ تمسخر سے ہنس دی۔

"بٹ یو نو واٹ مسٹر غازی۔ غلط وہ نہیں غلط آپ ہیں۔ وہ کریمینل نہیں آپ ہیں۔ آپ سے جڑا ہر شخص برا ہے اور اب آپ نے مجھے بھی اس سب میں انولو کر لیا ہے۔ مجھے قید کر لیا ہے اس جیل میں۔ گھٹن ہوتی ہے مجھے یہاں۔ سانس لینا بھی چاہوں تو نہیں لے پاتی کیونکہ آپ کا وجود آس پاس ہی ہوتا ہے۔" وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے چلائی۔ لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔ تنفس بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں میں پانی کسی بھی لمحے بہنے کو تیار تھا۔

"تم اب حد سے بڑھ رہی ہو فانیہ۔" غازی نے انگلی اٹھاتے اسے جتایا۔ تنبیہی نگاہیں اسی پہ جمی تھی۔

"ارے حد تو آپ پار کر چکے ہیں۔ گناہ آپ جیسے لوگ کرتے ہیں اور اس کا بھگتان آپ سے منسلک زندگیوں کو بھگتنا پڑتا ہے۔ ضرور وہ بھی آپ کا ہی دشمن ہو گا تبھی اس نے مجھے ٹارگٹ کیا۔" اس کے لب بری طرح کپکپا رہے تھے۔ غازی کی آنکھوں میں ناگواری پھیلی لیکن وہ بے خوفی سے اس سے احتساب کر رہی تھی۔ آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔

"قید ہے نا یہ زندگی تو چلو یہاں سے۔ ابھی اسی وقت تمہیں اس قید سے رہائی دیتا ہوں۔" غازی کے سفاک لہجے پہ فانیہ کا دماغ بھک سے اڑا۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں پلکیں جھپکائی۔

"نہیں جاؤں گی میں یہاں سے کہی بھی۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولتی صوفے پہ ٹک گئی۔ ہاتھ پاؤں بری طرح کانپ رہے تھے۔

"آئی سوئیر۔ میں تمہاری تانگیں توڑ دوں گا۔"

"سلامت آپ کی بھی نہیں رہیں گی۔" وہ قہر برساتی نگاہوں سے اسے گھورتے چیخ کر بولی۔ غازی نے یہاں وہاں ٹہلتے اپنی پیشانی مسلی جیسے اندر اٹھتے ابال کو کم کرنا چاہ رہا ہو۔

"زبان مت چلاؤ میرے سامنے فانیہ۔ آئی ایم وارننگ یو۔" وہ ذرا سا رک کر برفیلے لہجے میں بولا۔ اس کے پورے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

"آپ جیسوں کے سامنے آپ کی طرح ہی زبان چلانی پڑتی ہے تا کہ عورت آپ جیسے غنڈوں کے عتاب سے بچ سکے۔" اس کا لہجہ انتہائی زہر خند تھا۔ غازی نے اشتعال کے عالم میں ہاتھ کی مٹھیاں بھینچی۔ کچھ لمحوں کے بعد کمرے کی فضا میں اس کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا تھا۔

غنڈہ ہوں میں۔" اس نے اس کے ہاتھ پہ دباؤ بڑھاتے بھنویں اچکائی۔"

بہت بڑے غنڈے۔ جس کا کام بس معصوم اور بے قصور لوگوں کی جان لینا ہے۔ کسی سے اسے کوئی" غرض نہیں اور میں یہ بات بھی بہت اچھے سے جانتی ہوں کہ میں بھی یہاں کسی انتقام کی خاطر لائی گئی ہوں۔ نکاح تو کر لیا آگے کا کیا پلین ہے آپکا۔ اس پہ کب عمل درآمد کرنے کا ارادہ ہے۔"اس کے کرب زدہ لہجے پہ غازی نے تیکھی غضب سے بھرپور نگاہیں سامنے کھڑی لڑکی پہ ڈالی جو اس پہ الزام تراشی کرتے اس کی ذات کے پرخچے اڑا رہی تھی۔ چہرہ ستا ہوا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس کا غصہ ایک نئے سرے سے عود آیا اس نے کھینچ کر اسے بیڈ پہ پٹخا تھا۔ فانیہ کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی۔ وہ کیا کرنے والا تھا۔

یہ۔ یہ آپ۔" اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتی وہ اس کے لبوں پہ سختی سے ہاتھ جما چکا تھا۔ اس کے بعد" اس کی تمام تر مزاحمت دم توڑتی چلی گئی۔ آنکھوں میں ایک بے نام سی ویرانی عود آئی تھی۔ مطلب یہی اس کے انتقام کی آخری سیڑھی تھی۔ آنکھوں سے بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گالوں پہ بہتے چلے گئے۔

****

رات کو نجانے صوفے پہ بیٹھے بیٹھے ہی اس کی آنکھ کیسے لگ گئی تھی۔ کھڑکی سے پڑتی سورج کی پہلی کرن سے ہی اس نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولی تو سیدھا غزوان سے جا ٹکرائی جو بیڈ پہ اوندھے منہ لیٹا نیند میں غرق تھا۔ بائیں جانب دمیر بھی موجود تھا۔ اس نے اس پر سے نگاہ ہٹاتے ایک بار پھر غزوان کو دیکھا اور اس کے بالوں کو سہلایا۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ یہ چہرہ مجھے اس قدر عزیز ہو جائے گا۔" وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں" اس کے بالوں کو نرمی سے سہلا رہی تھی۔ آنکھیں یک ٹک اس کے چہرے کے ایک ایک نقوش کا طواف کر رہی تھی۔ وہ خوبصورتی پہ مر مٹنے والی لڑکی نہیں تھی۔ نہ ہی غزوان اس خوبصورتی کی ڈیفینیشن پہ مکمل طور پہ پورا اترتا تھا مگر پھر بھی وہ اسے بہت پسند تھا۔ اس کی آنکھوں کی ویرانی نے بیلا کو پہلی بار اس کی جانب متوجہ کیا تھا۔ وہ اس سے محبت کرتی تھی تو جواب میں اس سے بھی یہی توقع کر رہی تھی کہ وہ سب چھوڑ چھاڑ کر اس کا گرویدہ ہو جائے ایکدم وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور فریش ہونے کی خاطر واشروم کی جانب بڑھ گئی۔ اگلے پندرہ منٹ میں وہ نک سک ہی تیار باہر نکلی اس وقت تک غزوان بھی جاگ چکا تھا جو اسے دیکھتے ہی نظر انداز کر گیا۔

گڈ مارننگ ڈئیر ہسبینڈ۔" بیلا کی کھنکھتی آواز پہ غزوان جو دمیر کے بالوں کو سہلا رہا تھا ٹھٹھک کر پلٹا" اور سنجیدگی سے اسکا چہرہ جانچا جہاں رات گزرے واقعہ کا شائبہ تک نہیں تھا۔ وہ کمفرٹر ہٹاتے اٹھا اور چپل پیڑوں میں اڑستے اس کے نزدیک آیا۔

بہت ڈھیٹ ہڈی ہو تم۔" وہ دل جلانے والے لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔ بیلا نے برش میز پہ رکھا" اور دلفریبی سے مسکراتے پلٹی۔

آپ جیسے لوگوں کیلیے بننا پڑتا ہے۔" اس نے نرمی سے بولتے غزوان کی ناک دبائی۔ غزوان کے" ماتھے کی رگیں ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس منظر کو بیلا نے والہانہ نگاہوں سے تکا تھا۔

ہرانا چاہتے ہو مجھے۔ بیلا نے اس کے شرٹ کے اوپری بٹن بند کیے اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے ہاتھ غزوان کی گردن پہ آٹھہرے۔ اگلے ہی لمحے اس کی گردن بیلا کی گرفت میں تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا کہ اس کے لب بیلا کے ماتھے سے مس ہوئے تھے۔ غزوان حق دق کھڑا اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ یہ لڑکی پاگل تھی کیا؟ وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔

مجھے ہراتے ہراتے تم زندگی ہار جاؤ گے لیکن مزے کی بات جیت پھر بھی میرے ہی حصے میں آئے گی غزوان جاہ۔ وہ اب اس کے گالوں کو سہلا رہی تھی۔ غزوان نے ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ اگلے ہی لمحے نجانے کیا سوچ کر وہ تمسخر سے مسکرایا اور اسے اپنی جانب کھینچا۔ اب کی بار بیلا نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا۔ وہ اس سے اتنی جرات کی توقع نہیں کر رہی تھی۔

مت بھولو کہ میں ایک مرد ہوں۔" اس کی گرفت بیلا کے گرد سخت ہوئی۔"

مرد۔" اس کی بات پہ وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ اس کے چمکتے موتیوں جیسے دانتوں کو دیکھ ایک لمحے کو اس کا" ایمان ڈگمگایا۔

تم صرف ایک انسان ہوں مرد نہیں اور ہر انسان مرد کہلانے کے لائق نہیں ہوتا۔" بیلا نے نہایت" سکون سے بولتے اس کا ہاتھ اپنے اطراف سے ہٹایا تھا۔ نگاہوں میں واضح چیلنج تھا۔ غزوان کا دماغ بھک سے اڑا۔ اس نے ایک جھٹکے سے غزوان کو پیچھے رکھے صوفے پہ پھینکا اور خود اس پہ جھکی تھی۔

ہم جھکتے نہیں جھکانا پسند کرتے ہیں۔" اس نے غزوان کی آنکھوں کو انگلی کے پوروں پہ محسوس کیا۔"""

روتے نہیں رلانا پسند کرتے ہیں۔" اب کے اس کی کھڑی مغرور ناک اس کی انگلیوں سے مس " ہوئی۔

مرتے نہیں مارنا پسند کرتے ہیں۔" اب کی بار بیلا نے اس کے لبوں کو سہلاتے بغور اس کی آنکھوں" میں دیکھا۔

لوگوں کو تکلیف میں دیکھ ہمیں دلی تسکین ملتی ہے۔" غزوان نے نفرت میں ڈوبی نگاہیں اس کی جانب" اٹھائی۔

کس قدر سفاک ہو تم۔اس کا لہجے میں افسوس سمٹ آیا۔بیلا مسکرائی جیسے یہ سن کر اسے لطف آیا ہو۔

اس دنیا سے زیادہ نہیں۔میں نے سنا ہے جو جیسا دیتا ہے اسے ویسا ہی لٹانا چاہیے۔"اس نے شانے" اچکائے اور آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ اپنے بھرے بھرے لبوں کو رنگنے لگی۔

لہجے میں کڑواہٹ ضرور ہے مگر دل میں نہیں۔دل میں تو بس آپ ہی آپ ہیں غزوان جاہ۔اس کی آنکھیں کسی احساس کے تحت چمک رہی تھی۔وہ اس کا گال پہ اپنا احساس جگاتے پیچھے ہٹی اور اپنا کوٹ پہنا تھا۔اپنی تیاری پہ ایک تنقیدی نگاہ ڈالتے اس کا رخ خارجی دروازے کی جانب تھا۔دروازہ کھولتے ہی سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ بیلا نے ایک شاطرانہ مسکراہٹ اس کی جانب اچھالی۔غزوان بھی اب کی بار اندر آتی نومیہ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔وہ باہر جاتے جاتے رک گئی۔

تم نے کوئی فیصلہ کیا۔" غزوان نے اس کی بات کو سرے سے نظر انداز کرتے الماری کا پٹ کھولا اور اندر سے کاغذات نکالتے نومیہ کی جانب بڑھائے تھے۔ بیلا نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھا۔

"میں سائن کر چکا ہے۔ تمہارے درکار ہیں اب بس۔" غزوان کی بات پہ بیلا کے لبوں پہ ایک کاٹ دار مسکراہٹ دوڑ گئی جو ان دونوں کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

"ڈیٹس گریٹ طلاق لے رہی ہو لیکن افسوس کی بات غضنفر جاہ تمہیں پھر بھی حاصل نہیں ہو گا۔ اس جیسا انسان بس تم جیسیوں کو بستر کی زینت بنانا جانتے ہیں۔" وہ نومیہ کے کان میں گھستے مزے سے بڑبڑائی۔ اس کے شانوں پہ دباؤ بڑھایا تھا۔ نومیہ کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ وہ گنگناتے ہوئے اپنی آنکھوں پہ شیڈز لگاتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ چہرے کے عضلات تن چکے تھے۔

"مجھے امید نہیں تھی کہ تم اتنے آرام سے۔"

"تعلقات تو تم میرے بھائی کے ساتھ بھی بنا ہی چکی ہو۔" وہ کف فولڈ کرتے برفیلے لہجے میں بولا۔ نومیہ نے جھٹکے سے چہرہ اٹھایا اس کی آنکھیں خوف سے پھیلی ہوئی تھی۔ وہ قدم بقدم چلتے نومیہ کے عین سامنے آیا۔

میرے بھائی کو استعمال شدہ چیزیں نہیں پسند۔ وہ بس تمہارے ساتھ وقت گزاری کر رہا ہے۔ اس" بات سے میں بہت اچھے سے واقف ہوں۔ "اب کی بار غزوان کے لہجے میں جیت کا خمار واضح تھا۔

تمہیں کیا لگا کیا میں انجان ہوں۔ "غزوان نے مزے سے بھنویں اچکائی۔ نومیہ کا چہرہ زرد" پڑ گیا۔ اس کے بعد وہ ایک لمحہ بھی مزید اس کے پاس ٹھہری نہیں بلکہ تیز تیز قدم اٹھاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی غزوان نے سپاٹ نگاہوں سے سوئے ہوئے دمیر کو دیکھا اور اپنا سر مسلتے وہی صوفے پہ ڈھے گیا۔ ان دو عورتوں نے اس کی زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیا تھا۔

کیا میری زندگی میں بدکردار عورتیں ہی لکھی ہیں۔ پہلے نومیہ اور اب یہ بیلا۔ "اس نے کچھ سوچ کر" نفی میں سر ہلایا اور اضطرابی کیفیت میں یہاں وہاں ٹہلنے لگا۔ اب اسے ہی کچھ کرنا تھا۔

****

صبح جوں ہی اس کی آنکھ کھلی چند ساعتیں وہ یوں ہی چت لیٹی گزری رات کے بابت سوچتی رہی۔ کیسے ایک لمحے میں اس نے بازی پلٹ دی تھی۔ اسے مزید شدتوں سے رونا آنے لگا۔ وہ سختی سے اپنے آنسوؤں کو رگڑتے اٹھ کر بیٹھی اور بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔ دل خوف سے لرز رہا تھا۔

آئی ہیٹ یو غازی آئی رئیلی ڈو۔وہ بے دردی سے اپنے وجود کو رگڑ رہی تھی جیسے اس کا لمس مٹانا چاہ رہی ہو۔

کس چیز کا سوگ منا رہی ہو۔میرے خیال میں یہ تمہاری ہی خواہش تھی جسے میں نے بس پورا کیا" ہے۔بیوی کی ہر خواہش اب سر آنکھوں پہ ہونی چاہیے۔"وہ تولیے سے بالوں کو رگڑتے اس کا جی بری طرح جلا رہا تھا۔فانیہ کے لبوں سے ایک سسکی نکلی۔اسکی سرخ اور سوجھی متورم آنکھیں دیکھ ایک لمحے کو غازی کے دل کو دھکا سا لگا۔

آپ نے سب ختم کر دیا۔آپ نے۔آپ نے بھرم توڑ دیا جو بی کا مجھ پہ تھا۔یقین ختم کر دیا آپ" نے۔اب وہ مجھ پہ۔مجھ پہ کبھی یقین نہیں کریں گی۔میں نے دھوکا دیا ہے انہیں۔"وہ پاگلوں کی طرح خود کو نوچتے ہوئے مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔غازی نے تاسف سے اس کی حرکتوں کا ملاحظہ کیا اور اس کی جانب بڑھا۔وہ اسے اپنی جانب آتا دیکھ تیزی سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

میرے قریب مت آیئے گا۔"وہ شہادت کی انگلی اٹھا گئی۔آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا۔اس کی" آنکھوں میں وحشت غازی کو زچ کر گئی۔

واٹس رونگ ودیو۔ ہمارا نکاح ہوا ہے۔" غازی نے درشتی سے بولتے اسے جھنجھوڑا۔ فانیہ نے بے تاثر" نگاہوں سے اسے دیکھا۔

وہ تو انجان ہے نا اس سب سے۔ پہلے نکاح کر لیا اور اب یہ۔" وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بولتے گھٹنوں" میں سر دے گئی۔ آنسو پلکوں پہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ غازی شانے اچکاتے اٹھا اور مضبوط قدم اٹھاتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ فانیہ نے تنفر سے اس کی پشت کو دیکھا اور ایک ایک کر کے سارے تکیے بیڈ شیٹس زمین پہ پھینک دی اور وہی دیوار سے پشت ٹکائے ہچکیوں سے رو دی۔ یکلخت کمرے کے دروازے پہ کھٹکا ہوا تھا۔ فانیہ کی آنکھیں خوف کے مارے پھیل گئی۔ وہ جلدی جلدی میں اپنا حلیہ درست کرتے اپنی جگہ سے اٹھی اور چیزیں وغیرہ بیڈ پہ رکھنے لگی۔ اگلے پانچ منٹ میں جوں ہی دروازہ کھلا جے بی کی صورت نمودار ہوئی۔ وہ بمشکل مسکرائی لیکن وہ اس کی صورت دیکھ ہی ٹھٹھک چکا تھا۔

کیا آپ روئی ہیں۔" اس کے لہجے میں بھائیوں والی شفقت تھی۔"

نن۔ نہیں بس وہ کل وہ ٹھنڈ تھی تو سر دی۔ زکام ہو گیا ہے۔" وہ جھوٹ کا سہارہ لے بیٹھی۔ جے بی" نے سر ہلایا۔

ہاں میں آپ کو کچھ بتانے آیا تھا۔ آپ کی جاب کا کام ہو گیا ہے۔ اب آپ یہاں سے جا سکتی ہیں۔ کھلی" ہوا میں سانس لے سکتی ہیں۔ ایک چھوٹا موٹا انٹرویو ہو گا اس کے بعد جاب ڈن اور آپ کی آزادی بھی۔" جے بی خوشی خوشی اسے بتا رہا تھا لیکن اس کا دماغ نجانے کن سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔

آپ سن رہی ہیں۔ جے بی نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ وہ چونکی اور اسے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہاں۔ وہ مم۔ مجھے اب جاب نہیں کرنی۔ میں ایسے ہی۔"

واٹ ہیپنڈ۔ بلکل بھی نہیں۔ آپ یہاں سے جا رہی ہیں اور اپنی زندگی جی رہی ہیں۔ یہاں رہ رہ کر" دماغ خراب کرنے سے بہتر ہے باہر نکل کر اعصابوں پہ خوشگوار اثر ڈالا جائے۔ میں ہی آپکو لے کر جانے والا ہوں۔ آپ جلدی سے فریش ہو جائیں۔" وہ مودب سا اس کے آگے جھکا۔ فانیہ نے اپنا سرخ پڑتا چہرہ جھکایا۔

مزے کی بات غازی بھائی کی جانب سے بھی مکمل طور پہ اجازت ہے۔" اس کی غیر متوقع بات پہ فانیہ" نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اسے دیکھا اور غائب دماغی کی کیفیت میں سر جھکا دیا۔ وہ وہاں سے جا چکا تھا لیکن نجانے کتنے لمحے وہ دروازہ تھام کر وہی کھڑی رہی۔ ایکدم گہرا سانس بھرتے وہ پلٹی اور کمرہ ہلکا پھلکا

درست کرتے اپنی پینٹ شرٹ نکالتے فریش ہونے چلی گئی۔ تقریباً بیس منٹ بعد وہ نک سک سی تیار جوں ہی باہر لاؤنج تک آئی غازی وہاں موجود نہیں تھا۔ حشمت کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے اور جے بی اسی کا منتظر تھا۔ اس نے چائے بناتے ساتھ پین کلر لینے کا سوچا اور کچن کا رخ کیا۔

ایک کپ میرے لیے بھی۔" اسی لمحے نجانے وہ کسی جن کی طرح کہاں سے بر آمد ہوا تھا۔ اس کا موڈ" بری طرح خراب ہوا۔ وہ وہی سے واپس پلٹی ہی تھی کہ غازی کی سخت آواز نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

تم کچھ کھائے پیئے بغیر ایک قدم بھی اس گھر سے باہر نہیں نکالو گی۔" وہ حاکم تھا حکم صادر کر سکتا" تھا۔ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا اور خاموشی سے پلٹ گئی۔ کیسا تضحیک اڑاتا لہجہ تھا اسکا۔ حشمت اور جے بی نے خاموشی نگاہوں کا تبادلہ کیا۔ کچھ تو تھا جو غلط تھا۔ اگلے دس منٹ تک بھی جب وہ کچن سے باہر نہ نکلی تو غازی خود ہی کچن کی جانب چلا آیا۔ وہ کپ میں چمچ ہلاتے نجانے کن گہری سوچوں میں غلطاں تھی۔

کچھ ملایا تو نہیں اس میں۔" غازی کی پر سکون آواز نے اس کے سوچنے کے تسلسل کو توڑا۔ اس کا چہرہ" بے تاثر ہی رہا۔

زہر ملایا ہے کھائیں اور مر جائیں۔" وہ سفاکی سے بولتی اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔فانیہ کا بس نہیں چلا
کہ اس کے بتیس کے بتیس دانت مکہ مار کر توڑ دیتی۔ کیسا ڈھیٹ بڈھا تھا بلاوجہ ہی ہنستا رہتا تھا۔اس کی
آنکھیں میں جیسے کسی نے مرچیں بھر دی۔

"مارنا چاہتی ہو مجھے۔" وہ آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک لیے اس کی جانب جھکا۔وہ سلیب سے
جا لگی۔غازی نے دونوں ہاتھ اس کے اطراف سے سلیب میں رکھے۔اب وہ مکمل طور پہ اس کے حصار
میں آچکی تھی۔وہ اذیت سے مسکرائی۔

"نہیں مرنا چاہتی ہوں۔" اس نے چہرہ جھکائے ہی بھرائے لہجے میں جواب دیا۔بے رحم الفاظ اسے
جھنجھنا کر رکھ گئے۔غازی نے ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ اونچا کیا۔چہرہ آنسو روکنے کے چکر میں سرخ
پڑ رہا تھا۔اپنے معاملے میں وہ یقیناً بہت بے رحم واقع ہوئی تھی۔

"مر تو تم پہلے ہی گئی ہو میری اس حسین صورت پہ۔" اس کا جواب بلکل توقع کے برعکس تھا۔اس سے
قبل کہ وہ مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے پلٹتا فانیہ نے سختی اس کا کالر جکڑ لیا۔

"آپ اتنے پرسکون کیسے ہیں۔" وہ روتے ہوئے بولی۔غازی نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

کیونکہ میں نے کوئی حرام تعلق قائم نہیں کیا۔ تم میری بیوی ہو اور ہمارے درمیان جو کچھ بھی ہے وہ" شرعی ہے۔" فانیہ کی گرفت اس کے کالر پہ ہلکی ہوئی اگلے ہی لمحے وہ ایک بھیگی نگاہ اس پہ ڈالتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اس کی آنکھوں میں کیا کچھ نہ تھا۔ غازی نے ٹھنڈی آہ بھری۔

چلیں جے بی بھائی میں تیار ہوں۔ وہ مسکرا کر بولی۔ جے بی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے چلنے کا اشارہ کیا۔ جاتے جاتے وہ حشمت سے ملنا نہیں بھولی تھی۔

"بھابھی۔"

ڈونٹ کال می بھابھی اگین۔ ڈونٹ۔ اس شخص کے ساتھ اپنا کوئی رشتہ نہیں بنانا مجھے۔" وہ جے بی" کے بولنے سے قبل ہی شہادت کی انگلی اٹھاتے کپکپاتے لہجے میں اسے وارن کرنے لگی۔ جے بی نے ایک نگاہ غازی پہ ڈالی جو سب کچھ سنتے ہوئے بھی اسے گاڑی آگے بڑھانے کا کہہ رہا تھا۔

"بھائی یہی کھڑے ہیں۔ کم از کم ایک بار انہیں دیکھ۔"

نہیں دیکھنا مجھے۔ دن کا آغاز بدقسمتی سے کروں گی تو یہ جاب کبھی نہیں ملے گی۔ وہ ویسے بھی ایسا ہی" چاہتے ہیں

فانیہ کے سپاٹ لب و لہجے پہ اب کی بار جے بی نے کچھ کہنا سننا مناسب نہ سمجھا اور گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا تھا۔ گاڑی انجان راستوں پہ گامزن تھی۔ جے بی نے ٹیڑھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جانتا تھا اس کا موڈ کیسے بحال ہو گا۔

"ویسے بہت دبنگ قسم کی لڑکی ہیں آپ لیکن پھر بھی ایک بار بھائی کو دیکھ لیتی تو۔" جے بی کی بھاری آواز نے گاڑی میں چھائی خاموشی کو توڑا تھا۔ فانیہ نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا تو وہ چہرہ جھکائے اپنی گردن سہلانے لگا۔

"مجھ سے پنگا مت لیں آپ۔ ابھی میری۔"

"بی یہاں ہوتی تو میرے لیے نجانے کیا کیا کر چکی ہوتی۔" اسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی احتیاط سے موڑ کاٹتے جے بی نے اس کی بات اچک لی۔ فانیہ کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ چہرے پہ پھیلنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔

"ارے آپ کو کیسے پتہ کہ میں بی کے بارے میں بات کر رہی۔" وہ ہنس کر بولی۔ اس کا نام سنتے ہی فانیہ کا چہرہ شاداب اور لہجہ سرشار ہو گیا تھا۔ جے بی چہرہ جھکائے ہنس دیا۔

اتنے عرصے سے آپ کا بی نامہ سن رہا ہوں اب تو ایک انسیت سی ہونے لگی ہے مجھے ان سے۔" اس کے لہجے میں بھی ایک شرارت سے چھلک رہی تھی۔ فانیہ نے تفاخر سے گردن اکڑائی۔

دیکھے بغیر ہی انسیت۔" اب وہ مکمل طور پہ اس کی جانب رخ کیے بیٹھی دلچسپی سے اسے دیکھ رہی" تھی۔

کبھی کبھی دیکھنے کی چاہ نہیں رہتی۔ ایک شخص کا ذکر ہی آپ کیلیے کل کائنات ہو جاتا ہے۔" یہ بات" اس نے لبوں سے تو نہ کہی البتہ دل نے اس بات کا زور و شور سے اعلان کیا تھا۔ دل کی دھڑکنوں میں ایک طلاطم برپا ہوا تھا۔ اس نے بے ساختہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھتے سہلایا کہ کہی فانیہ نہ سن لے۔

ہاں بس۔ آئی رئیلی وانٹ ٹو میٹ ہر۔" وہ اپنے لہجے کو حتی الامکان سرسری سا بناتے ہوئے بولا۔ فانیہ" ہنس کر نفی میں سر ہلا کر رہ گئی۔

نجانے کون ہو۔ کیسی ہو لیکن پھر بھی اس دل کو بہت عزیز ہو۔ عجیب بات ہے کہ یہ دل آپکو دیکھنے کی" تمنا نہیں کرتا بس ذکر سے ہی دھڑک اٹھتا ہے۔ نجانے جب نگاہوں سے نگاہیں ملیں گی تو کیا عالم ہو گا۔" اس نے باقاعدہ اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا تھا جو اس کے ذکر پہ ہی دھڑک اٹھا تھا۔

* *

شش۔ شہزادی آپ بی۔ یہاں۔" اس کا ملازم اسے قیس ولا میں دیکھ بوکھلا گیا جواب نا سمجھی سے اس کے چہرے پہ پھیلے خوفزدہ رنگوں کو دیکھ رہی تھی۔

قیس سے کہو کہ شہزادی بیلا آئی ہے۔" وہ وہی کھڑے کھڑے غرائی تھی۔"

اسے زیادہ تردد نہیں کرنا پڑا تھا کیونکہ ساتھ ہی مردانہ قہقہوں کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔ اس نے اپنے شیڈ ذا اتارتے ملازم کے پھیلے ہوئے ہاتھوں میں تھمائے اور قدم لاؤنج کی جانب بڑھائے تھے۔ صوفے پہ بیٹھے وجود کی پشت اس کی جانب تھی لیکن وہ دیکھے بغیر ہی جان گئی تھی کہ وہاں بیٹھا انسان کون ہے۔ وہ اپنے بالوں کو جھٹکتے اس کے نزدیک پہنچی اور عقب سے ہی اس کے شانوں پہ ہاتھ جماتے جھکی تھی۔ سامنے بیٹھے قیس کا رنگ اڑ گیا۔ بیلا نے دلچسپی سے اس کے اڑے اڑے رنگ ملاحظہ کیے۔ صوفے پہ بیٹھے وجود نے جھٹکے سے رخ موڑا اور لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

جانتی تھی کہ تم یہی ہو گے۔ سنا ہے دوست جب دشمن بنتا ہے تو دشمن کے ساتھ ہی ملتا ہے آج دیکھ" بھی لیا مسٹر سمیر۔" سیم کا حال تو ایسا تھا جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ وہ اس کے تاثرات دیکھتے سکون سے صوفے پہ بیٹھتے ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا گئی۔

تم بھول گئے سیم کہ استاد کون ہے اور شاگرد کون۔ آج تم جس مقام پہ ہو صرف میری بدولت ہو۔" اس نے انگلی اپنے سینے پہ رکھی اور اسے جتایا۔ سیم لب بھینچ گیا۔

میرا پڑھایا گیا سبق مجھی پہ آزماؤ گے اب تم۔ چچ چچ چچ۔ اب اس سے کیسے نپٹنا ہے یہ تو میں نے تمہیں سکھایا ہی نہیں۔" وہ حقیقتاً افسوس کر رہی تھی یا اس کا مذاق اڑا رہی تھی۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے قیس کو دیکھا۔ بیلا کی نگاہوں کا رخ بھی اب قیس کی جانب تھا۔

میرے ساتھ کھیل کھیلتے ہوئے یہ کیوں بھول گئے کہ میں بھی قیس کی اولاد ہوں اور مجھ جیسی اولاد باپ سے ہمیشہ دس قدم آگے ہوتی ہے۔" قیس کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

مجھے بس اس کی یاد آرہی تھی تو میں نے اسے بلالیا۔ تم کسی غلط فہمی کا شکار مت ہو۔" قیس نے ہکلاتے لہجے میں بولتے اسے رام کرنا چاہا۔ بیلا سر پیچھے گرائے دلکشی سے ہنس دی اور ان کی جانب یوں دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو سیریسلی۔

تم ابھی کے ابھی میری نگاہوں کے سامنے سے دفعہ ہو جاؤ سیم ورنہ تمہاری جان لینے سے بھی گریز نہیں کروں گی۔" اس نے گن لوڈ کرتے رخ اس کی جانب کیا۔ لہجہ برفیلا تھا۔

کہا تھا نا مجھے دھوکا مت دینا سیم۔ دھوکے سے ہی مجھے نفرت ہے لیکن تم نے وہی سب دہرایا" ہے۔ اب بس اپنی باری کا انتظار کرو کیونکہ بیلا اگر دوستی نبھانا جانتی ہے تو دشمنی میں تو واللہ کیا قہر ڈھائے گی۔" اس نے ایک ادا سے سر کو خم کیا۔ لہجے سے آگ نکل رہی تھی۔ سیم آنکھوں سے قیس کو کوئی اشارہ کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

مجھے وہ ہسپتال کے کاغذات چاہیے جہاں نقلی دوائیاں ٹرانسفر کی جا رہی ہیں۔" قیس کا دماغ اس کی" بات پہ بھک سے اڑا۔ وہ یہ کام تو نہایت ہوشیاری سے کر رہا تھا بنا کسی کی نگاہ میں آئے بغیر تو پھر یہ بیلا اس متعلق کیسے جانتی تھی۔

کیا ہوا۔ ڈر گئے ڈیڈی۔ یہی سوچ رہے ہیں نا کہ مجھے کیسے علم ہوا۔" وہ بول کر ہنسی۔ ایکدم اس کی" آنکھوں میں خون اتر آیا۔

اس محل سے دور ضرور ہوں لیکن یہاں ابھی بھی میری شہنشاہی ہے۔ یہاں ابھی بھی شہزادی بیلا" کے اصول لاگو ہیں۔" اس کے اترانے پہ قیس نے ایک کاٹ دار نگاہ اس پہ ڈالی۔

"میں تمہارے اصولوں کو نہیں مانتا۔"

اور میں آپ کو نہیں مانتی۔" اس کا لہجہ اچانک ہی تیز ہو گیا۔ قیس نے حلق تر کیا اور وہ کاغذات لانے کیلیے جوں ہی صوفے سے اٹھا ملازم کی آواز نے اس کے قدم وہی روک لیے۔ ان دونوں کی نگاہ گول سیڑھیوں کی جانب اٹھی جہاں ریلنگ پہ جھکا ملازم کچھ بول رہا تھا۔

سس۔ سر۔ سر آپ کے کمرے میں کوئی تھا ابھی۔ سارا نظام درہم برہم ہے۔ کوئی کھڑکی سے آیا تھا" اور سب کچھ لوٹ کر لے گیا۔" ملازم کی گھبرائی آواز پہ قیس کا دل سکڑ کر پھیلا۔ بیلا بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

مجھے وہ کاغذات کسی بھی حال میں چاہیے۔ آپ ہر بار ضروری کاغذات غائب نہیں کروا سکتے" ڈیڈی۔" وہ میز پہ رکھا گلدان زمین پہ مارتے زہر خند لہجے میں غرائی۔ قیس اپنے کمرے کی جانب بھاگا۔ اتنی سکیورٹی میں کوئی اس کے کمرے میں کیسے آسکتا تھا۔ سارا کمرہ چھاننے کے بعد صرف وہی کاغذات تھے جو غائب تھے۔

"اتنا بڑا کانٹریکٹ۔"

دیکھو بیلا پریشانی والی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم ایک اور تیار کروالیں گے۔ویسے بھی یہ تو چھوٹا موٹا" کاروبار تھا کہ اصل دوائیوں کی جعلی ڈوپلیکیٹ تیار کرواکر اسے مہنگے داموں میں مارکیٹ میں فروخت "کرنا۔اس سے ویسے بھی ہمیں اب تک کوئی منافع۔

منافع مائے فٹ۔پندرہ کڑوڑ کما کر بھی یہی کہ رہے ہیں آپ ڈیڈی۔"اس کا لہجہ اچانک ہی بدل" گیا۔وہ اب آنکھوں میں سفاکیت لیے قیس کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔ایکدم نجانے اسے کیا ہوا وہ الٹے قدموں سمیت وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔اسے کسی بھی حال میں وہ کاغذات ڈھونڈنے تھے۔اس کے جاتے ہی قیس نے کانپتے ہاتھوں سمیت سیم کو فون ملایا تھا۔آخر اسکے ساتھ مل کر ہی تو یہ سب کر رہے تھے وہ مگر اس کا فون تو مسلسل بند جا رہا تھا۔

آخر کون ہے جو ہر بار میرے ہی کمرے میں چوری کی نیت سے آتا ہے اور کچھ قیمتی چرا کر لے جاتا" ہے۔"اس نے تھکے تھکے انداز میں اپنی پیشانی مسلی۔

****

ایسا کیسے ممکن ہے کہ دوائیوں سے کسی کو کوئی افاقہ ہی نہ ہوا ہو۔ایسا نہیں ہو سکتا۔"وہ ڈاکٹر کھڑا اپنے" سارے سٹاف پر بھڑک رہا تھا جن کے مطابق انجیکشنز دوائیوں سے کسی مریض کو کوئی افاقہ نہیں ہو رہا

تھا۔ گزرے ہفتے میں کوئی سو سے اوپر اموات اسی بدولت ہو چکی تھی اور یہی چیز ان سب کیلیے پریشانی کا باعث تھی۔ ابھی بھی وہ پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتے یہاں وہاں ٹہل رہا تھا۔ چہرے پہ دنیا جہاں کی تھکن آسمائی تھی۔

جانتے ہو اگر یہ خبر نیوز میں چلی گئی تو ہمارے ہسپتال کا نام کس قدر خراب ہو گا۔ یہاں دور دور سے" لوگ علاج کیلیے آتے ہیں۔ میں اپنے ہسپتال کی ریپوٹیشن خراب ہونے نہیں دے سکتا۔ "اس ڈاکٹر کے اعصاب تھک رہے تھے۔

سر آپ سے کوئی ملنا چاہتا ہے۔ "پیون نے آکر اطلاع دی۔"

تم دیکھ نہیں سکتے اس وقت میں پریشان ہوں اور مجھے کسی سے بھی نہیں ملنا۔ "وہ دانت پہ دانت" جماتے اسی پہ بھڑک اٹھا۔ پیون گھبرا گیا۔

سر وہ بول رہے تھے کہ اگر اس ہسپتال کی عزت آپ کو بچانی ہے تو ملنا ہی پڑے گا۔ "اب کی بار وہ" جاتے جاتے رکا ٹھٹھکا اور پلٹ کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ قدم نا چاہتے ہوئے بھی اپنے کیبن کی جانب بڑھے تھے۔ دروازہ وا کرتے وہ جوں ہی اندر داخل ہوا اندھیرے نے اس کا استقبال کیا۔

میں تو لائٹ جلا کر گیا۔"اس سے قبل کہ وہ بات مکمل کرتا سامنے ہی کرسی پہ جھولتے شخص کو دیکھ اس کے ہاتھ پیر کانپنے لگے۔وہ اپنی جگہ پہ ساکت رہ گیا۔سیاہ لباس میں نجانے وہ کون تھا جو بغور اسی پہ نگاہیں جمائے بیٹھا تھا۔

"کک۔کون ہو تم۔میرے کیبن میں آنے کی تمہاری ہمت۔"

"کام ڈاؤن کام ڈاؤن۔تمہارے ہی بھلے کیلیے یہاں موجود ہوں میں۔"

کون ہو تم۔یہ تمہارے چہرے پہ ماسک اور میرے کمرے میں۔"ڈاکٹر کی آواز پہ وہ پر اسرار سے انداز میں مسکرایا اور اس کی جانب وہ فائل پھینکی تھی۔اپنے قدموں میں گری فائل کو دیکھ اس نے نا سمجھی کے عالم میں جھک کر اسے اٹھایا اور کھول کر پڑھنا شروع کیا۔اس دوران وہ شخص مسلسل اس پہ نگاہیں جمائے کرسی گھمار رہا تھا۔

یہ۔یہ۔کک۔کیسے۔"بولتے بولتے اس کا لہجہ ہکلا گیا۔آنکھیں اس انکشاف پہ پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔

مم۔مطلب میرے ہسپتال میں جعلی دوائیاں۔"وہ بولتے ہی سر دونوں ہاتھوں میں تھام گیا۔اتنی بڑی لاپرواہی اس سے کیونکر ہو گئی۔

بہت مشکلوں سے قیس والا گھسا ہوں صرف تمہاری عزت بچانے کی خاطر۔اس سب کے پیچھے قیس" اور اس کے چند ساتھی موجود ہیں۔تمہارے میڈیکل ریمپ کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر یہ کھیل رچایا گیا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ پیسہ ہتھیایا جاسکے۔سب اس کام میں ملوث ہے۔تمہاری آخری وارنگ کے طور پہ یہ میں تمہیں دے رہا ہوں۔وہ اب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔"ڈاکٹر نے تشکرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔آنکھیں میں نمی تھی۔اگر میڈیا تک یہ بات پہنچتی تو اس برسوں پرانے ہسپتال کی عمارت کو گرنے سے کوئی نہ بچا پاتا۔

"میرا ان لوگوں سے کیا لنک۔"

وہ لنک کی بنا پہ کام نہیں کرتے۔وہ مافیہ کے لوگ ہیں۔بس اپنا منافع دیکھتے ہیں۔جہاں سے پیسہ ملے" "بس اسے حاصل کرنے کیلیے کسی بھی حد تک جاسکتے ہیں۔

سنا ہے تم برے نہیں ہو اس ہسپتال کو ایمانداری سے چلا رہے ہو۔اس لیے یہ سب میں نے تمہارے" لیے کیا ہے۔اب ان کاغذات کو جلا کر راکھ کر دو یا کچھ بھی۔جب اس کانٹریکٹ کا نام ونشان ہی نہیں رہے گا تو تمہارے ہسپتال پہ کوئی بری نگاہ بھی نہیں ڈالے گا۔سب سے اہم بات ان لوگوں کو یہاں سے فائر کرو جو اس کام میں ملوث ہیں۔"اس نے اپنے دونوں ہاتھ ڈاکٹر کے شانوں پہ جمائے۔اس کی

آنکھیں دیکھ ڈاکٹر کو بے تحاشہ خوف محسوس ہوا۔ سر خود بخود اثبات میں ہل گیا۔ چہرے پہ ماسک ہونے کی بدولت وہ اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھا۔

لیکن تم کون ہو اور میرے لیے یہ سب کیوں۔" اس نے اپنے سینے پہ ہاتھ دھرا۔"

تمہارے لیے۔" وہ طنزیہ بولتے قہقہہ لگا کر ہنسا۔"

یہ سب میں نے اپنے لیے کیا ہے۔" اب کی بار اس کی آنکھیں کسی احساس کے تحت چمک رہی تھی۔"

لیکن تم ہو کون آخر۔" وہ جو کھڑکی سے کودنے والا تھا چونک کر مڑا اور ایک گہری اندر تک اتر جانے" والی نگاہ اس پہ ڈالی۔ ڈاکٹر بھی گھبرا گیا۔

اینجل۔" اس نقاب پوش کی آواز سرگوشی سے زیادہ نہ تھی لیکن پھر بھی ڈاکٹر کی سماعتوں سے مخفی" نہیں رہی۔ اس کے کودتے ہی وہ بے دم ہوتے اپنی کرسی پہ ڈھے گیا۔ کیسا مسیحا تھا اتنا سب اس کیلیے کرنے کے باوجود وہ یہ بول رہا تھا کہ اس نے یہ سب اپنے لیے کیا تھا۔ کانپتے ہاتھوں سمیت اس نے وہ کاغذات پھاڑے اور اسے کوڑے دان کی زینت بنا دیا۔ اب اس کے قدم آنکھوں میں ایک نیا عزم لیے میڈیکل ریمپ کے لوگوں کی جانب اٹھ رہے تھے۔ برائی کا خاتمہ بھی تو لازم تھا۔

****

"تم کہاں جا رہے ہو یہی بیٹھو۔ مجھے بات کرنی ہے آپ سے صاجزادے صاحب۔" حشمت کے طرز مخاطب پہ وہ جو اپنے کمرے میں جا رہا تھا جہاں کا تہاں رہ گیا۔ لہجے میں نرمی بلکل بھی نہیں تھی۔ عجیب چبھتا ہوا لہجہ تھا۔

"کیا ہوا ابا۔" غازی نا چاہتے ہوئے بھی واپس صوفے پہ ٹک گیا۔ حشمت نے سنجیدگی سے اس کا جائزہ لیا تو وہ زچ ہو کر رہ گیا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں آپ۔" وہ تھکے تھکے انداز میں بولتے۔ صوفے پہ پھیل کر بیٹھتے آنکھیں مسلنے لگا۔ حشمت نے تاسف سے اسے گھورا۔

"تم لوگوں کو مارتے پھر رہے ہو۔" ان کا حملہ اس قدر اچانک اور گہرا تھا کہ وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔ جہاں آنکھیں سرخ ہوئی وہی جبڑے بھی بھینچے گئے۔ حشمت اس کے تیور دیکھ سب سمجھ گئے تھے۔

"کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔" غازی کا جواب اس کے چہرے کے تاثرات سے بلکل مختلف تھا۔ حشمت کو تپ ہی چڑھ گئی۔ انہوں نے کرختگی سے اسے دیکھا۔

تم کیوں سب کو مارتے پھر رہے ہو۔ فقط اس لڑکی کی خاطر۔ تمہارا دماغ ٹھکانے پہ ہے غازی۔" وہ جو" غصے سے بھرے بیٹھے تھے دھیمے لہجے میں غرائے۔ اتنے عرصے بعد غازی نے انہیں اس قدر غصے میں دیکھا تھا۔

وہ لڑکی میری بیوی ہے۔" وہ دھیمے لہجے میں گرجا۔ آنکھوں میں ناگواری جھلک رہی تھی۔ حشمت" تمسخرانہ انداز میں مسکرائے۔

بیوی مانتے ہو اسے۔" وہ عجیب سے لب و لہجے میں بولتے اسے پہلو بدلنے پہ مجبور کر گئے۔ انہوں نے" سر جھٹکا۔

"میں ہر بار تمہیں ریسکیو کرتا ہوں لیکن اس بار نہیں۔"

مت کیجیے بابا۔ میں اپنا اور اپنی بیوی کا دفاع خود کر لوں گا۔" اس نے تلخی سے بولتے بات ہی ختم" کر دی۔ حشمت نے لاپرواہی سے شانے اچکائے۔ وہ ان کی بے نیازی پہ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔

اگر قتل کا مقدمہ درج ہو گیا تو کیونکہ کل کی پارٹی کے بعد اب تک وہ ہسپتال میں ایڈمٹ ہے۔" کچھ" لمحوں کے توقف کے بعد ان کی پر سوچ آواز گونجی۔ غازی نے سکون سے آنکھیں موند لی۔

یہ تو میری قسمت۔" وہ کھو کھلے انداز میں ہنس کر بولتے ہوئے انہیں دنیا جہاں کا کوئی بے وقوف لگا" تھا۔اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

غازی وہ تمہارے ساتھ خوش نہیں ہے۔"ان کے محتاط لہجے پہ غازی کے چہرے پہ ایک سایہ" لہرایا۔یہ بات وہ نہ بھی بتاتے تو اسے اچھے سے ازبر تھی۔انہوں نے غور سے غازی کا چہرہ دیکھا جس کے ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھی۔

تم جانتے ہو میرے نزدیک یہ ظلم ہے غازی۔میں نہیں چاہتا کہ وہ لڑکی تمہارے ساتھ جڑ کر وہ سب" کچھ کھو دے جو اسے چاہیے۔وہ ہنستی مسکراتی لڑکی وحشتوں میں گھر گئی ہے صرف تمہاری بدولت۔ہو سکے تو جلد از جلد اس کی بہتری کیلیے کوئی فیصلہ لے لو۔اس سے قبل کہ تاخیر ہو جائے۔"انہوں نے گویا بات ختم کی اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔غازی نے سنجیدہ نگاہیں ان کی پشت پہ جما دی۔وہ وہاں سے جا چکے تھے لیکن اس کا ذہن منتشر ہو چکا تھا۔اس سے قبل کہ وہ بھی وہاں سے اٹھتا فون بجنے کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔وہ بنا دیکھے ہی کال پک کر چکا تھا۔

اس وقت تیرا بھائی میری نگاہوں کے عین سامنے ہے۔" غازی کا ذہن سائیں سائیں کرنے لگا۔ موبائل پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔ کوئی تھا جو اس کی کمزوری پہ وار کرنا چاہ رہا تھا۔ اس نے فون کاٹتے کانپتے ہاتھوں سے جے بی جو فون ملایا۔

کہاں ہو تم۔" فون اٹھتے ساتھ ہی وہ طیش کے عالم میں غرایا۔ جے بی نے باقاعدہ فون کان سے دور کیا" تھا۔

میں بھابھی کے ساتھ یہاں آیا ہوں۔ آپ کیوں پریشان ہیں۔" اس نے مسکرا کر بولتے جیسے اس کے" لہجے کو نظر انداز کر دیا تھا۔ غازی ہتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

"فانیہ کے ساتھ ہو؟"

جی بھائی ظاہر سی بات ہے۔" اس لمحے اسے ایسا محسوس ہوا کہ غازی کا ذہنی توازن بگڑ گیا ہو۔"

تم ایسا کرو وہاں سے ہٹو اور گاڑی میں جا کر بیٹھو۔ فانیہ آفس کے اندر ہے میں سب کچھ دیکھ لیتا ہوں" لیکن تم گھر پہنچو جے بی اور اگر تمہیں ایک آنچ بھی آئی تو میں اپنے ہاتھوں سے جان سے مار ڈالوں گا تمہیں۔" جے بی نے بنا کوئی بحث کیے اس کی بات پہ عمل درآمد کیا تھا۔

"لیکن بھائی وہ اکیلی۔"

تم اس کی فکر مت کرو۔ بس وہاں سے نکلو پہلی فرصت میں احتیاط سے قدم اٹھانا کسی کی نگاہ میں آئے" بغیر۔ بہت سی مشکوک سرگرمیاں ہو رہی ہیں وہاں تمہارے آس پاس۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کی جان کو کوئی خطرہ لاحق ہو۔" اس کا لہجہ اگرچہ ہموار تھا لیکن آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔ جے بی کو گھر آنے کا بولتے اس نے کسی کو فون ملایا تھا۔

* *

ایک تو اندر مجھے تن تنہا بھیج دیا جیسے اندر بیٹھا باس میرے ماموں کا بیٹا ہے۔" وہ غصے سے بڑبڑاتے باہر نکلی اور جے بی کی تلاش میں نگاہیں دوڑائی۔ باہر کسی کو نہ پا کر پریشان ہوتے اس نے جے بی کا نمبر ٹرائے کیا لیکن وہ مسلسل بند جا رہا تھا۔

مجھے یہاں چھوڑ کر کہاں چلے گئے یہ۔" اس نے دانتوں میں انگلیاں دیتے تشویش کے عالم میں سوچا۔"

ہو سکتا ہے یہی کہی آس پاس ہو میرے فارغ ہونے سے قبل واپس لوٹ آئیں۔" اس نے خود ہی" جواب دیا اور گہرا سانس بھرتے واپس اندر کی جانب مڑ گئی۔

لیکن اگر اس بڈھے نے میرے ساتھ یہ بھی بدلے کے طور پہ کیا ہو اتو۔" یہ سوال کسی ناگ کی طرح" اس کے سر پہ منڈلا رہا تھا۔ اس نے بے چینی سے پہلو بدلتے جوں ہی راہداری کی جانب رخ مڑا زوردار تصادم کی صورت میں اس کی آنکھوں کے سامنے باقاعدہ اندھیرا چھایا۔ اس نے مقابل کے دونوں بازو تھامتے خود کو گرنے سے بچایا۔

از ایوری تھنگ آل رائٹ میم۔" مقابل کی بات پہ اس نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے ناگواری سے اسے" دیکھا۔ وہ تشویش کے عالم میں اس پہ جھکا استفسار کر رہا تھا۔

ہاں پہلے ٹکر مار لو اور پھر اچھا بننے کیلیے پوچھو کہ میم از ایوری تھنگ از آل رائٹ۔" وہ منہ بناتے" ہوئے بولی۔ تصادم ہی اس قدر زور کا تھا کہ سر چکرا کر رہ گیا۔

ایکسکیوز می میں نے آپ کو گرنے سے بچایا ہے شاید۔" اسے شاید اپنی توہین برداشت نہیں ہوئی" تھی۔ فانیہ نے کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

لڑکیوں سے مراسم بڑھانے کے تھرڈ کلاس چونچلے۔ ان سب سے بخوبی واقف ہوں میں۔" اس نے" اس کی بات کو تمسخر سے ہوا میں اڑایا اور شانے اچکاتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ حاکم اسے دیکھ کر رہ گیا۔ کیسی تیز طرار عورت تھی۔ ایک تو اس نے اسے گرنے سے بچایا سونے پہ سہاگہ وہ اسے ہی برا

بول رہی تھی۔ وہ تاسف سے سر ہلاتے آگے بڑھ گیا۔ فانیہ جاکر صوفے پہ بیٹھ گئی۔ وہ منتظر تھی کہ کب انٹرویو کیلیے اسے بلایا جائے گا۔ ایکدم اپنے شانے پہ دباؤ محسوس کر اس نے چونک کر بائیں جانب دیکھا جہاں بیٹھا لڑکا اسے دیکھ خباثت سے مسکرایا۔ فانیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ جان بوجھ کر اس کے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا۔

برادر گومی سم سپیس۔" اس نے دانت پیستے ہوئے اسے واضح کیا لیکن مقابل تو ایسے برتاؤ کر رہا تھا" جیسے بہرا ہو۔ فانیہ نے آنکھیں موند کر کھولی جیسے خود پہ ضبط کیا ہو۔ اپنے سر پہ سایہ محسوس کر ان دونوں کی نگاہیں بیک وقت اٹھی۔ فانیہ کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"یو بلڈی۔"

ساتھ ہو۔" وہ اس لڑکے کے پاؤں پہ دباؤ بڑھاتے بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔ فانیہ کے الفاظ منہ میں ہی" دم توڑ گئے۔ آنکھوں میں بے یقینی پھیل گئی۔

کیوں تو کیا اس کا باپ ہے۔" اس لڑکے کی جرأت پہ حاکم نے کرخت نگاہوں سے اسے دیکھتے" مسکراہٹ اچھالی۔ فانیہ کو اس کی مسکراہٹ بہت کھٹکی۔

"اس کا تو نہیں مگر تیرا باپ ضرور ہوں۔"

اب کی بار صرف ایک آنکھ کا اشارہ کیا تھا۔ اگلے ہی لمحے نجانے اس لڑکے کو کیا ہوا کہ وہ کھسک کر ساتھ ہو گیا۔ فانیہ کو محسوس ہوا جیسے اس کی آنکھیں مسکرائی ہو۔ وہ ہونقوں کی طرح کبھی اس لڑکے کو دیکھتی تو کبھی حاکم کو جواب سکون سے اس کے ساتھ جگہ سنبھال رہا تھا لیکن دونوں کے درمیان پھر بھی ایک ہاتھ کا فاصلہ برقرار تھا۔ فانیہ کے لبوں سے تشکرانہ سانس خارج ہوئی۔

جب کوئی آپ کی مدد کرتا ہے تو اسے شکریہ کہتے ہیں۔" حاکم کی بھاری آواز جوں ہی اس کی سماعتوں سے ٹکرائی فانیہ نے سنجیدگی سے منہ اس کی جانب موڑا۔

لیکن مجھے لگا شاید آپ مجھ سے ٹکرانے کا مداوا کرنا چاہ رہے ہیں۔" دوسری جانب تو معصومیت ہی ختم تھی۔ حاکم نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دیا۔ وہ دوسری لڑکیوں سے مختلف تھی۔

ایکسکیوزمی میم۔ آپ کی جاب ڈن ہو گئی ہے۔ کونگریچولیشنز۔" ریسیپشن پہ کھڑی لڑکی اس کی جانب آئی اور لیٹر اس کی جانب بڑھاتے پیشہ وارانہ مسکراہٹ سمیت بولی۔ فانیہ جو حاکم کو جواب دینے والی تھی ٹھٹھک کر اسے دیکھنے لگی۔

"لیکن میرا تو کوئی انٹرویو۔"

میم ہمارا انٹرویو لینے کا طریقہ کچھ الگ ہے اور باس وہ لے چکے ہیں۔ انہیں آپ نڈر سی کافی پسند آئی ہیں اور یہ انہی کی چوائز ہے۔" وہ تحمل سے بولی۔ فانیہ نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا معاً کچھ سوچتے وہ ہلکی پھلکی ہوتے شانے اچکا گئی۔

اوکے۔" اس نے مسکرا کر وہ لیٹر تھام لیا۔ فلحال اس قید سے رہائی ضروری اور اس کیلیے یہ جاب ضروری تھی۔ وہ اپنا بیگ شانے پہ لٹکاتے بنا ایک غلط نگاہ حاکم پہ ڈالے باہر کی جانب بڑھی کہ شاید جے بی لوٹ آیا ہو لیکن باہر پہنچتے ہی اسے ناامیدی کا سامنا کرنا پڑا تھا کیونکہ اس کی گاڑی کا نام و نشان تک نہیں تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ جے بی کو فون ملاتی گاڑی کے ٹائر اس کے پیروں کے نزدیک ہی چڑچڑائے تھے۔ وہ خوف سے بے ساختہ پیچھے ہٹی۔

کون جاہل۔" گاڑی میں بیٹھے شخص کو دیکھ اس کی زبان تالو سے چپک گئی۔ آنکھوں میں سرد مہری عود آئی۔ وہ اب مکمل طور پہ اسے نظر انداز کرتے جے بی کو فون ملا رہی تھی۔

وقت نہیں ہے میرے پاس گاڑی میں آکر بیٹھو۔" وہ درشتی سے بولا۔ فانیہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ فلحال وہ اس کی ناز برداریاں اٹھانے کے موڈ میں بلکل نہیں تھا۔

میں کیا بول رہا ہوں فانیہ۔ ایک لمحے کو غازی کی تیز آواز سن اس کا دل سکڑ کر پھیلا۔

میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ میں لوکل آجاؤں گی۔" فانیہ ایک ایک لفظ چبا کر تنفر سے بولی۔ "

ہنس کر یا رو کر بیٹھنا تو تمہیں یہی ہے میرے ساتھ آج بھی اور کل بھی۔ انکار کا حق تمہیں دیا کس نے " ہے۔ سٹ انسائیڈ کو ئکلی۔" وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولتے اسے اسکی اوقات یاد دلا رہا تھا۔ فانیہ ایک بھیگی شکوہ کناں نگاہ اس پہ ڈالتے اندر بیٹھ گئی لیکن سارا غصہ دروازے پہ نکالنا نہ بھولی تھی۔

"انٹرویو کیسا رہا۔؟"

بہت اچھا اتنا اچھا کہ میں نے شکر کیا کہ صبح آپ کی شکل دیکھ کر نہیں گئی تھی ورنہ بے حد برا" ہوتا۔ میری قابلیت پہ وہاں سب رشک کر رہے تھے۔" اس نے گردن اکڑا کر دو کی چار لگائی۔

"زبان چلانا۔ یہی تو تمہاری قابلیت ہے۔"

غازی نے احتیاط سے گئیر بدلتے ایک سرسری سی نگاہ اس پہ ڈالی جس کا چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔ فانیہ خود پہ لگے الزام پہ تڑپ کر رہ گئی لیکن کوئی جواب نہ دیا بابا کی باتیں مسلسل اس کی سماعتوں میں بازگشت کر رہی تھی۔ ایکدم کسی کیفے کے نزدیک اس نے کچھ سوچ کر گاڑی روکی تو فانیہ کی سوچوں کا تسلسل ٹوٹا۔ اس نے عجیب سے انداز میں غازی کو دیکھا جو اب گاڑی سے اتر رہا تھا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد اسے اندر سے شرلین باہر آتی دکھائی دی۔ اس کے چہرے کے عضلات تن گئے۔

اوہ مائے غازی۔" وہ اب اس کے گلے سے لگتے محبت کا اظہار کر رہی تھی۔"

بیٹھو شرلین۔ تمہیں بنگلو ہی آنا ہے سوچا میں ہی پک کر لوں۔" اس کے لہجے سے کس قدر چاشنی ٹپک رہی تھی۔ بیگ پہ فانیہ کی انگلیوں کی گرفت سخت ہوئی۔ ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے دل کو کوئی کند چھری سے کاٹ رہا ہو۔ اس نے جلتی نگاہیں غازی کی جانب اٹھائی لیکن وہ تو اس کا دل چھلنی کیے اب مکمل نظر اندازی برت رہا تھا۔

مجھ سے اپنا ریلیشن بڑھا کر یہ اس شرلین کو کیسے اتنی فوقیت دے سکتے ہیں۔ میں انہیں کبھی بھی خود سے انجان نہیں ہونے دوں گی۔" اس نے ایک کاٹ دار نگاہ فرنٹ مرر سے پچھلی سیٹ پہ بیٹھی شرلین پہ ڈالی جس کی نگاہیں مسلسل غازی پہ ٹکی تھی۔ ایکدم کچھ سوچتے اس نے حلق تر کیا اور کپکپاتے ہاتھ غازی کے بازو کے گرد حمائل کیے۔ جہاں غازی اس کی حرکت پہ ٹھہر گیا وہی شرلین کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ غازی کے اندر سکوت چھایا ہوا تھا۔

وہ اسے خود سے بدگمان کرنا چاہ رہا تھا اور وہ نت نئے طریقوں سے اس کا دھیان خود پر سے ہٹنے ہی نہیں دیتی تھی۔

اسے ڈرائیو کرنے میں مشکل ہو گی ایڈیٹ۔" شرلین نے حتی الامکان اپنے لہجے کو نرم ہی رکھا تا کہ" غازی اس سے بدگمان نہ ہو۔

کیا سچ میں آپ کو میرے یہ کرنے سے ڈرائیو کرنے میں مشکل ہو گی۔" وہ لبوں پہ تبسم لیے والہانہ" انداز میں اس سے استفسار کر رہی تھی۔ غازی کی آنکھیں اس کے طرز مخاطب پہ لو دینے لگی۔ سر کسی ٹرانس کی کیفیت میں نفی میں ہلا۔ فانیہ نے چہرہ موڑتے جتاتی نگاہ شرلین پہ ڈالی اور اپنا سر غازی کے شانے پہ ٹکا لیا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ کل تک اس کی قربت پہ رونے والی آج اس کے شانے پہ مزے سے سر ٹکائے بیٹھی تھی۔ یہ لڑکی خود تو پاگل تھی عنقریب وہ بھی ہونے والا تھا۔ کاش وہ اسے بتا سکتا کہ اپنے شانے پہ اسکا سر اسے کس قدر بھلا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ چاہ کر بھی اسے جھٹک نہیں پایا تھا۔

****

مجھے تمہارا یہ فضول گھومنا پھرنا نہیں پسند۔ یہ چونچلے تم ختم کر دو تو بہتر ہے۔" بیلا نے غزوان کی بات" پہ اسے یوں دیکھا جیسے اس کی ذہنی حالت پہ شبہ ہو۔

مجھے کہہ رہے ہو تم۔" وہ ہنستے ہوئے مڑی۔"

یہاں تمہارے علاوہ کوئی موجود ہے کیا۔" وہ تمسخرانہ لب و لہجے میں بولتے اسے پیچ و تاب کھانے پہ مجبور کر گیا۔

میں اس چیز کی عادی نہیں ہوں۔ حکم چلانا ہے تو اپنی تیسری بیوی پہ چلا لینا جو تمہارے حکم سنتی بھی ہو۔" غزوان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

"تمہیں فرق نہیں پڑے گا کیا میری تیسری شادی سے۔"

مجھے کیوں فرق پڑنے لگا۔ بات بس اتنی سی ہے کہ مجھے تمہیں پانا تھا اور وہ میں پا چکی۔ اب مزید ہیروئنوں والے ٹشن اور وہی رونا دھونا مجھے اپیل نہیں کرتا۔" اس نے ناگواری سے شانے جھٹکے۔

"اور آخری بات میں اب پھر جا رہی ہوں کیونکہ مجھے خود کو ٹوکا جانا نہیں پسند گوٹ اٹ۔ آئندہ تم بھی مجھے مت ٹوکنا۔ میں اپنی مرضی کی مالک ہوں۔" اس نے شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے وارن کیا اور وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ بیچ راہ میں ہی اس کی ملاقات غضنفر سے ہوئی تھی۔

غزوان سے بحث ہوئی ہے تمہاری۔" بیلا نے اس کے طرز مخاطب پہ فقط آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا" جیسے اس کی جرأت اسے پسند آئی ہو۔

بہت پر اعتماد دکھائی دے رہے ہو۔" بیلا نے دونوں کے درمیان معمولی فاصلہ سمیٹتے اس کے شانے " سے نادیدہ گرد جھاڑی۔ غضنفر نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ جانتا تھا کہ وہ اب غزوان کی بدولت اسے چاہ کر بھی کچھ نہیں کہہ سکے گی۔

بس میرا بھائی بہت محبت کرتا ہے مجھ سے اور تم کرتی ہو میرے بھائی سے۔ اس سے جڑے رشتوں کو" اگر تم نقصان پہنچاؤ گی تو وہ تمہارے ساتھ کیا کر سکتا ہے تمہیں علم نہیں ہے ابھی۔" غضنفر کی بات پہ وہ یوں مسکرائی جیسے بچت کی بات پہ مسکرایا جاتا ہے۔

ایک بات کہوں۔ جانتا ہوں غزوان نے تمہارے ساتھ ابھی تک کوئی تعلق استوار نہیں کیا۔ نومیہ کا" بھی یہی حال تھا تبھی تو وہ میرے پاس آئی تھی اگر تم بھی میرے ساتھ ایک رات گزارنا چاہو تو۔" اس کی باتوں کو بیلا نے انتہائی ضبط سے سنا اور خود پہ مظلومیت کا لبادہ اوڑھا۔

بات تو تمہاری سو فیصد درست ہے۔ غزوان نے اب تک مجھے کوئی مقام نہیں دیا۔ کیا میں خوبصورت" نہیں ہوں۔"

اپنی خوبصورتی کہ متعلق تم مجھ سے پوچھو شہزادی۔ زمین آسمان ایک کر دوں گا۔" اس نے بھی" موقع پہ چوکہ مارنا ضروری سمجھا۔ بیلا نے اپنے نادیدہ آنسو پونچھے اور ایک مسکراتی نگاہ اس پہ ڈالی۔

آفکورس۔ مجھے اپنی تعریفیں سننے کا بہت شوق ہے۔ ملتے ہیں پھر کچھ دیر میں ہوٹل میں۔" وہ بائیں آنکھ دباتے مزے سے لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ غضنفر نے اس کے جاتے ہی یاہو کا نعرہ لگایا تھا۔ کیا بیلا سچ میں اس قدر آسان ٹاسک تھی اس کیلیے۔

نت نئی چیزوں کو چھکنے کا مزہ ہی الگ ہے۔" وہ شاطرانہ مسکراہٹ سمیت خود سے مخاطب تھا۔ آنکھوں میں خباثت اور جیت کا خمار واضح تھا۔ شہزادی بیلا کے ساتھ رات بیتانا مطلب اس کیلیے سب سے بڑی جیت اور غزوان کے منہ پہ زوردار طمانچہ تھا۔

****

گھر آتے ہی وہ ایک بار پھر اپنے خول میں سمٹ چکی تھی۔ کشادہ لاؤنج میں پہنچتے اس نے ایک مسکراتی نگاہ حشمت پہ ڈالی اگلے ہی لمحے جے بی کو وہاں صوفے پہ بیٹھا دیکھ اس کا دل جل کر راکھ ہوگیا۔ وہ کس قدر سکون سے یہاں بیٹھا آرام فرما تھا۔

کیسی رہا میری بیٹی کا دن۔" حشمت نے محبت سے اسے ساتھ لگایا تو اس کی آنکھیں بھیگ گئی۔ اتنی" محبت تو کبھی قیس نے اس کے ساتھ نہیں دکھائی تھی۔

بہت اچھا رہا بابا۔ انٹرویو میں نے سو فیصد دیا اور انہوں نے مجھے سیلیکٹ بھی کر لیا۔" وہ بول تو حشمت "
سے رہی تھی مگر جتا عقب میں شرلین کے ہمراہ آتے غازی کو رہی تھی۔ غازی نے اس کی بات پہ فقط
بھنویں اچکانے پہ اکتفا کیا۔

جے بی بھائی آپ نے میرے ساتھ بہت غلط کیا میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ آپ مجھے "
وہاں اکیلا چھوڑ کر آگئے۔" بیگ صوفے پہ پھینکتے اب وہ جے بی کے ساتھ بیٹھی باقاعدہ ناراضگی کا اظہار
کر رہی تھی۔ شرلین سے اس کی یہ بے تکلفی بلکل بھی ہضم نہ ہوئی۔

چلیں غازی۔" اس نے غازی کے بازو پہ دباؤ بڑھایا تو وہ سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔ "

ہہ۔ہاں چلو۔" وہ بمشکل مسکرایا۔ شرلین نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا جو اب حشمت کے "
عین سامنے رکھے صوفے پہ جگہ سنبھال رہا تھا۔

ارے شرلین بھی آئی ہے۔" انہوں نے اسے یوں دیکھا جیسے اس کی آمد سے بے خبر ہو۔ غازی "
نگاہیں چرا گیا۔

"جی بلکل انکل۔ شاید آپ کا دھیان کسی اور جانب تھا۔"

اب جو ضروری ہوتا ہے بیٹا دھیان بھی اسی کی جانب جاتا ہے نا۔" انہوں نے جیسے اس کی عقل پہ ماتم کیا۔ شرلین دانت کچکچا کر رہ گئی۔ اہانت کے احساس سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

تم میرے آفس میں جا کر کام دیکھ لو شرلین میں کچھ دیر آرام کروں گا۔" غازی نے صوفے سے پشت ٹکاتے تھکے تھکے انداز میں کہا۔ فانیہ کی نظریں بے اختیاری کی کیفیت میں غازی کی جانب اٹھی جو اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔ شرلین اسکی بات پہ بظاہر مسکرائی۔

"یہ حق بھی صرف مجھے ہی حاصل ہے کہ تمہارے آفس یوں تنہا بھی جا سکوں۔"

اتنے سے حق پہ خوش کون ہوتا ہے ڈیئر شرلین۔ مجھے تو کمرے تک بھی رسائی حاصل ہے لیکن کبھی" غرور نہیں کیا خود پہ۔ اس بارے میں تمہارا کیا کہنا ہے۔" فانیہ نے اب کی بار اس کی آنکھیں دیکھتے دوبدو جواب دیا۔ لہجے میں ایک کاٹ سی تھی۔ غازی کے ساتھ ساتھ حشمت اور جے بی بھی اس کی ہمت پہ عش عش کر اٹھے۔ وہ پیر پٹختی آفس کی جانب بڑھ گئی۔ غازی نے حشمت کو دیکھ ٹھنڈی آہ بھری۔

"میں اسے خود سے دور کرنا چاہ رہا ہوں بابا۔"

تم اس کے ساتھ یہ حرکتیں کر کے مزید نزدیک کر رہے ہو اپنے غازی۔" حشمت بات ختم کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔ انہیں غازی کا یوں شرلین کو گھر لانا بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔ وہ بھی فالوقت اسے دیکھنا نہیں چاہتا تھا تبھی کمرے میں چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی فانیہ نے جیسے کھلی فضا میں سانس لیا۔

"اب بتائیں مجھے وہاں سے کیوں چلے آئے اور انہیں کیوں بھیج دیا۔" وہ نروٹھے پن سے بولتے اسے مسکراہٹ دبانے پہ مجبور کر گئی۔

"بھائی کا حکم تھا اور آپ جانتی ہیں کہ میں ان کی کوئی بات نہیں ٹالتا۔" اس نے سنجیدگی سے جواب دیا اور لیپ ٹاپ پہ توجہ مبذول کر والی۔

"مجھے جان بوجھ کر چڑا رہے ہیں اس شرلین کے ساتھ لیکن میں بھی نہیں چڑوں گی دیکھ لینا۔" اس نے جے بی سے زیادہ خود کو سمجھایا تھا۔ وہ فقط مسکرا کر رہ گیا۔ اگر اس کے برعکس بات کرتا تو لازمی بات طوالت بخشتی۔

"ویسے آپ کے بھائی بس رلایا ہی کرتے ہیں یا رو بھی لیتے ہیں؟ رلانا تو ہے ایک دن آپ کے بھائی کو میں نے۔" وہ آنکھوں میں ایک عزم لیے چمکتی نگاہوں سمیت بولی۔ جے بی تڑپ کر رہ گیا۔

"توبہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔وہ کبھی نہیں روئے۔"اس نے بھرپور انداز میں اپنے بھائی کا دفاع کیا۔لہجے میں ایک غرور بول رہا تھا۔فانیہ نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔ایکدم کوئی بات ذہن کے پردے پہ لہراتے ہی وہ ٹھٹھکی۔

"اچھا۔ویسے ایک مزے کی بات بتاؤں۔بی بھی کبھی نہیں روئی لیکن میں چاہتی ہوں کہ وہ روئے کیونکہ اکثر وہ ایسی باتوں پہ بھی ہنستی ہیں جس پہ صرف رونا آتا ہے۔کیا یہ عجیب نہیں۔"وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں اسے بتا رہی تھی اور جے بی اپنا سارا کام ترک کرتے مکمل طور پہ اس کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔اس کا ذکر سننا ہی تو اسے پسند تھا۔اس کے نام پہ جہاں حرکت کرتے ہاتھ تھمے وہی دل بھی تھما تھا۔

"ان کی آنکھیں کیسی ہیں۔؟"اس کا سوال بے ساختہ تھا۔

"بھورے رنگ کی جہاں ہمہ وقت ایک چمک لہراتی رہتی ہے۔"وہ ابھی تک شاید بیلا کے خیالوں میں گم جواب دے رہی تھی۔

"سنہری لمبے بال۔کئی بار میں نے ان سے کہا کہ کٹوا لیں لیکن انہیں اپنے بالوں سے بے تحاشہ محبت ہے۔"

مجھے بھی بے حد محبت ہے۔" وہ اس کی بات پہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھا۔ گھنی مونچھوں تلے کٹاؤ دار لبوں کی تراش پہ ایک دلکش مسکراہٹ ابھری لیکن وہ سرعت سے سمیٹ گیا۔ صد شکر تھا کہ فانیہ اس کی جانب متوجہ نہ تھی۔

"اور انہیں کیا چیز سب سے زیادہ پسند ہے۔" اس کے اگلے سوال پہ فانیہ ایکدم چونکی اور جھٹکے سے رخ موڑتے شک بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جے بی کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔

"ایک منٹ ایک منٹ آپ کیوں اتنی دلچسپی دکھا رہے ہیں میری بی میں۔" وہ اسے تیکھے چتونوں سے گھورتے ہوئے تندہی سے بولی۔ جے بی سٹپٹاتے بمشکل مسکرایا۔

"کہاں معلوم تھا کہ ان سے محبت ہو جائے گی مجھے تو بس انکا ذکر اچھا لگا تھا۔" اس نے جواب تو ضرور دیا مگر فانیہ کو نہیں بلکہ خود کو۔

"وہ۔ میں نے سوچا کہ میں سکیچ تیار کروں گا ان کا۔ بہت مہارت حاصل ہے مجھے اس چیز میں۔" اس نے تیزی سے بات بدلی۔ فانیہ اسکی بات پہ مطمئن ہوتے کچھ حد تک ہلکی پھلکی ہو گئی۔ معاً اس کی نگاہ نزدیک ہی صوفے پہ رکھے کوٹ پہ پڑی۔ اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

واؤ کوٹ۔ عرصہ ہی ہو گیا خریدے ہوئے۔ سردی بھی بڑھ رہی ہے اب تو یہ میرا ہوا۔" اس نے" ہنس کر بولتے بوڑھے رنگ کے کوٹ کا جائزہ لیا اور اسے پہنتے ایک نظر وہاں موجود دراز قد آئینے میں خود کا جائزہ لیا۔ جے بی اسے ٹوکنا چاہتا تھا کہ یہ کوٹ خاص طور پہ غازی نے اپنے لیے منگوایا ہے لیکن پھر نجانے کیا سوچ کر خاموشی اختیار کر گیا۔ غازی کی ہر چیز پہ ایک صرف اسی کا تو حق تھا۔ اب وہ آئینے میں خود کو ہر اینگل سے گھومتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ جے بی اس کی بچگانہ حرکتوں پہ ہنس دیا۔

****

تم اتنے اعتماد سے یہ کیسے بول سکتے ہو کہ بیلا یہی ہے۔" غزوان اپنے سامنے کھڑے سیم کو دیکھ کر خفگی" سے بولا جو اسے بیلا اور غضنفر کی یہاں موجودگی کا کہتے اس ہوٹل میں لایا تھا۔

کیونکہ میں انہیں جانتا ہوں وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ انہوں نے جب مجھے دھوکہ دے دیا اتنا پرانا" رشتہ ہونے کے باوجود تو پھر تم کیا چیز ہو غزوان جاہ۔ وہ ایک سے خوش نہیں ہوتی۔ انہیں ہر دن ایک نیا شکار چاہیے۔ کل وہ میرے ساتھ تھی آج تمہارے بھائی کے ساتھ ہیں۔" وہ مزاق اڑانے والے انداز میں ہنسا۔ غزوان نے تیز نگاہ اس کے ہنستے چہرے پہ ڈالی۔

اگر وہ یہاں نہ ہوئی تو میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں میری بات یاد رکھنا سمیر۔" غزوان نے شہادت کی انگلی اٹھاتے اسے تنبیہہ کی۔ سیم نے شانے اچکائے اور اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ ریسیپشن پہ پہنچتے اس نے غضنفر جاہ کے نام سے بک ہوئے کمرے کے بابت استسفار کیا۔

سر روم نمبر 112۔ غضنفر جاہ کے نام سے بک ہے۔" مقابل نے پیشہ وارانہ مسکراہٹ سمیت بتایا۔ غزوان کے چہرے کا رنگ فوراً سے پیشتر بدلا۔ سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ اب وہ اپنے قدموں کو گھسیٹے سیم کی ہمراہی میں راہداری میں داخل ہو چکا تھا۔ کمرہ ڈھونڈنے کیلیے اسے زیادہ تردد نہ کرنا پڑا کیونکہ وہ بھی آرام سے انہیں مل گیا تھا۔

چلو اب شو شروع کرتے ہیں۔" سیم نے بولتے ساتھ ہی دروازہ ناک کیا۔ غزوان نے نا چاہتے ہوئے بھی اپنا دل تھام لیا۔ شاید وہ بیلا کو یہاں دیکھنا نہیں چاہتا تھا۔ اگلے ہی لمحے اندر سے ابھرنے والی نسوانی آواز یقیناً بیلا کی ہی تھی۔ غزوان نے سختی سے آنکھوں کو میچ لیا۔ اس کے برعکس سیم اپنی کامیابی پہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ اس نے ایک بار پھر سے ناک کیا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ غزوان کا شدت سے جی چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

غزوان تم یہاں۔" بیلا مسکرا کر اس کی جانب بڑھی مگر اس کی پشت سے نمودار ہوتے سیم کو دیکھ اس" کی مسکراہٹ سمٹی۔ کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔ غزوان کی آنکھوں میں بے یقینی اسے جھنجھنا کر رکھ گئی۔ زندگی میں پہلی بار اسے اپنی ٹانگوں پہ کھڑا ہونا بے تحاشہ مشکل کام لگا تھا۔

ہیلو بی۔" سیم نے اسے دیکھ ہاتھ ہلایا۔ آنکھیں چمک رہی تھی۔"

"غزوان تم۔"

تم یہاں اس کمرے میں کیا کر رہی ہو وہ بھی غضنفر کے ساتھ۔" غزوان کی بات پہ اسے ایسا محسوس" ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ اس کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔

غضنفر یہاں نہیں۔ آپ کو غلط فہمی۔" اس نے کچھ بولنے کی کوشش کی۔"

شٹ یور بلڈی ماؤتھ بیلا قیس۔ مجھے پاگل بنانا بند کرو۔" وہ ہانپتے ہانپتے غرایا۔ آنکھوں میں جیسے کسی" نے مرچیں بھر دی تھی۔

غزوان لسن ٹومی۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اندر کوئی نہیں ہے تم دیکھ سکتے ہو۔" وہ بیلا کے بڑھے" ہوئے ہاتھ جھٹک چکا تھا۔

تمہارا کام مکمل ہو گیا ہو گا تبھی تم نے اسے بھیج دیا ہو گا۔" بیلا نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔ اس کے" الفاظ کسی نشتر کی مانند تھے جو سیدھا اس کے دل پہ لگ رہے تھے۔

دیکھو غزوان اندر سیج میں۔ اس نے اس دوران ہنستے ہوئے سیم کو یکسر نظر انداز کیا۔

اس کے نام کے بک ہوئے کمرے میں تم موجود ہو بازاری۔" اس سے قبل کہ وہ تمام حدیں پھلانگ" دیتا بیلا کا ہاتھ اٹھا اور اگلے ہی لمحے زناٹے دار تھپڑ کی آواز راہداری میں گونجی تھی۔ سیم نے ڈرامائی انداز میں منہ پہ ہاتھ رکھ لیا۔ اس کے برعکس غزوان نے بھسم کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میری کردار کشی مت کرو غزوان۔ سب کچھ برداشت کرلوں گی بس کردار پہ لگا الزام نہیں۔" وہ لہو" رنگ نگاہوں سے اسے گھور رہی تھی۔ تنفس بری طرح بگڑا تھا۔

تم نے مجھ پہ ہاتھ اٹھایا بیلا قیس۔ مجھ پہ ہاتھ اٹھایا۔ ایک تو زنا کرتی ہوں گناہوں میں ڈوبی ہوئی ہے" تمہاری شخصیت اور تم بنو گی میری بیوی۔ تمہاری اوقات کیا ہے۔ تھوکتا ہوں میں تم پہ۔ ٹھیک کہتا ہے سیم تم نے سب کا حقیقتاً استعمال ہی کیا ہے صرف اپنی ضرورتوں کی خاطر۔" بیلا کا چہرہ اس کی بکواس پہ دھواں دھواں ہو گیا۔ وہ مسلسل اس کے کردار کو نشانہ بنا رہا تھا۔

"میں غزوان جاہ پورے ہوش و حواس میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔"

غزوان پلیز لسن ٹومی۔ سیم تم روکو انہیں۔ انہیں بتاؤ کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔"زندگی میں پہلی بار" وہ اس کے آگے گڑگڑائی تھی۔

طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔"اس کے پتھریلے لہجے پہ وہ لڑکھڑائی تھی۔ سیم نے تشکر بھرا سانس" فضا کے سپرد کیا۔ اس کے کپکپاتے لبوں پہ سکوت ٹھہر گیا اور اسی لمحے اس کے ارمانوں کا خون ہو گیا تھا۔ وہ پتھر ہوئی کھڑی اس کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتے نکلتا چلا گیا۔ بیلا کے سینے سے ایک ہوک سی اٹھی۔ سیم ببل گم چباتے اس کے نزدیک جھکا۔

بس کہانی ختم۔ وہ سیٹی کی دھن گنگناتے ہنسا۔ بیلا نے چہرہ نہ اٹھایا بس خالی خالی نگاہوں سے اپنے پیروں کو تکتی رہی۔

کیسا لگا بی۔ دھتکارا جانا۔ اچھا لگا ہو گا یا میرا درد خوب محسوس ہوا ہو گا آپکو۔" سیم اس کی حالت سے" خوب حظ اٹھا رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے چہرہ اٹھایا تو چہرہ کچھ دیر پہلے کی برعکس پر سکون تھا۔ سیم ٹھٹھک گیا۔ وہ مسکرائی تھی مگر اس کی مسکراہٹ میں موجود دکھو کھلا پن اسے اندر تک ہلا کر رکھ گیا۔

تم نے میری محبت کو ہی میرے لیے سزا بنا دیا سیم۔" اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔ سیم تمسخر سے ہنسا۔

میں نے کہا جب راز سے پردہ اٹھ ہی چکا ہے تو کیوں نا سامنے آکر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بدلہ لیا جائے۔" وہ دلفریبی سے بولتے نگاہوں کا زاویہ بدل گیا۔

اب آپ یہ سب انجوائے کیجیے میں تو چلا اپنی جیت کا جشن منانے۔ دھتکار گیا ہے وہ آپکو۔ طلاق دے دی ہے اس نے بی اور آج میں بے حد خوش ہوں۔" وہ بے ہنگم انداز میں قہقہے لگاتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔ بیلا نے اسکی پشت کو اس وقت تک تکا جب تک وہ نگاہوں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ وہ کیوں حیران پریشان تھی اسے تو ہمیشہ سے ہی اسی رشتے نے دغا دیا تھا جس سے اس نے بے تحاشہ محبت کی تھی۔ غزوان کا تنفر بھرا لہجہ ایک بار سماعتوں میں لہرایا تو وہ آنکھیں میچ گئی۔ کیسے ایک لمحے میں سب کچھ بکھر گیا تھا۔

کاش تم نے جاننے کی کوشش کی ہوتی غزوان جاہ۔ بیلا تو تم پہ سب کچھ لٹانے کو تیار تھی۔ کاش غزوان کاش۔ وہ گرنے والے انداز میں وہی زمین پہ بیٹھی تھی۔ آج وہ رونا چاہتی تھی سب ختم ہو جانے پہ لیکن آنسو اس سے روٹھے بیٹھے تھے۔

مجھے لگتا تھا کہ کوئی مجھے ریجیکٹ نہیں کر سکتا لیکن اس نے کیا ہے۔ طلاق دے دی اس نے مجھے۔ طلاق دے دی۔ اس کے لب بے آواز ہلے۔ اس نے تھک ہار کر گھٹنوں میں چہرہ چھپالیا۔

****

شام کے سائے بنگلو پہ اپنے پر پھیلانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ فانیہ اپنے دکھتے سر کی بدولت کافی بنانے کی غرض سے کمرے سے باہر نکلی تو لاؤنج میں صرف غازی ہی دکھائی دیا۔ شرلین شاید وہاں سے جا چکی تھی۔ اسے یہی بہترین موقع لگا تھا اس سے سوال جواب کرنے کا۔ ہمت مجتمع کرتے وہ اس کے نزدیک پہنچی اور گلا کھنکھارا۔ غازی نے موبائل سے نگاہ ہٹاتے اسے دیکھا تو ٹھٹھک گیا۔ وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورنے کا فریضہ سر انجام دے رہی تھی۔

کیا ہوا۔" غازی نے فقط آئبرو اچکانے پہ اکتفا کیا۔ موبائل بند کرتے وہ ایک جانب رکھ چکا تھا۔"

کیا آپ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔" وہ اس کے سامنے کھڑی سراپا سوال تھی۔ غازی نا چاہتے" ہوئے بھی مکمل طور پہ اس کی جانب متوجہ ہوا۔

"کس سے۔"

اپنی باجی سے۔"وہ کڑھ کر بولی۔غازی نے ناگواری سے اسے دیکھا۔"

مجھے صرف نفرت کرنا آتی ہے۔محبت نامی لفظ تو میری ڈکشنری میں ہے ہی نہیں۔"اس نے لاپرواہی" سے شانے اچکائے اور میگزین تھام لیا۔فانیہ نے جھپٹنے والے انداز میں میگزین اس کے ہاتھ سے لیا۔اپنا نظر انداز کیا جانا کہاں پسند آیا تھا اسے۔

وہ بہت پسند کرتی ہے آپکو۔"فانیہ نے اس کے ساتھ جگہ سنبھالتے اسے اطلاع دی جیسے بہت اہم خبر" ہو۔غازی نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔

مجھ جیسا انسان پسند کیے جانے کے ہی قابل ہے۔"اس کے جواب پہ فانیہ کے چہرے کے زاویے" یکلخت بدلے۔جلتے بھنتے اس نے ایک کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالی اور دانت پیستے کچن کی جانب بڑھ گئی۔اپنے لیے کافی تیار کرتے وہ جوں ہی باہر نکلی وہ صوفے پہ بیٹھا حشمت سے باتوں میں مصروف کچھ کھا رہا تھا۔فانیہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔نجانے وہ کیوں اس سے ڈھنگ سے بات نہیں کر رہا تھا۔اگر وہ اسے اس مقام پہ لا کر طلاق دینے کا سوچے ہوئے تھا تو ایسا تو وہ قطعی نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔

کیا کھا رہے ہیں؟"اس نے اپنی جانب سے پہل کی۔"

اندھی ہو۔؟"اس نے چونک کر سر اٹھایا اور سوال کیا۔وہ حشمت کے سامنے اس کے جواب پہ ہونق" ذرہ رہ گئی۔کیسا گھٹیا انسان تھا اپنی بیوی کو ہی بے عزت کر رہا تھا۔

کیا مطلب۔"شرمندگی کے مارے اس کا جی چاہا زمین میں سما جائے کیونکہ حشمت بھی حیرانگی سے" اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

دکھ نہیں رہا کھا رہا ہوں۔"اس نے سر جھٹکا اور دوبارہ اپنی توجہ حشمت کی جانب مبذول کرائی جو" تنبیہی نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ایک تو وہ تمام کدورتیں مٹاتے اس سے بات کی پہل کر رہی تھی اور وہ تھا کہ ایٹیٹیوڈ دکھا رہا تھا۔

آپ کو شرم نہیں آتی ایک لڑکی ہو کر میں بات کا آغاز کر رہی ہوں۔وہ تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے اب چیخی تھی۔غازی کے حلق میں پھندا سا اٹکا۔وہ حشمت کے سامنے یہ بول دے گی اسے اندازہ نہیں تھا۔

کیا میں نے تمہیں یہاں بلایا فانیہ۔اندر جاؤ۔"غازی نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بنایا لیکن وہ" بھی آج ڈٹی کھڑی تھی۔

بے مروت انسان۔" وہ دل ہی دل میں تلملائی لیکن ہمت ہارنا اس نے بھی کہاں سیکھا تھا تبھی وہی" صوفے پہ ٹک گئی۔ حشمت نے مسکراہٹ چھپانے کی خاطر کتاب چہرے کے آگے کرلی۔

کیا اب میں نے تمہیں یہاں بیٹھنے کا کہا۔" وہ جو اس وقت اسے دیکھنے کا خواہاں تک نہ تھا سفاکی سے " گویا ہوا۔

کیا اب مجھے یہاں پوچھ کر بیٹھنا پڑے گا اور ایسا کیوں۔؟" وہ ناسمجھی سے بولی۔ "

کیونکہ یہ میرا بنگلو ہے۔ یہاں موجود ہر چیز پہ میرا حق ہے۔ تم کون ہو؟" فانیہ کا حلق سوکھ گیا۔ کمینے " بڈھے نے جتا ہی دیا کہ یہ اسکا بنگلو ہے۔ تو پھر کیا ہوا میں بھی اسی کی بیوی ہوں۔

میں بھی شاید آپ کی زبردستی کی بیوی ہوں۔" اس کے مسکرا کر جتانے پہ غازی کا حلق تک کڑوا" ہو جائے گا۔ اگلے ہی لمحے وہ آنکھیں پٹپٹاتے اٹھی اور گھوم کر اس کے عقب میں آکھڑی ہوئی۔ گہرا سانس بھرتے وہ جھکی اور اس کے شانوں پہ ہاتھ رکھا۔ اس کے ہاتھوں کے لمس پہ غازی کو کرنٹ سا لگا۔

میں آپ کے کندھے دبا دوں۔ سارا دن بیٹھ بیٹھ کر تھک جاتے ہونگے۔ "اس نے معصومیت سے " پلکیں جھپکائی اور تابعدار بیوی کی طرح کندھے دبانے لگی۔ غازی نے دانت پیسے اور حشمت خوا مخواہ یہاں وہاں نظریں گھمانے لگے۔

یہ تم میرا خیال کر رہی ہو یا سارا دن بیٹھنے پہ طنز۔ "وہ جو اس کے شانے پہ جھکی ہوئی تھی سرگوشی پہ " ایک ادا سے مسکائی اور زچ کرنے والے انداز میں اسے دیکھا۔

بابا کی نگاہ میں خیال اور اصل میں طنز۔ "وہ اب جان بوجھ کر اس کے کندھوں پہ دباؤ بڑھا رہی " تھی۔ حشمت نے اس کی فرمانبرداری پہ ستائشی انداز میں اسے دیکھا اور دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔

ٹانگیں بھی دبا دو تھوڑی سی۔ "وہ اب مزید پھیل گیا۔ "

گردن نہ دبا دوں۔ "اس کے برجستہ جواب پہ حشمت حیرت سے مڑے تو وہ گڑبڑا گئی۔ غازی نے " چہرہ جھکا لیا۔

مذاق بابا مذاق۔ آپ بھی نا۔ اتنا مذاق مت کیا کریں۔ مذاق کر رہے ہیں یہ۔ "اس نے مصنوعی ہنستے " گہرا سانس بھرا۔ حشمت بھی ان دونوں کو تنہا چھوڑتے کمرے میں چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی وہ ہاتھ

جھاڑتے پیچھے ہٹی تو غازی بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے باہر کی جانب جاتا دیکھ فانیہ نے انگلیاں چٹخائی۔ اب اس سے کیسے پوچھے کہ وہ کہاں جا رہا ہے اتنی رات کو۔

کہاں جا رہے ہیں۔" ہمت کرتے وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ غازی نے ایک سرسری سی نگاہ" اس پہ ڈالی جس کے چہرے پہ اضطراب واضح تھا۔

نفرت کرتی ہو نا مجھ سے۔" وہ قدم اس کی جانب بڑھانے لگا۔ فانیہ نے اپنی لرزتی انگلیوں کو آپس" میں سختی سے پیوست کیا

یس۔ اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔" اس نے ہمت کرتے سرد مہری سے جواب دیا۔ غازی" کی آنکھیں مسکرائی۔ اس نے اپنی داڑھی سہلاتے ایک گہری نگاہ اس پہ ڈالی۔

اتنے حسین انسان سے نفرت کرتے ذرا بھی شرم نہ آئی تمہیں۔" وہ بولتے مزے سے دائیں آنکھ" دبا گیا۔ فانیہ اس کے نزدیک آتے دیوار سے جا لگی۔ اب وہ اس کے اطراف میں حصار بنائے کھڑا تھا اور وہ دم سادھے اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

جب نفرت کرتی ہو تو پھر کس حق سے یہ سوال کر رہی ہو" اب کی بار اس کی آنکھوں میں پتھریلا پن" اتر آیا۔ لہجہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈا تھا۔

انسانیت کے ناتے۔رات بہت ہو گئی ہے نا۔"اس کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔"

ایک اجنبی انسان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی کے نجی معاملات میں دخل اندازی کرے۔"غازی" نے اشتعال کے عالم میں اس کی ٹھوڑی کو سختی سے جکڑا اور بے تابی اس کے چہرے کے نقوش کا جائزہ لینے لگا۔لب اس کے خوف سے بری طرح کپکپا رہے تھے

اور اگر میں بیوی کی حیثیت سے یہ سوال ہو چھوں تو۔"وہ بولتے ساتھ ہی آنکھیں میچ گئی۔غازی نے" جھک کر اس کی آنکھوں پہ لب مس کیے۔فانیہ کا اوپر کا سانس اوپر نیچے کا نیچے رہ گیا۔

تو یہ کہ میں نے بیوی کو ابھی اتنا فری کیا ہی نہیں ہے۔"وہ اپنا کام سر انجام دیتے پیچھے ہٹا اور ایک" الوداعی نگاہ اس کے سرخ پڑتے چہرے پہ ڈال نکلتا چلا گیا۔

****

غزوان کہاں ہو تم۔"مسلسل بجتے فون کی بدولت نے اس اکتا کر فون کان سے لگایا۔دوسری جانب" سے ابھرنے والی آواز مخدوم جاہ کی تھی۔غزوان نے حیرت سے فون کان سے ہٹایا جیسے ان کا فون آیا تھا اس بات کا اسے یقین نہ ہو۔

"بابا میں کہی باہر آیا ہوں۔"

تو نواب صاحب تشریف کا ٹوکرا ذرا ہسپتال لے آئیں کیونکہ آپ کے بھائی صاحب ہسپتال میں ہوش و حواس سے بیگانہ پڑے ہیں۔ حالت ایسی بری ہے جیسے کسی نے بڑی مشکل سے چھوڑا ہو۔ جلدی ہسپتال پہنچو۔" انہوں نے حکم صادر کرتے کال کاٹ دی۔ غزوان کا ذہن سنسنا اٹھا۔

اگر غضنفر ہسپتال میں ہے تو پھر اس روم میں۔" اگلے ہی لمحے اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ اس نے " بے چینی سے پہلو بدلا۔ بیلا کی آواز زور و شور سے سماعتوں میں لہرائی تھی۔

میرا یقین کریں غزوان یہ جھوٹ بول رہا ہے غضنفر یہاں نہیں ہے۔ وہ آنکھیں میچتے ایک جھٹکے سے گاڑی سے اترا اور ہوٹل کی لابی کراس کرتے مطلوبہ کمرے کی جانب بڑھا لیکن وہاں سناٹا دیکھ اس کا دل بھی سناٹوں کی زد میں آ گیا۔ خشک لبوں کو تر کرتے اس نے دروازہ ناک کیا کہ شاید وہ اندر ہی ہو۔

سر اینی پرابلم۔" وہاں کا ملازم پیشہ وارانہ مسکراہٹ چہرے پہ سجائے اس کی جانب آیا۔ "

وہ اس کمرے میں ابھی ایک لیڈی تھی۔" اس نے کمرے کے بند دروازے کی جانب اشارہ کرتے " کھوئے کھوئے لہجے میں استفسار کیا۔

وہ۔ وہ تو یہاں سے چلی گئی۔ دس منٹ ہو چکے ہیں۔ یہ کمرہ اب لاک ہے۔" وہ اسے اطلاع دیتے آگے بڑھ گیا۔ غزوان نے آنکھوں کو میچ کر کھولا۔ سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ بنا کچھ سوچے سمجھے وہ اتنا بڑا قدم کیسے اٹھا گیا تھا۔ مخدوم کے فون کا سوچتے اس کا رخ اب ہسپتال کی جانب تھا۔ تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت طے کرتے گاڑی مطلوبہ ہسپتال کے سامنے رکی۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتے آپریشن تھیٹر کی جانب بڑھا۔ راہداری میں ہی اسے مخدوم جاہ اور نیلم جاہ دکھائی دیے تھے۔ قدموں کی رفتار باقاعدہ سست پڑی۔

کہاں ہے تمہاری بیوی۔" وہ بولے نہیں تھے غرائے تھے۔ غزوان نے تعجب سے ان کے بگڑے ہوئے تاثرات دیکھے۔

کہاں ہے وہ لڑکی۔ جواب کیوں نہیں دیتے۔ میرے بیٹے کو کس حال میں پہنچا دیا اس نے۔ ہم اسے کبھی معاف نہیں کریں گے۔" نیلم جاہ بھی اب شدید مشتعل دکھائی دے رہی تھی۔ غزوان نے ذرا سی پلکیں اٹھائی اور گلا کھنکھارا۔

کیا کیا ہے بیلا نے۔ اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

ارے پہلے اسے خود کمرے میں بلایا ہوٹل کے اور پھر مار مار کر حشر بگاڑ دیا۔ایسی لڑکیوں کے ساتھ اور کیا ہونا چاہیے بھلا۔ مخدوم جاہ کے لبوں سے یہ الفاظ سن اس نے اذیت سے آنکھیں میچی۔ایک لمحے میں وہ ساری بات سمجھ چکا تھا۔مینا کو بھی تو ورغلانے والا غضنفر ہی تھا۔

اس نے کمرے میں بلایا یا پھر آپ کے بیٹے نے اسے پیشکش کی تھی بابا۔"غزوان کی بات پہ ان دونوں" کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے پگھلا ہوا سیسہ ان کی سماعتوں میں انڈیل دیا ہو۔وہ دونوں خواہ مخواہ نگاہیں چرانے لگے۔

تم اپنی بیوی کی ہی طرف داری۔"

نہیں کر رہا بابا ایسا کچھ بس حقیقت جاننا چاہ رہا ہوں کیونکہ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ایک غلط فہمی کی بنا پہ " میں اسے طلاق دے آیا ہوں۔اب تو یقیناً آپ سب خوش ہونگے نا۔شروع سے آپ سب نے میری زندگی کو ہی تو نشانہ بنایا ہے۔"وہ خالی خالی نگاہوں سے انہیں دیکھتے اذیت سے بولا۔اس کے لہجے میں ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔

کیا کہا تم نے بیلا کو طلاق دے دی۔"غزوان نے ان کی بات پہ خاموشی سے چہرہ جھکا لیا۔اگلے ہی لمحے " اپنے منہ پہ پڑنے والا تھپڑ اس کیلیے بلکل غیر متوقع تھا۔وہ ہونقوں کی طرح انہیں دیکھنے لگا۔

"تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا بے وقوف انسان۔ ایک سونے کی چڑیا کو اپنے ہی ہاتھوں سے قتل کر ڈالا۔ اسے پنجرے سے آزاد کر دیا تم نے۔ دیکھا نہیں تھا جب سے آئی تھی ہمارے گھر ایک بار پھر دولت کی ریل پیل ہو گئی تھی۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔" غزوان پھٹی پھٹی نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہا تھا جو ابھی بھی اپنا ہی سوچ رہے تھے۔ بیلا کو اس گھر میں لانے کے پیچھے بھی ان کا اپنا ہی مقصد تھا۔ ان کا مکروہ چہرہ دیکھنے کی مزید اس میں ہمت نہیں تھی تبھی قدم پیچھے اٹھانے لگا۔

"نہیں یہ میں نے کر دیا۔ وہ مجھے یقین دلاتی رہی اور میں۔ میں اسے دھتکارتا رہا اور وہ سیم وہ مجھ سے جھوٹ بولتا رہا۔ میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے اپنا بنا بنایا گھر ختم کر دیا۔" وہ لڑکھڑاتے قدموں سمیت باہر پارکنگ لاٹ میں آیا اور بے دم ہوتے گھٹنوں کے بل زمین پہ بیٹھا تھا۔ قسمت نے کیسا چکر کھایا تھا کل تک وہ خود اسے دھتکارا کرتا تھا اور آج جب وہ اسے اپنی زندگی سے بے دخل کر چکا تھا تو اس کی ایک ایک بات ایک ایک حرکت آنکھوں کے دریچوں پہ لہرا رہی تھی۔

وہ بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کر بیٹھا تھا لیکن اب پچھتاوے کے سوا بچا ہی کیا تھا معاً کچھ سوچتے اس کی آنکھوں کی چمک بحال ہوئی اور اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنے نم گالوں کو رگڑتے گاڑی میں جا بیٹھا۔

وہ ضرور قیس ولا گئی ہو گی۔ میں اسے منا لوں گا۔ وہ تو ویسے بھی اس طلاق کو نہیں مانتی ہو گی۔ آفٹر" آل اس کے ریلیجن میں یوں طلاق تھوڑی ہوتی ہیں۔ یہ نکاح بھی تو نہیں ہو سکتا تھا مگر ذبردستی ہوا تھا ناتو پھر اس طلاق کا بھی کوئی نا کوئی حل لازمی ہو گا۔" وہ آنکھوں میں ایک عزم لیے پر اعتمادی سے خود سے مخاطب تھا۔ ویران آنکھوں کی رونق بحال ہوئی تھی۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

بہت اچھا ہوا تم خود ہی یہاں آ گئی۔ میں تمہیں ہی یہاں بلانے والا تھا۔" بلاارادہ ہی قیس کی نگاہ صدر" دروازے کے آگے کھڑی بیلا کی جانب اٹھی۔ وہ چونکے مسکرائے اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

بہت حسین اتفاق ہے میرے لیے یہ۔" وہ بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے مضبوط قدم ان کی جانب" اٹھانے لگی۔

میرا باپ مجھے بلانا چاہتا تھا ایسا کیونکر ہوا۔" اب وہ ان کی آنکھوں میں دیکھتے عجیب سے انداز میں" استفسار کر رہی تھی۔

تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے۔" قیس نے کہا۔ بیلا دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے مسکرائی" اوران کی سائیڈ سے نکلتے صوفے پہ جا بیٹھی۔ اگلے ہی لمحے قیس نے تالی بجائی تھی۔ گول سیڑھیوں کی اوٹ سے جس کا چہرہ برآمد ہوا بیلا کو اسے دیکھ کر کوئی جھٹکا نہ لگا تھا۔ چہرہ ہنوز پر سکون تھا۔

آپ سے ایسے ہی سرپرائز کی توقع کر سکتی ہوں میں۔" اس سے قبل کہ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے زینوں" کی جانب بڑھتی اندر آتے وکیل کو دیکھ وہ نا چاہتے ہوئے بھی ٹھٹھکی تھی۔

یہ کچھ کاغذات ہیں جن پہ تمہارے دستخط ضروری ہیں۔" انہوں نے فائل بیلا کی جانب بڑھائی جسے" اس نے خاموشی سے تھام لیا۔ سیم کو حیرانی ہوئی کہ ابھی اتنے بڑے ٹروما سے گزرنے کے بعد بھی وہ اس حد تک پر سکون کیوں ہے۔ نہ وہ روئی نہ تڑپی نہ شور ہوا البتہ وہاں تو سکون ہی سکون تھا۔ بیلا نے ایک نظر قیس کو دیکھ جان چھڑانے والے انداز میں جہاں جہاں وہ کہتا گیا دستخط کرتی چلی گئی۔ اس دوران قیس اور سیم دونوں کے لبوں پہ شیطانیت بھری مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔

اور کچھ۔" اس نے پین وکیل کی جانب اچھالا جسے اس نے ایک ہی جست میں کیچ کر لیا۔"

بس اتنا ہی بہت ہے۔ سب کچھ تو تم نے خود ہی کر دیا اب مزید کچھ کرنے کی گنجائش نہیں بچتی۔" وہ" سفاکیت سے بولتے قہقہ لگا کر ہنس دیا۔ ان کی ہنسی میں سیم نے بھی بھرپور انداز میں ساتھ دیا تھا۔

کیا مطلب یہ کون سے کاغذات تھے۔"وہ نا سمجھی کی کیفیت میں بولتے ایک بار پھر ان دونوں کو ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔ کچھ غلط ہونے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

"یہ اس گھر کے کاغذات تھے جس پہ تمہیں زعم تھا اب تمہارا کچھ نہیں رہا۔ سب کچھ میرا ہو گیا۔ بہت رہ لیا تمہارے رحم و کرم پہ اب مزید نہیں۔ تمہیں کیا لگا چال صرف تم ہی چل سکتی ہو۔ دھوکا صرف تم ہی دے سکتی ہو۔ مت بھولو باپ باپ ہی ہوتا ہے۔ان کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔ بیلا ان کے انکشاف پہ سن پڑ گئی۔

"ڈیڈی آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ مم۔ میرا کیا ہو گا۔"وہ خوف سے زرد پڑتے بولی۔ کیسی ہار نصیب ہوئی تھی اسے۔ قیس سرشاری کی کیفیت میں مسکرا دیا۔ اسے بیلا کا زرد پڑتا چہرہ سکون دے رہا تھا۔

"پڑھ کر سناؤ ذرا اسے کہ اس فائل میں کیا لکھا ہے۔ یہاں اس کی اڑتی رنگت کا ملاحظہ ہم بھی کریں۔" سیم اور قیس ہاتھ مار کر قہقہہ لگاتے صوفے پہ براجمان ہو گئے۔ بیلا نے خالی خالی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا۔

"ان کاغذات کے مطابق جو تھوڑی بہت پراپرٹی قیس کے نام تھی وہ بھی مس بیلا کے نام ہو چکی ہے۔" قیس کے چہرے کا رنگ فوراً بدلا۔

اور یہ کام مسٹر قیس نے بخوشی سرانجام دیا ہے۔" اب کی بار تڑپ کر اٹھنے کی باری سیم کی تھی۔ دونوں نے بے یقین نگاہوں کا تبادلہ کیا۔

اور مس بیلا نے اس پہ خوشی خوشی دستخط کر دیے ہیں۔ کونگریچولیشنز مس بیلا۔" وہ اب بیلا سے ہاتھ ملا رہا تھا۔ قیس کی خوفزدہ نگاہیں بیلا کی جانب اٹھی جو معصومیت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

اوہ مائی ڈیڈی۔ آپ نے یہ سب میرے لیے کیا۔ آپ میرے بارے میں کتنا سوچتے ہیں۔" وہ والہانہ انداز میں ان کی جانب بڑھی۔

ٹھیک سے پڑھو۔ یہ سب نہیں تھا اندر۔" وہ چلائے۔ بیلا نے مسکراتی نگاہوں سے ان کا غصے سے لرزتا وجود دیکھا۔

ٹھیک کہا تھا میں نے ڈیڈی چال چلنا صرف مجھے آتا ہے۔ باپ باپ ہوتا ہے مگر اولاد اس سے دس قدم آگے ہوتی ہے۔ وہ فاتحانہ لب و لہجے میں بولتے اسے ٹھٹھکا گئی۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میں ایک بار پھر نہیں ہار سکتا تم سے۔ یہ کاغذات غلط ہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔" وہ پاگلوں کی طرح انکاری تھے۔

"آپ ہار چکے ہیں ڈیڈی۔ شکست قبول کیجیے۔" اس نے سکون سے قیس کا جملہ اچکا۔ سیم نے اسے گھورا۔ وہ کیسے فراموش کر گیا تھا بیلا کے ساتھ گیم کرنا ناممکن تھا۔

"سیم یہ کاغذات تمہارے سامنے میں نے۔" ان کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی سیم نے تنفر سے بیلا کی مسکراتی آنکھوں میں دیکھا۔

"کیسی عورت ہیں آپ۔ طلاق کا داغ اپنے ماتھے پہ سجا کر بھی پر اعتمادی سے گھوم رہی ہیں۔ کہی سچ میں تو مختلف مردوں کا ذائقہ تو نہیں لگ گیا۔" سیم نے ایک بار پھر اسے کمزور کرنا چاہا۔ ہوٹل میں اس کی متغیر ہوتی رنگت اس نے بخوبی دیکھی تھی۔ بیلا ہنوز مسکراتی رہی اور قدم بقدم چلتے اس کی جانب جھکی۔

"تم میرے کردار پہ بات کر رہے ہو اور دیکھو مجھے ہنسی آرہی ہے۔" وہ چہرہ پیچھے گرائے کھل کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی ہمیشہ کی طرح زندگی سے بھرپور تھی۔ سیم اس کے حوصلے پہ عش عش کر اٹھا۔ وہ کسی چٹان کی طرح مضبوط تھی۔

یہ سب تم نے کیسے کیا بیلا کیونکہ مجھے اچھے سے یاد ہے میں نے یہ کاغذات نہیں بنوائے تھے۔" بیلا" نے ان کی بات پہ آنکھ کے اشارے سے وکیل کو جانے کا کہا اور اپنا کوٹ اتارتے صوفے پہ پھینکا۔ اصل فلم تو اب شروع ہونے تھی۔

زیادہ کچھ نہیں بس آپ کی الماری میں سے وہ کاغذات نکال کر یہ والے رکھ دیے۔ زیادہ محنت مجھ " سے نہیں ہوتی ڈیڈی۔" اس نے دونوں کو نگاہوں کے حصار میں لیتے بازو صوفے کی پشت پہ پھیلائے۔ قیس اس کی پلیننگ پہ ساکت رہ گیا۔

کیا لگا تھا کہ انجان ہوں آپ دونوں کی پلیننگز سے میں۔" اس نے دائیں آئبرو اچکائی۔" کہا تھا ڈیڈی میں نے آپ سے اس گھر سے دور ضرور ہوں مگر بے خبر نہیں۔" اب کی بار اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ سیم بنا پلک جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔

اور ویسے بھی یہ بات اب مجھے اچھے سے سمجھ آگئی ہے کہ اپنے ہی ڈستے ہیں غیروں کو کیا معلوم کس " بات پہ جی جلتا ہے۔" وہ تلخی سے بولتے اپنی جگہ سے اٹھتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

ون تھنگ مور مت بھولیں ڈیڈی دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" وہ اب جان بوجھ کر ان " دونوں کو زچ کر رہی تھی۔ پہلی سیڑھی پہ چڑھتے ہی وہ کچھ سوچ کر رکی اور پلٹ کر انہیں دیکھا۔

لوزر ڈیڈی اپنے رہنے کا بندوبست کرلیں ورنہ مجھے آپکو آپکے سامان سمیت باہر پھینکنا پڑے گا جو مجھے " بلکل بھی اچھا نہیں لگے گا۔" وہ شانے اچکا کر بولتے زینے چڑھ گئی۔ اس کی جرأت پہ وہ تلملا کر رہ گئے۔ رنگت متغیر ہوئی۔ اگلے ہی لمحے انہوں نے غصے سے میز پہ رکھے گلدان کو ہاتھ مارا وہ زمین پہ گرتے چکنا چور ہو گیا۔

پورے پانچ لاکھ کا تھا یہ پیس۔ معاف نہیں کروں گی آپکو یہ قیمت۔" شور کی آواز سن وہ اب ریلنگ پہ " جھکی انہیں واضح لفظوں میں تنبیہہ کر رہی تھی۔ قیس اور سیم نے بیک وقت ایک زہر خند نگاہ اس پہ ڈالی۔

نائیک۔" اگلے ہی لمحے اس کی دھاڑ پہ وہ بوتل کے جن کی طرح اس کے سامنے نمودار ہوا۔ "

اس محل میں مجھے کچرا شروع سے ہی نہیں پسند تم جانتے ہونا۔ میں واپس لوٹوں تو اس سمیر نامی مخلوق " کا یہاں سے صفایا کر دینا ورنہ میں تمہارا صفایا کر دوں گی۔" وہ سفاکی سے حکم صادر کرتی اپنے کمرے میں گھس گئی۔ سیم خود کو کچرا کہے جانے پہ اشتعال کے مارے مٹھیاں بھینچ گیا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

ناشتے وغیرہ سے فراغت حاصل کرتے وہ بیگ لینے کی خاطر کمرے کی جانب بھاگی تھی۔ غازی نے ایک تیز نگاہ اس کی حرکتوں پہ ڈالی۔

میرا ہو چکا۔" جے بی بھی اس کے جاتے ہی ناشتے سے ہاتھ روکتے لاؤنج کی جانب چلا آیا۔ اس کا بہت "سا کام ابھی پینڈنگ تھا معاً موبائل بجنے کی آواز نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کروائی۔ وہ چونکا اور اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ آواز کہیں نزدیک سے آ رہی تھی۔ موبائل تلاش کرنے کیلیے اسے زیادہ تردد نہ کرنا پڑا کیونکہ وہ سامنے میز پہ ہی اسے رکھا دکھائی دے گیا تھا۔ وہ فانیہ کا موبائل تھا جو نجانے کب سے بج رہا تھا۔

نجانے یہ کہاں رہ گئی۔" وہ تھک ہار کر اپنی جگہ سے اٹھا اور جھک کر موبائل اٹھایا تھا۔ کوئی ان نون "نمبر تھا۔ پیشانی پہ شکنیں سجائے اس نے فانیہ کو بلانے کا ارادہ ترک کیا اور خود فون کان سے لگایا۔

فانی بے بی کیسی ہوں۔" نسوانی آواز سن نجانے کیوں جے بی کی سانسیں تھم گئی۔ وہ سن کھڑا دوسری "جانب سے آنے والی آواز سن رہا تھا۔

تم کچھ بول کیوں نہیں رہی۔" اب کی بار بیلا کا سرد لہجہ اس کی سماعتوں میں گونجا تو وہ ہڑبڑا کر ہوش "کی دنیا میں لوٹا۔

آپ کک۔ کون۔"اس کی آواز کانپتی ہوئی تھی۔ بیلا ٹھٹھک گئی۔ اس نے سکرین دیکھی۔ نمبر تو فانیہ کا ہی تھا تو پھر یہ آدمی۔ فانیہ کے آتے ہی جے بی نے لرزتے ہاتھوں سمیت فون اسے تھمایا اور خود صوفے پہ جا کر بیٹھ گیا۔ بیلا کا نمبر دیکھ فانیہ کا دماغ سنسنا گیا۔ کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

ہیلو بی کیسی ہیں آپ۔"وہ مشکل اپنے لہجے کو ہشاش بشاش بناتے ہوئے بولی۔"

یہ کون تھا تم سے پہلے۔"وہ درشتی سے بولی۔ فانیہ کا دل سکڑ کر پھیلا۔"

بی وہ آپ کو بتایا تھا نا میں نے یہاں جاب شروع کی ہے کیونکہ واپس نہیں آسکتی ابھی تو وہ میرے کولیگ تھے۔"اس نے جے بی کو آنکھیں دکھاتے جھوٹ بولا جو کھوئی کیفیت میں بیٹھا تھا۔

اوکے بی میں آپ سے رات میں بات کرتی ہوں۔"جلد بازی میں فون کاٹتے اس نے کڑی نگاہوں سے جے بی کو دیکھا۔

کیا ضرورت تھی میرا فون اٹھانے کی۔ اب بی مجھ پہ شک کریں گی۔"اس نے جے بی کو آڑے ہاتھوں لیا۔ اس نے جواب میں کچھ نہ کہا۔ اس کی آواز سن اس کی حالت نجانے کیوں خراب ہوگئی تھی۔

خیر میں انہیں سمجھالوں گی اور کیا آپ مجھے ڈراپ کریں گے؟" اس نے بیگ کی زپ بند کرتے مصروف سے انداز میں استفسار کیا۔

"نہیں بھائی۔" جے بی نے بنا نظریں اٹھائے کہا۔ فانیہ کے ہاتھوں کی حرکت تھمی ساتھ ہی چہرے کے تاثرات بگڑے۔ اس وقت تک غازی بھی وہی آچکا تھا۔

"چلو جلدی۔ مجھے واپسی پہ کہی اور بھی جانا ہے۔" وہ جھک کر میز پر سے چابی اٹھاتے سنجیدگی سے بولا۔ کیسا ویلا انسان تھا۔ کہی بھی جانے کو کبھی بھی تیار رہتا تھا۔

"میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی۔ آپ جائیں اپنی اس شرلین کے ساتھ۔ میں لوکل چلی جاؤں گی۔" فانیہ کے انکار پہ اس کا چہرہ آخری حد تک سرخ پڑ گیا۔

"تم ہو کون تمہاری حیثیت کیا ہے جو اس قدر دھڑلے سے مجھے انکار کر رہی ہو۔" غازی پورا کا پورا اس کی جانب گھوما اور کاٹ دار لہجے میں بولا۔

"آپ کون ہے اور آپکی حیثیت کیا ہے جو آپ مجھ پہ حکم چلاتے ہیں۔" وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھ دوبدو بولی۔ غازی کے تنے ہوئے تاثرات اس کی جرأت پہ ڈھیلے پڑے۔ اسے فانیہ کی حرکت خوب بھائی تھی۔

وہی جس کی خوبصورتی سے تم جلتی ہو۔ تمہارا حسین و جمیل ٹیمپوریری شوہر یار۔" گھوم پھر کر ایک بار" پھر اسکی بات اپنی خوبصورتی پہ ہی ختم ہوئی تھی۔ فانیہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی۔ عقب میں بیٹھا جے بی خاموش نگاہوں سے ان دونوں کو آمنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ جہاں فانیہ کی آنکھوں میں غصہ تھا وہی غازی کی نگاہیں زچ کرتی ہوئی تھی۔

ایک کک کروں گی تو ساتویں آسمان پہ پہنچ جائیں گا بڈھا۔" وہ شرٹ کی آستین فولڈ کرتے زیرِ لب" بڑبڑائی۔

کک می۔" نجانے کیسے وہ اس کی سرگوشی سن چکا تھا تبھی انتہائی سنجیدگی سے بولا۔ فانیہ اپنی جگہ سے" اچھل کر رہ گئی۔

مذاق کو مذاق کی طرح ہی ڈیل کیا کریں آپ تو جان ہی نکال دیتے ہیں۔" وہ میسنے پن سے بولتی" جے بی کی جانب مڑی۔ غازی نے نفی میں سر ہلایا۔

جے بی بھائی آپ بھی چلیں نا۔" وہ ملتجیانہ نگاہوں سے اسے دیکھتے باقاعدہ ہاتھ جوڑ گئی۔ وہ جو گاڑی" سے پشت ٹکائے فانیہ کا منتظر تھا جے بی کو اس کے ساتھ آتا دیکھ پیچ و تاب کھاتا رہ گیا۔ ان کے گاڑی

میں بیٹھتے ہی غازی نے گاڑی آگے کی جانب بڑھائی۔ ابھی پانچ منٹ کی مسافت ہی گاڑی نے طے کی تھی کہ ایک جھٹکے سے گاڑی رک گئی۔ فانیہ نے مسکراہٹ دبانے کی خاطر چہرہ جھکالیا۔

"میں دیکھتا ہوں۔" جے بی کہہ کر گاڑی سے اترا۔

"بھائی ٹائر بلاسٹ ہو گیا ہے۔" وہ ونڈ سکرین پہ جھکا تشویش کے عالم میں بتا رہا تھا۔ غازی نے فون کان سے لگایا اور ڈرائیور کو گاڑی لانے کا حکم صادر کیا۔

"مجھے تو دیری ہو جائے گی میں لوکل چلی جاتی ہوں۔" وہ تیزی سے اتری مبادہ وہ کھینچ کر اسے اندر نہ بٹھالے۔ ان دونوں نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"جاؤ تم بھی اس کے ساتھ جاؤ جے بی۔" غازی کے حکم پہ فانیہ غصے سے پہلو بدل کر رہ گئی۔ یہ انسان اس کا پیچھا کبھی نہیں چھوڑے گا۔ وہ دل ہی دل میں تلملا کر رہ گئی۔

"آپ کے بھائی نے اچھا نہیں کیا۔ مجھے تنہا اکسپلور کرنی ہیں چیزیں۔" آفس پہنچتے ہی وہ جے بی سے ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

"بھائی کا حکم تھا میں کیسے ٹال سکتا تھا۔" اس نے ہمیشہ والا فقرہ دہرایا۔ فانیہ جل بھن کر رہ گئی۔

بھائی کا چمچہ۔ "اس نے دانت یوں پیسے جیسے دانتوں تلے جے بی ہو اور مڑ کر اندر گھس گئی۔"

تم نے اتنی تاخیر کیوں کر دی آنے میں۔ سر غصہ ہو رہے ہیں۔ آج بہت مشہور شخصیت آنے والی" ہے یہاں اور ہمیں ان سے سوال جواب کر کے وہ انٹرویو ریکارڈ کرنا ہے اور ایز آر پورٹر کام کرنا ہے۔" حاکم اس کے ساتھ چلتے اسے سمجھا رہا تھا۔ فانیہ نے کرسی پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتے اپنی پیشانی مسلی۔

"تم مجھے تم کیوں کہ رہے ہو۔"

کیونکہ ہماری دوستی ہو چکی ہے۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔"

اور یہ کب ہوا مسٹر ایکس وائے زی۔" وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔"

ابھی جب تم نے میری بات کا جواب دیا۔" وہ دوبدو بولا۔ فانیہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس دی۔ اسے بھی" فانیہ ہی کی طرح بے فضول بولنے کی عادت تھی۔ اس کی ہدایات کے مطابق فانیہ نے کارڈ نکال کر گلے میں پہنا اور قدم اس کی تقلید میں اس کمرے کی جانب بڑھائے جہاں یہ پروگرام منعقد ہونے والا تھا۔ اتنے کشادہ کمرے کو دیکھ اس کی آنکھیں ستائشی انداز میں پھیل گئی۔ سونے پہ سہاگہ اندر لاتعداد

رپورٹرز تھے۔ وہ اپنا نمبر ڈھونڈتے جگہ پہ بیٹھ گئی۔ صد شکر تھا حاکم کی کرسی اس کے ساتھ ہی تھی۔ اس کے علاوہ تو وہ کسی کو جانتی بھی نہیں تھی۔

"یہ سب کچھ میرے لیے بلکل نیا ہے۔" وہ سرگوشی کرنے والے انداز میں بولی۔

"تم کرلوگی جانتی ہو کیوں کیونکہ تمہیں میری ہی طرح فضول بولنے اور سوال جواب کرنے کی بہت عادت ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھپکتے اسے تسلی دے رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے اندر داخل ہونے والی مشہور شخصیت کو دیکھ فانیہ کا منہ اور آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی۔ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔

"ارے ابھی سوال نہیں کرنا۔ بیٹھو۔" حاکم نے اسے کھینچ کر بٹھایا لیکن وہ یک ٹک بس غازی کو گھور رہی تھی جو اتنی بھیڑ میں بھی اسے دیکھ کر مسکرانا نہیں بھولا تھا۔

"میٹ مسٹر غازی اس کمپنی کے اونر۔" ڈائس پہ کھڑی لڑکی مزید کچھ بھی بول رہی تھی لیکن فانیہ کو تو اس کے جھوٹ پہ غصہ آرہا تھا۔ وہ اس کمپنی کا اونر تھا۔

"اوکے لیٹس سٹارٹ دی سیشن۔ سر آپ خود چوز کریں آپ کسے سننا چاہیں گے۔" اس لڑکی کی بات پہ غازی نے ایک طائرانہ نگاہ پورے ہال میں دوڑائی۔ اس کی نگاہ فانیہ پہ جم کر رہ گئی۔ آہستہ آہستہ اس کی انگلی فانیہ کی جانب آ ٹھہری۔ وہ اس کی چالاکی پہ دانت پیس کر رہ گئی۔

"اوہ مس فانیہ۔ انہوں نے کل ہی جوائننگ دی ہے سر۔" وہ لڑکی مسکرائی لیکن فانیہ کے وجود میں تو بدلے کی آگ جل رہی تھی۔ وہ پر اعتمادی سے اپنی جگہ سے اٹھی اور اس لڑکی کے ہاتھ سے مائیک تھام لیا۔

"آپ اتنے بوڑھے ہو گئے ہیں سر آپ نے اب تک شادی کیوں نہیں کی۔" اس کے سوال پہ پورے ہال میں موت کی سی خاموشی تھی۔ حاکم نے سٹپٹاتے اس کے بازو پہ ایک چیونٹی کاٹی لیکن وہ یونہی کھڑی غازی کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔

"یہ کیا بول رہی ہیں آپ مس فانیہ۔ یہ کس قسم کا سوال ہے۔" وہی لڑکی اب کر خنگی سے فانیہ کو دیکھتے پوچھ رہی تھی۔

"بیوی ہو کر یہ سوال پوچھتے ہوئے شرم نہیں آئی تمہیں۔" غازی کا جواب سن اب کی بار سب کی نگاہیں فانیہ کی جانب اٹھی جس کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا تھا۔ اسے بلکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ بھری محفل میں وہ سب پہ یہ راز آشکار کر دے گا لیکن وہ کیسے فراموش کر گئی تھی کہ مقابل غازی ہے جو ایسی صورتحال سے کبھی نہیں گھبرایا تھا۔

کمینہ بڈھا۔" وہ روہانسی نگاہوں سے اسے دیکھتے دل ہی دل میں بڑبڑائی۔ وہ ٹانگ پہ ٹانگ چڑھاتے " اس کے چہرے کے اڑے اڑے رنگوں کا ملاحظہ کر رہا تھا۔ اس کی بازی اسی پہ الٹی پڑ گئی تھی۔

آپ سر عام لڑکی کو ہراس کر رہے ہیں سر وہ بھی آپ سے عمر میں بے تحاشہ چھوٹی۔" فانیہ نے بھی " کہاں ہار ماننا سیکھا تھا۔ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔

ہراس کا مطلب جانتی ہے یہ چھوٹی سی بچی۔" اس کے معصومیت بھرے لہجے پہ وہ جل بھن کر رہ " گئی۔ ارد گرد سے بے نیاز وہ دونوں آپس میں لڑنے میں محو تھے۔

یہاں آنے کا مقصد۔" اب کی بار وہ سیدھا لائن پہ آئی اور کھردری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ "

صرف اور صرف آپ کی حفاظت زوجہ محترمہ۔" جواباً وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور سر کو خم کرتے ایک ادا " سے بولتے اسے ٹھٹھکا گیا۔ سب ہونقوں کی طرح ان کی باتیں سمجھنے کی تگ و دو میں تھے۔

تم سر کی وائف ہو مجھے بتایا کیوں نہیں۔" حاکم نے خشمگیں نگاہوں سے اسے گھورا۔ فانیہ نے کوئی " جواب نہ دیا۔ غازی فون کان سے لگاتے ان سب سے معذرت کرتے باہر نکل گیا۔ فانیہ اس کے تعاقب میں بھاگی تھی لیکن غازی کی بھاری آواز نے اس کے قدم وہی روک لیے۔

مجھے دیکھ کر اسکا ردعمل بلکل ویسا تھا جیسا تم نے کہا تھا لیکن اسے یہ بات بلکل بھی معلوم نہیں ہونی" چاہیے کہ سفارش پہ جاب ملی ہے اسے۔ اسے یہی معلوم ہے کہ یہ اسے ٹیلنٹ کی بدولت ملی ہے۔ اگر اسے یہ سب بھی معلوم ہوا تو وہ مزید بدگمان ہو گی۔" فانیہ کے قدم لڑکھڑا گئے۔ اس نے بے یقین نگاہیں غازی کی چوڑی پشت پہ جما دی۔ وہ دونوں اس کے ساتھ گیم کر رہے تھے اور وہ انجان تھی۔ غازی کا تو اسے اندازہ تھا لیکن جے بی بھی۔ اس نے ہاتھ کی پشت سے آنکھوں کے دھندلے پن کو صاف کیا اور باہر کی جانب بھاگی تھی۔ اس کے ساتھ واپسی تو وہ قطعی نہیں کرے گی وہ سوچ چکی تھی۔ باہر نکل کر بس میں سوار ہوتے وہ ہنوز غازی کی باتوں کے متعلق سوچ رہی تھی۔ اس لمحے اسے غازی سے مزید نفرت محسوس ہوئی تھی۔ اس سے قبل کہ وہ سوچوں کے یلغار میں بہتی چلی جاتی بس ایک جھٹکے سے رکی۔ وہ بمشکل گرتے گرتے بچی۔ بس میں موجود سب لوگوں کو اس نے حیرت سے جلد بازی میں نیچے اترتے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ بھی دروازے کی جانب بڑھتی کسی نے اندر آتے ہی دروازہ بند کر لیا۔ بس ایک بار پھر چل پڑی تھی لیکن اس بار بس میں اس آدمی اور فانیہ کے علاوہ کوئی نہ تھا۔

کک۔ کون ہو تم۔ اس نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بنایا۔ وہ سکون سے مڑا لیکن اس کی شکل دیکھ فانیہ کی حالت ایسی تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

تم۔ "اس کے لبوں سے دبی دبی چیخ نکلی۔ "

ہاں میں۔ چہرہ دیکھ کر تو لگتا ہے پہچان گئی ہے حور مجھے۔ چل میں پھر بھی یاد دلا دیتا ہوں شاہ یاد تو ہو گا" ہی بیلا سے ملنے کافی بار ولا آچکا ہوں۔ "وہ مکروہ مسکراہٹ سمیت بولا۔

تت۔ تم یہاں کیوں آئے ہو۔ "اس کی لہو رنگ آنکھوں میں حیوانیت دیکھ فانیہ کا پور پور سلگ" اٹھا۔ وہ کانپتے لب و لہجے میں بولی۔

تجھے لینے میری حور۔ "شاہ اس کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ فانیہ نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے" دیکھا۔ کاش وہ غازی کو چھوڑ کر وہاں سے نہ نکلی ہوتی۔ اسے جلد بازی میں کیے گئے اپنے فیصلے پہ پچھتاوا ہوا۔

مجھے بیلا نے بھیجا ہے تیرے لیے۔ خرید لیا ہے میں نے تجھے تیری بی سے۔ "فانیہ کے پیروں تلے" زمین کھسک گئی۔ وہ ویران نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اگلے لمحے اس کے فریب پہ دل میں نفرت کا طوفان آیا تھا۔

میری بی ایسا کبھی نہیں کر سکتی۔ تجھ جیسے حیوان کو وہ مجھے کبھی نہیں سونپ سکتی۔ سب سے بڑھ کر" یقین ہے مجھے ان پہ۔ سمجھا بڈھے۔" وہ چلائی اور خود میں ہمت مجتمع کرتے اسے لات مارنی چاہی لیکن شاہ نے برق رفتاری سے اسے اپنی ظالمانہ گرفت میں لیتے ٹشو اس کے چہرے پہ رکھ دیا۔ چند ساعتوں میں ہی وہ ہوش وحواس سے بیگانہ اس کی بانہوں میں لہرا گئی۔ شاہ اس کی بھولی صورت دیکھ اپنی کامیابی پہ دل وجان سے مسکرایا۔

ایک تیر سے دو شکار۔ غازی بھی گیا اور شہزادی بیلا بھی۔ اب تیری نیلامی ہو گی۔" وہ خباثت سے فانیہ کا گال ہاتھ کی پشت سے سہلاتے ہوئے بولا۔

****

تم صبح سے کچھ کھوئے کھوئے سے ہو۔ سب ٹھیک ہے نا۔" حشمت صبح سے ہی اس کے چہرے پہ اداسی بھانپ رہے تھے جو عجیب سی کیفیت میں مبتلا تھا۔ ان کی آواز پہ چونک کر انہیں دیکھا۔ حشمت نے اس کے ساتھ بیٹھتے اس کا شانہ تھپتھپایا۔ جے بی نے انگلیوں سے اپنی دونوں آنکھوں کو مسلا تھا۔

عجیب سی کیفیت کا شکار ہوں میں بابا۔" اس نے شیو سہلاتے جواب دیا۔ نگاہیں کسی نادیدہ نقطے پہ ٹکی تھی۔

تو شئیر کرو پھر۔"انہوں نے جیسے اس کا حوصلہ بڑھایا۔جے بی نے سنجیدگی سے انہیں دیکھا اور گہرا" سانس بھرا جیسے خود کو کچھ کہنے کیلیے تیار کیا تھا۔

ایک لڑکی ہے اس کا ذکر مجھے بہت اچھا لگتا ہے بابا۔"اس نے چہرہ جھکا کر بولتے جیسے کوئی احساس جرم" کیا تھا۔ حشمت نے ناسمجھی سے اسے دیکھا معاًوہ کچھ سوچ کر مسکرائے۔

اور وہ کون ہے۔"وہ بے آواز ہنسے۔مطلب وہ جسے معصوم سمجھتے تھے نجانے کن چکروں میں الجھا" بیٹھا تھا۔

تصور سے۔کسی لڑکی کے تصور سے۔"وہ عجیب سے لہجے میں بولا۔حشمت کے لبوں کی مسکراہٹ" سمٹی۔

پاگل تو نہیں ہو گئے تم۔"انہوں نے اس کی عقل پہ ماتم کیا۔"

تصور سے بھلا کبھی کسی نے محبت کی ہے۔وہ اس کی بیوقوفی پہ نا چاہتے ہوئے بھی ہنس دیے۔جے بی نے ناراضگی سے انہیں دیکھا۔

پتہ نہیں بابا لیکن میں نے آج تک انہیں دیکھا نہیں لیکن مجھے لگتا ہے کہ ان سے زیادہ حسین میرے" لیے کوئی نہیں ہوگا میری تصور کی آنکھ صرف انہیں ہی حسین کہتی ہیں۔" وہ بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔ حشمت اب کی بار سنجیدہ ہوئے۔

"کون ہے وہ۔ اس کے متعلق کیا جانتے ہو۔"

کچھ بھی نہیں جانتا۔ بس ذکر سنا ہے اور ذکر ہی اتنا اچھا لگا کہ خود کو اس مرض میں مبتلا ہونے سے" روک نہ پایا۔ وہ مل جائے گی نا مجھے۔" اس نے چہرہ موڑتے آس بھری نگاہوں سے انہیں دیکھا اور ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"تمہارے نصیب میں ہوئی اور تمہارے حق میں بہتر ہوئی تو۔"

بہتر نہیں چاہیے بس وہی چاہیے۔" اس لمحے ضد کرتے وہ حشمت کو کوئی پاگل ہی محسوس ہوا۔ ایک" انسان کے تصور سے محبت۔ انہوں نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا وہ تمہیں اتنی اچھی لگتی ہے۔"

اس کے علاوہ کوئی اچھا ہی نہیں لگتا بابا۔" آواز نہایت مدھم تھی۔"

ذکر کہاں سنا اسکا۔ کچھ تو دیکھا ہو گا تم نے۔ مجھ سے کچھ مت چھپاؤ سب بتا دو۔ "انہوں نے جے بی کی" ہمت بندھائی۔ وہ تھکی تھکی سانس فضا کے سپرد کر گیا۔

ایک منٹ۔ "کچھ یاد آنے پہ وہ اٹھا اور اندر بڑھ گیا۔ حشمت کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا" کیا۔ چند ساعتوں بعد وہ واپس لوٹا اور ہاتھ میں ایک فولڈ شدہ کاغذ تھا جسے اس نے حشمت کی جانب بڑھایا۔ انہوں نے وہ کاغذ کھولتے جوں ہی اس پہ نگاہ ڈالی ایک لمحے کو وہ بھی مبہوت رہ گئے۔ جے بی کے پکارنے پہ انہوں نے ایک سنجیدہ نگاہ جے بی پہ ڈالی جو کچھ بے چین دکھائی دے رہا تھا۔

یہ تمہارا تصور ہے۔ یہ سنہری بال یہ بھوری آنکھیں یہ سب کچھ کہیں تو اس کا ذکر سنا ہو گا تم نے" جے بی۔ "انہوں نے اصرار کیا۔ کیسا عجیب انسان تھا۔

ہاں سنا تو ہے بہت دلجمعی سے لیکن کس سے یہ میں آپ کو نہیں بتاؤں گا۔ وہ مزے سے بولتے دائیں" آنکھ دبا گیا۔

یہ بھوری آنکھیں سنہری بال یہ گردن پہ تل یہ بھرے بھرے لب یہ انکا حلیہ سب سنا ہے تبھی تو" اس تصور کو کاغذ پہ اتارا ہے۔ میں جانتا ہوں یہ ابھی بھی ان کے شایان شان نہیں ہو گا کیونکہ یہ تو میں

نے اپنی تصور کی آنکھ سے بنایا ہے لیکن انہیں بنانے والی ذات تو مکمل ہے ناوہ اللہ۔" اس نے آسمان کی جانب اشارہ کیا۔

وہ اس سے بھی بڑھ کر حسین ہو گی۔" حشمت نے اس کے پاگل پن پہ گلا کھنکھارا اور ایک گہری نگاہ" اس پہ ڈالی جواب مسکراتی نگاہوں سے اس سکیچ کو دیکھ رہا تھا۔ جے بی نے جان بوجھ کر اس کا نام لینے سے گریز کیا تھا تا کہ وہ بیلا کے متعلق کسی بھی قسم کی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔

"تم یا تو خود پاگل ہو چکے ہو یا مجھے کرنے کا ارادہ ہے۔"

آپ نہیں سمجھیں گے بابا۔" وہ ہنسا تھا زور سے۔ اس کی ہنسی میں بھی سرشاری تھی۔"

توبہ ہے یہ عجیب آدمی کس پہ چلا گیا ہے۔" حشمت نے باقاعدہ جھرجھری لی۔ ایکدم موبائل رنگ" ہوا۔ جے بی نے غازی کا نمبر دیکھ فون کان سے لگایا تھا لیکن دوسری جانب سے کہی بات پہ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ ماتھے پہ تفکر کی لکیریں ابھری۔

نہیں بھائی۔ وہ گھر تو نہیں لوٹی اب تک۔" جے بی کی بات پہ حشمت کا ہاتھ بے ساختہ اپنے دل پہ مقام" پہ گیا۔

میں پہنچ رہا ہوں۔" وہ فون بند کرتے حشمت کی طرف مڑا جن کا چہرہ پھیکا پڑ رہا تھا۔"

فانیہ اب تک گھر نہیں لوٹی اور نہ ہی آفس میں ہے۔ مجھے جانا ہوگا بابا۔ آپ اپنا خیال کریں۔" وہ سنجیدگی سے بولتے باہر کی جانب بھاگا۔ حشمت نے دل ہی دل میں ان تینوں کی سلامتی کی دعا کی تھی۔

****

تمہیں میرے کمرے میں چھوڑ دیا تاکہ میری ایک ایک حرکات و سکنات کا خیال کر سکیں وہ" لوگ۔" وہ اپنے سامنے زمین پہ تڑپتی بلی کو دیکھ عجیب سے انداز میں مسکرائی اور ایک بار پھر چاقو اس کے اندر اتار دیا۔ خون کی چھینٹیں اڑتے اس کے چہرے پہ گری تھی۔ وہ بلی اب مکمل طور پہ دم توڑ چکی تھی۔

میں نے تو تمہارا قصہ ہی ختم کر دیا۔" اس نے خون آلود چاقو عین اپنی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ کسی" احساس کی بدولت اس نے ہاتھ کی پشت جوں ہی اپنے منہ پہ پھیری پشت پہ لگے خون کو دیکھ اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیلی۔ وہ چاقو وہی پھینکتی آئینے کے روبرو ہوئی۔ ناک سے خون کی لکیر بنتے لبوں پہ بہہ رہی تھی۔ وہ دلفریبی سے مسکرائی۔ عین اسی لمحے دروازے پہ کھٹکے کے ساتھ ملازمہ نے غزوان جاہ کے آنے کی اطلاع دی تھی۔ بیلا نے سرعت سے ٹشو کی مدد سے اپنا ناک صاف کیا اور

ملازمہ کو اسے اندر بھیجنے کا کہا تھا۔ چند ساعتوں بعد دروازے پہ کھٹکے کے ساتھ قدموں کی چاپ نزدیک سے ابھری۔ بیلا نے نظر اٹھا کر آنے والے کو دیکھا اور پراسرار سے انداز میں مسکرائی۔ اس کے برعکس غزوان کا کلیجہ سامنے تڑپتی خون میں لت پت بلی کو دیکھ منہ کو آگیا۔ کس قدر سفاک عورت تھی وہ۔ غزوان اسے دیکھ کر رہ گیا۔

میں تمہیں ساتھ لینے آیا ہوں۔ پلیز میرے ساتھ چلو میں حقیقت سے انجان تھا اس وقت تبھی یہ " قدم اٹھا لیا۔ اب چلو پلیز تم میرے ساتھ۔ "غزوان کی تڑپ کو بیلا نے تعجب سے دیکھا تھا۔

جب توجہ دی اس وقت تو پل پل موت سے متعارف کروایا تم نے۔ اب جب توجہ دینا چھوڑ دی ہے تو یہ تڑپ کیسی۔ وہ سفاکیت سے بولتے اس کی ذات کے پرخچے اڑا رہی تھی۔

یہ تڑپ تمہیں تمہاری حیثیت باور کروا رہی ہے۔ غزوان کی بات پہ وہ بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دی۔ خون ایک بار پھر ناک سے نکلا تھا جسے وہ چہرہ موڑتے سرعت سے صاف کر گئی۔

اس بیلا کو مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی آپ نے۔ اب یہ تڑپ مجھے سکون نہیں بلکہ اذیت دے رہی ہے کیونکہ اب شاید۔ وہ بری طرح کھانس دی۔ اس کا اکھڑتی سانسیں دیکھ غزوان نے اسے تھامنا چاہا لیکن وہ ہاتھ اٹھا کر اسے وہی روک گئی۔

فاصلہ بنائے رکھو ورنہ اسی چاقو سے تمہاری جان لے لوں گی۔" وہ گہرے گہرے سانس بھرتے غرائی۔

"میں ساری عمر اس ریگریٹ میں کیسے بیتاؤں گا کہ میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ کاش تم مجھ سے کبھی نہ ملی ہوتی۔ کاش ہماری ملاقات کبھی نہ ہوتی۔ اس کے لہجے میں ایک اذیت بول رہی تھی جو بیلا کو سکون بخش رہی تھی۔ غزوان کی نگاہیں ایک بار پھر اس بلی کی جانب اٹھی تو اسے جھر جھری سی آئی۔

تمہارے لیے کسی کو بھی مارنا بہت آسان کام ہے نا۔" وہ بلی پہ نگاہیں جمائے بولا۔"

"بے حد۔ یہ رہی گن اور یہ رہا ٹریگر۔ اسے دباتے ہی اگلا انسان اپنی آخری منزل پہ روانہ ہو جاتا ہے۔ یو وانا ٹرائے یا پھر میں تم پہ ٹرائے کروں۔" غزوان کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔

میں چلتا ہوں۔" وہ تیزی سے بولا۔ بیلا ہنسی۔"

"شیور اور آئندہ مجھے اپنی یہ بدصورت شکل مت دکھانا۔" اس نے سکون سے اسے باہر کا راستہ دکھایا تھا۔

"بیلا ایک بار پھر سوچ لو۔ میں تمہیں کچھ بھی دینے کو تیار ہوں۔"

سکون دے سکتے ہو مجھے۔" اس کے سوال پہ کئی ثانیے دونوں جانب خاموشی حائل رہی۔"

لیکن سکون تو بہت مہنگی چیز ہے یہ پیسوں سے نہیں خریدی جاسکتی۔" اپنی بات کا جواب اس نے خود" ہی دیا تھا۔ غزوان نے قدم پیچھے کی جانب بڑھائے۔ اگلے ہی لمحے وہ شکستہ چال چلتے کمرے سے نکل گیا۔

مجھے چھوڑ تو دیا ہے تم نے لیکن بھلا نہیں پاؤ گے۔" وہ ہاتھ کی پشت سے ناک سے نکلتا خون صاف" کرتے وہی کھڑے کھڑے چلائی اور ہاتھ مار کر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھے تمام پرفیومز توڑ ڈالے۔ تنفس بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ فون بجنے کی آواز پہ اس نے بغیر دیکھے فون کان سے لگایا تھا۔

تمہارا بہت قیمتی چیز میرے قبضے میں ہے بیلا۔ تمہاری شہزادی میرے قبضے میں ہے۔ تم اب کچھ نہیں" کر سکتی۔ اسے بچا سکتی ہو تو بچا لو بیلا بچا لو اسے۔" دوسری جانب سے ابھرنے والی شاہ کی آواز پہ اس کا رنگ تیزی سے بدلا۔ اس نے سختی سے صوفے کی ہتھی کو تھام لیا۔

ففف۔ فانیہ۔" لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ لائن کٹ چکی تھی۔ ٹوں ٹوں کی آواز سن وہ" حواسوں میں لوٹی۔

تم اسے کچھ نہیں کرو گے شاہ۔ تمہاری لڑائی میرے سے ہے۔ میری معصوم فانی کو۔ نہیں فانیہ۔ "وہ" گرتے پڑتے الماری تک آئی اور اندر سے اپنا بیگ نکالتے باہر کی جانب بھاگی تھی۔ زینے اترتے وہ دھندلے پن کی بدولت نجانے کتنی بار لڑکھڑائی۔

میری فانی۔ نہیں۔ میں آرہی ہوں میرا بچہ۔ میں کچھ نہیں ہونے دوں گی تمہیں۔ "اس نے کانپتے ہاتھوں سے گاڑی سٹارٹ کرتے ائیر پورٹ کی جانب بڑھائی اور جیکٹ کی آستین سے اپنے ناک کو رگڑا تھا۔ اسے جلد از جلد بس برازیل پہنچنا تھا۔

****

بھائی معلوم ہوا کچھ۔ "جے بی غازی کے بتائے گئے پتے تک پہنچا تو تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ چہرے پہ اضطراب رقم تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے تو وہ یہی آفس میں تھی نجانے ایکدم سے کیا ہو گیا۔ اگر وہ میری غیر موجودگی میں " بھی نکلی ہے تو اتنی جلدی وہ خود کہی نہیں جاسکتی کیونکہ وہ ابھی یہاں کے راستوں سے لاعلم ہے۔

مطلب یہاں بیچ راہ میں ہی کسی نے۔ "جے بی نے اس کی پوری بات سن بات ادھوری چھوڑی۔ غازی" نے سر اثبات میں ہلایا۔ اس کے صبر پہ جے بی کو ایکدم رشک آیا تھا۔ کس قدر پرسکون تھا وہ۔

اور وہ جو کوئی بھی ہے اس کا واسطہ مجھ سے ہی ہے۔ ایک ایک چیز پہ وہ نظر رکھے ہوئے ہیں تبھی" موقع دیکھ کر اس نے وار کیا ہے۔ خیر اگر میرا دشمن ہے تو ایک فون تو لازمی کرے گا۔" وہ یہاں وہاں ٹہلتے اپنی پیشانی مسل رہا تھا۔ ایکدم فون بجنے پہ ان دونوں کی نگاہیں بیک وقت میز پہ رکھے موبائل کی جانب اٹھی جہاں ان نون نمبر جگمگا رہا تھا۔ جہاں جے بی کی آنکھیں پھیلی وہی غازی کی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔ اس نے جتاتی نگاہیں جے بی کی جانب اٹھائی اور فون اٹھا کر سپیکر پہ رکھا تھا۔

کیسے ہو میرے پیارے غازی۔" دوسری جانب سے ابھرنے والی مکروہ آواز پہ جہاں غازی کا ماتھا ٹھنکا" وہی جے بی نے لب بھینچے۔ وہ دونوں اسے پہچان چکے تھے۔

اب تک تو تجھے خبر پہنچ چکی ہو گی کہ تیرا قیمتی سامان ہم نے چرا لیا ہے۔" اپنی بات مکمل کرتے وہ قہقہہ" لگا کر ہنس دیا۔ غازی کے ماتھے کی شریانیں ضبط کے مارے ابھر آئی۔

بہت حسین ہے یہ۔ اسے تو میں اپنے دل سے لگا کر رکھوں گا۔" جے بی نے اس کی بیہودہ بکواس پہ" دھاڑنا چاہا لیکن غازی ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک گیا تھا۔

چل تجھے ایک قصہ سناتا ہوں۔ پہلے میں نے یہی سوچا تھا کہ براہ راست تیرے سامنے جاؤں گا اور تجھ سے اس کی قیمت پوچھوں گا پھر میرے ایک خاص آدمی نے مجھے مشورہ دیا کہ جو غازی عام لڑکیوں کو بچانے کی خاطر جان لینے پہ آجاتا ہے وہ شخص اپنی بیوی کی باری کیا کرے گا۔ ضرور مجھے زندگی سے ہاتھ دھونا پڑتا جو مجھے منظور نہیں تھا۔ پھر میں نے ایک چال چلی اور آہستہ آہستہ تم دونوں کی حرکات و سکنات پہ نظر رکھنا شروع کر دی اور دیکھو آج میں اپنے مقصد پہ کامیاب بھی ہو گیا یہ ہیرا آج میری دسترس میں ہے۔" غازی کی ضبط کی طنابیں ٹوٹنے والی ہو گئی۔ ہاتھوں کو اتنی زور سے بھینچا جیسے اس میں شاہ موجود ہو۔ وہ پہلی فرصت میں اسے اسی مٹھی میں کچل دینا چاہتا تھا۔ پشت کی نیلی رگیں واضح دکھ رہی تھیں۔

"اب سیدھا مدعے کی بات پہ آتے ہیں۔ تمہارا زیادہ وقت نہیں لوں گا میں۔ ویسے بھی بولنے کے قابل ہی کہاں رہے ہو تم۔" وہ شاطرانہ انداز میں قہقہے لگا رہا تھا۔ جے بی نے مضبوطی سے غازی کے شانے پہ ہاتھ رکھا کیونکہ وہ ہاتھ کی مٹھی بنائے لبوں پہ رکھے دائیں ٹانگ مسلسل ہلا رہا تھا۔

"کیا قیمت لگاؤ گے اسکی۔ اب کچھ وقت تم نے اس کے ساتھ بیتا لیا کچھ وقت ہمیں بھی نصیب ہو۔"

قیمت کی بات کر رہا ہے تو۔ اس پہ بری طرح ڈالنے والے کی آنکھیں نوچ لوں گا میں۔" اس ساری بات کے دوران وہ پہلی بار غرایا تھا۔ لہجے میں چٹانوں جیسی سختی تھی۔

بس یہی آواز سننے کو ترس گیا تھا میں۔" وہ مزے سے اس کی کیفیت سے حظ اٹھا رہا تھا۔"

میری ایک بات یاد رکھ شاہ اور اسے دماغ میں فٹ کر لے۔ یہاں بات کسی عام لڑکی کی نہیں غازی کی" بیوی کی ہے اور اگر کوئی میری بیوی کی جانب غلط نگاہ اٹھائے گا تو میں اسے اس دنیا سے اٹھا دوں گا۔" اس کے سفاک لب و لہجے پہ ایک لمحے کیلیے شاہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی مگر اگلے ہی لمحے وہ محض اس کی دھمکی سمجھ سر جھٹک گیا۔ اطلاع تو ویسے بھی وہ اس کو دے چکا تھا تبھی کال کاٹتے موبائل بھی آف کر دیا۔

وہ لڑکی ہوش میں آئی یا نہیں۔" اب وہ اپنے ساتھ بیٹھی نینسی سے مخاطب تھا جو اس کے گلے کا ہار بنی" ہوئی تھی۔

****

ہر بار تجھے معاف کیا ہے شاہ لیکن اس بار نہیں۔ اس بار تو نے وار میری کمزوری پہ کیا ہے۔ اس بار" تیرے ٹکرے ٹکرے کر کے برازیل کے کتوں کو نہ کھلائے تو میرا نام بھی بیلا قیس نہیں۔" وہ جہاز

میں ونڈو سیٹ پہ بیٹھی دل ہی دل میں شاہ سے مخاطب تھی۔ مٹھیاں مضبوطی سے بھینچی ہوئی تھی یہاں تک کہ ہاتھ کی نیلی رگیں بھی ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

"مسلمان ہو۔" معاً اپنی دائیں جانب سے ابھرنے والی مشفقانہ نسوانی آواز پہ بیلا نے چونک کر اس جانب دیکھا جہاں ایک بوڑھی عورت محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے پوچھ رہی تھی۔ ایک لمحے کیلیے وہ ان کے چہرے پہ چمک دیکھ سپید پڑ گئی۔ کس قدر پاک چہرہ تھا ان کا جیسے کوئی فرشتہ ہو۔ وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔ ایکدم حواسوں میں لوٹتے وہ نفی میں سر ہلا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ وہ کمزور کیوں پڑ رہی تھی۔

"لگتی تو مسلمان ہو۔" ان کی اگلی بات پہ بیلا نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر کھولا اور حلق تر کیا۔

"آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے کوئی۔ میں غیر مسلم ہوں۔" وہ دھیرے سے بولتے ایک بار پھر باہر کے مناظر کو دیکھنے میں گم ہو چکی تھی۔ اس عورت نے دھیرے سے اس کے سنہری بالوں کو چھوا۔ بیلا کو کرنٹ سا لگا۔

"بہت پیاری ہو حسین ہو۔" وہ اب اس کے سنہری آبشار کے مانند بالوں کو چھو رہی تھی۔ بیلا نے نگاہ ان کی جانب اٹھائی۔

لیکن آپ سے زیادہ نہیں۔" وہ بدوقت مسکرائی۔ اس عورت کے لبوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

ارے تم تو بولتی بھی بہت پیارا ہو۔" بیلا سر جھٹک کر ہنسی۔ اس کی ہنسی میں بھی ٹوٹے کانچ کی سر کرچیاں تھی۔

تھکی تھکی سی لگ رہی ہو۔" بیلا انہیں دیکھ کر رہ گئی وہ محظ اس کا چہرہ دیکھ کر کیسے یہ سب باتیں بول رہی تھی۔ کیا وہ اس کا چہرہ پڑھ رہی تھی۔ بیلا نے گڑبڑا کر نگاہوں کا زاویہ بدلا۔

نہیں تو بلکل ٹھیک ہوں میں۔" وہ چہرہ جھکاتے اپنی انگلیاں مسلنے لگی۔ نجانے کیوں زندگی میں پہلی بار ان کی نگاہوں سے خوف اور عجیب سا احساس محسوس ہوا تھا۔ نجانے وہ کون تھی لیکن بیلا کو ان سے بے تحاشہ ڈر لگا تھا۔

مجھ سے ڈر رہی ہو۔" بیلا کا رنگ اب کی بار لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔ وہ خوفزدہ نگاہوں سے انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ وہ دھیرے سے ہنسی۔

مجھ سے ڈرو مت۔ میں تو تمہاری تھکن کو دیکھ کر کہ رہی تھی۔ چہرہ بھی تو دیکھو کیسے پیلا زرد پڑ رہا ہے۔" وہ اب محبت سے اس کے گال پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔ بیلا کے دل میں ایک عجیب سا احساس

سرائیت کر گیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولتے ان سے فاصلہ قائم کیا۔ اس وقت تک جہاز بھی برازیل کی سرزمین پہ لینڈ کر چکا تھا۔ وہ عورت ہنوز اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ بیلا کے لب کپکپانے لگے۔ کاش وہ سامنے بیٹھی عورت سے کبھی نہ ملتی۔ ایسا کیا تھا اس عورت کی مسکراہٹ میں کہ وہ ڈر رہی تھی۔

"تم مجھ سے ملنے ضرور آنا تمہاری راہ مجھ تک ہی آتی ہے۔ چلتی ہوں میری فاطمہ میرا انتظار کر رہی ہو گی۔ بیٹی ہے میری۔" وہ اس کے سر پہ اپنا کپکپاتا ہاتھ پھیرتے ایک چٹ اس کے ہاتھ میں تھماتے باہر کی جانب بڑھ گئی۔ بیلا دم سادھے وہی بیٹھی رہ گئی۔ معاً کچھ سوچتے وہ ان کے تعاقب میں بھاگی تھی۔ بھاگتے بھاگتے اسے احساس نہیں تھا کہ وہ کیسے بھاگ رہی ہے سب اسے کیسے دیکھ رہے ہیں بس اسے اس عورت کو تلاش کرنا تھا مگر وہ وہاں ہوتی تو وہاں دکھتی نا۔ دو منٹ میں اتنی بوڑھی عورت کہاں جا سکتی تھی۔ اس نے اضطرابی کیفیت میں اپنے سر کے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑا۔

"کہاں ہیں آپ۔ کہاں غائب ہو سکتی ہیں وہ۔" وہ بڑبڑائی۔ انہی کی سوچوں میں گم وہ دونوں ہاتھوں میں سر گراتے ان کی باتوں کو سوچنے لگی۔

لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں لیکن جاتے جاتے ہمارا سکھ چین کیوں ساتھ لے جاتے ہیں۔ "آج اتنے عرصے بعد ان سے ماں کی خوشبو کیوں آئی تھی۔ وہ اس کی کچھ نہیں تھی لیکن پھر بھی اسے ماں سے بڑھ کر محسوس ہوئی تھی۔ ایک سیکنڈ کیلیے اس کا جی چاہا تھا کہ وہ سب کچھ بھول جائے اور ان کا کپکپاتا ہاتھ پکڑ کر چومے ان کے سینے سے لگے لیکن پھر خود ہی اپنے خیال کو جھٹک گئی۔ ایکدم فانیہ کے متعلق سوچتے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بنا دیکھے ہی وہ چٹ کوٹ کی جیب میں اڑستے قدم ائیرپورٹ کی خارجی دروازے کی جانب بڑھائے تھے۔ چہرے پہ ازلی سرد مہری عود آئی تھی۔ معاً کچھ سوچتے اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ فانیہ کی کہی گئی بات سماعتوں میں لہرائی۔

بی ابھی فلائٹس کا کچھ ایشو ہے اس لیے نہیں آسکتی لیکن جیسے ہی یہ ایشو ریزولو ہو جائے گا میں لوٹ آؤں گی۔ " آہستہ آہستہ اس کی پیشانی پہ لاتعداد شکنیں نمودار ہوئی۔ وہ بھی تو اسی جہاز میں آئی تھی وہ بھی تو اٹلی سے برازیل ہی آئی تھی تو پھر یہ احکامات صرف فانیہ کیلیے ہی کیوں تھے۔ کسی انہونی کے خیال سے بیلا تیز تیز قدم اٹھانے لگی تھی کیونکہ فانیہ بنا کسی مقصد کے اس سے جھوٹ نہیں بولتی تھی۔ اس لمحے وہ عورت اس کے ذہن سے ایک بار پھر فراموش ہو چکی تھی۔

****

اپنے نزدیک سے ابھرنے والے غیر معمولی شور کی آواز پہ فانیہ نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھاما۔ پپوٹے بے تحاشہ بھاری ہو رہے تھے۔ موندی موندی آنکھیں کھولتے اس نے گردن گھمائی تو ایک لڑکی اسے صوفے پہ سامان رکھتے ہوئے دکھائی دی۔ خود کو انجان جگہ پہ محسوس کر اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ اس سے قبل کہ وہ لڑکی مڑتی وہ دوبارہ آنکھیں موند گئی۔ دل خوف سے لرز رہا تھا لیکن یہ بات یہاں کسی پہ ظاہر بھی تو نہیں ہونے دینی تھی۔ حلق تر کرتے اس نے ذہن میں کچھ سوچا اور دوبارہ سوتی بن گئی۔ ایک بار پھر نزدیک سے آنے والی بھاری قدموں کی آواز پہ اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔

اسے ہوش نہیں آیا اب تک۔" یہ شاہ کی ہی آواز تھی۔ سونے کا ڈرامہ کرتی فانیہ نے دانت پیسے۔ وہ" اب اس کے قریب جگہ سنبھال رہا تھا۔ ایک لمحے کیلیے فانیہ کا جی چاہا اس کا منہ نوچ لے لیکن پھر کچھ سوچ کر دل ہی دل میں مسکرائی اور ایکدم چیخ مار کر اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی۔ اس کی چیخ پہ ساتھ بیٹھا شاہ بھی گھبرا گیا۔

کیا مسئلہ ہے چیخ کیوں رہی ہو۔" وہ دھاڑا۔ فانیہ نے غائب دماغی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔"

جاؤ اس کیلیے پائن ایپل جوس لے کر آؤ۔" وہ اب وہاں کھڑی نینسی کو حکم صادر کر رہا تھا۔فانیہ نے" سنجیدگی سے اسے دیکھا اور دوبارہ اپنے چہرے پہ مظلومیت سجالی۔

مطلب میں وہاں سے آزاد ہوگئی۔ آپ نے مجھے آزاد کروالیا۔" وہ ایکدم کھکھلائی۔شاہ نے تعجب سے" اسے دیکھا۔

کیا مطلب۔" نگاہیں اور لہجہ دونوں مشکوک تھے۔"

وہ بہت بری طرح برتاؤ کرتے تھے میرے ساتھ لیکن میں وہاں سے کہی بھاگ نہیں سکتی تھی کیونکہ" وہ ہمہ وقت میرے ساتھ ہوتے تھے۔"اس نے مظلومیت کارونارویا۔شاہ نے پرسوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔اگر ایسا سچ میں تھا کہ تو یہ تو ان کیلیے مزید فائدے مند تھا۔نینسی نے جوس لاتے اس کی جانب بڑھایا۔

مجھے پانی پینا ہے۔"اس کالہجہ معصومیت لیے ہوئے تھا۔"

ہاں ہاں کیوں نہیں۔جاؤ اس کیلیے پانی لے آؤ۔"شاہ کو تو بہت اچھی ڈیل اس کی صورت میں دکھائی" دے رہی تھی۔نینسی نے قہر برساتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔فانیہ نے مسکراہٹ چھپائی۔کچھ ساعتوں بعد وہ آئی تو اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔

آپ جوس چھوڑ آئی کیا۔ میں نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہوا۔" اس نے آنسوؤں بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ شاہ نے غصیلی نگاہوں سے نینسی کو دیکھا۔

تمہیں مہمانوں کو ڈیل کرنے کا طریقہ نہیں ہے کیا۔ جاؤ دفعہ ہو اب اور اچھے سے کھانے کا بندوبست" کرو ہماری حور کیلیے۔" فانیہ نے نم مسکراہٹ شاہ کی جانب اچھالی۔ اپنی اداکاری پہ اس نے خود کو شاباشی دی تھی۔ نینسی پیر پٹخ کر باہر کی جانب بڑھی۔ اب کی بار اندر آنے والی کو دیکھ فانیہ کی نگاہوں میں شناسائی کی رمق ابھری۔ وہ چوکنا ہوئی۔

شاہ صاحب میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی ہو۔" وہ لاڈپن سے بولی۔ فانیہ نے ناک منہ" چڑھایا۔ ایکدم اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ یہ چہرہ دیکھا دیکھا تھا مطلب یہ تو غزوان جاہ کی بیوی مینا تھی لیکن وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔ اس کا دماغ تیزی سے چلنے لگا۔ اس دوران اس نے کچھ بھی بولنا مناسب نہ سمجھا ورنہ شاہ کو اس پہ شک بھی ہو سکتا تھا۔

"جاؤ ابھی یہاں سے۔ میں اس کے پاس ہوں۔"

دل تو چاہ ہے اس بڈھے میں جو دس دانت بچے ہیں وہ مکہ مار کر توڑ دوں۔" فانیہ تنک کر دل ہی دل میں" بولی اور تندہی سے اسے دیکھا۔

لیکن شاہ صاحب۔"نومیہ کو کہاں کسی غیر کے سامنے اپنی بے عزتی برداشت تھی۔وہ توشاہ کی" پسندیدہ تھی۔

تجھے تیرے شوہر سے اس لیے نہیں آزاد کروایا کہ تو یہاں میرا سر کھائے۔زندگی میں اور بھی کام" ہے تجھے خوش کرنے کے علاوہ۔"اس کی بات کا مفہوم سمجھتے فانیہ کا شدت سے جی چاہا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔غزوان سے مینا کی علیحدگی کا سن اسے دھچکا سا لگا تھا۔بیلا نے بھی اس متعلق اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔

کھانا آتے ہی کھا لینا اور بھاپ لے لینا۔وہ کیا ہے نا رات ایک خاص اہتمام ہے اور میں نہیں چاہتا کہ" تم کسی سے بھی کم لگو۔"اس سے پہلے کہ وہ فانیہ کا گال چھوتا وہ ایکدم کھانس کھانس کر دوہری ہو گئی اور تیزی سے ٹرے میں رکھا گلاس لبوں سے لگا لیا۔آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا۔

یہ یہاں رکھو اور یہاں ڈیوڈ کو بھیجو۔باقی کا کام وہ دیکھ لے گا۔"اس نے مارکو کو حکم صادر کیا تو وہ" اثبات میں سر ہلاتے باہر نکل گئی۔

ڈیوڈ مطلب پھر کوئی لڑکا۔اوہ گاڈ کہاں پھنس گئی میں۔غازی۔"اس نے آنکھوں کو سختی سے میچتے" شدت سے اسے پکارا تھا لیکن اپنی حرکت پہ وہ خود بھی ساکت رہ گئی۔وہ بھلا اسے کیوں پکار رہی

تھی۔شاہ کے جانے کے بعد وہ دانتوں میں انگلی دیے بے چینی سے ٹہلنے لگی۔ایکدم کوئی چہرہ جھکائے اندر داخل ہوا تھا۔فانیہ کا جی لرزنے لگا۔ایکدم اس نے چہرہ اٹھایا تھا اور فانیہ کا حال تو ایسا تھا کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

"تت۔تم۔"وہ چلائی۔مقابل نے اسے آنکھیں دکھاتے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔وہ بھی خیال کرتے خاموشی اختیار کرگئی۔حاکم تیزی سے دروازہ بند کرتے گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھا۔

"تم یہاں کیا کررہے ہو۔"وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے بولی۔

"مجرہ کرنے آیا ہوں۔"اس نے سکون سے اطلاع دی۔

"تم یہاں کیسے گھسے۔"وہ اس کی بات سرے سے نظرانداز کرگئی۔

"میں تو یہاں نجانے کتنے عرصے سے گھسا ہوا ہوں۔باقی سب چھوڑو بس یہ جان لو کہ میں یہاں بھی تمہاری مدد کو آیا ہوں۔"اس نے دائیں آنکھ دباتے ٹوکری میں رکھا سیب اٹھاتے اچھالا۔فانیہ نے الجھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میری مدد کو ہمیشہ تم ہی کیوں آتے ہو۔"

"میرے علاوہ جو تمہاری مدد کو آئے گا وہ جان سے جائے گا۔"

وہ اس کی بات پہ دوبدو جتانے والے لب ولہجے میں گویا ہوا۔ فانیہ نے سرہاتھوں میں گرالیا۔ نجانے کن پاگلوں میں پھنس چکی تھی وہ۔

"تم سب چھوڑو یہ بتاؤ کہ تمہیں کسی نے چھوا تو نہیں۔" وہ اب تشویش سے اسے دیکھ رہا تھا۔ فانیہ نے اضطرابی کیفیت میں نفی میں سرہلایا۔

"سرایوری تھنگ از آل رائٹ۔" وہ دھیمے سے بڑبڑایا۔ اس کی بڑبڑاہٹ فانیہ کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

"یہ تم کس سے بات۔" حاکم نے ذراسی نگاہیں اٹھاتے اسے دیکھا اور اطراف میں نگاہیں گھمائی۔ کچھ سوچ کر اس نے کان سے ڈیوائس نکالتے فانیہ کی جانب بڑھائی تھی۔ اس نے شش وپنج میں مبتلا ہوتے وہ کان سے لگائی۔ دوسری جانب سے آنے والی آواز نے اس کے وجود میں زندگی کی لہر دوڑادی۔

"آر یو لسننگ فانیہ۔" وہ جو کافی دیر سے خود پہ ضبط کیے بیٹھی تھی۔ اس کی آواز سن آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔ اس کی سسکی سن غازی نے تھکے تھکے سے انداز میں پشت کرسی سے ٹکائی۔

"ایسے ہی مضبوط رہو فانیہ۔ میں جلد ہی آؤں گا۔ میں چاہ کر بھی فوری نہیں آسکتا کیونکہ وہ تمہارے ساتھ کچھ بھی غلط کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔"

"مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔" اس نے ہچکی بھری۔

"حاکم کو ڈیوائس دو۔" غازی نے حکم صادر کیا۔ فانیہ نے بغیر کوئی بحث کیے وہ ڈیوائس اس کی جانب بڑھا دی۔ نجانے کیوں اس سے بات کر کے وہ کسی حد تک پر سکون ہوگئی تھی۔ ڈیوائس ڈسکنیکٹ کرتے ہی فانیہ نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا جو میسنی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مطلب تم بھی غازی کو جانتے تھے۔"

"بچپن سے۔" اس نے مسکرا کر جواب دیا۔ فانیہ نے کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"گھٹیا انسان۔ یہاں ہر کوئی میرا استعمال کرنے بیٹھا ہوا ہے۔" اس کے لہجے میں غراہٹ تھی۔ حاکم نے مدھم سا قہقہہ لگایا۔

"استعمال نہیں فکر کر رہا ہے۔ اب دیکھو تم جہاں بھی جاتی ہو گھن چکر مجھے بننا پڑتا ہے۔" فانیہ نے اس کی جعلی معصومیت پہ دانت پیسے۔

ایک تم اور ایک وہ تمہارا بھائی دونوں ہی اول درجے کے لوفر ہو۔" وہ تلملا کر بولی اور بیڈ پہ جا بیٹھی۔"

میڈیم اٹھ جائیں بھاپ لینی ہے آپ نے تاکہ ایکدم فریش لگ سکے رات کی پارٹی میں۔" وہ اب اسے واضح چڑا رہا تھا۔ فانیہ نے ایک تیکھی نگاہ اس پہ ڈالی اور کمبل سر تک تان کر لیٹ گئی۔ جب اس کا محافظ اس کے ساتھ تھا تو پریشانی کس بات کی تھی۔

اگلے ہی لمحے دروازے پہ کھٹکا ہوا۔ وہ ہڑبڑا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور جلدی سے حاکم کی ہدایات پہ عمل کیا تھا۔ دروازہ کھولتے ہی مارکو کا چہرہ نمودار ہوا جو میک اپ کا سارا سامان وہی میز پہ رکھ رہی تھی۔

تمہاری نیلامی ہے آج۔ اچھا سا تیار ہو جانا۔" مارکو کی اطلاع پہ فانیہ کے چہرے پہ ایک تاریک سایہ لہرایا۔ حاکم نے ایک سرسری سی نگاہ مارکو پہ ڈالی۔

اور تم جاؤ۔ تمہارا کام ہو چکا۔" مارکو کی بات پہ فانیہ کے چہرے پہ پریشانی پھیل گئی۔ وہ تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھی لیکن حاکم اس وقت تک وہاں سے جا چکا تھا۔ فانیہ خود کو سنبھالتے میک اپ کی چھان بین کرنے لگی۔

یہ سارا میک اپ پرانا ہے۔ میری سکن پہ الرجی ہو جاتی ہے۔ شاہ صاحب کو بتا دو۔ یقیناً وہ نہیں چاہیں گے کہ میں یہ لوکل میک اپ استعمال کر کے ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچاؤں۔" وہ شاہانہ لب و لہجے میں

بولتی مارکو کو حیران کر گئی۔ سامنے بیٹھی لڑکی سچ میں انجان تھی یا بننے کی اداکاری کر رہی تھی۔ وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

"اور یہ فروٹس لے جاؤ۔ مجھے کچھ اچھا سا کھانے کو دو بہت بھوک لگ رہی ہے۔ کھانا ان ہائیجینک بلکل نہیں ہونا چاہیے۔ اس بات کا خیال رکھنا۔" اس نے باہر جاتی مارکو کو مخاطب کیا تو وہ بمشکل مسکراتے اثبات میں سر ہلا گئی۔ اس کے جاتے ہی مسکراتی فانیہ کے لب سمٹ گئے۔ چہرے پہ ایک بار پھر گھبراہٹ تاری ہو چکی تھی۔

****

ایک بار پھر شاہ نور محل کو سجایا گیا تھا۔ آج پھر یہاں لڑکیوں کی نیلامی ہونی تھی۔ تبھی شاہ اور نینسی خوشی خوشی یہاں وہاں اتراتے پھر رہے تھے۔

"آج اس کے بکتے ہی بیلا کی ساری اکڑ ختم ہو جائے گی۔" نینسی اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے جوں ہی اس کے نزدیک آئی شاہ نے اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے سرشاری سے کہا۔ دور کھڑی نومیہ نے جلتی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھا۔ شہر کے جانے مانے بزنس مین۔ مافیہ سے تعلق رکھنے والے لوگ سیاست دان سب وہی موجود تھے اور ہاتھوں میں مشروب تھامے لڑکیوں کی بانہوں میں بانہیں ڈالے

یہاں وہاں گھوم رہے تھے۔ گول سیڑھیوں سے ہوتی ریلنگ پہ کھڑی فانیہ نے اپنے ہاتھوں کو مسلتے پریشانی سے حاکم کی تلاش میں نگاہیں گھمائی لیکن اس کا کہی بھی نام و نشان تک نہیں تھا۔ لڑکیوں کی نیلامی شروع ہو چکی تھی۔ فانیہ نے آنکھیں میچتے شدت سے بیلا کو یاد کیا تھا۔

بی۔ پلیز آپ آجائیں۔ ایک بار اپنی فانیہ کی مدد کو آجائیں۔ "ناچاہتے ہوئے بھی اس کی آنکھ سے ایک" بے مول آنسو ٹوٹتے گال پہ بہہ گیا۔

چلو تم نیچے۔ شاہ صاحب بلا رہے ہیں تمہیں۔ "مارکو کی آواز پہ وہ غائب دماغی کی کیفیت میں اسے دیکھ" کر رہ گئی جو اسے کھینچتے نیچے کی جانب لے جا رہی تھی۔ فانیہ کو ایسا لگا جیسے وہ موت کے منہ میں جا رہی تھی۔ اتنے لوگوں کی موجودگی میں کیا اب اس کی بھی قیمت لگے گی۔ اسے جونہی سٹیج پہ لے جایا گیا ایکدم سب کی نگاہیں اسے اندر تک اترتی محسوس ہوئی تھی۔ پلم کلر کی سلیولیس گاؤن میں وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔

یہ ہمارے محل کا سب سے قیمتی ہیرا ہے۔ اس کی قیمت تو سب سے بڑھ کر ہو گی۔ "فانیہ کو ایسا محسوس" ہوا جیسے بیچ بازار میں وہ برہنہ ہو گئی ہو۔

اسی لاکھ۔ "ایک جانب سے آواز بلند ہوئی۔"

ایک کروڑ۔" فانیہ کی سماعتیں مفلوج ہو گئی۔ وہ اپنی جگہ پہ پتھر ہو گئی تھی۔ مطلب آج اس کیلیے نہ "بیلا آئی تھی اور نہ ہی غازی۔ وہ یہاں تنہا رہ گئی تھی۔

ڈیڑھ کروڑ۔" اب کی بار شاہ صاحب کی آنکھیں پھیل گئی۔"

ڈیڑھ کروڑ ایک۔

ڈیڑھ کروڑ دو۔

ڈیڑھ کروڑ۔

بیس کروڑ۔" ایکدم اس بھیڑ کو چیرتی بھاری آواز فضا میں بلند ہوئی۔ فانیہ بے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے "بولنے والے کو تلاش کرنا چاہا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی نگاہیں دروازے پہ دکھائی دیتے وجود پہ جم کر رہ گئی۔

بیس کروڑ ایک۔ بیس کروڑ دو۔ بیس کروڑ تین۔ فانیہ ابھی تک بنا پلک جھپکائے دروازے پہ کھڑی بیلا کو دیکھ رہی تھی۔

مطلب یہ ڈیل آج سے ابھی سے آپ کی ہوئی۔"شاہ چہکتے ہوئے بول رہا تھا۔بیلا نے ویران نگاہوں سے اس نقاب پوش شخص کو دیکھا۔اسے زندگی میں پہلی بار تاخیر ہوئی تھی اور اس دیری نے کیا اس کا سب کچھ اس سے چھین لیا تھا۔

بی۔"فانیہ کے لبوں سے کانپتی ہوئی آواز نکلی۔وہ اس شخص کی آواز کی پرواہ کیے بغیر اندھادھند بھاگی تھی۔بیلا نے سنجیدگی سے اپنی جانب آتی فانیہ کو دیکھا۔وہ اس کے نزدیک آتے رکی تھی اور بھیگی نگاہوں سے اس کے ہونے کا یقین چاہا تھا۔ہاتھ بڑھا کر اس نے بیلا کے چہرے کو چھوا۔وہ سچ میں وہاں تھی۔لبوں سے ایک سسکی نکلی البتہ بیلا کی نگاہ اس کے وجود پہ موجود ادھورے لباس پہ جمی تھی۔دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں کو رنگ بدلا تھا۔

بب۔بی۔"ایکدم وہ شدت سے روتے ہوئے اس کے گلے لگی تھی۔بیلا نے بھی بغیر کسی تاخیر کے اسے خود میں بھینچ لیا۔

تم ٹھیک ہو۔"وہ محبت سے اس کا چہرہ چومتے پوچھ رہی تھی۔فانیہ نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔شاہ کا رنگ بیلا کو وہاں دیکھ لٹھے کی مانند سفید پڑ گیا۔لوگوں میں چہ مگوئیاں ہونے لگی۔

کیا تم نے سنا نہیں کہ میں نے اسے خرید لیا ہے۔" اس سے قبل کہ وہ شخص فانیہ کو تھامنے آگے بڑھتا" بیلا نے بندوق اس پہ تانی تھی۔ آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔ اس کے برعکس اس کی آنکھوں کو دیکھ فانیہ کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت کے مارے پھیل گئی۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت میں نقاب کے پیچھے چھپے غازی کو دیکھا تھا۔

بھائی۔" جے بی جو کسی سے فون میں مصروف اندر آرہا تھا فانیہ کے ساتھ کھڑی لڑکی کو دیکھ ٹھٹھک" گیا۔ پشت پہ بکھرے سنہری بالوں کو دیکھ اس کا دل سکڑ کر پھیلا۔ اپنے ہی خیال کو اس نے ہنستے ہوئے جھٹکا تھا۔

نہیں وہ یہاں کیسے ہو سکتی ہے۔" وہ اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارتے بڑبڑایا اور سر جھٹکتے آگے بڑھا معاً کسی" غیر معمولی پن کے احساس سے اس نے گردن موڑی تھی اور اسی لمحے وہ اپنی جگہ پہ منجمد رہ گیا۔ اپنے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھ وہ سانس لینا بھول گیا۔ سامنے کھڑی لڑکی ہو بہو اس کے تصور جیسی تھی۔ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کر بیلا نے جونہی نگاہ اٹھائی خود کو گھورتے جے بی سے جا ٹکرائی۔ اس نے بیلا کے دیکھنے پر بھی نگاہوں کا زاویہ نہیں بدلا تھا۔ بیلا کی ناگواری سے اسے دیکھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو بیلا۔" شاہ ہانپتا ہانپتا اس کی جانب آیا۔"

تیری موت لے کر آئی ہوں۔" وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی تھی۔ شاہ کا حلق تک سوکھ گیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے اپنا کوٹ ایک جھٹکے سے اتارتے فانیہ کو اوڑھایا اور بندوق کی نال فضا میں بلند کرتے پانچ چھ فائر کیے تھے۔ پورے شاہ نور محل میں کھلبلی سی مچ گئی۔ غازی نے نگاہوں کا مرکز اب صرف بیلا کی ذات تھی۔ بیلا کو دیکھ نومیہ کی جان ہوا ہونے لگی۔

"دیکھو بیلا تم کچھ۔ میرے محل میں کھڑے ہو کر تم کچھ بھی نہیں کر سکتی۔"

تیرے اسی محل میں ہی تیری بوٹی بوٹی کر کے تجھے دفناؤں گی۔" وہ ایکدم کسی بپھرے شیر کی طرح" غرائی تھی۔ جے بی کے لبوں پہ دھیمی سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے جیسا اسے سوچا تھا وہ اس سے کئی گناہ زیادہ خطرناک تھی۔

آپ۔ آپ نے مجھے خرید لیا۔" فانیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔ غازی نے اپنا ماسک" اتارتے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ شاہ کے سارے حوصلے جواب دینے لگے۔ موت اس کے سر پہ منڈلا رہی تھی۔ بیلا نے سنجیدگی سے فانیہ کو دیکھا مگر اس کے ساتھ کھڑے وجود پہ نگاہ پڑتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ وہ تو غازی تھا جس کے انٹرویو کیلیے یہ سب بکھیڑا ہوا تھا۔

"تم گھر چلو پھر بات۔"

ڈونٹ ٹچ می مسٹر غازی۔" وہ درشتی سے بولتی پیچھے ہٹی۔ غازی نے اب کی بار بنا کسی کا خیال کیے اس کا" بازو سختی سے جکڑ لیا معاً خود کو لگنے والا دھکا اس قدر زور کا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل کر رہ گیا۔

کتنے میں خریدا ہے تم نے اسے۔ وہی قیمت تمہارے منہ پہ ماروں گی میں۔ اگر نہیں چاہیے تو کوئی" مسئلہ نہیں مجھے تمہیں مارنے میں بھی کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔" اس نے غازی کے کالر کو سختی سے جکڑتے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سفاکی سے کہا۔ غازی نے نہایت اطمینان سے اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھا۔

ہم دونوں میں سے کون مرے گا یہ بعد میں ڈیسائڈ کرتے ہیں پہلے اس سے تو نپٹ لیں۔" بیلا استائشی" انداز میں مسکرائی۔ جے بی نے گھبرا کر نگاہیں جھکا لی۔ غازی نے نہایت نرمی سے اس کا بازو تھامتے پیچھے کیا۔ بیلا دوبارہ شاہ کی جانب مڑی۔ نومیہ گھبرا کر نینسی کے ساتھ پچھلے دروازے سے بھاگ کھڑی ہوئی ورنہ بیلا سے کوئی بعید نہیں تھا ورنہ اسے بھی جان سے مار ڈالتی۔ اب وہاں محل میں شاہ اور اس کے آدمیوں کے سوا کوئی موجود نہیں تھا۔

"دیکھو شہزادی بیلا مجھے معاف۔"

کھیل اصل میں ہوتا کیا ہے اور اسے کھیلتے کیسے ہیں یہ میں بتاؤں گی اب تمہیں۔" اس نے گھما کر ایک کک شاہ کی ٹانگ پہ ماری تھی وہ اوندھے منہ زمین بوس ہوا تھا۔ وہ اس کے پیٹ پہ اپنا پاؤں رکھ اس کے سینے پہ دباؤ بڑھاتے جھکی۔

اسے تم مارو گے یا مجھے ہی اپنے ہاتھ گندے کرنے پڑیں گے۔" اس نے ذرا سا رخ موڑتے غازی کو" دیکھا جو سامنے کھڑی لڑکی کی جرأت پہ ساکت و جامد کھڑا تھا۔ چاروں اطراف میں غازی اور بیلا کے گارڈز پھیل چکے تھے۔

تو جانتا ہے نا تجھ سے کون کون سا بدلہ لینا ہے میں نے۔" اس کی آنکھوں میں ایک درد ہلکورے کھا رہا" تھا۔ بیلا نفی میں سر ہلاتے ہنسی۔ شاہ اس کی گرفت میں پھڑپھڑانے لگا۔ سانس اکھڑنے لگا تھا۔ اگلے ہی لمحے دونوں نے بیک وقت اس پہ بندوق تانی تھی۔

مجھے بچاؤ تم سب۔" وہ اپنے گارڈز پہ چلایا تھا لیکن آج اس کی مدد کو کوئی آگے نہ آیا تھا۔ ایسا ہی کوئی" منظر اس کی آنکھوں کے آگے لہرایا تھا۔ اس نے چہرہ جھکایا لیکن دوسرے ہی لمحے جوں ہی چہرہ اٹھایا آنکھیں سرخی لیے ہوئے تھی۔ یکلخت اس کے گن سے یکے بعد دیگرے چار پانچ گولیاں نکلتے اس کے سینے میں پیوست ہوئی تھی۔ خون کی چھینٹیں اڑتے اس کے چہرے پہ پڑی۔ غازی نا سمجھی سے اسے

دیکھ کر رہ گیا۔ اسے تو مارنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی۔ ایکدم وہ قہقہہ لگا کر ہنسی۔ اس گندگی کا وجود بھی اس صفحہ ہستی سے مٹانے میں وہ کامیاب ہو گئی تھی۔

یہی فرق ہے ہم دونوں میں تم چھپ کر وار کرتے ہو اور ہم سر عام۔" اس نے ایک پھیکی سی" مسکراہٹ غازی کی جانب اچھالی تھی۔ غازی اسے دیکھ کر رہ گیا۔

آج تجھ سے میرا بدلہ پورا ہوا شاہ۔" وہ پاگلوں کی طرح ہنس رہی تھی۔ ساتھ ساتھ گن سے نکلتی" گولیاں اس کے سینے میں بھی پیوست ہو رہی تھی۔ عقب میں کھڑی فانیہ خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

بی پلیز رک جائیں بی۔" خون میں لت پت گرے شاہ کو دیکھ فانیہ نے بڑی دقت سے اسے" سنبھالا۔ اسے بیلا کی نگاہوں سے خوف سا محسوس ہوا تھا۔

اس نے تمہارے ساتھ غلط کرنے کی کوشش کی تھی نا دیکھو میں نے اسے مار دیا۔ میں نے اسے مار دیا" فانیہ۔ میں نے اسے مار دیا۔" وہ مسلسل ایک ہی بات دہرا رہی تھی۔

اس کی لاش اٹھاؤ اور چیل کو کو ڈال دو۔ اس کا نام ونشان مٹ جانا چاہیے۔ کسی کو معلوم بھی نہ ہو کہ اس دنیا میں شاہ نامی کوئی شخصیت بھی تھی۔" وہ اب اپنے آدمیوں کو حکم صادر کر رہی تھی۔ اس کی ناک سے خون کی لکیر نکلتی دیکھ فانیہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

"بی یہ خون۔"

"کک۔ کچھ نہیں ہے تم چلو میرے ساتھ۔" اس نے سختی سے فانیہ کا ہاتھ تھاما لیکن اگلے ہی لمحے اسے رکنا پڑا تھا کیونکہ فانیہ کا دوسرا بازو غازی کی گرفت میں مقید تھا۔ جے بی نے خود کو آنے والے لمحات کیلیے تیار کیا تھا۔ بیلا نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے اگلے ہی لمحے وہی بندوق غازی پہ تانی تھی۔ فانیہ نے خوفزدہ نگاہوں سے غازی کو دیکھا جو سنجیدگی سے بیلا کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"بب۔ بی میں آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔ پلیز مجھے چھوڑ دیں۔" وہ روہانسی ہوئی۔ اس نے ملتجیانہ نگاہوں سے جے بی کو دیکھا۔

"بھائی پلیز۔" جے بی کی نگاہوں میں ایک التجا سی تھی۔

اس کے ساتھ میرا ایک کانٹریکٹ ہوا ہے۔یہ یہاں سے کہی نہیں جاسکتی سوائے میرے ساتھ جانے" کے۔"اس نے ایک جھٹکے سے فانیہ کو اپنی جانب کھینچا تھا۔وہ لچکیلی ڈال کی مانند اس کے سینے سے آ ٹکرائی۔بیلا کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

بیس کروڑ میں خریدا ہے میں نے اسے۔رقم ادا کرو اور لے جاؤ اسے۔"اس نے سفاکی سے" کہا۔جے بی نے ناگواری سے اسے دیکھا۔بیلا کی گرفت اس کی کلائی پہ کمزور پڑی تھی۔فانیہ کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

تم سے تمہارے بنگلو میں ملاقات ہوتی ہے۔اس دوران اس پہ ایک خراش بھی آئی غازی تو میری" بات یاد رکھنا سلامت تم بھی نہیں رہو گے۔"وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے وارن کرنے والے انداز میں بولی۔غازی نے شانے اچکائے اور اسے لیتے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔فانیہ دھندلی نگاہوں سے بیلا کو دیکھتے اس کے ساتھ کھنچتی چلی جارہی تھی۔

اس کے بنگلو کی جانب گاڑی بڑھاؤ۔"اس نے گاڑی میں بیٹھتے ڈرائیور کو حکم صادر کیا جس نے اس کے" حکم کی تعمیل کی تھی۔فانیہ کا روتا چہرہ مسلسل اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔

****

اس کے بنگلو کے باہر گاڑی رکتے ہی وہ آنکھوں پہ شیڈز لگاتے نیچے اتری اور ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں گھمائی تھی۔ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے وہ اسے وہی کھڑا دکھ گیا تھا۔ بیلا مضبوط چال چلتے اسکی جانب بڑھی۔

"اپنی بہن کو لینے آئی ہو؟"

اپنے بچے کو لینے آئی ہو اور جیسے ایک ماں اپنی اولاد کے خاطر کچھ بھی کر سکتی ہے ویسے ہی میں کچھ بھی" کر سکتی ہوں۔" وہ جتانے والے انداز میں بولی۔

عمروں کا اتنا فرق دونوں کے درمیان لگتا تو نہیں۔" بیلا نے ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدلا۔ اس" سے قبل کہ وہ اندر کی جانب بڑھتی غازی کی کرخت آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

تم اندر نہیں جا سکتی۔" وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔"

تم مجھے اندر جانے سے نہیں روک سکتے۔" وہ بپھر گئی۔"

میں تمہیں روک رہا ہوں۔" وہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔"

تم ہو کون تمہاری اوقات کیا ہے کہ تم شہزادی بیلا قیس کو روکو۔" وہ اس کا کالر کو جھٹکا دیتے پھنکاری۔"

میرے ہی گھر میں کھڑی ہو کر مجھ سے میری اوقات پوچھنے والی تم کون ہو۔" جواباً اس کا پر سکون لہجہ سن بیلا نے تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالی تھی اور ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ دیا۔ غازی دلکشی سے ہنسا اور ہاتھ کے اشارے سے اسے اندر آنے کا کہا تھا۔ حشمت جو روتی ہوئی فانیہ کو سنبھال رہے تھے اپنی ہی دھیان میں اندر آتی ایک لڑکی کو دیکھ اپنی جگہ پہ ٹھہر سے گئے۔ وہ انہیں کہی دیکھی دیکھی سی لگی۔ بے اختیاری میں ان کی نگاہ جے بی کی جانب اٹھی تھی۔ وہ نگاہیں چرا گیا۔ وہ لڑکی بلکل اس تصویر والی لڑکی جیسی تھی جو جے بی نے بنائی تھی۔ اب وہ دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے نا سمجھی سے حشمت کے سینے سے لگی فانیہ کو دیکھ رہی تھی۔

فانی بے بی۔" بیلا کی مسکراتی آواز پہ فانیہ نے آنسوؤں سے تر چہرہ اس کی جانب اٹھایا۔ لبوں پہ" مسکراہٹ پھیل گئی۔ بیلا نے مسکرا کر باہیں اس کی جانب واں کی۔ وہ تیزی سے اٹھتے اس میں آسمائی۔ اگلے ہی لمحے اس نے عقب میں کھڑے ملازم کے ہاتھ سے بریف کیس لیا اور میز پہ پٹختے اسے کھولا تھا۔ سب دم سادھے اسکی حرکات وسکنات کا جائزہ لے رہے تھے۔ بیلا نے ایکدم اس کیس میں سے پیسے نکالتے غازی کے چہرے پہ اچھالے تھے۔ اہانت کے احساس سے غازی کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

یہ رہے تم اور یہ رہی تمہاری اوقات۔" اس کی بات پہ حشمت اور غازی دونوں کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی تھی۔ اس نے مضبوطی سے فانیہ کا ہاتھ تھاما۔

اپنے بچے سے تو پوچھ لو کہ وہ یہاں سے جانا چاہتی بھی ہے یا نہیں۔" غازی کی آواز میں ایسا کچھ تھا جس نے بیلا کو رک جانے پہ مجبور کیا تھا۔ فانیہ نے خوفزدہ نگاہوں سے جے بی کو دیکھا جو خود پریشانی سے غازی کو دیکھ رہا تھا۔

اس نے کہی تمہیں بلیک میل تو نہیں کیا۔" بیلا نے جھک کر فانیہ کی آنکھوں میں دیکھا جہاں ہلکی ہلکی نمی تیر رہی تھی۔ وہ اس پہ کس قدر اعتماد کرتی تھی اور فانیہ اس نے کیا کیا تھا۔ فانیہ نے ہچکی بھرتے اسے دیکھا۔

رو کیوں رہی ہو مجھے بتاؤنا۔ میں حل نکالوں گی۔ میں کس لیے ہوں۔" اس نے مڑ کر دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ بھرتے اس کے آنسو صاف کیے۔ غازی نے اسی کے انداز میں فائل میں سے کاغذات نکالتے بیلا کے چہرے پہ اچھالے تھے۔ فانیہ کا سر تیزی سے نفی میں ہلا۔ وہ مضبوطی سے بیلا کا ہاتھ تھام گئی جیسے اس کے کھو جانے کا خوف ہو۔

بھائی پلیز۔"صورتحال کو سنبھالنے کی بجائے الجھائیے مت۔جے بی کی بات پہ غازی نے تمسخرانہ" انداز میں اسے دیکھا۔بیلا نے جھک کر وہ کاغذات اٹھائے اور انہیں پڑھنا شروع کیا۔جوں جوں وہ پڑھتی جارہی تھی اس کے چہرے کا رنگ اڑتا جارہا تھا۔اپنے ہاتھ پہ اس کی گرفت ہلکی ہوتی محسوس کر فانیہ نے تڑپ کر اسے دیکھا جو ویران نگاہوں سے ان کاغذات کو پڑھ رہی تھی۔

تم۔تم نے یہاں شادی کرلی فانیہ۔"اسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔"

بی میری بات۔"اس نے بیلا کو روکنا چاہا۔"

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔"اس نے ہانپتے ہانپتے شہادت کی انگلی اٹھائی۔لہجے میں واضح تنبیہہ شامل" تھی۔فانیہ کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

بی بس ایک بار میری سن لیں پلیز۔"وہ گڑگڑائی۔اگلے ہی لمحے اپنے منہ پہ پڑنے والے زناٹے دار" تھپڑ کی بدولت اس کا دایاں گال سنسنا کر رہ گیا۔غازی نے آگے بڑھنا چاہا لیکن جے بی نے اسے درمیان میں ہی روکتے نفی میں سر ہلایا۔جب وہ خود اس سب کا قصوروار تھا تو پھر اب کس حق سے فانیہ کو بچاتا۔

"تم اب اپنی حدیں پھلانگ رہی ہو۔"

درمیان میں مت بولو تم۔ میں اپنی بہن سے مخاطب ہوں۔" اس نے ترشی سے غازی کو باور کروایا۔ اس دوران فانیہ مجرموں کی طرح چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔ غازی اس سے قبل بپھرتا جے بی نے مشکل اسے سنبھالا۔

"بھائی نہیں۔ وہ آپ کی بیوی سے پہلے ان کی بہن تھی۔ اعتماد ٹوٹا ہے کچھ وقت تو دیں کم از کم۔" جے بی کی بات سن وہ ٹھہر سا گیا۔ جے بی نے نگاہیں ایک بار پھر بیلا پہ مرکوز کرلی۔ وہ اسے دیکھنا چاہتا تھا لیکن بلکل ویسے ہی جیسے فانیہ اس کا خاکہ بتاتی تھی یہ بکھری بکھری سی لڑکی اسے اس لمحے الگ ہی محسوس ہوئی۔

"بی میں آپ کو کلئیر۔"

"کہنے سننے کو بچا ہی کیا ہے اب۔ سب نے ہی تو اپنی مرضی کی ہے تم نے بھی کرلی۔ میری محبت کو تم سب نے میرے لیے سزا بنا دیا۔" فانیہ نے دھندلی نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن اب کی بار بیلا کی جانب سے دیا جانے والا دھکا اس قدر زور کا تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل کر رہ گئی۔ ناک کے نیچے کچھ گیلا پن محسوس ہوا جسے وہ کسی کی نگاہ میں آنے سے قبل ہی پونچھ گئی۔ وہ تو اپنوں کی ہی ڈسی ہوئی تھی۔

یہ کیا کر رہی ہو پاگل لڑکی۔" بیلا نے وحشت بھری نگاہوں سے غازی کو دیکھا۔"

دور رہو مجھ سے ورنہ تمہاری بھی جان لے لوں گی۔" اب کی بار اس نے تمام لحاظ بالائے طاق رکھتے" غازی کو دھکا دیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہلا تو نہیں مگر اس کی حرکت پہ ہونق زدہ ضرور رہ گیا۔ جے بی نے حشمت کو دیکھ بے ساختہ نگاہیں چرائی۔

اپنی آواز میرے سامنے دھیمی رکھنا۔ اونچا لہجہ مجھے نہیں پسند۔ شادی رچالی اس کے ساتھ تو کیا" ہوا۔ طلاق دو گے تم ابھی کے ابھی اسے اور یہ میرے ساتھ واپس میسنی جائے گی۔" اس کی بات غازی اور فانیہ دونوں کے سینے پہ کسی چابک کی مانند لگی تھی۔ بیک وقت دونوں کی نگاہیں ایک دوسرے کی جانب اٹھی۔

میں چاہتا بھی یہی ہوں۔ تم اپنی اس بہن کو لو اور یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔ بہت جلد طلاق دے دوں گا" اسے۔ غازی کے سفاک لہجے پہ فانیہ لڑکھڑائی تھی۔

آپ۔" اس سے قبل فانیہ غازی کو تھامتی اس نے بے دردی سے فانیہ کو دور جھٹک دیا۔"

تم جاؤ ابھی کے ابھی پیکنگ کرو گی جا کر۔" اس نے فانیہ کو وارن کیا۔ وہ ایک شکوہ کناں نگاہ غازی اور خاموش کھڑے حشمت پہ ڈالتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ غازی نے بھی اس کی تقلید میں قدم بڑھائے۔ اس منظر کو بیلا نے جلتی نگاہوں سے دیکھا تھا۔

بیٹھو بیٹا آپ۔" بیلا نے کپکپاتی انگلیاں آپس میں پیوست کی۔"

بے حد شکریہ۔" وہ ناگواری سے بولتی نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ اس کا لہجہ کس قدر ٹوٹا بکھرا تھا۔"

بیٹھ جاؤ۔" اب کی بار انہوں کے اس کا بازو تھامتے اسے صوفے پہ بٹھایا تھا۔ بیلا ان کی ہمت پہ اسے" دیکھ کر رہ گئی۔ وہ انہیں انکار کیوں نہیں کر پائی تھی۔

****

وہ مشتعل سی اپنے کپڑے بیگ میں ڈال رہی تھی۔ غازی نے کمرے میں آتے ہی اس کا بازو تھامتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

سب ختم کر دیا آپ نے۔ سب ختم کر دیا۔" اس نے روتے ہوئے غازی کو خود سے دور جھٹکا تھا۔"

میں اصل میں چاہتا بھی یہی تھا۔" فانیہ کا حرکت کرتا ہاتھ لرز کر رہ گیا۔"

آپ جیسا دھوکے باز انسان میں نے آج تک نہیں دیکھا جس نے مجھے میری ہی بی کی نگاہوں میں اتنی" بری طرح گرا دیا۔"۔وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے پھپھک پھپھک کر رو دی۔غازی نے اسے تھامنا چاہا لیکن وہ نفی میں سر ہلا گئی۔

بس ایک بات کا جواب دے دیں مجھے۔کیا آپ سچ میں مجھے بھول جائیں گے۔"اس نے آس بھری" نگاہوں سے اسے دیکھا۔

یاد ان کو کیا جاتا ہے جنہیں بھلا دیا جائے۔ تمہیں بھولنے سے قبل میں خود کو بھولنا پسند کروں گا۔"یہ" بات اس نے کہی ضرور تھی لیکن دل میں۔

ہاں شاید۔تم میں ایسا کیا تھا جو میں تمہیں یاد رکھوں۔"وہ لاپرواہی سے ہنسا۔فانیہ نے نم نگاہوں سے" اسے دیکھا۔یکدم اس کے موبائل کی ٹون بجی تھی۔غازی نے چونک کر شو ہونے والی ویڈیو کو دیکھا۔اس کی آنکھیں لہو چھلکانے لگی۔سر بے یقینی کی کیفیت میں نفی میں ہلا۔اس دوران وہ بھی اپنا موبائل تھام چکی تھی اور اس میں چلتی ویڈیو کو دیکھ فانیہ باقاعدہ لڑکھڑائی۔

یہ۔یہ مم۔میں۔نہیں۔"وہ اٹک اٹک کر بولی اور اپنا موبائل خود سے دور جھٹکا تھا۔غازی نے تیزی" سے ویڈیو بند کرتے خوفزدہ سی فانیہ کو خود سے لگایا۔وہ ویڈیو جس کی بھی تھی اس میں فانیہ کا چہرہ لگایا ہوا تھا۔غازی نے سختی سے دانت پہ دانت جمائے۔

یہ میں نہیں ہوں۔"اس نے دور گرے موبائل کی جانب اشارہ کیا۔غازی نے سر ہلایا۔"

مجھے یقین ہے تم پہ۔"اس نے فانیہ کا سر سہلایا لیکن اس کا اتنا کہنا ہی غضب ڈھا گیا۔وہ اس کا حصار" توڑتے جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔

کیوں۔کیوں یقین ہے آپ کو مجھ پہ۔"وہ اس کے سامنے کھڑی سراپا سوال تھی۔غازی نے عنابی" لب سختی سے بھینچے۔ماتھے کی رگیں ابھری ہوئی تھی۔

کیا نہیں ہونا چاہیے۔"اب کی بار اس کے سوال پہ فانیہ نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔اس کی ہنسی" میں بھی ایک درد تھا۔

نہیں ہونا چاہیے۔جس شخص نے آج تک صرف ظلم ہی ڈھائے ہو وہ اس قسم کی باتیں کرتے بلکل" اچھا نہیں لگتا۔"وہ اس کے سینے پہ مکے مارتے ہوئے اذیت سے اس کے سینے سے سر ٹکا گئی۔

بظاہر ظلم ڈھانے سے کوئی کسی کا دشمن نہیں بن جاتا۔"اس نے سختی سے فانیہ کے دونوں بازو تھام" لیے۔اس نے نم نگاہوں سے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

بظاہر؟ مجھ سے میری شناخت چھین کر ہنسنے کی وجہ چھین کر مجھ سے میری ذات چھین کر ابھی بھی" بظاہر ظلم ڈھائے ہیں آپ نے۔"وہ ٹوٹی بکھری اس سے سوال کر رہی تھی اور سے توڑنے والا بھی تو وہی تھا تو پھر اس سے شکوہ کیسا۔فانیہ نے بیگ اٹھا کر زمین پہ رکھا۔

جا رہی ہوں میں۔"وہ اسے جتانے سے زیادہ خود کو سمجھا رہی تھی۔"

میں تمہیں بہت مس کروں گا۔"اس نے آنکھیں موندتے اس سے کہا۔فانیہ نے چونک کر اسے" دیکھا۔

کچھ کہا کیا آپ نے۔"اس نے حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔کاش وہ ایک بار اسے روک" لیتا۔

ہاں ذرا جلدی جاؤ دراصل مجھے کسی ضروری کام کے تحت جانا ہے۔"جواباً اس کے سپاٹ لہجے پہ فانیہ کی" آنکھیں جلنے لگی۔وہ اپنا سوٹ کیس گھسیٹتے لاؤنج میں چلی آئی۔

"بھائی یہ آپ کیا۔" اسے بیلا کی جانب جاتا دیکھ جے بی نے غازی کو ٹوکنا چاہا۔ جواباً اس کی سرد نگاہیں اسے خاموش کرواگئی۔

"بابا۔" فانیہ نے نم شکستہ لہجے میں حشمت کو پکارا۔ انہوں نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ رکھتے تھپتھپایا تھا۔ وہ آنکھوں کو میچ گئی۔

"یہ بیگ رکھو گاڑی میں۔" بیلا نے آدمی کو حکم صادر کیا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے تھے۔ جے بی نے کچھ سوچتے قدم بیلا کی تقلید میں بڑھائے۔ وہ آسمان کو گھورتی بیلا سے کچھ فاصلے پہ جا کھڑا ہوا اور گلا کھنکھارا۔ اس سے قبل کہ وہ ناگواری کا اظہار کرتے وہاں سے جاتی جے بی نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ بیلا نے بے یقین نگاہوں سے اس کے ہاتھ میں موجود اپنے ہاتھ کو دیکھا۔

"ہاؤ ڈیئر یو۔" وہ دھاڑی۔ اپنی بے اختیاری پہ شرمندہ ہوتے جے بی نے اس کا ہاتھ چھوڑ گیا۔

"ایم سوری لیکن ایک بار میری بات سن لیں پلیز۔"

"تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے یوں معصومیت سے کہنے پہ میں پگھل جاؤں گی۔" فانیہ میرے ساتھ ضرور جائے گی۔ اس نے نہایت سکون سے بولتے اپنا ہاتھ اس کی گرفت سے آزاد کروایا۔

میں برف نہیں جو تمہارے چھونے سے پگھل جاؤ۔ میں وہ آگ ہوں جو سب جلا کر بھسم کر دیتی" ہے۔" وہ واضح کرنے والے انداز میں بولی۔ جے بی نے اس کے چہرے سے نگاہیں ہٹاتے جھکا لی۔

یہ وقت برا ہے وہ دونوں ایک دوسرے کے حق میں برے نہیں ہے۔" جے بی نے نرمی سے اپنی" بات جاری رکھی۔

واٹ ایور۔" اس نے شانے جھٹکے۔ جے بی نے افسوس سے اسے دیکھا۔ فانیہ کے باہر آتے ہی جے بی" نے پریشانی سے اسے دیکھا جو اس کے پاس آکر رکی تھی۔

آپ بہت اچھے ہیں جے بی بھائی۔ میں دعا کروں گی کہ جو آپ کو چاہیے وہ آپ کو مل جائے۔" اس" نے جے بی کو سچے دل سے دعا دی تھی لیکن آج وہ مسکرا بھی نہ سکا تھا۔ ایک فانیہ کے جانے کا دکھ دوسرا سامنے کھڑی لڑکی کو دوبارہ کبھی نہ دیکھنے کا دکھ اسے اندر ہی اندر ہولائے جا رہا تھا۔ اپنے نزدیک آہٹ محسوس کر جے بی نے چونک کر ساتھ دیکھا تو وہاں کھڑے غازی کو دیکھ اس نے ناراضگی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

بیٹھو اندر۔" بیلا نے نرمی سے اسے پچکارا۔ فانیہ ہاتھ کی پشت سے اپنا چہرہ رگڑتے اندر بیٹھ گئی۔"

بلی۔" اس سے قبل کہ بیلا اندر بیٹھتی آس پاس ہونے والی مدھم سرگوشی پہ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے عقب میں دیکھا جہاں غازی اور جے بی کھڑے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔

کیا ہوا بی۔" فانیہ نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔"

نہیں کچھ نہیں۔" اس نے ایک بار پھر کسی خیال کے تحت عقب میں دیکھا۔ کون تھا جس نے ایک" عرصے بعد اسے اس نام سے پکارا تھا معاً وہ اپنا وہم سمجھتے اندر بیٹھ گئی۔ گاڑی جوں ہی سٹارٹ ہوئی جے بی اور غازی دونوں کے دلوں کو کسی نے مٹھی میں بھینچا تھا۔

میں نہیں روک سکتا بھائی کیونکہ میں حق نہیں رکھتا لیکن آپ حق رکھتے ہیں۔" جے بی نے اپنی جانب" سے ایک آخری سی کوشش کی اور اس کا شانہ تھپتھپایا لیکن غازی وہی کھڑا رہا۔ گاڑی دھول اڑاتی بنگلو کی حدود سے نکلتی چلی گئی۔ ان دونوں نے خالی خالی نگاہوں سے اس گاڑی کو دور ہوتے دیکھا تھا۔ زندگی ان سے روٹھتے دور جا رہی تھی لیکن وہ دونوں جان کر بھی انجان بنے ہوئے تھے۔ جے بی نے اندر جاتے ہی غازی نے سختی سے آنکھوں کو بند کیا۔ آنکھوں سے گرم سیال نکلتے اس کی شیو میں جذب ہوا تھا۔ وہ جے بی کو کیا بتاتا کہ آج ایک بار پھر اس سے کیا کیا دور ہوا تھا۔ سب کچھ اس سے ایک ہاتھ کی دوری پہ تھا کہ وہ ہاتھ بڑھا کر تھام لے لیکن ایک بار پھر سب کچھ مٹی کی طرح اس کے ہاتھ سے

پھسل گیا تھا۔ معاً اس ویڈیو کے بابت سوچتے اس نے گاڑی کہیں بھگائی تھی۔ چہرے پہ ایک بار پھر پتھریلا پن عود آیا تھا۔

ایک ویڈیو بھیج رہا ہوں وہ ریموو کرنی ہو گی تمام ویب سائٹس سے اور پتہ لگواؤ کہ یہ کس کی حرکت ہے۔ زندہ نہیں بچنا چاہیے وہ۔" وہ سختی سے فون پہ کسی کو ہدایات دے رہا تھا۔

****

اداس ہو اس سے دور جاتے ہوئے۔" بیلا کے سوال پہ وہ کئی ثانیے اسے دیکھتی رہی یہاں تک کہ آنکھوں میں پانی اکٹھا ہو گیا۔ بیلا نے نہایت نرمی سے اس کا سر اپنے شانے پہ رکھا۔

اس دن سے خوفزدہ تھی میں فانی۔ میں نہیں چاہتی تھی کہ تم کبھی ان جھنجھٹ میں پڑو۔ ویسے بھی وہ تمہارے لائق نہیں تھا اور مت بھولو اس نے خود تمہیں اپنی زندگی سے بے دخل کیا ہے۔ بہت جلد میں ڈائیورس پیپرز بھی تیار کروالوں گی۔" اس کی باتوں پہ فانیہ کا دل خون کے آنسو رویا تھا۔ جسم سے جیسے کوئی آہستگی سے جان نکال رہا تھا۔

مجھے لگتا ہے تمہیں اس سے محبت ہو گئی تھی لیکن ضروری نہیں جس سے ہم محبت کرے وہ بھی ہم سے کرے۔ اٹس آفیکٹ اسے جتنی جلدی ہو سکے مان لینا چاہیے زندگی سہل ہو جاتی ہے کیونکہ جب ہم

پریکٹیکل ہو کر سوچتے ہیں تو پھر ہم اگلے انسان سے ویسا اسپیکٹ نہیں کرتے۔" وہ اب آہستگی سے اس کا سر سہلاتے اسے سمجھا رہی تھی۔ فانیہ نے آنکھیں موند لی۔ ایکدم کچھ یاد آنے پہ اس نے چہرہ اٹھایا۔

بی آپ سے ایک بات پوچھوں۔" اس نے جھجک کر پوچھا۔ بیلا نے اثبات میں سر ہلایا۔ "

وہ آپ مطلب آپ نے بھی تو شادی۔" بیلا مسکرائی۔ دل کا درد سوا ہوا۔ حالت غیر ہوئی۔ "

ختم ہو گیا ہے سب فانی بے بی۔ میری کہانی کا اختتام ایسا ہی لکھا تھا۔" وہ دلکشی سے ہنسی۔ اس کی ہنسی" میں بھی کوئی ریگریٹ نہیں تھا۔

اسے پہلی نظر میں دیکھتے ہی مجھے ایسا محسوس ہوا تھا کہ مجھے ویسا ہی لڑکا چاہیے۔" فانیہ نے ناسمجھی سے" اسے دیکھا۔

کیسا لڑکا چاہیے تھا آپ کو بی۔" فانیہ کے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے استفسار کیا۔ بیلا کے مسکراتے" لب سمٹ گئے۔ دل کو جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔

جو مجھے میرے اصل تک پہنچا دے۔ جو مجھے ہنسنا سکھا دے۔ ہنسایا تو نہیں ہاں مگر مجھے میرے اصل" تک ضرور پہنچا دیا۔" اب کی بار کا لہجہ کھوکھلا تھا۔ فانیہ کو کسی انہونی کا احساس شدت سے ہوا۔

"کیا ہوا بی۔"

اس نے مجھے ریجیکٹ کر دیا فانی بے بی۔ اس نے مجھے ڈائیورس دے دی۔" وہ اس کا گال تھپتھپاتے مسکرا کر بولی۔ فانیہ جواب میں مسکرا بھی نہ سکی۔

"میری اتنی اچھی بی کو کیسے وہ انسان ریجیکٹ کر سکتا ہے۔"

میں بلکل بھی اچھی نہیں ہوں۔ یہ اب تم مجھے خوش کرنے کی خاطر کہہ رہی ہو۔" بیلا نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اسے جتایا۔ فانیہ اس کے حوصلے کو دیکھ کر رہ گئی۔

اداس مت ہو۔ ضروری نہیں ہر کہانی کی ہیپی اینڈنگ ہی ہو۔ زندگی میں سب کچھ تھوڑی ملتا ہے۔ کبھی کبھی ایک نامکمل کہانی بھی جی اٹھتی ہے۔ مجھے میرا اصل مل گیا میرے لیے یہ کسی ہیپی اینڈنگ سے کم نہیں۔ مجھے پتہ چل گیا کہ مجھے بھی کوئی ریجیکٹ کر سکتا ہے۔ مجھے بھی کوئی دھوکا دے سکتا ہے۔" فانیہ ہلکے سے پلک جھپکائے اس کے چہرے پہ سکون دیکھ رہی تھی۔

کچھ تعلقات فقط یادوں کیلیے جڑتے ہیں ہمیشہ کیلیے نہیں پھر چاہے وہ خوبصورت ہو یا تلخ۔" اب کی بار وہ اپنی خالی ہتھیلیوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی بات سن فانیہ کی نگاہوں میں غازی کا سراپا لہرایا۔ اس نے

ایک بار پھر بیلا کے شانے پہ سر رکھ دیا۔ بیلا نے محبت اسکا گال تھپتھپایا۔ وہ چھوٹی تھی اس کا دکھ زیادہ بڑا تھا اور بیلا کو ہی اس کی مسیحائی کرنی تھی۔

اور سیم بی۔ وہ آپ کے ساتھ کیوں نہیں آیا۔" فانیہ نے بے چینی سے استفسار کیا کیونکہ وہ تو بیلا کا" بایاں ہاتھ تھا۔ بیلا اس کے سوال پہ خاموش رہی۔ فانیہ نے بھی مزید کچھ بولنا مناسب نہ سمجھا۔

اپنا درد بھلا کر دوسروں کے درد کے متعلق سوچنے والا اچھا کیسے نہیں ہو سکتا۔ یہ چاہتی تو مجھے جان سے مارنے کا بھی حق رکھتی تھی کیونکہ میں نے بھی ان کا یقین توڑ کر انہیں دھوکا دیا ہے لیکن یہ بیلا اسے کمزور بکھری بکھری سی کیوں لگی تھی جیسے اپنا سب کچھ ہار آئی ہو۔ اس نے تو ہمیشہ بیلا کو مضبوط ہی دیکھا تھا تو پھر آج یہ بے نام سی خاموشی کیوں۔ وہ اس کے شانے میں سر دیے سوچ رہی تھی۔

****

وہ گرنے والے انداز میں ان کے نزدیک بیٹھا۔ حشمت نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا جو صوفے سے پشت ٹکائے آنکھیں موندے نیم دراز تھا۔ اس کی آنکھ سے نکلتا آنسو دیکھ وہ تڑپ کر اس کا ہاتھ تھام گئے۔ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ صدیوں کی مسافت طے کر آیا ہو۔ انہوں نے اسے کبھی کسی

بھی چیز کیلیے یوں خوار ہوتے نہیں دیکھا تھا۔جب بھی جو کھانے کو دیا کھالیا پہننے کو دیا پہن لیا۔وہ کبھی بھی کوئی فرمائش یا ضد ان سے نہیں کیا کرتا تھا اور اس چیز کا حشمت کو جے بی سے بہت گلہ تھا۔

بھائی نے ایسا کیوں کیا بابا۔"وہ سرخ ہوتی آنکھوں سے انہیں گھورتے ہوئے بولا۔وہ بھلا کیا جواب دیتے۔اس بات کا جواب تو ان کے پاس بھی نہ تھا۔

میں نہیں جانتا وہ ایسا کیوں کر رہا ہے اپنا گھر تو خراب کر ہی رہا ہے اور ساتھ ساتھ۔"انہوں نے بات ادھوری چھوڑی اور کچھ سوچ کر جہاندیدہ نگاہوں سے اسے دیکھا جو بنا پلک جھپکائے کسی نادیدہ نقطے کو گھور رہا تھا۔

تم نے غور کیا تھا۔"ان کی پرسوچ آواز پہ جے بی نے ناسمجھی سے انہیں دیکھا۔"

وہ وہی تھی۔بلکل ہو بہو ویسی جیسا تم نے ایک لڑکی کے تصور کا خاکہ اس کاغذ پہ اتارا ہے۔"جے بی" ان کی بات پہ تلخی سے مسکراتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن حشمت نے کھینچ کر اسے دوبارہ بٹھالیا۔

تم جانتے تھے نا اسے۔"حشمت کی آواز میں ایسا کچھ تھا کہ وہ ان کی جانب دیکھنے پہ مجبور ہوا۔"

"میں نے کبھی آپ سے جھوٹ نہیں بولا بابا۔ وہ انہیں نہیں جانتا تھا بس ذکر ہی سنا تھا بھابھی سے۔ جو جو سنا وہ بس کاغذ پہ اتارتا چلا گیا اور دیکھیں وہ تو اس سے بھی کئی گناہ زیادہ حسین ہے۔" وہ دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا۔ لہجہ کھویا کھویا سا تھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے جے بی کہ تم ایک انسان کو دیکھو بھی نا اور اس کیلیے ایسے احساسات پال لو۔ تم سے بڑا بے وقوف میں نے آج تک نہیں دیکھا۔" وہ اب مسلسل اسے جھڑک رہے تھے لیکن وہ بس اذیت سے مسکراتے ان کی ڈانٹ سن رہا تھا۔

"کاش میں نے یہ سب اس راہ کا مسافر بننے سے قبل آپ کو بتایا ہوتا تو آج اتنی مشکل نہ ہوتی۔ آپ مجھے یونہی ڈانٹتے اور میں سنبھل جاتا۔" حشمت نے بغیر اس کی بات کوئی جواب دیے اسے ساتھ لگالیا۔ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچتے ان کی قمیض کو مٹھی میں جکڑلیا۔ اپنے شانے پہ نمی محسوس کر انہوں نے محبت سے اسے الگ کیا اور اس کا چہرہ صاف کیا تھا۔

"اتنے مضبوط ہو اتنی چھوٹی سی بات پہ رو کیوں رہے ہو۔" جے بی نے چہرہ جھکالیا۔

ہر بات تم اس کیلیے اپنی پسندیدگی جتا کر مجھے حیران کر دیتے ہو۔ اس حد تک کون پاگل ہو سکتا ہے اس" کیلیے۔ "جے بی کی نگاہوں میں بیلا کا سراپا گھوما۔ وہ دھیما سا ہنس دیا۔ اس کی ہنسی میں بھی ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی۔

اس کی آنکھوں میں نفرت دیکھی تھی نا جو ہم سب کیلیے تھی۔ تمہیں اسی وقت سنبھل جانا چاہیے تھا" جے بی۔" اس نے جھکا ہوا سر اٹھایا اور اپنی شیو کو سہلایا تھا۔

بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں بابا جنہیں پہلی نظر دیکھنے پہ نفرت کا احساس جاگتا ہے لیکن جب وہی" چیزیں ہمارے ساتھ رہتی ہیں تو ان کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی میرے لیے یہ سب چیزیں ضروری نہیں ہیں بس وہ ضروری ہیں۔" اس کے لہجے میں ایک محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔

"کتنی ضروری ہے وہ تمہارے لیے۔"

اتنی کہ اگر وہ ساری زندگی بھی مجھے تکلیف پہنچائیں۔ مجھ سے نفرت کریں پھر بھی میری نگاہ جب بھی" ان کی جانب اٹھیں گی اس میں محبت اور عزت ہی ہو گی۔ وہ جادو کرنا جانتی ہیں اور میں ان کے آگے کل بھی بے بس تھا آج بھی بے بس ہوں اور ساری زندگی بھی یونہی بیت جائے گی۔ انہیں یہ حق بھی

حاصل ہے۔ انہیں ہی تو حاصل ہے۔" حشمت ساکت بیٹھے اس دیوانے کی باتوں کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ وہ کیا بول رہا ہے۔

تم پاگل ہو چکے ہو جبران۔" انہوں نے سختی سے اسے ٹوکا۔ وہ کیسے اسے اپنی نگاہوں کے سامنے ٹوٹتا" بکھرتا دیکھ سکتے تھے۔

ان سب باتوں کو چھوڑ دو جو ہونا تھا ہو چکا ہے۔ اپنی زندگی کو ایک فریب ایک تصور کے پیچھے خراب" مت کرو۔ بہتر ہے کہ تم۔ ان سب جھنجھٹ میں نہ پڑو اور دنیا گھومو دنیا دیکھو۔ اس سے بھی حسین نظارے دیکھنے کو ملیں گے

حشمت نے اس کا شانہ تھپتھپایا۔"

آپ کو معلوم ہے جس دن میں نے ان کو دیکھا تھا نا مجھے محسوس ہوا تھا جیسے میں نے پوری کائنات" ایک ہی نظر میں دیکھ لی ہو۔" اس کی کھوئی کھوئی آواز پہ وہ کمرے میں جاتے جاتے تھمے اور بے یقین نگاہوں سے اس پاگل کو دیکھا۔

آپ کو نہیں محسوس ہوا افانیہ بھابھی کا جانا۔" جے بی کے سوال پہ انہوں نے نگاہیں چرائی تھی۔جے بی" تلخی سے مسکراتے اس سے قبل اپنے کمرے کی جانب بڑھتا باہر سے آتے غازی کو دیکھ اس کے چہرے کے عضلات تن گئے۔اس سے پہلے کہ وہاں سے نکلتا چلا جاتا غازی اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔

اتنا سرد انداز۔بیوی میری گئی ہے تم کس چیز کا روگ لگا بیٹھے ہو۔"غازی کے اتنا کہنے کی دیر تھی وہ" پھٹ ہی تو پڑا تھا۔

بہن مانا تھا میں نے انہیں جسے آپ نے بے دردی سے اپنے وجود سے الگ کر کے یہاں سے جانے کا" کہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے بیٹھتے بھی وہ آس بھری نگاہوں سے آپ کو دیکھ رہی تھی بھائی صرف آپکو کہ "ایک بار آپ انہیں روک لیتے لیکن نہیں بھائی آپ نے انہیں اپنے بدلے کی بھینٹ۔

"شٹ اپ جے بی۔"

کیوں بھائی سچائی ہضم نہیں ہو رہی آپ سے۔"اس نے لہو رنگ نگاہوں سے غازی کا سرخ پڑتا چہرہ" دیکھا تھا۔

"تم اب حد سے بڑھ رہے ہو جے بی۔"

میں حد سے بڑھ رہا ہوں بھائی۔ میں۔" اس نے اپنی جانب اشارہ کیا۔"

میں نے تو کبھی آپ کے سامنے سر اونچا کر کے بات کرنے کی ہمت ہی نہیں کی ہمیشہ خود کو آپ سے" کمتر ہی جانا ہے کیونکہ میری حیثیت آپ سے تو کم ہی ہے۔ مجھے کیا علم کب آپ مجھے بھی کسی بدلے کی بھینٹ چڑھا کر اس گھر سے باہر جانے کا عندیہ دے دیں۔ اس لیے سوچ رہا ہوں اپنے حق کیلیے بولنا شروع کر دوں۔ کیا پتا وہ وقت بھی قریب ہی ہو۔" وہ سپاٹ لب و لہجے میں بولتے تیز قدموں سمیت وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ غازی نے تعجب سے اس کی چوڑی پشت کو تکا تھا۔

"آپ نے دیکھا یہ مجھ سے کیسے بات کر کے گیا ہے۔"

تم نے کوئی چھوٹا قدم بھی نہیں اٹھایا غازی۔" حشمت اب سختی سے اسے ٹوک رہے تھے۔ غازی" صوفے پہ گرنے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھا۔

"کیا آپکو لگتا ہے کہ میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے یہ قدم اٹھایا ہو گا۔"

اتنا تو میں جانتا ہوں کہ اس سب کے پیچھے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور رہی ہو گی تبھی تحمل کا مظاہرہ کیے" ہوئے ہوں ورنہ جو تم نے میری بیٹی کے ساتھ کیا ہے اس کے بعد تم معافی کے لائق کبھی نہیں ہو۔" وہ اب سرد لہجے میں اسے جتا رہے تھے۔ غازی ایک کٹیلی نگاہ ان پہ ڈالتے تمسخر سے ہنس دیا۔

"حقیقت سے ناواقف ہیں آپ ابھی تبھی یوں بول رہے ہیں۔ جس دن معلوم ہو گیا نا کہ وہ کس کے گھر پلی بھری ہے سب سے پہلے منہ موڑنے والے آپ ہی ہونگے اس سے۔ یہ بات یاد رکھیے گا بابا۔" حشمت نے نا سمجھی سے اس کی جانب دیکھا۔

"میں سمجھا نہیں۔"

"سمجھ جائیں گے بابا۔ ابھی آپ آرام کریں۔ مجھے واپس جانا ہے کچھ انتظامات کروانے ہیں۔ کچھ عرصے تک ایک شخص کو ملاقات کا شرف بخشنا ہے۔" اس کا لہجہ اب کی بار بے حد پر اسرار تھا۔ حشمت جھرجھری لیتے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ اس نے ان کے جاتے ہی کچھ دیر کیلیے آنکھیں موندی لیکن روتی شکوہ کرتی نگاہیں چھم سے اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائی تھی۔ وہ بے چینی سے وہاں سے اٹھ گیا۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

"چلو بھی۔"

"بی مجھے نہیں جانا۔ ڈیڈی کا سامنا میں کیسے۔" اس کی آواز بھرا گئی۔ بیلا نے نرمی سے اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا اور محبت سے اس کی پیشانی چومی تھی۔

"اپنی ساری پریشانیاں مجھے دے دو اور کھل کر مسکراؤ۔"

مجھ میں آپ جتنا صبر نہیں ہے بی۔ مم۔ میں۔" اس کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔"

اس طرح کمزور پڑو گی تو سب کو وار کرنے کا موقع ملے گا میری جان۔" اس نے اس کا شانہ تھپتھپاتے" اس کی ہمت بندھائی تھی۔ صدر دروازہ عبور کرتے ہی تمام ملازمین کے چہرے بیلا کے ساتھ آتی فانیہ کو دیکھ کھل اٹھے۔ وہ گھر بھر کی رونق تھی۔ جب سے وہ یہاں سے گئی تھی گھر میں عجب سے سناٹا ہو گیا تھا۔ سب اس سے اس قدر محبت سے ملے تو وہ بیلا کے سینے سے لگی ہچکیوں سے رو دی معاً کچھ سوچتے اس نے بیلا کے سینے سے چہرہ اٹھاتے اطراف کا جائزہ لیا۔ بیلا جانتی تھی وہ کسے تلاش کر رہی ہے۔

ڈیڈی کہاں ہیں بی۔" اس سے قبل کہ وہاں کھڑا ملازم کچھ بولتا بیلا کی سرد آنکھوں کو دیکھ خاموشی" اختیار کر گیا۔

وہ یہی کہی ہونگے۔ انہیں تمہارے آنے کا علم نہیں تھا۔ میں کال کرتی ہوں اس وقت تک تم فریش" ہو جاؤ۔" وہ اسے پچکارتے ہوئے بولی۔ فانیہ نے سر ہلایا اور زینوں کی جانب بڑھ گئی۔ بیلا نے ملازمہ کو اس کا سامان کمرے میں رکھوانے کی تلقین کی تھی۔ کچھ سوچ کر اس نے قیس کو کال ملاتے فون کان سے لگایا۔

اب کس چیز کی کسر رہ گئی تھی۔"وہ دھاڑے۔"

ایک احسان کر رہی ہوں آپ پہ فانی بے بی کے صدقے۔ فوراً گھر لوٹ آیئے۔وہ آپ کی منتظر ہے" اور یہ صرف اسی کی بدولت ممکن ہوا ہے اس لیے کسی خوش فہمیوں میں گھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔"اس کا تیز لہجہ سن قیس تمسخر سے مسکرایا۔اس سے قبل وہ کچھ بولتا دوسری جانب سے لائن کٹ چکی تھی۔

کیا ہوا۔"اپنے ساتھ بستر پہ دراز ہستی کو دیکھ وہ مزے سے مسکرائے اور اسے اپنے نزدیک کیا۔"

بیلا لوٹ آئی ہے اب مجھے بھی واپس لوٹنے کا بول رہی ہے۔ چلو فانیہ کے لوٹنے کا یہ تو فائدہ ہوا۔ چلو" تم بھی اس کے اعصابوں پہ ایک اور بم گرانے کا وقت ہو اجاتا ہے۔"وہ بلند بانگ قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔اس کے برعکس مینا کی آنکھیں سرشاری سے مسکرا رہی تھی آخر کو بیلا قیس کو مات دینے جا رہی تھی۔

****

کچھ لو گی کھانے میں۔" فانیہ کی سکتے کی کیفیت میں اپنے عقب میں کھڑی بیلا کو دیکھا جسے پوچھنے کیلیے "سو کی تعداد میں ملازمائیں موجود تھی لیکن پھر بھی وہ خود اس سے پوچھنے آئی تھی۔ وہ بدل گئی تھی۔ وہ اسے وہ بیلا تو نہ لگی۔

بی میں نیچے ہی آرہی تھی آپ نے خوامخواہ زحمت کی۔" بیلا اس کی بات پہ نرمی سے مسکرائی۔"

کیسی زحمت تمہارے لیے میں اتنا تو کر ہی سکتی ہو فانی بے بی۔" وہ اس کی سوجھی آنکھوں کو دیکھ" مدھم پڑی۔ وہ کمزور پڑ رہی تھی تو اسے سنبھالنا بھی بیلا کو تھا۔ فانیہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر دوزانوں اس کے نزدیک بیٹھی اور اس کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔

بی آپ ہار رہی ہیں۔ میں آپ کو ہارتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔" وہ بھیگے لہجے میں بولتی اسے" ٹھٹھکا گئی۔

کبھی کبھی لہجے ہرا دیتے ہیں فانی۔" اس کے لہجے میں دنیا جہاں کی تھکن آسمائی تھی۔ فانیہ نے تڑپ کر" اس کی گود میں سر رکھ دیا۔

اب میں آگئی ہوں نا۔ میں آپکو ہارنے نہیں دوں گی۔" بیلا نے نرمی سے اس کے بال سنوارے۔"

اسی لیے تو تمہیں لے آئی ہوں ہر قیمت پہ تاکہ مجھے معلوم ہو کہ میرے جینے کی بھی کوئی وجہ ہے اس دنیا میں۔" فانیہ نے کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست کیا۔

"ایم سوری بی۔" وہ بھیگے پن سے بولتی اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"ڈیڈی کہاں ہیں اور سیم۔ وہ بھی تو آپ کا اپنا تھا نا۔" بیلا کی نگاہوں کے سامنے کیا کیا نہ گھوما تھا لیکن وہ پتھر کی مورت بنی رہی۔ فانیہ کو اس لمحے اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔

"وہ میرا اپنا تھا فانی لیکن غیر کا مطلب سمجھا گیا۔" فانیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔

"بیلا کے ہارنے کے پیچھے سب سے بڑا ہاتھ اسی کا ہے اور اس کے ساتھ بعد غزوان جاہ کا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ مجھے دھوکا مت دینا میری دھوکے سے جان جاتی ہے لیکن اس نے وہی سب کر کے مجھے میری اوقات یاد دلا دی۔ اس نے میری جان نکال لی فانی۔" فانیہ نے ایک بار پھر خاموشی سے اس کی گود میں سر رکھ دیا۔ کہنے سننے کو مزید بچا ہی کیا تھا۔

فانی بے بی۔ انجانے شور کی آواز پہ فانیہ نے چونک کر چہرہ اٹھایا۔ آواز نیچے سے آ رہی تھی اور قیس کی تھی۔ وہ مسکرا کر اٹھی اور نیچے کی جانب بھاگی تھی۔ بیلا نے خالی خالی نگاہوں سے اس کی پشت کو تکا اور ایک بار پھر خود پہ سرد مہری کا خول چڑھاتے قدم نیچے کی جانب بڑھائے تھے۔ زینوں کے نزدیک

پہنچتے ہی اسے وہی ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ سب سے آخری سیڑھی پہ فانیہ بھی سن کھڑی تھی۔ بیلا کروفر سے چلتی نیچے اتری اور ایک کاٹ دار نگاہ قیس کے پہلو میں کھڑی نومیہ پہ ڈالی۔

کتنوں کا بستر گرم کرو گی تم۔" اس کے منہ سے اس قسم کی بیہودہ بکواس سن اس کے کانوں سے" دھواں نکلنے لگا۔ لہجہ آگ برسا رہا تھا۔

"دیکھو بیلا۔"

شٹ یور بلڈی ماؤتھ مسٹر قیس۔" وہ ایک پتھریلی نگاہ اس پہ ڈالتے سفاکی سے بولی۔ نومیہ نے بیلا کے" بگڑے تیور سے گھبراتے سختی سے قیس کا ہاتھ تھام لیا۔

اس بازاری عورت کو ماں بنانا چاہتے ہیں آپ ہماری۔" وہ مضبوط قدم نومیہ کی جانب اٹھانے لگی جو" سہم کر پیچھے کی جانب قدم اٹھا رہی تھی۔

اس گھر میں قدم رکھنے کی اجازت صرف میں نے آپکو دی تھی آپ کے تفریح کے سامان کو نہیں" اس لیے ابھی اور اسی وقت اسے یہاں سے دفعہ کریں ورنہ اس کے ساتھ آپ بھی بے نام موت مارے جائیں گے۔ شاہ کی موت کی خبر تو پہنچا دی ہو گی اس نے آپ تک۔" بیلا کے لہجے میں ایسا کچھ

ضرور تھا کہ قیس نے جلدی سے نومیہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ وہ بے یقینی سے اسے دیکھ کر رہ گئی جس کی رنگت پھیکی پڑ رہی تھی۔

"یہ ہے ان کی اوقات۔ جان جانے سے خوف سے کچھ بھی کر گزرتے ہیں یہ۔ چلو نکلو اب یہاں سے۔" اس نے نومیہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا تو وہ تلملا کر رہ گئی۔

"قیس تم ایسا۔"

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔ تمہیں بیلا کی بات سمجھ نہیں آ رہی۔" بیلا کے لبوں پہ دل جلانے والی مسکراہٹ چپک کر رہ گئی۔ وہ سکون سے صوفے پہ جا بیٹھی اور فانیہ کو نزدیک آنے کا اشارہ کیا تھا۔ بیلا نے آنکھوں ہی آنکھوں میں نجانے قیس کو کیا اشارہ کیا تھا کہ وہ والہانہ انداز میں اس کی جانب بڑھے۔ فانیہ بھی سب کچھ بھلاتے مسکرا کر ان کے سینے سے لگی تھی۔ بیلا نے آسودگی سے اس کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

"فانی بے بی۔" اسی لمحے باہر سے ابھرنے والی آواز پہ جہاں بیلا کے چہرے پہ سختی پھیلی وہی فانیہ نے ٹھٹھک کر بیلا کے تاثرات کا جائزہ لینا چاہا لیکن اس کا چہرہ بے تاثر ہی رہا۔ سیم کو اس کی جانب بڑھتا

دیکھ بیلا اپنی جگہ سے اٹھی اور زینوں کی جانب بڑھ گئی لیکن دوسری سیڑھی پہ قدم رکھتے ہی اسے رکنا پڑا تھا۔

"کیا آپ یہاں مجھ سے ملنے آئے ہیں لیکن میرا خیال ہے ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ استوار نہیں ہے کہ آپ بلا جھجک میرے گھر میں گھس آئے۔ہاں میں آپ کو جانتی تھی کیونکہ بی کا آپ سے بہت گہرا تعلق تھا۔اب جب وہ ختم ہو گیا ہے تو وجہ بھی ختم ہو گئی۔اب آپ جا سکتے ہیں اور آخری بات میرا نام فانی بے بی نہیں فانیہ ہے۔"وہ سرد مہری سے اسے جتاتی مڑی تھی لیکن زینوں میں کھڑی بیلا کو دیکھ وہ تھم سی گئی۔اگلے ہی لمحے وہ اعتماد سے چلتے اس کے نزدیک آئی اور اس کی جانب ہتھیلی پھیلائی۔بیلا نے سنجیدگی سے قیس اور سیم کی اڑی اڑی رنگ ملاحظہ کیے تھے۔اگلے ہی لمحے اس نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ سختی سے تھام لیا تھا۔فانیہ نے عقیدت سے اسے دیکھا جب وہ اسے بچانے کی خاطر کسی بھی حد تک جا سکتی تھی ماں بن کر اسے اپنے پروں میں سمیٹ سکتی تھی تو پھر کچھ حق اولاد ہونے کے ناطے فانیہ کا بھی تھا اور اسے نبھانا فانیہ پہ فرض تھا۔

****

تم ناشتہ تیار کرو آج میں اور فانیہ اس کے کمرے میں ہی کریں گے ساتھ ساتھ۔" اپنے نائٹ گاؤن کی ڈوریاں کستے اس نے ملازمہ کو حکم صادر کیا اور خود فریش ہونے کی خاطر واشروم میں گھس گئی۔ اگلے پندرہ منٹ میں اس کام سے فراغت حاصل کرتے وہ فانیہ کے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ کمرے میں گھستے ہی اس نے ایک مسکراتی نگاہ کمفرٹر میں گھسی فانیہ پہ ڈالی اور پردے ہٹا دیے۔ سورج کی کرنوں نے پورے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لیتے روشنی میں نہا دیا تھا۔ بستر میں موجود فانیہ کسمسا کر رہ گئی۔

"فانی گیٹ اپ بے بی۔ پہلے ہی بہت دیر تک سوتی رہی ہو۔ اتنا سونا نہ تمہارے لیے اچھا ہے اور نہ ہی کسی اور کیلیے۔" اس نے محبت سے اس کے بال سنوارتے پیشانی چومی اور اسے ہاتھ بڑھا کر بیٹھنے میں مدد دی تھی۔

"بی رات کو میری دیر سے آنکھ لگی تھی۔" وہ ایک بار پھر اس کے شانے سے سر ٹکائے آنکھیں موند چکی تھی۔

"کیوں طبیعت ٹھیک رہی رات میں۔ کوئی پرابلم تو نہ ہوئی۔ اگر کہو تو ڈاکٹر۔"

ارے ارے بی۔ میں تو ایسے ہی بول رہی تھی۔ آپ اتنی جلدی پریشان کیوں ہو جاتی ہیں۔" فانیہ نے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا تو بیلا نے اس کی پیشانی پہ نرمی سے بوسہ دیا۔

چلو اٹھو فریش ہو جاؤ پھر ہم ساتھ میں بریک فاسٹ کریں گے۔" اس نے الماری کھولتے اندر سے سوٹ نکالا اور فانیہ کی جانب بڑھایا جو نرم گرم نگاہوں سے مصروف سی بیلا کو دیکھ رہی تھی۔ پورے پانچ ماہ بیت چکے تھے اس واقعے کو۔ اس نے بیلا کی خاطر خود کو کافی حد تک سنبھال لیا تھا۔ بیلا کا یہ انداز اس کیلیے نیا نہیں تھا لیکن انوکھا ضرور تھا جب سے اسے اپنی پریگنینسی کی خبر ملی تھی اس سے زیادہ بیلا ہواؤں میں اڑتی پھر رہی تھی۔ اسے آج بھی یاد تھا جب اس نے ڈرتے ڈرتے بیلا کو اس متعلق بتایا تھا۔ بیٹھے بیٹھے وہ اس دن کے بارے میں سوچنے لگی۔

بی وہ مجھے آپ سے ایک بات کرنی تھی۔" اس نے حلق تر کیا۔ بیلا نے نرمی سے بھنویں اچکائی اور اس کا حوصلہ بڑھایا۔

"بی وہ۔"

فانی ریلیکس بے بی۔ اگر کوئی بات ہے تو کھل کر کرو۔" اس نے محبت سے فانیہ کا گال تھپتھپایا۔ وہ" جانتی تھی ابھی یہ بات اس پہ کھلے گی اور کل کے کل ہی وہ یہ سب ختم کروادے گی لیکن اسے بتانا بھی ضروری تھا۔

بی وہ میں کل ڈاکٹر پہ گئی تھی۔" بیلا نے کانٹے کی مدد سے آملیٹ توڑتے اثبات میں سر ہلایا۔"

اس کا کہنا ہے کہ آئی ایم ایکسپیکٹنگ۔" اس نے کہتے ساتھ ہی نچلا لب دانتوں میں یوں دبایا کہ اس" میں سے خون نکل آیا۔ آنکھیں من من آنسوؤں سے بھری ہوئی تھی۔ بیلا کے ہاتھ سے فوک چھوٹتے پلیٹ میں جا گرا۔ کیا کچھ نہ تھا ذہن کے دریچوں میں ابھرا تھا۔ چہرے کی رنگت لٹھے کی مانند سپید پڑ گئی۔ ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑتے بری طرح کانپنے لگے۔ فانیہ اس کی بچوں کیلیے نفرت سے واقف تھی۔

بی۔" فانیہ نے تڑپ کر اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔"

تم سچ کہ رہی ہو۔" اگلے ہی لمحے اس کی بات پہ فانیہ نے روتے روتے اثبات میں سر ہلایا۔"

"بی اگر آپ کہیں گی تو میں کل کے کل ہی آپ کے ساتھ جا کر یہ سب ختم۔"

آرڈیو ان یور سینسز فانی۔ اتنی بڑی اور مکمل خوشی ہے یہ تو تمہیں سیلیبریٹ کرنا چاہیے۔ اس آنے والے بچے کی ذات اتنی ارزاں بلکل نہیں ہے کہ اسے ایک دھوکے باز کیلیے ختم کر دیا جائے میری جان۔" توقع کے برعکس اس کا جواب سن فانیہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"بی آپ یہ کیا بول۔ میرا مطلب ہے کہ آپ تو بچوں کو ناپسند۔" بیلا نے لب بھینچ لیے۔

"پسند نہیں تھے میں جانتی ہوں لیکن اب یہ بھی جان گئی ہوں کہ بلاوجہ میں بچوں سے دور بھاگتی رہی ہوں۔ تم ان سب باتوں کو چھوڑو چلو ہم آج اس بات کو سیلیبریٹ کریں گے اور مجھے خود بھی ڈاکٹر سے ملنا ہو گا۔" بیلا کی آواز میں سکون محسوس کر فانیہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی لیکن ایک بار پھر غازی کے بابت سوچ اس کا دل دکھ سے بھر گیا۔ وجود کو جیسے کند چھڑی سے کاٹ رہا تھا۔

"اس کے بارے میں مت سوچو۔ مرد ذات ہوتی ہی بے وفا ہے میری جان۔ اب اس کے بارے میں سوچو جو اس دنیا میں آنے والا ہے۔ اسے محسوس کرو بس۔" الماری کا پٹ بند ہونے کی آواز کے ساتھ ہی وہ سوچوں کے گرداب سے نکلتی بیلا کی سمت متوجہ ہوئی جو ملازمہ کو ناشتہ بیڈ پہ لگانے کی تلقین کر رہی تھی۔

آپ کو یہ سب پسند نہیں ہے ہم نیچے ہی کر لیتے نا بی ناشتہ۔" فانیہ نے اٹھ کر عقب سے ہی اس کی" گردن کے گرد بازو حمائل کیا اور نم لہجے میں بولی۔

اس فضول گوئی کو چھوڑو اور جلدی کرو۔ فریش ہو کر تم دو منٹ میں مجھے یہاں چاہیے ہو اور ہاں" احتیاط سے۔" بیلا نے تنبیہی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

اوکے باس۔" وہ سر کو خم کرتے واشروم میں گھس گئی۔ بیلا نے مسکراتی نگاہوں سے واشروم کے بند" دروازے کو دیکھا۔ کس قدر مشکل ثابت ہوا تھا اس کیلیے فانیہ کو سنبھالنا۔ ہر رات وہ ٹوٹ کر روتی تھی بکھرتی تھی لیکن بیلا کے اعتماد اس کی دوستی اور اس کی محبت نے کافی حد تک اسے اس سب یادوں سے دور کر دیا تھا۔ اس کے باہر نکلتے ہی انہوں نے ناشتہ کیا۔

میں اب کچھ دیر کیلیے باہر جا رہی ہوں۔ تم یہی رہنا اور خیال کرنا۔ بلاوجہ سیڑھیاں مت اترنا۔ کوئی کام" ہو تو انٹرکام یہی ہے ملازمہ کو بلا لینا۔ ڈیڈ سے تو بات کرنے کی بلکل ضرورت نہیں ہے۔ ہو سکے تو دروازہ بند ہی رکھنا۔" فانیہ نے اس کی ہدایات سن اثبات میں سر ہلایا۔ اس کی پریگنینسی کا سن بھی قیس نے بہت ہنگامہ کھڑا تھا لیکن نجانے کیسے بیلا اس کی ڈھال بنتے اسے خاموش کروا گئی تھی۔ وہ دن گیا اور آج کا دن انہوں نے اس بابت فانیہ سے کوئی بات نہ کی تھی اور نہ ہی کوئی سوال کیا تھا۔ بیلا کے جاتے

ہی اسنے دروازہ اندر سے لاک کیا اور خود بیڈ پہ بیٹھتے اپنے وجود پہ ہاتھ رکھ لیا جہاں اب وہ خود ہلکی ہلکی تبدیلی محسوس کرنے لگی تھی۔

میں آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔ نجانے کس بات کا بدلہ لیا ہے آپ نے مجھ سے۔ اپنی نشانی" مجھے سونپ کر خود نجانے کہاں روپوش ہو گئے ہیں۔" اس نے دل ہی دل میں غازی سے شکوہ کرتے لب بھینچے۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی معاً فون بجنے کی آواز پہ اس کا دھیان اس جانب مبذول ہوا۔ وہ دیکھے بنا ہی جانتی تھی کہ دوسری جانب بیلا ہو گی۔

"جی بی۔ آپ پریشان مت ہو میں بلکل ٹھیک۔"

فانیہ۔" عین اسی لمحے دوسری جانب سے ابھرنے والی بھاری گھمبیر آواز پہ فون فانیہ کے ہاتھ سے" گرتے گرتے بچا۔ پانچ ماہ پورے پانچ ماہ بعد وہ اس آواز کو سن رہی تھی۔ اس آواز کو اس نے آنکھیں بند کر کے محسوس کیا تھا۔ لب بری طرح کپکپا رہے تھے۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی لیکن زبان ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ آنکھوں سے آنسو تو اتر بہہ رہے تھے۔ اگلے ہی لمحے اس نے کال کاٹتے فون بیڈ پہ پٹخ دیا۔

اب کیوں کر رہے ہیں مجھے فون۔ مر گئی ہے فانیہ تمہارے لیے غازی مر چکی ہے وہ۔ تم اس کا قتل" کر چکے ہو پانچ ماہ پہلے۔ زندہ لاش بن چکی تھی میں۔ کچھ نہیں بھولی ہوں میں۔ "اس کی آنکھوں سے نفرت کے شعلے نکل رہے تھے۔ اشتعال کے عالم میں اس نے کمرے کی ہر چیز الٹ پلٹ کر دی تھی۔ بیڈ شیٹ اتارتے بری طرح زمین پہ پٹخی۔ تکیے کشنز۔ ڈریسنگ پہ رکھا سب سامان۔ اگلے ہی لمحے وہ گرنے والے انداز میں قالین پہ بیٹھی اور گھٹنوں میں چہرہ چھپائے ہچکیوں سے رو دی۔ اس ایک آواز نے اس کے تمام زخم پھر سے ہرے کر دیے تھے۔ ایک بار ان میں سے خون رسنے لگ گیا تھا۔ سینے میں ہو رہی گھٹن کو کم کرنے کی خاطر وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی معاً اس کی نگاہوں میں بیلا کا چہرہ لہرایا تھا۔ اس نے ہی تو اسے سنبھالا تھا اپنا آپ فراموش کر کے اور وہ غازی کی بدولت ایک بار پھر بکھرنے جا رہی تھی۔ اس شخص کی بدولت جس کی وجہ سے آج وہ اس مقام پہ تھی۔ اس نے ہاتھ کی پشت سے اپنے سرخ ہوتے گال رگڑ ڈالے اور نفی میں سر ہلایا۔

میں ایک بار پھر اپنی بی کو اس دوراہے پہ لا کر کھڑا نہیں کر سکتی۔ ایک بار انہیں دھوکا دیا ہے وہی بہت" ہے۔ تم مر جاؤ غازی اللہ کرے تم مر جاؤ۔ تم نے میری زندگی تباہ کر دی۔ "ایک بار پھر وہ ٹوٹتے بکھرتے زمین پہ دونوں ہاتھ مارتے پھوٹ پھوٹ کر رو دی لیکن اذیت کا احساس تھا کہ بڑھتا ہی چلا

جارہا تھا۔ وہ سب کچھ کرلیتی لیکن اپنے دل کو کیسے سمجھاتی جو آج بھی اس کی ایک آواز سننے کو ایک جھلک دیکھنے کو ترستا تھا۔ اس نے لبوں پہ دونوں ہاتھ جماتے بمشکل اپنی چیخوں کو گلہ گھونٹا تھا۔ آج اسی لمحے اس اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ دل میں بسنے والوں کو نوچ کر خود سے الگ کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔

فانی میری جان۔" مسلسل دروازہ کھٹکھٹانے پہ بھی جب اندر سے کسی نے دروازہ نہ کھولا تو بیلا نے" ملازمہ کے ہاتھوں کمرے کی چابیاں منگوائی تھی۔ دروازہ کھولتے ہی اندر کا منظر دیکھ بیلا کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔ وہ نفی میں سر ہلاتے تیزی سے فانیہ کے نزدیک پہنچی جو نیم بیہوشی کے عالم میں مسلسل کچھ بڑبڑا رہی تھی۔ بیلا نے اسے سہارہ دے کر بیڈ پہ لٹایا اور خود اس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔ اس کے لب اب بھی بے آواز ہل رہے تھے۔

آج اتنے عرصے بعد ایک بار پھر ایسا کیا ہو گیا۔" بیلا نے خود کلامی کرتے ایک نظر اسکو دیکھا اور جھک" کر اپنا کان اس کے لبوں کے نزدیک کیا تھا جیسے سننا چاہ رہی ہو۔

میں ایسا کیا کروں بی کہ مجھے غازی مل جائے۔ مجھ سے سب کچھ لے لیں آپ بس غازی مجھے دے" دیں۔ وہ ملے گا تو ایسا لگے گا کہ ساری کمیاں پوری ہو گئی۔" بیلا کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ اسے

اپنی تمام حسیں مفلوج ہوتی دکھائی دی۔ وہ تو آج بھی وہی کھڑی تھی جہاں سے یہ کہانی شروع ہوئی تھی۔ وہ تو غازی کو بھلا ہی نہیں پائی تھی۔ مطلب اس کی تمام محنت تمام توجہ رائیگاں چلی گئی تھی۔ پیروں تلے زمین کھسکنا کسے کہتے ہیں اس بات کا ادراک اسے آج ہو گیا تھا۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے اس سے قبل وہاں سے اٹھتی فانیہ نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

اس کیلیے دودھ لے کر آؤ۔" ملازمہ کو حکم صادر کرتے وہ ایک بار پھر فانیہ کی جانب مڑی جس کا" شاداب چہرہ کس قدر مرجھایا ہوا تھا۔ ٹوٹ تو وہ بھی گئی اس انکشاف پہ اندر سے لیکن ہمیشہ کی طرح اسے خود کو سنبھالنا تھا فانیہ کیلیے۔

بی۔ آپ کب آئی۔" وہ اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامتے اٹھنے کی تگ و دو کر رہی تھی۔"

ابھی ابھی آئی ہوں۔ یہ کمرے کا کیا حال بنایا ہوا ہے۔" وہ تیکھے چتونوں سے اسے گھورتے ہوئے ہلکے" پھلکے لہجے میں بولی۔ فانیہ شرمندگی سے زمین میں گڑ کر رہ گئی۔

"بی وہ۔"

میں نے تمہیں اتنی بار سمجھایا ہے۔ اتنا سٹریس بے بی کیلیے ٹھیک نہیں ہے فانی۔ اپنا نہیں سوچ سکتی تو" اس کی اولاد کیلیے ہی سوچ لو جس کیلیے آج بھی تمہاری تڑپ جوں کی توں برقرار ہے۔" بیلا نے سنجیدگی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے واضح کیا۔ فانیہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔

لو تھامو اسے۔" اب کی بار اس کا لہجہ پہلے کی طرح ہی نرم تھا۔ فانیہ نے بغیر کوئی نکھرے دکھائے" گلاس اس کے ہاتھوں سے تھام کر لبوں سے لگا لیا۔ بیلا کے لبوں پہ ایک تھکی تھکی سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔ ضرور کوئی ایسی بات تھی تبھی آج اتنے عرصے بعد اس کا غبار نکلا تھا لیکن کیا بات تھی یہ جب فانیہ نے خود ہی اسے نہیں بتائی تھی تو پھر بیلا کو بھی کوئی حق نہیں تھا کہ وہ اس سے پوچھتی لیکن وہ اس سے کچھ چھپا رہی تھی اس بات کا تو اسے یقین تھا۔

****

ایک تمہارے نہ ہونے سے لگتا ہے میرا اس دنیا میں کچھ بھی نہیں ہے۔ تمہارے کمی مجھے اندر ہی" اندر کھائے جا رہی ہے۔" وہ اس لمحے اپنے کمرے میں ملحقہ ٹیرس پہ بیٹھے مسلسل سگریٹ پہ سگریٹ پھونک رہا تھا۔ آنکھیں لہو چھلکا رہی تھی۔ فانیہ کا یوں اس کی آواز سن کر ایکدم فون بند کر دینا اس کے دل کو مسلسل کچوکے لگا رہا تھا۔ اس نے اپنی پیشانی مسلتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔ کالی رات مزید

گہری ہوتی جارہی تھی تبھی سردی کا احساس بھی بڑھتا جارہا تھا لیکن وہ اس سب سے بے پرواہ بس اپنے پسندیدہ مشغلے میں مصروف تھا۔ سینے میں ہو رہی جلن کی بدولت سردی کا احساس زائل ہو گیا تھا۔

بھائی آپ اتنی رات گئے کیوں جاگ رہے ہیں۔" جے بی کی پریشان آواز پہ وہ چونکا اور ایک ویران" نگاہ اس پہ ڈالی۔ پورے پانچ ماہ بعد وہ اسے روبرو دیکھ رہا تھا جو کسی کو بھی بتائے بغیر نجانے کہاں روپوش ہو گیا تھا۔ جے بی گہرا سانس بھرتے اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

پانچ ماہ کی ناراضگی کے بعد تمہیں یہ احساس ہو ہی گیا کہ تمہارا کوئی بھائی بھی ہے اور تمہیں یہاں لوٹنا" ہے واپس۔" اس نے طنز کیا۔

آئی ایم سوری بھائی۔" جواب میں وہ بس اتنا ہی بولا۔"

مجھے تمہاری اس دوران سب سے زیادہ ضرورت تھی اور تم ہی مجھے تنہا کر گئے۔" اس کے حلق میں" کانٹے چبھ رہے تھے۔

آئی ایم سوری بھائی۔" ایک بار پھر اس کے لبوں سے یہی الفاظ ادا ہوئے تھے۔"

میں آپ سے ناراضگی جتاتے یہ بات فراموش کر گیا تھا کہ آج میں یہاں جس مقام پہ کھڑا ہوں وہ" صرف آپ کی بدولت ہے ورنہ یہی کہی دربدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہوتا۔ میرا کوئی مقام کوئی حیثیت نہیں تھی سب آپ کی ہی بدولت مجھے ملا ہے اور میں آپ کو ہی تیور دکھا رہا تھا۔ "اس کی آواز شدت غم سے کپکپا رہی تھی۔ غازی نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور سگریٹ ایش ٹرے میں مسل دیا۔

"کتنی راتوں سے سوئے نہیں ہو۔"

تین راتوں سے۔ "اس نے جھوٹ نہیں کہا۔ سر مسلسل جھکا ہوا تھا۔"

کیوں۔ "غازی نے ایک اور سوال داغا۔ نگاہیں اس کے جھکے سر پہ ٹکی ہوئی تھی۔"

میرا ذہن میرا دل مسلسل مجھے کچوکے لگا رہا تھا کہ مجھے آپ سے معافی مانگنی چاہیے۔ آپ میرے باپ" کے مقام پہ ہیں۔ آپ جو بھی سزا دینا چاہیں مجھے قبول ہو گی بھائی۔ "ایکدم اسے نجانے کیا ہوا وہ زمین پہ بیٹھتے اس کے پاؤں جکڑ کر نم لہجے میں کہنے لگا۔ غازی نے نرمی سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور اس کا چہرہ اٹھایا۔

ضمیر سے ملامت ختم کرنا چاہتے ہو نا۔ "جے بی نے جھکے سر سمیت سر ہلایا۔ غازی سر صوفے سے" ٹکاتے جلتی آنکھوں کو موند گیا۔

تم فانیہ سے کہو کہ وہ واپس لوٹ آئے۔"اس کی آواز میں ایسا درد تھا جس نے جے بی کو جھنجھوڑ کر رکھ" دیا۔وہ نگاہیں اٹھانے پہ مجبور ہوا تھا۔

وہ رابطہ نہیں کریں گی۔"جے بی ناامید تھا۔جس دن وہ گئی تھی آنکھوں میں کیسی حسرت تھی کہ شاید" جے بی ہی اسے روک لیتا لیکن وہ بھی تو خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا۔

تم اس سے رابطہ کرو وہ انکار نہیں کرے گی۔"غازی کے لہجے میں ایک یقین بول رہا تھا۔جے بی اسے" دیکھے گیا۔

آپ نہیں جائیں گے۔

میں بھی آؤں گا وہاں کیونکہ مجھے تو آنا ہی ہے۔تمہیں وہاں جا کر فانیہ کو دیکھنا ہے پرکھنا ہے صورتحال" کا جائزہ لینا ہے۔اس کے بعد میں وہاں آؤں گا اور جب غازی وہاں جائے گا تو کہانی کا رخ سرے سے ہی بدل جائے گا۔"اب کی بار اس کے لہجے میں سرد مہری اتر آئی تھی۔

کیا مطلب بھائی۔"وہ چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا یا شاید اس کا چہرہ" پڑھنے کی کوششوں میں تھا۔

اب معلوم ہو جائے گا۔ تم جاؤ اور جانے کی تیاری پکڑو۔ میں حاکم سے کہہ کر تمہاری ٹکٹ بک کرواتا ہوں۔" وہ عجیب سے انداز میں مسکراتا اور اپنی آئبرو کے خم کو سہلاتے ایک نیا حکم صادر کیا۔ جے بی اثبات میں سر ہلاتے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اگر وہ مجھے دیکھنے پہ رضامند نہ ہوئی تو۔"

ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ مجھے یقین ہے۔ وہ ایک کمزور لڑکی ہے۔ تمہیں دیکھتے ہی پگھل جائے گی۔ اسکا سارا غرور ناز نکھرا اکڑ صرف میرے لیے ہی ہو گی۔" غازی شانے اچکا کر لاپرواہی سے بولا اور حیران کھڑے جے بی کو نظر انداز کرتے کمرے میں گھس گیا۔ جے بی نے بھی اس کی تقلید میں قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔

اگر انہوں نے مجھ سے ملنے کی بجائے میرے منہ پہ چاٹنا مار دیا تو۔" غازی نے بھنویں اچکائی۔"

تو کھا لینا بقول تمہارے وہ تمہاری بہن پلس بھابھی اور بقول اسکے تم اس کے بھائی ہو۔ اتنا تو تم کر ہی سکتے ہو۔" جے بی اس کی بات پہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا معاً نجانے کیا سوچ اس کے لبوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرائی تھی۔

اوکے باس۔ قسمت آزمانے میں کوئی حرج نہیں۔" غازی نے ترچھی نگاہ اس کے مسکراتے چہرے پہ " ڈالی۔

"یہ ایک لمحے میں تمہارے چہرے کی رونق کیسے بحال ہو گئی۔"

آپ نہیں سمجھیں گے بھائی کچھ کچھ ہوتا ہے۔" اس نے اپنے بالوں کو سنوارتے دھیمے سے کہا۔ لہجہ " ابھی بھی مسکراتا ہوا تھا۔

"جسٹ شٹ اپ۔"

اوکے بھائی۔ میں بابا سے مل لوں۔" وہ تابعداری سے بولتے کمرے سے باہر نکل گیا۔ غازی نے " پرسوچ نگاہوں سے اس کی چوڑی پشت کو تکتے اسے دو چار گالیوں سے نوازا۔

****

اتنا وقت کافی ہوتا ہے کسی کو بھلانے کیلیے۔" اس نے نگاہوں سے اوجھل ہوتی کشتیوں کو دیکھتے " سوچا۔ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکراتے اسے کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔ اس نے گہرا سانس

بھرتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ اب کی بار کی توجہ پُل کے اس پار بنے گھر میں موجود بچوں نے اپنی جانب مبذول کروائی تھی جو آپس میں لڑ رہے تھے۔ وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے انہیں دیکھے گئی۔

"تمہاری وجہ سے ڈیڈ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔"

میں نے کیا کیا۔" اب وہ چھوٹی بہن لڑاکا عورتوں کی طرح اپنے بڑے بھائی کو گھور رہی تھی۔ بیلا نے ایک ناپسندیدہ سین کی طرح انہیں بھی نظر انداز کرتے شفاف پانی کو تکنا شروع کر دیا۔ وینس پہ وہ بس سکون کیلیے آتی تھی کہ کچھ لمحے وہ ایک عجیب سی خوشی اور اطمینان کے ساتھ یہاں بیتا لیتی تھی۔

بیلا۔" پشت سے ابھرنے والی بھاری آواز نے اسے چونکا دیا۔ وہ مڑی اور سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا لیکن اصل جھٹکا تو اسے اس کے ساتھ کھڑے دمیر کو دیکھ کر لگا تھا جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ بیلا مسکرا بھی نہ سکی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔"

مجھے علم تھا کہ تم جب اداس ہو تو یہی آتی ہو اسی لیے میں یہاں چلا آیا۔" اس نے ساتھ کھڑے غزوان کو دیکھ ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ اس سے پہلے وہ وہاں سے ہٹ کر گاڑی کی طرف جاتی غزوان نے اس کی کلائی تھام لی۔

ہاؤ ڈیئر یو مسٹر غزوان۔"وہ درشتی سے دھاڑی۔"

بیلا آس پاس لوگ موجود ہیں میرا نہیں خیال ہمیں ان سب باتوں کو انا کا مسئلہ بنانا چاہیے۔ چلو ایک" طرف ہو کر بات کرتے ہیں۔"اس کے صلح آمیز لہجے پہ وہ تمسخر سے ہنسی۔

تماشہ۔ سیریسلی تماشہ غزوان جاہ۔وہ تو تم بہت کر چکے اور میں نے بہت سہہ لیا اب تم اپنا یہ چہرہ لو اور" رستہ ناپو کیونکہ تم سے بات کرنے میں مجھے بلکل بھی انٹرسٹ نہیں ہے۔"وہ وارن کرنے والے انداز میں گویا ہوئی۔

میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں۔ میں جان گیا ہوں کہ تم سچی تھی۔"اس کی بات پہ بیلا نے ہنسی نکل" گئی جیسے خود کا مذاق اڑا رہی ہو۔غزوان نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

تم کیا محبت کرو گے مجھ سے۔ میں خود ہی اپنے آپ سے محبت کرتی ہوں اور اس کے بعد مجھے تمہاری یا تمہارے پیار کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی کیونکہ میں کافی ہوں خود سے محبت کرنے کیلیے۔ تم سے جو کچھ بھی تھا وہ بس ایک کشش تھی جس کا بھوت تم مجھے طلاق دے کر میرے سر سے اتار چکے ہو۔اس نے تنفر بھرے لہجے میں اسے جتایا۔غزوان کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا۔

تمہیں تو ہارنا پسند نہیں تھا۔"غزوان نے ایک آخری سی کوشش کی کہ شاید وہ واپس لوٹ آئے۔"

پیار میں ہارنے کا جو مزہ ہے وہ جیتنے میں کہاں غزوان جاہ۔ وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی اور گاڑی" کی جانب بڑھ گئی۔ دمیر نے سرعت سے اپنا بازو غزوان کی گرفت سے آزاد کروایا اور اس کے عقب میں بھاگا۔ اپنے ہاتھ پہ کسی کا نرم و نازک احساس محسوس کر بیلا نے چونک کر نیچے دیکھا جہاں دمیر پھولی سانسوں سمیت اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

بلڈی۔ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر۔ اپنے باپ کے پاس جاؤ۔" بیلا نے بے رحمی سے اسے دور دھکیلا اور" خود گاڑی میں سوار ہو گئی۔

آپ جھوٹی ہیں۔ آپ جھوٹ بولتی ہیں آپ رئیل میں ایسی نہیں ہے میں جانتا ہوں۔ جان بوجھ کر" مجھے خود سے دور پھینکتی ہے تا کہ میں آپ سے نفرت کروں لیکن پھر بھی میں آپ کو بہت پسند کرتا ہوں۔ آپ گندی نہیں ہیں آپ اچھی ہیں۔" دمیر کے چلانے پہ سٹرینگ پہ موجود اس کا ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔ اس نے بنا دمیر پہ ایک غلط نگاہ ڈالے گاڑی کا انجن سٹارٹ کیا۔ اگلے ہی لمحے گاڑی دھول اڑاتے وہاں سے نکلتی چلی گئی۔

یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے ڈیڈی۔ وہ آنٹی بہت اچھی تھی۔ آپ گندے ہیں آپ برے ہیں۔ آئی ریئلی ہیٹ یو۔" غزوان نے روتے بلکتے دمیر کو خود میں بھینچ لیا۔ بیلا اس راہ سے ہٹ چکی تھی اور بہت آگے بڑھ چکی تھی اس بات کا اسے اندازہ ہو گیا تھا۔

"محبت کرتے ہو تم میرے سے۔ تم محبت نہیں کر رہے بھیک دے رہے ہو مجھے اور مجھے بھیک لینے کی عادت نہیں ہے۔ میری بے لوث محبت کے جواب میں تم مجھے ایک نام تک نہ دے پائے عزت محبت کیا دو گے۔" ذرا دور گاڑی روک کر اس نے تھکے تھکے انداز میں سر سٹیرنگ سے ٹکا لیا۔ ایکدم سر میں ایک ٹیس سی اٹھی۔ ناک سے نکلتے خون کی لکیر کو اس نے ٹشو کی مدد سے صاف کرتے آنکھیں موند لی۔

****

"بی بی کہاں ہیں۔" اس نے پریشانی سے ملازمہ سے استفسار کیا کیونکہ اپنے طور پہ وہ ہر جگہ جھانک چکی تھی لیکن بیلا کا کہی نام ونشان نہیں تھا۔ ایک عجیب سی پریشانی نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ کل رات کے بعد نجانے وہ کیوں ایکدم خاموش ہو گئی تھی۔ کیا وہ نیم بیہوشی میں کچھ ایسا ویسا بول چکی تھی۔

میں یہاں ہوں فانی۔ کیا ہوا طبیعت ٹھیک ہے۔" بیلا کی آواز سن جیسے اس کی جان میں جان آئی۔ وہ" تیزی سے اس کی جانب بڑھی اور اس کے وجود میں پناہ لی۔ بیلا نے نرمی سے اسے خود میں سمولیا۔

ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ حواس باختہ مت ہو جایا کرو۔ زندگی جیو میری جان۔ یہ وقت خوش رہنے کیلیے" "ہے۔ اپنی دوستوں کے ساتھ جاؤ اور خوب انجوائے کرو۔

ہم بھی اسے یہی بول رہے ہیں بی لیکن یہ کچھ بھی سننے کو تیار نہیں۔" یہ آواز فیا کی تھی۔ فانیہ خوشگوار" حیرت میں گھری اس کی جانب دیکھ رہی تھی جو شانو کے ساتھ چلتے اندر کی جانب آ رہی تھی۔ وہ ان دونوں کے سینے سے لگی تو بیلا نے مسکرا کر اسے دیکھا۔

ان دونوں کو آپ لائی ہیں۔" فانیہ مسکرا کر بیلا کی جانب پلٹی۔"

اوکے بی۔ آپ کے اس بچے کو ہم لے کر جا رہے ہیں پوری طرح دھیان رکھیں گے۔ آپ بلکل بھی" پریشان نہیں ہونگی کیونکہ آج یہ ہمارے حوالے ہے۔" فیا کی نرم آواز پہ بیلا نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا۔ ان کے جاتے ہی اس کے مسکراتے لب سمٹے تھے۔

تو تو وہاں انٹرویو کیلیے گئی تھی عشق معشوقیاں۔" شانو جو اپنی عادت کے مطابق بولنا شروع ہو چکی تھی" فیا کے کہنی مارنے پہ سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹی اور بمشکل مسکرائی۔ فانیہ نے کوئی جواب نہ دیا بس

دل میں ایک کسک سی اٹھی تھی۔ یہ سب باتیں کرنے کا موقع بھی غازی نے ہی فراہم کیا تھا ان سب کو۔ انہی سب باتوں کے دوران ان کی گاڑی کلب کے پارکنگ ایریا کے نزدیک رکی تھی۔

"یہ تم لوگ کہاں آگئی ہو۔ میں اندر نہیں جاؤں گی۔"

چِل فانی۔ تم شاید بھول رہی ہو ہم یہاں پہلے بھی آتے رہیں ہیں اور ہم کونسا کوئی غلط کام کرتے ہیں" مت بھولو اندر گیمز کا سیکشن بھی موجود ہے۔"فیا کے نرمی سے سمجھانے پہ فانیہ نے کسی ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلایا اور قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔ وہ تینوں باتوں میں مصروف اندر کی جانب بڑھ رہی تھی معاً فانیہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کسی کی پر تپش نگاہوں کے حصار میں ہے۔ جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے اطراف کا جائزہ لیا لیکن پھر اپنا وہم سمجھتے سر جھٹک گئی۔ وہ یہاں بھلا کیسے آسکتا تھا۔ اس کی آواز سننے کے بعد ویسے بھی اس کا ذہن آج کل اسی کی جانب الجھا ہوا تھا۔ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھتے وہ بری طرح اکتا گئی تھی۔ کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ وہ دونوں اٹھتے گیمنگ ایریا کی جانب بڑھی تو فانیہ کو تو اس دوران وہاں سے اٹھنے کا بہانہ مل گیا۔ وہ خاموشی سے وہاں سے کھسکتے باہر پارکنگ لاٹ کی جانب آگئی۔

نجانے دل اتنا بھاری کیوں ہو رہا ہے۔" اس نے دونوں ہاتھوں کو مسلتے آسمان کی جانب چہرہ اٹھاتے" گہرا سانس بھرا۔ یکلخت اس کے وجود میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔ اس نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت اپنا پیٹ تھام لیا۔ اس دوران بھی اسے ایسا ہی محسوس ہوتا رہا جیسے وہ کسی کی نگاہوں کے حصار میں ہے۔ اس سے قبل کہ وہ گھبرا کر اندر کی جانب بڑھتی ایک تیز ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا اور ایک سیاہ رنگ کی گاڑی ایک جھٹکے سے اس کے عین سامنے رکی تھی۔ وہ تیزی سے پلٹی اور خوفزدہ انداز میں گاڑی کو دیکھا۔ ابھی اگر گاڑی اسے چھو جاتی تو۔ اس سے آگے سوچنا بھی اس کیلیے محال تھا۔ اس نے سرعت سے اپنا پیٹ تھامتے گاڑی میں بیٹھے شخص کو دیکھا۔ اندر بیٹھے شخص کو دیکھ وہ لڑکھڑاتے لڑکھڑاتے بچی۔ جسم سے جیسے کسی نے سارا خون نچوڑ لیا تھا۔ وہ سن کھڑی یک ٹک گاڑی سے اترنے والے شخص کو اپنی جانب آتا دیکھ رہی تھی۔ ایکدم وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔ اس سے پہلے کہ وہ اندر کی جانب بڑھتی جے بی سرعت سے اس کے سامنے آگیا۔

"آپ ایسے اندر نہیں جاسکتی بھابھی۔"

میں آپکی بھابھی نہیں ہوں۔ ڈونٹ کال می بھابھی۔ ہمارے درمیان ایسا کوئی تعلق استوار نہیں" ہے۔ راستہ چھوڑیں میرا۔" اس نے سختی سے جے بی کو بات کو رد کیا۔ وہ لب بھینچ گیا۔

آپ کے یوں بولنے سے حقیقت بدل تو نہیں جائے گی۔"فانیہ نے نم نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔"

کونسی حقیقت۔ کیسی حقیقت۔یہی کہ آپ کے اس درندہ صفت بھائی نے پہلے مجھ سے زبردستی نکاح" کیا اور پھر یہ تعلق۔"اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتی سرخ پڑتے چہرے سمیت ہچکیوں سے رو دی۔جے بی نے تشویش کی عالم میں اسے دیکھا۔

اوکے۔ہم سیز فائر کرتے ہیں۔آپ میری بھابھی نہیں میں نے مان لیا میں اس شخص کا نام بھی آپ" کے سامنے نہیں لوں گا لیکن آپ میری بہن بھی تو ہیں نا۔اس رشتے کے ناطے ہی سہی سن لیں۔"فانیہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔وہ نگاہیں پھیر گیا۔

بہن۔"وہ تمسخر سے ہنسی۔"

وہی بہن جس کو بے دردی سے اس گھر سے نکالا گیا تھا اور یہ بھائی آگے ہی نہ آیا اس کے بچاؤ کے" خاطر۔"اس کی بھرائی آواز پہ جے بی نے شرمندگی سے چہرہ جھکا لیا۔غازی نے ٹھیک کہا تھا وہ ان کے معاملے میں سچ مچ کمزور واقع ہوئی تھی۔

میں ان کے آگے کچھ نہیں بول سکتا۔وہ میرے بھائی ہیں مالک ہیں میں ان کا نوکر غلام ہوں۔میں" کون ہوتا ہوں ان کے آگے زبان چلانے والا۔وہ اپنی مرضی کر سکتے ہیں لیکن مجھے ایسا کوئی اختیار

حاصل نہیں ہے لیکن اگر آپ کو پھر بھی لگتا ہے کہ میری جانب سے کوئی زیادتی ہوئی ہے تو میں آپ سے معافی مانگنے کو تیار۔"اس نے اپنے دونوں ہاتھ فانیہ کے آگے جوڑ لیے لیکن اس نے بمشکل اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹتے اس کے ہاتھوں کو نیچے کر دیا۔جے بی نے گہرا سانس بھرا۔وہ کمزور پڑ گئی تھی۔

میرے خیال میں ہمیں گاڑی میں بیٹھ کر بات کر لینی چاہیے۔"اس نے فانیہ کے لیے گاڑی کا دروازہ" کھولا۔وہ بنا کوئی احتجاج کیے خاموشی سے اندر بیٹھ گئی لیکن آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔جے بی سے تو ویسے بھی کوئی گلہ نہیں بنتا تھا ساری نفرت سارا غصہ صرف ایک ہی وجود کیلیے تھا جس نے اس دوراہے پہ اسے تنہا چھوڑ دیا تھا۔

میں پانی لاتا ہوں آپ کیلیے۔آپ دروازہ لاک کر لیں۔"جے بی نرمی سے بولتے کیفے کی تلاش میں" نظریں گھمانے لگا۔اس کے جاتے ہی وہ جو ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسوؤں کو رگڑ رہی تھی اپنے وجود پہ کسی کے ہاتھوں کو لمس محسوس کر پتھرا کر رہ گئی۔اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے ڈرائیونگ سیٹ کی جانب دیکھا جہاں غازی بیٹھا بے یقینی نگاہوں سے اس کے وجود کو تک رہا تھا۔چہرے کی رنگت اڑی ہوئی تھی۔فانیہ بدک کر دروازے سے جا لگی۔

آپ۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی۔" وہ چلا اٹھی۔ اس کے ہاتھوں کو خود سے یوں دور کیا" جیسے وہ کوئی اچھوت ہو۔ غازی کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اسے اپنے نزدیک کرلیا۔

یہ سب کیا ہے۔" اس کا اشارہ جس جانب تھا فانیہ بخوبی سمجھ گئی۔ "

"یہ میرے گناہوں کی سزا ہے جو مجھے۔"

بکواس بند رکھو۔ تمہیں شرم نہیں آئی اتنی بڑی بات مجھ سے چھپاتے ہوئے۔" وہ ابھی تک شاک کی" کیفیت میں تھا تبھی جارحانہ انداز میں اسے جھنجھوڑتے ہوئے بولا۔

شرم۔ کس بات کی شرم۔ میرے ساتھ تو آپ اپنے تعلق ختم کر چکے ہیں نا تو پھر اس بات کا" مقصد۔" وہ تمسخر سے ہنسی۔

تمہیں کوئی حق نہیں پہنچتا فانیہ کہ تم میرے بچے کی خبر کو مجھ سے چھپاتی۔" ساکت نگاہیں اس کے " وجود پہ گڑی تھی۔

یہ بچہ صرف میرا ہے۔اس پہ آپ جیسے شخص کا کوئی حق نہیں ہے۔ آپ یہ حق کھو چکے ہیں۔"وہ" بے خوفی سے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔غازی کی گرفت اس کے بازوؤں پہ ڈھیلی پڑی۔اس نے سٹیرنگ پہ سر رکھتے اپنے اندر اٹھتے ابال کو کم کرنا چاہا۔اتنی بڑی خبر اس سے چھپائی گئی۔وہ باپ بننے والا تھا اور فانیہ نے اسے بتانا بھی گوارا نہ کیا لیکن وہ بتاتی بھی تو کس حق سے۔اس کے دل سے آواز آئی۔غازی نے بمشکل اپنے حواس ٹھکانے لگاتے چہرہ اٹھایا اور فانیہ کو دیکھا جو دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"فانیہ۔"

پلیز سٹے آوے فرام می۔"وہ دھاڑی۔"

سٹے اووے فرام می۔ایک بار آپ نے بہت بری طرح زمین پہ پٹخا ہے۔خود کو دوبارہ آپ کے" قدموں کی دھول نہیں بننے دوں گی۔ویسے بھی طلاق کے کاغذات تیار ہو چکے ہیں۔کچھ مشکلات تھی جو حل ہو گئی ہیں بہت جلد ہی آپ کو وہ کاغذات بجھوا دیں گی پھر اس نام و نہاد رشتے سے بھی جان چھوٹ جائے گی۔"اس نے اپنے لہجے کو حتی الامکان سخت بنایا۔غازی نے نہایت سنجیدگی سے اسے

دیکھا لیکن اس دوران بھی فانیہ کا چہرہ بے تاثر ہی رہا۔ غازی نے ماؤف ہوتے دماغ سمیت نفی میں سر

ہلایا۔

تم شاید یہ بھول رہی ہو کہ اس دوران طلاق نہیں ہو سکتی ہماری۔ جب تک یہ بچہ دنیا میں نہیں آجاتا"

تمہیں میرے نام کے ساتھ ہی گزارا کرنا پڑے گا۔" وہ مزے سے بولتے اسے زہر سے بھی برا لگا۔ وہ

تنفر بھری نگاہوں سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"کیا مطلب۔ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔"

تم سمجھ بھی نہیں سکتی کیونکہ یہ سب اسلامی تعلیمات ہیں۔" اس نے لاپرواہی سے شانے"

اچکائے۔ فانیہ نے مٹھیاں بھینچتے بمشکل خود پہ قابو پایا۔ اس کے برعکس غازی کی نگاہیں مسلسل بھٹک

کر اس کے وجود کا طواف کر رہی تھی۔ ابھی زیادہ واضح تو نہ تھا لیکن جتنا بھی تھا وہ اس تنگ لباس بھی

نہایت واضح ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں سی بھر دی۔

میں کیسے بھول گئی کہ آپ جیسے دھوکے باز انسان کا بھائی بھی دھوکے باز ہی ہو گا تبھی جھوٹ بول کر"

یہاں سے غائب ہو گیا۔" اس کی نگاہوں سے تنگ آکر اس سے پہلے وہ چڑ کر دروازہ کھولتی غازی کی

کرخت آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

وہ اس سب سے لاعلم ہے اور میرا نہیں خیال کہ تم بھی اس کے سامنے اس بات کا ذکر کرو گی کیونکہ "اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو۔" اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر وہ ایک بار پھر اپنے حصار میں لیتے اس کی پیشانی پہ اپنا لمس چھوڑ چکا تھا۔ فانیہ نے روتے ہوئے اپنی پیشانی رگڑی اور سلگتی نگاہ اس پہ ڈالی جواب مسکراتے ہوئے اس کی جانب گلاب کا پھول بڑھا رہا تھا۔ کس قدر پر سکون تھا وہ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اس نے سرخ متورم نگاہیں غازی کی جانب اٹھائی۔

"یہ گلاب کے پھول ایک گلاب سی لڑکی کیلیے۔" اس کے دلکش لب و لہجے پہ فانیہ کی آنکھیں من من آنسوؤں سے بھر گئی۔ وہ۔ خود میں الجھا نا ازل سے جانتا تھا۔ غازی کے چہرے کو اپنی نگاہوں میں بھرتے وہ سوچ رہی تھی۔

"میں گلاب کا نہیں بلکہ ایک سیاہ پھول ہوں جس نے آپکی زندگی کو داغدار کیا تھا جس سے آپ کو نفرت تھی جس سے آپ کا تعلق بس ہار جیت کا تھا بدلے کا تھا۔" اس نے روتے روتے تصحیح کرتے اس کے الفاظ من و عن دہرائے۔ سینے میں جلن بڑھنے لگی تھی۔

"ویسے بھی مجھے پھول نہیں پسند۔"

تمہیں نہ سہی کسی اور کو تو پسند ہونگے نا۔" اس نے نہایت نرمی سے وہ پھول اس کی گود میں رکھ "

دیا۔اس کی حرکت پہ فانیہ کے وجود میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔سارے وجود کا لہو چہرے پہ سمٹ آیا۔

پسند ہے نا لیکن اسے بھی صرف سیاہ۔کیا ہے نا یہ رنگ یہ پھول بہت اچھے سے ہمیں ہماری اوقات یاد "
دلاتے ہیں۔میری ذات کو ارزاں تھی اپنے بچے کی ذات کو ارزاں نہیں بننے دوں گی۔ہم کسی خوشفہمی
کو پلنے نہیں دیتے۔"غازی کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔وہ پے در پے اس کی ذات پہ وار کر رہی تھی۔

فانیہ۔"اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ اسے ٹوک گئی۔"

یہاں جس کام کیلیے آئے ہیں بہتر ہیں وہی کریں کسی کو شک بھی مت ہونے دیجیے گا کہ ہمارے "

درمیان کیا رشتہ استوار ہے۔میں نہیں چاہتی آپ کی بدولت میری ذات پہ کیچڑ اچھالا جائے۔"وہ بنا

پلک جھپکائے اس کے لبوں سے نکلتے زہر خند الفاظ سن رہا تھا۔

مبارک ہو جیت گئے ہیں آپ مگر اس جیت میں آپ نے مجھے ہار دیا ہے غازی صاحب۔"کس قدر "

سخت لہجہ اور بے رحم الفاظ تھے اسکے۔

پہلی بار ہی تمہیں دیکھ کر تمہارے چہرے پہ کھلی مسکراہٹ دیکھ میں خود کو ہار گیا تھا۔اس کے بعد "

جیتنے کی خواہش ہی نہیں رہی تھی۔"ہینڈل پہ موجود فانیہ کا ہاتھ اس کی بات پہ کپکپا کر رہ گیا۔وہ اسے

جکڑ رہا تھا۔ آج بھی اس کی باتیں ویسی ہی تھی خود میں الجھا لینے والی۔ اس کے لبوں پہ کھو کھلی مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

بس تم چاہیے ہو ہار جیت میرے لیے کچھ معنی نہیں رکھتی۔" غازی کی بات پہ اس نے آنکھوں کو سختی" سے میچ لیا لیکن چہرہ موڑ کر اس کی جانب نہیں دیکھا۔ آنکھوں کے سامنے بس بیلا کا چہرہ لہرا رہا تھا کہ گزرے عرصے میں اس نے کیسے اپنا آپ فانیہ کو سنبھالنے کے پیچھے مار دیا تھا۔

"مت بھولیں نفرت کرتے ہیں آپ مجھ سے۔"

اس لڑکی سے بھی بھلا میں نفرت کر سکتا ہوں۔ جس نے مجھے محبت کرنا سکھائی ہے۔" فانیہ نے اذیت" سے پلکیں جھپک جھپک کر آنسوؤں کو اندر اتارا۔ ایک لمحے کیلیے تو اس کا جی چاہا کہ سب کچھ بھول بھال کر اس کے سینے سے لگ جائے لیکن اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں میں وہی تضحیک لہرائی تھی جو آخری ملاقات کے وقت غازی کے لہجے میں تھی۔

"اپنی بہن کو لو اور دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔"

میں چاہتا بھی یہی ہوں کہ تم جلد از جلد یہاں سے چلی جاؤ۔" فانیہ کے چہرے کے عضلات تن" گئے۔ وہ بکھرنے سے قبل ہی سنبھل گئی تھی۔ کئی ساعتیں گاڑی میں خاموشی کا راج رہا۔ فانیہ نے

بے چینی سے جوں ہی رخ موڑا وہاں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ فانیہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ اس نے تڑپ کر اطراف کا جائزہ لیا لیکن وہاں کوئی ہوتا تو دکھائی دیتا۔

تو وہ سب۔ وہ کیا میرا خواب۔ نہیں میرا خواب کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ ابھی تو یہیں تھے۔" اس کے لب بری طرح کپکپا رہے تھے۔ مسلسل رونے کی بدولت سر بھاری اور آنکھوں میں درد سا جاگا تھا۔ وہ تھکے تھکے انداز میں سیٹ سے پشت ٹکا گئی۔

مطلب وہ ایک بار پھر سے چلا گیا۔" اس نے دل نے دہائی دی۔ آنکھوں سے گرم سیال نکلتے گالوں کو مسلسل بگھو رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر اس کی ذات کو قدموں تلے روند گیا تھا۔

پانی۔" جے بی کی سنجیدہ آواز پہ اس کے کپکپاتے لبوں پہ سکوت ٹھہر گیا۔"

مجھے نہیں چاہیے۔" اس کی آواز آنسوؤں سے بوجھل تھی۔ جے بی نے بے بسی اور آرزدگی سے اسے دیکھا۔

پلیز لے لیں آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں آپ کو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔" جے بی کی بات نے اس کی آدھی مشکل آسان کر دی تھی۔ وہ خاموشی سے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند

گئی۔جے بی نے غور کیا اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ کیسے پھیکا پڑ رہا تھا۔اس سے گھر کا ایڈریس پوچھتے اس نے گاڑی پورچ میں روکی تھی۔فانیہ خاموشی سے اتر گئی۔

آپ اندر نہیں آئیں گے۔"جے بی نے ایک پل کو جیسے کچھ سوچا اور اسے دیکھا جس کا چہرہ کسی بھی" قسم کے جذبات سے عاری تھا۔

اگر آپ کہیں گی تو ضرور ورنہ نہیں۔"جے بی کی نرم آواز سن وہ ٹھٹھک گئی اور بمشکل خود کو ہشاش" بشاش ظاہر کرتے اسے اندر آنے کی دعوت دی تھی۔جے بی نے بھی شانے اچکا کر اس کی تقلید کی۔جے بی کو ایک بار پھر اس کا اعتماد جیتنا تھا۔

بی کہاں ہیں۔"لاؤنج میں پہنچتے ہی اس نے کوٹ اتار کر صوفے پہ رکھا اور مفلر خود کے گرد اچھے سے" لپیٹ لیا۔جے بی نے اس دوران ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا تھا بس اپنے موبائل میں مصروف ہو گیا۔

لگتا ہے آج کا دن بہت خوب گزرا فانی بے بی کا۔"زینوں کے نزدیک سے ابھرتی آواز پہ جہاں فانیہ" کے لبوں پہ بھولی بھٹکی مسکراہٹ پھیل گئی وہی چہرہ جھکائے بیٹھا جے بی بھی اپنی جگہ پہ تھم گیا۔جھکے چہرے سمیت ہی اس کی نگاہیں بے اختیاری کی کیفیت میں سلیپرز میں موجود بیلا کے سرخ و سپید پاؤں

پہ جم کر رہ گئی جس میں گلابی پن واضح تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے خود کو لعن طعن کرتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔

یہ کون ہے۔" بیلا کے مشکوک لب ولہجے پہ جہاں فانیہ کے چہرے کا رنگ بدلا وہی جے بی کا سانس بھی" تھم گیا۔

وہ بی یہ جے بی بھائی۔ فانیہ نے ڈرتے ڈرتے اس کا تعارف کیا۔ بیلا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا اور جے بی کو چہرہ اٹھانے کا حکم صادر کیا تھا۔ چہرے کا اٹھنا تھا کہ بیلا کے چہرے پہ عضلات تن گئے۔ ماتھے کی رگیں پھول گئی۔ آنکھوں میں نفرت امنڈ آئی جو فانیہ کے ساتھ ساتھ جے بی نے بھی صاف محسوس کی تھی۔

تم، تم میرا پیچھا کرتے کرتے یہاں بھی پہنچ گئے۔" بیلا نے حیرت بھری نگاہوں سے سر تا پا اس کا" جائزہ لیا جو اس کے دیکھتے ہی نگاہیں جھکا گیا تھا۔ اب وہ خواہمخواہ نگاہیں یہاں وہاں گھمانے لگا۔ فانیہ نے الجھن بھری نگاہوں سے بیلا کو دیکھا۔

نہیں میں تو اپنی بھابھی۔" اس سے قبل کہ وہ خاموش کھڑی فانیہ کی جانب اشارہ کرتا اپنے منہ پہ" پڑنے والے تھپڑ کی بدولت اپنی جگہ سے ہل کر رہ گیا۔ جے بی کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ فانیہ کا ہاتھ لبوں پہ ٹھہر گیا۔ سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔

بی یہ آپ کیا کر رہی ہے۔" فانیہ ناگواری سے ٹوکتے بیلا کے نزدیک ہوئی اور اس کا بازو تھاما۔ جے بی" کی پیشانی کی رگیں ابھر کر نمایاں ہوئی۔ جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔

ڈونٹ کال ہر بھابھی باسٹرڈ۔ جے بی نے آنکھوں کو سختی سے میچتے اپنے اندر اٹھتے ابال پہ قابو پایا۔ اسکے گالی دینے پہ جے بی کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

بی پلیز ریلیکس کریں۔ جے بی بھائی آپ پلیز فلحال یہاں سے جائیں پلیز۔ میں آپ سے بعد میں ملوں" گی۔" اس نے ملتجیانہ نگاہوں سے جے بی کو دیکھا جس کا چہرہ اس دوران بے تاثر ہی رہا تھا۔ بیلا نے ایک جھٹکے سے اپنا آپ فانیہ سے چھڑوایا اور جے بی کا گریبان تھامتے ایک جھٹکا دیا۔

آئندہ یہاں میرے آس پاس دکھائی بھی مت دینا۔ میں تمہاری ان نگاہوں کا مطلب سمجھتی بھی" خوب ہوں اور اس کا جواب دینا بھی بہت اچھے سے جانتی ہوں۔ مجھے ہلکے میں مت لینا۔" وہ اس کی شرٹ کر کالر جکڑتے درشتی سے دھاڑی۔ جے بی نے اس دوران ایک بار بھی آنکھ اٹھا کر اسے نہ دیکھا

البتہ کمر پہ بندھے ہاتھوں کی مٹھیاں بری طرح بھینچی ہوئی تھی جیسے اسے بیلا کی حرکت بلکل بھی پسند نہ آئی ہو۔ بیلا نے زہر خند نگاہ اس پہ ڈالی اور اسے چھوڑ دیا۔ فانیہ نے بھیگی نگاہوں سے جے بی کے جھکے سر کو دیکھا۔

"جے بی بھائی پلیز ایم سو سوری وہ بی میری وجہ سے۔"

آپ کی بی بھی سر آنکھوں پہ اور ان کا کا غصہ بھی۔" وہ لبوں پہ تبسم لیے دلفریبی سے بولا۔ فانیہ کا منہ " اس کے انکشاف پہ کھلا کا کھلا رہ گیا البتہ بیلا کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس سے پہلے کہ ایک بار پھر نفرت اور حقارت سے اسے جکڑتی وہ بنا اس پہ غلط نگاہ ڈالے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ نا چاہتے ہوئے بھی فانیہ کے لب مسکرا اٹھے۔ بیلا نے جلتی نگاہوں سے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا۔

تم کیوں ہنس رہی ہو اور اپنے اس بھائی سے بول دینا کہ نوکروں کو ان کی اوقات یاد دلانا بیلا کو خوب " اچھے سے آتا ہے۔ وہ زمین ہے اور میں آسمان ہوں۔" بیلا کے مغرورانہ لب ولہجے پہ فانیہ کی مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی۔ وہ ویران نگاہوں سے اس کی پشت تکتی رہ گئی جو گول زینے چڑھتی اب نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی۔ جے بی کیلیے نوکر کا لفظ سن ایک بے نام سی اذیت اس کے رگ وپے میں سرائیت کرتی چلی گئی۔ اسے بیلا کو یوں جے بی کو نوکر کہنا بلکل پسند نہ آیا تھا جس کا اظہار کرنے کا وہ

ارادہ بھی رکھتی تھی تبھی تیز قدموں سے اس کے پیچھے چل دی۔ اس دوران غازی اس کے ذہن سے مکمل طور پہ محو ہو چکا تھا۔ فلحال ایک انجانی سی خوشی نے اسے اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔

****

"بی آپ نے یہ بلکل بھی اچھا نہیں کیا۔"

میرے نزدیک یہی اچھا تھا۔" اس کے لاپرواہی سے بولنے پہ فانیہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا۔"

وہ بہت اچھے ہیں۔ آپ ان سے ملی ہی کتنا ہے۔" فانیہ کے یوں حمایت کرنے پہ بیلا نے سنجیدگی سے" اسے دیکھا۔

لیکن جتنا بھی ملی ہوں بہت اچھے سے جان گئی ہوں میں اسے۔" بیلا کے کھردرے لہجے پہ فانیہ نے" تعجب سے اسے دیکھا۔ اتنی نفرت لہجے میں کس چیز کی تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

بی پلیز میری بات کو سمجھیں۔ آپ انہیں غازی کے بھائی کے علاوہ اس رشتے سے دیکھیں جو ان کا" میرے ساتھ ہے۔ وہ بہت اچھے ہیں۔ انہوں نے میرا ہر حال میں ساتھ دیا ہے۔" فانیہ تو اس سے کچھ

زیادہ ہی امپریس دکھائی دے رہی تھی۔ بیلا کان لپیٹے جھکی اور گاڑی کی چابیاں اٹھاتے دروازے کی جانب بڑھی۔

اب آپ کہاں جارہی ہیں۔" وہ جھنجھلائی۔ اپنا نظر انداز ہونا بلکل بھی برداشت نہیں ہوا تھا۔"

جب تم اپنا یہ جے بی نامہ بند کردو گی تو میں واپس لوٹ آؤں گی۔ تمہیں رشتے بنانے کا شوق ہو گا لیکن" مجھے نوکروں کو ان کی اوقات میں رکھنا بہت اچھے سے آتا ہے۔" وہ جتانے والے لہجے میں بولتے باہر نکل گئی۔ فانیہ جے بی کیلیے نوکر کا لفظ استعمال کیے جانے پہ تڑپ کر رہ گئی۔ گاڑی میں بیٹھتے اس کا انجن سٹارٹ کرتے اس نے گاڑی سیدھا کلب کی جانب بڑھائی۔

میم رکیں۔" ڈرائیور کی آواز پہ بھی اس نے کان نہ دھرا بس گاڑی آگے کی جانب بڑھاتی" رہی۔ سماعتوں میں فانیہ کی جے بی کیلیے تڑپ اسے اشتعال میں مبتلا کر رہی تھی۔ اس بابت سوچتے ہی سٹیرنگ پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی۔ اگر وہ لوٹا تھا تو مطلب غازی بھی لوٹا ہو گا اور اگر غازی کی آمد ہوئی ہے تو مطلب فانیہ اس کا آخری سہارہ بھی اس سے چھن جائے گا۔ اسی سوچ نے اسے جھرجھری لینے پہ مجبور کر دیا۔ کلب کے باہر روکتے ہی وہ ناک کی سیدھ میں چلتے اندر گھس گئی۔ رخ سیدھا بار کی

جانب تھا۔ میوزک زور و شور سے بجتا اس کے سر پہ کسی ہتھوڑے کی مانند برس رہا تھا۔ وہاں جگہ سنبھالتے ہی اس نے ویٹر کو الکوہل لانے کا کہا اور اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا گئی۔

بی مجھے غازی لادیں۔ وہ مل گیا تو کسی چیز کی تڑپ باقی نہیں رہے گی۔" اس نے ایک ہی سانس میں" تین گلاس ایک ساتھ چڑھائے۔ آنکھوں کے ڈورے انتہائی سرخ تھے۔ فانیہ کی باتیں مسلسل اس کی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔

نہیں۔" اس کا سر نفی میں ہلا۔"

میں فانیہ کو خود سے دور نہیں جانے دوں گی۔" اس نے گہرے گہرے سانس بھرتے ایک ساتھ دو" گلاس چڑھائے تھے۔ سر بے تحاشہ گھوم رہا تھا۔ ایکدم کسی نے اس کے سامنے ہتھیلی پھیلائی اور ڈانس فلور پہ لے جانا چاہا۔ اس سے پہلے وہ اپنے حواسوں سے بیگانہ اس کا ہاتھ تھامتی کسی اور نے اس آدمی کا ہاتھ سختی تھام لیا۔ بیلا نے پلکیں جھپک جھپک کر اپنے ساتھ کھڑے آدمی کو دیکھنا چاہا لیکن نشے میں ہونے کی بدولت وہ اپنی جگہ پہ ہی لڑکھڑا کر رہ گئی۔ ایکدم کڑک کی آواز کے ساتھ ہی بیلا کا سارا نشہ بھک سے اڑنچھو ہوا۔ اس آدمی کی چیخیں تکلیف کے مارے میوزک کی آواز میں ہی دب کر رہ گئی۔ بیلا

نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے مقابل کو دیکھا لیکن وہ اس کی جانب متوجہ ہی نہیں تھا۔ بیلا کے چہرے پہ ازلی سرد مہری عود آئی۔

تم کون ہوتے ہو میرے پیچھے آنے والے۔" خود کو لگنے والا دھکا اس قدر زور کا تھا کہ جے بی بھی اپنی" جگہ سے ہل کر رہ گیا لیکن پھر بھی چہرہ اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا۔ بیلا کو مزید غصہ آنے لگا۔ وہ ایک تنفر بھری نگاہ اس پہ ڈالتے لڑکھڑاتے قدموں سمیت باہر کی جانب بڑھی۔ تین چار دفعہ درمیان میں ہی اس نے بہت دقت سے خود کو گرنے سے بچایا۔ جے بی اس کے پیچھے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے چل رہا تھا۔

تم کیوں آرہے ہو میرے پیچھے۔" وہ نشے میں جھولتے ہوئے بولی۔ جے بی نے سختی سے دانت پہ" دانت جمائے۔

"آپ گاڑی میں بیٹھیں۔ میں آپ کو ڈراپ۔"

شٹ اپ۔ جسٹ شٹ اپ۔ بیلا کو کبھی کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں پڑتی سمجھے۔" وہ" غرائی۔ آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھی۔ جے بی نے اس کی بات کو کوئی بھی جواب دیے بغیر اس کیلیے

فرنٹ ڈور کھول دیا۔ بیلا قہر آلود نگاہ اس پہ ڈالتے اس سے قبل اپنی گاڑی کی جانب بڑھتی جے بی کی سرد آواز نے اس کے قدم وہی روک لیے۔

"دیکھیں میم پلیز میں آپ کو چھونا نہیں چاہتا کیونکہ آپ نامحرم ہیں میرے لیے تو خدارا میرے لیے مزید امتحان مت بنے۔" بیلا نے جھٹکے سے چہرہ موڑتے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور نجانے کیا سوچ کر گاڑی کے بونٹ کا سہارہ لیتے دروازہ تھام لیا۔ جے بی نے اس کیلیے راستہ چھوڑ دیا۔ وہ گاڑی میں بیٹھتے سر سیٹ سے ٹکاتے آنکھیں بند کر گئی۔ سر درد سے پھٹ رہا تھا۔ جے بی نے اپنی جگہ سنبھالتے گاڑی قیس ولا کی جانب بڑھائی تھی۔ اس دوران جے بی نے ایک غلط نگاہ بھی اس پہ نہیں ڈالی تھی۔

"میں نے خود کو تب سنبھالا ہے جب لوگ خودکشی کرنے کیلیے کسی بھی حد تک چلے جاتے ہیں اور تم سوچ رہے ہو کہ اب مجھے کسی مرد کے سہارے کی ضرورت ہو گی۔ اس غلط فہمی میں مت رہنا۔" وہ بند آنکھوں سمیت بڑبڑائی۔ جے بی نے دانت پہ دانت جماتے خود کو کچھ کہنے سے باز رکھا۔ ماتھے کی ابھری رگیں اس کے ضبط کی گواہ تھی معاً گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ اس سے قبل کہ بیلا کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتا جے بی نے اس کے آگے اپنا بازو پھیلا لیا تھا۔ بند آنکھوں سمیت ہی وہ گھبرا کر سختی سے

اس کا بازو دبوچ گئی۔ کسی غیر معمولی پن کے احساس نے بیلا کو آنکھیں کھولنے پہ مجبور کیا تھا۔ بیلا نے نفرت سے اس کا بازو پیچھے کر دیا۔ وہ بنا دیکھے ہی جان سکتا تھا اس کے لمس میں اپنے لیے نفرت۔

مجھ سے اتنی نفرت جتانے سے بہتر ہے کہ آپ مجھے جان سے مار دے۔" گاڑی کے ہینڈل پہ موجود" بیلا کا ہاتھ ساکت ہوا۔ وہ سرعت سے اپنے خول میں سمٹی۔

مجھے ایسا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔" وہ درشتی سے اسے باور کرانے والے انداز میں بولی۔"

آپ کو یہ حق بھی حاصل ہے کہ آپ جبران حیات کو جان سے مار دے۔" اس کی آواز شدت غم" سے کپکپا رہی تھی۔ بیلا کا دل دھک سے رہ گیا۔

تم ہو کون؟ کیا ہو؟ تمہاری حیثیت کیا ہے؟ میں تو تمہیں جانتی بھی نہیں۔ اتنی ہمت ہے تو میری" طرف دیکھ کر بات کرو۔" جے بی نے اپنے چہرے کو رخ ونڈ سکرین کے پار کر لیا۔ بیلا نے تمسخر سے اس کا رخ موڑنا محسوس کیا۔ وہ تلخی سے مسکرا کر گاڑی سے باہر نکل گئی۔

یہ چہرہ دیکھنے کی تمنا تو بہت ہے مگر محرم بننے کے بعد پورے حق سے دیکھنا چاہتا ہوں۔" اور یہی وہ لمحہ" تھا کہ بیلا پورے قد سے زمین بوس ہوئی تھی۔ اس نے جھٹکے سے رخ موڑتے بے یقینی کی کیفیت میں

اسے دیکھا۔ وہ لڑکھڑا کر چلتے اس کے نزدیک ہوئی اور اس کی شرٹ کے کالر کو مٹھی میں جکڑا تھا۔ جے بی جھکے چہرے سمیت سانس روک گیا۔

نوکر ہو نا تم غازی کے۔ "اس کے لہجے میں ایک آگ تھی جو جے بی کو جلا کر راکھ کر گئی۔"

مالک ہوں میں اس ولا کی۔ کسی چیز کی کمی نہیں ہے آج مجھے۔ کسی بھی چیز کی نہیں۔ سب کچھ پا لیا ہے "میں نے۔ تمہارے پاس کیا ہے۔

ان وقتی چیزوں کا کیا ہے جب انسان کو سکون ہی میسر نہ ہو۔ میرے پاس اللہ ہے اور اس کے بعد کیا" ہی چاہیے انسان کو۔ جب اللہ مل جائے تو کسی چیز کی طلب باقی نہیں رہتی۔ " بیلا کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے سرِ راہ اسے کسی نے برہنہ کر دیا ہو۔ کالر پہ اس کی گرفت ہلکی ہوئی۔

تمہارا اللہ۔ "وہ بڑبڑائی۔"

تمہارا نہیں ہمارا۔ ہم سب کا۔ "جے بی نے دور کہی خلاء میں دیکھتے اسکی تصحیح کی۔ بیلا کی آنکھیں جلنے" لگی۔ زندگی میں پہلی بار اس کے دل میں یہ خواہش جاگی تھی کہ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بات کرے۔

میرا نہیں ہے وہ۔ مت بھولو کہ میں ایک غیر مسلم لڑکی ہوں۔ مجھے اپنے مذہب سے مت جوڑو۔" وہ چلا کر بولتی اس سے پہلے اندر کی جانب بڑھتی ایک بار پھر جے بی کی آواز نے اس کے قدم روک لیے۔

مجھے نجانے کیوں ایسا لگتا ہے کہ آپ اللہ کی بہت پسندیدہ ہیں۔" بیلا اپنی جگہ پتھر کی ہو کر رہ گئی۔ وہ جانتا تھا کہ بیلا کو کمزور کیسے کرنا ہے۔

"اللہ کے بندوں کو میں کبھی پسند نہ آئی اللہ کو کیسے آؤں گی۔؟"

وہ کبھی رد نہیں کرے گا آپ کو۔ رہی بات اس کے بندوں کی تو سامنے کھڑا ادنٰی سا بندہ آپ کے سحر سے نکلا ہی کب ہے؟" بیلا نے آنکھیں میچی، اس سے قبل کہ وہ گھومتے سر کو سنبھالتے زمین بوس ہوتی اندر سے آتی فانیہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی۔

بی۔" فانیہ کی آواز پہ بیلا نے بری مشکل سے اپنی آنکھوں کو کھولا۔"

کیا آپ نے ڈرنک کیا ہے بی۔" فانیہ کو اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔"

آپ چلیں اندر یہ میں لے آتا ہوں۔" جے بی کی آواز پہ فانیہ نے تشکرانہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور بیلا کو سہارہ دیتے اندر کی جانب بڑھی۔ جے بی نے ہاتھ میں تھامے اس کے کوٹ کو سختی سے مٹھی میں جکڑ لیا۔

میں ابھی آتی ہوں بھائی۔" فانیہ نجانے کیا سوچ کر تیزی سے باہر کی جانب بڑھی۔ جے بی کو مزید" وہاں ٹھہرنا مناسب نہ لگا تبھی دروازے کی جانب بڑھا۔

اپنے بھائی سے کہو میری فانی سے دور رہے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" بیلا کی دھمکی پہ اس نے" گہرا سانس بھرا۔

"میں انہیں کہہ دوں گا۔ آپ تھک گئیں ہیں سو جائیں۔"

اس تھکن کو اب صرف موت ہی اتار سکتی ہے۔" جے بی نے دروازے کے ہینڈل کو مضبوطی سے" تھام لیا۔ آنکھوں میں نمی کی لکیر دوڑ گئی جسے اس نے کسی کی نگاہ میں آنے سے قبل ہی اندر اتار لیا۔

توڑنا چاہتے ہو تم بھی مجھے مگر میری ایک بات یاد رکھنا بیلا تمہارے سامنے تو کبھی نہیں ٹوٹے" گی۔" جے بی جانتا تھا کہ وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے تبھی یہ سب بول رہی ہے۔ وہ اس کی بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر بنا کسی آہٹ کے خاموشی سے نکل گیا۔

****

"بی آپ سے ایک بات پوچھوں۔"فانیہ نے ایک چور نگاہ ٹوسٹ کھاتی بیلا پہ ڈالی اور سوالیہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔ بیلا نے سرسری سے انداز میں سر ہلایا۔

"کل رات آپ نے ڈرنک کیا تھابی۔ آپ اتنی بری حالت میں تھی۔ مجھے آج تک یاد پڑتا ہے آپ نے کبھی مجھے ڈرنک نہیں کرنے دیا۔ صرف ایک بار غلطی سے میرے دوستوں کی بدولت ہوا تھا ایسا اور آپ نے ان کے ساتھ کیا کیا تھا یہ آپ کو بھی یاد ہو گا تو پھر کل وہ سب۔"

"میں تمہیں کسی بھی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔"اس نے اٹل لہجے میں بولتے فوک کی مدد سے آملیٹ توڑتے منہ میں ڈالا۔ فانیہ نے ناراضگی سے اسے دیکھا اور نچلا لب دانتوں میں دبالیا۔

"کل آپ کو جے بی بھائی گھر لائے تھے۔"فانیہ شاید جاننا چاہ رہی تھی کہ وہ اپنے حواسوں میں تھی بھی یا نہیں۔

"جانتی ہوں۔"اس نے بے تاثر چہرے سمیت جواب دیا۔ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی۔ مطلب وہ اپنے حواسوں میں ہی تھی۔

"آپ توکل ان سے نفرت کا اظہار۔۔۔"

نوکروں کی حیثیت جو ہوتی ہے اس نے اسی مطابق کام کیا ہے۔اس میں کوئی بڑی بات تو نہیں۔"وہ" مغرورانہ لب ولہجے میں بولتی فانیہ کو لب بھینچنے پہ مجبور کر گئی۔بیلا کی سوچ پہ اسے افسوس ہوا تھا۔شاید سیم کے دھوکے نے اسے ایسا بنا دیا تھا۔

"بی آپ گزرے دنوں اتنی اچھی ہو گئی تھی اب پھر سے یہ سب۔"

میں اچھی ہوں یا بری یہ میں طے کرتی ہوں فانی بے بی۔" بیلا نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے" اس کا گال تھپتھپایا۔فانیہ بمشکل مسکرائی۔اس کیلیے آملیٹ نگلنا مشکل ہو گیا۔

مجھے بیس لاکھ چاہیے۔"اسی لمحے اچانک قیس کی آمد نے ان دونوں کو چونکا دیا۔بیلا کی پیشانی پہ " شکنوں کا جال بچھا۔

تو کمایئے ناڈیڈی۔" بیلا کی بے نیازی عروج پہ تھی۔فانیہ نے چہرہ جھکا کر بمشکل اپنے قہقہے کا گلا گھونٹا۔"

بی۔۔۔بی۔" ایکدم گاڑیوں کا شور بلند ہوا جیسے ایک بڑی تعداد میں گاڑیاں نزدیک ہی کہی رکی " ہو۔اسی دوران ایک ملازم ہانپتا ہانپتا اندر کی جانب آیا۔بیلا نے ناسمجھی کے عالم میں اسے دیکھا۔

وہ باہر۔" اب کی بار فانیہ اور قیس بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔"

وہ باہر ایک ہی لائن میں کوئی بیس پچیس گاڑیاں رکی ہیں۔" بیلا نے عجیب سی نگاہیں قیس کی جانب" اٹھائی جو لاپرواہی سے شانے اچکا گئے تھے۔ فانیہ نے اپنے خشک پڑتے لبوں پہ زبان پھیرتے انہیں ترکیا۔ دل نجانے کیوں کسی انہونی کے خیال سے دھڑکا تھا۔ بیلا اپنا ریوالور چیک کرتے صدر دروازے کی جانب بڑھی جہاں سو کی تعداد میں گارڈز ایک لائن میں کھڑے تھے۔ بیلا نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے بے خوفی سے اس آدمی کی پشت کو دیکھا جس کا چہرہ دیکھنے سے وہ قاصر تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ مڑا تو بیلا کے دل کی دھڑکن بھی نجانے کیوں تھمی۔ فانیہ نے سفید پڑتے چہرے سمیت سامنے کھڑے غازی کو دیکھا اور قدم پیچھے کی جانب لیے۔ بیلا نے سختی سے اس کے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتے اپنے پیچھے کیا۔

کون ہو تم۔" اس سے قبل کہ قیس کسی قسم کی شیخی بگاڑتا غازی نے سرد نگاہوں سے اسے گھورتے" اپنی بندوق اس پہ تانی۔ وہ اپنی جگہ پہ کھسیا کر رہ گیا اور خاموشی سے قدم پیچھے لے لیے۔

تم میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر ان پہ بندوق تاننے والے کون ہوتے ہو۔" بیلا اس کی جرأت پہ" غرائی۔

سب معلوم ہو گا بیلا ڈئیر۔ سب کچھ۔" غازی نے اپنی سیاہ آنکھیں کسی احساس کے تحت قیس کی آنکھوں میں گاڑھی۔ نجانے کیوں مگر قیس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلا۔ کیا کچھ نہ دکھا تھا اس کی آنکھوں میں اس کے چہرے پہ۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں اس کا پورا ماضی اس کی نگاہوں کے سامنے گھوم گیا۔ غازی کے لبوں پہ ایک دل جلانے والی مسکراہٹ بکھر گئی۔ وہ قیس کا پھیکا پڑتا چہرہ دیکھ پر سکون ہو گیا۔

فانیہ نے حیرت سے اس کی مسکراہٹ کو دیکھا جو کیسے اس کے باپ پہ بندوق تانے کھڑا مسکرا رہا تھا۔ غازی کی نگاہ بے ساختہ ہی فانیہ کی جانب اٹھی جو نفی میں سر ہلا رہی تھی۔ غازی کی گرفت ریوالور پہ سخت ہوئی۔ اس نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا۔ فانیہ کے لبوں سے تشکر بھری سانس خارج ہوئی جو کسی اور کی نگاہوں سے نہ سہی مگر بیلا کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔

تم اندر جاؤ فانی بے بی۔" بیلا نے اسے منظر سے ہٹانا چاہا۔"

یہ اندر نہیں جائے گی۔" غازی کے لہجے میں ایسا کچھ تھا کہ وہ اپنی جگہ پہ جم کر رہ گئی۔"

میں نے بولا کہ تم اندر جاؤ فانیہ۔" بیلا چلا کر بولی۔ اس سے پہلے کہ وہ روتے ہوئے اندر کی جانب بڑھتی غازی نے ایک جست میں تمام فاصلہ مٹاتے اس کی کلائی کو جکڑ لیا۔ فانیہ نے بھیگی نگاہیں اس کی جانب اٹھائی تھی۔ بیلا نے خالی خالی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھا۔

کیوں آئے ہو تم یہاں۔" بیلا نے بے تاثر نگاہیں غازی کی جانب اٹھائی۔ وہ اس کی بات سن مسکرایا" تھا۔

"مقصد تو بہت خاص ہے لیکن ایک نہیں بلکہ دو دو۔ شاید جان کر تمہیں بھی خوشی ہو گی۔"

میرے ساتھ پہیلیاں مت بجھواؤ سیدھا سیدھا جواب دو۔" بیلا نے ایک جھٹکے سے فانیہ کی کلائی اس کی" گرفت سے آزاد کروائی اور خود ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئی۔

ایک تو اپنی بیوی اپنی امانت کو لینے جو تمہارے پاس تھی اور دوسرا تمہارے باپ مطلب اس قیس" نامی مخلوق سے ملاقات بھی تو ضروری تھی۔ آخر کو اتنے برس انتظار کیا ہے اس ملاقات کیلیے۔" بیلا نے نا سمجھی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔

کیا مطلب۔" وہ فوراً ڈھیلی پڑی۔ اس نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

آپ بتائیں گے یا پھر میں ہی آغاز کروں قیس صاحب۔نام سے پکاروں یا پھر بابا ڈیڈی سم" تھنگ۔ نہیں یہ سب غازی تمہیں کہے تمہاری اوقات نہیں ہے۔" بیلا کی سماعتوں میں جیسے کسی نے صور پھونکا تھا۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھایا وہ لڑکھڑائی۔فانیہ نے بے یقینی کی کیفیت میں اپنا ہاتھ لبوں پہ جمالیا۔

"یہ۔یہ کک۔کیا بب۔بول رہے۔بب۔بیلا میں نہیں۔۔۔۔میں نہیں جانتا اسے۔۔یی۔۔یہ بک۔بکواس کررہا ہے۔" قیس مسلسل نفی میں سر ہلاتے پیچھے کی جانب قدم بڑھانے لگا۔ گناہوں کی پوٹلی جو کھلنے والی تھی تبھی انجام سے خوفزدہ تھا۔

"یہ۔یہ کون۔تم کیا بول رہے ہو۔" بیلا نے جارحانہ انداز میں غازی کا بازو تھامتے اسے پیچھے دھکیلا اور سختی سے استفسار کیا۔اس دوران قیس خاموش تماشائی بنا بس غازی کی مسکراتی نگاہوں میں دیکھ رہا تھا۔غازی نے زچ کرتی مسکراہٹ بیلا کی جانب اچھالی۔ بیلا نے ایک گہری نگاہ اس کے نقوش پہ ڈالی لیکن پھر اپنے خیال کو خود ہی جھٹک گئی۔ بھلا وہ کیسے زندہ ہو سکتا تھا۔

"یہ۔یہ کیا بول رہا ہے۔" قیس نے اُڑی اُڑی رنگت سمیت بیلا کو دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک خوف ہلکورے کھا رہا تھا۔وہ آس بھری نگاہوں سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔" بیلا نے آنکھیں میچ کر کھولی اور سر نفی میں ہلاتے غازی کی جانب مڑی جو سکون سے صوفے پہ براجمان اس تماشے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ کچھ سوچ کر بیلا فانیہ کی جانب مڑی اور اپنے حواس بحال کیے۔

"تم۔ تم اپنے کمرے میں جاؤ۔ اتنا سٹریس۔"

"وہ کہی نہیں جائے گی۔ یہی رہے گی ہمارے درمیان۔"

"وہ جائے گی۔ وہ ابھی جائے گی ورنہ۔ ورنہ اس کے بچے کو کچھ ہو جائے گا۔ میں کہہ رہی ہوں نا تم جاؤ میرا بچہ۔" فانیہ نے بھیگی شکوہ کناں نگاہیں بے رحم بنے غازی کی جانب اٹھائی۔

"آپ پریشان مت ہوبی۔ کچھ نہیں ہو گا مجھے۔ یہ شخص اس سے بھی برا کر چکا ہے میرے ساتھ۔ اس سے زیادہ کرہی کیا سکتے ہیں۔ کوئی انسان اپنے ہی بچے کی جان تو اب لینے سے رہا۔" فانیہ کے زہر خند لہجے پہ غازی نے جتاتی نگاہیں قیس کی جانب اٹھائی تو وہ پہلو بدل کر رہ گیا۔ ذہن ماضی کی تلخ یادوں میں الجھنے لگا تھا۔

"کیا چاہتے ہو تم مجھ سے۔" بیلا نے جیسے ہار ماننے کی ٹھانی لی۔ اس کی تھکی سی آواز پہ فانیہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

فانیہ۔" غازی کے ایک لفظی جواب پہ بیلا نے کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھا کم گھورا زیادہ۔ جانتی تھی "غازی نے جو بھی ابھی یہاں بولا ہے بس اسے کمزور کرنے کی خاطر بولا ہے ورنہ قیس کی کوئی بھی سرگرمی بھلا بیلا کی نگاہوں سے مخفی کیسے تھی۔ اس کا تو کوئی بیٹا ہی نہیں تھا۔

وہ کہی اور کمیٹڈ ہے اب۔ خود کو لگام ڈالو تم۔ میں تم جیسے شخص کے ساتھ کبھی اسے نہیں بھیجوں "گی۔" بیلا نے سکون سے جھوٹ بولا۔ لہجہ خود بخود مضبوط ہو گیا تھا۔ غازی جارحانہ انداز میں بیلا کی جانب بڑھا۔

وہ کل بھی غازی کی تھی آج بھی غازی کی ہے اور آخری سانس تک غازی کی ہی رہے گی۔" وہ قدم "بقدم چلتے بیلا کے نزدیک آیا اور اس کی وحشت سے پھیلی آنکھوں میں دیکھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے فانیہ کے اوپر بندوق تانی تھی۔ بیلا نے خوفزدہ نگاہیں اس کی جانب اٹھائی۔ یہ منظر دیکھ ٹھٹھک تو اندر آنے والا جے بی بھی گیا تھا۔

یہ کیا کر رہے ہو تم۔" وہ فانیہ کو اپنے حصار میں لیتے چلائی۔ اسکے برعکس فانیہ بے خوفی سے اس کی "آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔

پہلے اسے ماروں گا اور پھر خود بھی مروں گا۔" اس لمحے بیلا کو وہ کوئی پاگل لگا تھا جو درشتی سے اسے یہ باور کروا رہا تھا۔ اس کا سر نفی میں ہلا۔

میں اسے تمہارے ساتھ بلکل نہیں بھیجوں گی۔ نہیں بھیجوں گی۔" وہ مسلسل یہی بڑبڑا رہی تھی۔ اس لمحے وہ وہاں موجود سب کو پاگل محسوس ہوئی۔

کیا تم بھی نہیں بھیجو گے۔" اب کی بار اس کا رخ خاموش تماشائی بنے قیس کی جانب تھا جو اس کے یوں اچانک مخاطب کرنے پہ بوکھلا گیا۔ قیس کا حلق سوکھ گیا۔ غازی نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا۔ جانتا تھا اس جانب سے اس کے مطلب کا جواب موصول ہو گا۔

"میں جب تمہیں ٹوک رہی ہوں تو پھر۔"

ہاں ہاں۔ اسے۔ اسے بھیج دو بیلا۔ بھیج دو اسے۔ ویسے بھی یہ کون سا تمہاری سگی بہن ہے۔ کسی غیر کی اولاد کو ہی تو سینے سے لگائے بیٹھی ہو۔" اسی پل اسی لمحے بیلا جیسے مر گئی تھی۔ فانیہ کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔ جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں یہ اس لمحے اسے محسوس ہوا تھا۔ بیلا کے ہاتھ میں موجود فانیہ کا ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔

"ڈیڈی۔" اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ فانیہ تڑپ کر بیلا کے حصار سے نکلی۔ اس کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھتے بیلا نے نفی میں سر ہلاتے اسے نزدیک کرنا چاہا لیکن وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک گئی۔ فانیہ قیس کی جانب مڑی اور ان کا بازو تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا تھا۔

"کیا کہا ابھی آپ نے۔" وہ خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔

"فانی پلیز میری بات۔" غازی نے تنفر بھری نگاہ قیس کی جانب اٹھائی جس کے چہرے کی رونق اس سب کے بعد پھر سے بحال ہو گئی تھی۔

"کیا سنوں میں آپکی۔ کیا سنوں۔ یہی کہ میں آپ کی سگی نہیں ہوں اور اس چیز کو آپ نے مجھ سے اتنا عرصہ چھپایا ہے۔ آپ نے میری فیلینگز کا مذاق بنایا ہے۔ یہ سنوں میں۔" وہ اس کا ہاتھ بے دردی سے جھٹکتے پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔ بیلا کا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ جے بی نے ترحم بھری نگاہوں سے فانیہ کو دیکھا جو زارو قطار رو رہی تھی۔

"مجھے آپ بتائیں میں کون ہوں۔ میری پہچان کیا ہے۔" قیس نے کچھ سوچ کر بیلا کو دیکھا جو مسلسل نفی میں سر ہلاتے انہیں کچھ بھی بتانے سے روک رہی تھی۔ اگلے ہی پل قیس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ وہ اس چیز کو اپنے فائدے کے طور پر بھی تو استعمال کر سکتا تھا۔

فانی بے بی میری بات۔" فانیہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا۔ بیلا کے سینے میں درد بڑھا۔ تنفس بھاری ہونے لگا۔ غازی کی نگاہیں نجانے کیوں بیلا کے چہرے کا طواف کرنے لگی جس کے چہرے کا ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا۔

"میں زیادہ تو نہیں جانتا بس یہ تمہیں کہی سے اٹھا کر لائی تھی۔ نجانے تمہارے ماں باپ کو مار کر۔ شروع سے ہی تو اسے مار دھاڑ کا شوق ہے۔" بیلا نے اپنی آنکھوں کو میچتے ان کے لفظوں میں موجود زہر کو بمشکل اندر اتارا تھا۔ وہ سب جانتے بوجھتے یہ سب کیسے کہہ سکتے تھے۔ شدت سے جی چاہا کہ کاش کوئی جادو کی چھڑی ہوتی تو وہ کہی روپوش ہو جاتی۔ فانیہ نے نم نگاہوں سے بیلا کو دیکھا جو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم ملاتے ان کی کپکپاہٹ پہ قابو پا رہی تھی۔

"کیا آپ نے سچ میں میرے ماں باپ کو مار کر مجھے حاصل کیا تھا بی۔" بیلا کے کپکپاتے لبوں پہ سکوت ٹھہر گیا۔

"اس کا جواب تم خود میں تلاش کرو فانیہ۔ میں تو تھک گئی۔ میں دب گئی ان الزامات کے بوجھ تلے۔" اس کے لہجے میں ایک اذیت تھی جو فانیہ کو جھنجھنا کر رکھ گئی۔ دل سے سوال کیا تھا اور جواب فوراً نفی میں آیا تھا۔ کیا بیلا اس کے ساتھ ایسا کچھ کر سکتی تھی۔ کیا بیلا اسے نقصان پہنچا سکتی تھی۔ دل و

دماغ نے فوراً نفی کی تھی۔ بیلا اسے نظر انداز کرتے غازی کی جانب مڑی اور گہرا سانس بھرتے اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ماضی کی تلخ جھلکیاں بیلا کے ذہن میں کسی فلم کی مانند چلنے لگی۔

"کون ہو تم۔ کیوں آئے ہو میرے ماضی کو کریدنے۔ تم واپس لوٹ جاؤ۔اس ماضی کو بھلانے کیلیے پل پل ایک نئی موت مری ہوں میں۔اب بس۔اب مزید نہیں۔ تم واپس چلے جاؤ۔مجھے کمزور کرنا چاہ رہے تھے نا تم۔لو میں ہار گئی تم سے۔ہار گئی میں۔"اس نے اپنے دونوں ہاتھ غازی کے آگے جوڑ دیے۔لہجے میں بے بسی تھی ٹوٹے کانچ کی سی کرچیاں تھی جو سیدھا غازی کے دل کے مقام میں پیوست ہوئی تھی۔ آنکھوں کے ڈورے انتہائی سرخ ہو رہے تھے۔ قیس نے پہلو بدلا۔اگر یہاں ہی تمام راز کھل گئے تو پھر اس کا مقام کیا ہو گا ان سب کے سامنے۔

"پلیز تم چلے جاؤ۔ تمہیں فانیہ کو لے کر جانا ہے نا تم لے جاؤ۔"فانیہ روتے روتے آگے بڑھی جیسے اسے روکنا چاہ رہی ہو۔

"تم اسے لے جاؤ۔بس ایک وعدے کے ساتھ کہ اسے ہمیشہ خوش رکھو گے۔لے جاؤ اسے۔یہ بھی تمہارے ساتھ خوش رہے گی۔یہ بچہ تم دونوں کا ہے اور اس پہ ماں باپ دونوں کا حق ہوتا ہے۔ محروم نہیں رہنا چاہیے وہ۔ جاؤ لے جاؤ اسکو۔اس کے ماضی کو کرید وگے تو میرا ماضی بھی کرید اجائے گا۔وہ

سب یاد کر کے مجھے رونے کی چاہ ہوتی ہے لیکن رونا نہیں آتا۔ آنسو نہیں آتے۔ آج میں تم سے بھیک مانگتی ہوں مجھ پہ ترس کھاؤ اور چلے جاؤ۔ جاؤ تم جاؤ۔" اس نے تیزی سے فانیہ کا ہاتھ تھامتے غازی کی چوڑی ہتھیلی پہ رکھا اور مسکرا کر اسے جانے کا کہا تھا۔ غازی کے ارد گرد جیسے گھٹن بڑھنے لگی تھی۔ اس نے ایک کاٹ دار نگاہ ڈرے سہمے کھڑے قیس پہ ڈالی۔ بیلا نے اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھا۔

تم جھجھک رہے ہو کیا یہ سوچ کر اس کا تمہارے ساتھ رشتہ کیا ہے۔ یا شاید تم نے کوئی گناہ کر دیا" ہے۔ تم مت گھبراؤ غازی۔ تم اگر ان کی کسی دوسری عورت سے اولاد بھی ہو تو فانیہ تمہارے لیے نامحرم ہی ہے کیونکہ وہ ان کا خون نہیں ہے۔ تم مت جھجھکو اسے لے جاؤ بس۔" غازی نے جبڑے بھینچے اور ایک نظر اپنے ہاتھ میں دبے فانیہ کے ہاتھ پہ ڈالی جو کپکپا رہا تھا۔

بی یہ آپ کیا کر رہی ہیں آپ اپنی حالت دیکھیں۔" فانیہ روتے روتے بولی۔"

دیکھو میں بلکل ٹھیک ہوں۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ مسکرا رہی ہوں میں۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے" اپنے بالوں کو سنوارا اور مسکرائی۔ غازی نے فانیہ کا ہاتھ چھوڑتے کچھ سوچ کر قدم بیلا کی جانب بڑھائے تھے جو اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ پیچھے کی جانب قدم بڑھا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وحشت دیکھ جے بی نے آنکھوں کو میچ لیا۔

بلی۔ "غازی کے لبوں سے نکلتا لفظ سن وہ بے دم سی ہوتے زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔ ہوا جیسے ساکن ہوئی تھی۔ ہر چیز اپنی اپنی جگہ تھم کر رہ گئی۔ غازی نے اپنے دونوں کپکپاتے ہاتھ بیلا کے چہرے پہ رکھے اور اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ وہ بری طرح کانپ رہی تھی۔ ماضی کے چند فقرے سماعتوں میں بازگشت کرنے لگے۔ اگر یہ ایک سراب تھا تو وہ اس سے دور بھاگنا چاہتی تھی۔ سامنے کھڑا کون تھا ایک دھوکہ ایک سراب یا اس کا مومن۔

"تم مومی۔" بیلا نے ویران نگاہوں سمیت جوں ہی اسے دیکھا اگلے لمحے وہاں موجود ہر انسان کو حیران کرنے کو کافی تھا۔ غازی نے شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ دونوں بازوؤں کو اس کے گرد یوں لپیٹا جیسے وہ اس سے چھوٹ جائے گی۔ فانیہ اور جے بی نے حیرت سے ان دونوں کو دیکھا۔

"کیا حال کر لیا ہے تم نے اپنا۔"

"تم کہاں تھے مومی۔ تم کہاں تھے۔ تم مجھے چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے۔" غازی کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے بیلا کے بالوں میں جذب ہو گیا۔

مجھے معاف کر دو۔" اس کی آواز بے حد بوجھل تھی۔ بیلا نے نفی میں سر ہلاتے نفرت سے اسے خود" سے دور دھکیلا تھا۔ غازی نے سرخ ہوتے۔ چہرے سمیت اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے وہاں موجود ہر شخص کو خوف سا محسوس ہوا۔

معاف کر دوں؟ معاف کر دوں میں تمہیں۔ کیسے معاف کر دوں مومی۔ تم کہاں سے آئے ہو" اب۔ کیوں آئے ہو؟ ڈیڈی نے تو کہا تھا کہ تم مر گئے ہو۔" غازی کی آنکھوں میں بیلا کے انکشاف پہ لہو اتر آیا۔ قیس نے وہاں سے بھاگنا چاہا لیکن اس سے پہلے ہی غازی کی نگاہ قیس کی جانب اٹھ چکی تھی جو وہاں سے بھاگنے کو پر تول رہا تھا۔

جے بی پکڑ واسکو۔" اس سے پہلے کہ قیس وہاں سے بھاگتا غازی کی سفاک آواز پہ جے بی نے ایک ہی" جست میں اسے جالیا۔ غازی نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھنے میں مدد دی تھی۔ وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے غازی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

تم ہو بہو ممی جیسے ہو۔" بیلا نے حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ غازی نے ایک بار پھر اسے سینے" میں بھینچ لیا۔ دل کا درد حد سے سوا ہو گیا۔

ممی تمہیں بہت یاد کرتی تھی۔" غازی نے اپنا نچلا لب دانتوں تلے دبا لیا۔"

تم رو رہے ہو۔"اس کی آنکھ کی نمی دیکھ بیلا نے حسرت سے اسے دیکھا۔"

"مجھے بھی رونا ہے۔بہت سارا رونا ہے۔"

مجھے لگا کہ شاید تم سکون میں ہو۔"بیلا آرزدگی سے مسکرائی۔"

ممی کو کیا ہوا تھا۔"غازی کا اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے اس کی آنکھوں پہ اپنا لمس" چھوڑا۔بیلا کے دونوں ہاتھ پہلو میں آگرے تھے۔کہاں عادت تھی ایسے مہرباں لمس کی۔

تم کہاں تھے مومی۔ممی اور میں تمہیں بہت یاد کرتے تھے۔تم نے اتنا بڑا جھوٹ کیوں بولا۔"وہ" بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے بولی۔

جھوٹ میں نے نہیں اس نے بولا ہے۔اس شخص نے جو کہنے کو ہمارا باپ ہے لیکن اصل میں یہ باپ" نہیں وہ سانپ ہے جو اپنی ہی اولاد کو کھا گیا۔اپنے مفاد کی بدولت اس نے مجھے غلط لوگوں میں بیچ دیا تھا۔"بیلا کچھ نہ بولی بس چہرہ جھکائے کھڑی رہی۔اس بات سے تو وہ بخوبی واقف تھی کہ وہ سب جانتے بوجھتے اپنے گھر میں سانپ پال رہی تھی۔فانیہ پے درپے ہو رہے انکشافات پہ بمشکل گرتی گرتی بچی۔مطلب غازی اور بیلا بہن بھائی تھے۔وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چکراتا سر تھام گئی اور نزدیک رکھے صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھی تھی۔

لیکن پھر بھی سچ ہی تو تھا ایک طرح سے۔ اپنی اولاد کو خود ہی بیچ دینا مار دینے کے ہی مترادف ہوتا" ہے۔" بیلا نے دھواں دھواں چہرے سمیت غازی کو دیکھا اور ایک قہر برساتی نگاہ قیس پہ ڈالی جو کسی بھی طرح بس بھاگنے کو پر تول رہے تھے۔ بیلا نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے خود پہ قابو پایا۔

تو مطلب یہ شادی بھی آپ نے اسی بدلے کی وجہ سے کی تھی کیونکہ آپ کے باپ نے آپ کو بیچ دیا"

"اور آپ نے سوچا کہ میرے ساتھ بدلہ۔۔۔

بدلے اتنے حسین نہیں ہوا کرتے۔" غازی نے سختی سے اسکی بات کاٹی۔ اتنی ٹینشن میں بھی جے بی" نے چہرہ جھکاتے بمشکل اپنی مسکراہٹ پہ قابو پایا۔ فانیہ اسکی بیہودہ بکواس پہ تلملا کر رہ گئی۔ بس بیلا تھی جو ساکت کھڑی نجانے کیا سوچنے میں غلطاں تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے قیس کی جانب بڑھی۔ حساب کتاب کرنے کا وقت ہو گیا تھا۔

کیوں کیا آپ نے ایسا۔ کیوں ہمارا ہنستا بستا گھر اجاڑ دیا آپ نے۔ سب ختم کر دیا۔ کیوں کیا یہ سب" جواب دیں مجھے۔ کیوں مومی کے ساتھ یہ سب کیا آپ نے۔" بیلا کے تیور بلکل بھی ٹھیک نہ تھے۔ قیس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

تو اور کیا کرتا۔ تمہاری ماں مجھے پیسے تو دیتی نہ تھی۔ ویسے بھی اولاد مجھے شروع سے ہی پسند نہ تھی۔ اس نے میرے خلاف جا کر تم دونوں جو جنما تھا۔ ان وانٹڈ چائلڈ کہتے ہیں نا جسے وہ تھے تم دونوں میرے لیے۔ اب جو اہارا تھا تو کچھ پیسے بھی تو چکانے تھے۔ بس پھر کیا تھا یہ کھیل کھیلا میں نے۔ مافیہ کی دنیا میں نام بھی تو بنانا تھا پھر۔" غازی نے سنجیدگی سے قیس کو دیکھتے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے۔ بیلا ان سے اس سب سوالوں کے جواب مانگ رہی تھی جو پہلے ہی اس کے پاس موجود تھے۔

چلو تم نے تو زندگی جی ہے نا اگر وہ نہ جی سکا تو۔" قیس کی تمسخر اڑاتی آواز پہ بیلا تلخی سے مسکرائی۔"

کیا آپ کے نزدیک سانسیں چلتی رہیں تو زندگی ہیں؟ میرے نزدیک تو نہیں ہے۔ میں نے زندگی جی" نہیں ہے بلکہ گزاری ہے۔ مر تو میں شروع سے ہی گئی تھی لیکن اب شاید وقت آ گیا ہے کہ میں۔" اس کا سانس بری طرح اکھڑا تھا۔ ناک سے خون کی لکیر نکلتے لبوں پہ دستک دینے لگی تھی۔ غازی تڑپ کر اس کی جانب بڑھا اور اسے اپنے حصار میں لیا۔ غازی نے اس کی بند ہوتی آنکھوں کو دیکھ اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ وہ مسکرائی تھی ایک بھرپور مسکراہٹ۔

اب سکون ہے کہ میرے مرنے پہ رونے والا کوئی تو اپنا ہو گا نا۔" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے گال پہ رکھا۔ غازی نے تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کرتے اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا لیا۔ جے بی کے حلق میں نمکین پانی کا گولہ سا اٹکا۔

"کیا کیا ہے اس نے تمہارے ساتھ۔" وہ بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔ اس کی دھاڑ قیس ولا کی در و دیوار ہلا کر رکھ گئی۔

"مجھے مار دیا اس نے۔" اس کی چیخ قیس ولا کی در و دیوار ہلا کر رکھ گئی۔ اگلے ہی لمحے قیس ولا میں موجود ہر انسان کیلیے حیران کن تھا کیونکہ وہ گھٹنوں کے بل زمین پہ گرنے والے انداز میں بیٹھتے چیخ چیخ کر رو رہی تھی۔

"اب کیوں۔ اب کیوں آئے ہو تم۔ ابھی بھی نہ آتے مومی۔ نہ آتے میں تو ختم ہو گئی نا۔ اس وقت کہاں تھے تم جب ایک نو سالہ بچی کو اپنی ماں کے قتل کے الزام میں جیل جانا پڑا جب اس قیس اور اس کے دوستوں نے میری آنکھوں کے سامنے میری ماں کو مار دیا۔ لہولہان کر دیا۔ اس کے خون میں لت پت وجود کو دیکھ تم جانتے ہو مجھے کتنا ڈر لگا ہو گا۔ جب اس بچی کے ہاتھ میں جان بوجھ کر بندوق تھمائی گئی ہو گی تاکہ تمام الزامات میرے سر آ جائیں۔ کیسے میں نے اپنے

ہاتھوں کی کپکپاہٹ پہ قابو پایا ہو گا۔ جب اسے طرح طرح کی مشینری سے ٹارچر کیا گیا ہو گا۔ اس کے وجود پہ نشان چھوڑے گئے ہونگے۔ تم سمجھ سکتے ہو اس بچی نے کیسا محسوس کیا ہو گا۔" غازی کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ جے بی نے اپنی آنکھ سے نکل آنے والے آنسو کو پونچھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ مزید سننے کی اس میں ہمت ہی کہاں تھی۔

کہاں تھے تم جب مجھے دو دو راتیں کھانا نہیں ملتا تھا۔ میں بھوک سے بلکتی تھی۔ روتی تھی تمہیں چلا چلا" کر پکارتی تھی نو سال کی تھی میں اور زندگی نے سب کچھ چھین لیا تھا مجھ سے۔ یہاں تک کہ مجھ سے میری عصمت بھی۔ چار سال مومی چار سال اس قید خانے میں ہوس کا نشانہ بنتی رہی میں۔ ایک نہیں دو نہیں تین بار تین بار ہمارے وجود کو داغدار کیا گیا۔ تم سمجھ سکتے ہو وہ درد کیسے سہا ہو گا میں نے۔ میری آہ و پکار سننے والا کوئی نہ تھا مومی۔ تم ایک بار بھی نہ آئے مومی۔ ایک بار بھی نہ آئے۔ بہت بلایا تھا میں نے تمہیں۔ میرا پورا وجود داغدار ہو گیا لیکن مجھے بچانے نہ یہ شخص آیا اور نہ ہی تم۔" کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح وہ زمین بوس ہوا تھا۔ بیلا کی آنکھ سے یکے بعد دیگرے آنسو ٹوٹتے گالوں پہ بہہ گئے۔ اس نے حیرت سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے ان آنسوؤں کو چھوا تھا۔ اتنے سالوں کا غبار تھا جو آج اسی صورت میں بہنا تھا۔

چار سال بعد میری سزا ختم ہونی تھی لیکن وہ سزا اس وقت ختم نہ ہوئی بلکہ بڑھتی چلی گئی جب تیرہ" سال کی عمر میں مجھے معلوم ہوا کہ میں اپنے وجود میں اس شخص کی اولاد پال رہی ہوں جس نے میرے وجود کو پامال کیا ہے۔ سمجھ سکتے ہو تم کہ مجھ پہ کیا بیتی ہو گی؟ کیا اس چیز کی معافی مانگ رہے ہو تم مجھ سے۔" بیلا گرنے والے انداز میں اس کے نزدیک بیٹھی۔ آنکھ سے آنسو نکلتے ٹھوڑی پہ بہنے لگا۔

تم سمجھ سکتے ہو میرا دکھ۔ نہیں کوئی کسی کا دکھ نہیں سمجھ سکتا۔ اپنا دکھ تو اپنا ہی رہتا ہے۔" بیلا نے اپنا" دل کا مقام مسلا۔

سوچ سکتے ہو جب مجھے یہ معلوم ہوا ہو گا۔" وہاں موجود ہر فرد آج خاموش تھا بس تھی تو بیلا کی" سسکیاں اس کی آہیں اس کا درد جو آج اتنے عرصے بعد آنسوؤں کی صورت میں بہہ نکلا تھا۔

جانتے ہو اس شخص نے کیا کیا تھا یہ خبر جان کر۔" غازی نے غائب دماغی کی کیفیت میں اسے" دیکھا۔ قیس بنا پلک جھپکائے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ بیلا کا اشارہ ابھی بھی قیس کی جانب ہی تھا

یہاں۔ یہاں مارا تھا مجھے۔" اس نے اپنے پیٹ پہ ہاتھ رکھا۔"

اتنی زور سے مارا تھا۔ بھلا تیرہ سالہ بچی کہاں یہ درد برداشت کر پاتی۔ بہت مارا تھا مومی۔ آج بھی وہ" درد محسوس ہوتا ہے بہت تڑپاتا ہے۔ وہ چیخیں وہ مار۔ مجھ سے میرا سب کچھ چھین کر لے گیا

مومی۔ سب کچھ بہہ گیا"۔ غازی نے اپنا چہرہ اٹھایا تو وہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔ بیلا نے سختی سے اپنا پیٹ جکڑا ہوا تھا۔

اس سب کو میں بھول بھی جاؤں لیکن تم جانتے ہو میرا سب سے برا دکھ کیا ہے کہ میں۔" وہ رکی۔ اس کی آہ و پکار بلند ہوئی تھی۔

میں اب کبھی دوبارہ ماں نہیں بن سکتی۔ میں کبھی وہ سب محسوس نہیں کر سکتی۔ میرا سب کچھ تو اسی" دن ختم ہو گیا تھا نا مومی اور اب میں کبھی ماں ہی نہیں بن سکتی۔ تم سن رہے ہو میں کبھی ماں نہیں بن سکتی۔ میں کھو کھلی ہوں۔ جو چیز ایک عورت کو تکمیل بخشتی ہے جب وہ وجہ ہی ختم ہو گئی تو پھر کیا ہی رہ گیا اس زندگی میں میرے لیے۔" غازی کی سوچنے سمجھنے کی تمام حسیں مفلوج ہو گئی۔ بیلا کے لفظ کسی نشتر کے مانند تھے۔ اس کی روح گھائل ہوئی تھی۔

اس کے بعد بھی اس شخص نے مجھے نہیں بخشا۔ مجھے شاہ کو بیچنا چاہتا تھا لیکن اس دن میں نے ٹھان لی" تھی کہ اب بیلا پرانی بیلا نہیں رہے گی۔ پہلی بار مجھے دھوکے سے بندوق تھمانے والا میرا باپ تھا لیکن دوسری بار میں نے وہی بندوق اپنے ہی باپ پہ بہت مضبوطی سے تانی تھی۔" اس کی آنکھوں کے

رنگ کے ساتھ ساتھ اس کا لہجہ بھی بدلا۔ غازی نے دھندلی نگاہوں سے اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھا جو ایک بار پھر گر کر سنبھلنے کی کوششوں میں تھی اور کافی حد تک سنبھل بھی گئی تھی۔

"کبھی تم نے دیکھا ہے ایک باپ کو اپنی ہی اولاد سے خوفزدہ ہوتے۔ میں نے دیکھا ہے قیس کو بیلا سے خوفزدہ ہوتے۔ اسی لیے آج یہ مجھ سے کمتر ہے۔ بہت عرصہ منتظر رہی ہوں میں اس دن کیلیے کہ کب اپنی ماں کی موت کا بدلہ میں اس شخص سے چکاؤں گی۔" قیس کے چہرے کا رنگ بدلا۔ مطلب وہ شروع سے جھوٹ بولتی تھی کہ وہ سب کچھ بھول گئی ہے اور اس نے قیس کو معاف بھی کر دیا ہے۔

"تیرہ سال کی عمر میں میں نے اس شخص کو اپنے ہی بہترین دوست کو مارتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان کی بیٹی تھی فانیہ۔ تم جاننا چاہ رہے تھے نا اس کے بارے میں۔ چھوٹی سی فانیہ کو اس ولا میں لانے والی میں ہی تھی۔ تم جنہیں ڈیڈی کہتی ہو نا اس ڈیڈی نے جب تم آٹھ سال کی تھی ایکسیڈینٹ کروایا تھا تمہارا یہ آدمی، اس شخص نے ہی ٹانگ کٹوادی تھی تمہاری۔ نقلی ٹانگ لگوا کر میں نے اسے زندگی دی تھی اور اسے اس بات کا احساس کبھی نہیں ہونے دیا۔ وہ جسے آج تک تم حادثہ سمجھتی رہی وہ تمہارے نزدیک حادثہ ہی تھا لیکن میرے نزدیک وہ تمہیں جان سے مارنے کی ایک سوچی سمجھی سازش تھی اور یہ بات

مجھ سے بہتر کون جانتا تھا۔ یہ سب میں آج بھی نہ جتاتی لیکن یہاں بات ایک ماں کی ممتا پہ ہو رہی تھی۔" بیلا کے لب بری طرح کپکپا رہے تھے۔ فانیہ کسی تاخیر کے بغیر اس کے وجود کا حصہ بنی تھی۔

آئی ایم سوری بی۔" اس کے بھرائے لہجے پہ بیلا نے آنکھیں موند کر اس کے وجود کو محسوس کیا تھا۔"

جیسے ایک ماں اپنے بچے سے محبت کرتی ہے میں نے تمہیں ویسی ہی محبت دی ہے۔ میری محبت پہ کبھی" شک مت کرنا۔ سیم نے تو مجھے توڑ دیا تم مجھے کبھی مت توڑنا ورنہ شاید اب میں اس درد کی تاب نہ لا پاؤں۔" اس نے محبت سے فانیہ کے بالوں کو سمیٹتے اس کے کان کے پیچھے اڑسا۔

مجھ سے پورے نو سال چھوٹی ہے یہ۔ اکتیس کی ہوں میں اور یہ بائیس کی۔ اسے اور سیم کو میں نے ہی" پالا تھا۔ مضبوط بنایا تھا تاکہ وہ کبھی کسی پہ منحصر نہ کرے لیکن سیم نے میری محبت کو میرے ہی لیے سزا بنا دیا۔" غازی نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرے۔ رونے کی بدولت اس کی آنکھوں میں جلن کا احساس اجاگر ہو رہا تھا۔ بیلا مسکرا کر اس کی جانب بڑھی۔ غازی نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ بیلا نے اس کے ہاتھوں کو تھامتے نفی میں سر ہلایا اور مسکرائی۔

تم کیوں معافی مانگ رہے ہو۔ تم ایسے تھوڑی اچھے لگتے ہو۔ تمہارے پہ بھی تو وہی غرور جچتا" ہے۔ سختیاں تم نے بھی تو جھیلی ہیں۔ تم تنہا تو نہ تھے نا اس سفر میں۔ یہ سب میرے ساتھ ہونا تھا

ہو گیا۔ اب تو یہ سب ماضی ہے میرا۔ کبھی کبھی ٹیس اٹھتی ہے پھر خود کو سنبھال لیتی ہوں۔" غازی نے نم نگاہوں سے اس کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔ وہ جو اپنے غم پہ کسی کو فوقیت نہ دیتا تھا۔ بیلا کا درد سن اپنے سب دکھ بھلا گیا تھا۔ یاد تھا تو بس اتنا کہ سامنے کھڑی لڑکی ختم ہو رہی تھی۔

سب ٹھیک کر دوں گا میں۔ سب کچھ۔" اس نے بیلا کا سر اپنے سینے سے لگایا۔ برفیلی نگاہیں قیس کے" چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

جو بھی آیا سب یہی کہتے چلے گئے کہ میں تو ہوں ہی ایسی بد تمیز بد دماغ بد لحاظ۔ کسی نے یہ کیوں نہیں" پوچھا کہ میں ایسی کیوں ہوں۔" اس نے مضبوطی سے غازی کی شرٹ کو تھام لیا۔ غازی نے اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ لب مس کیے۔ آنکھوں سے آنسو تو اتر بہ رہے تھے۔ اس کے باپ نے کیسے بے رحمی سے اس کی بہن کو ختم کر دیا تھا۔ اس دوران قیس نے احتیاط سے چاروں اطراف کا جائزہ لیا۔ جے بی تو سرے سے ہی غائب تھا۔ جانتا تھا کہ اگر وہ ان دونوں بہن بھائیوں کے ہاتھ لگ گیا تو آج اس کا کچھ نہیں بچے گا۔ اگلے ہی لمحے وہ چھوٹے چھوٹے قدم پیچھے کی جانب بڑھانے لگا۔ گہرا سانس بھرتے اس نے پلٹ کر اندھا دھند بھاگنا شروع کر دیا۔ صوفے پھلانگتے وہ تیزی سے پچھلے دروازے کی جانب بڑھا اور کھول کر باہر نکل گیا۔

سر۔ سر وہ بھاگ گیا۔" گارڈ کی آواز پہ بیلا ایک جھٹکے سے غازی سے الگ ہوئی تھی۔ چہرے پہ ازلی سرد مہری عود آئی۔

"میں ڈھونڈ لوں گا اسے۔ تم پریشان مت ہو۔ سکون کرو۔"

میں اس وقت تک سکون سے نہیں بیٹھ سکتی جب تک ان لوگوں کو تباہ ہوتے دیکھ نہیں لیتی۔ سب" کچھ معاف کر دوں گی مگر جس نے میری ماں کو اذیت دی ہے اس کی جان چاہے آہستہ ہی سہی مگر نکالوں گی ضرور۔" وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی۔

"کون کون ملوث تھا اس سب میں۔"

تین کو تو میں موت کے گھاٹ اتار چکی ہوں لورینز وراجر اور شاہ۔ بس ایک ہی بچا ہے ہمارا سو کالڈ" باپ۔" اس کے زہر خند لہجے پہ غازی نے جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

تم نے مارا ہے انہیں۔" بیلا کے لبوں پہ شاطرانہ مسکراہٹ پھیل گئی۔"

لوریزو کو اس کی بیوی نے مار دیا اور راجر کو اپنے بیٹے کو مارنے کے جرم میں پھانسی ہوگئی۔میں نے ان" دونوں کو کچھ نہیں کہا۔ہاں بس شاہ کو مارا ہے۔"اس نے معصومیت سے بولتے بائیں آنکھ دبائی۔غازی نے تاسف سے اسے دیکھا۔

اور اس سب کے پیچھے بھی تمہارا ہی ہاتھ ہوگا۔"غازی اسے بازوؤں کے حصار میں لیتے لاؤنج میں" رکھے صوفوں کی جانب بڑھا۔

اب اتنا تو میرا حق تھا بس شاہ کے علاوہ کسی کے خون سے ہاتھ نہیں رنگے میں نے۔"وہ دلکشی سے" ہنسی۔غازی نے آنکھوں میں نمی لیے اس کی ہنسی کو دیکھا۔یہاں تک کہ ہنستے ہنستے اس کی آنکھوں میں بھی نمی چھاگئی۔وہ دونوں یک ٹک ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔"

سوچ رہا ہوں بہت بد قسمت ہوں میں۔سوچتا رہا سب میرے پیچھے سے خوش ہیں اور میں اپنی ماں" بہن دونوں کو ہی نہیں بچاپایا۔"اس کی آواز میں بلا کا درد تھا۔لہجے میں نمی گھل گئی۔

تمہارا اس میں کیا قصور بھلا۔تم تو خود اس سب سے انجان تھے۔تمہارے ساتھ بھی کم برا تو نہیں" ہوا۔"وہ اسکی آنکھیں صاف کرتے نرمی سے اسے گلٹ سے نکال رہی تھی لیکن غازی جانتا تھا کہ یہ

کسک اب تاعمر اس کی زندگی میں رہنی ہے۔ کچھ لمحے دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔ بیلا نے گہرا سانس بھرتے جیسے خود کو کچھ کہنے کیلیے آمادہ کیا تھا۔

نکاح کیا تھا زبردستی میں نے غزوان جاہ سے۔" لاؤنج میں اب ان دونوں کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا" تبھی بیلا نے گلا کھنکھارتے اسے بتانے کا سوچا۔ غازی نے جھکا سر اٹھایا اور ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالی۔

سوچتی تھی کہ وہ بھی مجھ سے کبھی نہ کبھی محبت کرنے لگے گا۔ ریجیکٹ نہیں کر سکے گا لیکن اس نے" بھی طلاق دے دی۔ ریجیکٹ کر دیا۔" غازی نے اس کے چہرے پہ سے نظریں نہ ہٹائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بیلا کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔ آنکھوں میں دھند چھا گئی۔

اور جانتے ہو کس کی وجہ سے۔" غازی نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا۔ بیلا نے نچلا لب دانتوں" تلے دبا لیا یہاں تک کہ لبوں سے خون نکل آیا۔

میں نے کبھی سیم کو کسی چیز کی کمی محسوس نہیں ہونے دی۔ اس نے میرے ساتھ ایسے کیوں کیا" مومی۔ اس نے میرے وجود کو لہولہان کر دیا۔ اس نے میری جان نکال لی۔" بولتے بولتے اس کا لہجہ بھاری ہو گیا۔

اس نے بھی مجھے دھوکہ دے دیا۔" اس نے روتے روتے غازی کے شانے پہ سر رکھ دیا۔ غازی نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ ایک بار پھر کئی ساعتیں دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی۔ بس وقفے وقفے سے بیلا کی سسکیاں گونج رہی تھی۔ غازی نے اپنا ماتھا اپنے گود میں رکھے اس کے سر پہ ٹکا لیا۔ اس کی آنکھ سے آنسو ٹوٹتے بیلا کے گال پہ بہہ گیا۔ دونوں نجانے اس لمحے اپنے کس کس نقصان پہ ماتم کناں تھے۔ کچن کے دروازے پہ کھڑی فانیہ نے پتھرائی آنکھوں سے اس منظر کو تکا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

"آپ کہاں گئے تھے بھائی۔" جے بی کو اپنے ہی دھیان میں اندر آتا دیکھ فانیہ نے نا سمجھی سے استفسار کیا۔ رو رو کر اس کی آواز بھی بھاری ہو رہی تھی۔ جے بی نے نگاہیں پھیری۔

"وہ بابا کی ضروری کال آ گئی تھی بس اسی لیے۔" اس نے سر جھٹک کر جواب دیا۔ نگاہیں بھٹک بھٹک کر کچھ فاصلے پہ صوفے پہ غازی کی گود میں سر رکھے لیٹے وجود پہ تھی۔ فانیہ نے گلا کھنکھارا تو وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹا۔

"میں قہوہ بنا رہی ہوں سب کیلیے آپ پئیں گے۔" فانیہ نے نرمی سے سوال کیا۔ جے بی سر ہلاتے وہی صوفے پہ بیٹھتے تھکے انداز میں آنکھیں موند گیا۔

"اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو۔"

ٹرے میں دو کپ رکھتے وہ غازی اور بیلا کے صوفے کی جانب بڑھی تھی۔ اسے مصروف سے انداز میں ٹرے رکھتا دیکھ غازی نے گہرا سانس بھرتے اس کی کلائی تھامنی چاہی لیکن وہ سپاٹ چہرے سمیت اسے وہی ٹوک گئی۔ غازی نے حیرت سے اس کے چہرے پہ چھائی سرد مہری دیکھی۔ وہ وہاں سے جا چکی تھی۔ غازی نے پلٹ کر اسے دیکھا جو مسکرا کر جے بی کے ساتھ ہی جگہ سنبھال رہی تھی۔

"پسند کرتے ہیں نا آپ بی کو۔" قہوہ جے بی کے حلق میں ہی اٹک گیا۔ اسے مسلسل کھانستا دیکھ فانیہ نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"آپ چاہے ہاں میں جواب دے یا نہ میں۔ میں جانتی ہوں کہ آپ انہیں پسند کرتے ہیں لیکن یہ کیسے ہوا بھائی۔" وہ ابھی بھی حیرت زدہ تھی۔ ایک بار پھر بیلا کی تمام باتیں اس کی سماعتوں میں لہرانے لگی۔ بہت مشکلوں سے اس نے آنسوؤں کو اندر اتارا تھا۔

"بات میرے پسند یا ناپسند کرنے کی نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ وہ مجھے ناپسند کرتی ہیں۔" اس نے کھوئی کھوئی کیفیت میں کپ کی گولائی پہ انگلی پھیری۔

جب پہلی بار بی نے آپ کو دیکھا تھا تو ان کی آنکھوں میں آپ کو دیکھ کر کونسا جذبہ ابھرا تھا۔" جے بی نے یاد کیا۔ اس کی تو آنکھوں میں تو ناگواری چھائی تھی۔ وہ دھیما سا مسکرایا۔ فانیہ نے تعجب سے اس کا مسکراتا چہرہ دیکھا۔

یاد نہیں مجھے میں نے جب ان کی آنکھوں میں دیکھا کچھ یاد ہی کب رہا۔" وہ کپ خالی کرتے وہاں سے" اٹھ کھڑا ہوا۔ مڑتے ہی کچھ فاصلے پہ کھڑی بیلا کو دیکھ اس کے مسکراتے لب سمٹ گئے۔ بیلا دھیمی چال چلتے اس کے نزدیک آئی اور اس کے نزدیک سے جھک کر اس کا رکھا ہوا کپ اٹھایا تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے طیش کے عالم میں وہ کپ زمین پہ پھینک دیا۔ جے بی نے سنجیدگی سے اس ٹوٹے کپ کو دیکھا۔ فانیہ بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

یہ کپ دیکھ رہے ہو۔ ٹوٹا ہوا ہے نا۔ اسے جوڑ سکتے ہو؟" بیلا کے سوال پہ وہ کئی ثانیے غائب دماغی کی" کیفیت میں اس ٹوٹے ہوئے کپ کو دیکھتا رہا۔ بیلا تلخی سے مسکرائی۔

نہیں جوڑ سکتے کیونکہ وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے۔ میری ذات بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ ٹوٹ پھوٹ" کا شکار۔ اسے کوئی نہیں جوڑ سکتا۔" بیلا ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔ اس نے ایک تنفر بھری نگاہ جے بی کے جھکے سر پہ ڈالی اس سے قبل کہ وہ گول زینوں کی جانب بڑھتی ایک اور کپ ٹوٹنے کی آواز کے

ساتھ ہی بیلا تھم گئی۔ فانیہ نے ہونقوں کی طرح زمین پہ گری کرچیوں کو دیکھا۔ اتنا مہنگا سیٹ اور ان دونوں نے اتنی آسانی سے توڑ دیا تھا۔

کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ اس کوشش میں یا تو میں بھی اس دوسرے ٹوٹے ہوئے کپ کی طرح چکنا" چور ہو جاؤں گا یا پھر آپ کو جوڑنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔" اگلے ہی لمحے بیلا مڑی اور اس کا ہاتھ جے بی کے گال پہ نشان چھوڑ گیا۔ جے بی نے دھیرے سے اپنا گال سہلایا۔

بی کام ڈاؤن پلیز۔" فانیہ نے ملتجیانہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

میں نے دنیا سے تم سے بڑا گھٹیا انسان کبھی نہیں دیکھا۔" وہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولی۔"

میرا بھی اپنے بارے میں یہی خیال ہے۔" جواباً اس کی پرسکون آواز پہ بیلا اشتعال کے عالم میں اپنی" مٹھیاں بھینچ کر رہ گئی۔ فانیہ نے نم نگاہوں سے بیلا کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔ اتنی دیر میں غازی بھی حشمت سے بات کرتے واپس لوٹ چکا تھا۔

تم کچھ دیر آرام کرو مومی۔ جاؤ فانی۔ مجھے کچھ ضروری کام ہے میں واپس لوٹتی ہوں اور میری جانب" سے پریشان ہونے کی بلکل ضرورت نہیں ہے میں بلکل ٹھیک ہوں اب۔" وہ ایک بھیگی مگر ناگوار نگاہ جے بی کے جھکے سر پہ ڈالتے ان دونوں سے مسکرا کر بولتے زینوں کی جانب بڑھ گئی۔

"تم کمرے میں چلو مجھے تم سے کوئی بات کرنی ہے۔"

لیکن مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ درشتی سے اسے باور کرواتی کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ جے بی نے تعجب سے ان کی پشت کو دیکھا وہ سب اتنا اکھڑے اکھڑے کیوں تھے آپس میں۔ وہ اپنی پیشانی مسلتے صوفے پہ گرنے والے انداز میں بیٹھا۔

****

یا تو میں آپ کو جوڑ دوں گا یا پھر خود ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاؤں گا۔" جے بی کی بات اس کی سماعتوں میں لہرائی تو اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولتے دراز سے چاقو نکالتے اپنی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

آخر کسی کو میرا درد کیوں نہیں دکھتا۔ سب درد کو کریدنے کیوں آجاتے ہیں۔" اس نے چاقو بائیں ہاتھ کی کلائی کی نبض پہ رکھتے وہاں دباؤ بڑھایا۔ ایکدم نجانے اسے کیا ہوا وہ بے چینی کے عالم میں اٹھتے یہاں وہاں ٹہلنے لگی۔

میں نے کب مارا اسے۔ اپنی ماں کو تو نے خود مارا ہے۔" قیس نے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں" بھاری بندوق تھمائی تھی۔ یہ سب سوچتے بیلا کے ہاتھ بری برح کانپنے لگے۔ وہ دیوار سے پشت ٹکا کر زمین پہ بیٹھتی چلی گئی۔

نجانے اتنی چھوٹی عمر میں یہ گندگیاں کہاں سے سیکھ لی اس نے۔" بیلا نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پہ" رکھے۔

"نہیں زندہ رہنے دوں گا میں۔ نہ تجھے نہ اس کالک کو۔"

ڈیڈی پلیز۔ چھوڑ دیں۔ بہت درد ہو رہا ہے۔ بہت زیادہ درد ہو رہا ہے۔" بیلا نے سختی سے آنکھوں کو" میچتے اپنے ہاتھ مضبوطی سے پیٹ پہ رکھ لیے۔ تکلیف کا احساس ایک بار پھر سے اجاگر ہوا تھا۔

ہمیں افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ چاہے یہ چھوٹی ہے مگر اب آئندہ کی زندگی میں یہ کبھی ماں نہیں" بن سکتی۔" ڈاکٹر کی آواز پہ اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھوں کے سامنے وہ چاقو لہرایا تھا۔

کچھ بھی کر لینا مگر مجھے کبھی دھوکا مت دینا سیم۔" بیلا نے تھک کر گھٹنوں میں چہرہ چھپا لیا۔"

"میں نے صرف تم سے محبت کی ہے غزوان جاہ۔"

تم نجانے کتنے لوگوں کا بستر گرم۔" غزوان کی بات یاد کرتے اس نے دونوں ہاتھ اپنے کانوں پہ سختی سے جمائے۔

میں تمہیں طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔" بیلا نے کئی لمحے آنکھوں کو بند ہی رکھا۔ آنکھوں سے گرم سیال بہتا ٹھوڑی پہ ٹپک رہا تھا۔

آپ بری بنتی ہیں اصل میں آپ بہت اچھی ہیں میں جانتا ہوں۔" دمیر کی بات یاد کرتے نجانے کیوں اس کے لبوں پہ ایک دھیمی سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ طرح طرح کی باتیں ذہن میں گڈمڈ ہو رہی تھی۔

مجھ سے اتنی نفرت جتانے سے بہتر ہے کہ آپ مجھے جان سے مار دے۔" وہ اپنے گالوں کو بے دردی سے رگڑتے اپنی جگہ سے اٹھی اور تیزی سے زینے اترتے لاؤنج کی جانب آئی مگر وہ وہاں موجود نہ تھا۔ اس کی تلاش میں نگاہیں اس نے چاروں اطراف میں گھمائی تھی۔ وہ اسے کہی نہ دکھا۔ بیلا تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کرتے لان کی جانب چلی آئی۔ چاند کی روشنی نے پورے لان کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے یک ٹک بادلوں سے ڈھکے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

کیا میں ایک سوال کر سکتا ہوں آپ سے۔" اپنے انتہائی نزدیک سے ابھرنے والی بھاری مردانہ آواز پہ بیلا چونکی۔ چہرہ یکلخت سرد ہوا۔ اس نے سنبھل کر گلا کھنکھارا۔

"ہاں بولو۔" نجانے کس دل سے اس نے اجازت دی تھی۔ جے بی نے حیرانگی سے اسے دیکھا۔

"محرم بنے گی میری۔" اس کے لبوں سے ادا ہونے والے الفاظ انتہائی غیر متوقع تھے۔ بیلا کی مخروطی انگلیوں کی گرفت اپنے کوٹ پہ سخت ہوئی۔ وہ جیسے برف ہو گئی تھی۔ یکلخت اس نے شعلہ بار نگاہیں جے بی کی جانب اٹھائی۔

"نہیں۔ امید ہے تمہیں سمجھ آگئی ہو گی کہ نہیں مطلب نہیں۔"

"جی سمجھ گیا میں۔ لڑکیوں کی نہ میں بھی تو ہاں چھپی ہوتی ہے۔ اتنا بیوقوف نہیں ہوں میں۔" جے بی مسکرایا۔ بیلا کو اس کی مسکراہٹ ایک آنکھ نہ بھائی۔ نفرت کا گراف مزید بلند ہوا۔

"وہی پرانے ہتھکنڈے۔ ڈفر۔" اس سے پہلے کہ وہ اندر جاتی جے بی کی اگلی بات نے جیسے اس کا دل مٹھی میں جکڑ لیا۔ قدم ساتھ دینے سے انکاری تھا۔ اس کے پورے وجود پہ بری طرح کپکپی طاری ہو گئی۔

"کیا آپ میرے بچوں کی ماں بننا پسند کریں گی۔" جے بی نے حیرت سے اس کا سفید پڑتا چہرہ دیکھا۔ وہ بری طرح ہانپ رہی تھی۔ جے بی نے اس کے ہاتھوں پہ ہی فوکس رکھا جو بری طرح کانپ رہے تھے۔

کیا ہوا آپ ٹھیک۔" جے بی نے تشویش کے عالم میں اسے دیکھا۔"

میں تمہارے بچوں کی ماں کبھی نہیں بن سکتی۔ تمہارے کیا میں کسی کے بچوں کی بھی ماں نہیں بن" سکتی۔ یا یوں کہوں کہ میں کبھی ماں ہی نہیں بن سکتی۔ کیا تمہیں قبول ہے ایسی عورت۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولتے آخر میں جے بی کی آنکھوں میں دیکھنے لگی جس کے چہرے پہ ایک رنگ آرہا تھا اور ایک جا رہا تھا۔

ایک ایسی عورت کو قبول کرلو گے جس کا ریپ ہوا ہو۔ یعنی کے مجھے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے" سراپا سوال تھی۔ جے بی نے پہلی بار نگاہ اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں جے بی کو اس لمحے محسوس ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں کا خالی پن اسے ہولانے کو کافی تھا۔ وہ کیسے انکشافات کر رہی تھی اس کے سامنے۔

کیا تم ایسی عورت کو قبول کرلو گے جسے اس کے پہلے شوہر نے یہ الزام لگا کر چھوڑ دیا ہو کہ نجانے وہ" کتنوں کو بستر گرم۔۔۔" اس کا لہجہ کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ جے بی نے رخ موڑتے ریلنگ پہ ہاتھ جمائے اور گہرے گہرے سانس بھرتے جیسے خود کو سنبھالنے کی سعی کی تھی۔

آنکھیں وحشت سے پھیلی ہوئی تھی۔ ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھی۔ بیلا نے سرخ متورم نگاہوں سے اس کی آنکھوں کو دیکھا جس کے ڈورے انتہائی سرخ تھے۔ اس کے سنبھلنے پہ وہ سنجیدہ ہوئی۔

تمہاری آنکھیں بہت کچھ کہہ رہی ہیں۔ کیا اب میں انکار سمجھوں؟" اسے حقیقت سے آشناء کرنے" کے بعد وہ کافی حد تک پر سکون تھی۔ وہ غلط راہ کا مسافر بن رہا تھا۔ بیلا کے دل میں مقابل کیلیے سوائے ناپسندیدگی کے کوئی اور جذبہ نہ تھا۔ یہ اسے باور کروانا ضروری تھا۔

لگتا ہے آنکھیں پڑھنے کا ہنر حاصل ہے آپکو۔ "لہجہ بلا کا پر سکون تھا۔"

بلکل اس کام میں ماہر ہوں میں۔" اس نے بے نیازی سے شانے اچکائے۔ وہ کتنے آرام سے خود کو" سنبھال چکا تھا۔ اسے تو غصے سے یہاں سے واک آؤٹ کر جانا چاہیے تھا۔

اپنی آنکھوں کے بارے میں کیا کہیں گی آپ۔" جے بی کی متبسم آواز پہ بیلا کے حلق میں آنسوؤں کا" گولہ سا اٹکا۔ جب آنسو نہیں آتے تھے تو وہ آنسوؤں کیلیے ترستی تھی اور اب جب ایک بار بہہ نکلے تھے تو اب ہر چھوٹی چھوٹی بات پہ آئے ہی چلے جا رہے تھے۔ اس نے بہت دقت سے خود پہ قابو پایا۔

کسی کو بھی ابھی اس چیز کا اختیار حاصل نہیں۔ میں کسی کو اپنی آنکھیں نہیں پڑھنے دیتی۔"وہ" سرد مہری سے بولی۔

لیکن میں نے تو پڑھ لی۔" جے بی دلفریبی سے مسکرایا۔ نگاہیں آسمان پہ دکھائی دیتے چاند پہ جمی تھی۔

"میں تمہارے لیے نہیں بنی۔ ہر چیز آپ کیلیے نہیں بنی ہوتی۔ ضروری نہیں جو اچھا لگے اسے حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دو۔" بیلا نے اب کی بار محتاط سے انداز میں اسے سمجھایا۔ جے بی نے ابھی بھی نظر اٹھا کر اسے نہ دیکھا۔ بیلا جھنجھلا کر رہ گئی۔

"یہ پیار محبت مجھ جیسے برے لوگوں کیلیے نہیں ہوتا۔ ہمیں تو ایک نا ایک دن مرنا ہی پڑتا ہے۔ ہمارا کوئی دوست نہیں ہوتا یا شاید ہمیں دوست بنانے ہی نہیں آتے۔ نہ کوئی ہمارے لیے روتا ہے۔ ہمیں خود ہی سنبھلنا ہوتا ہے خود ہی مسکرانا پڑتا ہے اور خود ہی رو کر آنسو پونچھنے پڑتے ہیں۔" اب کی بار وہ ترشی سے بولی نہیں بلکہ پھنکاری تھی۔ جے بی ابھی بھی بلکل خاموش تھا۔ جیسے اس نے محبت میں منہ کے بل کھائی تھی وہ نہیں چاہتی تھی کہ سامنے کھڑا شخص بھی اسی اذیت سے روشناس ہو۔

"میرا ایک بار پھر آپ سے وہی سوال ہے؟ کیا آپ میری محرم بنے گی۔" وہ قدرے توقف کے بعد بولا۔ اسے اپنے موقف پہ ڈٹا دیکھ بیلا نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"تم کیا ہو ایک ادنٰی سے سرونٹ مومی کے اور میں تمہیں چوز کروں گی؟ تمہاری اوقات ہی کیا ہے؟ پلتے بھی تم میرے ہی بھائی کے ٹکڑوں پہ ہو۔" بیلا کے تضحیک آمیز لہجے پہ جے بی کے چہرے پہ

ایک سایہ سا لہرایا۔ اس کا کاٹ دار لہجہ جے بی کو بری طرح چھلنی کر گیا۔ اس نے ویران نگاہوں سے خود سے دور ہوتی بیلا کی پشت کو تکا تھا۔

****

وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ صوفے پہ بیٹھی اپنی بائیں ٹانگ ہلاتے مسلسل اپنا اضطراب کم کر رہی تھی۔ غازی نے ٹھہر کر دروازہ بند کیا لیکن جب پلٹا تو بوکھلا گیا۔ وہ اس کے سر پہ ریوالور تانے کھڑی تھی۔ اس کی نال غازی کی جانب تھی۔

یہ کیا بیوقوفی ہے۔" غازی نے اسے گھورا لیکن وہ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلی۔ اس کی انگلی اب کی" بار ٹریگر پہ آ ٹھہری۔ اسی لمحے غازی کو ادراک ہوا کہ ریوالور کس قدر بدصورت چیز ہے جب اس کا رخ آپ ہی کی جانب ہو۔

"فانیہ لسن۔ تم اس کی الف ب سے ناواقف ہو۔ گولی چل جائے گی۔"

تو چل جائے۔" وہ بے حد سکون سے بولی۔ غازی اسے دیکھ کر رہ گیا۔"

باہر جائیں یہاں سے ورنہ میں گولی چلادوں گی۔" فانیہ کے دھمکی آمیز لہجے پہ غازی نے نہایت سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ وہ یقیناً نفع و نقصان سے بے نیاز ہو چکی تھی۔

"اس کے بعد تم بیوہ بھی ہو سکتی ہو۔"

بیوی تو آپ نے قبول نہ کیا بیوہ ہی سہی۔" غازی نے سختی سے دانت پہ دانت جماتے قدم اس کی جانب بڑھائے۔

چلاؤ گولی۔" فانیہ کے ہاتھ پیر اسے نزدیک آتا دیکھ ہی پھول گئے۔ وہ وہی کھڑے چلائی۔"

"پیچھے ہو میرے نزدیک بھی مت آیئے گا۔"

اپنے بچے کے ابا کو مارتے ہوئے شرم نہیں آئے گی تمہیں۔" غازی کی بات پہ اس نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی۔

اور اس کی اماں کو جو گھر سے باہر پھینکا تھا اسکا کیا۔" غازی نے موقع دیکھتے ایک جست میں اس کے ہاتھ میں دبا ریوالور کھینچتے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازا۔

تو اس کی اماں کو واپس لینے بھی بچے کے ابا جی ہی آئے ہیں۔" غازی نے مسکراہٹ چھپائی۔"

"یہ کیا حرکت ہے میں مر بھی سکتا تھا۔"

خالی ریوالور سے آج تک کسی کو مرتے ہوئے دیکھا ہے۔"وہ تلخی سے بولتی اس سے قبل دروازے کی" جانب بڑھتی غازی نے اس کی کلائی کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

مجھے آپ کے ساتھ نہیں رہنا۔ گوٹ اٹ۔"فانیہ بے حد سفاک بنی ہوئی تھی۔غازی نے بغیر اس کی" بات کا کوئی رد عمل دکھائے اسے اپنے بازوؤں کے گھیرے میں لے لیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے مجھ سے دوری اختیار کر کے تم میرے بچے کو مجھ سے دور کر لو گی۔"اس کے ہاتھ" اپنے وجود پہ محسوس کر فانیہ کی سانسیں تھم گئی۔

یہ آپ کا بچہ نہیں ہے۔یہ صرف میرا ہے آپ کیلیے تو یہ بس ایک گناہ ہے جو آپ سے سرزد ہوا" ہے۔"اس نے ایک جھٹکے سے فانیہ کا رخ اپنی جانب کیا۔غازی کا لمس اپنی متورم آنکھوں پہ محسوس کر اس کے لبوں سے سسکی نکلی۔

گناہ نہیں کسی نیکی کا اجر ہے۔"اس نے نہایت نرمی سے اسے خود میں سمو لیا۔"

میں نے وہ سب فالو وقت تمہیں وہاں سے نکالنے کیلیے کیا تھا میں نہیں چاہتا تھا کہ آنے والے دنوں" میں تم میری بدولت کسی مشکل میں پھنسو۔ بہت سے کام نپٹانے تھے اور ان میں سرفہرست قیس سے ملاقات تھا تبھی تمہیں وہاں سے یوں آنے کا کہا تھا ورنہ مجھ مظلوم کی کیا مجال کہ بیوی کے سامنے آواز اونچی کروں۔" فانیہ نے شکایتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

میں تو یہاں اپنے حساب چکتا کرنے آیا تھا اس انسان سے لیکن بیلا کی تکلیفوں کے آگے میرا درد تو کسی" چیونٹی کی مانند ہے۔ میں تو محفوظ ہاتھوں میں تھا مری تو پل پل وہ ہے۔ نہ ہی میں اچھا بیٹا بن پایا نہ اچھا "بھائی۔

بی کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ میں اتنا عرصہ ان کے ساتھ رہی انہوں نے کبھی بھی محسوس نہیں ہونے" دیا۔" اس کے بھیگے لہجے پہ غازی نے اپنی ٹھوڑی اس کے سر پہ ٹکائی۔

سب کو ختم کر دوں گا میں۔ سانسیں تنگ کر دوں گا سب کی۔" اس نے فانیہ کی سماعتوں میں نم سی" سرگوشی کی۔ وہ دوسروں کو رلا دینے والا آج اپنی بہن کے غم پہ ماتم کناں تھا اپنی کوتاہیوں پہ بکھر گیا تھا۔ کاش وہ اس سے اتنا بے خبر نہ ہوتا۔ کاش وہ پلٹ کر اپنی بہن کی خبر تو لیتا۔

مجھ سے یہ سب اب برداشت نہیں ہوتا۔بی نے سنبھالا ہے مجھے ان پانچ ماہ۔وہ۔وہ تو بہت چھوٹی" تھی۔اتنی سی عمر میں انہوں نے کیسے یہ سب۔"غازی نے اسے خود میں بھینچ لیا۔

تیرہ سال بہت چھوٹی عمر ہے اور وہ کیسا باپ ہے وہ کیسے اتنی سی بچی کے ساتھ یہ سب۔وہ مجھے تو" بتاتی۔مجھ سے تو شئیر کرتی ایک بار۔"وہ مسلسل ہچکیاں بھر رہی تھی۔

بس اب مزید نہیں رونا۔رہی بات اس کے نہ بتانے کی تو سب سے دل کا حال نہیں بیاں کیا" جاتا۔"اس نے فانیہ کے گال پہ بہنے والے آنسو نرمی سے صاف کیے۔آنکھیں مسلسل رونے کی بدولت سوجھی ہوئی تھی۔آہستہ سے جھک کر اس کی آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کراتے وہ ایک بار پھر اسے خود میں بھینچ گیا۔

آئی ایم رئیلی سوری فور ایوری تھنگ۔"فانیہ نے سختی سے اس کی شرٹ کو اپنی مٹھیوں میں" جکڑ لیا۔کچھ ساعتوں بعد اس نے فانیہ کو خود سے الگ کیا۔

نیچے چلیں۔واپس بھی تو چلنا ہے ہمیں اور بیلا کے سامنے کسی بھی قسم کی پرانی بات کرنے سے گریز" کرنا۔پہلے ہی میری اچانک آمد نے اسے ایک بار پھر اتنے سال پیچھے بھیج دیا ہے۔"غازی کی بات پہ وہ

روتے روتے مسکرائی اور سر ہلایا۔ ان دونوں کو ایک ساتھ زینے اترتا دیکھ بیلا نے ایک مسکراتی نگاہ ان دونوں پہ ڈالی اور آسودگی سے مسکرائی۔ دل ایکدم جیسے پر سکون ہو گیا تھا۔

"میں نے کھانا لگوا دیا ہے۔ دونوں کھانا کھا کر ہی جانا۔"

دونوں مطلب۔ تم بھی ہمارے ساتھ ہی چل رہی ہو۔" غازی کے تصحیح کرنے پہ فانیہ نے زور و شور" سے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ سہولت سے نفی میں سر ہلا گئی۔

تم ابھی ان سب باتوں کو چھوڑو یہاں آؤ میرے ساتھ۔" وہ غازی کے بازو میں بازو حمائل کرتے" کھانے کی میز کی جانب بڑھی اور اسے بٹھایا تھا۔

جے بی کہاں ہے۔" غازی نے متلاشی نگاہیں اطراف میں گھمائی۔"

میں یہاں ہوں بھائی۔" اپنے شانے پہ تھپکی محسوس کر غازی نے چہرہ موڑا وہ اس کے سامنے ہی رکھی" کرسی پہ بیٹھ رہا تھا۔ بیلا نے اس دوران ایک بار بھی آنکھ اٹھا کر اسے نہ دیکھا۔ جے بی کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

بلیک کلر کافی سوٹ کر رہا ہے مجھ پہ رائٹ۔" اس کے مسکراہٹ دبا کر بولنے پہ فانیہ جو بنا پلک جھپکائے" اسے دیکھ رہی تھی سٹپٹا کر ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

کیا مطلب۔" وہ بوکھلا گئی۔"

پچھلے پانچ منٹ اڑتالیس سیکنڈ سے مسلسل مجھے گھورتے رہنے کے بعد تمہارا تو معلوم نہیں مجھے اپنی" "خوبصورتی پہ رشک سا آنے لگا ہے۔

شوخا بڈھا۔" فانیہ کڑھ کر رہ گئی۔"

ہاں اب مجھے یقین ہو گیا ہے تم میری فانیہ ہی ہو۔" غازی نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھ اپنی توجہ" کھانے کی جانب مبذول کروا گیا۔

کھاؤ گی۔" ایک بار پھر اس کی نگاہوں کا مرکز غازی ہی تھا۔ اب کی بار اس نے براہراست فانیہ کی" آنکھوں میں دیکھ اپنا فوک اس کی جانب کیا۔ فانیہ کا چہرہ خفت کے مارے سرخ پڑ گیا۔

"جی تو چاہ رہا تھا کہ آپ کو ہی کچا چبا جاؤں۔"

بصد شوق۔ آئی ایم آنرڈ۔" وہ جواباً اتنی دلفریبی سے بولا کہ وہ تلملا کر رہ گئی۔ ان دونوں کو آپس میں محو دیکھ بیلا نرمی سے مسکرائی تھی۔

"بی میں آپ کو چھوڑ کر یہاں سے کہی نہیں جاؤں گی۔" فانیہ سنجیدگی سے بولتے بیلا کا ہاتھ تھام گئی۔ غازی نے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے۔

"مانتا ہوں پہلے انجان تھا مگر اب میں جان گیا ہوں اور جانتے بوجھتے میں تمہیں یہاں کیسے چھوڑ کر جاسکتا ہوں۔" وہ بیلا کے فیصلے پہ سخت برہم دکھائی دے رہا تھا۔ بیلا ہولے سے ہنسی۔

"میں وہی بیلا ہوں۔ آج ذرا سا ٹوٹ کر کیا بکھری۔ تم لوگوں نے مجھے نازک سمجھ لیا۔ اگر میں ٹوٹ کر بکھر سکتی ہوں تو دوبارہ خود کو جوڑنے کا حوصلہ بھی رکھتی ہوں اور اگر ذیادہ ہی بات ہے تو فانیہ یہی رہ لے میرے ساتھ۔" بیلا نے ہنس کر بولتے ان کی مشکل آسان کرنی چاہی لیکن اپنی بات پہ فانیہ کے چہرے کا اڑتا رنگ اس کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہا۔

"مذاق کر رہی ہوں۔ میں کیوں تم دونوں کو الگ کرنے لگی۔ اکیلے جینا بہت مشکل ہے اور یہ بات مجھ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا۔ تم جاؤ اسے ساتھ لے کر مومی اور اس کا خوب سارا خیال رکھنا۔ میرے لیے پریشان مت ہونا میں لوٹ آؤں گی۔ لوٹ کر اب مجھے تمہارے پاس ہی آنا ہے مومی۔" بیلا نے

اس کے سینے سے لگتے اس کے گال کو چوما اور محبت سے بولی۔ جواباً غازی نے بھی اس کی پیشانی چومی تھی۔

"اپنے مومی کو معاف۔"

"اگر تمہیں اتنا ہی گلٹ ہے میرے ساتھ غلط ہونے کا تو جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا مگر جانتے ہو کس کے صدقے فانی کے صدقے کیونکہ تم نے اسے جو اپنا لیا۔ میرے لیے بلکل میرے بچوں جیسی ہے یہ۔ پلیز اس کا خیال رکھنا۔" فانیہ نے دھندلی نگاہوں سے اسے دیکھا جیسے ابھی بھی اپنا آپ چھوڑ کر بس اسی کی فکر تھی۔ انہیں گاڑی میں بٹھاتے بیلا نے ایک الوداعی نگاہ ان پہ ڈالی۔ لبوں پہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"بھائی اِف یو ڈونٹ مائنڈ مگر کیا انہیں یہاں تنہا چھوڑ کر جانا مناسب ہے۔"

"میں اسے اب کسی بھی فیصلے پہ فورس کرنے کا حق نہیں رکھتا جے بی۔ اس نے آج تو بھی سہا ہے جو بھی کیا ہے اکیلے کیا ہے۔ میں اچانک اس کا گارجین بن کر اپنے فیصلے اس پہ مسلط نہیں کر سکتا۔ میں ایسا کوئی حق نہیں رکھتا۔ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر میں ایسا کچھ کروں گا تو میرے لیے وہ شرم سے ڈوب مرنے کا مقام ہو گا۔" غازی کی باتوں میں دم تو تھا۔ وہ دونوں کسی حد تک متفق تھے تبھی کچھ لمحے ان

کے درمیان خاموشی حائل رہی۔ اگلے ہی لمحے وہ کچھ سوچ کر گاڑی سے نکلا اور بیلا کے عین سامنے جا کھڑا ہوا۔ بیلا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"اگر زندگی میں کبھی بھی مجھ جیسے ادنٰی سے بندے پہ آپ کو ترس آجائے تو پلیز فیصلہ میرے ہی حق میں کیجیے گا۔ آپ مجھے ہمیشہ اپنا منتظر ہی پائیں گی چاہے پھر انتظار زندگی بھر کا ہی کیوں نا ہو۔" وہ جیسے آیا تھا ہوا کے جھونکے کی مانند ویسے ہی پلٹ گیا۔ بیلا نے فق چہرے سمیت گاڑی میں بیٹھتے جے بی کو دیکھا اور نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ گاڑی کا انجن سٹارٹ ہوا اور اگلے ہی لمحے گاڑی دھول اڑاتی قیس ولا کی حدود پار کرتی چلی گئی۔ بیلا نے خالی خالی نگاہوں سے خود سے دور ہوتی گاڑی کو دیکھا۔ غازی نے بے چینی سے ایک بار پھر ونڈ سکرین سے چہرہ نکال کر پیچھے دیکھا وہ ہنوز انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

ایک بار بس ایک بار حق سے آواز دو مجھے بلی۔ میں رک جاؤں گا۔" لیکن بیلا کے لبوں پہ قفل لگا رہا۔ وہ رنجیدگی کے عالم میں سر سیٹ سے ٹکا گیا۔ فانیہ نے اپنا لرزتا ہاتھ اس کے شانے پہ رکھا تو وہ اسے دیکھ ہولے سے مسکرا دیا۔ فانیہ نے حیرت سے اس کی مسکراہٹ دیکھی۔

"کیا سوچ کر مسکرا رہے ہیں۔"

یہی کہ تم کس قدر خوش قسمت ہو کہ مجھ جیسا شریف النفس انسان تمہاری زندگی میں ہے۔" فانیہ جو آنسو بہانے کو تیار بیٹھی تھی اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ (اپنی تعریف آپ کرنا اس بڈھے کو کس قدر پسند تھا۔)

گاڑی کے منظر سے ہٹتے ہی بیلا پوری طرح خالی ہو گئی۔ لبوں کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔ آنکھوں میں ویرانی چھا گئی۔ حلق میں کانٹے سے چبھے۔ سینے میں دھواں بھر گیا۔ اس نے غائب دماغی کی کیفیت میں اپنے ہاتھ کوٹ کی جیب میں اڑسے لیکن اگلے ہی لمحے کچھ ہاتھ لگنے پہ اسے ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ اس نے وہ کاغذ کا ٹکڑا باہر نکالا۔ اس پہ لکھا ایڈریس وہ نا سمجھی کی کیفیت میں بار بار پڑھتی رہی معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔ ائیرپورٹ وہ بوڑھی عورت اس کا لرزتا ہاتھ اس کا ایڈریس تھمانا۔ اپنے پاس آنے کی تلقین کرنا۔ کیا کیا نہیں ابھرا تھا ذہن کے دریچوں پہ۔ کچھ سوچ کر اس کا جی ہلکا ہوتا چلا گیا۔ وہ جان گئی تھی کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔ اس کی منزل اب اتنی دور بھی نہ تھی۔

****

آپ کہی جارہی ہیں کیا بی۔" اپنی ایک خاص ملازمہ کی آواز پہ اس نے چونک کر خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا اور خفیف سا سر ہلایا۔ اس نے غور کیا اس کے جواب پہ ملازمہ کی آنکھوں میں بے چینی ہلکورے کھانے لگی۔

آپ مت جائیں۔" اس کی آواز پہ بیلا نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا اور الماری میں سے اپنا ریوالور نکالتے اپنی بیلٹ میں اڑسا تھا۔ وہ آخر اسے کیوں روکنا چاہتی تھی۔

میری موجودگی تم لوگوں کو سوائے تکلیف کے کچھ نہیں دے سکتی۔ کوشش کروں گی کہ واپس لوٹ آؤں لیکن اگر نہ لوٹی تو ہو سکے تو مجھے ہمیشہ اچھے لفظوں میں یاد رکھنا۔ یہ دل اب نفرتوں کے بوجھ نہیں سہ سکتا۔" وہ دھیمے مگر پر درد لب و لہجے میں بولتی کمرے سے نکل گئی۔ صدر دروازہ عبور کرتے اس نے ایک الوداعی نگاہ پورے گھر پہ دوڑائی تھی۔ کیا کیا نہ ابھرا تھا ذہن کے دریچوں پہ۔ اس کی کھلکھلاہٹیں اس کی آہیں اس کی سسکیاں جسے سننے والا کوئی نہ تھا۔ بچپن سے وہ سب تنہا ہی تو سہتی آئی تھی۔ لبوں پہ ایک اذیت ناک مسکراہٹ رینگ گئی۔ اگلے ہی لمحے پورچ میں کھڑے تمام ملازموں کو دیکھ اس کی آنکھوں میں بے یقینی رینگ گئی۔ وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے جیسے وہ یہی ٹھہر جائے گی۔

آپ یہاں سے مت جائیں بی۔ یہ دنیا آپ کو برا بھی کہے گی تو ہم لوگ آپ کو اپنا کہیں گے کیونکہ "ہمارے مشکل وقت میں ہمارا ہاتھ بس بیلا نے ہی تھاما ہے۔ آپ بری کیسے ہو سکتی ہیں۔ ہمارے لیے تو آپ فرشتہ ہیں۔" بیلا کی آنکھ کے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال پہ بہہ گیا۔ اس نے آنکھیں میچی اور اپنا کپکپاتا ہاتھ اپنے قدموں میں بیٹھی اس لڑکی کے سر پر رکھا جو سڑکوں پہ پھول بیچتی تھی اور بیلا نے اسے اس ولا میں جگہ دی تھی۔ وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئی۔ قدم پیچھے کی جانب اٹھنے لگے۔ چہرہ پھیکا پڑ رہا تھا۔

"تم سب میرے لیے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے کبھی کسی کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ اپنی محرومیوں کا بدلہ میں نے تم لوگوں سے لیا ہے۔ مت رو پلیز میرے دل سے خون رس رہا ہے۔ میری اذیت بڑھ رہی ہے۔ مجھے سکون سے جانے دو پلیز۔" وہ بھرائے لہجے میں بولتے تیزی سے گاڑی میں سوار ہو گئی۔ ان سب کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اس کا دل درد سے پھٹ رہا ہے۔ اس نے ڈرائیور کو گاڑی آگے بڑھانے کا حکم صادر کیا۔ ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے ہی اس کی نگاہ ٹھٹھکی۔ وہ سب اسے دیکھ کر ہاتھ ہلا رہے تھے۔ بیلا نے بھی ہاتھ ہلاتے ایک مسکراہٹ ان کی جانب اچھالی ایک نم مسکراہٹ۔ اگلے ہی لمحے چلتی گاڑی کے ساتھ وہ سب لوگ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے چلے

گئے۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے دل کو مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ ائیرپورٹ پہ گاڑی رکتے ہی وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں چلتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔ عقب سے آتے کوئی اسے ٹھوکر مار رہا تھا لیکن اسے کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ حواسوں میں لوٹتے اس نے کوٹ کی جیب میں سے وہ پرچی نکالتے آنکھوں کے سامنے کی اور سختی سے آنکھوں کو پونچھتے اس پہ چھائی دھند کو صاف کیا۔ چہرے پہ ایک بار پھر کرختگی چھا چکی تھی۔ جہاز میں بیٹھتے ہی اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

"مجھ تک ضرور آنا۔ تمہاری راہ مجھ تک ہی آتی ہے۔" اس بوڑھی عورت کی بات یاد کر بیلا نے تھک کر اپنا سر سیٹ سے ٹکا لیا۔

"دیکھی تھی تمہاری آنکھوں میں بے بسی میں نے۔ تم مجھے ساتھ چلنے کا بولتے ہوئے ہچکچا رہی تھی لیکن ایک بار تم کوشش تو کرتی بیلا تمہیں کبھی نہ ٹالتی۔" اس کی آنکھوں سے گرم سیال نکلتے گالوں پہ بہنے لگا۔

"میں ایک کالا سایہ ہوں۔ میرا تم لوگوں کی زندگی میں آنا کسی وبال سے کم نہیں۔ میں ایک سیاہی ہوں اور سیاہی کو تاریکی میں ہی رہنے دینا چاہیے۔" وہ تصور میں غازی اور فانیہ سے مخاطب تھے۔ جے بی اس

کی سوچوں میں دور دور تک کہی نہیں تھا۔ انھی سب سوچوں میں غلطاں جہاز برازیل کے ائیر پورٹ پہ لینڈ کر گیا تھا لیکن اس کی سوچوں کا تسلسل نہیں ٹوٹا تھا۔

" ہے لیڈی چلنا نہیں کیا۔ سب اتر گئے۔ تم کہاں گم ہو۔ "کسی نے اس کا شانہ ہلایا تو وہ چونک گئی اور غائب دماغی کی کیفیت میں باہر نکل آئی۔ برازیل کی ہوا نے اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر چھوڑا تھا۔ وہ دونوں ہاتھ کوٹ کی جیبوں میں اڑستے آنکھوں کو موندتے اس ہوا کو محسوس کرنے لگی۔ نجانے اسے وہی کھڑے کھڑے کتنا وقت بیت گیا تھا۔

" میں وہاں کیسے جاؤں گی۔ اگر انھوں نے مجھے نہ پہچانا تو۔ "اس نے بولتے ہی نچلا لب دانتوں میں دبالیا۔ آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی۔ سینے میں گھٹن بڑھنے لگی تھی۔

" وہ تو بوڑھی عورت ہے کچھ بھی بھول سکتی ہیں۔ میں وہاں کس منہ سے جاؤں۔ میرا تو ان سے کوئی رشتہ بھی نہیں ہے۔ "اس نے مٹھی میں اس کاغذ کے ٹکڑے کو بھینچ لیا معاً کچھ سوچتے اس نے وہ کاغذ آنکھوں کے سامنے لہرایا جہاں اس عورت کا ایڈریس لکھا ہوا تھا۔

" حانم بی۔ "اس نے عجیب سی کیفیت میں اس نام کے اوپر ہاتھ پھیرا ساتھ چھوٹا سا فاطمہ کا نام بھی لکھا ہوا تھا۔ وہ عجیب سے انداز میں مسکرائی تھی۔ وہاں سے گھومتے اس کی نگاہ ایڈریس کی جانب اٹھی۔

شوگرلوف ماؤنٹین۔ بس اتنا ہی لکھوں گی۔ اگر تمہیں مجھ سے ملنے کی چاہ ہوئی تو مجھے خود تلاش کر لینا" پیاری لڑکی۔ " بیلا دم سادھ گئی۔ وہاں سے ایک ٹیکسی لیتے اس نے اسے شوگرلوف ماؤنٹین کا ایڈریس بتایا تھا۔ اسے بس اب کسی بھی حال میں وہاں پہنچنا تھا۔

"میڈیم اس کے آگے کا بھی کوئی راستہ ہو گا۔"

مجھے بس اتنا ہی معلوم ہے۔ آپ مجھے بس کسی بھی طرح وہاں پہنچا دے۔ تلاش آگے مجھے خود ہی" کرنی ہے۔" وہ تیزی سے بولتے اندر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور بڑبڑا کر رہ گیا۔ اگر اسے معلوم ہو جاتا کہ اس لمحے وہ میسنی کی شہزادی سے مخاطب تھا تو کبھی ایسی کوتاہی نہ کرتا۔ گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔ آنے والے وقت کا سوچتے بیلا کا دل بری طرح لرز رہا تھا۔ اگلے پندرہ منٹ میں ڈرائیور نے اسے اس کی منزل تک پہنچا دیا تھا۔ اس نے ایک نگاہ اس اونچے لمبے پہاڑ پہ ڈالی جو برف کی بدولت اپنی پہچان کھو چکا تھا۔ کیا سچ میں وہ اپنی منزل تک پہنچ چکی تھی۔ ابھی تو ایک طویل مسافت بھی طے کرنی تھی۔ وہ گاڑی سے نکلی تو ایک سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکراتے اسے کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔ پورا پہاڑ برف سے ڈھکا ہوا تھا۔ چاروں اطراف میں سفیدی ہی سفیدی تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے گرمائش کا احساس پیدا کرنا چاہا۔ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے آگے کی

جانب بڑھ رہی تھی۔ آس پاس کسی زی روح کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ پہلی بار اس کا دل بری طرح خوفزدہ ہوا۔ اگر یہاں کوئی نہیں رہتا تو پھر۔ آس پاس سے آتی جانوروں کی آوازیں اس کی جان نکالنے کو کافی تھی۔ آج پہلی بار اس کے اطراف میں اس کی حفاظت کیلیے کوئی نہ تھا۔ اس کے گارڈز اس کی حفاظت کرنے کو وہاں موجود نہ تھے۔

توکیا وہ عورت فقط میرا ایک فریب تھا۔" اس نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لی۔ آگے بڑھتے اسے ایسا" محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اونچائی کی طرف سفر طے کر رہی ہو۔ چاروں اطراف میں درختوں کا بسیرا تھا جس پہ برف جمی ہوئی تھی۔ ان کی بدولت ماحول کی ہولناکی میں مزید اضافہ ہو رہا تھا۔ ایکدم اس کی نگاہیں ٹھٹھکی۔ اس سے کچھ ہی فاصلے پہ اسے ایک جھونپڑی دکھائی دی۔ اسے ایک امید کی کرن دکھائی دی۔ وہ اونچے لمبے رستوں کو طے کرتے تیزی سے اس جھونپڑی کی جانب بڑھی لیکن نجانے کیوں وہ اس کی پہنچ سے دور ہوتی جا رہی تھی۔ بیلا کی بے چینی بڑھنے لگی۔ ایسا کیسے ممکن تھا۔

یہ کیسا سراب ہے میرا۔" وہ بڑبڑائی۔ خوف سے اس کی جان نکلنے والی ہوگئی۔ وہ یہاں سے واپس جانا" چاہتی تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ پلٹی لیکن پلٹتے ہی اسے احساس ہوا کہ اونچائی پار کرتے وہ کتنا دور نکل آئی ہے۔ نیچے دیکھا تو ٹانگوں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

مومی۔" اپنے بچاؤ کی خاطر وہ وہی کھڑے کھڑے چلائی۔ کچھ سردی اور کچھ خوف سے اس کی رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی۔ ٹانگیں ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ اسے اپنا سانس کو رکتا ہوا محسوس ہوا۔ دوسروں کی بے بسی سے حظ اٹھانے والی آج بے بسی سے اپنے بچاؤ کیلیے چلا رہی تھی۔ وہ مسلسل نفی میں سر ہلاتے احتیاط سے نیچے اترنے لگی لیکن اگلے ہی لمحے توازن برقرار نہ رکھ پائی تبھی اتنی اونچائی سے پھسلتے برف پہ سیدھا منہ کے بل گری۔ تکلیف کی شدت کو برداشت کرتے اس نے بمشکل آنکھیں کھولی لیکن ایسا محسوس ہوا جیسے سانس رک رک کر آ رہی ہو۔ جسم سے جان نکل رہی تھی۔ لبوں پہ بے بسی تھی۔ زبان ساتھ دینے سے انکاری تھی۔ اس نے اٹھنے کی ہمت مجتمع کی لیکن تکلیف ہی اس قدر تھی کہ وہ ایک بار پھر وہی گرتے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔

****

"میں آپ کے ساتھ آ تو گئی ہوں لیکن مجھے ہلکا مت لیجیے گا۔ معاف تو میں نے آپکو ابھی بھی نہیں کیا۔" گاڑی بنگلو کے باہر جوں ہی رکی وہ دوبارہ اسی سرد انداز میں اسے باور کرواتے اندر کی جانب بڑھ گئی۔ غازی نے گارڈز کے سامنے اس کے لہجے پہ لب بمشکل بھینچے۔ وہ سب اپنا چہرہ جھکائے اب دبی دبی ہنس رہے تھے۔

اپنے کام پہ توجہ دو تم سب۔" وہ سختی سے بولتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ جے بی نفی میں سر ہلاتے ہنس دیا لیکن اس کی ہنسی زیادہ دیر تک نہ تھی۔ بیلا کی شبیہہ آنکھوں کے دریچے پہ لہرائی تو چہرے پہ آزردگی سمٹ آگئی۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں بھینچ لیا۔ وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بالوں کو سنوارتے اندر کی جانب بڑھا۔

"بابا۔" فانیہ کی مسکراتی آواز پہ حشمت جو کسی کتاب کا مطالعہ کرنے میں غرق تھے سیدھے ہوئے اور خوشگوار حیرت سمیت اس کی جانب دیکھا۔ وہ ہنوز مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی آنکھوں میں نمی ابھری تھی۔ حشمت اپنی جگہ سے اٹھے اور بانہیں اس کی جانب پھیلائی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ان تک آئی اور ان کے سینے سے آلگی۔

"کیسی ہے میری بیٹی اور یوں اچانک۔ یہ سب کیا ہے غازی۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتے اب غازی کی جانب متوجہ ہوئے جو بغور فانیہ کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ آنکھوں کے اشارے سے اس نے حشمت کو کچھ کہا تو وہ سمجھ بھی گئے۔

"آپ نے بھی مجھے نہیں روکا تھا بابا۔" فانیہ کی روہانسی آواز پہ غازی اپنا سر پیٹ کر رہ گیا جس کی سوئی ایک ہی بات پہ اٹکی ہوئی تھی۔

فانیہ تم ریسٹ کرو ہم بعد میں بات کرتے ہیں اس متعلق۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ سفر سے" تھک گئی ہو گی۔ "غازی نے اسے موقع سے ہٹانا چاہا اور وہ ویسے بھی سچ میں تھک چکی تھی تبھی بنا کسی تردد کے وہاں سے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی حشمت نے سنجیدگی سے اسے دیکھا تو وہ سر جھکا گیا۔

"تم وہاں کیا کرنے گئے تھے۔"

اپنے نام و نہاد باپ کو ملاقات بخشنے گیا تھا۔ "اس نے آنکھیں میچتے بمشکل اپنی آواز کی لغزش پہ قابو" پایا۔

قق۔ قیس۔ "حشمت کی آواز لڑکھڑا گئی۔ غازی نے چہرہ نہ اٹھایا۔ جے بی دیوار سے پشت ٹکائے گم" صم سا کھڑا تھا۔

"تم وہاں کیوں گئے تھے۔"

مم۔ میں اس سے بدلہ لینا چاہتا تھا بابا۔ بس ایک بار سوال کرنا چاہتا تھا سب جانتے بوجھتے۔ "وہ تھکے" تھکے سے انداز میں ہنس دیا۔ حشمت کو اس کی دماغی حالت پہ شبہ ہوا۔

"تو فانیہ سے اس کا کیا لنک۔"

فانیہ وہی پلی بڑھی ہے۔" حشمت کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔"

لیکن ان کی بیٹی نہیں ہے۔ اگر بیٹی ہوتی تو آج وہ میری بیوی نہ ہوتی بابا۔" وہ دھیرے سے" بولا۔ حشمت نے غور کیا وہ مسلسل اپنی بائیں ٹانگ ہلا رہا تھا۔

کیا ہوا ہے۔" حشمت کی آواز پہ اس نے چونک کر انہیں دیکھا۔"

" آپ کو برا نہیں لگا یہ جان کر۔"

مجھے کیوں برا لگے گا غازی۔ تم اب میری اولاد ہو اور وہ تم سے منسلک۔ میں کسی کے گناہوں کی سزا" کسی دوسرے کو نہیں دے سکتا۔ میرا اللہ مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتا۔ اتنا عرصہ صبر کا دامن تھامے رکھا ہے اللہ کے آگے سرخرو رہا ہوں کیسے اس چیز سے پیچھے ہٹ جاؤں۔" بولتے بولتے ان کا لہجہ بھیگ گیا۔ غازی تڑپ کر ان کے قدموں میں بیٹھا تھا۔

بابا آئی ایم سوری۔" حشمت نے اذیت سے اسے دیکھا۔"

تم کیوں پشیمان ہو۔ تمہاری اس سب میں کیا غلطی۔ تم تو میری آنکھوں کا نور ہو۔" جے بی ان کی بات" پہ دھیرے سے مسکرایا اور ڈھیلے ڈھالے انداز میں سامنے صوفے پہ ہی بیٹھ گیا۔

اس کے علاوہ کیا پریشانی ہے۔ کھل کر بتاؤ میری جان۔" ان کی اگلی بات پہ غازی جہاں کا تہاں رہ گیا۔ وہ ہمیشہ اس کے دل کا حال جان لیتے تھے۔ انہوں نے اسے وحشی بنتے بنتے بچالیا تھا ایک سیدھی راہ دکھادی تھی اور اس پہ ہاتھ تھام کر چلنا بھی سکھا دیا تھا۔

بابا۔" غازی نے سسکتے حشمت کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔"

میں اپنا دل وہی چھوڑ آیا ہوں۔ میں۔ میں اس کے بغیر کیسے رہوں گا بابا۔ میں اس کا بھائی تھا بابا میں" اسے ہر مصیبت سے بچا سکتا تھا مگر میں نے بھی اسے تنہا کر دیا بابا۔" حشمت نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"لیکن فانیہ۔"

بابا میں اپنی بلی کو وہی چھوڑ آیا ہوں۔ بابا میں بیلا کو وہی چھوڑ آیا ہوں۔" وہ عجیب سے لہجے میں" بولا۔ حشمت کی نگاہ جے بی کی جانب اٹھی جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"لیکن بیلا سے تمہارا کیا رشتہ۔"

وہ میری بہن ہے۔" حشمت کے الفاظ لبوں پہ ہی دم توڑ گئے۔ انہوں نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔ اس کے بعد غازی اس کے متعلق ایک ایک بات انہیں بتاتا چلا گیا۔ وہ ساکت بیٹھے بس اس کے لبوں سے نکلتے الفاظ سن رہے تھے جو انہیں کسی زہر سے کم نہ لگے۔ وہ بے چینی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنا سینہ سہلایا۔ آنکھوں کے دریچے پہ جیسے کوئی منظر لہرایا تھا۔

"تم اسے وہاں چھوڑ آئے غازی۔ تم اسے مم۔ موت کے دہانے پہ۔"

"جے بی پانی۔" غازی انہیں صوفے پہ بٹھاتے چلایا۔ وہ تیزی سے پانی کا گلاس ان تک لایا اور ان کے لبوں سے لگایا۔ اس کی آنکھیں بے تحاشہ سرخ پڑ رہی تھی۔

"تم۔ تم اسے وہاں چھوڑ آئے غازی۔ تم اسے وہاں تنہا کیسے چھوڑ آئے۔ تم نے بہت بڑی غلطی کر دی غازی۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو۔ میں بھی چھوڑ آیا تھا ایسے ہی مگر پھر واپس لوٹنے پہ کچھ نہ ملا تھا۔" وہ دونوں ہاتھوں میں سر گراتے مسلسل بڑبڑا رہے تھے۔ ان دونوں کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔

"وہ میرے ساتھ آنا نہیں چاہتی تھی بابا۔" اس نے شکستگی سے جواب دیا۔ حشمت کی آنکھوں میں نمی جے بی کو بری طرح ٹھٹھکا گئی۔

میرا دل بہت گھبرا رہا ہے۔ میری سانسیں رک رہی ہیں غازی۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ماضی ایک بار پھر دہرایا جائے گا۔ مجھے میرے کمرے تک چھوڑ دو اس سے پہلے میں مر جاؤں۔" وہ شدید خوفزدہ تھے۔ غازی اور جے بی نے پریشانی سے انہیں دیکھا۔ غازی انہیں کمرے میں چھوڑنے گیا اس دوران جے بی ان کی باتوں میں ہی الجھا رہا۔

تمہیں کیا ہوا۔" غازی نے اسے یونہی بیٹھا دیکھ ناسمجھی سے استفسار کیا۔ وہ نفی میں سر ہلا گیا۔ غازی" اس کا شانہ تھپتھپاتے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ جے بی بنا کسی دیری کے تیزی سے حشمت کے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ اپنے بیڈ پہ نیم دراز کسی گہری سوچ میں غلطاں تھے۔

بابا۔" جے بی کی آواز پہ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹے اور ذرا سا کھسکتے اس کے بیٹھنے کیلیے جگہ بنائی تھی۔ وہ" گرنے والے انداز میں ان کے نزدیک بیٹھا۔

کیوں اداس ہو۔" وہ ان کی گود میں سر رکھ کر لیٹا۔ حشمت نے اس کے بال سہلائے۔ کس قدر تھکا" تھکا لگ رہا تھا وہ۔ آنکھوں سے آنسو تواتر بہہ رہے تھے۔

"ہر مقام پہ جیتنے والا جبران اپنی زندگی کی بازی ہار گیا آج بابا۔"

بابا انہوں نے اتنے زخم اپنی روح پہ کیسے سہے ہونگے۔" اس کا لہجہ بھیگا ہوا تھا۔ حشمت کے ہاتھوں کی حرکت تھمی۔

"میں تو سوچ رہا ہوں صرف اور دل پھٹ رہا ہے۔ وہ اتنا سب سہہ کر بھی پر سکون تھی۔ کیسے بابا۔" حشمت دھیرے سے مسکرائے نم مسکراہٹ۔

"بیلا کی بات کر رہے ہو۔"

"کیا آپ کو لگتا ہے کہ میں ان کے علاوہ کسی کی بات کر سکتا ہوں۔" اس کی بات پہ وہ لاجواب ہو گئے۔

"میں نے ان سے بات کی تھی بابا لیکن انہوں نے مجھے انکار کر دیا بابا۔ انہوں نے آپ کے بیٹے کو ریجیکٹ کر دیا۔ وہ کہتی ہیں وہ میرے لائق نہیں ہے۔ مجھے کوئی بھی مل سکتی ہے۔ میں انہیں کیسے بتاؤں کہ مجھے ان کے علاوہ کوئی نہیں چاہیے۔" حشمت خاموشی سے اسکی باتیں سن رہے تھے۔

"وہ جس فیز سے گزری ہے یہ ایک فطری سا عمل ہے۔ مرد ذات بھروسے کے لائق نہیں ہوتی۔ وہ بچی بھروسہ کرنے سے ڈر رہی ہے بس۔ تم اس کی بات کو غلط رخ مت دو۔" انہوں نے نرمی سے اسے سمجھایا۔ جے بی نے ان کا ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں پہ رکھ لیا۔

"میں انہیں اپنا محرم بنانا چاہتا ہوں بابا۔"

اس کے بھائی سے پوچھ لو۔" انہوں نے بغیر کسی تردد کے جواب دیا۔ جے بی اپنی جگہ پہ تھم سا گیا۔ "یہ اتنا آسان فیصلہ نہیں ہے جے بی۔ ایک عورت مکمل اس وقت ہوتی ہے جب وہ ماں بنتی ہے اور مرد وہ تو اولاد کا بھوکا ہوتا ہے پھر چاہے سامنے محبوب ہی کیوں نہ ہو۔ تم بہت بڑی زمہداری کا حصول چاہ رہے ہو۔ جلدبازی میں لیے گئے فیصلے اکثر غلط ثابت ہوتے ہیں۔" انہوں نے اسے حقیقت کا آئینہ دکھانا چاہا۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ جے بی کسی جلدبازی میں آکر کوئی فیصلہ لے۔

"ان کو دیکھنے کے بعد ایک بار پھر اس مہک میں جی کر جینے کی خواہش دل میں پیدا ہوئی ہے۔ وہ جادوگر ہے وہ مجھے اپنی لپیٹ میں لینا جانتی ہیں۔ وہ میرے اعصابوں کو کنٹرول کرنا جانتی ہے وہ خود سے محبت کرنے پہ مجبور کر رہی ہیں مجھے۔"

"خیال رکھ پاؤ گے اسکا۔" انہوں نے کسی احساس کے تحت پوچھا۔

"سینے سے لگا کر رکھوں گا بابا۔" اس کی آواز میں نمی گھل گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ ان کی گود میں سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔ حشمت کی آنکھ سے ایک آنسو ان کی سفید داڑھی میں جذب ہو گیا۔ وہ دونوں ماتم کناں تھے نجانے اپنے کس کس نقصان پہ۔

پہلے میں کہتا تھا کہ میرا جے بی میرے سے کوئی فرمائش نہیں کرتا۔ آج وہ کر رہا ہے تو میں بے بس" ہوں۔" ان کی بات کے جواب میں بھی وہ یوں ہی پڑا رہا۔ حشمت نے اپنا لحاف اس کے اوپر ڈالتے درست کیا۔ ماتھے کی سوچ کی لکیریں واضح تھی۔ انہوں نے محبت سے جھک کر اس کے بالوں کو چھوا۔

ؐ***************************

یہ کتاب بند کرو۔ آج کے بعد یہ کتاب اس گھر میں کبھی نہیں کھلے گی۔" قیس کے چلانے پہ قرآن" پاک ہاتھ میں لیے بیلا کانپتی ہوئی دیوار سے جا لگی۔ جانتی تھی آج پھر گھر میں قرآن پاک کھولنے پہ ہنگامہ برپا ہو گا لیکن اگلے ہی لمحے اپنے سامنے آتی انعم کو دیکھ بیلا کی آنکھیں خوف سے پھیل گئی۔ وہ خوف سے تھر تھر کانپنے لگی۔

تم کون ہوتے ہو ہمیں روکنے والے۔ میری بیٹی حافظ قرآن بنے گی۔ میں پڑھاؤں گی"
اسے۔ تمہارے انکار کی کوئی وقعت۔" اگلے ہی لمحے قیس نے سختی سے انعم کی چوٹی کو اپنی مٹھی میں جکڑ لیا۔ بیلا نے آنکھوں کو سختی سے میچا۔ اگلے ہی لمحے آنکھیں کھولتے اس نے اپنے باپ کو دیکھا جو مار مار کر اس کی ماں کو لہولہان کر چکا تھا۔ اس کے لب بے آواز ہلے اگلے ہی لمحے اس نے اونچا اونچا قرآن

پڑھنا شروع کر دیا۔ انعم نے درد سے چور ہوتے وجود سمیت مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا جو ہچکیاں بھرتے قرآن کی تلاوت کر رہی تھی۔

"کون ہے یہاں جو تمہاری حفاظت کرے۔ یہ کتاب پڑھ کر تمہیں کوئی بچانے نہیں آئے گا۔"

میرا اللہ ہے ہمارے ساتھ اور وہی ہماری حفاظت کرے گا تم جیسے شیطان صفت انسان سے۔" چھوٹی سی بچی کے لبوں سے یہ بات سن قیس کا تن بدن سلگ اٹھا۔ قیس نے غصے سے بے حال ہوتے بیلا کے بالوں کو سختی سے جکڑ لیا۔ بیلا کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی۔

اس نے آنکھیں میچ کر بے دردی سے سر کو یہاں وہاں مارتے مٹھیاں بھینچ لی۔

نہیں نہیں چھوڑ دو مجھے۔" وہ کانپتے کانپتے بس انہی الفاظوں کو دہرا رہی تھی۔ چہرہ پسینے سے تر ہو رہا" تھا۔ اس نے اتنی سختی سے مٹھیاں بھینچی کہ ناخن لگنے کی بدولت ہتھیلی سے خون رس آیا۔ ہاتھ کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھیں۔

کہا تھا میں نے سب بھول جائے گی تو۔ دیکھ تیرا اللہ تجھے بچانے نہیں آیا۔" بیلا قدم پیچھے کی جانب" اٹھانے لگی۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتے شیٹ کو مٹھیوں میں بھینچ گئی۔

یہ دیکھ نجانے اتنی سی عمر میں کس کا گناہ ہمارے سر پہ مسلط کرنے جا رہی ہے۔ تیری ماں زندہ ہوتی تو" تجھے قرآن پڑھانے پہ شرمندگی سے زمین میں گڑ جاتی۔ کیا ہوا وہ یہاں نہیں تو تجھے تو اوپر پہنچایا جا سکتا ہے نا۔" قیس تمسخر سے مسکرایا۔ بیلا کی آنکھیں پھیل گئی۔ وہ اس کے ارادوں سے خوفزدہ ہوتے الٹے قدموں بھاگی تھی۔ قیس اور اس کے آدمی اس کے تعاقب میں بھاگ رہے تھے لیکن وہ اپنی حالت کی پرواہ کیے بغیر بس بھاگ رہی تھی یہاں تک کہ بھاگتے بھاگتے پیر شل گئے۔ ایک جنگل میں پناہ لیتے۔ وہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پہ رکھتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ اگلے ہی لمحے چاروں اطراف سے ان آدمیوں نے اسے گھیر لیا تھا۔ اس کا سانس تھمنے لگا۔ موت اس کے تعاقب میں تھی۔

آج نہیں پکارے گی اپنے اللہ کو۔" قیس کی آواز پہ اس نے سختی سے آنکھوں کو میچا۔ قیس بے ہنگم " انداز میں قہقہے لگاتا اس کی جانب بڑھا۔ وہ قدم بقدم موت کو اپنی جانب آتا محسوس کر رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے اپنے پیٹ پہ پڑنے والی لات اتنی زور کی تھی کہ بیلا کے لبوں سے اللہ کی پکار نکلتے وہی جنگل میں دب گئی۔ وہ مسلسل اس کے وجود پہ ٹانگیں مار رہا تھا۔

"یا اللہ بس ایک بار مجھے بچالے۔ بس ایک بار۔" وہ جنگل کے وسط میں کھڑی تکلیف کی شدت سے چلائی تھی۔ آس پاس گھنے لمبے درخت اسے خوف میں مبتلا کر رہے تھے۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے موت اس کے بے حد نزدیک ہو۔

"ممی جھوٹ بولتی تھی اللہ کبھی بھی میری مدد نہیں کرتے۔ میں انہیں اتنا پکارتی ہوں لیکن وہ میری سنتے ہی نہیں۔ وہ مجھے ہمیشہ ٹھکرا دیتے ہیں۔"

اس کا پورا وجود بری طرح کانپنے لگا۔ اس نے زور زور سے سر دونوں طرف مارنا شروع کر دیے۔ کسی نے اس کے دونوں ہاتھوں کو جکڑ لیا کیونکہ اس کا چہرہ خوفناک حد تک سپید پڑ رہا تھا۔

"نہیں اللہ۔ بس ایک بار۔ بس آخری بار۔" وہ اس کی گرفت میں پھڑ پھڑانے لگی۔

"اللہ۔" اگلے ہی لمحے وہ ایک وحشت بھری چیخ مارتے اپنی جگہ پہ اٹھ بیٹھی۔ پورا وجود پسینے سے تر تھا۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتے خوفزدہ نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لے رہی تھی۔ آنکھوں میں خوف ہلکورے کھا رہا تھا۔ چاروں اطراف میں چھائی تاریکی اس کی جان نکالنے کو کافی تھی۔

"کیا مجھے معافی مانگنے کا بھی موقع نہیں ملا۔" دور کہی سے روشنی کی لکیر آتے سیدھا اس کی آنکھوں سے ٹکرائی تو وہ خوف سے کانپنے لگی۔

مم۔ میں۔ کہاں ہوں۔ مم۔ میں۔ اللہ کو کیا جواب دوں گی کہ میں نے قرآن بھلا دیا۔ میں نے قرآن" کو یاد ہی نہیں رکھا۔ لوگ اللہ کیلیے دنیا کو چھوڑتے ہیں اور میں نے اس دنیا میں گم ہوتے اللہ کو بھلا دیا۔" اس نے سختی سے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہچکیوں سے رونا شروع کر دیا۔ وہ روشنی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ اس نے اللہ کو جھٹلا دیا تھا اور اللہ نے اسے ایک موقع بھی نہیں دیا تھا۔ وہ اونچا اونچا رو رہی تھی۔ ہاتھ پیر ساتھ دینے سے انکاری تھے جیسے انہیں کسی نے رسیوں میں جکڑ لیا ہو۔ وہ بولنا چاہتی تھی لیکن آواز جیسے بند ہو گئی تھی۔ کوئی خوف بری طرح اسے جکڑ رہا تھا۔ ایکدم کسی کی مشفقانہ آواز کے ساتھ روشنی بلکل نزدیک آ گئی تھی۔ ایک لمحے کیلیے وہ آنکھوں کو میچ گئی چبھن ہی ایسی تھی۔ یکلخت پوری جھونپڑی روشنی میں نہا گئی۔ بیلا نے سکتے کی کیفیت میں اطراف میں جائزہ لیا۔ ذہن جیسے بیدار ہونا شروع ہو گیا۔

بیٹی تم جاگ گئی۔" یہ آواز۔ یہ آواز تو وہ لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔ اس نے وحشت زدہ" نگاہوں سمیت اوپر دیکھا تو سیدھا ان کے چمکتے چہرے سے جا ٹکرائی۔ یہ روشنی کتنی اچھی لگ رہی تھی اسے۔

مم۔ میں زندہ ہوں۔" وہ آنکھوں میں ویرانی لیے بولی۔"

ہاں تجھے اللہ نے ایک نئی زندگی بخشی ہے بیٹی۔" بیلا اپنی جگہ سے اٹھتے زمین پہ گھٹنوں کے بل گری تھی۔ اگلے ہی لمحے وہ وہی سجدہ ریز ہوتے اونچا اونچا رو دی۔ اس کا پورا وجود ہچکولے کھا رہا تھا۔

وہ ذات بہت رحیم ہے۔ اس سے نا امید نہیں ہونا۔" اپنی ماں کی کہی گئی بات اس کی سماعتوں میں لہرائی تو اس کا رونا تیز ہو گیا۔ خانم بی نے سنجیدگی سے اس کا ہچکولے کھاتا وجود دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ خانم بی نے وہی کھڑے کسی کو آواز دی تھی۔

فاطمہ۔ فاطمہ جلدی سے پانی لا۔ دیکھ ذرا اس گڑیا کو ہوش آ گیا۔" وہ اب شاید اپنی بیٹی کو پکار رہی تھی۔ بیلا کی بھیگی نگاہیں اس جانب اٹھی لیکن وہاں سے کوئی نہ آیا۔

سنتی ہی نہیں ہے میں خود ہی لاتی ہوں۔ اس کا بس چلے تو پورا دن بس کمرے میں بند رہے کوئی کام نہ کرے۔" وہ اسے وضاحت دیتے خود ہی اندر چلی گئی۔ بیلا کی نگاہوں نے دور تک ان کا پیچھا کیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے گرم سیال نکلتے اس کے گالوں پہ بہنے لگا۔ اس نے اپنی کپکپاتی ہتھیلیوں کو نگاہوں کے سامنے کیا اور ایک بار پھر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ دل میں قیس کے لیے نفرت ایک بار پھر اجاگر ہوئی تھی۔ آج وہ اس کی بدولت ہی تو اس مقام پہ تھی۔ انہوں نے سٹیل کے گلاس میں پانی لگاتے اس کی

جانب بڑھایا۔ بیلا نے کانپتے ہاتھوں سے اسے تھام کر لبوں سے لگالیا۔ حانم بی اس دوران خاموشی سے اس کا جائزہ لیتی رہی۔ اس نے دو گھونٹ بھرتے گلاس وہی تپائی پہ رکھ دیا۔

تو آخر تم آہی گئی۔" ان کی بات پہ بیلا نے بے یقینی سے انہیں دیکھا۔ وہ اس کے یوں دیکھنے پہ ہنس" دی۔

تمہیں لگا کہ میں تمہیں پہچانوں گی نہیں۔ میں نے ہی تو تمہیں یہاں کا راستہ دکھایا تھا۔ یہ کیسے ممکن" تھا کہ میں تمہیں نہ پہچانتی۔" وہ معنی خیزی سے بولتی ہنس دی۔ بیلا خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی۔

مم۔ میں آپ کے پاس نہیں آئی۔ میں نجانے کیسے یہاں پہنچ گئی۔" اس نے ٹانگیں ہلاتے سفید" جھوٹ بولا۔ وہ شفقت سے مسکرائی۔

"تو پھر تم یہاں کیوں آئی ہو۔"

میں نہیں جانتی۔" اس نے دھیمے سے جواب دیا۔"

تم جانتی ہو اور بہت اچھے سے جانتی ہو۔" وہ اب خالی گلاس میز پہ رکھ رہی تھی۔ کچھ لمحے ان کے" درمیان خاموشی حائل رہی۔ بیلا کو اس خاموشی سے خوف سا محسوس ہوا۔

چلو ان سب باتوں کو چھوڑو اپنے بارے میں بتانا شروع کرو۔" حانم بی کی نرم آواز پہ بیلا نے نگاہیں اٹھائی تو وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے بیلا کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی۔

"میرا نام بیلا ہے اور میں ایک غیر مسلم لڑکی۔"

لیکن تم نے تو ابھی اللہ کہا تھا۔ خوف سے اللہ کو ایک مسلمان ہی پکار سکتا ہے۔" وہ اب ہنڈیا میں چمچ ہلا رہی تھی۔ بیلا کا سانس اکھڑنے لگا۔

میں حافظ قرآن ہوں۔" اس نے دھیرے سے اعتراف کیا۔"

ارے یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔ اعتراف کرنے سے گھبرائی کیوں۔" ان کا چہرہ دمک اٹھا تھا۔"

تم جانتی ہو مجھے بھی بہت شوق تھا کہ میری بیٹی قرآن حفظ کرے لیکن اسے کمرے سے نکلنے سے فرصت ملے تو کچھ کرے نا۔ اس نے میری خواہش کا مان ہی نہیں رکھا۔ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔" وہ افسردہ دکھائی دے رہی تھی۔ بیلا انہیں دیکھ کر رہ گئی۔"

میں بلکل بھی اچھی لڑکی نہیں ہوں حانم بی۔ بہت بری لڑکی ہوں۔ نہ مجھے صبر کرنا آیا نہ شکر نہ اللہ کی رضا میں راضی ہونا۔ مجھ میں تو ان میں سے ایک بھی صفات نہیں ہیں جو مجھے ایک اچھا انسان کہہ"

سکے۔ بچپن سے اب تک میں نے صرف ظلم کیے ہیں۔ مار پیٹ چوری جھوٹ۔ دوسروں کو خود سے کم تر سمجھا۔ میں نے اللہ پہ یقین نہ کیا۔ میں کیسے ایک اچھی انسان ہو سکتی ہوں۔" وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ حانم بی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بس ہنڈیا میں چمچ ہلاتی رہی۔

غیر محرم کو دل میں بسانا کتنا غلط ہے نا اور میں کسی سے محبت کر بیٹھی تھی۔ میں کیسے ایک اچھی لڑکی "ہوئی۔

اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اس کا اچھی بری لڑکی سے کوئی لنک نہیں ہے۔ محبت تو اچھی لڑکیوں" کو بھی ہو جاتی ہے یا تو وہ انہیں مل جاتی ہے یا وہ اس کے نہ ملنے پہ خاموش رہ جاتی ہے اور خاموشی ہی ہمارے حق میں اچھی ہوتی ہے۔" ان کے طویل جواب پہ بیلا چہرہ جھکا گئی۔ مسلسل رونے کی بدولت آواز بے حد بھاری ہو رہی تھی۔

میں نے صرف اس سے محبت نہیں کی بلکہ اس کی زندگی میں زبردستی جگہ بھی بنانی چاہی۔ اس سے" نکاح کر کے۔" حانم بی نے چہرہ اٹھاتے بغور اسے دیکھا وہ کھڑکی کے پاس کھڑی باہر گرنے والی برف باری کو بغور دیکھ رہی تھی۔ بیلا نہیں جانتی تھی کہ اس انجان جگہ پہ اس انجان چہرے کے ساتھ وہ اس قدر پر سکون کیوں ہے۔

میں اس کیلیے دنیا بھی چھوڑ سکتی تھی۔" حانم بی چلتی ہوئی اس کے نزدیک آئی۔"

اس کیلیے دنیا چھوڑنے کی بجائے اللہ کے لیے دنیا کو چھوڑو انسانوں میں کیا رکھا ہے۔ یہ تمہیں دے کیا" سکتے ہیں۔ سب کچھ دینے والی ذات بس اللہ کی ہے۔" بیلا نے تھکے تھکے انداز میں کھڑکی سے سر ٹکا لیا۔ وہ اب گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

جب اللہ کے بندوں سے محبت ہوتی ہے تبھی تو اللہ یاد آتا ہے لیکن لوگوں کو یہ بات سمجھ نہیں" آتی۔ دیکھو تمہیں بھی محبت ہوئی۔ اس نے تمہیں ٹھکرایا اور تمہیں اللہ یاد آ گیا اپنے سارے غم یاد آ گئے۔" بیلا نے اپنی جلتی آنکھیں موند کر کھولی۔

اس سفر کا آغاز کیسے ہوا۔" ان کی بات پہ بیلا آنکھیں موندے وہی کھڑی رہی۔"

ڈرگز اڈیکٹ تھا وہ۔ سب سے بڑی بات وہ مسلمان نہیں تھا۔ میری ممی کو روز مارتا تھا۔ بہت" بے دردی سے مارتا تھا۔ کہتا تھا کہ اس گھر میں ایک بھی قرآن نہ ہو۔ اللہ کا ذکر نہ ہو اور میری ممی مجھے قرآن پڑھانا چاہتی تھیں لیکن اسی چیز کیلیے لڑتے لڑتے وہ مر گئی۔ اس نے میری ماں کو مار دیا اور اسی دن سے میرا یقین اٹھ گیا تھا کہ اللہ نے میری ماں کو تو بچایا ہی نہیں۔" وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بول رہی تھی۔

کس نے مارا تھا۔" کچھ لمحوں کی توقف کے بعد حانم بی کی سنجیدہ آواز گونجی۔"

میرے باپ نے۔" وہ جواب دے کر خاموش ہو گئی۔ چہرے پہ ازلی سرد مہری عود آئی۔"

بدلہ لینا چاہتی ہو اس سے۔" حانم بی نے اس کے سرخ پڑتے چہرے کو بغور دیکھا اور وہ یہی نتیجہ اخذ کر پائی تھیں۔ بیلا نے ایک نظر انہیں دیکھا اور اثبات میں سر ہلایا۔"

بدلہ لے کر پر سکون ہو جاؤ گی۔" بیلا کا دل بے ساختہ سکڑ کر پھیلا۔"

اللہ کی راہ میں سرخرو ہو جاؤ گی۔" ان کی اگلی بات پہ بیلا کو ایسا محسوس ہوا جیسے اپنی ٹانگوں پہ کھڑے رہنا ایک مشکل مرحلہ ہے۔"

پھر اس قتل کی معافی کیسے مانگو گی۔" اور اب کی بار وہ پورے قد سے زمین بوس ہوئی۔ حانم بی اب" بھی سوالیہ نگاہیں اسی پہ مرکوز کیے کھڑی تھیں۔ بیلا کو ان کی خاموشی سے وحشت ہونے لگی۔

اپنے فیصلے اللہ کی عدالت میں رکھنا شروع کر دو۔ بہترین انصاف دینے والی ذات ہے وہ۔ تھک بھی" جاؤ گی نا پھر بھی آخر میں جو اجرت ملے گی وہ تمہیں پر سکون کر دے گی۔" بیلا کے وجود کو نجانے کیوں یک گونہ سکون ملا۔ ان کا لہجہ ہی اس قدر پیارا تھا وہ بنا پلک جھپکائے انہیں دیکھے گئی۔

میں گناہوں کی لمبی سڑک طے کرتے وہ دور نکل آئی ہوں۔ واپسی پہ صرف تاریکی دکھائی دیتی ہے۔ چیختی ہوں تو پکار وہی سے لوٹ کر مجھ تک آجاتی ہے۔ وہ راہ بہت سکون دہ تھی بس چلتے جاؤ چلتے جاؤ کوئی ٹھوکر کچھ بھی نہیں تھا جس سے ٹھوکر کھا کر میں گرتی تو شاید سنبھل جاتی۔" بولتے بولتے اس کا لہجہ نم ہو گیا۔ آواز شدت غم سے کپکپا رہی تھی۔ وہ مسلسل اپنا ہاتھ بند کر کے کھول رہی تھی شاید اپنا اضطراب کم کرنا چاہتی تھی۔

"ان حالات میں جھوٹ بول کر تم نے اس دنیا کو تو اپنا بنا لیا ہے لیکن آخرت اس کا کیا۔ اسے تو تم نے گنوا دیا۔" بیلا کو اپنی سماعتیں مفلوج ہوتی دکھائی دیں۔ وہ ان سے شاید ایسا کچھ بھی سننا نہیں چاہتی تھی۔

"بہت درد ہوتا ہے کیا وہ سب سوچ کر۔"

"درد کو لفظوں میں کیسے ڈھالا جائے۔ ٹھکرایا جانا۔ شرمندگی۔ اکیلے پن کا خوف۔ میرے لیے تو یہی درد کو بیاں کرنے کیلیے الفاظ ہیں۔ اتنے سال پہلے یہ اکیلاپن ہی میرا درد بن گیا تھا اور دیکھیں آج بھی اسی درد کے ساتھ جی رہی ہوں۔" اس کا لہجہ بے حد کھوکھلا تھا۔ خانم بی نے اس کا ہاتھ تھام کر پلنگ پہ بٹھایا اور خود اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی۔

دعا مانگنا کیوں چھوڑی۔ "ان کا سوال کسی تیر کی مانند بیلا کے سینے پہ پیوست ہوا۔ "

"ڈر لگتا ہے دعا مانگتے ہوئے۔ "

کیوں۔ "وہ شاید آج سب کچھ اگلوانا چاہتیں تھیں۔ بیلا اپنے ناخنوں کو کھرچنے میں محو تھی۔ "

قبول ہی نہیں ہوتی۔ "وہ بچوں کی سی معصومیت سے بولی۔ "

اللہ پہ یقین ہی نہیں ہے تجھے بیٹی۔ "انہوں نے افسوس سے سر ہلایا۔ "

تھا یقین بہت تھا گھنٹہ گھنٹہ دعائیں مانگا کرتی تھی۔ پھر بھی وہ ذات قبول ہی نہیں کرتی تھی۔ "اس نے "
دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں مسلی۔

کسی بھی حال میں دعا مانگنا نہیں چھوڑنی چاہیے۔ اگر مل جائے تو پھر سے مانگو اگر نہ ملے تو بھی پھر سے "
مانگو۔ جانتی ہے کیوں۔ کیونکہ دعائیں کبھی رد نہیں ہوتی۔ سیدھا عرش پہ جاتی ہیں انتظار ہوتا ہے تو
بہترین وقت ہے۔ ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اور وہ جتنے مرضی ہاتھ پیر مار لو ہو کر رہتی ہے۔ یاد رکھنا
میری بچی۔ جھولی کبھی خالی نہیں رہتی کچھ نہ کچھ ان دعاؤں کے بدلے جھولی میں گرتا رہتا ہے۔

جو تاخیر اللہ کی طرف سے ہو تو یقین رکھو وہ تاخیر خیر کا پیام لائے گی۔" بیلا ان کے یقین پہ انہیں دیکھ کر رہ گئی۔ انہوں نے ہیٹر آن کیا تھا تبھی ایک پر سکون احساس اس کے رگ و پے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

اِنَّ مَعَ العُس ِ ریُس ِ رًا۔ "یاد ہے نا یہ آیت۔ بیلا نے فق چہرے سمیت نفی میں سر ہلایا۔"

"اس کا مطلب جانتی ہو کیا ہے۔"

"بے شک ہر مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔"

ہم کتنی غلطیاں دہراتے ہیں کتنے گناہ کرتے ہیں کبھی اللہ نے کسی چیز کا ہم سے بدلہ لیا۔ ہم اس کی" عبادت نہیں کرتے ہم ہمیشہ اپنے کام کے وقت اس ذات کو یاد کرتے ہیں۔ یاد رکھو وہ معاف کرنے والی ذات ہے اور ہمیں تو اسلام معاف کرنے کی ہی تلقین کرتا ہے نا۔ اگر تیرے باپ کا گناہ اللہ کے نزدیک برا ہوا تو خود اسے ٹھوکر نصیب ہو گی اللہ کی طرف سے۔ تو کیوں خدا بن رہی ہے۔" بیلا نے گھٹنوں کے گرد ہاتھ لپیٹتے اس میں چہرہ چھپالیا۔ بولنے کے لیے الفاظ ہی نہیں تھے یا شاید اس لمحے وہ بس انہیں ہی سننا چاہتی تھی۔

توسوچ کہ آزمائش جتنی بڑی ہوگی اللہ کے ہاں اسکا بدلہ بھی اتنا ہی بڑا ہوگا۔ کیونکہ آزمائشیں بھی تو" اللہ کے محبوب بندوں پہ آتی ہیں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور چولہے کی جانب بڑھی۔ دال شاید پک کر تیار ہو چکی تھی۔ وہ پلیٹ میں نکالتے اس کے سامنے آ بیٹھی۔ ایک نوالہ توڑتے انہوں نے بیلا کی جانب بڑھایا۔ اس نے بنا کوئی بحث کیے منہ کھول دیا۔

ہم کیا کر سکتے ہیں اس میں۔ مجھ سے ضبط نہیں ہوتا۔" وہ کھانے کے دوران بولی۔"

آزمائش پہ مایوسی کا اظہار کرنا کفر ہے اور صبر کرنا اللہ کی رضا میں راضی ہونا ہے۔ جب اللہ راضی" ہو جاتا ہے تو سکون کا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور جب سکون میسر آتا ہے تو شکر لازم ہو جاتا ہے۔ ان سب چیزوں کے ملتے ہی ہمارا ایمان اللہ پہ پختہ ہو جاتا ہے اور تجھے اس لمحے ان سب چیزوں کی ضرورت ہے بیٹی۔" انہوں نے نرمی سے اس کے سنہری بال سہلائے۔

میری تلاش کب مکمل ہوگی۔ کب میں اپنا اصل پاؤں گی حانم بی۔" بیلا کا دل نجانے کیوں رک رک" کر چل رہا تھا۔

اس کیلیے ابھی مزید کچھ مسافت تمہیں طے کرنی ہو گی۔ بہت جلد جواب تمہیں مل جائے گا اور جب" تمہاری تلاش مکمل ہو گی تو اس دن تمہیں اندازہ ہو گا کہ تاخیر خیر کا پیغام لاتی ہے۔ اس دن ائیر پورٹ پہ تیرا چہرہ پڑھا تھا میں نے۔ تو بہت بے چین تھی میری بیٹی۔ تجھے سکون چاہیے تھا۔

بہت سے لوگ دیکھے ہیں میں نے ٹوٹتے بکھرتے لیکن سنبھلتے کسی کسی کو دیکھا ہے اور وہی اصل میں کامیاب ہوتا ہے جو خود کو اللہ پہ یقین رکھ کر پھر سے سمیٹ لیتا ہے اور یہ خوبی میں نے تم میں دیکھی ہے۔ تمہاری آنکھوں میں میں نے ایک عزم دیکھا ہے۔ تم بہت نیک بندی ہو اللہ کی۔" بیلا نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا اور دونوں کانوں پہ ہاتھ رکھ لیے۔ آنکھوں کے دریچے میں کیا کچھ نہ گھوما تھا۔ شراب پینا۔ غیر محرم کے گلے لگنا اور سب سے بڑھ کر قرآن بھول جانا ہر غلط کام تو اس میں تھا تو پھر وہ اللہ کی نیک بندی کیسے تھی۔

نہیں ہوں نیک میں۔ مجھ سے بڑا گنہگار کوئی نہیں۔" وہ ایک بار پھر رونے کو تیار تھی۔ وہ شفقت سے" مسکرائیں۔

نیتوں اور دلوں کے حال سے صرف وہی ذات واقف ہے میری بچی۔ کیا جانے اللہ کو تیرا کونسا فعل" پسند ہو جو ہر بار آزمائش کیلیے تجھے ہی چنتا ہے۔" بیلا نے سکتے کی کیفیت میں انہیں دیکھا۔ ان کی بات نے اسے اندر تک جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ تھک ہار کر دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا گئی۔

"میں چاہے مسلمان ہوں لیکن میں نے غیر مسلموں سے بھی بدتر زندگی جی ہے۔"

ہاں بہت اچھے سے جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تو بھٹک گئی ہے اور بھٹکے ہوؤں کو راہ دکھائی" جاتی ہے یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ وہ غیر مسلم ہے۔" اس نے بے دھیانی میں انہیں دیکھا۔

میں اطراف میں ایک ایسا جمود بن چکا ہے کہ میں چاہ کر بھی اس سے نکل نہیں پا رہی۔ دماغ کی نسیں" پھٹنے لگتی ہے۔ میں فرسٹریٹ ہو گئی ہوں۔" وہ اپنے دل کا حال انہیں سنا رہی تھی لیکن کیوں اس بات کا جواب اس کے پاس نہیں تھا۔ اب کی بار حانم بی خاموشی سے اسے سن رہی تھیں۔ آنکھوں پہ وہی نرمی لبوں پہ وہی مشفقانہ مسکراہٹ۔ بیلا کو حیرت ہوئی کہ وہ اتنا سب جاننے کے بعد اس سے نفرت کیوں نہیں کر رہی۔

میں نے اتنے سال وہی سب کیا جو میرا باپ چاہتا تھا ہر غلط کام۔ کیونکہ اگر میں مسلمان ہوتی تو میرا" باپ مجھے مار دیتا۔ میں نے اس کے خوف سے کبھی پلٹنے کا سوچا ہی نہیں، میں یہ گناہ لیے اللہ کے پاس

نہیں جانا چاہتی تھی۔ مجھے موت سے خوف آتا ہے مجھے اللہ سے خوف آتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں یہ دنیا چھوڑ کر کہی دور چلی جاؤں۔

سکون نہیں ہے میری زندگی میں۔ قرآن کا ہر حرف بھول چکی ہوں۔ کیا یہ کسی حافظ قرآن کیلیے شرم کا مقام نہیں۔ مجھے تو یہاں بیٹھ کے یہ سب بولنے کا بھی کوئی حق نہیں ہے لیکن۔" اس نے ہچکی بھری۔ "لیکن میں بول رہی ہوں کیونکہ اللہ مجھے موت بھی نہیں دیتا۔ وہ ذات مجھے قبول نہیں کرنا چاہتی۔ کیا یہ میری بدنصیبی نہیں۔" وہ اب مسلسل ہچکیاں بھر رہی تھی۔

ایک بار بھٹک گئی ہو۔ اسلام ترک کر دیا تھا کوئی بات نہیں ایک بار پھر کلمہ پڑھ لو۔ اسلام کو قبول کرلو" اللہ تمہیں قبول کرلے گا۔ ایک کوشش تو کرو۔" بیلا کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔

"میں یہ کیسے کروں گی وہ مم۔ میرا باپ مجھے مار۔"

کیا تمہارے باپ کا خوف اللہ کے خوف سے زیادہ ہے؟ کیا میں یہ سمجھوں کہ ایک انسان کا خوف اللہ" کے خوف پہ حاوی آگیا۔" بیلا نے بھیگی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

تم اب جان کر انجان بن رہی ہو لیکن تمہارا یہاں میرے پاس آنا میری شخصیت سے مرعوب ہو کر" نہیں میرے پاس جو سکون ہے اس سے مرعوب ہو کر ہے۔ تمہاری ساری باتیں اس کے جواب

تمہارے پاس ہے تمہارے اندر ہے تم جانتی ہو کہ تمہیں کیسے سکون ملے گا لیکن تم پھر بھی میرے پاس آئی کیوں۔ کیونکہ تمہیں یہ سب میرے لبوں سے سننا تھا۔" بیلا کو اب کی بار حیرت نہیں ہوئی تھی وہ شاید چہرہ پڑھنے کے فن سے واقف تھی۔ اس دوران وہ کھانے سے فراغت حاصل کر چکی تھی۔ پلیٹ دھو کر جب وہ واپس لوٹی تو بیلا نے کچھ سوچ کر انہیں دیکھا۔

لوگ کیا کہیں گے۔" وہ مسکرائیں وہی نرم مسکراہٹ۔"

لوگوں نے آپ کا کچھ نہیں دینا نہ ہی آپ کا نصیب بنانا ہے۔ یہ دنیا کچھ نہیں دے سکتی آپکو۔ نہ کھانا" پینا نہ اچھا نصیب نہ ہی روٹی کپڑا۔ پھر کیوں ہم ان کی باتوں سے مایوسی کا شکار ہو۔ تم جیسی پہلے تھی اب بھی ویسی ہی رہو مگر اب اپنے لیے نہیں صرف اللہ کیلیے۔ اب تمہارے اندر میں نہیں ہونی چاہیے بس اللہ اللہ ہونی چاہیے۔ سب کچھ دینے والی ذات اللہ کی ہے۔ صرف اسے محسوس کرو۔ اس کی نظروں میں اچھا بننے کی سوچو۔ لوگوں کی پسند کے مطابق نہیں بلکہ اس کی پسند کے مطابق خود کو ڈھالو۔ لوگوں کی نہیں بلکہ اس کی سنو اور اس پہ عمل پیرا ہو۔ اس دنیا پہ نہیں بس اس ذات پہ بھروسہ رکھو کیونکہ اگر آزمائش اس کی دی گئی ہیں تو مت بھولو کہ آسانیوں کا وعدہ کرنے والی ذات بھی وہی ہے پھر ہم ناامید کیوں ہو جاتے ہیں؟" ان کے سوال پہ وہ کئی ثانیے انہیں یونہی دیکھتی رہی۔

تمہاری سب سے بڑی کوتاہی جانتی ہو کیا ہے۔ تم نے اللہ سے کبھی محبت ہی نہیں کی۔ تم نے اس انسان کی محبت کو اپنا غم بنالیا۔ اگر تم نے وہی محبت اللہ سے کی ہوتی تو وہ اس انسان کا دل بھی تمہاری طرف پلٹ دیتا۔" حانم بی کو ابھی بھی اس کی آنکھوں میں بے چینی کا عنصر صاف دکھائی دیا تھا۔

"سکون چاہیے نا تجھے۔ جا ایک کام کر معاف کر دے اپنے باپ کو اور انصاف کے فیصلے کا اختیار اللہ کو سونپ دے۔ پھر دیکھ تجھے سکون کیلیے در بدر نہیں بھٹکنا پڑے گا۔" بیلا نے نفی میں سر ہلایا۔

"مم۔ میں کیسے۔ انہوں نے میری ذات کا غرور مجھ سے چھین لیا میں کیسے معاف کر دوں انہیں۔ کیا ان کا کیا اتنا کم تھا کہ انہیں معاف کر دیا جائے۔" وہ روتے ہوئے بولی۔ اتنی ہمت اس میں کبھی نہیں تھی۔

"اس کا فیصلہ تم اللہ پہ چھوڑ دو۔ پہل معاف کرنے سے کرو۔ جو دکھ تمہیں ملیں ہیں جو تکلیفیں تم نے سہی ہیں اس کو وہ تکلیف نہ دو۔ معافی کے ذریعے سیڑھی چڑھنے کی شروعات تم کرو۔ آگے اللہ ہے نا۔"

"اللہ پاک میری کبھی نہیں سنتے۔ مجھے آج تک انہوں نے بس ٹھکرایا ہے۔" حانم بی نے اس کے لہجے میں ضد محسوس کی تھی۔

ہم دعا مانگتے ہوئے دو کام کرتے ہیں۔ ایک اللہ کو پکارتے ہیں یقین رکھ کر کہ وہ ذات ہماری بات ضرور سنے گی جلد یا بدیر قبولیت ضرور مقدر بنے گی اور دوسرا جب اس ذات کو چیلنج کرتے ہیں ہم اس سے ناراض ہو جاتے ہیں کہ وہ ذات ہماری سنتی ہی نہیں۔ اگر دعا اس دنیا میں قبول نہیں ہوتی تو وہ آخرت کیلیے محفوظ کر لی جاتی ہے بچے۔ اب تم مجھے بتاؤ کہ تم اللہ کو پکار رہی ہو یا چیلنج کر رہی ہو۔ اس ذات سے تمہارا کیا مقابلہ بھلا۔" اب کی بار وہ ناراضگی سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔ بیلا کے چہرے پہ شرمندگی چھا گئی۔

گر تو معاف نہیں کرنا چاہتی اسے تو صبر رکھ بس کچھ وقت۔ سب کچھ بدل جائے گا ایک دن۔ سب" بدل جائے گا بچے جب تیرا یہ غرور تیری یہ بدلے کی آگ تیرا یہ ذہنی فطور سب ختم ہو جائے گا۔" بیلا کو ان کی باتوں سے خوف محسوس ہوا۔ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔ چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔ چہرہ خود بخود نفی میں ہلا۔ حانم بی تشکر سے مسکرائی اور محبت سے اس کے سرخ و سپید ہاتھ تھامے۔

"ہر چیز کا اختتام ہوتا ہے لیکن ایک نئے آغاز کیلیے۔ ایسے ہی اس بیلا کو مرنا ہوگا ایک نئی بیلا کو جنم دینے کیلیے۔ تمہیں بدلنا ہے تو اپنے باپ کو معاف کر کے پچھلی زندگی کے تمام نام و نشان مٹانے ہونگے۔" وہ اب اسے زندگی گزارنے کا ہنر سکھا رہی تھیں۔

"بس مانگتی رہو اور اس کے کُن کا انتظار کرتی رہو۔ اس کے بعد جو تمہاری جھولی میں گرے گا خواہ وہ پانی کے قطرے کی مانند ہی کیوں نا ہو وہ بہترین ہو گا اور تمہیں دیری کی وجہ بھی بخوبی سمجھا دے گا۔ وہ تمہارے صبر اور شکر کا انعام ہو گا اور دوسری اور سب سے اہم بات اللہ سے ہمیشہ اچھا گمان رکھو کیونکہ اللہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے جیسا گمان رکھو گے میں تمہیں ویسا ہی لٹاؤں گا۔"

"میں اللہ کے بہت نزدیک ہونا چاہتی ہوں میں سکون چاہتی ہوں۔ میں اس سے اپنے دل کی ہر بات کرنا چاہتی ہوں۔ میں اپنی فرسٹریشن نکالنا چاہتی ہوں۔ میں قرآن پڑھنا چاہتی ہوں لیکن میں گنہگار تو وہ بھی بھول۔" روتے روتے اس کی آواز لڑکھڑا گئی۔

"قرآن کو بھول جانا گناہ ہے میں مانتی ہوں لیکن اس بات کا احساس بھی اسی کو ہوتا ہے جس کے دل میں خوفِ اللہ ہو۔

اگر اس کی نگاہ میں کوئی مرتبہ چاہتی ہو تو اپنی ہستی کو مٹا دو۔" اسی پل اور اسی لمحے بیلا نے ان کی بات کو خود سے باندھ لیا تھا۔ اس کے چہرے پہ پھیلتی تشکر بھری مسکراہٹ بہت بے ساختہ تھی۔ حانم بی کھل کر مسکرائی۔

تم یہاں بیٹھو میں فاطمہ کو کھانا دے کر آئی۔ تم برا مت ماننا وہ ایسی ہی ہے گھبراتی ہے انجان چہروں کے سامنے جانے سے۔" بیلا نے ان کے جانے کا سن سہم کر ان کا ہاتھ تھام لیا۔ باہر تاریکی بڑھ رہی تھی۔ تاریکی سے اس کی جان نکل رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا کے چلنے کی آواز ماحول کو مزید وحشت زدہ کر رہی تھی۔

اللہ پہ یقین رکھ۔" وہ اس کا سر تھپتھپاتے اس کمرے سے نکل گئی۔ بیلا نے خوف سے اطراف کا جائزہ" لیا۔ وہاں چلتا اکلوتا بلب بھی اب بجھنے والا ہو گیا تھا۔ اس کی ہلکی ہوتی روشنی دیکھ بیلا کا سانس رک گیا۔

حانم بی۔" وہ وہی کھڑے کھڑے چلائی۔ اگلے ہی لمحے وہ بھاگتی ہوئی آئی اور سوالیہ نگاہوں سے اسے" دیکھا۔

گھبرا کیوں رہی ہو بچہ یہاں اکثر رات میں یہی ہوتا ہے۔ تم باہر کے مناظر دیکھو یہاں کتنا خوبصورت" "ہے یہ سب۔

دنیا تو سچ میں بہت خوبصورت ہے بس یہ دل مر گیا ہے۔" بیلا کی بات پہ حانم بی نے خفگی اسے دیکھا تو وہ انہیں دکھانے کی خاطر جبراً مسکرائی۔

بس کل صبح کے سورج کے نکلنے کا انتظار کرو پھر وہی کرنا جو تمہارا دل چاہے گا اور اس بار اللہ پہ یقین" رکھ کر۔" بیلا نے آسودگی سے مسکراتے سر ہلایا۔

اس سے پہلے میں ایک بار اپنے بھائی کے پاس بس ایک رات بیتانا چاہتی ہوں۔ نجانے کیوں ایسا" محسوس ہو رہا ہے کہ زندگی بس کچھ دیر کی ہی ہے۔ سب کچھ ختم ہونے والا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے سب کچھ مجھ سے چھن جائے گا۔" اس کی خوفزدہ بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر حانم بی نے آنکھیں موندی اور کلمہ پڑھنا شروع کیا۔ بیلا کا پورا وجود ٹھنڈا پڑ گیا۔ وہ فق چہرے سمیت انکے ہلتے لبوں کو دیکھ رہی تھی۔ یکلخت اس کے سینے میں درد اٹھا۔ اس نے بھاری ہوتے تنفس سمیت آنکھوں کو سختی سے میچا اور ہولے سے ان کے ساتھ کلمہ دہرانے لگی۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ ایک بار بھی اس دوران اس کی آواز نہ کانپی تھی نہ لڑکھڑائی تھی۔ اسے تو یاد تھا اتنے سالوں بعد بھی سب۔ حانم بی نے آنکھیں کھولتے اسے دیکھا تو اس کا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا لیکن لبوں پہ پھیلی مسکراہٹ پرسکون کر دینے والی تھی۔

تیری آواز بے حد خوبصورت ہے۔ تو روز قرآن پاک پڑھا کر بچے۔ دیکھ تو نے اللہ کی جانب جانے" والی پہلی سیڑھی ہمت کر کے خود چڑھی تو باقی کی سیڑھیاں تو اللہ کے حکم سے خود بخود چڑھتی چلی گئی۔" بیلا نے کھڑکی سے دکھائی دیتے کشادہ آسمان کو بغور دیکھا۔ خود بخود اس کے لبوں سے الحمد اللہ نکلا تھا۔ پہلی بار جب وہ ہاری تھی تب اس کے پاس کوئی نہ تھا لیکن دوسری بار جب وہ ہاری تو اس کے پاس سب کچھ تھا اس کا اللہ تھا اور جس کے پاس اللہ ہو اسے اور کیا ہی چاہیے۔ کچھ سوچ کر اس نے آسودگی سے آنکھیں موند لی۔

نجانے کیوں آنے والے دنوں کا خوف بے تحاشہ تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے بہت برا ہونے والا ہے لیکن اس سے پہلے وہ ایک بار فانیہ اور مومی کو ملنا چاہتی تھی دیکھنا چاہتی تھی۔ ان کے چہروں کو آنکھوں میں بسانا چاہتی تھی۔

****

وہ قد آور آئینے کے سامنے کھڑی اپنے وجود کا جائزہ لے رہی تھی۔ لبوں پہ خود بخود ایک خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی۔ گالوں پہ چھائے گلال میں اضافہ ہوا۔

اگر بی اسے یہاں نہ بھیجتی تو اس کی کیا حالت ہوتی۔ ٹھیک ہے وہ اس سے نگاہیں پھیر رہی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ غازی اسے منا لے گا۔ یہ مان بھی تو اسی کا دیا ہوا تھا۔ وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں کھڑی سوچ رہی تھی۔ یکلخت خود کو کسی کے مضبوط حصار میں محسوس کر وہ جی جان سے کانپی اور چونک کر آئینے میں دیکھا۔ غازی بغور اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔ وہ جھینپ کر نگاہیں جھکا گئی۔

کیا تم مجھ سے شرما رہی ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ اس صدی کا سب سے حیران کن واقع ہے۔" اس نے" نرمی سے اس کے گال پہ اپنا لمس چھوڑا۔

تو کیا اب آپ کے خیال میں میں بے شرم ہو۔" وہ اپنے گال کو رگڑتے تڑخ کر بولی اور ایک جھٹکے" سے اس کے حصار سے نکلی۔

میرے خیال میں نہیں بلکہ تم سچ مچ بے شرم ہو۔" غازی نے جھک کر اس کی ناک دبائی۔ وہ دانت" کچکچاتے سر جھٹک گئی۔

"مجھ سے بات مت کریں آپ۔ مجھے آپ بلکل بھی اچھے نہیں لگتے۔"

اچھا اور کسی اور کو۔" فانیہ کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔"

جب بچے کی ماں نفرت کرتی ہے تو بچہ بھی نفرت ہی کرے گا۔"غازی نے اسے اپنی جانب کھینچا اور "
محبت سے اس کی کنپٹی پہ لب رکھے۔

لیکن بچے کا باپ تو محبت کرتا ہے نا۔بس کرو یار مت دکھاؤ اتنی بے رخی۔"وہ تھکے تھکے انداز میں "
بولتے اسے بازوؤں کے حصار میں لے گیا۔فانیہ نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔ایکدم کچھ
سوچتے اس کی آنکھیں چمک اٹھی۔

اوکے ایک شرط پہ میں آپ کا کارڈ لے جاؤں کچھ شاپنگ کرنی ہے۔"اس کی چہکتی آواز پہ اب کی بار "
غازی نے آنکھیں سکیڑی اور پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

کسی دن میرا بینک بیلنس صرف تمہاری بدولت صفر پہ آجائے گا۔پہلے بھی تم انہی چکروں میں مجھے "
"اچھا خاصہ زچ کر چکی ہو۔

کیا آپ میرے لیے اتنا نہیں کر سکتے۔"غازی نے اس کے مظلومیت سے بولنے پہ مسکراہٹ "
دبائی۔جانتا تھا وہ جان بوجھ کر اس کا امتحان لے رہی ہے۔

نہیں بلکل بھی نہیں۔ مجھے اپنے پیسوں سے عشق ہے اور عشق کا کوئی نعم والبدل نہیں۔" وہ اسے "ہری جھنڈی دکھاتے مزے سے اپنے بالوں میں برش کرنے لگا۔ فانیہ اس کی صاف گوئی پہ تلملا کر رہ گئی۔

آئی رئیلی ہیٹ یو۔" وہ اسے زور سے پیچھے دھکیلتی غصے سے واک آؤٹ کر گئی۔ غازی نے محبت سے "اس کی پشت کو تکا۔

کبھی یہ لڑکی اس سے بد تمیزی کی تمام حدیں پھلانگ جاتی تھی اور کبھی اس سے ناز نخرے اٹھواتی تھی لیکن غازی نے اس کی بد تمیزیوں کو بھی ہمیشہ سر آنکھوں پہ رکھا تھا۔ خود پہ ایک تنقیدی نگاہ ڈالتے وہ جوں ہی باہر لاؤنج میں آیا وہ حشمت اور جے بی کے سامنے اپنا رونا رونے میں مصروف تھی۔ غازی اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔ خود کا بچہ ہونے والا تھا اور وہ بچی بنی بیٹھی تھی۔

یہ دیکھیں بابا یہ آگئے ہیں۔" حشمت کو خود کو گھورتا دیکھ وہ سٹپٹا کر رہ گیا۔ اس نے بیچارگی سے جے بی" کو دیکھا۔

یار اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پہ غصہ کون کرتا ہے۔" غازی نے نرمی سے اسے بہلانا چاہا۔"

میں کرتی ہوں پاگل جو ہوں۔" وہ اس کے سوال پہ چیخ کر بولی۔ غازی بوکھلا گیا۔ جے بی اس سے ہمدردی ظاہر کرنے کی خاطر اٹھا اور اس کا شانہ تھپتھپایا۔

"بھائی موڈ سوئنگز۔" جے بی کی بات پہ اس نے اپنی چوڑی پیشانی مسلی۔

"یار یہ کیسے موڈ سوئنگز ہیں تمہارے۔" غازی حشمت کے ساتھ جگہ سنبھالتے سچ مچ جھنجھلا گیا۔

"آپ کو سمجھنا چاہیے نا۔" وہ اگلے ہی لمحے فوراً مظلوم بنی۔ وہ تینوں اسے دیکھ کر رہ گئے۔ وہ ایک پل میں تولہ اور دوسرے ہی پل ماشہ تھی۔

"تمہارا پتہ نہیں میں ضرور پاگل ہو جاؤں گا۔"

"پاگل کو پاگل ہونے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ آلریڈی پاگل ہوتا ہے۔" اب کی بار وہ تن فن کرتے غصے سے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ وہ تینوں بے بسی سے ایک دوسرے کی شکل دیکھ کر رہ گئے۔ سب سے پہلے حشمت کی ہنسی نکلی۔ غازی نے ناراضگی سے انہیں دیکھا جو اس کی حالت سے خوب حظ اٹھا رہے تھے۔ جے بی نے کسی احساس کے تحت چہرہ اوپر اٹھایا تو نگاہ سیدھا داخلی دروازے پہ کھڑی بیلا کے چہرے سے جا ٹکرائی۔ اس کے پرسکون چہرے پہ گزری کسی بات کا شائبہ تک نہیں تھا۔ جے بی نے اپنا وہم سمجھ کر سر جھٹکا۔

مومی۔" اس سے قبل کہ وہ اپنے کمرے میں گھستا نرم گرم سی آواز اسے اپنی سماعتوں میں گھلتی ہوئی" محسوس ہوئی۔ دل نے شدت سے خواہش کی تھی کہ کاش اس آواز میں وہ کبھی اپنا نام بھی سنے۔ اگلے ہی لمحے فانیہ کی چیخ پہ وہ گڑبڑاتے ہوش کی دنیا میں لوٹا اور نگاہ اس کی جانب اٹھائی لیکن وہ دو سیکنڈ سے زیادہ اس کی جانب نہ دیکھ پایا تبھی چہرہ جھکا گیا۔ وہ اب حشمت سے مل رہی تھی۔ حشمت نے کسی احساس کے تحت جے بی کی جانب دیکھا جو فون کان سے لگائے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا لیکن اس کے چہرے پہ چھایا سکون دیکھ وہ اندر تک سرشار ہو گئے۔

تم نے بہت اچھا کیا جو یہاں آ گئی۔" غازی کی ہشاش بشاش آواز پہ وہ دھیما سا مسکائی اور گہرا سانس" بھرتے جیسے خود کو کچھ کہنے کیلیے تیار کیا تھا۔

میں کل یہاں سے جانے والی ہوں مومی۔ بس ایک آخری بار تم سے اور فانی سے ملنے آئی تھی۔ مجھے" "واپس میسنی جانا ہے۔

"لیکن جب تک میں قیس کو نہیں پکڑ لیتا۔"

کوئی ضرورت نہیں ہے مومی اس کی۔ میں نے اسے معاف کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کی پکڑ اللہ" کے ہاتھوں ہی ہو گی اب۔" بیلا کی سرسراتی آواز پہ ان سب کے چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ جے بی کا ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔

"یہ تم کیا بول۔"

بہت ہمت والی بچی ہے بیلا۔ بہت اچھا فیصلہ کیا ہے آپ نے۔" حشمت کے لبوں سے نکلتے الفاظ سن" بیلا نے تشکرانہ نگاہیں ان کی جانب اٹھائی اور سر ہلایا۔ غازی نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا جیسے بیلا کا فیصلہ اسے بلکل بھی پسند نہ آیا ہو۔

لیکن بابا یہ ٹھیک نہیں ہے۔" غازی نے احتجاج کرنا چاہا لیکن وہ ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک" گئے۔

جو کچھ اس نے سہا ہے تم نے اس کا پانچ پرسنٹ بھی نہیں سہا۔ پھر بھی اس نے یہ فیصلہ کیا ہے تو ضرور" کوئی وجہ رہی ہو گی۔ بہتر ہے تم اس کا حوصلہ کم کرنے کی بجائے بڑھاؤ اور بچی کو اب آرام کرنے دو سفر سے تھک گئی ہو گی۔" حشمت سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کرتے کمرے میں چلے گئے۔

"بی وہ ڈیڈی۔"

ڈونٹ کال ہم ڈیڈی۔" غازی نے اشتعال کے عالم میں فانیہ کو جھڑک دیا۔ بیلا نے خفگی سے غازی کو دیکھا اور نرمی سے فانیہ کو اپنے حصار میں لیا۔

"بھائی آپ کا فون۔" جے بی کی بھاری آواز پہ بیلا کی نگاہیں نا چاہتے ہوئے بھی اس کی جانب اٹھی تھی مگر وہ اس کی جانب متوجہ نہیں تھا۔ اس کا سارا دھیان غازی کی جانب تھا۔ اپنی کہی گئی باتیں یاد کرتے اسکے دل میں گھٹن بڑھنے لگی۔ وہ نگاہیں پھیر گئی۔

"تم آرام کرو۔ فانیہ بلی کو کمرے میں پہنچا دو۔" غازی مصروف لب و لہجے میں بولتے فون کان سے لگاتے باہر نکل گیا۔ فانیہ نے بھی بیلا کو لیتے قدم کمرے کی جانب بڑھائے تھے۔ نجانے کیوں کمرے میں جاتے جاتے بیلا نے مڑ کر صوفے پہ بیٹھے وجود کو دیکھا جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔ ایک سکون سا بیلا کے وجود میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ مطلب اس کی باتوں سے وہ سنبھل گیا تھا۔ بیلا کھل کر مسکرائی۔

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

شام کے سائے چاروں اطراف میں اپنے پر پھیلانے میں کامیاب ہو چکے تھے۔ اس کی آنکھ کسی عجیب سے احساس کے تحت کھلی تھی۔ ایک تو بلکل نئی جگہ سونے پہ سہاگہ دل پہ چھائی بے چینی۔ اس نے سرعت سے چپل پیروں میں اڑسی اور بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے کمرے سے باہر نکل

آئی۔ لاؤنج میں کسی زی روح کا نام و نشان نہیں تھا۔ وہ ایک لمبی راہداری عبور کرتے لان کی جانب چلی آئی۔ غازی اسے وہی دکھ گیا تھا۔ قریب جانے پہ احساس ہوا کہ وہ اپنا ریوالور چیک کر رہا تھا۔ قدموں کی چاپ پہ غازی چونک کر مڑا۔ سامنے کھڑی بیلا کو دیکھ وہ نرمی سے مسکرایا تھا۔ بیلا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور چہرہ جھکا گئی۔

نیند آگئی تمہیں سکون سے۔" بیلا نے بنا کسی تردد کے اثبات میں سر ہلایا تھا۔"

تمہارا عشق ہے نا یہ۔" بیلا نے جھک کر ایک نہایت قیمتی بندوق اٹھائی اور بغور اسے دیکھا۔ ایک لمحے" کو اس کا ہاتھ کپکپایا تھا۔

تمہیں کیسے علم ہوا۔" وہ مسکرا کر پلٹا اور ملازم کو وہ تمام گنز لے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ اس کے جاتے" ہی غازی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی رکھی کرسی پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"میں نے دیکھا ہے تمہاری آنکھوں میں۔"

آج تک صرف مجھے لگتا تھا کہ میں ہی آنکھیں پڑھ سکتا ہوں لیکن اب مجھ سے بھی آگے کوئی آچکا" ہے۔ تم نے ٹیلی پیتھی تو نہیں پڑھ رکھی کہی۔" غازی نے شرارت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔ بیلا

لب دبا گئی۔ چہرے پہ ایک دکھ ہلکورے کھانے لگا۔ اس نے اپنا بھاری ہوتا سر مسلا۔ غازی بھی اسی لمحے عجیب سے احساسات میں گھر گیا۔

ہمیں یہ چیز ممی سے ملی ہے۔ تمہیں معلوم ہے ناوہ بھی ایسے ہی ہماری آنکھیں پڑھ لیا کرتی تھی۔ ہمارے ساتھ کیا ہوا ہے انہیں سب معلوم ہو جایا کرتا تھا۔" وہ بولتے بولتے ہنسی کھو کھلی ہنسی۔ ہنسی میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔ غازی بنا پلک جھپکائے اسے دیکھے گیا جو اب اپنی خالی ہتھیلیوں کو رگڑ رہی تھی۔

"تم سیر کل کلر کیسے بنے۔ میرا مطلب یہ سب ہی کیوں آخر۔"

سیریل کلر کیا انسان یونہی بن جاتا ہے۔ ایک تلخ ماضی ہوتا ہے انسان کا جو اسے انسان سے بھیڑیا بنا دیتا ہے۔ تم پریشان مت ہو میرے اس کام سے فانیہ کو کبھی کسی قسم کا نقصان نہیں ہو گا۔" بیلا کے سوالیہ انداز پہ اس کی تلخ آواز ابھری۔ بیلا نے اپنی خالی ہاتھوں کو بغور دیکھا۔ کیسے وہ اس کا چہرہ پڑھ گیا تھا۔ غازی اس کے نگاہیں چرانے پہ مسکرایا۔ بیلا مسکرا بھی نہ سکی بس کھوئی کھوئی کیفیت میں دور کہی خلاء میں دیکھتی رہی۔

اتنے سالوں سے کسی نے میرا چہرہ نہیں پڑھا۔ بس جو نقلی چہرہ لگائے رکھا لوگوں نے اسے سچ مان لیا۔" بولتے بولتے اس کی آواز کپکپا گئی۔ غازی نے نہایت نرمی سے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ غازی کو بلانے آتا جے بی بیلا کی آواز سن وہی ٹھہر گیا۔ دل کی حالت عجیب ہوئی۔

"جانتے ہو جب انہوں نے پہلی بار مجھے یہاں مارا تھا نا بہت درد ہوا تھا لیکن جب دوسری بار مارا اس وقت میں نے ہنس کر سہا تھا سب درد۔ اس حقیقت سے واقف تھی کہ ہنس کر یا رو کر یہ سب سہنا تو ہے ہی بچانے کوئی نہیں آئے گا۔ نا امید ہو گئی تھی بہت زیادہ۔ اچھا سوچنا چھوڑ دیا تھا۔ ہمیشہ غلط براذہن پہ سوار رہتا تھا۔ ایمان بہت کمزور تھا میرا۔ اللہ پہ یقین کے ساتھ ہی تو آپ کے ایمان کا اندازہ ہوتا ہے۔ زندگی کے اتنے سال یونہی غفلت میں بیتا دیے میں نے۔ نجانے زندگی آگے موقع دے بھی یا نہیں۔" غازی نے نہایت سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ چہرے پہ اذیت اتر آئی تھی۔

"پہلے پہل دل کرتا تھا کہ میں فانیہ کو اپنا رازداں بنا لوں لیکن پھر میں سوچتی تھی کہ میرے کردار کی مضبوطی کا بھرم ٹوٹ جائے گا مجھے یہ گوارا نہیں تھا۔ میں اپنی بدولت کسی کو دکھی کر کے نہیں جانا چاہتی تھی۔"

میرا سانس گھٹتا ہے۔مجھے سمجھ نہیں آتی میں کیا کر رہی ہوں کیوں کر رہی ہوں۔میرا ذہن میرے" ساتھ نہیں ہوتا۔ایسا لگتا ہے جیسے اسے کوئی اور کنٹرول کر رہا ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے میرا پورا وجود جکڑا جا رہا ہے۔"اس کی آواز کپکپا رہی تھی۔اسکی بے بسی پہ غازی کا چہرہ ضبط کے مارے سرخ پڑ گیا۔اس نے نرمی سے اپنے لب اس کے بالوں سے ڈھکے سر پہ رکھے۔

"خود کو جاننا ایک ظالم مرحلہ ہے۔میں نے خود کو جانا ہے تو سمجھ گئی ہوں کہ غلط لوگ نہیں میں تھی۔میں اپنے گناہوں کا تاج دوسروں کے سر پہ ڈال کر خود بری الذمہ ہو رہی تھی۔میں چاہتی تو سنبھل سکتی تھی لیکن میں نے انسان کے خوف کو اللہ کے خوف پہ حاوی ہونے دیا۔"غازی اسے ساتھ لگائے بس اسے سن رہا تھا۔وہ اسے پوری طرح سننا چاہتا تھا تا کہ اس کے دل میں کسی قسم کی اذیت باقی نہ رہے۔

میں کل واپس مینسی جا رہی تھی اسی لیے ایک رات تمہارے ساتھ گزارنا چاہتی تھی۔ایک دن میں" میری پچھلی زندگی کے دکھوں کا ازالہ کر دو تم مومی۔مجھے سکون دے دو۔"غازی نے شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا۔وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔غازی کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے بیلا کے بالوں میں جذب ہو گیا۔جے بی نے اپنے دونوں ہاتھ چہرے پہ پھیرے تو پورا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔

میں یہ کہنا چاہتی تھی کہ میرے پاس بھی ایک بھائی ہے۔ میرا بھی کوئی رشتہ ہے۔ خیر۔"اس نے" سختی سے اپنے گالوں کو رگڑا۔

فانی بے بی کا خیال رکھنا وہ اب تمہاری ذمہداری ہے موی اسے تمہیں ہی نبھانا ہے۔ اگر تم ابھی بھی" "کسی وجہ سے ہچکچا رہے ہو تو لیٹ می کلئیر یو ون تھنگ۔ وہ نون مسلم نہیں ہے۔

جانتا ہوں میں اس بات کو تبھی نکاح کیا ہے۔" بیلا نے لب بھینچ کر چہرہ جھکا لیا۔"

میں نہیں چاہتی کہ جتنے سال میں نے اس ڈپریشن اس اذیت میں بیتائے ہیں ویسے ہی وہ" بیتائے۔ اسے کوئی غم نہیں ملنا چاہیے۔ میں آج تک صرف اس کی خوشی کی خاطر جی ہوں۔ اب آزادی چاہتی ہوں اس ذمہداری سے تبھی تمہیں سونپ رہی ہوں۔ میں تھک گئی ہوں۔"اس نے غازی کے دونوں ہاتھ تھام لیے۔ غازی کا دل ایک لمحے کو سکڑ کر پھیلا۔

کبھی اپنے لیے بھی سوچا کرو۔" بیلا پھیکا سا مسکرائی۔"

اپنے لیے ہی سوچ رہی ہوں موی۔ جب وہ خوش اور پر سکون ہو گی تبھی میں بھی خوش اور پر سکون" ہو نگی۔"غازی نے گہرا سانس فضا کے سپرد کرتے کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا۔ جے بی سرعت سے درخت کی اوٹ سے نکلا۔

مومی کیا آج میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں اپنے بھائی اپنے مومی کے گھر آئی ہوں۔"غازی نے نرمی سے"

اس کے گال کے بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا۔

کہ تو آپ کچھ اور بھی سکتی تھی لیکن آپ نے اس آفر کو بری طرح ٹھکرا دیا ہے۔"جے بی کی غیر"

متوقع بات پہ جہاں غازی نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا وہی بیلا کے چہرے پہ سرد مہری عود

آئی۔ وہ ایک بار پھر اپنے خول میں واپس لوٹ آئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور غازی کو ایک نظر دیکھ

اندر کی جانب بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی غازی نے نگاہوں کا زاویہ جے بی کی جانب کیا جو دونوں ہاتھ

پشت پہ باندھے چہرہ جھکائے کھڑا تھا۔

اپنی بات کی تم مجھے وضاحت دینا پسند کرو گے۔"غازی نے دائیں آئبرو اچکائی اور تیکھی نگاہوں سے"

اسے دیکھا۔

"تم اسے چھپ چھپ کر دیکھتے ہو۔"

بخدا کبھی ایک غلط نگاہ ان پہ نہیں ڈالی۔"وہ غازی کی بات سن تڑپ کر بولا۔"

اچھی بات ہے ڈالنا بھی مت وہ نامحرم ہے تمہارے لیے۔"اس سے پہلے غازی اندر جاتا جے بی کی"

بات نے اس کے قدم جکڑ لیے۔

وہی تو بول رہا ہوں کہ انہیں محرم بنانا چاہتا ہوں۔" غازی جھٹکے سے مڑا اور خشمگیں نگاہوں سے اسے " دیکھا۔

تم جانتے ہو کہ تم کیا بول رہے ہو ؟" وہ جیسے اسے مارنے کو لپکا۔ جے بی اس دوران اپنی جگہ سے ایک " انچ بھی نہ ہلا۔

فارسی تو میں نے بولی نہیں جو آپ کو سمجھ نہ آئے۔" اس کا سکون قابل رشک تھا۔ غازی نے سختی سے " دانت پہ دانت جمائے اور ایک قہر برساتی نگاہ اس پہ ڈال کر اندر چلا گیا۔ جے بی نے تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی تھی۔ یہ مرحلہ بلکل بھی آسان نہیں تھا۔

****

آپ اب تک سوئی نہیں۔" جے بی جو اپنے کمرے کی کھلی کھڑکی سے اسے لان میں کھڑا دیکھ وہاں آیا" تھا حیرت سے بولا۔ چاروں اطراف میں سناٹے کا راج تھا۔ بس ان کی مدھم سرگوشیوں کی آواز ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔ بیلا نے ایکدم سہم کر اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھا اور آنکھیں موند کر کھولی۔ اس نے ہمیشہ کی طرح اچانک آکر اسے ڈرا دیا تھا۔

تم کیوں بار بار میرے پیچھے آجاتے ہو۔" وہ اپنے لہجے کو تلخ ہونے سے روک نہ پائی۔ سامنے کھڑا" شخص اس کی اتنی نفرت کے باوجود سر جھکائے بس اس کے آگے کھڑا رہتا تھا۔

مجھے اچھا لگتا ہے آپ کے آس پاس رہنا۔" وہ جھکے چہرے سمیت مسکرایا۔"

ہم ایک دوسرے کیلیے غیر محرم ہیں شاید۔" بیلا کا لہجہ اب کی بار کاٹ دار تھا۔ وہ شدید غصے میں اسے" باور کروا رہی تھی۔

پھر سے وہی بات دوہرا رہا ہوں میں کہ کیا آپ میری محرم بنیں گی؟" بیلا نے ضبط سے مٹھیاں بھینچی" اور دوبارہ سے اپنی نگاہیں آسمان پہ ٹکالی۔ وہ کیوں اس کے پیچھے پڑ گیا تھا۔

جانتے ہو جب انسان اپنا آپا کھو دیتا ہے تو وہ جانور بن جاتا ہے اور میں جانور بن گئی تھی۔ میرا اپنے" نفس پہ قابو ہی نہیں تھا تبھی تو بدلے کی آگ میں جھلس رہی تھی۔ میں اپنے حواسوں میں ہی نہیں رہی تھی۔ میں بلکل بھی اچھی نہیں ہوں میرے ماضی کی کوتاہیاں تمہارے آگے آئے گئیں اور یہ میں نہیں چاہتی۔ میرے دل میں تمہارے لیے کچھ نہیں ہے خدارا مجھ پہ رحم کرو۔ مجھے ایک نئے امتحان میں مت ڈالو۔" جے بی کا چہرہ ایک لمحے کو تاریک پڑا۔ وہ اس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

زندگی میں کبھی پیچھے مڑ کر اپنے ماضی کو مت دیکھیے گا وہ آپکو پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں دے گا۔" ہمیشہ آنے والے کل کو سوچیے کہ اسے کیسے بہترین بنایا جائے۔ ویسے بھی مجھے آپ کے ماضی اور حال سے کوئی مطلب نہیں۔ بس پتا ہے تو اتنا کہ آپ کا آنے والا کل مجھے کسی بھی حال میں خوبصورت بنانا ہے۔ کیا آپ مجھے اس چیز کی اجازت دے گی۔" جے بی کے لہجے میں ایک آس تھی۔ بیلا کی رنگت پھیکی پڑ گئی۔ اس نے اپنے دونوں کپکپاتے ہاتھوں کو آپس میں پیوست کیا۔

"میں عمر میں تم سے بڑی ہوں۔"

جانتا ہوں۔" وہ اس کی بات پہ دھیرے سے بولا۔"

"میں طلاق یافتہ ہوں۔"

"یہ بھی جانتا ہوں۔"

میرا وجود داغدار ہے۔" بیلا نے کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

اس بات کو میں نہیں مانتا۔" اطمینان قابل رشک تھا۔"

"میں کسی سے محبت کرتی تھی اور شاید صرف اسی سے کی ہے۔ اس کے بعد کوئی نہیں۔ اب ویسی محبت تو نہیں رہی لیکن اس سے وابستہ جو یادیں ہیں ناوہ لہولہان کر دیتی ہیں۔

"جانتا ہوں۔" ابھی بھی اس کا لہجہ پر سکون تھا۔ بیلا کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس نے پلکیں جھپک جھپک کر آنسوؤں کو اندر اتارا۔

"میں آپ سے یونہی تعلقات بڑھانے کی بات تو نہیں کر رہا نہ یہ وقتی کشش ہے۔ محرم بنانا چاہتا ہوں۔ نکاح کرنا چاہتا ہوں اور نکاح کے بعد کی محبت پہ مجھے بے حد یقین ہے۔

"ایک بار مجھے موقع تو دے کر دیکھیں۔" جے بی کے چہرے پہ سرخی چھا گئی جیسے وہ خود پہ بڑی مشکلوں سے ضبط کر رہا ہو۔

"جانتی ہوں کہ جب آپ کسی سے پیار کرے اور وہ آپ سے نہ کریں تو کیسا محسوس ہوتا ہے۔ ٹیس تو اٹھتی ہے مگر اب سمجھ آگیا ہے کہ آپ زبر دستی کسی کی پسند نہیں بن سکتے۔" بیلا نے جیسے خود میں کچھ کہنے کی ہمت مجتمع کی۔ جے بی نے گرل کو سختی سے تھام لیا۔ شاید آخری فیصلے کا وقت نزدیک تھا۔

میں نے اس بات کو سمجھنے میں دیری کر دی۔ امید ہے تم اپنی زندگی ضائع نہیں کرو گے۔" اس کی اگلی بات پہ جے بی آنکھیں موندے جیسے اپنی بے بسی پہ مسکرایا۔ اس نے یونہی نگاہ اٹھائی تو سیدھا بیلا کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔

اس نے مقابل کی آنکھوں میں اپنے لیے دیوانگی محسوس کی تھی لیکن پھر بھی وہ اسے ٹھکرا چکی تھی کیونکہ اس کے دل میں جبران نامی شخص کہی نہیں تھا اس کا دل تو بلکل خالی تھا۔

اللہ حافظ۔ دعا کرنا میری آگے کی منزلیں آسان ہو۔" اس کے لب بے آواز ہلے۔ حلق میں نمکین" آنسوؤں کا گولہ سا اٹکا۔ اس کے مڑتے ہی وہ بے دم سا ہوتے گھٹنوں کے بل زمین پہ گرا اور دونوں ہاتھ زمین پہ رکھ کر جیسے خود کو آنے والے وقت کیلیے تیار کیا تھا۔ آنکھوں سے گرم سیال نکلتے اس کی شیو میں جذب ہوا۔ راہداری کی جانب مڑتی بیلا نے نجانے کیا سوچتے اسکی جانب دیکھا۔

زخم تازہ ہے لیکن سنبھل جاؤ گے۔ جب تمہیں اس بات پہ یقین ہو جائے گا کہ میں تمہارے آس" پاس کہی نہیں ہوں۔ ایک لاحاصل خواب ہوں ایک سراب ہوں تب سب کچھ سنبھل جائے گا۔ وقتی محبت کو عشق و جنون سے ملانا آج کل کے لوگوں کا کام ہے۔ میں ان سب چیزوں سے بہت دور نکل آئی ہوں کیونکہ اس کا نتیجہ دیکھ چکی ہوں۔ بہت تھک گئی ہوں میں۔ اب سکون کی تلاش میں اگر مرنا

بھی پڑا تو قبول ہے۔" اس نے تلخی سے بولتے سر جھٹکا۔ سب کے اٹھنے سے پہلے اسے یہاں سے نکلنا تھا۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

ٹیکسی میں بیٹھتے ہی اس نے سر سیٹ سے ٹکاتے سب کے مسکراتے چہرے یاد کیے اور دھیما سا مسکرائی۔ ایک نگاہ باہر کے بھاگتے دوڑتے مناظر پہ ڈالتے اس نے گہرا سانس بھرا۔ اس لمحے وہ بے حد پر سکون تھی شاید حانم بی کی ہی باتوں کا اثر تھا کہ وہ مطمئن تھی۔ اسے اب جلد از جلد قیس کے پاس پہنچنا تھا۔ دل پہ آخری جو بوجھ تھا اسے بھی ختم کرنا تھا اور وہ اسی معافی کی صورت میں ممکن تھا۔ اسی لمحے اس کی سماعتوں میں حانم بی کے کہے گئے الفاظ گونجے۔

"تمہیں تمہارے باپ کی ذات سے تکلیف پہنچی ہے نا۔ میرا مشورہ ہے کہ اسے معاف کر دو کیونکہ انتقام کا جذبہ آپ کی سوچنے سمجھنے کی صلاحتیں مفلوج کر دیتا ہے۔ انسان اس آگ میں جلتے جانور بن جاتا ہے۔ تمہیں اللہ کا قرب چاہیے اور وہ اسی صورت ممکن ہے۔" بیلا نے ایک تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔ تقریباً بیس منٹ گزر جانے کے باوجود جب گاڑی نہ رکی تو اس نے تشویش کے عالم میں ونڈ سکرین کے پار دیکھا۔ رستہ اس کیلیے بلکل انجان تھا۔ نجانے کب سے گاڑی انجان راستوں پہ

سفر کر رہی تھی۔ وہ تو ائیر پورٹ جا رہی تھی تو پھر یہ گھنے جنگلات یہ ہوا کے زور سے لہراتے پتے ایک ہولناک سا منظر پیش کر رہے تھے۔

ایکسکیوز می مجھے ائیر پورٹ۔ "اگلے ہی لمحے ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے شخص نے گن پوائنٹ کا رخ اس کی" جانب کیا البتہ چہرہ ابھی بھی آگے تھا۔ بیلا کی آنکھیں بے یقینی کے عالم میں پھیل گئی۔ اس نے تیزی سے اپنی بیلٹ میں اڑسی گن نکالنی چاہی لیکن اگلے ہی لمحے اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ ہاتھ کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح پہلو میں آگرے۔ گن تو وہاں موجود ہی نہیں تھی۔ وہ سب چیزیں تو وہ حانم بی کے گھر چھوڑ آئی تھی۔ اپنی بے بسی پہ آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی۔ اس نے سختی سے اپنے ہاتھ کی مٹھیوں کو بھینچتے سپاٹ نگاہوں سے اس شخص کو دیکھا جس کا چہرہ دیکھنے سے وہ قاصر تھی۔

تم نے ان مصنوعی چیزوں کو اپنا خدا مان لیا ہے کہ ایک وہی تمہارا سہارہ ہیں تبھی تم بے سکون" ہو۔ اپنی جیت میں اپنی ہار میں اپنی خوشی میں اپنے دکھ میں بس اسے پکارو۔ وہ رگ جان سے بھی قریب تر ہے۔ وہ ابتداء ہے وہی انتہا ہے۔ اللہ ظاہر ہے اللہ باطن ہے۔ اللہ ہر چیز پہ محیط ہے۔ "حانم بی کی باتیں یاد کرتے اس نے ایک لمحے کیلیے آنکھیں موند کر کھولی۔ چہرے پہ کچھ دیر پہلے والی بے سکونی غائب تھی۔ تقریباً دس منٹ کی مسافت طے کرتے گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔ وہ شخص اب گاڑی سے

اترتے اس کی جانب آرہا تھا۔ بیلا نے خاموشی سے اس کی حرکات وسکنات کا جائزہ لیا۔ وہ اس کی جانب آیا اور دروازہ کھولا۔ چہرے پہ ماسک ہونے کی بدولت وہ اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھی لیکن نجانے کیوں اس کی آنکھیں نم ہوئی۔ اطراف کا جائزہ لیا تو انتہائی پھیلا ہوا جنگل تھا۔ لمبے گھنے درختوں کو دیکھ ایک لمحے کیلیے اس کا دل سکڑ کر پھیلا۔ وہ آدمی اب بیلا کے دونوں بازوؤں کو باندھتے اس کی آنکھوں پہ کپڑا باندھ رہا تھا۔ بیلا جانتی تھی کہ مزاحمت بیکار ہے تبھی خاموشی سے اس کی تقلید کرنے لگی۔ وہی آدمی اب اسے پتھروں کے درمیان گھسیٹتے ہوئے لے جارہا تھا۔ کچھ دور لاتے اس نے ایک جھٹکے سے بیلا کو ان پتھروں پہ پھینکا۔ پتھروں پہ گرنے کی بدولت تکلیف کی شدید لہر اس کے وجود میں سرائیت کرتی چلی گئی۔ جسم سے جیسے جان نکل رہی تھی۔ اس نے بڑی مشکلوں سے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا۔ ایسا محسوس ہوا کہ آس پاس موجود چیزیں آج اس کی بے بسی کا مذاق بنارہی ہو۔ آنکھوں سے گرم سیال نکلتے گالوں پہ بہنے لگا۔ کسی کے قدموں کی چاپ نزدیک سے نزدیک تر ہوتی جارہی تھی۔ وہ آدمی اب شاید اسے کسی درخت سے باندھ رہا تھا۔ کسی کی سانسوں کی تپش بیلا کو اپنے چہرے پہ محسوس ہوئی۔ وہ دیکھے بغیر ہی جان گئی تھی کہ مقابل بیٹھا شخص کون ہے تبھی ساکت رہ گئی۔ پیچھے کھڑے شخص نے بنا کسی وقت کا ضیاع کیے اس کی آنکھوں میں بندھی پٹی کو کھولا۔ بیلا کو اپنے سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ بلکل

بھی حیرت نہیں ہوئی تھی۔ وہ تو بنا دیکھے ہی اسے پہچان گئی تھی۔ اس کے یوں دیکھنے پہ مقابل سفاکیت سے مسکرایا۔

"ڈیڈی۔" اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ قیس کے لبوں پہ کاٹ دار مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

"آج اتنے عرصے بعد تم میں اسی خوفزدہ بیلا کا عکس دکھا ہے۔ یاد ہے نا ایسا ہی کوئی سماں تھا۔ ایسا ہی جنگل ایسی ہی بے بسی ایسے ہی موت نزدیک تھی۔ ایسے ہی تم مرنے کے دہانے پہ کھڑی تھی۔" قیس نے ماضی کا ایک خوفناک نقشہ کھینچا۔ بیلا کے لب بری طرح کپکپانے لگے۔ رواں رواں سلگ اٹھا۔

"ابھی بھی وہی سب ہے۔" قیس نے پیر سے ایک بڑے سے پتھر کو ٹھوکر ماری جو سیدھا اس کی آنکھ کے نیچے جا لگا تھا۔ بیلا کے لبوں سے نا چاہتے ہوئے ایک دلخراش چیخ فضا میں بلند ہوئی۔ خون کی ایک دھار نکلتے اس کے گال پہ بہنے لگی۔ قیس طنزیہ انداز میں مسکرایا۔

"دیکھو ویسا ہی منظر ہے ویسا ہی جنگل ہے ویسی ہی سرشاری ہے۔ ویسا ہی جیت کا خمار ہے بس ایک چیز ہو گی جو مختلف ہو گی۔ پچھلی بار تم بچ گئی تھی اس بار یہاں سے تمہارا جنازہ اٹھے گا بیلا۔" بیلا نے سختی سے آنکھوں کو موند لیا۔ سانس رکنے لگا۔

کسی بھی حال میں صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے مت دینا بیٹی۔ اگر اس کا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہوا تو" بہت عبرت ناک سزا ملے گی اسے۔ بس تجھے صبر سے کام لینا ہو گا۔ تیرا صبر ہی اس پہ پڑے گا۔" حانم بی کی باتیں مسلسل اس کے ذہن میں گڈ مڈ ہو رہی تھی۔ وہ خاموشی سے چہرہ جھکا گئی۔

دیکھو اپنے چہرے پہ یہ بے بسی۔ دیکھو غور سے یہ وہ بیلا نہیں ہے۔ تم نے کہا تھا کہ جس دن بیلا کمزور" پڑی وہ دن اس کا اس دنیا میں آخری دن ہو گا۔ میں تمہاری بات کو رائیگاں نہیں جانے دوں گا۔" قیس مزے سے بولتے ہنسا اور اس کے نزدیک بیٹھتے اس کے سر کے بالوں کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔ بیلا نے بنا پلک جھپکائے بے خوفی سے اسکی آنکھوں میں دیکھا۔

سنا ہے تیرا ایک اور عاشق پیدا ہوا ہے۔" اپنے باپ کے منہ سے اس قسم کے الفاظ سن بیلا نے بمشکل" اپنی سسکیوں پہ قابو پایا۔ دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔ اگلے ہی لمحے قیس نے اپنی جیب سے ایک لائٹر بر آمد کیا۔ بیلا نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"بہت غرور ہے نا تجھے اپنی خوبصورتی پہ۔"

نہیں ڈیڈی پلیز۔" وہ کراہ اٹھی۔ قیس نے بلند بانگ قہقہہ لگایا اور اس کے بالوں کو اپنی گرفت میں" لیتے لائٹر جلا دیا۔

"پلیز ڈیڈی یہ نہیں۔ پلیز ڈیڈی۔" وہ ہاتھ ہلانے سے مکمل طور پہ قاصر تھی تبھی ہل جل کر مزاحمت کرنے لگی۔

"تم چاہتی ہو کہ تمہارا چہرہ بھی جل جائے۔" قیس کی دھمکی آمیز لہجے پہ بیلا اپنی جگہ پہ تھم گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ چہرہ جھکائے چیخ چیخ کر رو دی۔ بالوں سے اٹھتا دھواں اس کے حواس مختل کر رہا تھا۔ وہ کسی قید پرندے کی مانند پھڑپھڑا رہی تھی۔

"بی مجھے آپ کے بال بہت پسند ہے۔ کاش مجھے بھی جینز میں یہی ملے ہوتے۔ سنہری بالوں والی شہزادی۔" فانیہ کی بات یاد کرتے وہ مزید شدتوں سے رو دی۔

"چلاؤ مزید شدت سے چلاؤ لیکن مزے کی بات یہاں سے آواز باہر نہیں جا سکتی یہ یہاں کا سب سے بڑا جنگل ہے۔ یہاں سسکیاں لوٹ کر واپس ہم تک ہی آجاتی ہیں۔ کوئی کسی کا ہمدرد بن کر نہیں آتا۔" بیلا نے تھکے تھکے انداز میں آسمان کی جانب دیکھا۔ پورا وجود تکلیف سے جل رہا تھا۔ قیس اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور وہ جو تمہیں پسند کرنے لگا ہے وہ تمہیں معصوم سمجھ رہا ہے لیکن تم شریف کہاں سے ہو۔ تم ایک غلاظت کا ڈھیر ہو۔ تمہارا پہلا شوہر تمہیں چھوڑ چکا ہے۔ تم استعمال شدہ ہو۔ تم ماں بننے سے قاصر

ہو۔ اب اچھے مردوں کے خواب دیکھنا چھوڑ دو کہ کوئی شہزادہ گلفام تمہارے لیے آئے گا۔ تمہیں کیا لگتا ہے ایک قاتل بدکردار ایک استعمال شدہ لڑکی کیلیے اچھے گھرانے سے رشتہ آئے گا۔" بیلا کا پورا وجود تکلیف سے تڑپنے لگا۔ اس نے سرخ ہوتی نگاہوں سے قیس کو دیکھا جو اس کی بکھری حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

ایسے ہی رو رہی ہوں میں بھی ڈیڈی۔ ان بالوں کیلیے ان وقتی چیزوں کیلیے نہیں جسے دکھا کر میں نے" ہمیشہ اپنے لیے گناہ کا سامان ہی پیدا کیا ہے اور وہ خوشی۔ وہ خوشی ڈیڈی جسے پا کر ہی عورت مکمل محسوس کرتی ہے۔ اولاد کی خوشی ڈیڈی۔ جب وہ چھن گیا تو پھر یہ سب کیا۔ یہ سب تو میرے نزدیک کسی مٹی کے اس ڈھیر کی مانند ہے جسے لوگ قدموں تلے روند دیتے ہیں۔ میں سچ میں مکمل نہیں ہوں۔ یہ اچھے بال خوبصورت چہرہ اچھے کپڑے پہن لینے سے تو کوئی مکمل انسان نہیں بن جاتا جب اس کے بعد بھی آپ وہ مقام نہ حاصل نہ کر سکو جب عورت کی تکمیل ہوتی ہے۔" وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ قیس کی پیشانی پہ شکنیں نمودار ہوئی۔ اگلے ہی لمحے وہ مسکرائی تھی ایک اذیت بھری مسکراہٹ۔ نگاہیں اٹھی اور سیدھا قیس کی نگاہوں سے جاملی۔

میں مومی کو منع کر چکی ہوں وہ آپ کے خلاف کچھ نہیں کرے گا۔میں بھی میسنی آپ کو"

"معاف۔۔۔

تمہاراوہ مومی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور نہ ہی مجھے تمہاری معافی چاہیے۔تمہارے ساتھ ساتھ اس" مومی کو بھی ماردوں گا میں۔" وہ ایک دم نفسیاتی ہوتے غرایا۔بیلا کے حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔اگلے ہی لمحے قیس نے کسی کو فون ملاتے کان سے لگایا۔بیلا کا سر کسی انہونی کے خیال سے نفی میں ہلا۔وہ شاید نہیں یقیناً کسی پلان کی تحت غازی کو ہی فون ملارہا تھا۔وہ یہاں غازی کے ساتھ لازماً کچھ غلط کرنے والا تھا۔

اگر درد کے آخری مراخل بھی طے کر رہی ہو تو مثبت سوچو۔یہ جو منفی سوچیں ہیں نا ہمارے ذہن" میں شیطان ڈالتا ہے اور ہمارا امتحان لیتا ہے خواہ ہم ان منفی سوچوں کو سر پہ حاوی کرتے ہیں یا پھر صبر کا دامن تھامے رکھتے ہیں لیکن ہم انسان اس معاملے میں اللہ کو واقع ناراض کر دیتے ہیں اور اس کے بعد شیطان کی جیت ہو جاتی ہے ہم ان منفی سوچوں کو اپنے ذہن پہ حاوی کرتے ان تمام تعلیمات کو فراموش کر جاتے ہیں جس سے اللہ پہ یقین پختہ ہوتا ہے۔اللہ کو پکارو بس اسی کو پکارو۔ایک دن وہ "تمہاری اس پکار کا جواب ضرور دے گا۔

یا اللہ۔" بیلا کے لبوں سے ایک دلخراش چیخ نکلتے اسی جنگل میں گم ہوگئی۔"

اب نہیں۔ پلیز اب نہیں۔ بس ایک بار مجھے معاف کر دے۔ کس کس گناہ کی معافی مانگو۔ میری کسی" ایک نیکی کے صدقے مجھے معاف کر دے۔ مجھے بس ایک موقع دے دے۔ میرا دم گھٹ رہا ہے اللہ۔ میری جان نکل رہی ہے۔ میں ختم ہو رہی ہوں۔ میں۔ میں مر تو جاؤں لیکن آپکا سامنا کیسے کر پاؤں گی۔ اتنے سال گناہوں کی تاریکی میں کتنے سکون سے گزار دیے اب اصل زندگی کی تاریکی سے خوف آنے لگا ہے۔ میں چاہے مر جاؤں لیکن میرے مومی۔ میرے مومی کو کچھ مت ہونے دینا۔ میرے مومی کو میرے صدقے بچا لینا۔ فانی اور اس کے بچے کو اسکی ضرورت ہے اللہ۔ آپ سن رہے ہیں نا۔ بس ایک بار مجھے معاف کر دے۔ موت کو قریب سے دیکھنا بہت تکلیف دہ مرحلہ ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کو مرتے ہوئے دیکھا ہے اب مومی۔ نہیں۔ میری نگاہوں سے میری ماں کی موت کا منظر نہیں جاتا میں یہ کیسے برداشت کر پاؤں گی۔" وہ وہاں کی مٹی میں کسی بچے کی طرح ایڑیاں رگڑتے جیسے اپنی تکلیف کم کرنے کی کوششوں میں تھی۔ دور کھڑا قیس اس کی بے بسی پہ قہقہہ لگا رہا تھا۔ اس کا شکار اس سے بس چند قدم کی دوری پہ تھا۔ اسے بس اب غازی کا انتظار تھا۔ آنکھوں میں سفاکی اتر آئی۔ بیلا کے بندھے ہاتھوں سے اب ٹیسیں اٹھنے لگی تھی لیکن وہ

اب بلکل تھم چکی تھی البتہ لب مسلسل ہل رہے تھے شاید وہ کچھ پڑھ رہی تھی۔ قیس نے ناگواری سے سر جھٹکا۔

****

قریب ہونے والی کھٹ پٹ پہ اس نے ناک منہ چڑھاتے کمفرٹر سے منہ نکالا. آئینے کے سامنے کھڑے نک سک سے تیار غازی کو دیکھتے وہ بیزاری سے نگاہوں کا زاویہ بدل گئی۔ طبیعت نجانے کیوں بوجھل سی محسوس ہو رہی تھی۔

کیا تم جاگ چکی ہو فانیہ۔" غازی کی بھاری آواز پہ اس نے تیزی سے اپنا منہ دوبارہ کمفرٹر میں گھسایا" اور آنکھیں موند کر سوتے بن گئی۔ غازی نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا اور برش ٹیبل پہ رکھتے بیڈ کی جانب آیا۔

میں بہت اچھے سے جانتا ہوں کہ تم جاگ چکی ہو اس لیے بنا کسی دیری کے اٹھ جاؤ باہر بھی جانا ہے" "پھر۔ پہلے ہی کافی دیر ہو گئی ہے۔

مجھے سونا ہے ابھی۔" اس کی اتنی لمبی چوڑی بات کے جواب پہ وہ بولی بھی تو کیا۔ غازی کی پیشانی پہ" شکنوں کا جال بچھا۔ وہ مضبوط قدم اٹھاتے اس کے سر پہ پہنچا۔

فانیہ اٹس ٹو مچ۔ میں اپنے بچے کو تمہاری طرح لیزی بلکل نہیں بنا سکتا۔ گیٹ اپ کوئکلی۔ ابھی تمہیں ایکسرسائز بھی کرنی ہے۔" وہ چوڑی کلائی پہ گھڑی باندھتے ہوئے حتمی لب ولہجے میں بولا۔ فانیہ نے کینہ توز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

ہاں اس کے پیدا ہوتے ہی میراتھون کی ریس میں اسکا نام لکھوا آیئے گا۔ کہی پیچھے نہ رہ جائے" وہ۔" وہ تنک کر بولی اور ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ بیٹھی۔ بالوں کو جوڑے میں مقید کرتے اس نے کسلمندی سے غازی کو دیکھا جو کس قدر فریش نظر آرہا تھا۔

یہ شخص بڈھا ہو کر بھی جوان ہے اور میں جوان ہو کر بوڑھی ہوتی جارہی ہوں۔" وہ آئینے میں ابھرتے غازی کے عکس کو دیکھ تلملا کر بڑبڑائی۔ کس قدر فٹ لگ رہا تھا وہ۔

میرا تجزیہ ہو گیا ہو تو چلیں۔ بیلا بھی باہر ویٹ کر رہی ہو گی۔" بیلا کے ذکر پہ فانیہ کا دماغ بھک سے اڑا۔ وہ تو اسے مکمل طور پہ فراموش کر چکی تھی۔ تیزی سے چپل پیروں میں اڑستے وہ فریش ہونے چلی گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ تولیے سے چہرہ رگڑتے باہر نکلی۔ چہرے پہ وہی آلسی پن تھا لیکن بن ٹھن کے بیٹھے غازی کو دیکھتے اس کا چڑچڑا پن بھی واپس عود آیا۔

آپ نے کبھی میری تعریف نہیں کی۔"اب لڑنا بھی تو تھا چاہے پھر بلا وجہ کی بات پہ ہی" سہی۔موبائل میں مصروف غازی نے ذرا سی نگاہ اٹھاتے حیرت سے اسے سر تا پا دیکھا۔اب اس نے ایسا بھی کیا کیا تھا کہ اس کی تعریف کی جاتی۔اگلے ہی لمحے کچھ نہ ملنے پہ نگاہیں ناامیدی لیے واپس لوٹ آئی۔

مجھے صرف اپنی تعریف سننا پسند ہے کرنا نہیں۔"ایک لائن میں جواب دیتے وہ اسے ٹھیک ٹھاک" قسم کا جلانے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

کمینہ بڈھا۔"وہ دانت کچکچاتے ہوئے بولی۔"

شوہر کو ایسے القابات سے نوازنے والی بیویاں جنہم میں جائیں گی۔"غازی نے موبائل جیب میں" اڑستے کافی فرصت سے اس کے تنے تنے تاثرات کا جائزہ لیا۔

اکیلی تو بلکل نہیں جاؤں گی آپ کو ساتھ لے کر ہی جاؤں گی۔"وہ ٹھیک ٹھاک قسم کا بگڑ گئی۔غازی" نے مسکراہٹ دبائی اور بنا اس کے موڈ کی پرواہ کیے اسے لیتے باہر کی جانب بڑھا۔ڈائننگ ٹیبل پہ پہنچتے اس نے طائرانہ نگاہ پورے میز پہ دوڑائی۔جے بی حشمت وہی موجود تھے بس نہیں تھی تو بیلا۔

بی کہاں ہیں۔ کیا باہر لان میں یا اپنے کمرے میں۔ وہ تو وقت کی بہت پابند ہیں۔ سب سے پہلے جاگ جاتی ہیں۔" فانیہ کے سوال پہ غازی نے بھی سوالیہ نگاہیں اٹھائی۔ اس دوران جے بی بس خاموشی سے پلیٹ میں چمچ گھمار ہا تھا۔

جے بی۔" غازی کی پکار پہ اگلے ہی لمحے اس نے نگاہیں اٹھائی تو غازی کی پیشانی پہ شکنوں کا جال بچھا۔ اس کی سرخ اور سوجھی آنکھیں دیکھ وہ لب بھینچ گیا۔

تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا۔" اس نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

کچھ نہیں بھائی بس نجانے کیوں پوری رات نیند نہ آئی۔ کچھ دیر کی نیند لوں گا تو پر سکون ہو جاؤں گا۔" وہ آنکھیں مسل کر دھیرے سے بولتے چہرہ جھکا گیا۔ حشمت نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ اس دوران فانیہ بھی بیلا کے کمرے کا چکر کاٹتے اضطرابی کیفیت میں واپس آچکی تھی۔

بی کمرے میں نہیں ہیں۔" فانیہ کے بتانے پہ غازی بے چینی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ جے بی کا بھی حرکت کرتا ہاتھ وہی تھما۔

کیا مطلب۔ کیا کسی کو بتا کر گئی ہے وہ۔" غازی نے پریشانی سے اپنی پیشانی مسلی اور عجلت میں اسے " فون ملایا لیکن فون کی آواز تو کہی آس پاس سے ہی آرہی تھی۔ غازی کا دل نجانے کیوں سکڑ کر پھیلا۔ اسکا سر نفی میں ہلا۔ سب کا نفی میں ہلتا سر اسے مشتعل کر رہا تھا۔

میں اسے کھو نہیں سکتا۔" وہ بڑبڑایا۔ آنکھوں کے پردے پہ اس کا مسکراتا چہرہ لہرایا۔ "

حوصلہ کرو یہی کہی ہو گی۔ بتائے بغیر بیٹی کہاں جائے گی" حشمت کے تسلی آمیز لہجے پہ بھی وہ نفی میں " سر ہلا گیا۔ ایک عجیب سی بے چینی سر پہ سوار تھی۔ ایک خوف؟ خوف ہی تھا اس کے بھی بچھڑنے کا۔

اس نے کہا تھا وہ چلی جائے گی اور وہ چلی گئی بابا کسی کو بھی بتائے بغیر چلی گئی وہ۔ وہ اپنی بات سے " پھرنے والوں میں سے نہیں۔ وہ ایسا کر سکتی ہے بابا۔" غازی تھکے تھکے اعصابوں سمیت گرنے والے انداز میں وہی بیٹھا۔ فانیہ تو اس اچانک افتاد پہ باقاعدہ رونا شروع ہو چکی تھی۔ جے بی نے بے تاثر نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے خاموش ماحول میں فون کی آواز نے ارتعاش پیدا کیا۔ غازی نے بنا کسی دیری کے فون اٹھاتے کان سے لگایا۔ سب کی نگاہیں اب اس پہ ٹکی تھیں۔

اب تک تو خبر تجھ تک پہنچ چکی ہوگی اپنی بہن کی گمشدگی کی۔" غازی نے مٹھیوں کو اتنی زور سے بھینچا" کہ ہاتھوں کی رگیں ابھر کر نمایاں ہوگئی۔ جبڑے بری طرح بھینچے ہوئے تھے۔ حشمت نے نرمی سے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا تاکہ وہ پرسکون رہے۔

آجا اسے بچانا چاہتا ہے تو۔ میں تو شروع سے تیرا ہی منتظر ہوں۔ ڈھونڈ لے اپنی بہن کو۔" غازی نے" جان بوجھ کر اسے باتوں میں الجھایا اور تیزی سے جے بی کو نمبر ٹریس کرنے کا حکم صادر کیا۔ جے بی نے بنا کوئی وقت ضائع کیے اس کے کہے پہ عمل کیا۔ اگلے دو منٹ میں ہی وہ اپنے کام میں کامیاب ہو چکا تھا تبھی اسے تھمبز اپ کا اشارہ کیا۔ غازی نے فون کاٹتے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ اب دل و دماغ آنے والے لمحات کے بابت سوچتے خوفزدہ تھے۔

منع کیا تھا میں نے بیلا کو ابھی یہ انتہائی قدم مت اٹھائے وہ انسان جانور بنا تاک لگائے بیٹھا ہے۔ بابا" میں ساری عمر آپ کی طرح گلٹ میں نہیں بیتا سکتا۔ بابا میں آپ کی طرح مضبوط نہیں ہوں۔" حشمت نے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ فانیہ نے زندگی میں دوسری بار اسے روتے ہوئے دیکھا تھا اور وجہ بیلا ہی تھی۔ اگلے ہی لمحے غازی نے گارڈز کو گاڑیاں نکالنے کا حکم صادر کیا۔ جے بی ڈوبتے دل سمیت آگے بڑھا۔

بھائی میں بھی آپ کے ساتھ۔" غازی نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھتے فانیہ کی جانب دیکھا۔اس کی آنکھوں میں موجود تڑپ کسی کی نگاہوں سے مخفی نہیں تھی۔

"اپنی امانت تمہارے بھروسے چھوڑ کر جا رہا ہوں تمہاری امانت لینے۔ دعا کرنا ہمیشہ کی طرح کامیاب لوٹوں کیونکہ اگر اس بار کامیاب نہ ہو سکا تو شاید آگے زندگی میں کبھی کامیاب نہ ہو سکوں۔" وہ اس کا شانہ تھپتھپاتے بھرائے لب و لہجے میں بولتے اسے اپنی جگہ پہ ساکت چھوڑ کر جا چکا تھا۔

"کچھ نہیں ہوگا سب ٹھیک ہو جائے گا۔" حشمت روتی فانیہ کا سر تھپتھپاتے ہوئے بولے۔ جے بی نے دھندلی نگاہوں سے انہیں دیکھا جو خود کو پر سکون ظاہر کرنے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

"اس بار ماضی دہرایا گیا تو شاید میں بھی نہ بچ سکوں۔ وہ بچی بس صحیح سلامت واپس لوٹ آئے۔"

"بابا۔" جے بی نے تڑپ کر ان کی ٹانگوں پہ سر رکھ دیا۔ آنے والے لمحات کا سوچتے وہاں موجود ہر فرد کا دل تڑپ رہا تھا۔

ایک کے بعد ایک گاڑیاں ایک ہی قطار میں اس جنگل کی حدود میں داخل ہوئی تھی۔غازی نے سختی سے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھوں کے دھندلے پن کو مٹایا۔ کچھ فاصلے پہ گاڑیاں روکتے وہ لوگ جھاڑیوں میں چھپتے چھپاتے احتیاط سے آگے کی جانب بڑھ رہے تھے۔ وہ لوگ تعداد میں دس لوگ

تھے۔ ہلکی ہلکی تاریکی آسمان پہ چھائی ہوئی تھی جیسے ان کے ساتھ سوگ منانا چاہ رہی ہو معاً ایک جانب نگاہ اٹھتے ہی غازی ساکت رہ گیا۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑا تھا۔ لبوں سے ایک کراہ نکلی۔ قدموں کی رفتار سست پڑی۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ایک بار پھر وہ ہارنے کے قریب ہو۔ اگلے ہی لمحے وہ بنا کسی وقت کا ضیاع کیے تیزی سے بھاگتا ہوا بیلا کی جانب بڑھا اور نڈھال سی بیلا کا گال تھپتھپایا تھا۔ اس نے تھکے تھکے انداز میں اپنی آنکھیں کھولی تو سیدھا غازی سے جا ٹکرائی۔ چہرے کی رونق کسی حد تک بحال ہوئی تھی۔

تم کیوں آ گئے مومی۔ تم مت آتے۔ وہ سب کو مار ڈالے گا۔ "غازی کو صاف محسوس ہوا اسے بولنے" میں دقت پیش آ رہی تھی۔ اس کی دائیں آنکھ کے نیچے بنے زخم کو دیکھ اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے شیو میں جذب ہوا۔

مجھے معاف کر دو۔ مجھے معاف کر دو پلیز۔ "وہ اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکاتے اس کی تکلیف محسوس" کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا۔

اوہ تو تم آ ہی گئے۔" قیس کی سفاک آواز پہ بیلا نے خوفزدہ نگاہوں سے اسے دیکھا البتہ غازی کے چہرے پہ پتھریلا پن عود آیا۔ اس نے لہو رنگ نگاہیں قیس کی جانب اٹھائی۔ اس سے پہلے کہ وہ گن کا رخ اس کی جانب کرتا قیس نفی میں سر ہلاتے ہنس دیا۔

" جانتے ہو اگر تم نے یہاں سے بیلا کو اٹھانے کی کوشش کی تو وہ اوپر دیکھو۔" اس کے اشارے پہ غازی نے چونک کر اوپر دیکھا تو وہاں لگی پسٹلز کو دیکھ اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ ان سب کا رخ بیلا کی جانب تھا۔ اگر وہ ذرا بھی بیلا کو ہلاتا تو آگے کا سوچنا بھی اس کیلیے سوہان روح تھا۔

" اپنے ساتھیوں سے کہو بندوقیں رکھ دیں۔" قیس غرایا۔ غازی نے ضبط سے گہرا سانس بھرتے آنکھ کے اشارے سے ان سب کو بندوقیں نیچے پھینکنے کا کہا۔ وہ زمین پہ بندوقیں رکھتے خود ان سے فاصلہ قائم کر گئے۔ غازی کی نگاہیں ایک بار پھر درخت کی جانب اٹھی۔ اگلے ہی لمحے اپنے آدمیوں کی چیخ و پکار پہ اس نے چونک کر پیچھے دیکھا۔ قیس نے ان سب کو جال میں قید کر لیا تھا۔ غازی کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ وہ مسلسل اسے دھوکا دے رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

" تم جاؤ یہاں سے پلیز۔ تم چلے جاؤ موحی۔ زندگی میں سکون نہیں تھا کم از کم جانے تو سکون سے دو۔"

مم۔میں کیسے چلا جاؤں بیلا۔میں نے اپنی ماں کو کھویا ہے اس انسان کی بدولت میں تمہیں جانتے بوجھتے کیسے۔نہیں۔آج یا تو غازی رہے گا یا پھر یہ شخص۔"اس نے تنفر بھری نگاہوں سے قیس کے بھیانک چہرے کو دیکھا۔لہجے میں سختی امنڈ آئی تھی۔اس دوران نہایت چالاکی سے اس نے بیلا کا سر اپنی گود میں رکھا۔

یہاں سے ہلنا مت۔"وہ نرمی سے بولتے اس کا گال سہلانے لگا۔بیلا نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔وہ" اب اپنی جیب سے بلیڈ نکالتے رسی سے جڑے ان پسٹلز کو کاٹتے ان کا رخ کسی اور جانب کرنا چاہتا تھا۔گہرا سانس بھرتے اس نے آہستہ آہستہ اس رسی کو کاٹنا شروع کیا۔

جیسے تیری ماں کو مارا تھا ویسے ہی آج تم دونوں کو ماردوں گا۔"قیس کے سفاک لب ولہجے میں غازی" نے نہایت سنجیدگی سے اسے دیکھا۔دومنٹ کی مشقت کے بعد اس نے نگاہیں اٹھائی تو چہرے پہ ایک سکون کی لہر دوڑ گئی۔پسٹلز کا رخ لٹک کر دوسری جانب ہو چکا تھا۔غازی نے بنا کسی خوف کے بیلا کے ہاتھوں کو کھولنا شروع کردیا۔

تم جانتے ہو اس کے بعد کیا ہو گا بیلا مر جائے گی اور اس کی موت کے ذمہ دار کہی نہ کہی تم" ہو گے۔"قیس کے چلانے پہ بھی اس نے کوئی توجہ نہ دی۔اگلے پانچ میں بیلا کو سہارہ دے کر اٹھانے

کے باوجود جب پسٹلز نہیں چلی تو قیس نے بے یقینی کی کیفیت میں اوپر دیکھا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی۔

"رکو تم مجھے دھوکا نہیں دے سکتے۔ میں گولی چلا دوں گا۔"

سلامت چھوڑ کر جا رہا ہوں یہ صرف اپنی بہن کو سوچ کر کہ اس کی نگاہوں کے سامنے تیرے وجود" کے چیتھڑے چیتھڑے کر کے اسے ایک اور بھیانک یاد نہیں دینا چاہتا۔ جلد تجھ سے ایک بار پھر ملوں گا۔" غازی اس کے نزدیک رکا اور اس کا شانہ تھپتھپاتے تیز لب و لہجے میں بولا۔ قیس نے سرخ ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ بیلا کو اس کی نگاہوں سے خوف محسوس ہوا۔ غازی اسے اپنے حصار میں لیتے گاڑی کی جانب بڑھا۔ بیلا نے کسی احساس کے تحت ہلکی سی گردن موڑی تو قدموں کے ساتھ ساتھ دل بھی رک گیا۔ سانسیں تھم گئی۔ وہ غازی کی پشت پہ بندوق تانے کھڑا تھا۔ اس کا سر نفی میں ہلا۔ غازی نے ذرا سا رک کر اس کا چہرہ دیکھا جو لٹھے کی مانند سفید پڑ رہا تھا۔ اس سے پہلے وہ مڑتا بیلا نے ایک جھٹکے سے اس کا حصار توڑا اور اسے پیچھے کی جانب دھکیلا تھا۔ اگلے ہی لمحے قیس کی بندوق سے نکلتی گولی سیدھا اس کے دل کے مقام میں پیوست ہوئی اور دوسری گولی دماغ کو چیرتے ہوئے گزری تھی۔ ایک

دلخراش چیخ کے ساتھ ہی وہ گھٹنوں کے بل زمین بوس ہوئی۔غازی نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اپنے ہاتھوں سے سرکتی بیلا کو دیکھا۔

بیلا۔"وہ پاگلوں کی طرح چلاتے گھٹنوں کے بل اس کے نزدیک بیٹھا اور اس کا لہولہان وجود اپنے گھٹنے پہ رکھا تھا۔وہ روتے روتے مسکرائی تھی۔پورا وجود جھٹکے کھا رہا تھا

آئی لو یو مومی۔"اس نے اپنا کپکپاتا ہاتھ غازی کے گال پہ رکھا۔"

یہ۔یہ تم نے کیا کیا۔"وہ روتے روتے ہنسی۔اس کی ہنسی میں بھی ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔"

مجھے یہ کرنا ہی تھا مومی۔بیلا ایک برائی ہے اور برائی کو تو ایک نہ ایک دن ختم ہونا پڑتا ہے۔"وہ" تکلیف سے آنکھیں میچتے دھیرے سے بولی۔غازی اسے بازوؤں میں بھینچتے اونچا اونچا رو دیا۔

تم نے مجھے پیچھے کر کے خود کو۔نہیں میری وجہ سے تم ہار گئی آج۔میں کیسا بھائی کیسا بیٹا ہوں نہ اپنی" "ماں کو بچا پایا اور آج میری بہن میری بدولت۔

تم نے نہیں ہرایا مجھے نہ مجھے مجھ سے جڑے کسی رشتے نے ہارنے دیا بس میں خود ہی ہار گئی۔ میں خود" سے لڑتے لڑتے تھک گئی تھی اسی لیے ہار گئی اور مجھے اپنا یہ ہارنا بہت عزیز ہے کیونکہ اس ہار نے مجھے میرے اللہ سے ملوا دیا ہے۔" وہ نم آنکھوں سمیت مسکرائی۔

جب ممی۔ ممی کو مارا تھا نا اس وقت۔ مم۔ میں اکیلی تھی لیکن اب۔ اب مم۔ میں خوش ہوں کیونکہ تم" مجھے۔ مجھے بچانے آئے تھے۔ بیلا کی خوش قسمتی تو دیکھو غازی اسے بچانے آیا تھا۔" غازی کی آنکھوں سے تواتر آنسو بہہ رہے تھے۔

فانیہ کو تمہارے بچے کو تمہاری ضرورت ہے مومی۔ جاؤ اس کے پاس۔ میں نہیں چاہتی اس کا بچپن" بھی ہماری طرح کا ہو۔ سمجھ لینا تم اس میں اپنی بیلا کو پال رہے ہو۔ خوب ساری محبت دینا اسے۔ میرے حصے کا پیار بھی اسے دے دینا۔ میرا اس دنیا میں کوئی کام نہیں اب اور نہ کسی کو میری ضرورت ہے لیکن تمہاری ضرورت ہے اسے۔ جاؤ اس کے پاس۔" بولتے بولتے اس کا سانس اکھڑنے لگا۔ غازی نے بنا کسی تاخیر کے اسے بانہوں میں بھرا کیونکہ اس کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔ اسے گاڑی میں بٹھاتے اسے یہ بھی ہوش نہ تھا کہ قیس ابھی بھی وہی کھڑا ان دونوں کو اپنی نگاہوں سے اوجھل ہوتا دیکھ رہا تھا۔ بیلا کے حواسوں نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ وہ گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی۔

جلدی چلاؤ گاڑی۔" وہ بیلا کا گال تھپتھپاتے چلایا۔ گارڈ نے گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔"

پلیز آنکھیں کھولو بلی۔ میں جے بی کو کیا منہ دکھاؤں گا۔" بیلا نے دھیرے سے اپنی آنکھیں" کھولی۔ آنکھوں کے دریچوں پہ اس سے آخری ملاقات کا عکس لہرایا۔ دل نے کوئی ہلچل نہیں کی تھی۔ وہ پرسکون تھی۔ کوئی ٹیس نہیں اٹھی تھی۔ وہ ممی کو نہیں بچا پائی تھی لیکن آج وہ غازی کو بچا کر پرسکون ہو گئی تھی۔

اسس۔ سے کہنا بب۔ بیلا ایک سراب تت۔ تھا ورس۔ سراب کے پیچھے نن۔ نہیں بھاگا کرتے۔ پیر" شش۔ شل جاتے ہیں لیکن حاصل کچھ نہیں۔" اس کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہو رہی تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کا دل رکا اور غازی کے ہاتھ میں مقید اس کا ہاتھ پھسلتے نیچے جا گرا۔ اس نے ذہن کے پردوں پہ فانیہ کا چہرہ ابھرتے دیکھا۔ اس کے دل میں ایک ٹیس سی اٹھی مگر جب اس نے ساتھ کھڑے غازی کو دیکھا ایکدم پرسکون ہوتے اسکی گردن بائیں جانب لڑھک گئی۔ غازی نے بے یقینی سے اسکی ڈھلکی گردن کو دیکھا اور کپکپاتی انگلی اس کی ناک کے نیچے رکھی۔ پیروں تلے زمین کھسکنا کسے کہتے ہیں اس بات کا اندازہ غازی کو اس لمحے ہو گیا تھا۔ اگلے ہی لمحے وہ ضبط کھوتے اس کی پیشانی سے پیشانی ٹکائے رو دیا۔ ہسپتال پہنچتے ہی وہ پاگلوں کی طرح اسے لیتے ایمرجنسی کی جانب بھاگا۔ اسے سٹریچر میں لٹاتے

غازی کا دل ایک لمحے کو رکا تھا۔ اس نے بھیگی نگاہوں سے بیلا کو خود سے دور ہوتے دیکھا۔ موبائل کی سکرین پہ ابھرتے بابا کے نمبر کو دیکھ اس نے کانپتے ہاتھوں سے فون کان سے لگایا۔

بابا۔ بابا پلیز میرے پاس آجائیں۔ بابا وہ جا رہی ہے۔ وہ ہم سب کو زندگی بھر کر روگ دے کر جا رہی ہے۔ وہ چلے جائے گی بابا آپ اسے روک لیں پلیز۔" وہ اونچا لمبا مرد بغیر آس پاس کے لوگوں کی پرواہ کیے اپنے نقصان پہ ماتم کناں تھا۔

* *

کہاں جا رہے ہیں آپ بابا۔" انہیں عجلت میں باہر کی جانب بڑھتا دیکھ فانیہ نے پوچھا۔ لہجے میں" محسوس کی جانے والی تڑپ تھی۔ آواز مسلسل رونے کی بدولت بھاری ہو رہی تھی۔

مم۔ میں ہاسپٹل۔" انہوں نے بات ادھوری چھوڑی۔ جے بی نے جھٹکے سے سر اٹھایا۔"

ہاسپٹل کس لیے۔" جے بی نے حیرانگی سے پوچھا۔"

وہ۔ وہ غازی کا فون آیا تھا۔" جے بی کو اپنی آتی جاتی سانسیں رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔"

کون ہے ہسپتال میں۔" اس نے یہ سوال نجانے کس دل سے کیا تھا۔ حشمت نے نگاہیں پھیری۔"

بیلا۔" ان کے ایک لفظی جواب پہ جے بی کی دھڑکن مس ہوئی۔ وجود پتھر ہو گیا۔ حشمت نے سختی سے اس کے ہاتھ کو پکڑ اکر دبایا تو وہ چونک کر ہوش کی دنیا میں لوٹا۔

"میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔"

لیکن فانیہ۔" انہوں نے روتی ہوئی فانیہ کی جانب اشارہ کیا۔"

میں نے روز کو بلا لیا ہے۔ وہ کچھ دیر یہی رہے گی۔" اس نے اپنی کسی ورکر کا نام لیتے دھیرے سے " جواب دیا اور انہیں لیتے تیزی سے باہر کی جانب بڑھا۔ ہسپتال کے گیٹ پہ گاڑی روکتے حشمت تو اندر چلے گئے البتہ اس کے قدم من من بھاری ہو رہے تھے۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے متعلقہ گیٹ کی جانب بڑھا۔ اندر تمام گارڈز لائن کی صورت میں کھڑے تھے۔ پولیس کی بھاری نفری وہاں دیکھ جے بی کو کچھ عجیب سا احساس ہوا۔ وہ اس ہجوم کو چیرتے ہوئے راہداری کی جانب آیا تبھی غازی کی آواز اس کی سماعتوں سے ٹکرائی۔

آئی ایم سوری بابا۔ آئی ایم سوری۔" جے بی کو غازی کے بھرائے لہجے پہ ٹھٹھک کر رکنا پڑا۔ وہ ایسا" برتاؤ کیوں کر رہا تھا۔ وہ اتنی جلدی کمزور تو نہیں پڑتا تھا تو پھر آج وہ رو کیوں رہا تھا جیسے سب کچھ ہار آیا ہو۔

مسٹر غازی۔"ڈاکٹر کی آواز پہ ان تینوں کی نگاہیں بیک وقت ڈاکٹر کی جانب اٹھی۔"

بب۔بیلا کیسی ہے وہ۔"غازی نے آگے بڑھ کر بے تابی سے پوچھا۔"

آیی ایم سوری۔"وہ بولتے بولتے رکی۔جے بی نے قدم پیچھے کی جانب لیے۔حشمت کا سر نفی میں ہلا۔

کک۔کس لیے۔"غازی نے خالی خالی لہجے میں سوال کیا۔شاید جان کر بھی انجان بنا تھا۔ڈاکٹر نے" جیسے خود کو کچھ بولنے کیلیے تیار کیا۔

شی از ڈیڈ۔گولی سیدھا دل کے مقام پہ لگی تھی ہم نے گولی تو نکال دی لیکن انہوں نے بلکل بھی" رسپانس نہیں کیا۔"حشمت کا ہاتھ بے ساختہ اپنے دل پہ پڑا۔غازی نے ویران نگاہوں سے اسے دیکھا۔ہاتھ پہلو میں آگرے۔ایسا محسوس ہوا جیسے وہ کھڑے کھڑے زمین میں دفن ہو گیا ہو۔

ڈیتھ۔"جے بی نے بے یقینی سے ڈاکٹر کو دیکھا۔"

بیلا۔"اس کے لبوں نے بے آواز جنبش کی۔"

یا اللہ پلیز نہیں۔اتنا بڑا امتحان نہیں۔"ان تینوں کی نگاہیں بیک وقت آپریشن تھیٹر سے باہر آتے" سٹریچر کی جانب اٹھی۔وہ سٹریچر اس پہ لیٹا وجود اور اس پہ لپٹی سفید چادر جو جگہ جگہ سے خون آلود

تھی۔ غازی پاگلوں کی طرح اس کے سٹریچر کی جانب بھاگا۔ وہ دیوانہ وار سٹریچر پہ جھکا اور بے یقینی کی کیفیت میں اس کے چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ وہ پر سکون مگر گہری نیند سو رہی تھی۔

اٹھو بیلا۔ اٹھو تم ایسا نہیں کر سکتی۔ میں بول رہا ہوں اٹھو۔"

بابا۔ بابا میں ناکام ٹھہرا بابا۔ میں آج بھی ہار گیا اور وہ آج بھی جیت گئی۔ میں خالی ہاتھ رہ گیا بابا۔" حشمت نے روتے روتے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ جے بی نے عجیب سی نگاہوں سے اپنے نزدیک سے گزرتے سٹریچر کو دیکھا۔ وہ اسے چھونا چاہتا تھا وہ اسے جھنجھوڑنا چاہتا تھا۔ وہ کیسے یقین کرتا کہ ابھی کچھ پل پہلے اس کے سامنے سے جو سٹریچر گزرا ہے اس میں مردہ حالت میں کوئی اور نہیں بلکہ بیلا ہے۔ وہ بے یقین ہی رہتا اگر وہ اس کا چہرہ نہ دیکھ لیتا۔ مطلب وہ سچ میں جا چکی تھی۔ حشمت اب بری طرح بکھرے غازی کو سنبھال رہے تھے اور اسکا کیا۔ وہ تو کل بھی تنہا تھا اور آج بھی تنہا رہ گیا تھا۔ اس نے پاک دل سے اسے اپنانے کی خواہش کی تھی تو پھر وہ خواہش رائیگاں کیسے ہو سکتی تھی۔

نہیں میرا اللہ کبھی میری ٹال ہی نہیں سکتا۔ ضرور بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔ وہ بیلا نہیں ہو سکتی۔ وہ" کیسے مر سکتی ہے۔" اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا۔

بھائی آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔وہ تو اچھی نیت سے گئیں تھیں نا معاف کرنے تو پھر اللہ تو ایسا کچھ نہیں" کریں گے نا۔"وہ ابھی بھی بے یقین تھا۔غازی نے سرخ ہوتا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

"مم۔مجھے معاف کر دو جے بی۔"

بھائی پلیز آپ ایسی باتیں مت کریں۔آپ نے کہا تھا نا کہ میں آپ کی امانت کی حفاظت کروں گا تو" آپ میری امانت لے کر لوٹیں گے تو پھر کہاں ہیں وہ۔"وہ بیچارگی سے بولا۔غازی نے آنکھیں میچی۔ایک بار پھر گرم سیال گالوں پہ بہنے لگا۔اس نے سختی سے جے بی کو خود میں بھینچا۔

کیا ہو گیا ہے بھائی آپکو۔"جے بی نے اسے خود سے دور جھٹک دیا۔"

مجھے بس ایک بار اپنا فون دے دیں۔میں نے انہیں بس آخری دفعہ فون کرنا ہے۔ان سے آخری بار" ایک درخواست کرنی ہے۔یقین کریں کبھی انہیں نظر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ہمیشہ ایک ہی گزارش لے کر گیا ہوں لیکن وہ ٹھکرا دیتی تھیں۔بس ایک آخری بار۔قسمت آزمانی ہے۔ایک فون کرنے دیں۔بس ایک بار بھائی پلیز۔"اس نے غازی کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑ لیے۔

ان کے پاس اتنی سیکیورٹی ہوتی ہے۔ اتنا اسلحہ ہوتا ہے۔ کوئی کیسے انہیں مار سکتا ہے۔ آپ کو ضرور" کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" اسکی بات ختم ہونے سے پہلے ہی غازی نے اپنے خون آلود ہاتھ اس کے سامنے پھیلائے۔ وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔ وہ کیا بول رہا تھا خود بھی نہیں جانتا تھا۔

مجھے بچانے کی خاطر۔ مجھے بچاتے بچاتے وہ ختم ہو گئی جے بی۔ یہ خون دیکھ رہے ہو یہ خون اسی کا" ہے۔ انہی ہاتھوں میں اٹھا کر لایا ہوں میں اسے۔ کہ رہی تھی کہ آپ کو بچا کر میں بہت پر سکون ہوں۔ زندگی تو سکون سے نہیں گزری۔ سکون سے جانے تو دیں۔" غازی کے چہرے پہ تھکن اور شکستگی اتر آئی۔ جبران ڈھیلے ڈھالے قدموں سمیت اس سٹریچر کی جانب بڑھا۔ پہلی نگاہ چادر سے باہر لٹکتے اس کے بازو پہ گئی جہاں ایک سلور گھڑی جگ مگ کر رہی تھی۔ وہ بیلا کی ہی گھڑی تھی جو ہمیشہ اس کے ہاتھ میں جگ مگ کرتی تھی۔

میں آپ سے کیا وعدہ نہیں توڑوں گا۔ آپ میرے لیے نا محرم ہی ہیں۔ میں آپ کا چہرہ ابھی بھی" نہیں دیکھوں گا۔" اس نے بہت احتیاط سے اس خون آلود گھڑی پہ اپنی انگلی پھیری کہ اس کی انگلی کلائی کو نہ چھوئے۔ اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ مزید وہاں کھڑا رہ پاتا لیکن پھر بھی دونوں ہاتھ سٹریچر

پہ رکھے یک ٹک اس کے ڈھکے چہرے کو دیکھتا رہا۔وہ اس کے بلکل سامنے تھی کہ وہ اسے چھو سکتا تھا محسوس کر سکتا تھا۔

اگر آپ بھائی کو بچا کر پر سکون ہیں تو سمجھے جے بی بھی اس طرف سے پر سکون ہے۔"اس نے بیلا کی" زندگی میں اسکی بات سے کبھی اختلاف نہیں کیا تھا تو پھر اس کے جانے کے بعد بھی کیوں اختلاف کرتا۔

مجھے کوئی حق نہیں کہ میں آپ کی کسی بات سے اختلاف کروں نہ آپکی زندگی میں کیا اور نہ آپ کے" "جانے کے بعد۔مجھے ہمیشہ بیلا کی ہاں میں ہاں ملانی ہے۔

اب جب بھی وہ اسے محرم بنانے کی خواہش کا اظہار کیا کرے گا تو وہ اسے انکار نہیں کر پائے گی۔وہ اسے گھورے گی نہیں۔وہ اسے نفرت بھری نگاہوں سے نہیں دیکھے گی لیکن اس موت سے بہتر تو پھر اسکی نفرت بھری نگاہیں ہی تھی۔جے بی نے اپنا دل کا مقام بری طرح مسلا۔ایک ٹیس سی اٹھتے پورے وجود میں سرائیت کر گئی۔اس نے وہی گھٹنوں کے بل بیٹھتے سٹریچر پہ اپنا سر ٹکایا اور مٹھیاں بھینچ کر کسی بچے کی طرح بلک بلک کر روتا چلا گیا۔

آپ ہم سب کو چھوڑ کر کیسے جا سکتی ہیں۔ پلیز ایک بار واپس لوٹ آئیں۔ ایک بار بس واپس لوٹ آئیں۔"

"لیکن آپ تو مجھ سے پیار۔ پیار آپ نے تو کبھی مجھے پسندیدگی کی نگاہ سے بھی نہیں دیکھا تو پھر میرے کہنے سے واپس کیوں آئیں گی۔" وہ اس کے سٹریچر پہ گال ٹکائے بہکی بہکی باتیں کر رہا تھا۔ بکھرے بال سفید شرٹ کے اوپری کھلے بٹن ویران آنکھیں کپکپاتے ہاتھ وہ اس کی موت پہ تڑپ رہا تھا جس نے ہمیشہ اسے دھتکارا تھا۔ غازی اور حشمت نے ترحم آمیز نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اگر مجھے معلوم ہوتا کہ کل آپ یوں جانے کا کہہ رہی تھیں تو میں آپ کو کبھی جانے نہ دیتا۔ میں خود برا بن جاتا لیکن آپ کو روک لیتا۔" وہ اس خون آلود چادر کو مٹھیوں میں بھینچتے کسی بچے کی طرح جنونی انداز میں رو رہا تھا۔ یکلخت اس کی نگاہ بیلا کے مٹی آلود پیر کی جانب اٹھی۔ دل کی کیفیت عجیب ہوئی۔ اس نے اپنی پینٹ کی جیب سے ایک رومال برآمد کیا اور دھیرے دھیرے اسے صاف کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے وہی رومال دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا تھا۔ غازی نے سکتے کی کیفیت میں اس کی حرکات کا جائزہ لیا۔

اس تھکن کو اب موت ہی اتار سکتی ہے۔" بیلا کی بات سماعتوں میں لہرائی تو وہ مزید شدتوں سے رو دیا۔

دعا کرنا میری آگے والی منزلیں آسان ہو۔" اس لمحے اس بات کا جبران کو ادراک ہوا تھا کہ کل اس نے یہ کیوں کہا تھا۔

غازی نے بھیگی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ دل میں ایک کسک سی تھی۔ وہ آج اس کی بدولت ان سب کے درمیان نہیں تھی اور اب یہ کسک شاید نہیں یقیناً تا عمر رہنی تھی۔

****

"تم چھوڑو مجھے۔ مجھے جانا ہے بی کے پاس۔ سب مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ بی ہوتی تو کبھی نہ جاتی۔" روز اسے سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہی تھی لیکن فانیہ تھی کہ سنبھلنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔

"پلیز میم خود کو سنبھالیں۔" اس سے قبل فانیہ کچھ بولتی باہر گاڑیاں رکنے کی آواز پہ فانیہ کے چہرے پہ تشکر بھری مسکراہٹ در آئی۔ وہ اس کا ہاتھ چھڑواتے بغیر اپنی حالت کی پرواہ کیے باہر کی جانب بھاگی لیکن اسی دوران اندر آتے حشمت کے ساتھ بے بی کو دیکھ اسے رکنا پڑا۔ ان کے چہرے تو کوئی اور ہی داستان سنا رہے تھے۔

بابا بی۔بی کہاں ہیں۔انہیں لے کر آئے ہیں نا آپ ساتھ۔"فانیہ نے حشمت کا بازو جکڑتے پریشانی سے استفسار کیا۔جے بی اس دوران خاموش تماشائی بنا چہرہ جھکائے کھڑا تھا۔وہاں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ اندر آتے غازی کی جانب اٹھی۔وہ انہیں وہی چھوڑتے غازی کی جانب بھاگی۔

میری بی کہاں ہیں۔کہاں چھوڑ آئے ہیں آپ انہیں۔"وہ روتے روتے چیخی۔غازی کی آنکھوں میں" خالی پن اتر آیا۔اس نے سرخ ہوتی نگاہیں اٹھائی۔فانیہ کا دل کسی انہونی کے خیال سے دھڑکا۔باہر سے اٹھتے عجیب وغریب شور کی آواز پہ اس نے نظر جوں ہی گھمائی اندر آتے تابوت کو دیکھ وہ اپنی جگہ پہ پتھر ہوگئی۔اس نے اپنا وہم سمجھتے غازی کا چہرہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

یہاں دیکھیں پلیز مجھے بتائیں کیا ہوا ہے اور یہ۔یہ اس میں کیا ہے۔یہ اندر کیوں آرہے ہیں۔"وہ" گارڈز اب وہ تابوت لاؤنج کے وسط میں رکھ رہے تھے۔غازی نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا مگر لبوں پہ ہنوز قفل تھا۔

مجھے کوئی کچھ بتا کیوں نہیں رہا۔میری بی کہاں ہیں اور یہ۔اس میں کون ہے۔میں بی کو آپ سب کی" شکایت کروں گی کہ آپ سب نے مجھے بہت رلایا ہے۔میں انہیں بتاؤں گی۔آپ میری کسی بھی بات کا جواب کیوں نہیں دے رہے۔"غازی نے بروقت اسے سنبھالا لیکن وہ شدید مشتعل ہوتے اس

کا ہاتھ جھٹک گئی۔ غازی نے نرمی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ وہ سخت وحشت زدہ دکھائی دے رہی تھی۔ آنکھوں سے آنسو نکلتے اس کے بالوں پہ گرے۔

بیلا نہیں رہی فانیہ۔ بیلا اب ہمارے درمیان نہیں رہی۔" اس کی کپکپاتی آواز پہ فانیہ نے اس کا حصار" توڑا اور بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ ہنسی اور سر پیچھے گرائے ہنستی ہی چلی گئی۔ ان سب کو اس کی حالت کے پیشِ نظر خوف سا محسوس ہوا۔

آپ جانتے ہیں نا۔ ایسا مذاق کرنے کا نتیجہ کس قدر برا ہو سکتا ہے پھر بھی کر رہے ہیں۔ آپ میری بی" کے متعلق ایسی بات کیسے کر سکتے ہیں۔ میری بی۔ میں۔ میں بی کو فون کرتی ہوں وہ میری ایک ہی پکار پہ بھاگی چلی آئے گی۔" وہ تیزی سے سر ہلاتے اس سے قبل کمرے کی جانب بڑھتی غازی نے سختی سے اس کا ہاتھ جکڑا اور اس تابوت کے پاس لے آیا۔ فانیہ یک ٹک غازی کی جانب دیکھ رہی تھی۔

" یہاں دیکھو۔ دیکھو غور سے یہ کون ہے۔ یہ ہے تمہاری بی۔ "

نہیں میں نہیں دیکھوں گی۔" وہ کسی روٹھے بچے کی طرح بولی۔ غازی نے اذیت سے اسے دیکھا اور" اپنی پیشانی مسلی۔

دیکھ لو ایک بار پھر کبھی دیکھنا نصیب نہیں ہو گا فانی۔ وہ چلی جائے گی ہم اسے دوبارہ کبھی نہیں دیکھ پائیں گے۔" غازی نے اپنے دونوں ہاتھ تابوت سے دکھائی دیتے اس کے چہرے پہ جمائے۔ فانیہ نے ڈرتے ڈرتے چہرہ تابوت کی جانب موڑا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے لبوں سے نکلنے والی چیخ بے ساختہ تھی۔

"بی۔" وہ دیوانہ وار تابوت کی جانب لپکی اور اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ وہ اونچا اونچا چیخ رہی تھی۔

"بی۔ دیکھیں آپکی فانی بے بی رو رہی ہے۔ آپ نے تو مجھے کبھی رونے نہیں دیا۔ اٹھیں نا میرے آنسو صاف کریں۔ دیکھیں ایک بار دیکھیں مجھے بی۔ آپ نے کہا تھا نا کہ آپ میرے بے بی کو مجھ سے زیادہ پیار کریں گی تو پھر اب۔ اب آپ اپنے کیے وعدے سے کیوں مکر رہی ہیں۔ ایک بار یہاں دیکھیں۔" اس کے آنسو تابوت پہ گر رہے تھے۔ چہرے کی رنگت پیلی زرد پڑ رہی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ گرتی بروقت غازی نے اسے تھام لیا۔

"چھوڑیں مجھے آپ لینے گئے تھے نا بی کو تو پھر آپ اکیلے کیوں آئے۔ آپ دونوں بہن بھائی جھوٹے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں تکلیف دیتے ہیں دوسروں کو رلاتے ہیں۔" وہ اس کے سینے پہ بے دردی سے

ہاتھ مارتے ہوئے کراہ کر بولی۔ سب کی حالت اسے دیکھتے غیر ہونے لگی جو بکھرے بالوں سمیت اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔ جے بی نے اپنی جلتی آنکھوں کو موندتے تھکا تھکا سا سانس فضا کے سپرد کیا۔

"مجھے ایک آپ تو چلی گئی اب مجھے فانی بے بی کون کہے گا۔ مجھے محبت ایک ماں کی طرح کون کرے گا۔ استاد کی طرح چھوٹی چھوٹی غلطیوں پہ سمجھایا کون کرے گا۔ اب میری ایک پکار پہ کوئی بھی بھاگا بھاگا نہیں آئے گا۔ اب کوئی میری ناراضگی کی پرواہ نہیں کرے گا۔" وہ اپنا گال شیشے پہ ٹکائے بڑبڑا رہی تھی۔ آنسو تواتر گالوں پہ بہ رہے تھے۔ غازی نے حشمت کے اشارے پہ ہمت مجتمع کرتے قدم اس کی جانب بڑھائے اور اس کا ہاتھ تھام کر اپنے مقابل کیا لیکن فانیہ کی نگاہیں تو ابھی تک تابوت پہ جمی تھی۔

"ایک جنگ میں نے تمہارے لیے لڑی اور ایک اپنے لیے۔ تمہاری جنگ میں تو جیت گئی لیکن اپنی جنگ لڑتے لڑتے ہار گئی اب ہر بار جیت تھوڑی نہ مقدر بنتی ہے۔ کبھی کبھی ہارنا بھی پڑتا ہے۔" بیلا کی بات یاد کرتے فانیہ نے بے بسی و بے کسی سے اپنا سر غازی کے سینے سے ٹکایا اور زور زور سے سر مارنے لگی۔ سسکیاں ایک بار پھر اونچی ہوتی جا رہی تھیں۔

میرے خیال میں زیادہ دیر رکھنا مناسب نہیں ہے۔" حشمت کی بات پہ جے بی اور فانیہ دونوں کا چہرہ یکلخت پھیکا پڑا۔ غازی نے گہرا سانس بھرتے خود پہ قابو پایا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اندر سے کوئی دل کاٹ رہا ہو۔

نہیں۔ نہیں کوئی نہیں لے کر جائے گا۔" فانیہ تابوت کے آگے پھیل کر کھڑی ہو گئی اور خوفزدہ" نگاہوں سے سب کو دیکھا۔ غازی نے اسے سختی سے خود میں یوں بھینچا کہ وہ ہچکیوں سے پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

چلو جے بی۔" حشمت کی آواز پہ اس نے شکوہ کناں نگاہوں سے انہیں دیکھا اور قدموں کو اس جانب" گھسیٹا۔ اگلے ہی لمحے ان سب نے مل کر تابوت اٹھایا تو وہاں جیسے کہرام مچ گیا۔ جے بی کے اندر گہری خاموشی تھی۔ غازی نے فانیہ کو روز کے حوالے کیا جو خود کو آزاد کرانے کی تگ و دو میں تھی۔

فانیہ۔" غازی نے مزاحمت کرتی فانیہ کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔ وہ تھم گئی۔"

پلیز۔ پلیز مجھ پہ رحم کرو۔ میرا دل اب مزید کوئی نقصان برداشت نہیں کر پائے گا پلیز۔" اس نے" تھک کر اپنی پیشانی اس کی پیشانی سے ٹکائی اور ملتجیانہ لب و لہجے میں بولا۔ فانیہ ڈھے جانے والے انداز میں صوفے پہ بیٹھی۔ غازی روز کو اشارہ کرتے آستین کی مدد سے اپنی آنکھیں رگڑتے لمبے لمبے ڈگ

بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اسے خود سے دور جاتا دیکھ فانیہ کی نگاہوں کے آگے اندھیرا سا چھایا اگلے ہی لمحے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی۔ ہمیشہ جب وہ گرتی تھی تو بیلا اسے سنبھال لیتی تھی لیکن آج جب وہ گری تھی تو اسے اٹھانے والا کوئی نہ تھا۔

****

وہ ابھی تک ساکت کھڑا ایک ٹک قبر کے اوپر لگی تختی کو دیکھ رہا تھا۔ سب وہاں سے پلٹ کر جا چکے تھے لیکن اس میں واپس پلٹنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ خود میں ہمت پیدا کرتے اس نے اپنا لرزتا ہاتھ آگے کیا اور ہولے سے اس تختی کو چھو لیا۔ آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے شیو میں جذب ہوا۔ اس نے جھک کر اس کی قبر کی مٹی کو مٹھی میں بھرا اور وہی چھوڑ دیا جیسے اس کا لمس مٹانا چاہتا ہو۔ وہ واپس پلٹنا چاہتا تھا لیکن قدم ساتھ دینے سے انکاری تھے۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتا تھا لیکن کس حق سے۔ ایسا کوئی حق تو جانے والی نے دیا ہی نہیں تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے اور آنکھیں موندی۔ اس لمحے وہ اس قبرستان کے بیچ و بیچ تن تنہا کھڑا تھا۔ لب بے آواز ہلے اور اسی لمحے اس نے خود کو فضا میں تحلیل ہوتا محسوس کیا۔ وہ ایکدم اندر تک خالی ہو گیا۔

اس کا صبر ہی ایسا تھا کہ لہولہان دل ہونے کے باوجود کسی کو کبھی اس کے درد کی خبر نہیں ہوئی تھی پھر" بھی وہ کہتی تھی کہ وہ صابر نہیں ہے۔ وہ یہ بات نجانے کیوں کہا کرتی تھی۔" حشمت کی آواز قریب سے قریب تر ہوتی جارہی تھی جو شاید واپس قبر کی جانب آرہے تھے۔ پلٹے بغیر وہ جان گیا تھا کہ غازی بھی ان کے ساتھ ہے۔ یکدم نجانے کیا ہوا تھا کہ اس کا سانس رکا۔ اس نے باقاعدہ اپنا دل کا مقام سہلایا لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ قدم لڑکھڑائے تھے۔ غازی عجلت میں اسکی جانب بڑھا لیکن اس وقت تک وہ دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے جھکتا چلا گیا۔ غازی نے تڑپ کر اس کا سر اپنے گھٹنے پہ رکھا اور اس کا گال تھپتھپایا۔ جے بی کا رنگ لٹھے کی مانند سپید پڑ رہا تھا۔

یا اللہ۔ نبض چیک کرو اسکی۔" حشمت نے ہانپتے ہانپتے کہا۔"

بہت دھیمی بابا۔" اس نے حشمت کو جواب دیتے ایک جھٹکے سے اسے اٹھایا اور گاڑی کی جانب" بڑھا۔ اب کی بار اس کا رخ ہسپتال کی جانب تھا۔ بار بار شرٹ کی آستین سے آنکھوں کو رگڑتے وہ بے یقین تھا۔ جے بی اتنا حساس تو کبھی نہیں تھا تو پھر یہ سب۔ انہی سوچوں کے گرداب میں پھنسے وہ لوگ ہسپتال پہنچ چکے تھے۔

"بابا ایسا لگ رہا ہے سب ختم ہو گیا ہے۔"

مجھے بھی ایسا ہی لگتا تھا۔ میں بھی کبھی ایسے ہی بلکا کرتا تھا تڑپتا تھا مگر دیکھو آہستہ آہستہ صبر کرنا سیکھ گیا۔ بہت مشکل لگتا تھا یہ سب۔ پھر ایک دن اندازہ ہوا کہ کچھ بھی آسان نہیں ہوتا کچھ بھی نہیں آسانی ڈھونڈنی پڑتی ہے روشنی تلاش کرنی پڑتی ہے راہ خود ہی بنانی پڑتی ہے۔ کوئی بھی کام خود سے نہیں ہوتا۔" غازی نے ذرا سی نگاہ گھماتے انہیں دیکھا ان کا چہرہ کیسا پر سکون تھا۔ ڈاکٹر کے باہر آتے ہی وہ دونوں ان کی جانب متوجہ ہوئے۔

پیشنٹ کو منی ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ شاید کوئی گہرا صدمہ پہنچا ہے۔" غازی اور حشمت دونوں اپنی اپنی جگہ ساکت رہ گئے۔ وہ خود مر کر وہاں موجود ہر شخص کو مار گئی تھی۔

ایک نئی اذیت نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

شام تک آپ انہیں گھر لے جاسکتے ہیں۔" غازی چونک کر ان کی جانب متوجہ ہوا جو وہاں سے جا چکے تھے۔ وہاں سے نگاہ گھماتے وہ حشمت کی جانب متوجہ ہوا جو اس کا شانہ تھپتھپا رہے تھے۔ غازی گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔ روز فون کر کے اسے فانیہ کی طبیعت خرابی کی بھی اطلاع دے چکی تھی۔

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

فانیہ سو گئی۔" وہ آسمان پہ نگاہیں جمائے نجانے کن گہری سوچوں میں غلطاں تھا کہ حشمت کے آنے "
کا نوٹس ہی نہیں لے پایا چونکا تو تب جب انہوں نے مخاطب کیا۔

جی۔ کافی مشکل سے سوئی ہے۔ میں بس جا ہی رہا تھا۔" اس نے نگاہیں چراتے چہرہ جھکائے جواب "
دیا۔ ساتھ ساتھ انگوٹھے سے کرسی کی ہتھی کو کھرچ رہا تھا۔

میں تم لوگوں کی آواز سن ہی حال دن جان لیا کرتا ہوں اور تم مجھ سے نگاہیں پھیر رہے ہو۔" وہ چاہتا "
تھا کہ حشمت اس کی بھیگی آنکھیں نہ دیکھ لیں۔

رو نہیں رہا بس ایک گلٹ ہے کسک ہے ایک بابا۔ وہ میری بدولت آج یہاں ہم سب کے درمیان "
"نہیں ہے۔

ایسا کیوں سوچا تم نے۔ اس پوری دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ کے حکم کے بغیر ہوئی ہو حتی کہ "
ایک پتا بھی اس کے حکم سے ہلتا ہے تو پھر تم خود کو اس کی موت کا ذمہ دار کیوں گردان رہے ہو۔ میں
نہیں کہتا کہ زخم چھوٹا ہے صبر کرو۔ وقت کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ وقت ہر زخم پہ مرہم رکھ
دیتا ہے میری جان لیکن خود کو اس چیز کیلیے موردِ الزام ٹھہرانا جو آپ نے کیا ہی نہیں یہ غلط ہے اور
اس چیز کی اجازت میں تمہیں نہیں دوں گا۔ بہت عرصہ میں بھی اس گلٹ میں جی چکا ہوں۔ تمہیں

نہیں جینے دوں گا۔" حشمت نے محبت سے اس کا شانہ تھپتھپایا تو وہ ان کے گلے لگتے انہیں خود میں بھینچ گیا۔ حشمت نے اس کی پشت سہلاتے اس کی پیشانی چومی۔

جاؤ اندر رفانیہ بیٹی کو تمہاری ضرورت ہو گی۔ میں بھی جے بی کے پاس ہی ٹھہروں گا چند" راتیں۔" انہوں نے حتمی لہجے میں بولتے بات ختم کر دی۔ غازی سر ہلاتے پلٹ گیا۔ اس کے جاتے ہی حشمت نے بھی قدم جے بی کے کمرے کی جانب بڑھائے۔ اس کے بیڈ کے نزدیک رکتے انہوں نے اس کی پیشانی پہ ہاتھ رکھا تو جے بی کی آنکھیں پٹ سے کھلی۔ حشمت اس پہ کچھ پڑھ کر پھونک رہے تھے۔

کچھ ایسا پڑھ کر پھونکیں نا بابا کہ میری یاداشت چلی جائے۔ میں اس دن کو اپنی یاداشت سے کھرچ کر" نکالنا چاہتا ہوں بابا میری مدد کریں۔" حشمت نے اس کے ساتھ جگہ سنبھالی اور نگاہوں میں نرمی لیے اسے دیکھا۔ اس کی پلکوں کی نوک بھیگی ہوئی تھی۔ شاید نہیں یقیناً وہ رویا تھا۔

کچھ مت سوچو جبران۔ سکون سے سو جاؤ۔ جتنا روگے اسے اتنی ہی تکلیف میں مبتلا کرو گے اور اتنی" "ٹینشن لینا تمہارے لیے بھی مناسب نہیں ہے۔

بابا کچھ پھونکیں نا پلیز۔" اس نے تو جیسے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔ حشمت نے نگاہیں چرائی۔"

کاش ایسا کچھ ہوتا جو میں تم پہ پڑھ کر پھونکتا تو تم سب بھول جاتے۔ کبھی کبھی اچھی یاداشت بھی ہمارے لیے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے۔ انسان وہ چیز بھول ہی نہیں پاتا جو وہ بھولنا چاہتا ہے۔ یاد نہ رہنے والی عادت بہت سی تکلیفوں سے بچالیتی ہے۔" ان کے لہجے میں بے بسی امنڈ آئی تھی۔ جے بی نے تھک ہار کر آنکھیں موندی۔ وہ اکیلی لڑکی جاتے جاتے سب کو زندگی بھر کا روگ دے گئی تھی۔

"میں نے ان آنکھوں میں صرف محبت دیکھنے کی تمنا کی تھی بابا لیکن ان میں تو میرے لیے صرف نفرت تھی۔ اس پل اس لمحے جبران حیات خود سے ہار گیا تھا لیکن اب۔ اب تو وہ آنکھیں ہی نہیں رہی بابا۔ اب تو مجھے ان کی نفرت بھی عزیز ہے۔" حشمت نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ غنودگی میں تھا۔ نیند میں مسلسل بڑبڑا رہا تھا اور وہ اذیت سے اس کی بکھری حالت کا ملاحظہ کر رہے تھے۔ کیسے ہنستا مسکراتا ساتھا ان کا بچہ۔ وہاں سے نگاہیں ہٹاتے انہوں نے سامنے دیوار پہ جمادی۔ کاش بیلا کبھی اس کی زندگی میں آئی ہی نہ ہوتی۔

"جب وہ میری زندگی میں آئیں تھیں تو سانسیں تھم گئی تھیں۔ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا کہ اگر وہ میری زندگی سے چلی گئیں تو کیا ہوگا۔ بابا کیا ہوگا؟ بابا میں تو خالی ہو گیا ہوں۔ اس وقت تو سانسیں تھمی تھی اب سانس رک رک کر آرہا ہے۔" حشمت چونکے اور ایک بار پھر اس کی جانب دیکھا۔ وہ بھیگی

نگاہوں سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ آج رات اسے نیند کہاں آنی تھی۔ صرف آج رات اسے تو شاید اب نیند آنی ہی نہیں تھی۔ حشمت نے اپنے جھریوں زدہ ہاتھ اس کے چہرے پہ پھیرے۔ وہ ان کے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے بلک بلک کر رو دیا۔ حشمت نے اسے رونے دیا۔

آپ کہتے تھے نا میں نے کبھی آپ سے کوئی فرمائش نہیں کی تو اب میں کر رہا ہوں پوری کریں میری فرمائش۔ واپس لا کر دیں مجھے بیلا۔ جائیں نا لا کر دیں مجھے۔" حشمت کو جیسے کسی نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ وہ اپنی جگہ پہ ساکت رہ گئے۔

مجھ سے وہ فرمائش مت کرو جو میں پوری نہ کر سکوں۔ میں بہت مجبور ہوں۔ تمہارا یہ بوڑھا باپ بہت مجبور ہے۔ جیسے تم خالی ہاتھ ہو ویسے ہی میرے پاس بھی تمہیں دینے کو کچھ نہیں ہے۔" وہ اس کے سر پہ سر ٹکائے خود بھی رو دیے۔ یہ تکلیف تو اب لمحہ بہ لمحہ بڑھتی ہی چلی جانی تھی۔

****

اوائل دسمبر کے دن تھے۔ سرد راتیں سونے پہ سہاگہ آسمان سے گرتی برف کسی کو بھی کپکپانے پہ مجبور کر دیتی۔ اس مسلسل ہوتی برفباری کی بدولت پورا شوگرلوف کا پہاڑ برف میں نہایا ہوا تھا۔ برف سے ڈھکے درخت ایک خوفناک منظر پیش کر رہے تھے۔ سردیوں میں یہاں بسیرا کس قدر مشکل

ہو جاتا تھا۔ آسمان پہ نگاہ اٹھاؤ تو سیاہ بادلوں نے چاروں اطراف کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا تھا۔ سڑک پہ بھی اِکا دُکا گاڑیوں کا نام ونشان تھا۔

اب اس ٹھٹھرتی سردی میں بھی کون باہر نکلے گا۔" انہوں نے اونی ٹوپی پہنتے خود کو کور کیا اور آتش دان میں آگ جلانے لگیں تاکہ اس سردی کا علاج کر سکے۔ کچھ سوچ کر آج بھی وہ چولہے پہ ہانڈی رکھتے خود کھڑکی کے پاس آکھڑی ہوئیں۔ باہر مسلسل برف پڑ رہی تھی لیکن ان کی نگاہیں کسی کو تلاش کرنے میں محو تھیں۔ منتظر نگاہیں اس میں موجود تڑپ جیسے کسی بہت اپنے کا انتظار ہو۔

کیا دیکھ رہیں ہیں اماں۔" یکدم چہکتی آواز کے ساتھ ہی کسی کے دانت کپکپائے تھے۔ انہوں نے" تشویش کے عالم میں بائیں جانب دیکھا جہاں خود کو بڑے سے کوٹ میں کور کیے وہ مسلسل کانپ رہی تھی۔

توکمرے سے باہر کیسے نکل آئی آج۔" وہ دونوں ہتھیلیوں کو آپس میں مسلتے مسکراہٹ دبا گئی۔"

جانتی تھی کہ میری پیاری اماں ہمیشہ کی طرح اس وقت اپنی اس مہمان کا انتظار کر رہی ہونگی اسلیے میں" یہاں آگئی آپ کو بتانے کہ اماں اس مہمان کو آئے گئے چار سال کا عرصہ بیت چکا ہے جو کہ بہت لمبا ہے۔ اب کہاں اس نے مڑ کر یہاں آنا ہے۔ اس کا اپنا مطلب نکل گیا اب تو وہ اڑ گئی۔" فاطمہ نے

عقب سے ہی انہیں اپنے حصار میں لیا اور پچکارتے ہوئے بولی۔ ایکدم سرد ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکرایا تو وہ کپکپا کر رہ گئی۔

بس اس لیے میں کمرے سے نہیں نکلتی۔ سانس ہی خشک ہو جاتا ہے اس سردی میں۔ اتنی بار کہا ہے" یہ گھر بدل لو لیکن نہیں یہی رہنا ہے آپ کو بھی۔" وہ نروٹھے پن سے بولتے آتش دان کی جانب بڑھی اور اپنے ہاتھوں کو گرمائش پہنچانے لگی۔ حانم بی کی نگاہیں ابھی بھی لاشعوری طور پہ بیلا کی ہی منتظر تھی۔ انہیں جیسے یقین تھا کہ وہ پلٹ کر ان کے پاس ضرور آئے گی۔

تو دیکھ نا فاطمہ۔ توں تو شہر میں جاب بھی کرتی ہے۔ تلاش کرنا اسے۔ بڑی معصوم بڑی پیاری بچی" تھی۔ نجانے کیا ہوا ہو گا اس کے ساتھ کہ اب تک نہیں لوٹی نجانے کہاں رہ گئی ہے۔" فاطمہ نے تاسف سے ناک سکوڑی۔ ایک اس کی اماں کی ہر بات اس لڑکی سے شروع ہو کر اس لڑکی پہ ہی ختم ہوتی تھی۔ اب وہ انہیں کیسے بتاتی کہ اس بابت تو وہ کافی عرصہ پہلے ہی جان چکی تھی کہ وہ اب کبھی نہیں لوٹ سکتی۔ کتنی بڑی بڑی ہیڈ لائنز بنی تھی نیوز میں کہ وہ مافیہ سے تعلق رکھتی تھی۔ ایک بار بتانے کے باوجود وہ بھول چکی تھیں۔

فاطمہ تو سن رہی ہے نا۔" انہوں نے بے چینی سے اس کا کندھا زور زور سے ہلایا۔ وہ ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"اماں بس کر جائیں۔ وہ اب کبھی نہیں لوٹے گی۔ سنا نہیں تھا آپ نے وہ مافیہ کی لڑکی تھی موت ہو گئی اسکی۔ بری تھی اسی لیے مر گئی۔" فاطمہ تو ان کی مسلسل ہوتی ایک ہی تکرار پہ چڑ گئی۔

"وہ بری نہیں تھی وہ بلکل بری نہیں تھی۔" فاطمہ نے ان کی حالت کے پیشِ نظر انہیں سینے میں بھینچ لیا۔ ایک انجان لڑکی کا غصہ وہ بھلا اپنی ماں پہ کیوں نکالتی۔

"اچھا میں معلوم کروں گی اس کے متعلق لیکن ایک آخری بار۔ اب اگر اس کا پتہ نہیں ملا تو آپ کو اسے مکمل طور پہ بھولنا ہو گا اوکے۔" اس نے جھک کر ان کا گال چوم لیا۔ وہ آنکھوں میں تشکر کے آنسو لیے مسکرا دی۔ فاطمہ نے ان کی مسکراہٹ کو حسرت سے دیکھا۔ کیسے اس کی ماں ایک انجان لڑکی کیلیے رو رہی تھی۔ کتنی خوش قسمت تھی وہ لڑکی۔ لیکن کیا سچ میں وہ خوش قسمت ہی تھی؟ کتنی بری موت مری تھی وہ۔ ایک باپ نے ہی اپنی بیٹی کو مار دیا تھا اس سے زیادہ برا اس کیلیے اور کیا ہی ہو سکتا تھا۔

اچھا چل آجا میں تجھے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاؤں گی۔ پھر کمرے میں گھس جائے گی اور نکلنے کا نام نہیں لے گی۔ صبح جائے گی اور پھر رات گئے تک لوٹے گی۔ ویسے بھی اب تو بہت جلد پیا دیس سدھار جائے گی۔ وہاں سے اماں تجھے کہاں یاد رہیں گی۔" وہ ایک بار پھر اپنا شکایت نامہ کھول کر بیٹھ گئی تھیں لیکن فاطمہ نے ان کی ایک بھی بات پہ کان نہ دھرا۔ بس ان کے ہاتھ سے کھاتی رہی۔ ٹھیک ہی تو بول رہی تھی وہ ابھی کھانا کھا کر سونے جانے والی تھی کیونکہ اسے صبح وقت پہ اٹھ کر جاب کیلیے بھی جانا تھا اور یہ شکوہ حانم بی کو شروع سے ہی اس سے تھا لیکن وہ چاہ کر بھی اپنی عادت بدل نہیں سکتی تھی۔ رہی شادی کی بات گزرے دو سال سے وہ اسی لاڑے بازی پہ ہی جی رہی تھی۔ رشتہ تو اسکا ہو چکا تھا مگر جس موصوف سے ہوا تھا شاید وہ اس رشتے پہ ازل سے راضی نہیں تھا تبھی ان کی باتوں کو ایک کان سے سنتے دوسرے کان سے نکال دیا۔

****

کون بات کر رہا ہے۔" اس نے مسلسل بجتا فون اکتا کر کان سے لگایا اور اکھڑ لہجے میں بولی۔ مقابل " اس کے لہجے میں آنچ محسوس کر مسکرایا۔ جانتا تھا وہ ناراض ہے۔

تمہارا ہینڈسم شوہر۔" وہ زیرِ لب مسکرایا۔"

جہنم میں گیا میرا ہینڈ سم شوہر۔" وہ جل کر بولی۔ آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے جیسے وہ ابھی اس کے مقابل ہوتا تو اسے نوچنے سے بھی گریز نہ کرتی۔

دیکھو تم جیلسی میں اس حد تک نہیں گر سکتی۔ کم از کم میری خوبصورتی سے تو مت جلو۔" وہ ابھی بھی اسے تنگ کرنے پہ آمادہ تھا۔

آپ خاموش ہو جائیں ورنہ۔" آخر میں کچھ بے بسی سے وہ ٹھنڈی پڑی۔ غازی کو بھی اب کی بار سنبھلنا پڑا۔ سیٹ پہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

آپ نے آج آئزل کو لے کر جانا تھا آپ کیسے بھول سکتے ہیں۔ وہ آپ کا انتظار کرتی رہی۔" فانیہ اپنے ناخنوں سے کھیلتے نروٹھے پن سے بولی۔ غازی فوراً سے پیشتر ڈھیلا پڑا۔

مجھے ایک بہت ضروری کام تھا۔ میں تو اکیلا ہی چلا گیا تم ایسا کرو جے بی یا بابا میں سے کسی کو کہہ دو میری جان اس میں اتنا ناراض ہونے والی کونسی بات ہے۔" غازی نے موقع کی مناسبت دیکھ اسے پچکارا۔ جواب میں اس کی سسکیاں سن غازی لب بھینچ گیا۔

اتنے سال گزر گئے آئزل کو لے کر جاتے ہیں ساتھ تو آج کیوں بھول گئے۔" ایکدم کمرے کا دروازہ ناک ہوا اور ایک سنہری بالوں والی گڑیا مسکراتے ہوئے اندر آئی۔ فانیہ کے اندر تک دھواں

بھر گیا۔ وہ بلکل بیلا جیسی تھی۔ وہی سنہری بال وہی بھوری آنکھیں ویسی ہی مسکراہٹ۔ بیلا ان سب میں موجود نہ ہو کر بھی وہی تھی۔

واٹ ہیپنڈ ممی۔" اس کے بولنے کے انداز پہ نا چاہتے ہوئے بھی فانیہ کی ہنسی نکل گئی۔ آئزل نے " دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے ناراضگی سے اسے دیکھا۔ لائن پہ موجود غازی بھی اس کی بات سن مسکرایا۔

"السلام وعلیکم بابی۔"

وعلیکم السلام بابی کی جان۔ ممی کیوں رو رہی ہیں؟" غازی نے فائل بند کرتے اپنی تمام تر توجہ اب کی " بار اپنی زندگی کی جانب مبذول کرائی جس کا چہرہ ہمہ وقت اسے بیلا کی یاد دلاتا تھا۔ بیلا نے کہا تھا اسے بیلا سمجھ کر محبت دینا۔ اس نے بیلا اور آئزل دونوں کے حصے کا پیار اسے دیا تھا۔

اوکے تو لیٹ می ایکسکیوز یو فرسٹ۔ آج بابی آپ سے ملے بغیر چلے گئے۔ آپ جانتی ہیں آج ڈیٹ کیا " ہے؟" غازی نے اسے یاد دلایا۔ آئزل نے آنکھیں چھوٹی کرتے وہی سائڈ ٹیبل پہ رکھے کیلنڈر کو دیکھا تو دماغ بھک سے اڑا۔

اومائی گاڈ۔ آج تو مجھے جانا تھا بابی سے ملنے لیکن آپ تو آفس چلے گئے۔ میں ایسا کرتی ہوں جے کے " ساتھ چلی جاؤں گی کیونکہ وہ آئزل کی کسی بات سے منع نہیں کرتے۔" وہ اترا کر بولی۔ فانیہ کے ساتھ

ساتھ غازی کے لبوں سے بھی مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی۔ وہ اسکی بات سے اختلاف کیوں نہیں کرتا تھا کیونکہ وہ ہو بہو بیلا جیسی تھی۔ وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا۔

اوکے لو یو بابی۔ لو یو ممی۔" وہ فون فانیہ کو تھماتے اچھلتے ہوئے باہر بھاگی۔ فانیہ نے نم نگاہوں سے اسے خود سے دور ہوتے دیکھا۔

"مت رو فانیہ۔"

نہیں رو رہی۔ میں ٹھیک ہوں بس آپ آج گھر آجائیں کیونکہ سزا تیار ہے آپ کیلیے۔" وہ تیکھے لہجے میں بولتی اسے ہنسنے پہ مجبور کر گئی۔ فانیہ نے جلتے بھنتے فون کاٹ دیا لیکن اگلے ہی لمحے اس کے بابت سوچ لبوں پہ خود بخود مسکراہٹ در آئی۔

"جے جے وئیر آر یو۔ دادوں جے کہاں ہیں۔"

یہی کہی ہو گا میری جان جاؤ باہر دیکھو پورچ میں نہ ہو۔" وہ ہاتھ ماتھے پہ مار کر انہیں سیلیوٹ کرتے باہر بھاگ گئی۔ حشمت کتاب بند کرتے مسکرائے۔ اس کی من موہنی صورت ان سب کے چہرے روشن کر دیتی تھی۔ انہوں نے دوبارہ اپنی توجہ کتاب کی جانب مبذول کروالی۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد وہ ہمیشہ کی طرح انہیں جے بی کی گود میں آتی دکھائی دی۔ وہ مسکرا رہا تھا اس کی حرکتوں پہ لیکن

اس کی آنکھیں وہ تو ہمیشہ کی طرح خالی تھی۔ چہرہ ستا ہوا تھا۔ کھلا گریبان اس میں لٹکتی چین۔ بڑھی ہوئی شیو الجھے بال وہ کہی سے بھی انہیں وہ جے بی نہیں لگتا تھا جو خود کو کیسے ٹپ ٹاپ رکھتا تھا۔ اسے اپنے نزدیک بیٹھتا دیکھ وہ چونکے جواب اپنا موبائل نکالتے آئزل کو تھمار ہا تھا۔ حشمت نے اس کی انگلیوں کو دیکھا جو وہ آئزل کے سنہری بالوں میں پھیر رہا تھا۔ یکلخت اس کی آنکھوں میں دھند اترنے لگی۔ اس نے اپنی کپکپاتی انگلیوں کو سختی سے بھینچا اور اپنے الجھے بالوں کو ہاتھوں سے سنوارنے لگا۔ کسی کی نگاہوں کے ارتکاز نے اسے نگاہیں اٹھانے پہ مجبور کیا تھا۔ حشمت کی جانب دیکھتے وہ دھیرے سے مسکرایا زبردستی کی مسکراہٹ۔

اسے پرانی محبت سمجھ کر بھلا دو جے بی۔" حشمت نے ہمیشہ والا فقرہ دہرایا۔ جے بی کے زبردستی کے" مسکراتے لب بھی ہمیشہ کی طرح سکڑ گئے۔

پرانی محبت کیا ہوتی ہے بابا؟ محبت نامی بلا تو ہمہ وقت آپ کے جسم کے ساتھ ایک مرض کی طرح" چپکی رہتی ہے جو وقتاً فوقتاً آپ کو ایک درد کا احساس دلاتی ہے۔ ذرا سا ذکر کیا چھیڑ و پورا وجود اس کی تکلیف سے تڑپ اٹھتا ہے۔ پرانی محبت کچھ نہیں ہوتی محبت ہمیشہ صرف محبت رہتی ہے کبھی نہ بھولنے

والا مرض۔" اس نے بھی آنکھوں میں وحشت لیے ہمیشہ والا جواب دیا۔ حشمت لاجواب ہو گئے۔ اب آگے کچھ کہنے کو بچا ہی کیا تھا۔

اور جسے تم اپنے نام سے منسوب کرنے جا رہے ہو اس کا کیا۔" انہوں نے اب کی بار اسے ٹھیک ٹھاک سنانے کی ٹھانی۔ وہ اس لڑکی کیلیے جو اس دنیا سے جا چکی تھی اور جو اس دنیا میں موجود تھی اس کی حق تلفی نہیں ہونے دے سکتے تھے۔ جے بی نے عجیب نگاہوں سے اپنے موبائل کا معائنہ کرتی آئزل کو دیکھا۔ وہاں سے ہوتے ہوئے اسکی نگاہ فانیہ کی جانب اٹھی جو پلر کو سختی سے جکڑے سرخ متورم نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ وہ نگاہیں چرا گیا۔

دو سال سے یہی ہوتا آرہا ہے بابا لیکن صرف آپکی محبت میں۔" وہ چہرہ جھکائے جتانے سے باز نہ آیا۔ حشمت سختی سے لبوں کو بھینچ گئے۔ اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔

بابا میں انہیں دھوکا نہیں دے سکتا۔ میں انہیں دھوکا کیسے دے سکتا ہوں۔ میں کیا کروں بابا۔ وہ میری نگاہوں کے سامنے سے جاتی ہی نہیں ہیں۔" اس نے کس دل سے یہ الفاظ ادا کیے تھے یہ وہی جانتا تھا۔ حشمت نے اس کی آنکھوں میں گلابی پن اترتا دیکھا تاہم بات کو وہی روک دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ حشمت نے ٹھنڈی آہ بھری۔ اس سب کا حل آخر کیا

تھا؟فانیہ نے تھک ہار کر پلر سے سر ٹکالیا اور اپنی نگاہیں بیلا کے عکس پہ جمادی جو آئزل کی صورت میں اسے ملا تھا۔

****

اپنی ماں کے بعد آپ وہ پہلی عورت ہیں جسے میں نے چاہا ہے اور آخری بھی۔"اس نے تختی پہ" موجود بیلا کے نام پہ ہاتھ پھیرے۔پورا وجود کانپ رہا تھا۔گھر سے نکلتے وہ سیدھا یہی آیا تھا اور اسے تو یہاں آنا ہی تھا وہ ہر سال یہاں آیا کرتا تھا۔

زندگی سے بڑھ کر چاہا ہے آپکو۔"اس نے اپنے کپکپاتے ہاتھ دعا کیلیے پھیلائے۔آنکھوں کی سطح گیلی" ہونے لگی۔چہرے پہ آرزدگی سمٹ آئی۔

زندگی رہی تو آخری سانس تک آپ کو ہی چاہوں گا۔"وہ اب لزرتے لبوں سمیت فاتحہ پڑھ رہا" تھا۔نجانے وہ کب تک یونہی ہاتھ پھیلائے اس کی قبر کے آگے کھڑا رہتا کہ ایکدم کلک کی آواز کے ساتھ اس کا تسلسل ٹوٹا۔وہ چونک کر ایک جھٹکے سے مڑا۔پیچھے کھڑی فاطمہ اس اچانک ہوئی افتاد پہ اس سے پہلے مڑتی عبایے میں پاؤں اڑنے کی بدولت لڑکھڑا کر زمین بوس ہوئی۔جے بی نے ناسمجھی سے

زمین پہ گری لڑکی کو دیکھا جو اب اپنے سیاہ گلووز صاف کر رہی تھی اور انہیں گلووز زدہ ہاتھوں سے اپنا عبایاں جھاڑ رہی تھی جو گرنے کی بدولت مٹی آلود ہو گیا تھا۔

آپ کو شرم نہیں آتی ایک لڑکی گر رہی ہے بندہ اسے تھام۔" اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں چھوٹی" ہوئی۔ ہاتھ لبوں پہ ٹھہر گیا۔ جے بی نے اس کی نقاب سے دکھائی دیتی آنکھوں میں بے یقینی ابھرتی دیکھی۔ اگلے ہی لمحے اس کے دیکھنے کے انداز پہ جے بی کی آنکھوں میں سرد مہری اتر آئی۔

یہ تو جبران ہے۔" فاطمہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی۔ تصویر زور و شور سے آنکھوں کے" پردے پہ لہرائی تھی۔

ہائے اللہ یہ کیسا امپریشن دیا میں نے پہلی ہی باری میں۔" اس نے باقاعدہ اپنا سر پیٹ لیا۔ اس سے" پہلے جے بی وہاں سے جاتا فاطمہ نے اس کا راستہ روک لیا۔ اب مل گیا تھا تو لگے ہاتھوں اپنا تعارف بھی تو کروانا بنتا تھا نا۔ اب اس ڈاکو رانی کو وہ کیسے پہنچانتا۔ کونسا عشق محبت کی داستانیں رقم ہوئی تھیں ان دونوں کی۔

ہیلو مائے سیلف فاطمہ۔" وہ ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈال کر باہر کی جانب بڑھا۔ فاطمہ کا چہرہ اہانت کے" احساس سے سرخ پڑ گیا۔ وہ اس کے نام سے پہچان کیوں نہیں رہا تھا۔

کتنا عجیب شخص ہے۔ مجھ سے شادی ہونے والی ہے پھر بھی نہیں ملا اور نہ ہی مجھے پہچانا۔ "وہ دانت کچکچا کر خود سے بولی اور تیزی سے اس کے تعاقب میں قدم بڑھانے لگی۔

"سنے تو۔"

مرد کو اپنا ہمدرد یا دوست کبھی نہیں سمجھنا چاہیے۔ کیا معلوم وہ دوستی کی آڑ میں تاک لگائے بیٹھا ہو۔ "اس کے لہجے میں تپش ہی ایسی تھی کہ فاطمہ کو رکنا پڑا۔ پورا وجود جیسے برف ہو گیا۔ تو کیا وہ اسے ایسی ویسی لڑکی سمجھ رہا تھا۔ وہ تلملا کر رہ گئی۔

تم اس لڑکی پہ حملہ کرنا چاہو گے جو تمہارے نام سے منسوب ہے مسٹر جبران حیات۔ "ایکدم وہ بپھر گئی۔ جے بی تمسخر سے مسکراتے اس کی جانب مڑا۔ فاطمہ کی توجہ اس کی گردن میں لٹکتی چین نے اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔

اماں کو بھی میرے لیے کیا بس یہ غنڈا موالی ہی ملا تھا۔ اس نے تیز نگاہ اس پہ ڈالتے ہٹالی البتہ دل ہی دل میں وہ خانم بی سے شکوہ کرنا نہ بھولی۔ جے بی اسکی بات پہ ٹھٹھکا۔ اگلے ہی لمحے اپنا چہرہ بے تاثر کرتے وہ اپنے خول میں واپس سمٹ آیا۔

حملے کبھی بتا کر نہیں ہوتے اچانک ہی ہوا کرتے ہیں میم اور مزے کی بات اس کے پیچھے زیادہ تر اپنوں "کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔

یہ جو اپنے ہوتے ہیں نا یہ وقتی طور پہ آپ کا سہارہ بن کر آپ میں جان ڈالتے ہیں مگر پھر موقع سے" فائدہ اٹھا کر آہستہ آہستہ جان نکال بھی لیتے ہیں۔ اسی لیے بول رہا ہوں اپنے کام سے کام رکھے میم۔"وہ سرد مگر پر تپش لب و لہجے میں اسے جتاتے لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ اس کی عقب میں کھڑی فاطمہ نے مٹھیاں بھینچتے دانت پیسے اور اسے چار پانچ صلواتوں سے نوازتے دوبارہ بیلا کی قبر کی جانب آئی تھی۔

بیلا قیس۔"اس کے نام کو پڑھتے اس نے جے بی کے متعلق سوچا۔ قبر پہ تازے پھول بھی رکھے" ہوئے تھے۔ وہ تو اماں کی خاطر اس قبر کی تصویر لینے آئی تھی تاکہ انہیں اسکی موت کا یقین ہو جائے لیکن جبران بیلا کی قبر پہ کیوں تھا؟ کیا وہ بیلا کو جانتا تھا یا اس کی پہلی بیوی۔۔ اس کا ماتھا ٹھنکا۔ ذہن نے اب تیزی سے کام کرنا شروع کیا تھا۔

گھر پہنچنے سے پہلے وہ خود کو کافی حد تک سنبھال چکا تھا۔ جانتا تھا غازی گھر لوٹ چکا ہو گا اور یہ دن اس کیلیے بھی اتنا ہی مشکل ہوتا تھا۔ وہ اپنی بدولت اسے مزید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن لاؤنج میں قدم

رکھتے ہی آئزل کی کھنکتی ہنسی نے اس کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ اس نے ناسمجھی سے حشمت کو دیکھا جو خود بھی مسکرا رہے تھے۔ اگلے ہی لمحے اس نے آئزل کو گود میں بھرتے اس کی پیشانی کو نرمی سے چوما۔

جے۔" وہ بھی اس کا لمس محسوس کر اس کی گردن کے گرد بازو حمائل کر گئی۔ جے بی نے اسے خود" میں بھینچتے سکون سے آنکھیں بند کی۔

اندر کیا ہو رہا ہے اور آپ کیوں ہنس رہی تھیں؟" جے بی نے ایک بار پھر اس کی پیشانی کو" چوما۔ حشمت محبت سے ان کے محبت بھرے مظاہرے دیکھ رہے تھے۔

بابی کو سزا ملی ہے۔" اس نے اس کے کان میں جھکتے جیسے بڑے کوئی پتے کی بات بتائی۔ جے بی نے" ناسمجھی سے حشمت کو دیکھا وہ ہنس رہے تھے۔ وہ یونہی آئزل کو بانہوں میں بھرے کچن میں گھسا لیکن سامنے دکھائی دیتے منظر کو دیکھ نا چاہتے ہوئے بھی اسکی ہنسی نکل گئی۔ شرٹ پہ بندھا ایپرن ہاتھ میں موجود سپنج جس سے وہ پلیٹ کور گڑ رہا تھا۔ کوٹ وہ پہلے ہی اتار چکا تھا۔ اس کی ہنسی پہ غازی نے ذرا سا مڑ کر اسے دیکھا۔ تھم تو غازی کو حکم دیتی فانیہ بھی گئی تھی۔ باہر لاؤنج میں بیٹھے حشمت تڑپ کر اسکی

سمت متوجہ ہوئے۔ کتنے عرصے بعد وہ یوں دل کھول کر ہنسا تھا۔ اطراف میں چھائی خاموشی محسوس کر وہ ایکدم سنبھلا۔ غازی نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ دھیرے سے مسکرایا۔

بھائی آپ نے یہ بزنس کب سے شروع کر دیا۔" وہ بے آواز ہنسا اور آئزل کو فانیہ کو تھمایا جو شیلف پہ" بیٹھی برابر چوٹ پہ غازی سے باقاعدہ ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی۔

جب سے میری بیوی نے اس کام کے مجھے پیسے دینا شروع کیے ہیں۔" وہ بھی جواباً سر جھٹکتے ہنسا اور" بیچارگی سے بولتے ایک بار پھر پلیٹ رگڑنے لگا۔ جے بی نے فانیہ کو دیکھتے تھمبز اپ کا اشارہ کیا۔ وہ گردن اکڑا گئی۔

ویسے یہ کام مجھے پہلے ہی شروع کر دینا چاہیے تھا"

اگر خود خوش رہنا ہے تو گھر کے کاموں میں بیوی کی مدد کرو کیونکہ اگر بیوی خوش نہیں ہو گی تو شوہر کو بھی نہیں رہنے دے گی۔" غازی نے ہنستے ہوئے اس کی معلومات میں اضافہ کیا۔ جے بی آنکھوں میں عقیدت لیے ان دونوں کو دیکھے گیا۔

کبھی ایسے بندے رگڑتے تھے آپ۔ اب ایسے ہی برتن رگڑ رہے ہیں۔" جے بی نے غور کیا اس کے" سر پہ ہلکی ہلکی چاندی دکھ رہی تھی۔ وہ وقت سے پہلے اپنی ہمت کھو رہا تھا۔

"ویسے مزے کی بات دونوں ہی کام اتنے بھی برے نہیں ہیں۔"

صاف کہیں نا بیوی سے ڈرتے ہیں آپ۔"غازی نے جیسے جے بی کی بات سے حظ اٹھایا۔جے بی دونوں" ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑستے اس کے نزدیک ہوا۔غازی نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔وہ بنا پلک جھپکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔تھوڑی دیر پہلے والی شوخی غائب تھی۔

یہ سب۔"اس نے برتنوں کی جانب اشارہ کیا۔"

میرے لیے کیا نا آپ نے یہ ڈرامہ تاکہ میں مسکرا سکوں۔"غازی نے دھیرے سے پلیٹ وہی" چھوڑ دی۔فانیہ بھی شیلف سے اتر کر کھڑی ہو گئی۔

بھائی پلیز میں نے کبھی آپکو ان کی موت کا ذمہدار نہیں سمجھا بھائی پلیز خود کو اس گلٹ سے نکال" لے۔آپ کو کیوں لگتا ہے کہ آج سب جس حال میں ہیں وہ آپ کی وجہ سے ہے۔ان کا جانا لکھا تھا وہ چلی گئی؟آپ کیوں یہ سب باتیں سوچ کر خود کو ہلکان کر رہے ہیں۔کیوں خود کو ختم کر رہے ہیں۔یہ دیکھے یہ آپکی اولاد ہے اسے دیکھے اس کیلیے جینا ہے آپ نے۔مم۔میں آپ کو نہیں کھونا چاہتا بھائی۔مجھے آپ چاہیے ہیں ہر چیز سے بڑھ کر۔اب مجھے مرنا ہے کیونکہ میں کسی اپنے کو خود سے دور جاتا نہیں دیکھ سکتا۔"غازی نے اسے ہانپتا دیکھ سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔کچن کے دروازے پہ

کھڑے حشمت نے بھیگی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا۔فانیہ نے آئزل کو اپنی گود میں لیتے خود میں بھینچ لیا۔ نجانے لوگوں کے زخم کیسے بھر جاتے ہیں ان کا تو آج اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی جوں کا توں تھا۔

آہ بی!فانیہ کے لبوں سے ایک سسکی نکلی۔

****

تجھے اتنی دیر کیوں ہو گئی واپسی پہ۔"حانم بی کے سوال پہ وہ جو کھوئی کھوئی سی کیفیت میں بیگ کرسی پہ رکھ رہی تھی چونک کر پلٹی اور دھیما سا مسکائی۔

آپ کی خاطر۔"وہ اپنا بیگ کھنگالتے ہوئے بولی۔کچھ ہی دیر بعد موبائل ہاتھ لگتے ہی وہ گہرا سانس" بھرتے مڑی اور سنجیدگی سے ہنڈیا بناتی حانم بی کو دیکھا۔کس قدر بے فکر تھی وہ فلحال ورنہ تو بیلا نامی لڑکی کی بابت ہی سوچتی رہتی تھیں۔

ہاں کیا ہوا کچھ دکھانا تھا کیا۔"ان کے سوال پہ وہ چونکی اور اثبات میں سر ہلاتے موبائل میں موجود وہ" تصویر کھولی تھی۔اگلے ہی لمحے اس نے موبائل کا رخ حانم بی کی جانب کیا۔انہوں نے ناسمجھی کی کیفیت میں سر پہ رکھی عینک آنکھوں پہ لگائی اور بغور موبائل کی سکرین کو دیکھا۔اگلے ہی لمحے انکی

آنکھوں میں تاریکی اترتے دیکھ اس نے تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔ایک نا ایک دن تو یہ ہونا ہی تھا۔

"بیلا قیس۔"وہ اپنا کپکپاتا ہاتھ تصویر پہ پھیر رہی تھی جیسے اسے محسوس کر رہی ہو۔دل میں دھواں سا بھر رہا تھا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے۔وہ تو مجھ سے وعدہ لے کر گئی تھی نا۔"ان کی آنکھوں میں آس دیکھ فاطمہ نے لبوں کو سختی سے آپس میں پیوست کیا۔

"وہ نہیں رہی اماں۔میں نے آپ کو پہلے بھی بتایا تھا۔کوئی بھی انسان اتنے لمبے عرصے کیلیے تو دور نہیں ہو سکتا نا۔کوئی نا کوئی وجہ تو رہتی ہی ہے۔یہاں بھی یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا میں نہیں رہی تبھی وہ آپ کے پاس نہیں لوٹی۔"فاطمہ نے ان کے شانے پہ ہاتھ جماتے نرمی سے سمجھایا۔وہ ٹھنڈی آہ بھر کر رہ گئیں۔

"مجھے کہ رہی تھی کہ میں واپس آؤں گی۔مجھ سے قرآن پڑھنے آنا تھا اس نے۔ایک دم سے کیا ہو گیا پھر۔مجھے یقین کیوں نہیں آتا۔"وہ شاید اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔فاطمہ نے گہرا سانس بھرا۔وہ

اتنی جلدی باتوں کو بھلانے والوں میں سے نہیں تھی یہ بات اسے اچھے سے ازبر تھی۔ وہ تو ذرا ذرا سی بات کو سر پہ سوار کر لیتی تھیں۔

"اچھا خیر یہ سب چھوڑیں۔ جانے والا تو جا چکا۔ کبھی اپنی بیٹی کیلیے تو ایسا پیار نہیں دکھایا۔ مجھ سے بھی پوچھے کہ تھکی تو نہیں۔ کھانا کیا کھایا۔ کہی مشکل تو نہیں ہوئی۔ پہلے جب بیٹی ناراض تھی تو مناتے نہ تھکتی تھیں اب جب بیٹی راضی ہو گئی ہے تو اسکی کوئی فکر نہیں۔" اس نے ناراضگی سے انہیں گھورا۔ وہ مشفقانہ انداز میں مسکرائی اور اس کے سر کو سہلایا۔

"جا منہ ہاتھ دھو لے میں کھانا لگاتی ہوں۔" اس کا پھولا پھولا منہ دیکھ انہوں نے دھیمے سے کہتے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ فاطمہ نے بغور ان کے زرد پڑتے چہرے کو دیکھا۔ نجانے ایسا بھی کیا تھا بیلا میں کہ وہ کسی کو بھولتی ہی نہیں تھی۔

"اچھا مجھے یاد آیا آج جبران ملا تھا مجھے۔" اس کے اچانک بتانے پہ اب کی بار حانم بی پوری اس کی جانب گھومیں۔ ماتھے پہ تفکر بھری لکیریں ابھری۔

تجھے کہاں ملا وہ۔" انہوں نے پلیٹیں وہی چھوڑی اور تجسس کے ہاتھوں مجبور ہوتے استفسار کیا۔"

اسی قبرستان میں جہاں بیلا کی قبر کی تصویر اتارنے گئی تھی اور مزے کی بات وہ بھی اسی کی قبر پہ "
پھول چڑھا رہا تھا۔"اس نے لاعلمی سے شانے جھٹکے۔ دل ابھی بھی عجیب سی کیفیت سے دوچار تھا۔

مجھے کیا لگتا ہے کہ آپ کے ساتھ ساتھ اسے بھی ٹروما میں بھیجنے کے پیچھے اسی کا ہاتھ ہے۔ اس کا چہرہ "
بھی بلکل آپ کی طرح زرد پڑ رہا تھا تبھی تو بولتی ہوں ایسی لڑکیاں بری ہی ہوتی ہیں جو کسی کے
احساسات کی قدر نہیں کر پاتی۔ کیسے کسی شخص کی زندگی برباد کر سکتی ہے وہ لڑکی۔"اس نے تنفر سے
سر جھٹکا۔ حانم بی نے ناگواری سے اسے دیکھا اور اس کے شانے پہ ہاتھ مارا۔ وہ جھنجھلا کر رہ گئی۔

تو چپ کر کچھ بھی سوچتی رہتی ہے۔ اتنا اچھا بچہ تو ہے وہ۔ مجھ سے ملا بھی ہے اور ایسے ہی بیلا کو کچھ نہ "
کہ۔ جانے والوں کو کچھ نہیں کہتے۔"وہ اسے ڈپٹتے ہوئے بولی۔ فاطمہ نے ناک منہ سکوڑتے بیگ
شانے پہ لٹکایا اور سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔

اس نے مجھے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ مجھے پہچانا بھی نہیں اس نے۔ نجانے کیا سوچ کر آپ نے میرا "
رشتہ اس کے ساتھ طے کر دیا ہے۔ نہ شرم نہ لحاظ۔ تعارف بھی میں ہی کروا رہی ہوں کہ ہیلو میں آپکی
فیانسی فاطمہ۔ تُف ہے ایسے مردوں پہ سونے پہ سہاگہ غنڈہ موالی ہے ایک نمبر کا۔"وہ اب روہانسا منہ

بنائے جلے دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔ حانم بی نے تاسف سے اس کی باتیں سنی اور پلیٹ میں چاول ڈالنے لگیں۔

یہ سب تم اپنے بابا سے ہی پوچھنا۔ "یکلخت دروازہ کھٹکا تھا اور چند ساعتوں بعد دروازہ کھلتے ہی آنے والی" شخصیت کو دیکھ فاطمہ سب فکر بھلاتے ان کی جانب بھاگی اور ان کے سینے سے لگی تھی۔ انہوں نے بھی نرمی سے اس کی پیشانی چومتے خود سے الگ کیا۔

کیا شکوے شکایات چل رہے تھے میری بیٹی کے آپ سے۔ "حشمت کے سوال پہ فاطمہ کو ایک بار" پھر اپنا رونا یاد آیا تھا۔

"آپ کے لاڈلے صاجزادے کی کرتوتیں۔"

جے بی۔ اس نے کیا کیا۔ "حشمت نے ایک نظر حانم بی کو دیکھا جو خشمگیں نگاہوں سے مسلسل بولتی" فاطمہ کو گھور رہی تھیں۔

اس نے مجھے نہیں پہچانا بابا۔ مجھے مطلب کہ میں اسکی ہونے والی بیوی۔ اتنا بے خبر تو انسان کو نہیں ہونا "چاہیے۔

تمھیں میں نے ایک ایک چیز سے باخبر رکھا ہے۔ایک لڑکی تھی اس کی زندگی میں۔"انہوں نے" دانستہ بات ادھوری چھوڑی۔

کیا وہ بیلا قیس تھی۔"اس کے سوال پہ حشمت چونک گئے۔"

تم اسے جانتی ہو۔"حشمت نے ناسمجھی سے استفسار کیا۔حانم بی خاموش نگاہوں سے اس دوران ان" کی باتوں کا ملاحظہ کر رہی تھیں۔

نہیں جانتی تو نہیں ہوں لیکن اس کی قبر سے ہو کر آئی ہوں۔وہ وہاں پھول چڑھا رہا تھا۔مجھے محسوس" ہوا کہ وہ وہی لڑکی ہو گی۔"اس نے لاپرواہی سے جتاتے اپنے ناخنوں کو کھرچنا شروع کر دیا۔لہجے میں خفگی سمٹ آئی تھی۔

تم اداس مت ہو میرا بچہ اور نہ ہی آپ پریشان ہو کل ایک چھوٹی سی تقریب میں اپنی بیٹی کو رخصت" کروا کر میں یہاں سے لے جاؤں گا۔"ان کی بات پہ فاطمہ نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔

وہ اور آپ بھی تو یہاں آسکتے ہیں نا بابا۔آپ دونوں ساتھ کیوں نہیں رہتے۔آپ دونوں کو ساتھ رہنا" چاہیے بابا اماں۔مجھے یہاں سے کہی نہیں جانا۔"حشمت اسے دیکھ کر رہ گئے۔اتنے سالوں میں پہلی بار

فاطمہ نے اس قسم کی کوئی ضد ان کے ساتھ کی تھی ورنہ وہ ہر سال آتے تھے اور یونہی مل کر واپس لوٹ جاتے تھے۔

ان کا کام شہر میں ہوتا ہے نا۔ شروع سے ہی ہم سے دور رہے ہیں۔ کیوں پریشان کر رہی ہے تو" انہیں۔" حانم کے سمجھانے پہ حشمت کی آنکھوں میں ویرانی اتر آئی۔ انہوں نے آنکھوں میں تھکن لیے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھا اور کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے پلٹ گئے۔ کندھوں پہ جیسے بوجھ آ پڑا تھا۔ اس گھر میں جب بھی وہ قدم رکھتے تھے ان کا دم گھٹتا تھا۔ فاطمہ نے ہمیشہ کی طرح لمحہ بہ لمحہ انہیں خود سے دور ہوتا دیکھا۔

وہاں سے نکلتے وہ سیدھا بنگلو پہنچے۔ ارادہ سب سے پہلے جے بی سے بات کرنے کا تھا تبھی اپنا رخ اس کے کمرے کی جانب کیا۔ وہ بیڈ پہ چت لیٹا چھت کو بنا پلک جھپکائے گھور رہا تھا۔ بائیں ٹانگ مسلسل ہل رہی تھی۔ یکلخت ان کے چہرے پہ آرزدگی سمٹ آئی۔

تم آج جب بیلا کی قبر پہ گئے تھے تو وہاں تمہیں فاطمہ ملی تھی۔" اس نے حشمت کے کرخت لہجے پہ" بھی پلکیں نہ جھپکی بس یونہی پڑا رہا۔ حشمت نے ذرا سا جھک کر اس کا شانہ ہلایا تو اس نے نگاہیں موڑ کر انہیں دیکھا اور اس کا نگاہیں موڑنا ہی غضب ڈھا گیا۔ اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے شیو میں جذب

ہو گیا۔ حشمت اسکی تکلیف پہ تڑپ کر رہ گئے۔ وہ اب چہرے کو دونوں ہاتھوں میں ڈھانپے نجانے کیا سوچ رہا تھا۔ ہاتھوں کی کپکپاہٹ حشمت کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہی۔

"اگلے ہی لمحے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور قدموں کے بل ان کے نزدیک گرا۔ حشمت اپنی جگہ پہ ساکت رہ گئے۔" جے بی۔

"مجھے بیلا چاہیے بابا صرف بیلا اور کوئی نہیں اور اگر آپ نہیں دے سکتے تو مجھے جان سے مار ڈالیں۔" اس کے مطالبے پہ حشمت سے سانس لینا دو بھر ہو گیا۔

"میں آپ سے فرمائش کر رہا ہوں بابا۔ آپ کا جے بی آپ سے ہاتھ جوڑ کر کچھ مانگ رہا ہے بابا۔ مجھے وہ واپس لا دیں میں بلکل دیری نہیں کروں گا آپ کی بات ماننے میں۔" وہ ان کی ٹانگوں سے لپٹتے تکلیف کی شدت سے رو دیا۔ حشمت نے اپنا دایاں کپکپاتا ہاتھ اس کے بالوں میں رکھتے انہیں سہلایا۔ وہ مسلسل ہچکیاں بھر رہا تھا۔ ان کا دل ایکدم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا۔ وہ ان کا وہ بیٹا تھا جو کسی چٹان کی مانند مضبوط تھا۔ جس کی ایک غصے بھری نگاہ سے لوگ خوفزدہ ہو جاتے تھے آج یوں سب سے منہ موڑے بیٹھا تھا۔

تمہیں میری اتنے سال کی محبت کا واسطہ ہے جے بی۔ اب بس کرو۔ میں بوڑھا باپ اپنی اولاد کو یوں رلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔ اپنی زندگی میں آگے بڑھ جاؤ۔ میرا کہا مان لو۔" وہ تھکے تھکے لہجے میں بولتے کمرے سے نکل گئے۔ جے بی کے ہاتھ پھسلتے پہلو میں آگرے۔ اگلے ہی لمحے وہ وہی سجدے میں گرتے ضبط کھوتے ایک بار پھر رو دیا۔ یہ زندگی اس کیلیے اتنی مشکل کیوں تھی وہ سمجھنے سے قاصر تھا۔

****

اپنے نزدیک بیٹھے غازی کو دیکھ انہوں نے اپنا رخ مکمل طور پہ اسکی جانب کیا جو کچھ تھکا تھکا سا دکھائی دے رہا تھا۔

تھک گئے ہو۔" حشمت نے کتاب بند کر کے سائیڈ پہ رکھی۔ غازی نے وہی بیٹھے بیٹھے گردن ترچھی کی" اور نفی میں سر ہلایا۔ حشمت نے اب کی بار خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا۔

اتنی خاموشی کیوں ہے آج۔ آئزل کہاں ہے۔" وہ جب بھی گھر لوٹتا تھا سب سے پہلے وہی آکر اس" کے گلے کا ہار بنا کرتی تھی آج اس کے آنے پہ بھی وہ نہ آئی اس بات نے اسے بے چین کر دیا۔

کمرے میں ہے فانیہ کے ساتھ۔ ناراض ہیں تم سے۔ کوئی وعدہ کیا تھا کیا تم نے۔" ان کی استفسار پہ" غازی کا دماغ بھک سے اڑا۔ وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتے کمرے کی جانب بھاگا۔ حشمت اس کی

جلد بازی دیکھ ہنس دیے۔ کچھ ساعتوں بعد فانیہ کی اونچی آواز کے ساتھ غازی کی بیچاری آواز پہ وہ چہرہ جھکائے مسکراہٹ دبا گئے۔

"میں کہی نہیں جارہی آپ کے ساتھ۔ اپنی کہی باتیں آپ بھول جاتے ہیں اور مجھے کھینچ کھانچ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ میں کیا کوئی بھیڑ بکری ہوں۔" وہ تلملا کر بولی اور کینہ توز نگاہوں سے اسے گھورا۔ غازی نے دو سیکنڈ کیلیے بنا پلک جھپکائے اسے گھورا اور پھر سر جھٹک کر حشمت کی جانب بڑھا جو خود کو مصروف ظاہر کرنے کی بھرپور کوشش کر رہے تھے۔

"آپ چلیں گے میرے ساتھ۔" فانیہ کا منہ اسکی بے حسی پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"مجھے معاف رکھو تم لوگ۔ اس عمر میں اب پارٹیز اٹینڈ کرتا میں اچھا لگوں گا کیا۔ اپنی بیوی کو مناؤ۔" وہ سیز فائر کرنے والے انداز میں ہاتھ اٹھاتے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ غازی نے اپنی پیشانی مسلی۔ فانیہ ابھی بھی منہ پھلائے وہی صوفے پہ بیٹھی تھی۔ غازی نے ایک بار پھر اسے دیکھا لیکن دوسری جانب سے دال نہ گلتی دیکھ وہ مسکراہٹ دباتے اپنا موبائل نکالتے کان سے لگا گیا۔ فانیہ نے چور نگاہوں سے اسے فون پہ کسی کے ساتھ مصروف دیکھا۔

اوکے شر لین تم آ رہی ہو نا پھر۔" اس سے قبل کہ وہ مزید کچھ بولتا عقب سے ہی کسی نے اس کا فون" بے دردی سے کھینچا تھا۔

بس دلی مراد جو بر آنے والی ہے تبھی چہکتے پھر رہے ہیں۔ میں صرف آپ کی عزت کی بدولت آپ" کے ساتھ جا رہی ہوں اس سے زیادہ مجھ سے کوئی توقع مت رکھیے گا۔" وہ بھیگی نگاہوں سے اسے گھورتے تن فن کرتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ اسکی آنسو بھری آنکھیں غازی کو بے چین کر گئی۔ وہ تیز قدموں سے اس کے تعاقب میں بڑھا لیکن فانیہ نے اس دوران اسے مخاطب کرنا بھی پسند نہ کیا بس اپنے کام میں مصروف رہی۔

بابی۔" آئزل نے جھک کر اسکی سماعتوں میں سرگوشی کی۔ وہ جی جان سے اسکی جانب متوجہ ہوا اور" اسکی پیشانی پہ شفقت بھرا بوسہ دیتے اسے سینے میں بھینچ لیا۔

جی بابی کی جان۔" وہ اسے خود میں سموتے ہوئے بولا۔ وہ مکمل طور پہ بیلا کا پرتو تھی۔ آئینے سے" دکھائی دیتے ان کے عکس کو دیکھ فانیہ نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری۔

"واٹ ہیپنڈ و د ممی۔"

ممی ناراض ہیں بابی سے۔" اس نے اب کی بار اسکی دونوں آنکھوں کو چوما۔ وہ کھلکھلا کر ہنس دی۔ فانیہ نے زور سے اپنا کلچ بند کیا تو غازی چونک کر اسکی جانب متوجہ ہوا وہ نک سک سی تیار کمرے سے باہر نکل رہی تھی مطلب باہر آنے کا اشارہ تھا۔ وہ آئزل کو یونہی بانہوں میں بھرے پورچ کی جانب بڑھا اور ڈرائیور سے چابیاں لیتے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔ گاڑی کا انجن سٹارٹ کرتے ہی اس نے گاڑی وینیو کی جانب بڑھائی۔ فانیہ کی نگاہیں مسلسل ونڈ سکرین کے پار ہی ٹکی تھی یہاں تک کہ وینیو پہ پہنچ کر بھی اس نے ایک جھوٹی مسکراہٹ لبوں پہ سجاتے لوگوں سے ملنا شروع کر دیا۔

ہیلو ہینڈسم۔" ایک عورت آکر سیدھا اسکے گلے کا ہار بنی۔ غازی نے ترچھی نگاہوں سے فانیہ کو دیکھا جو" کاٹ دار نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ غازی کے دیکھنے پہ وہ آئزل کو لیتے ایک کونے کی میز کی جانب بڑھ گئی۔ باقاعدہ ناراضگی کا اظہار تھا۔

فانیہ۔" غازی نے سنجیدگی سے اسے پکارا لیکن وہ تھی کہ مکمل طور پہ اسے نظر انداز کر رہی تھی۔ کسی" کے بلانے پہ وہ گہرا سانس بھرتے ساحل کی جانب بڑھا۔

آئزل لسن بے بی گر جاؤ گی۔" فانیہ کی پکار کو نظر انداز کرتے اس نے زمین پہ گرا ایک پتھر اٹھایا اور" بائیں آنکھ دباتے فانیہ کے عقب میں موجود درخت کے تنے پہ نشانہ لیا تھا۔ اگلے ہی لمحے فانیہ کی چیخ

کے ساتھ ہی جہاں دور کھڑا غازی چوکنا ہوا وہی کچھ فاصلے پہ کھڑے شخص نے اسے ایک جھٹکے سے کھینچ کر وہاں سے دور کیا تھا۔ آئزل کے نشانہ لیتے ہی درخت پہ موجود شہد کی مکھیاں اس پہ حملہ آور ہو چکی تھی۔ کچھ فاصلے پہ آتے ہی فانیہ نے گھبرا کر آئزل کو اپنے حصار میں لیا تب تک غازی بھی ان کے نزدیک آچکا تھا۔ آئزل کے ٹھیک ہونے کا یقین کرتے ہی فانیہ نے آسودگی سے اسے خود میں سمو لیا۔

"اسے ازا یوری تھنگ آلرائٹ۔" فانیہ نے غازی کی بات نظر انداز کرتے اطراف میں نگاہ دوڑائی۔ اسے ایسا کیوں محسوس ہوا تھا کہ وہ سیم تھا لیکن چاہ کر بھی وہ اسے تلاش نہ کر پائی۔

"فانیہ لسن ٹو می۔" غازی نے اس کا بازو جکڑتے تیز لہجے میں باور کروایا۔ فانیہ نے ایک کٹیلی نگاہ اس پہ ڈالی اور آئزل کو لیتے گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔ غازی ہکا بکا سا اسے جاتا دیکھتا رہا اگلے ہی لمحے وہ بھی سب سے ایکسکیوز کرتے اس کی تقلید میں بڑھا۔

"فانیہ۔"

"آپ بات مت کریں مجھ سے۔ اگر وقت نہیں لگتا ہمارے لیے تو ہمیں تنہا چھوڑ دیں۔ آپ مجھے طلاق۔"

شٹ یور ماؤتھ ڈیم اٹ۔ بکواس کرنے سے پہلے سوچتی نہیں ہو کیا تم۔ "غازی اس کی بات مکمل ہونے سے قبل ہی دھاڑ اٹھا۔ اسکی سرد پر تپش نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ تڑپ کر رہ گئی۔ اس نے بلاوجہ بول کر اس کے غصے کو بیچ میں ہوا دے دی تھی۔

"غازی وہ۔"

کین یو پلیز شٹ اپ۔ "وہ بولا نہیں تھا غرایا تھا۔ فانیہ نے شکوہ کناں نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس" دوران آئزل بھی سہم کر فانیہ کے سینے سے لگ چکی تھی۔

اس میں سراسر آپ کی ہی غلطی ہے۔ آپ اب مجھے ویسے پیار ہی نہیں کرتے ویسے وقت نہیں" دیتے۔ مجھے ایسی نظر اندازی کی عادت نہیں ہے۔ آپ مجھے اب نظر انداز کرتے ہیں کیونکہ آپ کو یہاں آس پاس مجھ سے بھی خوبصورت لڑکیاں ملتی ہیں۔ بی نے کہا تھا کہ آپ ہمیشہ ان کی طرح میرا خیال رکھیں گے لیکن ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ آپ تو پہلے کی طرح رہتے ہی نہیں ہیں۔ "وہ بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی۔ غازی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے اس کے تنے ہوئے تاثرات ڈھیلے پڑے۔

"اور یہ سب باتیں تمہارے اس بیوقوف دماغ میں کیسے آئیں؟"

ابھی کی ہی مثال لے لیں۔ شہد کی مکھیاں جب مجھ پہ حملہ آور ہوئیں آپ اس وقت بھی کسی لڑکی کے " ساتھ تھے مجھے کسی اور نے بچایا۔" فانیہ کی ہچکی بندھی۔ چہرہ جھکائے شکایت کرتے وہ اسے اپنی زندگی کا سب سے خوبصورت حصہ معلوم ہوئی۔

تمہیں کس نے کہا تھا کہ شہد کی مکھیوں سے لڑائی مول لو۔" غازی نے اب کی بار ہلکا پھلکا لہجہ اپنایا اور" اپنا رخ اسکی جانب موڑا۔

آپ کو چاہیے تھا کہ ان شہد کی مکھیوں سے آپ مجھے بچاتے اور کہتے کہ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو میں" مر جاتا۔" وہ ہنوز سوں سوں کرتے ہوئے بولی۔ غازی نے اسکی سوچ پہ مسکراہٹ دبائی لیکن اسکی نظر میں آنے سے پہلے ہی سمیٹ گیا۔

اگر اس دوران میرے چہرے کو کچھ ہو جاتا تو۔ سکن الرجی بھی تو ہو سکتی تھی۔" اسکے اپنے چہرے کو" لے کر اتنے کنسرن کو دیکھ فانیہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا لیکن پھر نجانے کیا سوچ کرنا چاہتے ہوئے بھی ہنس دی تھی۔ وہ یونہی ہر بار اپنے آپ کو لے کر یونہی کنسرن شو کرتا تھا۔ غازی نے مسکراتی نگاہوں سے اسکا ہنستا چہرہ دیکھا جو اب ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔ غازی نے اس کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔

"کیوں سوچتی ہو یہ سب۔"

مجھے لگتا ہے اب بی نہیں ہیں تو کوئی مجھ سے ویسا پیار نہیں کرتا۔ ان کے نہ ہونے سے یہاں کوئی بھی" اپنا نہیں لگتا آپ بھی نہیں۔" وہ بھرائے لہجے میں بولتی اسے اذیت سے روشناس کرواگئی۔ غازی نے بنا کسی وقت کا ضیاع کیے اسے خود میں سمولیا۔

میری زندگی کا قیمتی اثاثہ ہو تم یار۔" وہ اب اس کی متورم آنکھوں کو چوم رہا تھا۔ فانیہ روتے روتے" مسکرائی۔

"وہ لڑکی چپک کیوں رہی تھی آپ کے ساتھ پارٹی میں۔"

اچھا خاصا ہینڈسم ہوں میں اسی لیے آگے پیچھے گھوم رہی ہوگی۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ مجھے پسند کرتی ہے" ویسے بھی مجھ جیسا انسان پسند کیے جانے کے ہی قابل ہے۔" فانیہ نے تلملا کر اسکے سینے پہ ہاتھ مارا۔ غازی نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ جکڑتے اسے اپنے حصار میں لیا تو وہ سر اس کے شانے پہ ٹکا گئی۔

ملتا تو میں روز ہی کوئی سو لڑکیوں سے ہوں لیکن دل تو بس ایک کا ہی اسیر ہے نا۔" اس نے جھک کر" اسکی ناک دبائی۔ فانیہ نے مسکراہٹ ضبط کی۔ غازی نے نرمی سے اسکی پیشانی چومی۔ آئزل نے

ناراضگی سے اس کا یہ محبت بھرا مظاہرہ دیکھا۔ بھلا کہاں گوارا تھا غازی کا کسی اور سے اتنا نزدیک ہونا۔ اب کی بار گاڑی فانیہ کے ساتھ ساتھ غازی کی دلکش ہنسی سے بھی گونج اٹھی۔

****

تم جانتے ہو نا ابھی ایک چھوٹی سی رسم میں نکاح کی سنت ادا ہو جائے گی۔ "حشمت کے حتمی لہجے پہ" جے بی جو آئزل کو گود میں لیے اس سے باتوں میں مصروف تھا چونک کر سیدھا ہوا۔ چہرے کی رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی۔ غازی اور فانیہ نے چونک کر اسے دیکھا جو بے تاثر نگاہیں زمین پہ ٹکائے کسی نادیدہ نقطے کو گھور رہا تھا۔

"لیکن بابا۔"

بس جے بی۔ بہت ہو گیا تمہارا یہ سب۔ اتنے سال ہم نے یہ سب برداشت کیا ہے۔ اب بس" کر دو۔ ہمیں بھی سکون دے دو۔ وہ تمہارے نصیب میں نہیں تھی جے بی۔ آگے بڑھ جاؤ۔ ایک نا ایک دن مرے ہوؤں پہ صبر آ ہی جاتا ہے ان کے مرنے پہ مرا نہیں جاتا۔ "غازی کے سنجیدہ لہجے پہ جے بی نے بھیگی متورم نگاہیں اسکی جانب اٹھائی تو وہ نگاہیں چرا گیا۔ وہ تلخی سے مسکرایا اور چہرہ جھکا گیا۔

تم اس کے ساتھ کوئی ناانصافی مت کرنا جے بی۔" حشمت کے لہجے میں ایسا کچھ تھا جس نے جے بی کو" جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔وہ ٹیک چھوڑ کر سیدھا ہوا۔

وہ میری بیٹی ہے جبران۔" جے بی نگاہیں جھکا گیا۔فانیہ اور غازی نے بغور اسکا جھکا چہرہ دیکھا۔فانیہ کی" آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے گال پہ بہہ گیا۔

جانتا ہوں بابا۔"اس نے شیشے کی میز پہ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچی۔دل درد سے بھر گیا۔"

تم اسے یوں روندو گے تو مجھ سے برداشت کرنا مشکل ہو جائے گا۔"ان کی بات پہ وہ کچھ نہ بولا بس" ایک گہرا سانس بھرا جو لینا اسے دوبھر لگا تھا۔

آپ بی کو بھول جائیں گے بھائی۔"فانیہ نے سختی سے اپنے کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست" کیا۔جے بی نے ایک ویران نگاہ اس پہ ڈالی۔کیا محبت سے واپسی کا کوئی راستہ ہے؟کیا میں اسے سچ میں بھول سکتا ہوں؟

ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔مجھے نکاح کے بعد یہاں نہیں رہنا۔مجھے اپنے فلیٹ میں رہنا ہے" تنہا۔اگر یہاں ٹھہرا تو ساری عمر شاید نہیں یقیناً اسی ٹروما میں گزر جائے گی جو اس کے ساتھ ناانصافی ہو گی۔"اس کے ٹھوس لہجے پہ کئی ثانیے وہ اسے دیکھتے رہ گئے۔غازی کچھ بولنا چاہتا تھا لیکن حشمت نے

اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھتے اسے خاموش کروادیا اور اثبات میں سر ہلایا۔ جے بی نے بے تاثر نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ اسے لگا تھا وہ اسے ٹوکیں گے ڈپٹیں گے اور پھر اپنا فیصلہ واپس لے لیں گے۔

تیاریاں کرو غازی۔" حشمت تحکم بھرے لہجے میں بولتے فون کان سے لگاتے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔ جے بی نے دھیرے سے آئزل کو گود سے اتارا اور مضبوط قدم اٹھاتے باہر نکل گیا۔

"کیا بابا ٹھیک کر رہے ہیں۔"

بابا بہتر جانتے ہیں۔ مجھے امید ہے وہ جلد سنبھل جائے گا۔ وہ آج پھر بابا کو کمزور کرنا چاہتا تھا لیکن شاید اس بار بابا کچھ سوچے ہوئے ہیں۔" غازی نے اسے باور کروایا۔ اگلے کچھ گھنٹوں میں غازی نے نکاح وغیرہ کے تمام انتظامات وغیرہ کر لیے تھے بس ایک جے بی تھا جو نجانے کہاں غائب تھا۔

"تم فاطمہ سے ملی فانیہ۔"

مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ وہ جگہ میری بی کی تھی جو اسے ملنے جا رہی ہے۔ آج جے بی بھائی کا دکھ محسوس کر پا رہی ہوں میں۔ ان کا رونا ان کا سسکنا یہ بہت تکلیف دہ ہے۔" وہ دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپائے ہچکیوں سے رو دی۔ حشمت نے اس کے سر پہ ہاتھ رکھنے پہ اکتفا کیا۔ نجانے ان کا یہ فیصلہ درست بھی ثابت ہونے والا تھا یا نہیں۔

اب اماں یہی رہیں گی نا بابا۔" غازی کے سوال پہ حشمت کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔ غازی نے "
بغور انہیں دیکھا۔

معلوم نہیں۔ شاید ابھی مزید سزا باقی ہے غازی۔ تھکنے لگا ہوں میں بھی اب تو۔" ان کا لہجہ تھکا تھکا سا "
تھا۔ جے بی کا کچھ اتا پتہ نہیں تھا اور آنے والے لمحات کا سوچتے حشمت اور کمرے میں فاطمہ کے ساتھ
موجود حانم بی کا دل کانپ رہا تھا۔

"ایک بار پہلے بھی دیر ہو چکی ہے۔ اب جے بی کو آنے میں مزید تاخیر ہوئی تو شاید۔"

میں یہاں ہوں بابا۔" حشمت نے جھٹکے سے رخ موڑتے آنے والے کو دیکھا۔ اسکی حالت دیکھ ان کا "
دل مچل اٹھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے سینے میں بھینچتے جے بی نے نرمی سے انہیں روک دیا۔

پریشان مت ہو بابا۔ بہت لمبی زندگی ہے کچھ نہیں ہو گا مجھے۔ چار سال سے اسی اذیت کے ساتھ جی "
رہا ہوں آگے مزید سہی۔" وہ ایک اچٹتی نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے لاؤنج میں موجود صوفے پہ جا
بیٹھا۔ اس کے دائیں جانب مولوی صاحب بیٹھے اسی کے منتظر تھے۔ تو کیا وہ اسے اپنے نکاح میں قبول
کر چکی تھی۔ اسکے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اگلے دس منٹ میں وہ بھی اسے اپنے نکاح میں
قبول کر چکا تھا۔ اس نے آنکھیں موند کر کھولی لیکن کچھ نہیں بدلا تھا سب کچھ ویسا ہی تھا۔ کوئی خواب

نہیں تھا بلکہ حقیقت تھی۔ اس نے بیلا کو دھوکا دے کر فاطمہ کو اپنا لیا تھا اسے اپنی زندگی میں جگہ دے دی تھی۔ اس نے بیلا کی محبت پہ بابا کی محبت کو فوقیت دے دی تھی۔ ایکدم گھٹن بھری تھی سانس تھما اور آن ہی آن آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اپنا دایاں ہاتھ دل کے مقام پہ رکھتے وہ حشمت اور غازی دونوں کو ایک نئی موت سے روشناس کروا گیا۔ غازی نے بروقت اسے سہارہ دیتے کمرے کا رخ کیا۔ فانیہ کی ہچکیاں بندھ گئی۔ ایکدم پرسکون ماحول میں جیسے کہرام مچا تھا۔

بی کیوں کیا آپ نے یہ۔ آخر بھائی کے ساتھ ہی کیوں۔" وہ دونوں ہاتھ سختی سے لبوں پہ جمائے آنے والے لمحات سے خوفزدہ تھی۔

****

شاید انہیں پہلے بھی ہارٹ اٹیک آچکا ہے۔ جھٹکا لگا ہے انہیں شاید لیکن سنبھل گئے ہیں۔ خیال کرے" ان کا اور ایسی باتیں ان کے سامنے مت کریں جو ان کیلیے بری ثابت ہو۔" حشمت نے اپنے لرزتے ہونٹ اسکی پیشانی پہ رکھے اور اس کے بالوں کو سہلایا۔ غازی نے اس کے ہاتھ کو سختی سے تھامتے اپنے لبوں سے لگایا۔ کیسا ہنستا مسکراتا تھا یہ شخص۔ بیلا کے جانے کے بعد خود بھی مر گیا تھا۔ جو آنکھیں ہمہ وقت چمکتی تھی اب وہاں خالی پن کے علاوہ کچھ نہ دکھتا تھا۔

کیوں کرتے ہو ایسے۔ روز روز ایک نئی موت سے متعارف کرواتے ہو ہمیں۔ کیوں سانسیں روک لیتے ہو ہماری۔ کیوں جے بی۔" اسکی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے شیو میں جذب ہو گیا۔ جے بی نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی تو سیدھا غازی کی آنکھوں سے جا ٹکرائی۔ غازی نے تیزی سے اٹھتے اسے دوا دی اور اسے بیٹھنے میں مدد کی تھی۔ اس دوران تینوں کے درمیان ایک بھی لفظ کا تبادلہ نہیں ہوا تھا۔

"جے۔" آئزل کی رندھی آواز پہ اس نے گردن موڑی اور اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتے کھینچ کر اسے اپنی گود میں بٹھایا تھا۔

"آپ مجھے ہمیشہ ڈرا دیتے ہیں۔"

"آئی ایم سوری۔ اب سے نہیں ڈراؤں گا۔" اس نے جھک کر اسکا ماتھا چوما۔ وہ مسکرا کر اس کے سینے پہ سر رکھ گئی۔ غازی ایک ضروری کال کا کہتے کمرے سے نکل گیا۔

"اب تو اماں یہی رہیں گی نا بابا۔" جے بی کے سوال پہ ان کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔

"آپ کی بیوی ہیں تو میری اماں ہی ہوئی نا۔" حشمت خاموشی سے چہرہ جھکا گئے۔

کاش آپ نے مجھے پہلے بتادیا ہوتا کہ وہ آپ کی بیوی اور فاطمہ آپکی سگی بیٹی ہے تو میں اتنی تاخیر کبھی" مت کرتا بابا۔ آپ کے مجھ پہ بہت احسانات ہیں۔ اللہ کے بعد مجھے زندگی دینے والے آپ ہی تو ہیں۔ مجھے تو بھائی نے یہ سب تفصیل سے بتایا ورنہ میں تو یہی سمجھتا رہتا کہ وہ بھی آپ کے این جی او کا ہی حصہ ہیں۔" وہ اذیت سے مسکرایا۔ حشمت فق چہرے سمیت اس انکشافات کو سن رہے تھے لیکن ابھی بھی وہ اصلیت سے انجان ہی تھا۔ کاش وہ انجان ہی رہتا لیکن۔ انہوں نے اذیت سے اسے دیکھا جو بیڈ کراؤن سے پشت ٹکائے آنکھیں موند چکا تھا۔ آئزل اس کے سینے پہ سر رکھے بیٹھی تھی۔

چلو آئزل میں فاطمہ کو بھیجتا ہوں۔ جو بھی ہے اب وہ تمہاری بیوی ہے۔" بیوی لفظ سن جے بی کے دل" میں ایک ٹیس سی اٹھی۔ حشمت اس کے پھیکے پڑتے چہرے سے نگاہیں چراتے آئزل کو لیتے کمرے سے نکل گئے۔

"بابا وہ مجھے پسند نہیں کرتا۔"

بیوی ہونا اسکی اب تو ہمت کرو اور ہمت کبھی مت ہارنا۔ وہ دل کا برا نہیں ہے بس اس کا وقت برا ہے" اور حانم کے سامنے اس بات کا ذکر مت کرنا ورنہ وہ پھر سے ہم سے ناراض ہو جائے گی۔" انہوں نے

باقاعدہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔ فاطمہ نے تڑپ کر ان کے بندھے ہوئے ہاتھوں کو کھولا اور نم نگاہوں سمیت اثبات میں سر ہلایا۔

وہ فانیہ۔"اس نے فانیہ کے کمرے کے بند دروازے کی جانب اشارہ کیا۔"

وہ ابھی اس حقیقت کو تسلیم نہیں کر پارہی کہ تم نے اسکی بی کی جگہ لے لی ہے لیکن آہستہ آہستہ سمجھ جائے گی۔ وہ بھی بہت اچھی ہے۔"فاطمہ ان کی جانب دیکھتے تلخی سے مسکرائی۔ اس نے ایک نگاہ اس کمرے کے بند دروازے پہ ڈالی معاً قدموں کی چاپ پہ اس نے چونک کر رخ موڑا لیکن سامنے کھڑے غازی کو دیکھ وہ اپنے آنسوؤں پہ پل نہ باندھ پائی تبھی اس کے سینے سے لگتے ہچکیوں سے رو دی۔ غازی نے نرمی سے اسکے سر کو سہلاتے اسکی ناک دبائی۔

بات بات پہ آنکھیں کیوں نم کرلیتی ہو تم۔"غازی کے سوال پہ وہ کچھ نہ بولی بس چہرہ جھکا کر اپنے آنسو صاف کرنے لگی۔

سب کچھ بھول جاؤ بس یہ یاد رکھو کہ تمہارا یہ بھائی اور یہ تمہارے بابا ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں میری جان۔"اس نے جھک کر فاطمہ کی پیشانی چومی۔ وہ آسودگی سے مسکرائی۔ حشمت نے اسے کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تھا۔

"وہ اماں۔"

آپکی اماں کو آج ہم دیکھ لیں گے۔ کچھ حق ہمارا ابھی تو ہے ان پہ۔" اس سب باتوں کے دوران یہ پہلی" مسکراہٹ تھی جو ان کے لبوں پہ آئی تھی۔ اس نے خود میں ہمت مجتمع کرتے دروازے کا ہینڈل گھمایا۔ اگلے ہی لمحے وہ کھلتا چلا گیا۔ پورے کمرے میں بس سائیڈ ٹیبل پہ رکھے لیمپ کی روشنی جل رہی تھی جو پورے کمرے کو روشن کرنے کیلیے ناکافی تھی لیکن اتنی روشنی میں بھی اسکی نگاہ بیڈ پہ لیٹے وجود کی جانب اٹھی جس نے انکھوں پہ بازو رکھا ہوا تھا۔ اپنے ڈوپٹے پہ اسکی گرفت مضبوط ہوئی۔ ایک پل کیلیے جی چاہا کہ باہر بھاگ جائے لیکن پھر کچھ سوچ کر وہی جمی رہی۔ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے وہ بیڈ کی جانب بڑھی۔ لیمپ کی روشنی میں اس کا زردی مائل چہرہ واضح تھا۔ بڑھی ہوئی شیو پھپھڑی زدہ ہونٹ بس ایک آنکھیں دیکھنے سے وہ قاصر تھی۔ کئی ساعتیں وہ وہی کھڑی اسے تکتی رہی۔ اگلے ہی لمحے اس نے قدم پیچھے لیے اور صوفے پہ ٹک کر بیٹھ گئی۔ کیا وہ اسے نظر انداز کرنا چاہتا تھا وہ اسکی موجودگی کو فراموش کرنا چاہتا تھا۔ ہاں وہ کیا ہی تھی اس کیلیے۔ ان کی کون سا محبت بھری شادی تھی۔ یہ سب تو سراسر بابا کی مرضی کے مطابق ہوا تھا۔ اس نے دونوں ٹانگیں صوفے پہ ہی سمیٹ لی اور ٹھوڑی گھٹنوں پہ جمادی۔ نگاہوں کا مرکز ابھی بھی سویا ہوا جبران تھا۔ اگلے ہی لمحے جبران نے

کروٹ بدل لی شاید اسکی نگاہوں کا ارتکاز وہ اندھیرے میں بھی محسوس کر گیا تھا۔ فاطمہ کا دل دھک سے رہ گیا۔ ہتک کے احساس سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

کسی کی نظر اندازی سہنا سچ میں بہت کٹھن ہے۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ دل کی دھڑکن رکی تھی۔ اس" نے اپنا چہرہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔ نجانے کب وہی بیٹھے بیٹھے انہی سوچوں میں غلطاں اسکی آنکھ لگ گئی۔ کھلی تو تب جب کسی نے دروازہ بجایا تھا۔ اس نے گھٹنوں پر سے چہرہ اٹھایا تو گردن میں تکلیف سی اٹھی۔ پوری رات یونہی بیٹھے بیٹھے اسکی کمر بھی اکڑ چکی تھی۔ نجانے کیا سوچ کر اس نے بیڈ کی جانب دیکھا تو وہاں وہ موجود نہیں تھا۔ بیڈ شیٹ بھی شکن آلود تھی۔

تیرا نصیب کیسا ہے فاطمہ۔" اس نے خود سے سوال کیا لیکن پھر بجتے دروازے کو دیکھ وہ اپنی گردن" کو دباتے تیزی سے دروازے کی جانب بڑھی۔ دروازہ کھولتے ہی حشمت کا چہرہ نمودار ہوا تھا۔ وہ دھیرے سے مسکائی۔

کیسی ہے میری بیٹی۔" انہوں نے مسکرا کر استفسار کیا تو وہ سر جھکا گئی۔"

وہ بے بی صبح صبح ہی کسی ضروری کام کی بدولت کہی چلا گیا تھا تو میں نے سوچا آج آپ میں آپکی اماں" "اور غازی مل کر ناشتہ کریں۔

اور فانیہ۔" اس نے جھجک کر استفسار کیا۔"

وہ آئزل کو لے کر مونٹیسیری گئی ہے۔ لوٹتے تاخیر ہو جائے گی۔" فاطمہ کے دل پہ جیسے بوجھ" آپڑا۔ لازماً وہ اس سے نفرت کرتی تھی تبھی اسکی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی۔

میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" وہ بمشکل مسکرا کر بولتے پلٹ گئی۔ حشمت کے لبوں کی مسکراہٹ اسکی" آنکھوں کا خالی پن دیکھتے ہی سمٹ گئی۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ ان سب کے درمیان بیٹھی باتوں میں مصروف تھی۔ حانم بی کے چہرے پہ اتنے عرصے بعد کھلی مسکراہٹ دیکھ ان کا دل جیسے پر سکون ہو گیا۔ فاطمہ نے مسکراتے ہوئے حشمت کو دیکھا جو نم نگاہوں سے حانم کو ہنستا بولتا دیکھ رہے تھے۔ اس نے دھیرے سے حشمت کے ہاتھ کے اوپر ہاتھ رکھتے سہلایا تو وہ چونک گئے۔

میں کچھ دیر کیلیے دریا کے کنارے جانا چاہتی ہوں۔ ویسے تو میرا روز کا معمول ہے لیکن آج یہاں تھی" تو سوچا آپ سے پوچھ لوں۔" اس نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے نگاہ ان سب کی جانب دوڑائی۔

میں چھوڑ دوں گا۔" غازی کی بات سن اس نے سہولت سے نفی میں سر ہلایا۔"

نہیں میں خود چلی جاؤں گی بہت شکریہ۔ ویسے بھی اکیلے ہی آتی جاتی تھی۔" وہ کرسی کھسکا کر اٹھ" کھڑی ہوئی اور گہرا سانس بھرتے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ چند ساعتوں بعد عبایا اور نقاب کیے وہ باہر

آئی اور ان سب کو ہاتھ ہلاتے باہر کی جانب بڑھی لیکن سامنے سے آتی فانیہ کو دیکھ اس کے قدم ڈھیلے پڑے۔ تھم تو وہ بھی گئی تھی لیکن اگلے ہی لمحے وہ بنا اسے مخاطب کیے اندر چلی گئی۔ فاطمہ نے پھیکے پڑتے چہرے سمیت اسکی پشت کو دیکھا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے۔ قدم آگے بڑھانا جیسے من من بھاری ہو رہا تھا۔ اس نے بے دردی سے اپنی آنکھوں کو رگڑا اور تیز قدموں سے باہر نکلتی چلی گئی۔ اب اسے لوکل سفر کر کے دریا پہ جانا تھا جہاں جا کر وہ پر سکون محسوس کرتی تھی۔ اس بابت سوچتے اس کے لبوں پہ ایک پر سکون مسکراہٹ ٹھہر گئی۔

****

آسمان پہ سیاہ بادلوں نے ڈیرہ جمایاں ہوا تھا۔ یخ بستہ ہوا سیدھا وجود میں اترتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے آنکھیں موندتے لہروں کے اٹھتے شور کو محسوس کیا۔ اطراف میں کسی زی روح کا نام و نشان تک نہیں تھا تبھی وہ پر سکون تھی۔ آنکھیں موندے وہ شاید کسی اور ہی دنیا کا سفر کر رہی تھی۔ اس نے ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے گرمائش کا احساس جگانا چاہا لیکن آسمان پہ چھائے بادل سونے پہ سہاگہ ساحل کنارے کھڑی وہ سردی سے ٹھٹھر گئی۔ اپنے نزدیک ہی کسی کی آہٹ محسوس کر بھی اس نے آنکھیں نہ کھولی بس دل کی دھڑکن تھمی تھی۔ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز اسے خود پہ محسوس

ہوا تھا۔ خوف سے دھڑکنیں رکی۔ اس نے سختی سے اپنے کوٹ کو مٹھیوں میں جکڑ لیا۔ اگلے ہی لمحے نجانے کیا سوچ کر اس نے آنکھیں کھولی اور ڈرتے ڈرتے بائیں جانب دیکھا مگر وہاں کھڑے جے بی کو دیکھ اس کا سانس سینے میں ہی اٹک گیا۔ وہ بنا پلک جھپکائے اسکی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔ فاطمہ کا وجود سرد پڑ گیا۔ اگلے ہی لمحے اس نے پلکیں جھپکی تو آنکھ سے نکلتا آنسو گال پہ لکیر بناتا چلا گیا۔ جی چاہا کہ نقاب کر کے چہرہ چھپا لے مگر کیوں سامنے کھڑا شخص اسکا محرم تھا تو پھر اس سے کس قسم کا پردہ تھا۔ وہ چہرہ جھکاتے آنکھوں کو سختی سے میچ گئی۔ دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہوا جا رہا تھا۔ جے بی بنا پلک جھپکائے اسکی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسکی آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی۔

فاطمہ یا بیلا۔" اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ اس نے دھیرے سے پلکیں اٹھائی اور یہی" وہ لمحہ تھا جب پورے کا پورا جے بی سامنے کھڑی لڑکی کی بھوری آنکھوں میں خود کو کھو بیٹھا تھا۔ اگلے لمحے وہ گھٹنوں کے بل اس کے سامنے گرا تھا۔ اس کا پورا وجود ہلکورے کھا رہا تھا۔ ہاتھ بری طرح کانپ رہے تھے۔ فاطمہ بے ساختہ دو قدم پیچھے ہٹی۔

فَبِاَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ سورہ الرحمن 77

(پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا جھٹلاؤ گے ؟) اس کے لبوں سے ادا ہوتے الفاظ سن بیلا کو اپنے قدموں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ وہ اب اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا ہچکیوں سے رو رہا تھا اور وہ ساکت و جامد کھڑی تھی۔

چار سال بعد آپ میری نگاہوں کے سامنے آئی ہیں۔ کیا یہ کوئی فریب ہے یا میرا خواب۔ میں " آنکھیں بند نہیں کرنا چاہتا میں پلکیں بھی نہیں جھپکنا چاہتا اگر آپ کہی غائب ہو گئی تو۔" وہ کسی خوفزدہ بچے کی مانند اسے دیکھ رہا تھا۔ بیلا نے سختی سے اپنے لبوں پہ ہاتھ جما لیا۔

کیا میں خود کو یقین دلانے کی خاطر آپ کا ہاتھ تھام سکتا ہوں؟" اس کے سوال پہ بیلا نے دھندلی " نگاہوں سے اسے دیکھا جو آس بھری نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اسے محرم بنانا چاہتا ہے اور آج چار سال بعد بھی وہ اسے اسی مقام پہ اجازت طلب کرتے ملا تھا جہاں وہ اسے چھوڑ کر گئی تھی۔ اس نے روتے روتے اثبات میں سر ہلا یا۔ جبران نے بنا کسی دیری کے اس کے ہاتھ کو سختی سے تھام لیا۔ اگلے ہی لمحے اس کے لبوں پہ پھیلنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ وہ سراب نہیں تھا فریب نہیں تھا حقیقت تھی بیلا حقیقت بن اس کے سامنے کھڑی تھی اور سب سے بڑھ کر صرف اسکی تھی۔ وہ فاطمہ تھی یا بیلا؟ یہ سوالیہ نشان اس کے ذہن میں منڈلا رہا تھا۔

"مم۔مجھے معاف کر دو۔"

میں نے معاف کیا۔ آپ کی جان کے صدقے میں نے آپکو معاف کیا۔"اس کے رونے پہ بیلا نے" سسکی دبائی۔

جبران نے صرف آپ سے محبت کی ہے اور بے حد کی ہے۔بہت بار دعا کی تھی کہ مجھے موت آجائے" لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا لیکن اب۔ آپکے ہاتھوں میں جان نکل جائے یہ کسی اعزاز سے کم نہیں میرے لیے۔"بیلا نے تیزی سے نفی میں سر ہلاتے ہاتھ کی پشت سے اپنے گال رگڑ ڈالے۔

میں نے آپ کو ہر جگہ دیکھ لیا مجھے نہیں ملی آپ۔پاگلوں کی طرح جگہ جگہ پھرتا تھا میں۔یقین نہیں" "آتا تھا مجھے۔

وہ اسے شاید اپنے حواسوں میں نہ لگا۔وہ تو وہی تھی لیکن اس گزرے عرصے میں سامنے کھڑا شخص ضرور گم ہو گیا تھا اور اس سب کی قصوروار صرف اور صرف وہی تھی۔وہ تو زندہ تھی لیکن سامنے کھڑے شخص کو وہ دو بار موت کے منہ میں دھکیل گئی تھی۔ایک جبران تھا جسے بیلا کی چاہ مار گئی تھی اور ایک غزوان تھا جو اسکی محبت پا کر بھی خوش نہیں ہوا تھا۔

"میں نے یہ سب۔"

مجھے کچھ نہیں جاننا۔ کچھ بھی نہیں آپ میرے سامنے ہیں میری ہیں اس سے بڑھ کر میں کیا ہی کہ سکتا" ہوں۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے کسی فقیر کو بادشاہت مل گئی ہو۔" بیلا نے اس کا وہی ہاتھ دباتے اسے کھڑا ہونے کا اشارہ کیا تھا۔ بیلا جھلملاتی نگاہوں سے اس کا پاگل پن دیکھ رہی تھی۔

مجھ سے میرا سب کچھ لے لے بس اس کے بدلے میں آپ اپنا آپ مجھے سونپ دے۔" اب کی بار وہ" اس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ گیا۔ بیلا نے بمشکل خود پہ ضبط کرتے خود کو رونے سے باز رکھا تھا۔ جے بی نے ایک بھیگی نگاہ اس پہ ڈالی اور اگلے ہی لمحے نجانے کیا سوچ کر نرمی سے اسے خود میں سمو لیا۔ ایک لمحے کیلیے تو اسکی پیش رفت پہ وہ ساکت رہ گئی لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اس کے شرٹ کے کالر کو مٹھیوں میں بھینچتے سسک اٹھی تھی۔ جے بی نے اس کے گرد گرفت مضبوط کرتے آنکھوں کو میچ لیا۔ آنکھوں سے گرم سیال نکلتے بیلا کے بالوں میں جذب ہو رہا تھا۔

"میں یہ کبھی سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم مجھے بھی نظر انداز کر سکتے ہو۔ مجھے لگا شاید تم مجھے بھول۔ "

آپ کو کیا لگتا ہے آنکھوں کا رنگ بدل لینے سے سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے آپ کے تصور" سے محبت کی تھی ایسا کیسے ممکن تھا کہ آپ کی موجودگی کو فراموش کر جاتا۔ آپ میرے سے دو قدم کی دوری پہ ہوتی اور میں محسوس نہ کر پاتا کہ میرے مقابل میری زندگی ہے۔ اس دن قبرستان میں ہی

میں نے آپکو پہچان لیا تھا اور آج آتے آتے شاید آپ اپنے لینز لگانا بھول گئی تھیں۔" بیلا نے بے یقینی کی کیفیت میں نگاہیں اٹھاتے اس کے چہرے کو دیکھا جس کے زردی مائل چہرے پہ زندگی دوڑنے لگی تھی۔ وہ اس کے یوں دیکھنے پہ ہمیشہ کی طرح نگاہیں پھیر گیا۔ بیلا اس کے یوں نگاہیں بدلنے پہ تڑپ کر رہ گئی۔ وہ شاید اس کی آنکھوں میں دیکھنے سے خوفزدہ تھا۔

"ایک نظر ہی دیکھ لو مجھے غور سے اب تو بیوی ہوں تمہاری۔" وہ جھکے چہرے سمیت ہی ہنسا۔ بیلا نے حسرت سے اسکا مسکراتا چہرہ دیکھا۔

"میرے خیال میں ہمیں گھر چلنا چاہیے۔ حیرت ہو رہی ہے مجھے کہ میرے باپ بھائی میرے ساتھ یہ کیسے کر سکتے ہیں۔ مجھے بار بار موت کے منہ میں جاتا دیکھ بھی انہیں مجھ پہ ترس نہیں آیا اور فانیہ بھابھی۔" وہ عجیب سی کیفیت سے دوچار تھا۔ لہجے میں ٹوٹے کانچ کی کرچیاں تھی۔

"فانیہ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتی جبران۔" بیلا نے تیزی سے اس کی بات کاٹی۔ جبران اذیت سے مسکرایا۔

مطلب میرے ساتھ ساتھ وہ بھی بے وقوفوں کی لسٹ میں شمار ہوتی ہیں۔" بیلا نے سختی سے نچلا لب دانتوں تلے دبالیا کہ اس میں سے خون رس آیا۔ وہ بار بار اپنی آنکھوں سے گرنے والے آنسوؤں کو صاف کر رہی تھی۔

"جبران پلیز۔"

گھر چلتے ہیں ہم۔ آپ پریشان مت ہوں میری آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے اتنی سی بھی" نہیں۔ میں نے بہت مشکلوں سے آپ کو پایا ہے۔" اس نے نگاہیں جھکاتے اپنے چہرے پہ دونوں ہاتھ پھیرے اور گہرا سانس بھرتے ڈرتے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ بیلا نے حیرت سے اس کے ہاتھ کی کپکپاہٹ کو محسوس کیا تھا۔ وہ بولنا چاہتی تھی لیکن سامنے کھڑے شخص کی دیوانگی کے آگے لب کچھ بھی بولنے سے انکاری تھے۔

چلیں میم۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے آگے چلنے کو کہا تھا۔ بیلا نے بنا کسی تردد کے چھوٹے" چھوٹے قدم گاڑی کی جانب بڑھائے۔ وہ ہمیشہ کی طرح اس کے دو قدم پیچھے چل رہا تھا۔ گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے سیٹ سے پشت ٹکاتے اپنی جلتی آنکھوں کو موند لیا۔ نجانے اب گھر جا کر کیا ہونے والا

تھا۔اس کا دل آنے والے لمحات کا سوچتے خوفزدہ تھا۔جے بی نے ایک سرسری سی نگاہ اس کے تھکن سے چور ہوتے چہرے پہ ڈالی تھی۔

"پریشان مت ہو زیادہ واویلا نہیں کروں گا۔جب درد برداشت کرنا سیکھ لیا ہے تو پھر یہ تو اس کے آگے بہت چھوٹی سی چیز ہے۔شکوہ کرنا تو میرا حق ہے نا لیکن اگر آپ منع کریں گی تو میں حرف شکایت بھی لبوں پہ نہیں لاؤں گا۔"وہ اس کا چہرہ کیسے پڑھ گیا تھا اس کا دل دھک سے رہ گیا۔جبران کے لہجے میں کوئی چبھن نہیں تھی لہجہ اگرچہ سادہ تھا مگر وہ بیلا کو طری طرح لہولہان کر گیا۔اس نے خاموشی سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔وہ اس شخص کی محبت کا حق بھی کبھی ادا کر پائے گی بھلا؟؟اس نے اس کے پرسکون چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچا جو اتنا بڑا سچ جاننے کے باوجود بھی سکون میں تھا۔

****

"چلیں میم۔"جے بی نے گاڑی سے نکلتے اسکی جانب کا دروازہ کھولا۔بیلا نے ایک سنجیدہ نگاہ اس پہ ڈالی وہ نجانے کن سوچوں میں غلطاں اسی کے اترنے کا منتظر تھا۔وہ خاموشی سے گاڑی سے اتر آئی لیکن اترتے اترتے نقاب کرنا نہ بھولی تھی۔بیلا کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ مسکرایا تھا۔اس کی تقلید میں قدم اندر کی جانب بڑھاتے اسکا دل آنے والے لمحات کا سوچتے خوفزدہ ہو رہا تھا۔اپنے خوفزدہ ہونے پہ وہ

خود حیران تھی۔ وہ تو اونچے سے اونچے محاذوں پہ ڈٹ جانے والی لڑکی تھی۔ اگر جے بی نے خانم بی کے سامنے اسے بیلا بلا لیا تو۔ یہی سوچ اسکی جان ہلکان کرنے کو کافی تھی۔

جبران۔ "اس نے بے چینی سے اس کا راستہ روکا۔ جے بی نے حیرت سے اسے دیکھا۔"

پلیز تم اندر جا کر اماں کے سامنے مجھے بیلا مت پکارنا۔ میں فاطمہ ہوں پلیز جبران۔ مجھے فاطمہ ہی رہنے " دو۔ "جے بی کو عجیب سا احساس ضرور ہوا مگر فلحال کچھ بھی پوچھنے کا ارادہ ترک کرتے وہ اسے لیتے اندر کی جانب بڑھ گیا۔ بیلا نے خود کی نظر اندازی پہ پہلو بدلا۔ صدر دروازے کے نزدیک پہنچتے ہی انہوں نے ایک طائرانہ نگاہ اطراف میں گھمائی جہاں وہ سب باتوں میں مصروف تھے۔ ان پہ نگاہ پڑتے ہی وہ سب کے سب ٹھٹھک کر تھم گئے۔ حشمت اور غازی نے بیک وقت ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ اگلے ہی لمحے ان کی نگاہ جے بی کی جانب اٹھی جس کا چہرہ تو بے تاثر تھا لیکن اسکی آنکھوں میں شکوہ محسوس کر وہ لب بھینچ گئے۔

میری بچی۔ "خانم بی نے اس کی جانب بانہیں واں کی تو بنا کسی تردد کے بمشکل مسکراتے ان کی بانہوں " میں آسمائی۔ جے بی نے بھی دھیرے سے مسکراتے ان کے آگے سر جھکایا تو وہ نہال ہی ہو گئی۔ حشمت کار کا ہوا سانس بحال ہوا۔

"تم فاطمہ کے ساتھ کیسے آئے۔یہ تو اکیلی گئی تھی۔"

بس آپ کی بیٹی کے تعاقب میں جانا پڑا۔ آفٹر آل اب یہ میری بھی تو ذمہداری ہیں۔"جے بی نے مسکراتی نگاہوں سے بیلا کو دیکھا اور نگاہیں جھکالی۔فانیہ نے ایک ناگوار نگاہ نقاب میں چھپی بیلا کی آنکھوں میں ڈالی اور آئزل کو لیتے تیزی سے وہاں سے نکل گئی۔بیلا نے انگلیاں مسلی۔سب نے اس کے جانے کو شدت سے محسوس کیا تھا۔

مم۔میں فانیہ کو دیکھ لوں۔"وہ خود بھی کشمکش کا شکار تھی لیکن اب فانیہ سے ملنا بھی تو ضروری تھا تبھی" وہاں سے نکل گئی۔

اب میں پرسکون ہوں کہ میری بیٹی پرسکون ہاتھوں میں ہے۔اس کا ایسے ہی دھیان رکھنا۔پتہ نہیں" کیوں ڈر ہی لگا رہتا ہے۔پہلے ہی بہت مشکلوں سے کمرے سے نکلی ہے۔ناراض ناراض سی رہتی ہے اپنی اماں سے۔"وہ ملتجیانہ لب ولہجے میں بولتے جے بی کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔جے بی نے نرمی سے ان کے بندھے ہاتھوں کو کھولتے ان کی پشت پہ بوسہ دیا۔

آپ بلکل بھی پریشان مت ہو۔جب تک میں زندہ ہوں آپ کی بیٹی کی حفاظت کا ذمہ میرے سر" ہے۔جے بی خود تو فنا ہو جائے گا لیکن بی۔"اس نے نظر اٹھا کر حشمت اور غازی کو دیکھا جو سانس روک گئے تھے۔

فاطمہ پہ ایک آنچ بھی نہیں آنے دے گا۔"وہ بیلا بولتے بولتے تھما ان کے چہرے کے اُڑے اُڑے" رنگ جے بی نے بخوبی ملاحظہ کیے تھے۔اس کے یوں تسلی دینے پہ وہ پر سکون ہوتے اسے دعائیں دیتے کمرے میں چلی گئی۔ان کے جاتے ہی جے بی نے اپنے دونوں ہاتھ پینٹ کی جیبوں میں اڑسے اور رخ ان دونوں کی جانب موڑا۔اب کی آنکھوں میں بے پناہ درد سمٹ آیا تھا۔

آج اپنے اور سوتیلے میں فرق آپ نے مجھے بخوبی سمجھا دیا ہے بابا۔"وہ بھیگے لہجے میں شکوہ کرتے ان" دونوں کو ایک نئے درد سے روشناس کروا گیا۔

جے بی۔"حشمت نے اس کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ لیے۔"

مجھے گنہگار مت کریں بابا۔مجھے ایک بار پھر زندگی دینے والے آپ ہی ہیں۔بیلا کو مجھے سونپ کر آپ" نے مجھے ایک نئی زندگی دے دی ہے بابا۔مجھے کسی سے کوئی شکوہ نہیں۔"اس نے اپنا سر ان کے جڑے ہوئے ہاتھوں پہ ٹکا دیا۔

میں تمہیں سب بتاتا ہوں پلیز بابا سے بدگمان مت ہو۔" غازی کی آواز پہ اس نے اس سارے قصے میں پہلی بار چہرہ اٹھا کر انہیں دیکھا تھا۔ چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

****

"یہ لوگ ایسا کیسے کرسکتے ہیں۔ وہ جگہ صرف میری بی کی تھی اور جے بی بھائی انہوں نے نکاح کے بعد فوراً ہی بی کو بھلا دیا۔" وہ بے دردی سے اپنی آنکھوں کو رگڑتے چیزیں یہاں وہاں پٹخ رہی تھی۔ آئزل بیڈ پہ بیٹھی حیرت سے اپنی ماں کا غصہ تک رہی تھی۔ کمرے کی چوکھٹ پہ کھڑی بیلا نے آنکھوں میں محبت لیے یک ٹک اس کی پشت کو دیکھا۔ وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ آئزل کی جانب اٹھی۔ لب اپنے آپ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ اسے دیکھ کر کوئی کیا کہتا وہ خود کہہ سکتی تھی کہ وہ بلکل اس کا پرتو تھی۔ وہی سنہری بال وہی بھوری آنکھیں۔ آئزل کی نگاہ بھی اس دوران اسکی جانب اٹھی۔ وہ چپکے سے اتر کر اسکی جانب بڑھی اور پورے دل سے مسکرائی۔ بیلا کی آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی۔ وہ فانیہ کی بڑبڑاہٹ کو نظر انداز کرتے جھکی اور باہیں آئزل کیلیے واں کی تھیں۔ وہ بھی بنا کسی تاخیر کے اس کے وجود کا حصہ بنی۔

"ممی کو کیا ہوا ہے۔"

آپ خود ممی سے پوچھیں۔" اس نے نرم گرم نگاہوں سے اس کے پھولے پھولے گال دیکھے اور" انہیں چوم لیا۔

ممی واٹ ہیپنڈ۔" اس نے معصومیت سے استفسار کیا۔"

مجھے تمہارے جے پہ غصہ آرہا ہے کہ وہ بی کی جگہ کسی کو کیسے دے سکتے ہیں۔" الماری کے اندر سے ہی" اسکی کرخت آواز آئی۔ وہ اچھا خاصہ چڑی ہوئی تھی۔

بس اتنا ہی یقین ہے تمہیں اپنے جے بی بھائی پہ فانی بے بی۔" بیلا نے وہی کھڑے کھڑے جیسے فانیہ" کے اعصابوں پہ بم گرایا تھا۔ اس کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے سانسیں تھمی۔ دل رکا اگلے ہی لمحے وہ لڑکھڑائی تھی۔ یہ آواز یہ لہجہ یوں فانی بے بی پکارنا یہ سب تو بی۔ اس نے بنا کسی دیری کے پیچھے دیکھا جہاں فاطمہ آئزل کو گود میں لیے کھڑی تھی۔

یہاں۔ یہاں میری بی۔ میری بی۔" اس کی بھوری آنکھوں کو دیکھ فانیہ کی آنکھوں میں پانی تیرنے" لگا۔

"میری بی۔ بی آپ۔ آپ بی ہیں نا۔ میری سماعتیں دھوکا نہیں کھاسکتی۔ آئزل یہ بی ہیں نا۔ غازی۔ غازی۔" اس نے وہی کھڑے کھڑے چلانا شروع کر دیا۔ بیلا نے بنا کسی دیری کے اسے خود میں بھینچ لیا۔ اس کے الفاظ لبوں پہ ہی دم توڑ گئے۔ یہ خوشبو یہ لمس یہ اسکی بی کا ہی ہو سکتا تھا۔

"مجھے لگتا تھا سب سے پہلے مجھے فانی بے بی پہچانے گی لیکن یہاں بھی تمہارے جے بی بھائی تم پہ بازی لے گئے۔" فانیہ تڑپ کر اس کے حصار سے نکلی۔ بیلا نے اس کی آنکھوں میں بے چینی دیکھ اپنا نقاب گرا دیا۔ اسکے لبوں سے ایک سسکی نکلی۔

"بی۔ آپ۔۔۔ آپ یہاں مم۔ میرا مطلب وہ سب۔ وہ سب کیا تھا۔ آپ میری آنکھوں کے سامنے۔ میں کیسے یقین کروں۔" بیلا نے مسکراتے ہوئے اسکی پیشانی پہ بوسہ دیا تو وہ جیسے تھمتے سسک اٹھی۔

"بی آپ نے دھوکہ دیا ہم سب کو۔ آپ نے جیتے جاگتے انسان کو مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ آپ سچ میں بہت سنگدل ہیں بی۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔ بیلا نے اسکی بات کا کوئی جواب نہ دیا بس اپنی توجہ خود کو گھورتی آئزل کی جانب مبذول کرائی۔

"کیا آپ نے مجھے پہچانا۔"

"جی میں نے آپکو پہچانا۔ آپ ہی ہیں نا۔ ممی بابی دونوں آپ کو یاد کر کے روتے تھے اور میں چپکے سے انہیں دیکھتی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ میں بلکل آپ کے جیسی ہوں۔ آپ کی اور میری آئیز ہیرز بلکل سیم ٹو سیم ہیں۔" وہ چہک اٹھی۔

"کیا آپ کے بال بھی ایسے ہیں۔" اس نے اپنے سنہری بالوں کی جانب اشارہ کیا۔ بیلا نے اس کے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو چوم لیا۔ آنکھوں سے پانی برسنے کو تیار تھا۔ فانیہ نے برستی انکھوں سمیت ان دونوں کے محبت بھرے مظاہرے دیکھے۔ اگلے لمحے وہ اس کی گود سے اترتے باہر کی جانب بھاگی تھی۔ اس کے جاتے ہی بیلا نے رخ موڑتے فانیہ کو دیکھا جو ناراضگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"آپ مجھے بتائیں پلیز سب کچھ۔ میں نے وہ سب جو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ کیا تھا پھر۔ وہ تابوت وہ خون آلود چہرہ۔ وہ میری آنکھوں کو دھوکہ تو نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کیوں کیا بی ایسا۔ وہ بیلا قیس کے نام کی قبر۔"

"وہ دھوکہ ہی تھا فانی بے بی جو میں نے تم سب کو دیا ہے۔" اس نے سر ترچھا کرتے ایک جتاتی نگاہ فانیہ پہ ڈالی۔ اسے اس میں پرانی بیلا کا ہی عکس دکھا تھا بے رحم اور سفاک جو ایک بات پہ ڈٹ جاتی تو اس سے پیچھے نہیں ہٹتی تھی۔ فانیہ کے آنسو تھم گئے۔

بیلا نے سر دوبارہ کھڑکی کی جانب موڑ لیا۔ وہ اب اسے گزرے دنوں کی بابت بتا رہی تھی اور فانیہ ساکت بیٹھی اسکی پلیننگ کے بابت سن رہی تھی جس میں حشمت شروع سے ہی اس کے ساتھ شامل تھے۔ وہ سب بتاتے اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی چمک رقصاں تھی۔ لبوں کی تراش پہ پھیلی شاطرانہ مسکراہٹ دیکھ فانیہ کو ایک لمحے کیلیے اس سے خوف محسوس ہوا۔

****

"ان کی حالت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ آپ گھر کے بڑے ہیں نا۔ میرے ساتھ آئیں آپ۔ مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" ڈاکٹر کی پکار پہ حشمت نے اثبات میں سر ہلایا اور غازی کو جے بی کو سنبھالنے کا اشارہ کرتے کیبن کی جانب بڑھے۔ وہ جوں ہی اندر پہنچے ڈاکٹر انہی کی منتظر تھی۔

"آئی ایم سو سوری۔"

میں جان گیا ہوں ڈاکٹر۔ بس رب کی رضا نہیں تھی۔" انہوں نے اپنی جانب سے بات ختم کرنی چاہی" لیکن ان کے نفی میں سر ہلانے پہ وہ اب کی بار چوکنا ہوئے۔ وہ حشمت کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کرتے اندر کی جانب بڑھی۔ حشمت عجیب سی کیفیت میں گھرے اندر داخل ہوئے۔ چاروں اطراف

میں ڈیڈ باڈیز موجود تھی۔ یقیناً وہ مردہ خانہ تھا۔ انہوں نے آگے بڑھ کر ایک چہرے پہ سے کپڑا ہٹایا۔ وہ بیلا تھی اور نیم واں نگاہوں سے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

بیلا۔ یہ۔ یہ تو زندہ۔" وہ ہکلا گئے۔"

"جی میں یہی بتانا۔"

ڈاکٹر۔ کیا میں خود بات کر سکتی ہوں ان سے۔" وہ ان کے بولنے سے پہلے ہی انہیں ٹوک گئی۔ وہ ان" دونوں کو بات کرنے کا موقع دیتے کمرے سے نکل گئی۔ ان کے جاتے ہی حشمت نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا جس کی حالت ابھی بھی ابتر تھی لیکن پھر بھی مسکرا رہی تھی۔

تم جانتی ہو نا سب باہر تمہاری موت۔ تمہارے جانے سے تڑپ رہے ہیں اور تم ایسا کیوں کر رہی" "ہو۔

حانم بی کیلیے اپنے لیے۔ اپنے سکون کیلیے۔" اس کے یک لفظی جواب پہ حشمت کے لبوں پہ قفل لگ" گیا۔ ان کا دل دھک سے رہ گیا۔

"تم۔ تم حانم کو کیسے جانتی ہو۔"

آپ کو کیا لگتا ہے کہ میں انجان تھی اس سب سے۔ پہلی بار پلین میں ان کے ساتھ آپ کو دیکھا تھا" لیکن اس وقت میں آپ سے انجان تھی۔ دوسری بار جب میں شوگر لوف ماؤنٹین آئی تھی ان سے ملنے اس وقت بھی آپ وہی تھے نا۔ مجھے دیکھ کر خوفزدہ ہو گئے تھے۔ جب فاطمہ نامی لڑکی کے کمرے میں چھپ گئے تھے۔ سب دیکھ لیا تھا میں نے۔ جہاں کوئی فاطمہ تھی ہی نہیں جب آپ ان سے معافی مانگ رہے تھے لیکن وہ ان سنی کر کے بس فاطمہ نامی لڑکی کے تصور کو کھانا کھلا رہی تھیں۔ کیا تھا وہ سب پلیز آپ مجھے بتائیں گے۔ مجھے سب جاننا ہے۔ خانم بی ایسی کیوں ہیں۔ وہ تصور سے باتیں کیوں کرتی ہیں؟" بیلا کے سوال پہ انہوں نے تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔

فاطمہ میری بیٹی تھی۔ اکلوتی بیٹی جان سے بھی عزیز بیٹی۔ ہتھیلی کا چھالہ بنا کر رکھا تھا اسے۔ اتنا سا کانٹا" بھی چبھنے نہیں دیتے تھے اسے لیکن ایک دن۔" وہ ذرا سا رکے۔ ان کی بوڑھی آنکھوں میں بیلا نے نمی اترتی دیکھی۔

ایک دن ایک درندے نے اسے نوچ لیا۔ خانم کی آنکھوں کے عین سامنے اس کی عزت تار تار" کر دی۔ ہماری معصوم بچی کو جان سے مار دیا خانم کے سامنے ہی۔ میں اس وقت وہاں نہیں تھا شہر آیا تھا۔ بہت پکارا تھا اس نے مجھے لیکن تاخیر ہو گئی تھی مجھے اور اسی تاخیر نے مجھ سے سب کچھ چھین

لیا۔ سب کچھ ختم کر دیا۔ حانم کے ذہن پہ اس حادثے کے بعد اتنا اثر پڑا کہ وہ سنبھل نہیں پائی اور آج تک یہی سمجھتی ہے کہ فاطمہ زندہ ہے اور اپنے کمرے میں بند ہم سے ناراض ہے۔ بھول جاتی ہے بار بار۔ مجھے بھی بھول جاتی ہے وہ تو بس فاطمہ فاطمہ کرتی ہے۔ میں اسے شہر بھی لایا تھا لیکن اسکی حالت مزید خراب ہو گئی تھی۔ ڈاکٹرز کا کہنا تھا کہ وہ جیسے رہنا چاہتی ہیں انہیں رہنے دیا جائے تبھی وہ یہاں تنہا رہنے پہ گزارا کر لیتی ہیں لیکن میرے ساتھ رہنے پر نہیں۔ دوا کے ساتھ ساتھ وہ آج بھی فاطمہ کو اپنے آس پاس محسوس کرتی ہیں۔ اس کے کپڑے سیتی ہیں کھانا دیتی ہیں۔ یونہی بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگتی ہیں رونے لگتی ہیں۔ ان کا ذہنی توازن درست نہیں رہا۔ وہ مجھے بھی کبھی کبھی نہیں پہچان پاتی۔ اس واقعے کو اتنے سال بیت چکے ہیں لیکن وہ مجھ سے بھی ناراض ہیں۔ انہیں لگتا ہے کہ فاطمہ میری بدولت اس دنیا میں نہیں ہے۔ تھک گیا ہوں ذہن پہ اس بوجھ کو لے کر۔ میں اپنی بچی کو نہیں بچا پایا۔" ان کی بات ختم ہوتے ہی کئی ساعتیں کمرے کی فضا میں خاموشی کا راج رہا۔ بس ان کی سسکیاں گونج رہی تھیں۔ بیلا نے سختی سے آنکھوں کو میچتے اپنے دکھتے سر کو تھام لیا۔ ہاتھوں میں لگی ڈرپ کی چبھن وجود میں سرائیت ہوتی محسوس ہوئی۔

اس سب کے پیچھے کون تھا۔ یہ سب جاننے کی آپ نے کوشش نہیں کی کبھی۔" بیلا کے سوال پہ وہ" ایکدم رونا بھولتے اذیت سے مسکرائے اور ترحم بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جس کے چہرہ پہ تھکن سمٹ آئی تھی۔

جس انسان نے اپنی اولاد تک کو نہیں چھوڑا۔ وہ کسی کی اولاد کو کیا چھوڑتا۔" بیلا کا وجود جیسا پتھر" ہو گیا۔ وہ پھیکے پڑتے چہرے سمیت ان کی جانب دیکھتی رہی۔ حلق میں جیسے کانٹے سے چبھنے لگے۔ اس نے ماؤف ہوتے دماغ سمیت بے یقینی سے انہیں دیکھا۔

ڈیڈی۔" اس کے لبوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔ سینے میں درد اٹھا۔ اس نے بھیگی نگاہوں سے" اپنے سامنے کھڑی ہستی کو دیکھا جو اپنی بیٹی کے قاتل کی اولاد کو پروان چڑھا کر اس مقام پہ پہنچا چکے تھے کہ ساری دنیا اس کے نام سے خوفزدہ تھی اور وہ۔

"لیکن ڈیڈی نے یہ سب کیوں؟"

بزنس پارٹنر تھا میرا وہ۔ گواہی دی تھی میں نے کورٹ میں اس کے خلاف۔ وہ دھاندلی کرتا تھا ہر چیز" میں۔ شراب بیچ کر ہمارا بزنس ڈبوانا چاہتا تھا۔ بس یہی ایک گناہ ہوا تھا میرے سے کہ میں اس کے خلاف کورٹ میں گواہی دے بیٹھا اور اس کے بعد میری دنیا اجڑ گئی۔" وہ سسک اٹھے۔

مجھے مار دیں آپ۔ آپ کا بدلہ پورا ہو جائے گا۔ آپ کے جلتے دل کو سکون میسر آ جائے گا۔" وہ ہذیانی کیفیت میں چلائی۔ تنفس بھاری ہونے لگا تھا۔ حشمت مسکرائے اور اس کا سر سہلاتے نفی میں سر ہلایا۔

"مارنا ہوتا تو اتنے سال پہلے غازی کو ہی نہ مار دیتا لیکن میرے اللہ نے اسکی حفاظت کا ذمہ مجھے سونپا تھا۔"

"اور میں۔ مومی تو آپ کا بیٹا ہے تو مجھے مار دے نا اور بدلہ پورا کریں۔ اپنی بیٹی کی موت کا بدلہ لے مجھے مار کر۔ دل میں چبھن نہیں ہوتی ہمیں دیکھ کر آپکو۔ نفرت نہیں ہوتی ہمیں دیکھ کر۔ گھن نہیں آتی مجھے دیکھ کر۔ اگر آپ کی بیٹی آج ہوتی تو میرے ہی جتنی ہوتی نا۔" وہ گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔ حشمت نے گھبرا کر ڈاکٹر کو پکارنا چاہا لیکن بیلا نے مضبوطی سے ان کا ہاتھ تھام لیا۔

"مرنے دے مجھے۔ اپنی آنکھوں کے سامنے مجھے مرتا ہوا دیکھے۔ دیکھے دشمن کی اولاد کو مرتا دیکھ کتنا سکون ملتا ہے۔ دیکھے مجھے۔ دیکھے۔" وہ اپنے حواس کھوتے چلا رہی تھی۔

"آپ نے انہیں ایسا کیا کہا۔" انہوں نے ڈرپ کی رفتار سلو کرتے بیلا کے منہ پہ آکسیجن ماسک لگایا۔ آہستہ آہستہ اسے سکون آنے لگا۔ حشمت خالی خالی نگاہوں سے اسکی ویران نگاہوں کو دیکھ رہے تھے۔

ان کا ذہن باقیوں کی نسبت بہت کمزور ہے۔ یہ کہہ لے کہ انہیں سوئیر قسم کی ذہنی بیماری ہے۔ یہ اب زیادہ بڑا دھچکا برداشت نہیں کر سکتی۔ انہیں لوگوں کے ساتھ کمیونیکیٹ کرنے کیلیے کچھ عرصہ درکار ہو گا۔" ڈاکٹر کے بتانے پہ حشمت نے چھوٹے چھوٹے قدم اسکی جانب اٹھائے اور اس کے بالوں کو سہلایا تھا۔ وہ بنا پلک جھپکائے انکی جانب دیکھ رہے تھے۔

"مم۔ میری بیٹی بنو گی۔ میری فاطمہ بنو گی۔ میری فاطمہ بن جاؤ۔" وہ اس کی پیشانی ٹکائے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیے۔ بیلا نے آنکھوں کو میچ لیا۔ یکے بعد دیگرے بے مول آنسو ٹوٹتے اس کے گالوں پہ بہتے چلے گئے۔ سر خود بخود اثبات میں ہلا تھا۔

"لیکن اس کیلیے بیلا کو مرنا ہو گا۔ بیلا مرے گی تبھی فاطمہ جنم لے گی۔ بیلا کا مرنا بے حد ضروری ہے۔ پلیز آپ کسی کو بھی اس سچ سے آگاہ نہیں کریں گے کہ بیلا زندہ تھی۔ آج سے ابھی سے اور اسی وقت سے بیلا سب کیلیے مر گئی۔" اس کے سفاک لب و لہجے پہ حشمت اسے دیکھ کر رہ گئے۔ انہوں نے انکار کرنا چاہا لیکن بیلا نے ان کے ہاتھ کی پشت پہ لب رکھتے بھیگی نگاہوں سے انہیں دیکھا۔

"میں ٹھیک کروں گی حانم بی کو۔ میں انہیں زندگی کی جانب واپس لاؤں گی۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔" وہ پر عزم لب و لہجے میں بولتے انہیں تشکر سے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

"لیکن جے بی۔"

"وہ وقت کے ساتھ ساتھ سنبھل جائے گا۔ ہم جیسے برے لوگوں سے کوئی محبت نہیں کرتا انکل۔ بس وقت گزاری کی جاتی ہے۔ وہ بھی وقتی پسندیدگی کو محبت کا نام دے رہا ہے۔" اس کے گہرے لہجے پہ حشمت نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ وہ کہتی تھی کہ وہ بری لڑکی ہے لیکن وہ بری کیسے تھی یہ سمجھنا ان کیلیے مشکل تھا کیونکہ جو برے لوگ ہوتے ہیں وہ کسی کا درد دل پہ محسوس نہیں کرتے تو پھر اس کا دل اب تک پتھر کیوں نہ ہو پایا تھا۔ بیلا ان کے اضطرابی چہرے سے نگاہیں پھیرتے پر سکون ہوتے بھرپور انداز میں مسکرائی تھی۔

تو پھر وہ قبر۔ وہ تابوت۔ وہ قبرستان۔ وہ ہر سال آپ کی قبر پہ جانا۔" فانیہ اس کے خاموش ہوتے ہی" ہکلا گئی۔ بیلا اذیت سے مسکرائی۔

وہ تو بس ایک چھوٹا سا مذاق تھا۔ ایک ایڈونیچر سب کی نگاہوں میں بیلا کو مرا ثابت کرنے کیلیے مجھے" قبر میں کچھ وقت کیلیے دفن بھی ہونا پڑا تھا لیکن پھر کچھ وقت بعد بابا نے کچھ لوگوں کی مدد سے مجھے وہاں سے نکال لیا تھا لیکن وہ قبر جوں کی توں ہی تھی کیونکہ کسی کو شک نہیں ہونے دینا تھا کہ بیلا کا وجود اس دنیا میں ہے۔" فانیہ کی رنگت اس انکشاف پہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گئی۔

****

حشمت کے خاموش ہوتے ہی جے بی نے کھوئی کھوئی کیفیت میں انہیں دیکھا اور سر صوفے کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لی۔ کہنے کو الفاظ ہی نہیں تھے۔

اور میں آج تک یہی سمجھتا رہا کہ اماں شاید آپ کی کوئی رشتہ دار۔ آپ کا ان کے ساتھ اتنا گہرا رشتہ" اور آپکی بیٹی۔" وہ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گراتے گہرے گہرے سانس بھرنے لگا۔

"جب بھائی اس سب باتوں سے آگاہ تھے تو میں کیوں انجان تھا بابا۔"

تمہیں یاد ہو گا بابا نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ میں ان کے دشمن کی اولاد ہوں۔ اس دن شاید تم نے غور نہیں کیا تھا لیکن یہ بات میرے دل پہ کسی برچھی کی مانند لگی تھی۔ بس اسی رات میں نے بابا سے یہ سب اگلوایا تھا۔ پھر چند ماہ پہلے میں نے بابا کی مشکوک حرکات کی بدولت ان کا پیچھا کیا تھا تبھی مجھے بیلا کی زندہ ہونے کے متعلق علم ہوا تھا۔" غازی ہنوز چہرہ جھکائے بول رہا تھا اور جے بی بے چینی سے اپنی انگلیوں کو مسل رہا تھا۔

فاطمہ میری بچی کہاں ہے وہ۔" اندر سے آنے والی حانم بی کی آواز پہ ان سب نے تیزی سے اپنے" حواس بحال کیے اور مسکرا کر ان کی جانب دیکھا۔ جے بی کی آنکھوں میں نمی کی لکیر ابھری۔ قدم

خود بخود ان کی جانب بڑھے تھے۔ انہیں اپنے حصار میں لیتے وہ صوفوں کی جانب بڑھا۔ وہ حیرت سے اسے دیکھ رہیں تھیں جیسے پہچاننے کی کوششوں میں ہو۔

اماں میں یہاں۔" وہ بگڑے تنفس سمیت کمرے سے باہر نکلی لیکن جے بی کو ان کے ساتھ مصروف" دیکھ اپنی جگہ پہ تھم سی گئی۔ وہ مسکرا کر ان سے کوئی بات کر رہا تھا اور بیلا نے اس منظر کو آنکھوں کے راستے دل میں اتارا تھا۔

"فاطمہ کہاں ہے؟"

وہ یہی ہیں وہ رہی۔" جے بی نے ان کے چہرے پہ اضطراب بھانپتے عقب میں اشارہ کیا تو بیلا نے" تیزی سے اپنا چہرہ صاف کیا اور قدم ان کی جانب بڑھائے۔

اس کو نہیں دیکھتی تو دل میں بے چینی سی ہوتی ہے۔" وہ ہنس کر بولتے ان سب کا دل لہولہان" کر گئی۔ انہوں نے جھک کر بیلا کی پیشانی چومی۔

اللہ صدا تم دونوں کو خوش رکھے اور گود ہری کرے۔" ان کی دعا پہ جہاں بیلا کے چہرے کا رنگ اڑا" وہی جے بی کا چہرہ بے تاثر ہی رہا۔

اب یہ آپ کی بیٹی ہونے کے ساتھ ساتھ میری بیوی بھی تو ہے۔انہیں میرے ساتھ تو جانا ہی ہو گا" اپنے شوہر کے گھر۔" جے بی کے مسکرا کر بولنے پہ بیلا کا دل نجانے کیوں سکڑ کر پھیلا۔حانم بی نے افسردگی سے اثبات میں سر ہلایا۔

تو اس کیلیے آپ کو اپنی دوسری بیٹی کے ساتھ دل بہلانا ہو گا۔وہ رہی۔بھابھی یہاں آئے۔"اس نے" پلر کے ساتھ کھڑی فانیہ کو اشارہ کیا۔وہ دھیمی چال چلتے ان کے مقابل آئی تھی۔

یہ آپکی دوسری بیٹی ہے۔غازی بھائی کی بیوی۔" جے بی نے ہنوز مسکراتے تعارف کروایا۔انہوں نے" اسے بھی ساتھ بٹھاتے اسکی پیشانی چومی۔ حشمت نے نم مسکراہٹ ان کے چہرے سے پھوٹتی روشنی دیکھی۔ کس قدر پرسکون تھا ان کا چہرہ۔وہاں سے ہوتے ان کی نگاہ جے بی کے مسکراتے چہرے کی جانب اٹھی۔ کتنے عرصے بعد وہ یوں کھل کر مسکرایا تھا۔دل جیسے دوبارہ زندہ ہو گیا تھا۔نگاہیں گھماتے بیلا پہ آٹھہری۔وہ لڑکی ہی تو ان دونوں کی زندگی میں مسکراہٹ بکھیرنے والی تھی۔اسکی بدولت تو وہ دونوں دوبارہ جی اٹھے تھے۔وہ تو کبھی بری تھی ہی نہیں۔وہ تو شروع سے ہی ایک اچھی لڑکی تھی۔ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کر بیلا چونکی اور حشمت کی جانب دیکھا اور آسودگی سے پلکیں جھپکائی۔ جے بی حانم بی کو فانیہ سے باتوں میں محو دیکھ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میرے خیال میں اب مجھے نکلنا چاہیے بابا۔"

اب جانے کی کیا ضرورت ہے جس کو بھلانے کی خاطر یہاں سے جا رہے تھے وہ تو یہی ہے۔" حشمت کی بات حانم نے تو نہ سہی البتہ بیلا کی سماعتوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔ اس کا دل رک سا گیا۔

میرا دل جن کا تمنائی ہے ان کے ساتھ کچھ پل کچھ دن کچھ وقت مجھے تنہائی میں بیتانے ہیں اگر آپ کی" اجازت ہو تو۔" جے بی کے نرم اور ملتجیانہ لب و لہجے پہ حشمت کے ساتھ ساتھ غازی نے بھی مسکراہٹ دبائی۔

دیکھ رہے ہو کیسے مسکرا رہا ہے۔ اسکی مسکراہٹ کی نظر اتارو غازی۔" حشمت نے بھیگے لہجے میں" بولتے اسکی پیشانی چومی۔

مسکراہٹ کی وجہ جو مل گئی ہے۔ نظر اتارنی ہے تو ان کی اتارے کیونکہ میری مسکراہٹ انہی کی وجہ" سے برقرار ہے۔" اسنے ایک سرسری سی نگاہ بیلا پہ ڈال کر ہٹالی۔ بیلا لبوں کو چباتے نگاہیں چرا گئی۔ دل عجیب سی کیفیات میں گھر گیا تھا۔

جے آپ جا رہے ہو۔" انہیں سب سے ملتا دیکھ آئزل منہ بنا کر خفگی سے بولی۔"

بجے آپ سے ملنے آئیے گے نا اور آپ بھی بابا کے ساتھ آنا میرا جانو بچہ۔" اس نے چٹاچٹ اس کے دونوں گالوں کو چوما تھا۔ بیلا نے ٹھہر کر اس منظر کو دیکھا۔

"ہے نا یہ بلکل آپ کے جیسی۔ وہی آنکھیں وہی بال وہی لہجہ وہی مسکراہٹ بلکل میری بیلا جیسی۔" اسکی سرگوشی پہ وہ جی جان سے لرزی اور سٹپٹا کر نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ وہ اسے نظر اٹھا کر دیکھتا بھی نہیں تھا پھر بھی جان لیتا تھا کہ اسکی نگاہیں اسی کو دیکھ رہی ہیں۔ سب سے ملتے وہ جے بی کے ساتھ بنگلو کی دہلیز پار کر گئی۔ نجانے وہ اسے کہاں لے جا رہا تھا وہ بھی تنہا۔ اس کے ساتھ اکیلے رہنے کا خوف دل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔

"محرم ہوں میں آپکا۔ پر سکون رہے میم۔" اس نے گاڑی سٹارٹ کرتے دھیرے سے کہا۔ بیلا نے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا اور اپنے چہرے پہ تیزی سے نقاب چڑھا لیا۔ ایک تو یہ شخص نجانے کونسی آنکھ سے دیکھتا تھا۔

"پلیز مجھ سے خوفزدہ مت ہو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔" بیلا کا نقاب کرتا ہاتھ وہی تھم گیا۔ اس نے کچھ سوچ کر ڈرائیو کرتے جے بی کو دیکھا اور لبوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ اس کے بعد پورا راستہ اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ بیلا نے بے چینی سے انگلیاں الجھانی شروع کر دی۔ کیا وہ اس سے ناراضگی کا اظہار

کر رہا تھا۔ اس نے چور نگاہوں سے جے بی کو دیکھا لیکن اس کی مکمل توجہ ڈرائیونگ کی جانب تھی۔ اس نے ایک گہرا سانس فضا کے سپرد کیا۔

****

فلیٹ کا دروازہ چابی سے کھولتے اس نے ہاتھ کے اشارے سے بیلا کو اندر جانے کا کہا۔ بیلا نے بمشکل مسکراتے قدم اندر رکھے اور ایک طائرانہ نگاہ پورے فلیٹ میں دوڑائی۔ دو کمروں پہ مشتمل یہ نہایت خوبصورت چھوٹا سا فلیٹ تھا۔ اوپن کچن اور ٹی وی لاؤنج دیکھ بیلا نجانے کن سوچوں میں گم ہو گئی۔ جے بی نے اپنی زندگی کے نئے اضافے کو محسوس کر تشکرانہ انداز میں آنکھیں موند لی۔

اگر تفصیلی جائزہ ہو گیا تو اپنا کمرہ دیکھ لیں ہم۔" وہ کھڑکی کے پردے برابر کرتے پوچھ رہا تھا۔ بیلا نے" ہولے سے سر ہلایا۔ جے بی اسے لیتے کمرے کی جانب بڑھا اور اسے بیڈ پہ بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود فریش ہونے کی خاطر واشروم کی جانب بڑھ گیا۔ اس کی غیر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے اس نے بھی عبایاں اتارتے ٹیرس کا رخ کیا۔ بالوں کو ہاف کیچ کیا ہوا تھا۔ ٹھنڈی ہوا کا جھونکا چہرے سے ٹکرایا تو لبوں پہ ایک خوبصورت مسکراہٹ بکھر گئی۔ بالوں کی چند لٹیں چہرے پہ اٹھکیلیاں کر رہی تھیں۔ واشروم سے باہر نکلتے ہی اس نے متلاشی نگاہ بیلا کی تلاش میں گھمائی۔ اسے زیادہ تردد نہ کرنا

پڑا۔ گلابی رنگ کا آنچل نگاہوں کے سامنے لہرایا تو ایک سکون سارگ وپے میں سرائیت کرتا چلا گیا۔ ٹیرس پہ کھڑی گلابی رنگ میں ملبوس لڑکی اسے زندگی کا احساس بخش رہی تھی۔ اس کے سنہری بالوں کو دیکھتے اس کا ہاتھ کسی ٹرانس کی کیفیت میں اٹھا اور اس کے بالوں کو چھونے لگا۔ کسی کا لمس اپنے بالوں پہ محسوس کر وہ گرل کو سختی سے تھام گئی۔ اس کی گرم سانسوں کی تپش اسے اپنے بلکل نزدیک محسوس ہوئی تھی۔ ایکدم وہ اپنے حواسوں میں لوٹا اور اس کے بلکل ساتھ آ کھڑا ہوا۔ بیلا نے محسوس کیا کہ وہ مسلسل ہاتھ کی مٹھی بنائے کبھی بند کر رہا تھا کبھی کھول رہا تھا شاید یہ اس کا اضطراب تھا یا وہ کچھ کہنا چاہتا تھا۔ اس کے یوں دیکھنے پہ بھی جے بی نے نگاہ نہیں اٹھائی تھی۔ وہ اسے دیکھتا کیوں نہیں تھا۔

تمہیں کچھ کہنا ہے کیا۔" اس نے خود سے ہی بات کا آغاز کیا۔"

ہاں۔" وہ چونک گیا۔ ہاتھ تیزی سے پیچھے کر لیا۔ بیلا نے بھنویں اچکائی تو وہ اپنی بھنوؤں کی درمیانی" جگہ مسلنے لگا۔

کہنا تو ہے مگر آپ سامنے بیٹھی ہیں تو الفاظ ہی نہیں مل رہے۔" وہ دور کہی خلا میں دیکھتے جیسے کچھ" بولنے کی ہمت مجتمع کر رہا تھا۔ لہجہ ایک بار پھر بھیگ گیا تھا۔

کیا میں یقین کرلو کہ آپ میرے سامنے ہیں۔" اس کے اچانک سوال پہ بیلا کے دل کو جیسے کسی نے" مٹھی میں جکڑا۔

"کیا میں یقین کرلو کہ میں نے آپ کو نہیں کھویا۔" وہ اب گرل کو ناخن سے کھرچ رہا تھا اور بیلا کی حالت تو ایسی تھی جیسے کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔

کیا مجھے وہ وجہ مل گئی ہے جس سے مجھے زندگی جینی ہے گزارنی نہیں۔" اب کی بار بیلا نے تھک ہار کر" اسے دیکھا۔ وہ اس کے سامنے تھی اس کے پاس تھی اس کے کمرے میں تھی اس کی بیوی تھی پھر بھی وہ ماننے سے ہچکچا رہا تھا۔ کیا تھا وہ شخص آخر۔

تم مجھے اب شرمندہ کر رہے ہو۔" بیلا ناراضگی سے گویا ہوئی۔"

میں آپ کو شرمندہ۔ نہیں۔ ایسا زندگی میں کبھی نہیں ہو گا۔" اس نے عجلت میں اسکی بات کو ٹالا۔"

تم مجھ سے خفا ہو نا میں جانتی ہوں بس یہ بتادو کہ کب تک ناراض رہنے کا ارادہ ہے۔" بولتے بولتے" اس کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے گال پہ بہہ گیا۔ جے بی عجیب سے انداز میں مسکرایا۔ اسے چار سال نظر اندازی کی بھینٹ چڑھا کر اسکی ایک پل کی ناراضگی برداشت کرنے کی سکت نہیں تھی سامنے کھڑی لڑکی میں۔ اس کی آنکھیں مسکرائیں۔

گو کہ ارادہ تو لمبا تھا میرا لیکن یہ جو آپکی آنکھ سے صرف میرے لیے ایک آنسو گرا ہے نا یہ میرا دل" اسی لمحے صاف کر گیا تھا۔ میں آپ سے ناراض نہیں ہوں۔ میں آپ سے ناراض ہو ہی نہیں سکتا۔" اب کی بار وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں میں بھرتے اس کی آنکھوں کو چومتے ہوئے بے بسی سے بولا۔ اس کی التفات پہ بیلا کی رنگت سرخ پڑی۔ وہ اظہار کے معاملے میں بلکل بھی کنجوس نہیں تھا۔ کنجوس تو وہ بھی نہیں تھی وہ تو اچھی خاصی بولڈ لڑکی تھی لیکن جے بی کے سامنے نجانے کیوں اسکی حالت غیر ہو جاتی تھی۔ اول تو وہ دیکھتا ہی نہیں تھا لیکن جب کبھی ایک نظر بھی دیکھتا تھا تو اس کا ایک نظر دیکھنا ہی بیلا کی جان نکال لیتا تھا۔ جے بی کی آنکھوں میں کئی دیپ جلے۔

تم پوچھو گے نہیں کہ میں نے یہ سب کیوں کیا؟" اسے لگا کہ جے بی اس سب سے ابھی انجان" ہے۔

نہیں لیکن اگر آپ بتانا چاہیں تو میں انکار نہیں کروں گا۔" اس نے بھی مزے سے خود کو انجان ظاہر" کیا۔ وہ بس کسی بھی طرح اسے سننا چاہتا تھا۔ بیلا نے شروع سے لے کر آخر تک من و عن ایک ایک بات اس کی سماعتوں میں اتار دی۔ اس دوران بس وہ نرمی سے اس کے ہلتے لبوں کو دیکھ رہا تھا۔ لبوں پہ

ایک میٹھی سی مسکان تھی۔ درمیان میں رک کر وہ اس کے بالوں کو کان کے پیچھے اڑس دیتا۔ اس کی انگلیوں کے لمس سے وہ کپکپاتی پلکیں سرخ عارض پہ گرا گئی۔

کافی پیئے گی؟" اپنی بات کے اختتام پہ اس کا سوال سن وہ بھونچکا رہ گئی۔"

"میں نے تمہیں اتنا کچھ بتایا۔ تمہیں حیرت نہیں ہوئی۔"

آج کیلیے اتنی حیرت کافی ہے کہ آپ میرے پہلو میں میرے اتنے نزدیک موجود ہیں۔ باقی حیرت" پھر کبھی کیلیے سہی۔" وہ اسکی ناک دباتے مسکرا کر بولا۔ بیلا نے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا جواب جھک کر میز پہ رکھا اپنا موبائل اٹھا رہا تھا۔

آپ نے بتایا نہیں کہ کافی پئیں گیں؟" اس نے ایک بار پھر اپنا سوال دہرایا۔"

نہیں چائے پیوں گی۔" اس نے جے بی کے زور دینے پہ دھیرے سے جواب دیا۔ وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے" جھکا اور اسے لیتے کچن کی جانب بڑھا۔ چولہے پہ چائے کیلیے پانی چڑھاتے وہ بیلا کو حیران کر گیا۔

تم کافی نہیں پیو گے۔" اس نے چہرے پہ ناقابل فہم تاثرات سجائے استفسار کیا۔"

نہیں آج میں چائے پیوں گا آپ کے ساتھ۔" اس نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔ وہ اسے دیکھ کر رہ گئی جواب کیسے مہارت سے قہوہ تیار کر رہا تھا۔ وہ دیکھے بغیر ہی اسکی حیرت بھانپ گیا تھا لیکن جانتے بوجھتے انجان بنا رہا۔

"اس وقت چائے پیوں گے تو نیند نہیں آئے گی۔ تم ہٹو میں تمہارے لیے کافی بنا دیتی ہوں۔" بیلا نے اسے جتایا ساتھ ہی اسے ہٹانا چاہا۔

"جب خادم یہاں موجود ہے تو شہزادی کی کیا مجال کہ وہ کسی کام کو ہاتھ لگائے۔ آپ کے یہ ہاتھ صرف میرے ہاتھوں کیلیے بنے ہیں کاموں کیلیے نہیں۔" بیلا نے پلکیں جھپک کر آنسوؤں کو اندر اتارا۔

"ویسے بھی آج رات تو میں چاہتا ہوں کہ مجھے نیند نہ ہی آئے۔" اس کے معنی خیز جواب پہ بیلا نے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا اور خود سلیب سے پشت ٹکاتے اس کے چلتے ہاتھوں کو بغور دیکھنے لگی۔ چائے تیار کر کے مگ میں انڈیلتے اس نے بیلا کی جانب رخ کیا۔

"چلیں سویٹ ہارٹ۔" اس نے محبت سے پوچھا۔ اس کے چمکتے چہرے کو دیکھ بیلا حق دق رہ گئی۔ کیا یہ صرف اسکی موجودگی کا اثر تھا کہ وہ ایکدم پہلے والا جے بی بن گیا تھا۔ اس نے اپنے قدموں کو بمشکل

گھسیٹا۔ اسے صوفے پہ بٹھاتے اس نے اسکے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔ دونوں کے درمیان فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔ بیلا نے ہونٹ کاٹے۔

میں اتنی سی بات آپ کو کرتا ہوں اور آپ رونے لگتی ہیں۔ ایسا پہلے تو نہیں تھا اور مجھے حیرت ہو رہی ہے آپ کے اس بدلاؤ پہ۔ آپ ویسی ہی مضبوط سی اکھڑ سی اچھی لگتی تھی۔ میں نے اپنے تصور میں کبھی بھی آپکو کمزور نہیں پایا۔" وہ بھاپ اڑاتے کپ کے کناروں پہ انگلی پھیرتے بول رہا تھا۔ بیلا چائے پیتے پیتے رک گئی۔ وہ اس سے سچ میں انجان نہیں تھا بیلا کے معاملے میں تو کبھی بھی نہیں۔

میں پہلے نہیں روتی تھی مجھے رلایا گیا ہے زبردستی لیکن اب مجھے ہر بات پہ رونا آتا ہے پتہ نہیں کیوں۔" وہ بے بسی و بے کسی سے بولی۔

اگر کبھی کبھی رونا آئے تو رو لینا چاہیے دل ہلکا ہوتا ہے اور اگر ساتھ میں میرا کندھا حاضر ہو تو دلی تسکین بھی مل جاتی ہے۔" بولتے بولتے اس کا لہجہ شرارتی ہوا۔ وہ اب اس کے چہرے پہ جھولنے والی آوارہ لٹوں کو کان کے پیچھے اڑس رہا تھا۔ اسکی انگلیوں کا لمس اپنے گالوں پہ محسوس کر بیلا نے حلق تر کیا۔

"کچھ ہے جو مجھ سے کہنا چاہتی ہیں آپ۔ آج ہی سب کچھ کہہ دیں کیونکہ میں آپ کا روز روز رونا افورڈ نہیں کرسکتا۔" اس نے چائے کی چسکی بھری۔

"تمہیں میرے ماضی سے کوئی فرق کیوں نہیں پڑتا۔ میں نے بہت سے غلط کام کیے ہیں۔ تمہاری نگاہ جب بھی میری جانب اٹھتی ہے اس میں عقیدت کیوں ہوتی ہے۔ تمہیں مجھ جیسی لڑکی سے نفرت کرنی چاہیے۔" وہ تو جیسے اسی چیز کی منتظر تھی تبھی پھٹ پڑی۔ جے بی اس دوران خاموشی سے چائے پیتا رہا۔

"اور کچھ بھی کہنا چاہتی ہیں کیا؟" بیلا کا دماغ اس کے سکون پہ بھک سے اڑا۔

"دیکھا یہی سکون۔۔ یہ سکون کیوں ہے تمہارے چہرے پہ۔ یہ نہیں ہونا چاہیے تھا مجھے پا کر۔ تمہیں میری کوئی بات بری ہی نہیں لگتی۔" تپ کر بولتے اس کا لہجہ ایک بار پھر بھرا گیا۔ جے بی نے ہنستے ہوئے نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا اور اس کا سر اپنے سینے پہ رکھا۔ آنکھیں موندتے اس احساس کو محسوس کر وہ دلکشی سے مسکرایا۔ بیلا نے کسمسا کر اس کی گرفت سے آزاد ہونا چاہا لیکن دوسری جانب سے گرفت قابل ستائش تھی۔ اس نے بھی تھک ہار کر مزاحمت ترک کر دی۔

چلیں اب کوئی ایک اچھا کام سوچیں جو آپ نے کبھی کسی کی بھلائی کیلیے کیا ہو۔" اس کی سرگوشی پہ" بیلا تھم سی گئی۔ آنکھوں کے پردے پہ گزری زندگی کے تمام مناظر گھومنے لگے۔ چند لمحے سرک گئے۔ اس کی جانب سے مکمل خاموشی تھی۔ جے بی اس دوران محبت سے اس کے بال سہلاتا رہا۔

کسی کیفے کے کاغذات لیے تھے ڈیڈی نے۔ اس شخص کے پاس بس وہی کیفے تھا ذاتی۔ میں نے کیفے کی" فائل بھیس بدل کر اس تک پہنچائی تھی ڈیڈی کے کمرے سے چوری کر کے۔ اس میں بھی چوری کرنا "غلط کام تھا۔

بھیس بدلنا تو آپ واقعی بہت اچھے سے جانتی ہیں۔ اب تو بیلا سے فاطمہ بنی پہلے کیا بنی تھی۔" جے بی" کے سوال پہ بیلا نے خفگی سے اسے دیکھا۔

اینجل۔" وہ چہرہ جھکائے چور لہجے میں بولتی اسے قہقہہ لگانے پہ مجبور کر گئی۔ اس کے بے تکا ہنسنے پہ" بیلا تلملا کر رہ گئی۔ اس سے پہلے کہ وہ اشتعال کے عالم میں وہاں سے اٹھتی جے بی نے اس کی کلائی تھامتے اسے واپس بٹھالیا۔

"اچھا اس کے علاوہ کوئی اچھا کام۔"

تم مذاق نہیں اڑاؤ گے۔" بیلا نے وارن کرتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔اس نے تیزی سے نفی میں سر" ہلایا۔

وہ ایک بار میں نے غزوان جاہ کے گھر ایک شخص پہ گولی چلائی تھی۔اس وقت تو غصے میں ہی چلائی" تھی کیونکہ وہ لوریزو کا آدمی تھا لیکن پھر بعد میں مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو میں نے اسکی جان بچالی تھی بھیس بدل کر

لوریزو کو تو اسکی بیوی سے مروایا تھا میں نے اور راجر، اس کو تو پھانسی ہوگئی تھی اپنے ہی بیٹے کو مروادیا تھا اس نے ہیروں کے لالچ میں۔"اس نے مزے سے بولتے آخر میں تیزی سے اسے باور کرایا۔آخر میں لہجے میں افسوس سمٹ آیا تھا۔جے بی نے چہرہ جھکاتے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی۔

ویسے اس سب کے پیچھے ماسٹر مائنڈ کون تھا۔" جے بی کے برخستہ سوال پہ بیلا نے میسنے پن سے اسے" دیکھا۔

دیکھو سوچا میں نے ضرور تھا لیکن مارا میں نے نہیں لیکن پھر بھی جو ان کے ساتھ ہوا وہ یہ سب ڈیزرو" کرتے تھے۔میں مطمئن ہوں کیونکہ بلاوجہ کسی بے قصور کے ساتھ کچھ غلط نہیں کیا میں نے۔"اچانک اس کا لہجہ بدلتے سرد ہوگیا۔جے بی نے ایک پل میں ہی اس کے کتنے بدلتے چہرے دیکھ لیے

تھے۔ کبھی الجھی سی کبھی شرمندہ سی کبھی معصومیت سے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتی کبھی مضبوط سی اور کبھی وہی پرانی بے حس بیلا۔ اچانک بیلا کی نگاہ اس کے مسکراتے چہرے کی جانب اٹھی۔

تم پھر ہنس رہے ہو۔ تمہیں یہ سب جان کر حیرت نہیں ہوئی۔" جے بی نے طمانیت سے نفی میں" سر ہلایا۔

کیونکہ میں یہ سب پہلے سے ہی جانتا ہوں۔ آپ کو کیا لگتا ہے میں کچھ بھی سوچ سمجھے بغیر کرتا" ہوں۔ کسی عام انسان کے متعلق تمام معلومات نکلوانا ہم جیسوں کیلیے سیکنڈوں کا کھیل ہے۔ آپ کے ساتھ تو پھر دل کا رشتہ تھا۔" بیلا کی پیشانی پہ سلوٹوں کا جال بچھا۔ اس دوران اس کی چائے بھی ٹھنڈی پڑ چکی تھی لیکن اسے اس سب سے فرق ہی کب پڑ رہا تھا۔

تم مجھے برا کیوں نہیں کہہ رہے پھر۔" وہ بپھری۔"

برا کہنے سے کیا ہو گا۔" وہ ہنوز مسکرا رہا تھا۔"

میں بہت بری ہوں۔" بیلا نے شہادت کی انگلی اٹھائی اور تیکھے لب ولہجے میں بولی۔"

نہیں آپ بہت اچھی ہیں سب سے اچھی ہیں کیونکہ آپ میری زندگی ہیں۔ آپ کبھی کسی کے ساتھ کچھ غلط کر ہی نہیں سکتی۔ جن باتوں کی آپ اس ذات سے معافی مانگ چکی ہیں پھر اس پہ میں سزا دینے والا کون ہوں۔ میری کوئی حیثیت نہیں ہے بیلا۔" وہ اس کے ہاتھ کی پشت کو سہلاتے محبت بھرے لہجے میں بولتے اسے گلٹ سے نکال رہا تھا۔ بیلا اسکی محبت پہ دنگ رہ گئی۔ وہ اب جھک کر اس کی پیشانی کو اپنے لمس سے روشناس کروا رہا تھا۔ بیلا کے کپکپاتے لبوں پہ جیسے سکوت ٹھہر گیا۔

"چلیں کمرے میں چلتے ہیں۔" اس نے کھڑا ہوتے اس کی جانب اپنی چوڑی ہتھیلی پھیلائی۔ بیلا نے جھجک کر اسکی ہاتھ تھام لیا۔ اس نے جھک کر اس کو بھی کسی اعزاز کی مانند قبول کیا تھا۔ کمرے میں آکر بھی وہ دونوں ہاتھوں کی انگوٹھوں کو آپس میں رگڑتے اسکا چہرہ جانچ رہی تھی جو اپنی جیکٹ اتارتے صوفے پہ رکھ رہا تھا۔

"تم مجھ سے لڑ جھگڑ کیوں نہیں رہے۔ کچھ تو پوچھو مجھ سے۔ میں نے تمہیں دھوکے میں رکھا ہے۔" بیلا ابھی بھی بے یقین تھی۔ جے بی نے اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھالی اور بغیر اسکے احساسات کی پرواہ کیے اس کی گود میں سر رکھتے آنکھیں موند گیا۔ بیلا بدک کر رہ گئی۔ دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا۔

کچھ پل دیں مجھے۔ محسوس کرنے دیں کہ یہ سراب نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ آپ میرے پاس" ہیں۔" بیلا نے اس کی بند آنکھوں کو بغور دیکھا۔

پلیز لائٹ آف کر دیں بیلا۔" اس نے جیسے التجا کی۔"

نن۔ نہیں۔ مجھے اندھیرا اچھا نہیں لگتا۔" جے بی نے اب کی بار پوری آنکھیں کھول کر اسے" دیکھا۔ آنکھوں میں حیرت سمٹ آئی۔

مم۔ مجھے بہت ڈر لگتا ہے تاریکی سے اللہ سے۔ مم۔ میں نے اس ذات سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی" تھی۔ وہ سیاہ رات۔ وہ سیاہ رات جب بھی میری نگاہوں کے سامنے آتی ہے میری سانسیں رک جاتی ہیں۔ مرتے مرتے نجانے کیسے اللہ کو پکارا تھا میں نے اور اس نے مجھے بچا لیا تھا مجھے اس دنیا کے جھمیلوں سے نکالتے اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔ میں ان گناہوں سے پلٹ آئی تھی۔" وہ ایک بار رونے کو تیار تھی۔ جے بی نے اطمینان سے اسے دیکھا۔ وہ خود کو برا کہہ رہی تھی۔ وہ تو اس قدر خوش نصیب تھی کہ جب کسی انسان نے اسے سہارہ نہیں دیا تھا تو اللہ نے اسے سہارہ دیا تھا۔ جب کسی نے اسے نہیں تھاما تھا تب اللہ نے اسے تھام لیا تھا سنبھال لیا تھا۔

میں آپ کا ہاتھ تھام لوں؟" جے بی کے سوال پہ وہ روتے روتے ہنسی تھی۔ وہ کبھی بھی اس کی بات کا جواب نہیں دیتا تھا۔ آگے سے اپنا ہی سوال کرنے لگتا تھا۔ اس کے سر ہلاتے ہی جے بی نے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے لبوں پہ رکھا۔ انہیں اپنے لمس سے مہکاتے وہ اب اس کے ہاتھوں کو اپنی جلتی آنکھوں پہ رکھ رہا تھا۔ بیلا کی روح فنا ہونے لگی۔

تم مجھے کیوں نہیں بھلا پائے۔ اتنی چاہت آخر کیوں؟ اتنی محبت کیوں کرتے ہو مجھ سے۔" وہ شاید اسے سننا چاہتی تھی۔

مجھ پہ فرض کر دی گئی تھی آپ اور فرض کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے یار۔" اس کے جواب پہ بیلا کا" دل ایک نئے احساس میں گھر گیا۔ گالوں پہ سرخی بکھر گئی۔ لبوں پہ ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

ان لبوں پہ ہمیشہ مسکراہٹ لانے کا سبب بنوں بس یہی خواہش ہے۔" اس نے اسکی انگلیوں میں" انگلیاں الجھاتے انہیں چوما اور آنکھیں موند لی۔ نیند تو اسے آج کی رات نہیں آنی تھی بس اس سکون کو محسوس کرنا تھا جو اس کی موجودگی سے تھا۔ بیلا نے سنجیدگی سے اس کی بند آنکھوں کو دیکھا۔ دل میں ابھی بھی ایک کھٹکا تھا۔ دل ابھی بھی یہ سب ماننے سے انکاری تھا نجانے کیوں؟

****

آپ نے مجھے بھی نہیں بتایابی کے متعلق۔"رات کو اس کے کندھے پہ سر رکھے وہ اس سے شکوہ کر رہی تھی۔

"مجھ سے وعدہ لیا تھا اس نے۔سال پہلے ہی مجھے بھی علم ہوا ہے۔ویسے بھی اسے آج روبرو دیکھ کر تمہارے چہرے پہ جو بلب روشن ہوا ہے وہ زیادہ بہتر نہیں۔"غازی نے مسکراہٹ دباتے اسے دیکھا۔فانیہ نے نروٹھے پن سے اسے دیکھا۔

"مے آئی کم ان بابی۔"اس سے قبل کہ وہ کچھ بولتی ننھے منھے ہاتھوں نے کمرے کا دروازہ بجایا تھا۔غازی کے گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ مسکراہٹ رینگ گئی۔

"شیور مائی بے بی۔"غازی کی محبت بھری آواز پہ وہ ٹیڈی ہاتھ میں لیے بھاگ کر اس کے سینے سے لگی۔اس نے بھی جواباً اتنی ہی گرمجوشی دکھائی تھی۔

"ایک تو آپ کی یہ بیٹی کبھی ہمیں تنہائی فراہم نہیں کرے گی۔"وہ تیزی سے بولتی بیڈ سے اتر گئی۔ایک کٹیلی نگاہ ان دونوں کے محبت بھرے مظاہروں پہ ڈالتے اس نے اپنے شانے پہ بکھرے بالوں کو جوڑے میں لپیٹا۔

میں یہاں سو سکتی ہوں بابی۔" آئزل نے جیسے اس کی بات کو کسی کھاتے میں ہی نہ لیا تھا۔ فانیہ کو تپ "

چڑھ گئی البتہ غازی نے بغور فانیہ کا سرخ پڑتا چہرہ دیکھا۔

شیور وائے ناٹ۔" وہ اسے بانہوں میں لیتے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گیا۔ فانیہ نے سنجیدگی سے " اسے دیکھا۔ وہ کبھی غازی کا گال چومتی کبھی پیشانی کبھی ہاتھ۔ اگلے ہی لمحے فانیہ تمام تر خفگی مٹاتے پورے دل سے مسکرا دی۔ اس نے غور کیا تھا جب سے آئزل پیدا ہوئی تھی وہ اب بلاوجہ ہی مسکراتا تھا۔ غصہ کرنا بھی بہت حد تک کم کر دیا تھا۔ اس نے پہلے صرف سنا تھا کہ اولاد والدین کو کافی حد تک بدل دیتی ہیں لیکن آئزل اور غازی کو دیکھ وہ اس بات پہ ایمان لے آئی تھی۔ غازی کے گلا کھنکھارنے پہ وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلتے اسکی جانب متوجہ ہوئی جو بنا پلک جھپکائے آئزل کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ وہ تڑپ کر اس کے ساتھ بیٹھی۔

کیا سوچ رہے ہیں۔" اس نے غازی کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اس نے ہنس کر نفی میں سر " ہلا یا۔

سوچ رہا ہوں کہ باپ کو تو اپنی اولاد سے اتنی محبت ہوتی ہے پھر ہمارا باپ۔ اب دیکھو میں بھی تو اس کو " دیکھ کر جیتا ہوں۔ اس سے اچھا اب کچھ لگتا بھی نہیں۔ جی چاہتا ہے کہ جو توجہ محبت مجھے نہیں ملی وہ بھی

اسے دوں۔ اتنی محبت دوں کہ یہ سمیٹتے سمیٹتے تھک جائے لیکن وہ کبھی ختم نہ ہو۔" اس نے جھک کر نرمی سے اسکی پیشانی چومی۔ فانیہ کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔ وہ جتنا بھی خود کو لاپرواہ ظاہر کرتا لیکن ظلم کب ہی بھلائے جاتے ہیں۔

آپ کو معلوم ہے میں نے کل شاپنگ کی بہت زیادہ۔" فانیہ کے بات پلٹنے پہ وہ ٹھٹھکا اور سر جھکائے" ہنس دیا۔ وہ اب الماری کھولے اس میں سے شاپنگ بیگز نکال رہی تھی۔ غازی نے اب کی بار اپنی ساری توجہ اپنی چھوٹی سی دنیا کی جانب مبذول کروادی۔

اس میں میرا تو کچھ نہیں ہے۔" اسے یکے بعد دیگرے چیزیں نکال کر بیڈ پر بکھیرتا دیکھ وہ مصنوعی" خفگی سے بولا۔ فانیہ نے زبان دانتوں تلے دبائی۔

اوہ آپ تو مجھے یاد ہی نہیں رہے۔" دوسری جانب اطمینان قابل رشک تھا۔ غازی نے تاسف سے سر" ہلا یا۔ اس سے بھلا توقع ہی کیا تھی۔ اگلے ہی لمحے فانیہ نے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے انتہائی قیمتی پرفیوم نکالتے اس کی جانب بڑھایا۔ غازی نے آنکھوں میں حیرانگی لیے پرفیوم تھام لیا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو بھول جاؤں۔ سب سے پہلے میں نے آپ کیلیے یہ پرفیوم خریدا تھا" اس کے بعد اپنے لیے یہ سب خریدا تھا۔" اس نے چمکتی نگاہوں سے غازی کے چہرے کو دیکھتے

جتایا۔ اگلے ہی لمحے غازی نے اس کا ہاتھ تھامتے اپنی جانب کھینچ لیا۔ اس نے آئزل کی موجودگی میں غازی کو گھورا۔

"بابی واٹ از دس۔" وہ اب بلاک نکالے اس سے سوال کررہی تھی۔ غازی نے اسے جواب دیتے دوبارہ رخ فانیہ کی جانب کیا۔

"آپ کو میں نے کتنی بار کہا ہے آئزل کے سامنے یہ سب نہ کیا کریں۔" اس کا لمس اپنی پیشانی پہ محسوس کر وہ مسکراہٹ دبا کر بولی۔

"میں تو کرنا چاہتا ہوں۔" ساتھ ہی اس کی ناک سے ناک سہلائی۔ فانیہ نے اب کی بار نرمی سے اس کے گال پہ لمس چھوڑا۔

"آج بہت پیار نہیں آرہا میری بیوی کو مجھ پہ۔" اس نے فانیہ کی پیشانی سے پیشانی ٹکائی۔

"آپ کو اپنی خوبصورتی کے قصیدے پڑھنے سے فرصت ملتی تو اس بات کا اندازہ ہوتا نا کہ آپ کی بیوی آپ پہ کس حد تک فدا ہے۔" وہ منہ پھلا کر بولتی اسے قہقہہ لگانے پہ مجبور کرگئی۔ فانیہ کی آنکھوں میں دیپ جل اٹھے۔

اب تم مجھے شرمندہ کرنے کی ایک ناکام کوشش کر رہی ہو۔" غازی نے اسکی بات کو سرے سے ہوا میں اڑا دیا۔

مجھے اور آئزل کو بلکل بھی وقت نہیں دیتے آپ۔ بس کام کام اور کام۔" اس کے شکوے پہ غازی نے" ایک تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کی۔

"اوکے تو کل ہم چلیں گے آپ کے تمام گلے شکوے مٹانے محترمہ۔"

آپ بہت برے ہیں۔" وہ اس کے شانے پہ سر ٹکاتے منہ بسور کر بولی۔ اس کی آنکھوں میں خفگی دیکھ" غازی نے ٹھنڈی آہ بھری۔

تمہیں دنیا کی تمام تر برائیاں اپنے شوہر میں ہی نظر آتی ہیں۔" غازی نے اسے گھورا۔"

میری زندگی کا دائرہ ہی آپ کے گرد گھومتا ہے۔" وہ مزے سے بولتے کھکھلائی۔ غازی نے اس" چالاک لومڑی کی بات پہ ہنستے ہوئے چہرہ جھکا لیا۔ فانیہ نے ہاتھ پہ چہرہ ٹکائے محبت سے اسے دیکھا۔ وہ رف سے حلیے میں بھی دل میں اتر جانے کی حد تک پیارا الگ رہا تھا۔

بہت پیار الگ رہا ہوں کیا۔" اس نے بنا کسی تردد کے گردن اثبات میں ہلائی۔ غازی کی آنکھیں تحیر کے مارے پھیل گئی۔

"میری بیوی کو میری خوبصورتی کا احساس کب سے ہو گیا۔"

وہ تو شروع سے ہی ہے لیکن جتاتی نہیں تھی بس۔ آپ شوخے ہو جاتے تھے۔" وہ ناک منہ چڑھا کر بولی۔

مائی بابی از کول اینڈ ہینڈسم۔" آئزل فوراً سے پہلے باپ کی حمایت میں کھڑی ہوئی اور اس کی گردن میں بازو حمائل کیے۔

ہاں ہاں دنیا کے سارے بدلے تم بس ماں سے ہی نکالنا۔" وہ اس کی حرکت پہ جل کر بولی۔ آنکھوں میں غصہ سمٹ آیا۔

وہ کہنا چاہ رہی ہے کہ ممی کی تعریف کرنے کیلیے بابی ہیں نا۔" غازی نے اس کے ہاتھ جکڑنا چاہا لیکن وہ بدک کر بیڈ سے اتری۔

سر پہ سفید بال آگئے ہیں لیکن ٹھرک پن بڑھتی عمر کے ساتھ بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے۔"اس کے جلے بھنے لہجے پہ وہ چہرہ پیچھے گرائے قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔فانیہ نے بھی مسکراہٹ دباتے الماری میں سر دے دیا۔جانتی تھی جب تک آئزل اس کمرے میں ہے وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتا۔اگلے ہی لمحے اس نے اپنا نائٹ ڈریس نکالتے رخ پھیرا اور غازی کو دیکھ کر مزے سے بائیں آنکھ دبانا نہ بھولی۔

****

کھڑکی سے آتی سورج کی روشنی کی بدولت اس نے کسمسا کر اپنی مندی مندی آنکھیں کھولی لیکن تھک ہار کر ایک بار پھر کمفرٹر سر تک اوڑھتے آنکھیں میچ گئی۔کمفرٹر میں گہرا سانس بھرتے ہی اس کا دماغ بھک سے اڑا۔یہ مہک یہ تو۔اس نے ایک جھٹکے سے کمفرٹر پیچھے کیا۔شعور کی منزل طے کرتے ہی اسے اندازہ ہوا کہ اس وقت وہ اپنے نہیں بلکہ جبران کے گھر میں موجود ہے۔ایک تھکی تھکی سی سانس فضا کے سپرد کرتے وہ بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا گئی۔چاروں اطراف میں نگاہیں گھمائی وہ کہیں نہیں تھا۔اس نے اپنی جلتی آنکھوں کو دبایا۔پوری رات جاگتی آنکھوں کے ساتھ ہی بیتی تھی۔فجر پڑھنے کے بعد تو اسکی آنکھ لگی تھی۔کسلمندی سے جوتا پیروں میں اڑستے وہ فریش ہونے کی خاطر واشروم میں جا گھسی۔تقریباً پندرہ منٹ بعد نک سک سی تیار وہ جوں ہی لاؤنج کی جانب آئی۔کچن سے مدھم مدھم

شاعری کی آواز آرہی تھی۔ وہ اپنی حیرت پہ قابو پاتے جوں ہی کچن کی جانب بڑھی اگلے ہی لمحے ٹھٹھکی۔ وہ کام کے ساتھ موبائل میں کوئی شاعری بھی سن رہا تھا۔ شاید نہیں یقیناً وہ شاعری میں شغف رکھتا تھا۔

ارے آپ جاگ گئی۔ مجھے تو تھا کہ آپ مزید سوئے گی ابھی۔" وہ آہٹ محسوس کر مڑ کر اسکے پاس" آیا اور بنا اسکی حالت کی پرواہ کیے اسے ساتھ لگائے اس کا ماتھا چوما تھا۔ وہ سرخ پڑتے خواہ مخواہ انگلیاں مسلنے لگی۔

آپ وہاں بیٹھیں میں بس پانچ منٹ میں ناشتہ بنا کر لایا۔" بیلا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو ماتھے پہ" ایک بھی شکن لائے بغیر یہ سب کام خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا تھا۔

تم یہ سب کیوں کر رہے ہو۔ میں کر لیتی ہوں نا۔" وہ جھنجھلا کر اس کے نزدیک آئی اور پین لینا چاہا" لیکن جے بی نے نہیں چھوڑا۔ بیلا نے پھیلی آنکھوں سے اسے دیکھا جو چہرہ جھکائے اس کے ہاتھ سے ایک بار پھر پین لے چکا تھا۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ کسی نے مجھے اتنا بڑا طعنہ مارا تھا کہ سرونٹ ہوں میں بھائی کا۔ ویسے ان کا سرونٹ" ہونے میں کوئی مضائقہ تو نہیں لیکن اب بیوی کی نظر میں بھی تو کچھ بنتا تھا نا۔ سوچا غلام ہی بن جاتا

ہوں۔ بیوی بھی راضی تو ہم بھی راضی۔" بیلا نے قدم پیچھے لیے۔ حلق میں کانٹے سے چبھنے لگے۔ آنکھوں میں پانی بھرنا شروع ہو گیا۔ ہاں یہ سب باتیں بھی تو اسی کی سنائی گئیں تھیں۔

"میں نے سچ میں تمہیں بہت باتیں سنائی ہیں۔ جانتی ہوں سوری سے تو کچھ نہیں۔"

تو سوری کرنے کا کہ کون رہا ہے سکون میرے۔" اس نے پین وہی چھوڑا اور نرمی سے اسے اپنے حصار میں لیا۔ اس کے لہجے میں تڑپ تھی۔ وہ رونا بھول کر حیرت سے اسے دیکھے گئی۔

میں نے تمہیں اتنا کچھ سنایا۔ برا بھلا کہا لیکن تم نے مجھے کچھ بھی نہیں کہا۔ تم بھی مجھے کہ کر حساب برابر کر لو لیکن اگر تم مجھ سے بدلہ لینے کیلیے پہلے یہ محبت اپنائیت دکھا رہے ہو اور بعد میں دھوکہ دوگے تو پلیز یہ مت کرو۔" جے بی نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ سر پیچھے گرائے کھل کر ہنس دیا۔ بیلا نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

میں کیوں بدلہ لوں گا آپ سے۔ میری اوقات ہی کیا ہے مجھے تو اوقات سے بڑھ کر نوازا گیا ہے آپ کی صورت میں۔" جے بی نے اس کی روئی روئی آنکھوں پہ اپنے لمس کا احساس جگایا۔ بیلا اس کے لب و لہجے میں دیوانگی محسوس کر ساکت رہ گئی۔ خود کو سنبھالتے وہ مڑا اور چائے اور کافی کپ میں انڈیلنے لگا۔ کچھ لمحوں کی توقف کے بعد ناشتے سے فراغت حاصل کرتے وہ دونوں لاؤنج میں خاموش خود میں

الجھے الجھے سے بیٹھے تھے۔ بیلا ہاتھ کی مٹھی بناتے کبھی بند کرتی تو کبھی کھولتی۔ ان دونوں کی سوچ کے تسلسل کو بیل کی آواز نے توڑا۔ جے بی نے ریموٹ وہی میز پہ رکھتے دروازہ کھولا تو سامنے کھڑے حشمت کو دیکھ دلکشی سے مسکرایا۔

"افسوس ایک دن بھی نہ رہ پائے آپ میرے بغیر۔" حشمت نے اس کے چمکتے چہرے کو دیکھ خود میں بھینچ لیا۔

"کیسے ہیں بابا۔ اماں کیسی ہیں۔" بیلا کی پیشانی چومتے وہ وہی نزدیک صوفے پہ جگہ سنبھال گئے۔

"تھوڑی پریشان تھیں۔ عادت نہیں نا ہے آپ کے بغیر رہنے کی لیکن ہم ٹھیک کرلیں گے انہیں۔" وہ بیلا کے بال سہلاتے ہوئے محبت سے بولے۔ وہ دھیرے سے مسکرادی لیکن دل میں ایک ٹیس سی اٹھی تھی۔ جے بی نے دل میں حسرت لیے اس کا مسکراتا چہرہ دیکھا جو نجانے اسکی موجودگی میں اتنا الجھا الجھا کیوں رہتا تھا۔ کسی کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کر بیلا نے نگاہیں چرائی۔ چہرے پہ سرخی دوڑ گئی۔

"تمہارے دیکھنے سے وہ کنفیوز ہو رہی ہے۔" حشمت کی بات سن بیلا سٹپٹا گئی۔ دل ہی دل میں وہ اسے صلواتیں سنانا نہیں بھولی تھی۔ وہ لوگ کس قدر بے باک تھے۔

ہم کنفیوز تھوڑی کر رہے ہیں ہم تو محبت سے دیکھ رہے ہیں۔" جے بی کے جواب پہ بیلا کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ حشمت زیرِ لب مسکرائے۔

اور تمہارا محبت سے دیکھنا ہی اسے کنفیوز کر رہا ہے۔" حشمت نے اسے شرم دلانی چاہی لیکن وہ ڈھیلے ڈھالے سے انداز میں صوفے سے پشت ٹکائے بیٹھ گیا۔ بیلا ان سے ایکسکیوز کرتے کمرے کی جانب بڑھی۔ جے بی کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔

بس کرو وہ جا چکی ہے۔" حشمت نے مسکراہٹ دباتے اسے ڈپٹا۔ وہ چہرہ جھکائے ہنسا۔"

آپ کی موجودگی میں ہی ان کا مسکراتا چہرہ دیکھ رہا ہوں بابا۔ مجھ سے وہ نجانے کیوں الجھی الجھی رہتی ہیں۔ بلاوجہ بات نہیں کرتی لیکن میں سب ٹھیک کر لوں گا۔"وہ تسلی آمیز لہجے میں بولتے انہیں مسکرانے پہ مجبور کر گیا۔

دیوانے ہو تم پورے۔" حشمت کی بات پہ وہ آرزدگی سے مسکرایا اور ایک سنجیدہ نگاہ ان پہ ڈالی۔"

وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں بابا۔ اتنی اچھی لگتی ہے کہ میرا بس نہیں چلتا کہ میں بولے بغیر اس کی ہر خواہش پوری کر دوں۔ انہیں مسکراتا دیکھوں۔ ان کی آنکھ میں آنسو نہ آنے دوں۔ مجھے لگتا ہے جو مرد عورت کی آنکھوں میں آنسو لانے کا سبب بنے وہ مرد ہے ہی نہیں مگر وہ میری بدولت ہمیشہ روتی ہی

ہیں۔ میرا بس نہیں چلتا کہ ان پہ اپنا آپ وار دوں۔" حشمت کے لبوں پہ مسکراہٹ جیسے کسی نے نوچ لی۔ وہ سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے جو بیلا پہ سب کچھ لٹانے کو تیار بیٹھا تھا۔

"کیا ہے آخر اس میں۔ عام سی تو ہے وہ۔"

وہ عام نہیں ہے بابا۔ بہت خاص ہے بہت معتبر ہے۔ اتنی معتبر کہ میں زیادہ دیر ان کی آنکھوں میں" دیکھ نہیں سکتا۔ وہ مجھے کہتی ہیں کہ میری آنکھوں میں دیکھ کر بات کروں لیکن مجھ سے دیکھا ہی نہیں جاتا۔" وہ بے بسی سے ہنس دیا۔

جی چاہتا ہے کہ وہ بس کہتی جائے اور میں چہرہ جھکائے سنتا رہوں بس۔" اس نے صوفے پہ نیم دراز" ہوتے دھیرے سے آنکھیں موند لی۔ حشمت خاموش ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں بیلا بھی واپس لوٹ آئی تھی۔

یہ اماں کو دے دیجیے گا بابا۔ انہیں کہے گا کہ انکی فاطمہ ہمیشہ ان کے ساتھ ہے پاس ہے۔ بیلا اگر مر" بھی گئی لیکن وہ فاطمہ کو کبھی کچھ نہیں ہونے دے گی۔" اس نے دھیرے سے اپنے ہاتھ میں موجود پینڈنٹ حشمت کے ہاتھ میں دے دیا۔ حشمت نے جے بی کے چہرے پہ پھیلتی سنجیدگی کو بغور دیکھا تھا۔ ایک لمحے کیلیے انہیں بھی جے بی سے خوف محسوس ہوا۔ وہ یک ٹک بیلا کو دیکھ رہا تھا۔

میں آپ کیلیے چائے لاتی ہوں۔" جبران کی نگاہوں کا ارتکاز خود پہ محسوس کر اس سے پہلے کہ وہ اپنی" جگہ سے اٹھتی جے بی کے اٹھنے پہ وہ سانس روک گئی۔

گومی دس اونر میم۔" اس نے نرم گرم نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

تم بیٹھو میری بیٹی بنا لیتی ہے۔" حشمت نے اسے ٹوکا۔"

"میں ابھی بنا لاتا ہوں بابا۔"

میں بنا لیتی ہوں جبران خواہ مخواہ تمہیں زحمت ہو گی۔ بیلا نے گہرا سانس بھرتے کچن کی جانب جانا چاہا" لیکن وہ ہاتھ تھام کر اسے روک گیا۔

نو پرابلم سویٹ۔ لیٹ می ڈو دس۔" وہ محبت سے اس کا گال چھوتے کچن میں چلا گیا۔ بیلا اسکی چوری" پشت کو دیکھتی رہ گئی۔

بیٹھو۔" حشمت کی پکار پہ وہ ٹھٹھک کر ان کے ساتھ جگہ سنبھال گئی۔"

اسے اس گناہ کی سزا مت دو جو اس نے کیا ہی نہیں ہے۔" بیلا نے کرب سے آنکھیں موند لی۔"

بابا مجھے لگتا ہے کہ یہ ایک فریب ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ میں آنکھیں کھولوں گی تو یہ سب ختم ہو جائے گا۔ سب بدل جائے گا۔ مجھ جیسی عورت میں کسی کو کیا دکھ سکتا ہے بابا۔ میرے پاس کچھ بھی تو نہیں ہے۔ عزت بھی نہیں ہے یہ میری دوسری شادی ہے۔ اولاد میں دے نہیں سکتی۔ ایک مرد یہی تو چاہتا ہے عورت سے۔ وہ بہت اچھا ہے بابا۔ اسے کوئی بھی مل سکتی تھی پھر سب پہ میں ہی کیوں؟ دل میں ہمہ وقت ایک کھٹکا لگا رہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اس نے ہمیشہ مضبوط بیلا کو دیکھا ہے۔ میں کمزور ہوں بابا بہت کمزور ہوں کھوکھلا ہے میرا وجود۔ بظاہر مضبوط نظر آنے سے کوئی مضبوط نہیں ہو جاتا۔ جب دل میں ہی دراڑیں پڑی ہو تو کیا مضبوطی۔" لاؤنج میں دل کو چیر جانے والے لہجے کے ساتھ اسکی سسکیاں گونج رہی تھی۔ حشمت کے ساتھ ساتھ کچن کے دروازے پہ کھڑا جے بی بھی اس کے خیالات سنتے سن کھڑا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اپنے حواس بحال کرتے وہ ان کی جانب آیا اور خود کو ہشاش بشاش ظاہر کرتے حشمت کی جانب چائے بڑھائی تھی۔ تقریباً آدھا گھنٹہ مزید وہاں ٹھہرتے وہ ان دونوں کو آنے کا کہتے وہاں سے چلے گئے۔ ان کے جاتے ہی جے بی نے کچھ سوچ کر قدم اس کی جانب بڑھائے تھے جو آتش دان کے نزدیک بیٹھے چہرہ جھکائے بے دردی سے اپنے گالوں کو رگڑ رہی تھی۔

روکیوں رہی ہیں؟" بیلا نے تھم کر اپنا سرخ چہرہ اوپر اٹھایا۔ آنسو مزید شدت سے آنے لگے تھے۔"

بہت سی تکلیفیں ہیں میری زندگی میں۔"اس نے بھرائے لہجے میں بولتے اسکی بات کاٹی۔"

اور اس کی وجہ ضرور میں ہی ہونگا یعنی کے آپکا شوہر۔" بیلا کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے گال" پہ بہہ گیا۔جے بی نے نرمی سے ان آنسوؤں کو انگلیوں کے پوروں پہ چنا تھا۔

نہیں وہ تو شاید حل ہے ان تکلیفوں کا۔"اس نے کھوئی کھوئی کیفیت میں جواب دیا۔آواز نہایت ہلکی" تھی تبھی جے بی کی سماعتوں سے مخفی رہی۔۔جے بی کھسک کر اس کے نزدیک ہوا اور اس کے شانے کے گرد بازو حمائل کیا۔بیلا نے نگاہیں اٹھائیں تو سیدھا اس کی جھکی نگاہوں سے جا ٹکرائیں۔

آپکو ہنسنا پسند نہیں ہے کیا۔" وہ اب کی اس کی انگلیوں کی نرمی کو محسوس کرتے سوال کر رہا تھا۔"

نہیں۔"اس کا لٹھ مار جواب سن ہلکی سی مسکراہٹ جے بی کے لبوں پہ ابھر کر معدوم ہوئی۔"

مجھے تو بہت پسند ہے آپ کو ہنستے ہوئے دیکھنا ہنسے ذرا۔" بیلا جو یک ٹک اس کی جانب دیکھ رہی تھی" نا چاہتے ہوئے بھی دھیرے سے مسکرائی اور اسکی اسی مسکراہٹ کو دیکھتے جے بی نے اپنا دل مشکل سنبھالا تھا۔

دیکھیں تو میری زندگی مسکرا رہی ہے۔" اس نے عقیدت سے اس کے ہاتھ کی پشت پہ اپنے لب مس کیے۔ جے بی کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے اس کے ہاتھ پہ گرا تھا۔ وہ جیسے پتھر ہوئی۔ وہ اپنی محبت سے عزت سے اسے یہ بتا رہا تھا کہ ہر مرد ایک سا نہیں ہوتا۔

تم مجھے اتنی عزت مت دو۔ میں ایک بار پھر مغرور ہونے سے ڈرتی ہوں۔" وہ روتے روتے ہنسی۔"

دھوپ نکلی ہے بارشوں کے بعد

وہ ابھی رو کے مسکرائے ہیں

(انجم لدھیانوری)

جے بی کی بات پہ اسکی پلکیں لرز کر سجدہ ریز ہوئی۔

اپنے خیال رکھا کریں۔" وہ مسکرا کر بولتے اپنی جگہ سے اٹھا اور کچن کی جانب بڑھا۔ بیلا نے سنجیدگی" سے اس کی پشت کو نگاہوں سے اوجھل ہوتے دیکھا۔ پہلے کبھی کسی نے اتنی التفات دکھائی ہی نہیں اور اب جب کوئی دکھا رہا ہے تو اسے شاید راس نہیں آ رہی تھی۔ اس نے اپنی پیشانی مسلتے دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپالیا۔

****

وقت کا کام ہے گزرتے چلے جانا اور وہ پر لگا کر اڑتا چلا جاتا ہے۔ بیلا اور جے بی کو بھی اپنے فلیٹ پہ شفٹ ہوئے ایک ہفتے سے زیادہ بیت چکا تھا۔ ان کی غیر موجودگی کی بدولت غازی کیلیے وقت نکالنا مزید مشکل ہو گیا تھا مگر پھر بھی فانیہ کی ناراضگی کے خوف سے وہ آج اسے لیے مال آ گیا تھا۔ آج کتنے عرصے بعد آئزل کو یوں گھر بابا کے پاس چھوڑ کر وہ دونوں باہر شاپنگ کو نکلے تھے۔

تمہارے کہنے پہ میں نے آئزل کو گھر چھوڑا ہے۔ ویسے پہلی ماں دیکھی ہے دنیا میں جو اپنی ہی اولاد سے جلتی ہے۔" غازی نے اس کی حالت سے حظ اٹھایا لیکن وہ بھی لاپرواہی سے شانے اچکا گئی۔

تو اور اگر ابھی یہاں ہوتی تو آپ نے مجھے منہ بھی نہیں لگانا تھا۔" وہ چیخ کر بولتی سر جھٹک گئی۔"

پبلک میں منہ لگایا جا بھی نہیں سکتا تمہیں۔" فانیہ بدک کر گاڑی کے دروازے سے جا لگی۔ غازی نے" مسکراتے ہوئے مال کی حدود میں داخل ہوتے ہی بریک لگائی اور اسے لیتے اندر کی جانب بڑھا۔

آپ کے برابر آنے کیلیے یہ ہیل پہن تو لی ہے لیکن اب لگ رہا ہے کہ یہ دغا دینے والی ہے۔" اس نے" جھک کر غازی کی سماعتوں میں سرگوشی کی۔ غازی نے گھور کر اسے دیکھا تو وہ میسنے پن سے مسکرا دی۔

کس نے کہا تھا کہ ہیلز پہن کر آؤ۔ مال میں کون ایسی حرکتیں کرتا ہے فانیہ۔" غازی نے اپنی عادت" کے مطابق اسے لتاڑنا شروع کر دیا۔ فانیہ نے تڑخ کر اسے دیکھا۔

اب آپ سب کے سامنے تو مت کریں ایسا۔ نہیں دیں گی یہ مجھے دھوکہ۔ میری پسندیدہ ہیلز ہیں" یہ۔" اس نے جیسے اس سے زیادہ خود کو تسلی دیتے ہیلز کو پچکارنا چاہا۔ ابھی دو قدم ہی مزید چلی تھی کہ ایک جھٹکے سے وہ لڑکھڑائی۔ اس نے خوف سے آنکھیں میچی اور ڈرتے ڈرتے جونہی پیروں کی جانب دیکھا چہرہ پھیکا پڑ گیا کیونکہ ہیلز ٹوٹ چکی تھی۔ وہیں سے ہوتے ہوئے اس کی نگاہ غازی کی جانب اٹھی۔ وہ دونوں سینے پہ باندھے انتہائی فرصت سے اس کا ہی جائزہ لے رہا تھا۔

ایک بار پھر آپ کا کہا جھوٹ ثابت ہوا محترمہ۔" اس نے طنز کیا۔ فانیہ کا دل جل کر راکھ ہو گیا۔ اس" نے جھک کر اپنی ہیلز اٹھائی معاً اس کی نگاہ دائیں جانب اٹھی۔ چہرے کے تاثرات فوراً سے پیشتر بدلے۔ چہرے پہ کرختگی سمٹ آئی۔

کیا مسئلہ ہے کیوں گھور رہی ہو۔ نکلو یہاں سے ورنہ آنکھیں نوچ لوں گی تمہاری۔" وہ پھاڑ کھانے" والے انداز میں بولتی اس سے قبل ہیلز اس کی جانب اچھالتی غازی نے بوکھلا کر بروقت اسے قابو کیا تھا۔ وہ کسمسا کر رہ گئی۔

اس کا کیا قصور بھلا۔ قصور تو سارا میری خوبصورتی کا ہے۔ اب لڑکیاں خوبصورت لڑکوں کے پیچھے" بھاگتی ہیں۔" فانیہ نے کاٹ دار نگاہیں اس کی ماسک میں سے دکھائی دیتی آنکھوں میں گاڑھی۔

پھر تو آپ نے یہ بھی سن رکھا ہو گا کہ لڑکے بھی خوبصورت لڑکیوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔" وہ بھی" دل جلانے والے انداز میں بولی۔ غازی اسے دیکھ کر یوں مسکرایا جیسے کسی بچے کی بات پہ مسکرایا جاتا ہے۔

شکر ہے تم خوبصورت نہیں ہو۔ اصل پریشانی تو میری ہے۔" اس کے جواب پہ ہمیشہ کی طرح فانیہ کا" تن بدن جل کر راکھ ہو گیا۔ غازی نے اس کے خفا خفا چہرے کو نگاہوں میں بساتے اس کے ہاتھ سے ہیلز لی اور اسے ایک بینچ پہ بٹھاتے اپنے شوز اسے پہنائے تھے حالانکہ وہ اسے سائز بھی خاصے بڑے تھے۔ اگلے ہی لمحے غازی نے اسے اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا تھا۔

"آپ کیسے۔"

میں یہی سے خرید لیتا ہوں۔ تمہیں ننگے پیر چلتے مشکل ہوتی اور اب جو بھی میری جانب دیکھے گا اسے" معلوم ہو جائے گا کہ میری زندگی میرے پہلو میں موجود ہے۔ کسی دوسرے شخص کی گنجائش نہیں بچتی۔" وہ اس کی گھمبیر سرگوشی پہ اترائی۔

"محبت کرتے ہیں نا مجھ سے۔"

اب ایک شخص اپنی بیوی کے جوتے ہاتھ میں تھامے ننگے پیر مال میں چل رہا ہے حالانکہ اس کے" پیروں کی سکن بھی خراب ہونے کا خدشہ ہے یہ نفرت تو کم از کم نہیں ہو سکتی۔"فانیہ نے محبت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا۔

آپ کو غصہ تو بہت آ رہا ہو گا مجھ پہ۔"وہ بے آواز ہنسا۔"

تم غصے میں رہنے کہاں دیتی ہو۔ تمہاری یہ صورت دیکھ صرف پیار ہی آ سکتا ہے۔"وہ اس کا گال کھینچتے" ہوئے الفت بھرے لہجے میں بولا۔ فانیہ جھینپ کر اس کے قدموں کے ساتھ قدم ملانے لگی۔

****

تم آئے دن مجھے ساتھ لیے گھر سے نکل پڑتے ہو۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم سے بڑا ویلا اس دنیا میں" کوئی نہیں ہے۔" بیلا نے تندہی سے اسے جتایا۔ یہ کوئی چوتھا روز تھا اور وہ باقاعدگی سے اسے پورا برازیل گھما رہا تھا۔ اب تو وہ ٹھیک ٹھاک قسم کا اکتا چکی تھی۔ مال کے نزدیک گاڑی روکتے ہی وہ گاڑی سے اترا اور اس کی جانب آتے دروازہ کھولا تھا۔ بیلا گہرا سانس بھرتے نیچے اتر آئی۔

کسی نے مجھے کہا تھا کہ میں ان کے بھائی کے ٹکڑوں پہ پلتا ہوں۔ سوچا ثابت کر دوں۔" بیلا کا منہ اس کے ڈھیٹ پنے پہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ کیسے اس نے بیلا سے متعلق ایک ایک بات یاد رکھی ہوئی تھی۔ کچھ بھولتا بھی تھا یا نہیں۔ وہ خواہ مخواہ شرمندہ سی ہو گئی۔

اب یہاں سے کیا لینا ہے۔ اتنا کچھ تو تم مجھے دلوا چکے ہو۔ اب مزید کسی چیز کی گنجائش نہیں ہے" جبران۔" بیلا اس سے پہلے کہ جھنجھلا کر دوبارہ گاڑی میں بیٹھتی جبران نے اس کی کلائی تھام لی اور زبردستی اسے لیتے مال کا داخلی دروازہ عبور کر گیا۔ اگلے ہی لمحے نجانے کیا سوچ کر جبران کی نگاہیں گلاس ڈور کی جانب اٹھی جہاں سے ایک بچہ میلے کپڑوں میں ملبوس ہر چیز کو نظر گھما گھما کر دیکھ رہا تھا۔ اس کا یوں رکنا بیلا نے شدت سے محسوس کیا تھا۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں دیکھتے وہ بے تحاشہ ٹھٹھکی۔

کیا دیکھ رہے ہو۔" بیلا نے اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ ہلایا۔ وہ چونک کر یہاں وہاں نگاہیں" دوڑانے لگا۔

ٹھیک ہی کہتے ہیں سب کو سب کچھ نہیں ملتا۔" بیلا نے ایک نظر پھر اس بچے کو دیکھا۔"

لیکن جو ملتا ہے وہ کسی سے کم نہیں ہوتا۔ جیسے مجھے رب مل گیا ہدایت مل گئی سکون مل گیا مطلب سب مل گیا۔" جے بی اس کے طویل جواب پہ گہرا سانس بھرتے ہولے سے مسکرایا۔ وہ اسکی ایسی باتوں کا جواب یونہی الجھا ہوا دیا کرتی تھی۔ اس نے سر جھٹکتے قدم زینوں کی جانب بڑھائے۔

" ویسے یہ بچہ یہاں چوری کی نیت سے آیا تھا۔" بیلا کے تجزیے پہ جے بی کی آنکھیں چمک اٹھی۔

" آپ کو کیسے معلوم۔" وہ اس کے درست اندازے پہ زیر لب مسکرایا۔ مطلب ابھی بھی اس میں پرانی بیلا باقی تھی۔

" لوگوں کی شکل دیکھ کر ہی مجھے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کیا ہے اور ان کی نیت کیا ہے۔" وہ اس کے ساتھ چلتے ہوئے بول رہی تھی۔ جے بی نے سراہتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

" اب یہ مت کہیے گا کہ میری صورت دیکھ کر بھی یہی اندازہ ہوا تھا آپکو۔" جے بی کی بات پہ بیلا کی دھڑکن ایک لمحے کو رکی تھی۔ اسے پہلی بار دیکھ کر تو وہ اس کے دل کا حال جان گئی تھی لیکن جان کر انجان بن جانا بھی اسے خوب آتا تھا کیونکہ وہ اپنے دل میں اس کیلیے کبھی کچھ ایسا محسوس ہی نہیں کر پائی تھی۔ جے بی کے گلا کھنکھارنے پہ وہ گھبرا کر نگاہوں کا زاویہ بدل گئی لیکن زاویہ بدلتے ہی اس

کے چہرے پہ پھیلنے والی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔ جے بی نے اس کی مسکراہٹ کو بہت حسرت سے دیکھا تھا۔ وہ پوری دنیا کو دیکھ کر مسکراتی تھی ماسوائے جبران کے۔

"یہ مومی اور فانی ہیں نا۔" بیلا کی بات پہ اس نے ناسمجھی کی کیفیت میں اس جانب دیکھا لیکن اس کی توجہ سب سے پہلے غازی کے ہاتھ میں موجود ہیلز نے مبذول کروائی تھی۔

"ویسے یہ امید تو نہ تھی آپ سے بھائی کہ دنیا کا سب سے بڑا سیریل کلر جس کے نام سے لوگ ڈرتے ہیں وہ یوں چہرہ چھپا کر ہاتھ میں بیوی کی جوتی لیے پھر رہا ہو گا۔ چچ چچ۔" جے بی کی کھنکھتی آواز پہ غازی بے یقینی کی کیفیت میں مڑا لیکن اتنے دنوں بعد اسے روبرو دیکھ وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتے سینے میں بھینچ گیا۔

"جو بھی ہے تم سے بڑا زن مرید ابھی تک نہیں بن پایا میں جو بیوی کے گھٹنے سے ہی لگے بیٹھا ہے۔" غازی نے تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا بیلا کے کراہنے پہ وہ بے تابی سے اس کی جانب بڑھا جو اپنا بازو سہلا رہی تھی۔ کوئی بے دردی سے اسے ٹکر مار کر گزرا تھا۔ اس نے مڑ کر دیکھا وہ شخص جو بھی تھا وہی کھڑا اپنا پلک جھپکائے بیلا کو گھور رہا تھا۔ جے بی کے چہرے کے عضلات تن گئے۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہوئیں۔

میں ابھی آیا۔ خیال کیجیے گا اپنا آپ۔" وہ غازی اور فانیہ کی پرواہ کیے بغیر اس کی پیشانی کو چھوتے باہر کی جانب بڑھا۔ بیلا نے دل میں جی بھر کر اسکو کوسا۔ بھلا کیا ضرورت تھی اس بیہودگی کی۔ وہ ان سب سوچوں کو ذہن سے جھٹکتے فانیہ کے ساتھ ایک سوٹ کو نہایت پرشوق نگاہوں سے دیکھ رہی تھی جبھی اسکی واپسی ہوئی تھی۔ چہرے پہ گزری کسی بات کا حوالہ نہیں تھا۔ وہی ازلی نرمی عود آئی تھی جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

"یہ رنگ اچھا لگے گا آپ پہ۔" وہ اس کے عقب سے جھانکتے سنجیدگی سے بولا۔ بیلا نے گردن ترچھی کی اور ناراضگی سے دوبارہ موڑ لی۔

"نجانے کتنے رنگ تم مجھے یہی بات بول کر دلوا چکے ہو۔" اس کے شکوے پہ وہ بے آواز ہنسا۔

"مطلب آپ پھر نہیں خرید رہیں۔"

"ہاں خرید لیتی ہوں لیکن بس تمہاری خوشی کی خاطر۔" اب کی بار اس کی ہنسی کی آواز قدرے اونچی تھی۔ غازی اور فانیہ نے چونک کر اس کا ہنستا چہرہ دیکھا اور پرسکون ہوتے مسکرا دیے۔ اس شخص کی ایک ہنسی دیکھنے کی خاطر انہوں نے بہت لمبا عرصہ انتظار کیا تھا۔

****

مومی کا فون ہے۔" مسلسل بجتے فون سے تنگ آکر اس نے میگزین بند کیا اور آئینے کے سامنے کھڑے جے بی کو مخاطب کیا جو اپنے بالوں کو سنوار رہا تھا۔

"ہاں سپیکر پہ کر دیں ذرا۔" اس نے مڑے بغیر جواب دیا۔ بیلا نے اس کا موبائل ہاتھ میں لیتے فون سپیکر پہ ڈال دیا۔

"آج تمہاری بدولت مجھے بہت خوار ہونا پڑا ہے جبران۔ تم نے کیا حال کر دیا اس شخص کا۔ وہ تو پہچان میں ہی نہیں آرہا۔" بیلا ہاتھ میں میگزین تھامے منجمد ہو گئی۔ اس سے قبل کہ وہ بیڈ پہ رکھا فون جھپٹتا بیلا نے جھٹ سے فون اچکتے ہاتھ میں تھام لیا اور بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا جو اب اپنے بالوں کو کھجا رہا تھا۔

"اس شخص کو تمہاری شکل بلکل یاد تھی۔ پولیس نے تمہارا سکیچ تیار کروایا ہے۔ بہت مشکلوں سے اس جھنجھٹ سے تمہیں بچایا ہے۔ کیا ضرورت تھی بلاوجہ اس کا یہ حال کرنے کی۔"

"مومی جبران تمہیں دوبارہ فون کرلے گا۔" اس نے سپاٹ لب و لہجے میں بولتے لائن منقطع کر دی۔ کئی لمحے دونوں کے درمیان خاموشی حائل رہی اگلے ہی پل اس نے ایک بار پھر بے یقین

نگاہوں سے جے بی کو دیکھا جو صوفے پہ بیٹھا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو آپس میں پیوست کرتے اپنا سر گرا چکا تھا۔ وہ تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچی۔

تم نے اس آدمی کو اتنا مارا کہ وہ ہسپتال پہنچ گیا۔" آواز پہ ہلکی ہلکی لغزش تھی۔"

میں نے کچھ نہیں کیا یہ سب آپکا قصور ہے۔" بیلا کا منہ اس کی بات پہ آخری حد تک کھل" گیا۔ آنکھوں میں الجھن رقم ہوئی۔

میرا۔ میرا قصور اس سب میں کہاں نکلتا ہے میں نے تو اسے دیکھا ہی پہلی بار ہے۔" وہ تنک کر" بولی۔ ایک تو غلطی خود کی اور سزا اور وہ اسے ٹھہرا رہا تھا۔

وہ آپ کی طرف نہ آنکھ اٹھاتا تو میں اسے اس دنیا سے نہ اٹھاتا۔ اس نے آنکھ اٹھالی پھر اس کا بھی تو" جنازہ اٹھنا بنتا تھا نا۔" اب کی بار اسکا لہجہ نہایت بے رحم اور سفاک تھا۔ اسکی آنکھوں کے سرخ ڈورے دیکھ بیلا کا دل بیٹھ گیا۔ وہ اس لمحے اسے جبران بلکل نہیں لگا تھا۔

جبران تم ایسے تو نہیں تھے۔" اس نے میگزین پہ اپنی گرفت سخت کرلی۔"

ہاں آپ کے معاملے میں ایسا نہیں ہوں میں لیکن آپ سے جڑے ہر معاملے میں وحشی ہوں" میں۔" وہ اس کی بات کاٹتے سرد لہجے میں اسے باور کروا رہا تھا۔ بیلا کئی ثانیے اسے یونہی دیکھتی رہی۔ اگلے ہی لمحے وہ طیش کے عالم میں میگزین وہی پٹختے کمرے سے نکل گئی۔ وہ بے بسی کے عالم میں ہاتھ پہ ہاتھ مار کر رہ گیا۔ کچھ دیر بعد خود کو پرسکون کرتے وہ باہر لاؤنج میں آیا جہاں صوفے پہ بیٹھی وہ گھٹنوں میں سر دیے نجانے کن سوچوں میں گم تھی۔

"بیلا۔"

ڈونٹ کال مائی نیم۔" وہ کھردرے لہجے میں بولتی اسے ٹھٹھکا گئی۔"

لیکن مجھے میرا قصور بھی تو بتائیں۔" وہ کھسک کر اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ بیلا نے ناگواری سے اسے" دیکھا۔

سوری۔" اس نے اپنی گردن سہلاتے شرمندہ ہونے کی ایک ناکام سی کوشش کی۔"

"میری قسم کھاؤ تم آئندہ ایسا کچھ نہیں کرو گے۔"

سو دا بھاری تو بہت پڑ رہا ہے لیکن مجھے میری قسم کہ میں آئندہ ایسا کچھ نہیں کروں گا۔" بیلا نے اسے افسوس سے دیکھا۔

"لیکن میں نے اپنی قسم۔"

"اچھا یہ سب چھوڑیں چلیں ہم ڈنر کرتے ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے ڈائننگ کی جانب بڑھا اور کرسی کھینچ کر اسے بٹھاتے اسے کھانا سرو کرنے لگا۔ بیلا نے بمشکل آنسوؤں کو اندر اتارا اور یونہی پلیٹ میں چمچ چلانے لگی۔ اس دوران اس کی نگاہوں کا ارتکاز وہ خود پہ بخوبی محسوس کر سکتی تھی۔ اس نے کئی بار ایسا محسوس کیا تھا کہ وہ اسے بنا پلک جھپکائے دیکھتا ہے لیکن جیسے ہی وہ نگاہ اٹھاتی تھی وہ نگاہیں جھکا لیتا تھا۔

"تم بھی لو نا یا مجھے ہی دیکھتے رہو گے بس۔" اس نے یونہی کھانا کھاتے مصروف سے انداز میں اس کے دیکھنے پہ چوٹ کی۔ مقصد اسے جتانا تھا کہ وہ بنا دیکھے بھی جان چکی ہے کہ اس کی نگاہیں اسی پہ ٹکی ہیں۔

"فلحال مجھے آپ کو دیکھنے کے علاوہ کوئی کام اچھا نہیں لگ رہا۔" وہ نہایت فرصت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کھانا کھاؤ چپ کر کے۔" اب کی بار وہ غصے سے بولی۔ جے بی زیرِ لب مسکرایا۔

"دل نہیں ہے میرا۔"

زندگی میں پہلی بار۔ پہلی بار کچن میں خوار ہو کر میں نے تمہارے لیے یہ کھانا تیار کیا ہے اور تم بول" رہے ہو کہ تمہیں بھوک نہیں ہے۔" اب کی بار اس کے نظر اٹھا کر بولنے پہ جے بی نے بغیر کوئی بحث کیے خاموشی سے پلیٹ میں سالن نکالا تھا۔ اب اسکی نگاہیں اٹھتے ہی جے بی کی نگاہیں دوبارہ جھک چکی تھی۔ آنکھوں کے اس کھیل سے بیلا ٹھیک ٹھاک قسم کا عاجز آ گئی۔

میں اتنا سا کچھ کہ دوں تو تم فرمانبر دار بن جاتے ہو۔ پہلے ہی کیوں نہیں وہ کام کر لیتے۔" وہ جھنجھلا کر" بولی۔ جے بی کے لبوں کی تراش پہ بڑی ہی خوبصورت مسکراہٹ پھیلی تھی۔

آپ کا یوں مجھ پہ حق جتانا اچھا لگتا ہے مجھے۔" بیلا اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔ نجانے یہ شخص محبت کے کون" سے دیوان رقم کرنا چاہتا تھا۔

تم کوئی عام انسان نہیں ہو تم پاگل ہو پاگل۔" وہ اپنی کرسی کھسکاتے سنک کی جانب بڑھی۔"

اور اسی پاگل نے آپ کی قبر پہ پورے چار سال بنا کسی ناغے کے پھول چڑھائے ہیں۔" اب کی بار" جہاں اس کے قدم تھمے وہی لبوں پہ قفل لگ گیا۔ وہ سنک کے کناروں پہ دونوں ہاتھ جماتے وہی کھڑی رہ گئی۔ اس نے مڑ کر جے بی کو دیکھا جو دونوں ہاتھوں کو مسلتے شاید ان کی کپکپاہٹ پہ قابو پانے کی

کوششوں میں تھا۔اس نے نزدیک آتے ٹھوڑی کی مدد سے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔اسکی آنکھوں میں نمی کی لکیر ابھری ہوئی تھی۔وہ شخص اس کا کچھ نہ ہو کر بھی بہت کچھ ہونے کا دعویدار تھا۔بیلا اس شخص پہ یقین کرنا چاہتی تھی لیکن۔۔

یہ سچ میں آپ ہی ہیں یا پھر ہمیشہ کی طرح آپ کا تصور۔"اس کے لب بے آواز ہلے۔"

"کیا تمہیں کبھی بھی مجھ پہ غصہ نہیں آتا یہ سب سوچ کر۔"

نہیں مجھے تو آپ کو دیکھ کر ہمیشہ پیار ہی آتا ہے۔ایک عقیدت سی محسوس ہوتی ہے۔"وہ آنکھوں" میں نمی لیے دھیرے سے مسکرایا۔

کس نے کہا دعا میں طاقت نہیں ہوتی۔دیکھیں میری دعاؤں کا ہی اثر ہے کہ آپ کو لکھ دیا اس نے "
"میرے حق میں۔

بیلا نے نچلا لب دانتوں تلے دباتے بمشکل اپنی سسکی کا گلا گھونٹا۔اگلے ہی لمحے وہ کچن سے باہر نکل گئی۔جے بی نے اٹھ کر اپنے لیے کافی اور اس کیلیے چائے تیار کی اور کمرے میں چلا آیا۔وہ کمرے میں موجود نہیں تھی۔اس کے ٹیرس میں ہونے کا یقین ہوتے ہی وہ ٹرے لیے وہی چلا آیا۔اس کی آہٹ محسوس کر وہ ٹانگوں کو مزید پھیلا کر صوفے پہ نیم دراز ہوگئی۔واضح اسے جتانا تھا کہ یہاں اس کیلیے کوئی

جگہ نہیں۔ جے بی کی نگاہیں اس کے سرخ و سفید پیروں پہ جم کر رہ گئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے اس کے پیروں کو تھامتے صوفے پہ جگہ سنبھالی اور اس کے پیروں کو اپنی گود میں رکھ لیا۔ اس کے لمس پہ بیلا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔ اس نے اپنے پیر واپس کھینچنے چاہے لیکن جے بی نے وارن کرتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

"اپنے پیروں میں سوکس پہنا کریں آپ۔" اس کی فرمائش پہ بیلا کے وجود میں چیونٹیاں رینگنے لگی۔ وہ اب اس کے پیروں کو دیکھ اس سے بات کر رہا تھا۔ اس نے کافی کا مگ اٹھاتے اسکی جانب بڑھایا واضح اشارہ تھا کہ پہلا گھونٹ وہ لے گی۔ بیلا نے ناراضگی کے باوجود اس کے مگ میں سے ایک چسکی بھری۔

"ویسے آپ پہلے سے زیادہ حسین ہوگئی ہیں یا پھر یہ میری نگاہ کا کمال ہے۔" جے بی کے سوال پہ اس کی پلکیں لرز کر سرخ عارض پہ سجدہ ریز ہوئی۔

"محبت کرنے والے کی نظر ایسی ہی ہوتی ہے۔" اس کے جواب پہ جے بی نے لبوں کو آپس میں پیوست کرتے مسکراہٹ کو ضبط کیا اور گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر اسے جانب کھینچا اور اسے اپنے حصار میں لیتے آنکھوں کو موند کر جیسے خود کو سکون پہنچایا۔

اسے بیلا کی محبت کی خواہش نہ آج محسوس ہوئی تھی نہ پہلے تھی ہاں وہ اس سے محبت کرتا تھا اور بے حد کرتا تھا اور یہ اس کیلیے بہت تھا۔ بیلا ابھی تک اس کی جرأت پہ ششدر تھی۔ کیا تھا آخر وہ لڑکا؟

"میری خوشی میرے سکون کی خاطر ہی مسکرا دیا کریں۔" اس نے انگلیوں کے پوروں سے اس کے سنہری بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔ دوسرے ہاتھ میں بیلا کا ہاتھ مقید تھا۔ اس نے چھڑوانا چاہا لیکن جے بی نے گرفت محسوس کر لی۔

"یہ ہاتھ صرف میرے ہاتھوں کیلیے ہی بنے ہیں۔" جبران نے اسکی کنپٹی سے ماتھا ٹکاتے سرگوشی کی۔

"ہاتھ چھوڑ دو میرا جبران۔ یہ ہوا اڑا نہیں جائے گی مجھے۔" وہ اچھی خاصی بولڈ لڑکی تھی لیکن فلحال اس کی قربت پہ منمنائی۔

"کوئی بھروسہ ہے کیا اس ہوا کا۔ ویسے بھی چار سال بعد ملی ہیں اب کہی نہیں جانے دوں گا۔" اس نے اس کی پیشانی پہ محبت کے پھول کھلائے۔

"جانتے ہو اسکی زندگی میں میرے لیے کوئی جگہ نہیں تھی۔ تم مجھے خوبصورت کہتے ہو وہ مجھے بدصورت کہتا تھا۔" نجانے کیوں وہ جبران کو خود سے متنفر کرنا چاہتی تھی۔ جے بی نے اذیت سے آنکھیں میچی۔ اب اپنے محبوب سے کسی اور کا ذکر بھی سننا تھا۔

اور میری زندگی میں آپ کے علاوہ کسی کیلیے کوئی جگہ نہیں ہے۔میں نے اپنے دل میں آپ کے علاوہ" کسی کو بسیرا کرنے کی اجازت ہی نہیں دی میم۔"وہ گال اس کے سر پہ ٹکا کر بولتے بات ختم کر گیا۔

سنا ہے لوگ اسے آنکھ بھر کے دیکھتے ہیں

سو اس کے شہر میں کچھ دن ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے ربط ہے اس کو خراب حالوں سے

سو اپنے آپ کو برباد کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے درد کی گاہک ہے چشم ناز اس کی

سو ہم بھی اس کی گلی سے گزر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کو بھی ہے شعر و شاعری سے شغف

سو ہم بھی معجزے اپنے ہنر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے بولے تو باتوں سے پھول جھڑتے ہیں

یہ بات ہے تو چلو بات کر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے رات اسے چاند تکتا رہتا ہے

ستارے بام فلک سے اتر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے دن کو اسے تتلیاں ستاتی ہیں

سنا ہے رات کو جگنو ٹھہر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے حشر ہیں اس کی غزال سی آنکھیں

سنا ہے اس کو ہرن دشت بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے رات سے بڑھ کر ہیں کاکلیں اس کی

سنا ہے شام کو سائے گزر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کی سیہ چشمگی قیامت ہے

سو اس کو سرمہ فروش آہ بھر کے دیکھتے ہیں

سنا ہے اس کے لبوں سے گلاب جلتے ہیں

سو ہم بہار پہ الزام دھر کے دیکھتے ہیں

رکے تو گردشیں اس کا طواف کرتی ہیں

چلے تو اس کو زمانے ٹھہر کے دیکھتے ہیں

کسے نصیب کہ بے پیرہن اسے دیکھے

کبھی کبھی درودیوار گھر کے دیکھتے ہیں

کہانیاں ہی سہی سب مبالغے ہی سہی

اگر وہ خواب ہے تعبیر کر کے دیکھتے ہیں

اب اس کے شہر میں ٹھہریں کہ کوچ کر جائیں

فراز آؤ ستارے سفر کے دیکھتے ہیں

بیلا اس کی دلکش لب و لہجے پہ نا چاہتے ہوئے بھی ٹھہر سی گئی۔ بولتے بولتے اس کے لب بیلا کے کان سے مس ہو رہے تھے۔

* * * * * * * * * * * * * * * * * *

کمرے میں دو نفوس کی موجودگی کے باوجود بھی خاموشی کا راج تھا۔ وہ کافی دیر سے خاموش بیٹھی اس کی حرکات و سکنات کا جائزہ لے رہی تھی جو الماری کے اوپر سے سوٹ کیس اتار کے اس میں اپنے کپڑے ڈال رہا تھا۔ بیلا نے نچلا لب دانتوں تلے دباتے اسے کچل ڈالا۔ انگلیوں کی توڑ مروڑ بھی جاری تھی۔ وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن خود میں ہمت مجتمع نہیں کر پا رہی تھی۔ ایکدم کچھ سوچ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور چھوٹے چھوٹے قدم اسکی جانب بڑھانے لگی۔ ان کے نکاح کو دو ہفتے بیت چکے تھے پھر بھی ابھی تک وہ ایک دوسرے سے بہت دور تھے۔ ایک خلاء تھا جو پر ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

تم کہی جا رہے ہو کیا۔" اس نے ہمت کرتے اسے مخاطب کیا۔ جے بی کے حرکت کرتے ہاتھ تھمے۔ وہ" چونک کر اسکی طرف متوجہ ہوا۔

جی کچھ دنوں کیلیے جا رہا ہوں تھائی لینڈ۔ آپ کو بابا کی طرف چھوڑ دوں گا۔" اس نے مسکرا کر جواب" دیا اور بیگ زمین پہ رکھا۔ بیلا نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔

کوئی خاص وجہ۔ میرا مطلب کل رات تک تو ایسا کوئی پلان نہیں تھا تو پھر اچانک سے کیسے۔" وہ" چہرے پہ نا قابل فہم تاثرات سجائے گویا ہوئی۔ دل میں دھکم پیل جاری تھی۔

نہیں کوئی خاص تو نہیں لیکن۔۔" وہ رکا تو بیلا کا دل بھی رکا۔ نجانے اب وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا۔"

میں آپ کو کچھ وقت دینا چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں آپ میرے ساتھ کمفرٹیبل محسوس نہیں کرتی" میں آپ سے دور چلا جاتا ہوں کچھ دنوں کیلیے تاکہ آپ کچھ دنوں کیلیے پر سکون ہو جائیں۔" بیلا نے اسے دیکھا۔ وہ بلکل سنجیدہ تھا۔ چہرے پہ مذاق کا شائبہ تک نہیں تھا۔

تم سچ کہ رہے ہو۔" وہ ابھی تک بے یقین تھی۔ جے بی ہولے سے مسکرایا۔ اسکا پریشان ہونا وہ" محسوس تو کر چکا تھا لیکن یہ اس کیلیے حیران کن بھی تھا۔ وہ فالوقت خود کو کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا تھا تبھی سر جھٹک گیا۔

ارے آپ تو میرے جانے کی خبر سن کر ہی کافی ریلیکس فیل کر رہی ہیں جب چلا جاؤں گا تو کیسا" محسوس کریں گی۔" وہ اس کی حالت سے بے پرواہ بس اپنی ہی ہانک رہا تھا۔

کتنے دنوں کیلیے جا رہے ہو۔" وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولی۔ دل یکدم ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔"

بس کوئی دس دنوں کیلیے۔" بیلا کا دل دھک سے رہ گیا۔ آنکھوں میں دھند سی اترنے لگی۔"

تم سچ میں جا رہے ہو۔" لہجہ بھیگا تھا لیکن اس نے محسوس نہیں ہونے دیا۔"

آپ فریش ہو جائیں اور جو ضروری سامان ہے وہ لے لیں۔ بابا کی طرف چھوڑوں گا آپکو۔" وہ مسکرا کر بولتے کمرے سے نکل گیا۔ بیلا گرنے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی۔ کچھ ساعتوں بعد وقت کا خیال کرتے وہ واشروم میں گھس گئی۔ اگلے آدھے گھنٹے میں ناشتے سے فارغ ہوتے ہی وہ دونوں بنگلو کی جانب نکل پڑے تھے۔ وہ آج چپ چپ سا تھا اور ایسا کیوں تھا۔ بیلا کا دل اس کی خاموشی پہ مچل اٹھا۔ پورچ میں گاڑی رکتے ہی تمام گارڈز الرٹ ہوئے اور سر جھکا کر اسے سلام کیا۔ وہ مسکرا کر اسے اندر چلنے کا اشارہ کرتے خود اس کے عقب میں چلنے لگا۔ ان کی یوں اچانک آمد پہ وہاں موجود ہر افراد کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ ایک لمحے کیلیے تو جانم بی کو دیکھتے بیلا بھی سب باتیں بھلا بیٹھی۔ انہوں نے بہت محبت سے اسے اپنی آغوش میں لیا تھا۔ ان کا ممتا بھرا لمس بیلا کو رونے پہ مجبور کر گیا۔ جہاں سب اس کے یوں رونے پہ بوکھلائے وہی جے بی نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ اسکی نگاہیں اندر تک اتر جانے والی تھی۔

"وہ شاید کافی دنوں بعد ملی ہوں تو۔" اس نے بات ادھوری چھوڑ کر اپنا چہرہ صاف کیا اور مسکرا کر سب کو تسلی دی۔

آج جے بی بھائی نے کوئی بروقت رد عمل نہیں دکھایا خیر تو تھی نا۔ کہیں تعویز کی ضرورت تو نہیں پڑ گئی" محبوب آپ کے قدموں میں والے۔" فانیہ کے شرارت آمیز لہجے پہ جے بی جو آئزل سے باتوں میں مصروف تھا بیلا کو دیکھنے لگا۔ وہ بھی اسی کو دیکھ رہی تھی۔

تعویز کی کیا ضرورت ان کی آنکھیں کافی ہیں مجھ پہ جادو کرنے کیلیے۔ یہ ایک نگاہ اٹھی اور یہی ہم ان کے اسیر ہو گئے۔" اس کے جواب نے جہاں بیلا کے چہرے پہ سرخی بکھیری وہی فانیہ نے تالیاں بجاتے زور و شور سے اس کو سراہا۔ اپنی ماں کو دیکھ آئزل نے بھی تالیاں بجائی تھی۔ جے بی نے اس کی معصوم ادا پہ مسرور ہوتے اس کے دونوں ہاتھوں کو چوم لیا۔ بیلا کے دل میں اس منظر کو دیکھ ایک ٹیس سی اٹھی۔ دل میں جیسے دھواں سا بھرنے لگا تھا۔ اپنی کم مائیگی کا احساس شدت سے ہوا۔

بہت پیار کرتے ہو تم میری فاطمہ سے۔" حانم بی کے سوال پہ وہ جو وہاں سے اٹھنے والی تھی بوجھل دل سمیت وہی تھم گئی۔ ایک لمحے کیلیے دونوں کی نگاہ ملی۔

اپنی بیوی سے محبت کرنا سنت نبوی ہے ایک عبادت ہے جو میں دل و جان سے کرنا پسند کرتا ہوں۔" اس کا نرم گرم لہجہ وہی نرم گرم نگاہیں۔ لبوں پہ وہی میٹھی سی مسکان جو بیلا کیلیے ہوتی تھی سب

کچھ وہی تھا پھر بھی اس کے دل کو سکون کیوں نہیں تھا۔فانیہ نے بیلا کے پھیکے پڑتے چہرے کو دیکھا اور جھک کر ساتھ بیٹھے غازی کے کان میں سر گوشی کی۔

ہم بی کو بھی ساتھ بھیج دیتے ہیں ناان کا چہرہ دیکھیں۔وہ جان بوجھ کر بھائی کو نہیں روک رہیں۔" فانیہ" کی بات پہ اس نے ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھا اور دوسرے ہی لمحے اس نے نفی میں سر ہلایا۔

تمہاری بی کیلیے بھی اب یہ ضروری ہو گیا ہے فانیہ۔"اس کا لہجہ مضبوط تھا۔فانیہ نے ناک منہ چڑھایا۔" آپ میری ذرا بھی نہیں سنتے۔"وہ چڑ کر بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔"

تمہیں دیکھنے سے فرصت ملے تو سنو نا۔ایک وقت میں ایک ہی کام کیا جاتا ہے۔"اس کے والہانہ لب" ولہجے پہ وہ بدک کر اپنی جگہ سے اٹھی اور سرخ چہرے سمیت اسے دیکھتے دانت کچکچائے جواب بائیں آنکھ دبا رہا تھا۔بیلا اس دوران اپنی جگہ سے اٹھتے اپنے اور جے بی کے مشترکہ کمرے میں گھس گئی۔جے بی کی نگاہوں نے اس کے اوجھل ہونے تک اسکا پیچھا کیا تھا۔کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ اسے پورے کمرے میں ٹہلتے ہوئے نظر آئی۔

جارہا ہوں میں"۔اس نے گلا کھنکھارتے بات کی تہمید باندھی۔"

جانتی ہوں۔" بیلا نے چہرہ نہیں اٹھایا بس یونہی اس کے پیروں کو دیکھتی رہی۔"

"میں آپ کو بہت مس کروں گا۔"

میں بھی۔"اس کی آواز اتنی تھی کہ بس وہی سن پائی۔جے بی نے ٹھٹھک کر اسے دیکھا۔اسے" محسوس ہوا جیسے وہ کچھ بولی تھی۔

کچھ کہا کیا آپ نے۔"اس نے ہنوز چہرہ جھکائے نفی میں سر ہلا دیا۔جے بی نے جھک کر ہمیشہ کی طرح" اس کی پیشانی کو چوما تھا۔بیلا نے پہلی بار آنکھیں موند کر اس لمس کو محسوس کیا تھا۔ایک پھوار سی اسے اپنے دل پہ پڑتی محسوس ہوئی۔

میرے آنے تک اپنا خیال کیجیے گا۔"وہ پیچھے ہوا تو ایک بار پھر بیلا کو بے چینی نے اپنی لپیٹ میں لے" لیا۔

کیا معلوم تمہارے آنے تک میں پھر کہی دور۔"وہ بولتے بولتے رکی کیونکہ جے بی کی آنکھوں میں" سرخی اتر آئی تھی۔اس نے چہرہ موڑ کر جیسے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا۔

آپ میری ملکیت ہیں اور میں اس معاملے میں بہت خود غرض ہوں میم۔"اس کا اطمینان قابل رشک تھا۔

"میں نے تو بس۔"

ابھی آپ مجھے جانتی نہیں ہیں بیلا۔میں ہر غلط بات برداشت نہیں کروں گا۔ڈونٹ یو ڈیئر می۔"وہ شہادت کی انگلی اٹھاتے تنبیہی لب و لہجے میں بولتے اسے چہرہ جھکانے

پہ مجبور کر گیا۔جے بی نے ڈریسنگ سے پرفیوم اٹھاتے خود پہ چھڑکا اور کچھ اس پہ چھڑکا تھا۔بیلا نے کٹیلی نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ مسکراہٹ دبا گیا۔

"باہر جانا ہے میں نے ابھی۔"

تو کیا ہوا۔جب جب آپ کے وجود سے مجھے اپنی مہک آتی ہے تب تب میں خود پہ ناز کرتا ہوں" سویٹ ہارٹ۔"اس نے جھک کر اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت کو چھوا۔بیلا کے وجود میں گدگدی سی ہوئی۔یہ شخص ہمیشہ ایک نئے سرے سے اسے اپنی محبت سے متعارف کرواتا تھا۔وہ اسے لیتے باہر کی جانب بڑھا۔فانیہ نے معنی خیز نگاہوں سے بیلا کو دیکھا تو وہ چڑ سی گئی۔

اپنی نگاہوں کو لگام دو فانی بے بی۔ بڑی بہن اور ماں کی جگہ پہ ہوں میں تمہاری۔" فانیہ کا منہ اس کے بلاوجہ چڑنے پہ حیرت کے مارے کھل گیا۔ وہ اب دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اسے سب سے ملتے دیکھ رہی تھی۔ آخر میں وہ خانم بی کے پاس آکر ٹھہرا اور جھک کر اسی طرح ان کے دونوں ہاتھوں کو چوما تھا۔

"اپنی بیوی کو اس یقین سے آپ کے پاس چھوڑ کر جارہا ہوں کہ آپ بھی انہیں یونہی دل سے لگا کر رکھیں گی جیسے میں رکھتا ہوں۔" سب سے سامنے اس کی بکواس پہ بیلا کا جی چاہا سب کچھ بھلا کر پرانی بیلا بن کر اس پہ دو حرف بھیج دے لیکن پھر سب کا خیال کر اس نے اپنی اس خواہش کو دل میں دبالیا۔

"ہٹ پرے تیری بیوی پہلے میری بیٹی ہے۔" وہ اس کے کان مروڑتے ہوئے بولی۔ اس نے ہنس کر انہیں خود سے لگاتے پیشانی چومی۔

"بس اسی بات کا تو سکون ہے مجھے۔" وہ محبت سے بولا۔ حشمت نے اسے سینے سے لگاتے تھپکی دی۔"

"مجھے یہاں نہیں رہنا مجھے واپس فلیٹ پہ جانا ہے۔" بیلا کے اچانک مطالبے پہ سب نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"لیکن فاطمہ۔"

پلیز مجھے وہی رہنا ہے۔ مجھے اکیلے رہنے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور آپ میں سے کوئی مجھے نہیں روکے گا۔ تم مجھے چھوڑ دو گے جبران۔" اس نے سکون سے بولتے آخر میں جبران کو دیکھا جیسے اس کا امتحان لینا چاہ رہی ہو۔

جی ٹھیک ہے میں چھوڑ دیتا ہوں۔" جبران کے ہامی بھرتے ہی اب کی بار سب کی غصیلی نگاہیں اسکی جانب اٹھی جو اس کے غلط مطالبوں پہ بھی انکار نہیں کرتا تھا۔

اتنی بھی جی حضوری اچھی نہیں ہوتی جے بی۔ اس کا وہاں اکیلا رہنا یہاں کسی کو بھی سکون سے نہیں رہنے دے گا۔" غازی نے قہر برساتی نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھا۔ بیلا نے اس دوران ایک بار بھی جبران سے نگاہیں نہ ہٹائی۔

بھائی میری تو فلائٹ کا وقت ہو رہا ہے۔ مجھے دیری ہو جائے گی آپ پلیز انہیں چھوڑ دیجیے گا اگر وہ یہی چاہتی ہیں۔ میں نکلتا ہوں۔" وہ ان سب پہ ایک الوداعی نگاہ ڈالتے دل میں اٹھتے شور کو دباتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ بیلا کی آنکھ سے ایک بے مول آنسو ٹوٹتے گال پہ بہ گیا۔ مطلب اس کے کہے کی کوئی وقعت نہیں تھی اس کی نگاہوں میں۔ وہ اشتعال کے عالم میں دروازہ زور سے مارتے خانم بی کے کمرے میں چلی گئی۔ خانم بی نے سنجیدگی سے قدم اس کے تعاقب میں بڑھائے تھے۔

بابا یہ جے بی۔ یہ آنکھیں بند کر کے کیوں اس کی ہر غلط بات ماننے کو تیار رہتا ہے۔" غازی نے طیش کے عالم میں حشمت کو دیکھا جن کے لبوں پہ نہایت پر سکون مسکراہٹ تھی۔

اپنے شوہر کے جانے پہ اداس ہونا۔" حانم بی کے سوال پہ اس نے گھبرا کر چہرہ اٹھایا اور تیزی سے نفی" میں سر ہلایا جیسے جھوٹ کا سہارہ لینا چاہا۔

جھوٹ مت بول۔" ان کے لہجے میں گزارش تھی۔ وہ اب اس کے بالوں کو سہلا رہی تھی۔"

سمجھ نہیں پا رہی میں اماں۔ مجھے لگتا ہے کہ جو یہ سب ہو رہا ہے وہ میرا نہیں ہے۔ یہ مجھ سے پھر سے" چھن جائے گا۔ سب کچھ پانی کے ایک بلبلے کی مانند ہے۔ کوئی کیسے اتنی خامیوں کے بعد بھی مجھے قبول کر سکتا ہے۔ میرا دل۔ میرا دل یہ ماننے سے انکاری ہے۔ مجھ سے سب کچھ چھن جاتا ہے اماں۔ مجھے ریجیکشن سے ڈر لگتا ہے اماں۔ اگر پہلے کی طرح اس نے بھی مجھے ریجیکٹ کر دیا تو۔ وہ میری ظاہری خوبصورتی سے متاثر ہے شاید۔ میرے پاس اسے دینے کیلیے کچھ نہیں ہے اماں کچھ بھی نہیں۔" وہ بے خودی کی کیفیت میں بولتے ہچکیوں سے روتے ان کی گود میں سر رکھ گئی۔ حانم بی نے ناسمجھی سے اس کی باتیں سنی۔ وہ کیا بول رہی تھی۔ کیسی ریجیکشن۔

کیا مطلب۔ تجھے کس نے کیا ریجیکٹ۔"وہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ بیلا نے گھبرا کر تیزی سے اپنے" آنسو صاف کیے

نہیں وہ بس یونہی اماں۔"وہ بمشکل مسکرائی۔ حانم بی کو لگا کہ شاید ان کے درمیان کوئی لڑائی وغیرہ" ہوئی ہے تبھی دھیرے سے مسکرادی۔

ضروری نہیں ہر چیز کو غلط ہی کہا جائے۔ جو تمہیں ملا ہے وہ صرف تمہارا ہے اور تمہارے حق میں" بہترین ہے۔ وہ بہترین مرد ہے کیونکہ اس کی زندگی میں صرف ایک ہی عورت ہے اور وہ تو ہے میری بچی۔ اس نے ہمیشہ تجھے سمجھا ہے ساتھ دیا ہے تو کبھی کبھی ان تلخ باتوں کو بھلانے کی خاطر اس کی وہ "باتیں یاد کرلیا کرو جو تجھے اچھی لگتی ہے۔ ان باتوں کو ذہن سے جھٹک دو جو اس میں برا ہے۔

اس میں کچھ برا ہی تو نہیں اماں۔"وہ کھوئی کھوئی کیفیت میں بولتی رودی۔ وہ غلط فہمی کا شکار تھی تو بیلا" نے ان کی غلط فہمی دور کرنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی ورنہ وہ ایک بات کو پکڑ ہی لیتی معاً کچھ سوچ کر اپنے آنسو صاف کرتے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسے واپس گھر جانا تھا۔ کیا واقعی وہ گھر تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں وہ گھر گھر ہی کب تھا۔

"چلیں مومی۔"

یہی رک جاؤ کوئی ضرورت نہیں ہے کہی جانے کی۔" اس نے غصے سے اسے ٹوک دیا۔"

آپ کو جبران نے کہاہے تو پلیز اس کی غیر موجودگی میں اسکی ذمہداری نبھائیں۔" وہ دھیمے سے بولتی" باہر نکل گئی لیکن گھر پہنچ کر اسے وہاں کے خاموش ماحول سے وحشت سی ہونے لگی۔وہاں کی خاموشی اسے کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ یہ خالی گھر اسے ہولا رہا تھا کیونکہ وہاں جبران نہیں تھا۔اس ایک شخص کی موجودگی سے ہی تو یہ گھر گھر لگتا تھا۔وہ اسے کبھی ٹی وی لاؤنج میں موجود صوفے پہ کبھی کچن میں موجود ڈائننگ پہ اور کبھی چولہے کے نزدیک کھڑا دکھائی دیا تھا یونہی مسکراتے ہوئے۔اس نے سختی سے اپنے آنکھوں سے نکل آنے والے گرم سیال کو پونچھ ڈالا۔کمرے میں آتے ہی خالی بیڈ اسے منہ چڑھا رہا تھا۔بیلا کو لگا کہ جیسے ابھی وہ آکر اس کی پیشانی چومے گا۔اسے یونہی بنا پلک جھپکائے دیکھے گا لیکن یہ صرف اس کا وہم تھا۔

معاً کمرے کی خاموش فضا میں فون کی چنگھاڑتی آواز نے تسلسل پیدا کیا۔اس نے چونک کر سکرین پہ ابھرتے ان نون نمبر کو دیکھا۔جے بی کا خیال آتے ہی اس نے تیزی سے فون کان سے لگایا لیکن دوسری جانب سے خاموشی برقرار تھی۔

بیلا۔" یہ آواز۔اس آواز کو تو لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔فون ہاتھ سے چھوٹتے دور جا گرا۔"

"غغ۔ غزوان۔"

اس نے سہم کر تیزی سے اٹھتے ٹیرس کا دروازہ بند کیا اور کانپتے ہاتھوں سے فون اٹھایا جہاں کال کٹ چکی تھی۔ غازی کا اسے ٹوکنا یاد آیا۔ اس نے تیزی سے غازی کا نمبر ڈائل کرتے فون کان سے لگایا۔ رنگت لٹھے کی مانند سفید پڑ گئی تھی۔

مومی پپ۔ پلیز تم آجاؤ۔ مجھے یہاں اکیلے ڈر لگ رہا ہے۔" وہ چاہ کر بھی اسے اصل وجہ نہ بتا پائی لیکن اس کے وہاں آنے تک وہ آنکھیں موندے بس آیت الکرسی کا ورد کرتی رہی تھی۔

****

وہ جو نہی کمرے میں داخل ہوئی۔ پورے گھر کی لائٹ یکدم بند ہو گئی۔ اس نے گھبرا کر دروازے کے ہینڈل کو تھاما اور غازی کو پکارا۔

اتنا اندھیرا کیوں ہو گیا بھئی۔" اس کے لہجے میں پریشانی صاف جھلک رہی تھی۔ غازی نے عقب سے" اسے اپنے حصار میں لیا۔ جانتا تھا وہ اندھیرے سے خوفزدہ ہو گی۔

"یہی ہوں میں فانیہ۔ فیوز اڑ گیا تھا گارڈ ٹھیک کر رہا ہو گا۔"

آپ کو یاد ہے جب آپ نے مجھے کمرے میں بند کیا تھا۔"ایکدم کمرے کی خاموش فضا میں اس کی نم" سرگوشی گونجی۔غازی نے اپنا سر اس کے شانے پہ ٹکا لیا۔

ہاں وہ تمہاری سزا تھی۔تمہاری بدولت کچھ بھی ہو سکتا تھا۔"کس قدر پرسکون تھا اس کا لہجہ جیسے" اپنے کیے پہ کوئی شرمندگی نہ ہو۔فانیہ رونا دھونا بھول کر اسکی جانب مڑی لیکن اندھیرا ہونے کی بدولت وہ اس کا چہرہ دیکھنے سے قاصر تھی۔بس ایک اطمینان تھا کہ وہ اس کے نزدیک ہے۔

آپ کو شرمندگی نہیں ہوتی وہ سب سوچ کر۔"وہ چیخ کر بولی۔"

تم مجھے شرمندہ کرنا چاہتی ہو۔"جواباً غازی نے اس کی ناک سے ناک سہلائی۔وہ نفی میں سر ہلا گئی۔"

نہیں۔آئی لو یو۔"غازی نے اس کے گرد گرفت مضبوط کی۔"

کیا اب میں بھی جواب میں اظہار محبت کروں؟"اس نے نرمی سے اس کی پیشانی سے لب مس" کیے۔فانیہ نے جل کر اسے دیکھا اب کیا یہ بھی وہ ہی اسے بتائے۔

آپ کے اندر جو محبت کا کیڑا ہے نا اصل میں وہ مر چکا ہے آپ بوڑھے ہو چکے ہیں۔" فانیہ اس کے سوال کرنے پہ ٹھیک ٹھاک قسم کا بدمزہ ہوئی تبھی روتے روتے ہنس دی۔ غازی نے ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی۔

چیلنج کر رہی ہو مجھے۔ اس اظہار کا نتیجہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔" فانیہ کا سانس سوکھ گیا۔ وہ رونا دھونا بھول کر خود کو اس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرنے لگی۔ یکدم پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ غازی نے پیشانی پہ شکنیں سجاتے اس کا آنسوؤں سے تر چہرہ دیکھا۔

تم رو کیوں رہی ہو۔" وہ غصے سے بولا۔"

آپ کو چاہیے کہ مجھے روتے روتے چپ کرواتے۔ جانتے ہیں نا میں روتی ہوئی بری لگتی ہوں۔" وہ ناک سکوڑ کر بولتے اسے مسکرانے پہ مجبور کر گئی۔

اب اس میں بھی میرا قصور ہے۔ جب تم جانتی ہو کہ تم روتے ہوئے اچھی نہیں لگتی تو روتی کیوں ہو۔" اس نے فانیہ کی انگلیوں میں انگلیاں الجھائی۔

تاکہ آپ مجھے خاموش کروائیں۔" اس نے شان سے گردن اکڑائی۔"

توبہ توبہ۔ ویسے تم نے غور کیا میرے ساتھ رہتے رہتے تم بھی لُکس کو نشئیس ہو گئی ہو۔" غازی کی" بے تکی بات پہ اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ اس کی بات لُکس سے شروع ہو کر لکس پہ بھی ختم ہوتی تھی۔

یہ ہر بات میں اپنی تعریف کرنا لازمی ہے کیا۔" وہ دونوں ہاتھ کمر پہ جماتے پکی لڑاکا عورتوں کی طرح" ہاتھ نچا کر بولی۔

توجہ کا مرکز بنے رہنا پسند ہے مجھے۔ کیا کہتے ہیں اسے ہاں سیلف اوبسیسڈ۔" اس نے انگلیوں سے اس" کے گال کی نرمی کو محسوس کیا۔

سیلف اوبسیسڈ بڈھا۔" فانیہ نے وہی عمل اس کے ساتھ دہراتے بے ساختہ تصحیح کی۔ غازی کا قہقہہ" بے ساختہ تھا۔ اس سے قبل کہ وہ کوئی جوابی کاروائی کرتا اسکا فون بج اٹھا۔ اس نے جھک کر فون اٹھایا تو بیلا کالنگ سکرین پہ جگمگا رہا تھا۔ ان دونوں کے مسکراتے لب سمٹے۔ فون اٹھاتے ہی بیلا کی کانپتی آواز پہ وہ بغیر اسکی مزید سنے باہر کی جانب بھاگا تھا۔ سختی سے دانت پہ دانت جمائے وہ اس کی ٹھیک ٹھاک قسم کی کلاس لینے کا سوچ چکا تھا۔ کچھ دیر پہلے چہرے پہ جو نرمی اور مسکراہٹ تھی وہ کہی غائب ہو چکی

تھی۔ اس کے یوں عجلت میں کمرے سے جاتے ہی فانیہ کا موبائل بجا۔ اس نے ان نون نمبر دیکھ کشمکش کی کیفیت میں فون کان سے لگایا۔

فانی بے بی۔" سپیکر سے ابھرنے والی آواز پہ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔ ہاتھ پاؤں" سرد پڑ گئے۔ اس نے تیزی سے فون کاٹتے بیڈ پہ پھینک دیا اور بیڈ پہ سوئی آئزل کو مضبوطی سے اپنی آغوش میں لے لیا۔ دل میں ایک خوف کنڈلی مارے بیٹھ گیا۔ دل آنے والے لمحات کا سوچتے خوفزدہ تھا۔ وہ شخص اتنے عرصے بعد کیوں واپس لوٹ آیا تھا۔

****

کہا بھی تھا اسے میں نے کہ اکیلے نہ جائے لیکن میری یہاں سنتا کون ہے اور وہ ایک آپکا لاڈلا سپوت" جس نے اسے ذیادہ ہی سر پہ بٹھار کھا ہے۔ اس کو تو واپس لوٹنے دو میں خود ہی نپٹ لوں گا اور تم اب جب تک جے بی نہیں لوٹ آتا اس گھر سے قدم بھی باہر نہیں نکالو گی۔"سب حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات سمیت اسے ٹہلتا دیکھ رہے تھے۔ یکلخت وہ رکا اور سختی سے اسے باور کروا کر کمرے میں چلا گیا۔ حشمت نے بھی اب کی بار اس کی بات سے اتفاق کیا تھا۔

جاؤ فانیہ بیٹا اسے دیکھو۔ میں یہی ہوں اپنی بیٹی کے پاس۔ "انہوں نے فانیہ کو غازی کے پیچھے جانے کا" اشارہ کرتے منظر سے ہٹانا چاہا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی وہ گلا کھنکھار کر اس سے کچھ فاصلے پہ بیٹھے۔

کیا بات ہوئی تھی کوئی لڑائی جھگڑا ہوا تھا کیا دونوں کا؟" ان کے اچانک سوال پہ بیلا نے چونک کر" انہیں دیکھا اور نفی میں گردن ہلائی۔

بلاوجہ کے مفروضوں میں جینا چھوڑ دو بچے۔ میں نے حانم اور آپ کے درمیان جو بات ہوئی وہ سن لی" تھی۔ اس کا میں کیا مطلب لوں۔ وہ آپ کا شوہر ہے بیلا۔ شوہر کو ناراض کرنے والی عورتیں اللہ کو "سخت ناپسند ہیں۔

لیکن وہ مجھ سے ناراض نہیں ہے۔ "اس نے تیزی سے ان کی بات کاٹی۔ وہ مشفقانہ انداز میں" مسکرائے۔

بس اسی بات کا آپ فائدہ اٹھاتی ہیں۔ جانتی ہو وہ آپ سے ناراض نہیں ہو سکتا تو پھر اسکا دل کیوں" دکھاتی ہو۔ "وہ اس کے جواب کے منتظر تھے لیکن اس کے پاس تو کوئی جواب نہیں تھا۔ اسے جے بی پہ غصہ آیا۔

"کیوں ماضی میں جی رہی ہیں آپ ابھی تک۔ کیا چار سال کا عرصہ کافی نہیں ہوتا سب بھلانے کیلیے۔"

آنکھیں بند کرتی ہوں تو کان اور کان بند کرتی ہوں تو آنکھیں یہ چیزیں مجھے میرے ماضی سے" ابھرنے نہیں دیتی۔ میری زندگی کی کچھ غلطیاں میرے لیے جان کا وبال بن چکی ہیں۔ ایک بوجھ ہے ہمہ وقت ضمیر پہ۔ میں سب کچھ بھلانا چاہوں تو یہ ضمیر مجھے بھولنے نہیں دیتا۔ میں منہ بھی پھیر لوں لیکن ماضی کی کوئی ایک ایسی تلخ یاد دل پہ تھپڑ کی طرح لگتی ہے اور پھر۔ پھر سارے زخم کرید ے جاتے ہیں۔" خاموش فضا میں اسکی سسکیاں گونج رہی تھی۔

وہ اسے سب کے درمیان تنہا چھوڑتے وہاں سے چلا گیا تھا اور وہ سب کے سوالوں کے جواب دینے کیلیے اکیلی رہ گئی تھی۔ انہی سب سوچوں میں گم وہ ان کے جانے کا نوٹس بھی نہ لے پائی۔ ہوش تو تب آئی جب فانیہ نے اس کی جانب چائے کا کپ بڑھایا تھا۔ بیلا نے دل نہ ہونے کے باوجود بمشکل مسکراتے وہ کپ تھام لیا۔

آج تو اسے سامنے رکھی چائے بھی زہر محسوس ہوئی تھی کیونکہ جو چائے سے الرجک ہونے کے باوجود صرف اس کا ساتھ دینے کیلیے چائے پیا کرتا تھا وہ وہاں موجود نہیں تھا۔ مطلب اس کی عادت چائے کی

محبت پہ بھاری پڑ گئی تھی اور اس کی کافی۔ وہ بھی تو اس کی کافی کا پہلا گھونٹ لیا کرتی تھی۔ کیا وہ بھی اسے یونہی یاد کر رہا ہو گا۔

"پیئے نا۔ میں صرف چائے کیلیے آپ کا ساتھ دینے آئی ہوں۔ کیا ہے نا آپ کے شوہر محترم کا حکم تھا کہ میری بیوی کے ساتھ چائے کا کپ شئیر کر لینا کیونکہ انہیں چائے کے بغیر نیند نہیں آتی۔" بیلا نے بے یقین نگاہوں سے اسے دیکھا آیا وہ سچ بول رہی ہے یا پھر اس کا دل بہلانے کو ایسا بول رہی ہے۔ اس کے یوں دیکھنے پہ اس نے شرارت سے پلکیں جھپکی تھی۔ بیلا نے چائے کا کپ لبوں سے لگایا۔ اب کی بار چائے کا ذائقہ اتنا بھی برا نہیں محسوس ہوا۔ فانیہ نے چپکے سے اس کی تصویر کھینچ کر جے بی کو سینڈ کی تھی۔ چائے پیتے ہی وہ اپنے کمرے میں آ گئی۔ اس دوران اس کے ذہن سے اس فون کال کا اثر نکل چکا تھا۔ سکون تھا تو بس اتنا کہ اتنی دور جا کر بھی اس نے بیلا کو فراموش نہیں کیا تھا۔ فون بجنے کی آواز پہ اس نے چونک کر موبائل دیکھا جہاں جبران کالنگ جگمگا رہا تھا۔ یہ نمبر بھی اسی نے خود ہی بیلا کے موبائل میں فیڈ کیا تھا۔ فون کان سے لگاتے ہی اس نے ایک طویل سانس فضا کے سپرد کیا۔

"کیسی ہیں۔"

تمہیں نہیں معلوم۔فانیہ نے تمہیں تصویر بھیجی تو ہے۔"اس کے سوال پہ وہ لاجواب ہو گیا۔مطلب وہ اس کی بے قراری سے بلکل بھی لا علم نہیں تھی۔

"میں نے تمہارے ہاتھ کی چائے کو مس کیا۔"

یہ میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں میم۔"بیلا نے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکاتے آنکھیں موندی۔"

"میں نے۔میں نے تمہیں مس کیا چائے پیتے ہوئے۔"

آئی ایم آنرڈ میم۔"بیلا نے سختی سے آنکھوں کو میچ لیا۔"

مم۔میں نے تمہارے اس حصار کو اس لمس کو مس کیا۔"ساتھ ہی آنسو چھلک پڑے۔"

کیا ساری جان آج ہی نکال لیں گی میم۔"بیلا روتے روتے ہنس دی اور بیڈ پہ آڑھی ترچھی لکیریں کھینچنے لگی۔

تم مجھے مس نہیں کر رہے؟"اس نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔"

میں نے آج کافی نہیں پی بیلا۔"بیلا اس کے جواب پہ ساکت رہ گئی۔کچھ کہنے سننے کو بچا ہی نہیں تھا۔"

تم میری وجہ سے گئے ہو نا۔"آخر وہ سوال لبوں پہ آ ہی گیا جس کی بدولت دل بے چین تھا۔"

کیا۔ میں کیوں آپکی وجہ سے کہی جاؤں گا۔ کام تھا ضروری۔" وہ بے وجہ ہنسا۔ اب وہ اسے کیا بتاتا کہ وہ ضروری کام کسی کی جان لینے کا تھا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ بابا نے اماں نے آج مجھے بہت ڈانٹا۔ وہ سمجھ رہے ہیں کہ تم میری وجہ سے گئے ہو۔ تم واپس آجاؤ۔" یکدم وہ ہچکیوں سمیت رو دی۔ وہ حواس باختہ ہو گیا۔

"اوکے میں آجاتا ہوں۔ آپ رونا بند کریں کم از کم۔" بیلا کو انجانی خوشی نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

"تم تو ایسے بول رہے ہیں جیسے میں تمہیں بلاؤں گی تو تم بھاگے بھاگے آؤ گے۔"

میں آپ کی کوئی بات ٹال سکتا ہوں کبھی؟" اس کے سوال پہ وہ نفی میں سر ہلاتے ہنس دی۔"

"یہ ہنسی مجھے سکون دیتی ہے۔" اس کے دلفریب لہجے پہ بیلا نے آنکھیں موندتے اسے اپنے بہت قریب محسوس کیا تھا۔ انہی باتوں کی تو وہ عادی تھی۔ وہ یونہی بلاوجہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اسے اس کی اہمیت کا احساس دلاتا تھا۔ ابھی بھی نجانے کب اس سے باتیں کرتے کرتے وہ پر سکون ہوتے سو گئی۔ دوسری جانب سے آنے والی مدھم سانسوں کی آواز پہ وہ دلکشی سے مسکرایا۔

آپکی یہ چلتی سانسیں مجھے زندگی کا احساس بخشتی ہیں میم۔"موبائل کو نزدیک لاتے اس نے دھیرے"
سے فون کی سکرین پہ لب مس کیے جیسے وہ روز رات کو اس کا ماتھا چوما کرتا تھا۔دل میں ایک گونہ سکون
اترتا چلا گیا۔

****

اس نے دروازے کی اوٹ سے نمودار ہوتے شخص کو دیکھا۔ایک لمحے کیلیے تو وہ اسے اپنی نگاہوں کا
دھوکہ محسوس ہوا لیکن اگلے ہی لمحے اس کی مہک اپنے اطراف میں محسوس کر اس کی آنکھوں کی
بجھتی جوت جل اٹھی۔وہ کوئی فریب نہیں تھا بلکہ حقیقت بن کر اس کے سامنے تھا۔وہ اب جھک کر
خانم بی سے مل رہا تھا۔دس دنوں کا بول کر دو دنوں میں لوٹ آیا تھا لیکن یہ دو دن بھی اسے دو صدی
سے کم نہ لگے تھے۔دل جیسے انجانی خوشی میں گھر گیا۔وہ دھڑکتے دل سمیت وہی سے واپس پلٹ
آئی۔چہرے پہ سکون پھیلتا چلا گیا۔جے بی نے حیرت سے اسے منظر سے ہٹتے دیکھا۔اس کی ایک پکار پہ
وہ بھاگا چلا آیا تھا اور آگے سے اس کا یہ رد عمل۔اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔اپنا سامان وہی
چھوڑتے وہ سیدھا کمرے میں آیا۔بیلا اسے دو دنوں بعد یوں روبرو دیکھ سختی سے مٹھیاں بھینچ گئی۔وہ کیا

سوچ رہا ہو گا کہ وہ دو دن بھی اس سے دور نہ رہ پائی۔ لازماً اب وہ اس کا مذاق اڑائے گا۔ اسے اپنی جانب قدم بڑھاتا دیکھ بیلا بلاوجہ نگاہیں چرانے لگی۔

آئی مسڈ یو سو مچ۔" اگلے ہی لمحے خود کو اس کے حصار میں محسوس کر وہ پتھر ہوئی۔ ایکدم وجود میں" موجود خون کی گردش میں روانی آگئی۔ دوسرے ہی پل وہ تمام ضبط کھوتے اس کے سینے پہ سر رکھے ہچکیوں سے رو دی۔ اس کے یوں رونے پہ جے بی بری طرح بوکھلا گیا۔ وہ اب اسکی شرٹ کو سختی سے تھامے اس کی شرٹ بھگو رہی تھی۔

اب تو میں واپس آگیا ہوں نا بیلا۔" اس نے بے قراری سے بیلا کی پشت سہلائی۔"

تم ایک دن بعد نہیں بلکہ ڈھائی دن بعد آئے ہو مطلب اپنا جو کام کرنے گئے تھے وہ مکمل کر کے" آئے ہو۔ اس کا الزام تم مجھے نہیں دے سکتے کہ تمہیں میری بدولت واپس لوٹنا پڑا۔" وہ اس کی بات پہ سرخ چہرے سمیت بپھر کر بولی۔ جے بی اس کے ردعمل پہ بھونچکا رہ گیا۔ وہ سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔

"واٹ نان سینس۔"

اب تم مجھ سے ایسے اونچے لہجے میں بات کرو گے۔" جے بی اس کے الزام دینے پہ تڑپ کر رہ گیا۔"

میں آپ سے اونچی آواز میں بات کیوں کروں گا یار۔" اس نے حیرت سے اس کا عجیب رویہ دیکھا۔ وہ اس دن فون والی بیلا سے بلکل مختلف تھی۔

" سختی برت ہی نہیں سکتا میں آپ کے ساتھ۔ میں تو آپ کے ان الزامات پہ حیرت۔"

اچھا اب یہ سب تمہیں الزامات لگ رہے ہیں۔ میں تم سے کوئی شکوہ بھی نہیں کر سکتی۔" وہ اس کی بات کاٹتے غصے سے دبے دبے لہجے میں چیخی۔ جے بی نے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھتے سنجیدگی سے اسے دیکھا جو بلاوجہ اس سے الجھ رہی تھی۔

اگر آپ اداس ہیں تو ہم کہیں باہر چلیں گھومنے۔ مائنڈ فریش ہو جائے گا۔" جبران نے بہت محبت سے پیشکش کی۔

میں اداس تھی جبران۔" جبران نے اسکے الفاظ اسکے لہجے پہ غور نہ کیا اور پلٹ کر سائیڈ ٹیبل کی دراز سے کچھ نکالنے لگا۔

لیکن اب تو میں اس اکیلے کمرے میں بھی خوش رہ سکتی ہوں بس تمہارا ساتھ ہونا ضروری ہے۔" اس نے جبران کے چہرے کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

آپ باہر آجائیں۔میرے خیال میں ہمیں گھر چلنا چاہیے۔"وہ سنجیدگی سے بولتے کمرے سے نکل گیا۔بیلا نے بیڈ پہ بیٹھتے اپنا سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔وہ ایسا برتاؤ اس کے ساتھ کیوں کر گئی تھی اسکی سمجھ سے بالاتر تھا۔لاؤنج میں آتے ہی وہ حشمت کو دیکھ کر رکا جو آنکھوں میں غصہ لیے اسے دیکھ رہے تھے۔

تم اسے بلاوجہ کی ڈھیل دے رہے ہو۔"اس نے گردن موڑ کر انہیں دیکھا۔لبوں پہ ایک تلخ" مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی۔

بہت مشکل سے ملی ہیں مجھے وہ بابا۔کسی قیمت پہ انہیں کھونا نہیں چاہتا۔میں چاہتا ہوں میری بیوی مجھے " پا کر فخر محسوس کرے۔میں خود کو گرا لوں گا آخری حد تک بابا لیکن اس لڑکی کو جھکنے نہیں دوں "گا۔جبران کیلیے ان کا سر ہمیشہ اٹھا ہی ہونا چاہیے پھر چاہے مجھے ہی کیوں نہ سر جھکانا پڑے۔

اور وہ تم بخوشی جھکا رہے ہو۔"انہوں نے طنز کیا۔وہ ہنس دیا جیسے بہت اعزاز کی بات ہو۔"

مجھے اچھا لگتا ہے۔"وہ کندھے اچکا کر لاپرواہی سے بولا۔"

تم یہاں آؤ ذرا۔"غازی اسے حشمت کے ساتھ مصروف دیکھ تحکم بھرے لہجے میں بولتے آگے بڑھ "گیا۔اس نے حشمت کو دیکھ بھنویں اچکائی جیسے پوچھنا چاہ رہا ہو کہ کیا ہوا۔انہوں نے سب جانتے بھوجتے لاعلمی سے شانے اچکائے۔

سیدھی بات کروں گا تمہارے ساتھ۔اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کرنا بند کر دو۔وہ جو بھی کہے "ضروری نہیں تم آنکھ بند کیے سب مانتے جاؤ۔حیرت ہو رہی ہے مجھے تم پہ۔ہماری ٹیم کا سب سے شیر کھلاڑی بیوی کے سامنے بھیگی بلی بنا ہوا ہے۔"وہ بولنے پہ آیا تو بولتا چلا گیا۔ماتھے پہ تفکر کی لکیر ابھری ہوئی تھی۔وہ چہرہ جھکائے خاموشی سے سب سنتا رہا۔

میں کوشش کروں گا کہ اب سے انہیں ٹال دوں۔"آخری بات پہ اس نے سر اٹھا کر غازی سے کہا۔"

تم کیوں اور کیسے اسے ٹالو گے تم تو اس کی ہر اچھی اور بری بات پہ بس گردن جھکائے رکھتے ہو۔"وہ "ابھی بھی سخت مشتعل تھا۔

بھائی میں اور کر بھی کیا سکتا ہوں آپ جانتے ہیں مجھ سے انہیں انکار نہیں ہوتا۔میں بیلا کو کبھی انکار "نہیں کر سکتا یہ بہت مشکل ہے میرے لیے۔"وہ بے بسی و بے کسی سے بولتے اپنی شیو مسلنے لگا۔اس کے جواب پہ غازی کو پتنگے لگ گئے۔

کوشش کرو۔اس کے بھلے کیلیے ہی ہم اسے ٹال رہے ہیں۔اب اگر تم نے اس کی کسی بات پہ جی" حضوری کی تو مجھے اپنا چہرہ دکھانے کی کوشش بھی مت کرنا۔"جے بی نے خاموشی سے چہرہ جھکالیا۔اس کی بات کا جواب ہی کہاں تھا اس کے پاس۔

چلیں جبران۔"وہ موبائل بیگ میں ڈالتے مصروف سے انداز میں بولی اور چلتے نزدیک آئی۔بیلا کی" آواز پہ وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

جی جیسا آپ کہیں میم۔"وہ فوراً مودب بنا۔وہاں موجود سب سکتے کی کیفیت میں اسے دیکھ کر رہ" گئے۔ان سب کے یوں دیکھنے پہ بیلا نا چاہتے ہوئے بھی جھینپ گئی۔جے بی نے زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پہ سجاتے غازی کو دیکھا جس کی غیض بھری نگاہیں اسی پہ جمی تھی۔وہ ان سب کی حیرت بھری نگاہوں کو نظر انداز کرتے بیلا کو لیتے باہر کی جانب بڑھ گیا۔گاڑی کا انجن سٹارٹ کرتے ہی اس نے جے بی کی آواز سنی جو متانت سے اس سے باز پرس کر رہا تھا۔

آپ کو مجھ سے کوئی مسئلہ ہے وہ مجھ سے کریں دوسروں کو کیوں اس میں شامل کر رہی ہیں۔"بیلا نے" نگاہیں چرائی۔

میں ہمارے رشتے کی صفائی آپ کو تو دے سکتا ہوں لیکن لوگوں کے سامنے اشتہار نہیں بن سکتا" بیلا۔" وہ ٹھہر ٹھہر کر بولتے اسے کنگ کر گیا۔ گھر پہنچ کر بھی وہ سیدھا ٹیرس پہ چلی آئی۔ واضح ناراضگی کا اظہار تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ہمیشہ کی طرح وہ آئے گا اور بنا کچھ کہے اسکے دل کی باتیں جان لے گا لیکن کافی وقت بیت جانے کے باوجود بھی جب وہ نہ آیا تو بیلا کی رہی سہی ہمت بھی جواب دینے لگی۔ اس سے قبل کہ وہ جھنجھلاہٹ میں اندر کی جانب بڑھتی سامنے سے آتے جے بی اور اس کے ہاتھ میں موجود ٹرے کو دیکھ اس کے قدم اٹھنے سے انکاری ہو گئے۔ چہرے پہ ان گنت رنگ بکھر گئے جو جے بی کی نگاہوں سے مخفی نہیں رہ سکے۔

جو بھی شکوے شکایتیں ہیں آجائیں لے کر بہت سکون سے سنوں گا۔" وہ اسے پاس آنے کا اشارہ" کرتے ٹرے میز پہ رکھنے لگا۔ بیلا کی آنکھوں میں جیسے کسی نے مرچیں بھر دی لیکن پھر حشمت اور حانم کی باتوں کا خیال کرتے تن فن کرتے اس سے فاصلہ بنا کر بیٹھ گئی۔ وہ کئی ساعتیں یونہی یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ اس کا آس پاس ہونا ہی وجود میں جان ڈال دیتا تھا۔ اس کے کہے بغیر بیلا نے غصے سے اس کا کافی کا مگ اٹھایا اور پہلا گھونٹ بھرتے واپس رکھ دیا۔ جبران نے بمشکل مسکراہٹ کا گلہ گھونٹتے مگ تھام لیا۔

آخر کیا بات ہے آپ میں ایسی آپ مجھے اتنی اچھی کیوں لگتی ہیں؟" اس کے والہانہ لب و لہجے پہ بیلا کی" پلکیں لرز گئی۔ گالوں پہ شفق پھوٹنے لگی۔

کوئی اچھی نہیں لگتی میں تمہیں تم میرے سے پیار ہی نہیں کرتے۔" اس نے جے بی کی بات جیسے سن" کر بھی ان سنی کر دی۔

چار سال چھوٹا عرصہ نہیں ہوتا بیلا کسی کا انتظار کرنے کیلیے۔ میں نے کیا ہے اور بہت شدت سے کیا" ہے۔" بیلا نے گہرا سانس بھرتے آنکھیں موند کر کھولی۔ یہ چال سالہ انتظار ہی تو عزاب تھا۔ نجانے کیوں وہ بلاوجہ بات کو بڑھا رہی تھی۔ اس کی عادت ایسی تو کبھی نہیں تھی۔ اپنی بدلتی کیفیت پہ اسے غصہ آنے لگا۔

ادھر آئیں۔" اس نے ہاتھ پھیلا کر اسے قریب آنے کا اشارہ کیا۔ وہ جھجک کر اس کے نزدیک" ہوئی۔ جے بی نے نہایت نرمی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ بیلا نے خود کو اس حصار میں محفوظ محسوس کیا تھا۔ کیسا سکون تھا اس شخص کے حصار میں۔ وہ شخص بنا کہے نجانے کیسے گہرائی تک اس کے دل کا حال جان لیتا تھا۔ اس لمحے اس شخص کا یوں خیال کرنا اور بن کہے اس کے دل کا حال جان لینا ہی اسے محبت محسوس ہوا۔

ویسے تم آتے جاتے بلاوجہ میری تعریف کرتے تھے لیکن آج تم نے میری تعریف بھی نہیں"

کی۔"اس کے شکوے پہ وہ بے آواز ہنس دیا۔وہ اس کی بات سے بھلا کہاں انکار کرتا تھا۔

میں نے اپنی پوری زندگی میں آپ سے حسین عورت نہیں دیکھی بیلا۔" بیلا کا دل دھڑک اٹھا۔وہ"

ہچکچا کر اس سے الگ ہوئی۔

"یہ رنگ بج رہا ہے آپ پہ۔"

کونسا۔"اس نے ٹھٹھک کر اپنا لباس دیکھا۔اس دو دن پرانے لباس میں بھلا اسے ایسا کیا دکھا تھا۔"

جو آپکی آنکھوں میں نمودار ہوا ہے مجھے دیکھ کر۔"اس نے بیلا کی آنکھوں کی نرمی کو انگلیوں کے"

پوروں پہ محسوس کیا۔یکدم ٹھنڈی ہوتی کافی کا خیال آتے ہی وہ مگ کی سمت متوجہ ہوا۔کافی کی چسکیاں

بھرتے دوران وہ بیلا کی نگاہیں نجانے کیوں مسلسل خود پہ محسوس کر رہا تھا۔

کیا ہوا۔کچھ کہنا ہے کیا آپکو۔"اس کے اچانک متوجہ ہو جانے پہ بیلا کے حلق میں کانٹے چبھنے"

لگے۔ہاتھوں کی توڑ مروڑ جاری تھی۔

"کک۔ کچھ بھی تو نہیں۔ وہ میں کہہ رہی تھی کہ تمہارے کپڑے نکال دوں۔ تم فریش ہو جاؤ۔" جے بی کا مگ منہ کی طرف لے جاتا ہاتھ ہوا میں ہی معلق رہ گیا۔ بیلا اس کے یوں رک جانے پہ شرمندہ سی ہو گئی۔ اس کے چہرے پہ اضطراب بھانپ وہ واپس حواسوں میں لوٹا۔

"ارے نیکی اور پوچھ پوچھ۔" اس نے ہنس کر بولتے اسکی مشکل آسان کی۔ وہ مسکرا کر اندر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد دوبارہ اندر سے اسکی آواز ابھری جو شاید اس سے کپڑوں کی متعلق استفسار کر رہی تھی۔ جے بی تو صد اسے اس آواز کا منتظر تھا۔ بھاگتا ہوا اندر گیا۔ بیلا نے نا سمجھی سے اس کا اتاولا پن دیکھا جس کی آنکھوں میں ایک خاص چمک تھی۔

"تم تو میری ایک پکار پہ یوں بھاگے چلے آتے ہو جیسے اسی کے منتظر ہو۔" وہ اپنی چوری پکڑی جانے پہ گڑبڑا گیا۔

"میرے دل کی باتیں خوب سمجھتی ہیں آپ۔" وہ بائیں ہاتھ سے اپنی گردن سہلاتے بڑبڑایا۔ بیلا چاہ کر بھی سن نہ پائی۔

"کچھ کیا کہا تم نے۔" اس نے مشکوک نگاہوں سے جے بی کو دیکھا۔

آپ مجھے جب بھی پکاریں گی میں یونہی بھاگتا ہوا آؤں گا۔"اب کی بار بیلا کیلیے اسکی آنکھوں میں دیکھنا محال ہو گیا تبھی الماری میں گھس کر بلا وجہ کپڑے کنگھالتے اپنے ہاتھوں کی کپکپاہٹ پہ قابو پانے لگی۔

****

"ٹیولپ کے پھول پسند ہیں نا آپکو۔"عقب سے ابھرنے والی مسکراتی آواز پہ وہ جو اپنے ہی دھیان میں میگزین کے صفحے پلٹنے میں مصروف تھی چونک کر پلٹی اور اس کے ہاتھ میں موجود پھولوں کے گلدستے کو دیکھ ٹھٹھکی اور زبردستی لب پھیلائے۔وہ اس کا مان نہیں توڑ سکتی تھی۔ تبھی اس کا دل رکھنے کی خاطر اس کے ہاتھ سے پھول لینے چاہے۔وہ اسے کیا بتاتی کہ چار سال قبل ہی ان پھولوں سے نفرت کر بیٹھی تھی۔ایک شخص اس کی زندگی کی تمام رنگینیاں نوچ لے گیا تھا۔اس سے قبل کہ وہ گلدستہ تھامتی جے بی نے وہ پیچھے کر لیا۔بیلا نے سر اٹھا کر اس دوران پہلی بار اسکی جانب دیکھا جس کے چہرے پہ بے حد سنجیدگی تھی۔

"جھوٹ بھی بولنے لگی ہیں آپ تو۔ پلیز صرف میرا دل رکھنے کی خاطر اتنا احسان مت کریں مجھ پہ۔" وہ بے حد خفگی سے بولتے پلٹ گیا۔ بیلا کا دل پریشان ہو گیا۔ کچھ دیر میں ہاتھ میں پیری پیری پاستے کا باؤل لیے وہ اس کے پاس آئی جس کے تیور کچھ بگڑے ہوئے تھے۔

"میں یہاں بیٹھ جاؤں۔" اس نے جان بوجھ کر بات کا آغاز کیا۔ جبران نے کوئی جواب نہ دیا بس صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گیا۔

"تم نہیں کھاؤ گے۔" بیلا نے ڈرتے ڈرتے باؤل اس کے آگے کیا۔

"میرا دل نہیں ہے۔" اس کا موڈ بے حد خراب تھا لیکن لہجہ ابھی بھی نرم تھا۔ وہ چاہ کر بھی اس کے ساتھ سختی نہیں برت سکا۔

"تمہارے لیے کافی بنالاؤں۔" وہ باؤل وہی میز پہ رکھتے سیدھی ہوئی۔ اسکی ناراضگی سے جان ہوا ہونے لگی تھی۔

"نہیں ضرورت نہیں۔ جب جی چاہے گا خود ہی بنالوں گا۔" اس نے ایک بار پھر نگاہیں سکرین پہ جماتے جیسے اسے شٹ اپ کال دے دی تا کہ اسے دوبارہ مخاطب نہ کیا جائے۔ بلاوجہ یونہی وہ میگزین کو گول مول کرنے لگی۔ جے بی کی نگاہوں سے اسکی حرکت مخفی نہیں رہ سکی۔ اس نے تھک ہار کرٹی

وی بند کیا اور اپنا مکمل رخ اس کی جانب کیا۔ بیلا کی انگلیاں وہی تھم گئی۔ وہ اب اسے دیکھ کر بھنویں اچکا رہا تھا۔ بیلا نے ندامت سے نگاہیں جھکالی۔

آپ میری نگاہوں کو خوشی خوشی نظر انداز کر سکتی ہیں لیکن آپ کا یوں مجھے دیکھنا ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے پوری کائنات میری منتظر ہے۔ میں ڈسٹریکٹ ہو رہا ہوں یار۔" گہرا سانس لے کر وہ بڑبڑایا۔

کہیے کوئی شکوہ شکایت مجھ ناچیز کیلیے۔" بیلا نے نم نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

تم مجھے بہت باتیں سناتے ہو۔" آنکھوں کو رگڑتے اس نے برا ماننے کی وجہ بتائی۔ وہ چند لمحوں کیلیے" بھونچکا رہ گیا۔

میں نے کب سنائی۔" وہ حیران ہوا۔"

پھولوں کی بات جو تم نے پانچ سال میری قبر پہ چڑھائے تھے۔" وہ برا مان کر بولی۔"

ہاں وہ۔ وہ تو نقصان میرا ہی ہوا تھا ہر طرف سے۔ پہلا میرے جزبات کے ساتھ کھیلا گیا اور دوسرا" میرے اتنے پیسے بھی ضائع ہوئے۔ اب اس کے بعد تو ناراضگی میرا حق تھی نا۔" اس کے سوال پہ بیلا نے معصومیت سے نفی میں سر ہلایا۔ وہ چہرہ جھکائے کچھ بے بسی سے ہنس دیا۔

مطلب اب آپ یہ حق بھی مجھ سے لے رہیں ہیں۔" بیلا نے زور و شور سے اثبات میں گردن ہلائی۔ "

آئی ایم سوری۔" کچھ دیر بعد اس نے جبران کو کہتے سنا۔ بیلا روتے روتے ہنسی۔ "

میں تمہاری معذرت قبول کر رہی ہوں کیونکہ نجانے کیوں مگر میں تمہاری ناراضگی افورڈ نہیں" کر سکتی۔" وہ بے حد فیاضانہ انداز میں اس کی معذرت قبول کر رہی تھی۔ جے بی کے لبوں پہ بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

میں کہ رہی تھی کہ۔" وہ بولتے بولتے رکی۔ جبران کی نگاہیں ابھی بھی اپنے پیروں پہ تھی۔ "

تم یہاں میری طرف دیکھو۔" اگلے ہی لمحے اس نے بیلا کے حکم کی تعمیل کی۔ وہ بوکھلا گئی۔ "

اب ایسے بھی مت دیکھو۔" اس نے اس کا چہرہ دوسری جانب موڑا۔ اس کے ہاتھوں کا لمس اپنے" چہرے پہ محسوس کر وہ ٹھہر سا گیا۔

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ میری طرف دیکھ کر بات سنو۔ وہی کر رہا تھا۔" اس نے دھیرے سے جواب" دیا۔ بیلا نے اس کے گھٹنے پہ رکھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔ "

مجھے تمہارے ہاتھ کی ابھری ہوئی رگیں بہت پسند ہے۔"وہ انگلی کے پوروں سے ان رگوں کو محسوس کر رہی تھی۔ جبران خوشگوار سی کیفیت میں گھرا اپنے ہاتھ پہ اس کا ہاتھ دیکھ دنگ تھا۔ یکدم گھبرا کر وہ اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ دل کی دھڑکن حد سے سوا تھی معاً سیگریٹ کا دھواں اطراف میں محسوس کر اس نے چونک کر نگاہیں گھمائی وہ آنکھیں موندے گہرے کش بھر رہا تھا۔ اسکا دردناک ماضی کسی فلم کی مانند اس کی ذہن کی سکرین پہ ابھرنے لگا۔ اس نے پلکیں جھپک جھپک کر پانی اندر اتارا۔ کتنا زہر لگ رہا تھا وہ اسے سیگریٹ پیتے۔ بیلا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔ اسے دیکھنے کے بعد اسے ایسا محسوس ہوا تھا کہ اب اسے سکون کی تلاش میں دربدر نہیں بھٹکنا پڑے گا۔ اسے سکون عطا کر دیا گیا تھا سامنے بیٹھے شخص کی صورت میں۔

سیگریٹ مت پیو جبران۔"اس کے ملتجیانہ لب ولہجے پہ اس نے بنا کچھ کہے خاموشی سے سیگریٹ ایش ٹرے میں مسل دی۔

تو کیا اس کی جگہ آپ کو پیو۔"اس کے چہرے پہ مذاق کی بلکل بھی رمق نہ تھی۔"

افف واحیات انسان۔"بیلا کے کانوں سے دھواں نکلنے لگا۔ وہ ہکا بکا اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔"اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ یوں بیہودگی کا مظاہرہ کرے گا۔

تم بہت برے ہو۔ آئندہ میرے ساتھ ایسی بکواس کرنے کی کوشش کی تو میں۔"اس کے دھمکی" آمیز لہجے پہ وہ زیرِلب مسکرایا۔ پرانی اکھڑ سی بیلا کی جھلک دکھی تھی اس میں۔

ہم بھی تو دیکھیں شہزادی بیلا کیا کیا کرسکتی ہیں۔"وہ تمسخر اڑانے والے لہجے میں بولتے اسے تپا کر رکھ" گیا۔ وہ تن فن کرتے اس کے سر پہ پہنچی اور غضبناک نگاہوں سے اسے دیکھا۔

سب سے پہلے تو تمہاری جان نکالوں گی۔"وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتی سیدھا اس کے دل میں" اتر گئی۔

وہ تو آپ بہت پہلے ہی لے چکیں۔"اس نے بلا ارادہ ہی ایک جھٹکے سے اسے اپنی سمت کھینچا۔ بیلا کے" وجود کا سارا خون چہرے پہ سمٹ آیا۔ وہ نرمی سے اس کے گال کو چھوتے مسکراہٹ دباتے چند لمحے اسے دیکھنے کے بعد صوفے سے اٹھ کر چلا گیا۔ بیلا اس کی جرأت پہ حق دق وہی بیٹھی رہ گئی۔

****

گھڑی رات کے ساڑھے دس بجا رہی تھی۔ اس نے سوئی ہوئی آئزل کے اوپر کمفرٹر درست کیا اور کمرے سے نکل آئی۔ نجانے ابھی تک غازی واپس کیوں نہیں لوٹا تھا۔ حشمت اور حانم بی تو اپنے کمرے میں تھے۔ وہ وہی صوفے پہ بیٹھتے موبائل استعمال کرنے لگی۔ تقریباً آدھا گھنٹہ مزید گزر جانے

کے بعد اسے تنہائی سے بھی کوفت ہونے لگی۔ یکدم اس کے موبائل پہ کسی کا میسج موصول ہوا۔ اس نے جھک کر سکرین پہ ابھرتے میسج کو دیکھا جہاں لکھا قیس ہیئر اسے کپکپانے پہ مجبور کر گیا۔ اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اس میسج کو پڑھا۔ یہ شخص اتنے عرصے بعد دوبارہ کیوں لوٹ آیا تھا۔ وہ تیزی سے میسج ڈیلیٹ کرتے غائب دماغی کی کیفیت میں اس بابت سوچنے لگی کہ اس دوران غازی کے آنے کا بھی نوٹس نہ لے پائی۔

کہاں گم ہو محترمہ۔" بھاری مردانہ آواز پہ وہ جو کھوئی کھوئی سی کیفیت میں بیٹھی تھی اس کے حلق" سے چیخ بے ساختہ تھی۔ غازی نے ناسمجھی سے اس کی آنکھوں میں پنہاں خوف دیکھا۔ وہ بیگ وہی رکھتے اسکی جانب آیا جواب گہرے گہرے سانس بھرتے خود پہ قابو پانے کے جتن کر رہی تھی۔

از ایوری تھنگ آل رائٹ فانیہ۔" اس نے حلق تر کرتے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ اس کی خاطر مسکرائی" لیکن اسکی آنکھوں نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ وہ چاہ کر بھی اسے اس میسج کے بابت نہ بتا پائی۔ کتنے عرصے بعد تو ان کی زندگیوں میں سکون آیا تھا پھر یہ شخص دوبارہ نجانے کونسی بے سکونی لے آیا تھا۔ صد شکر تھا کہ وہ بیلا کے زندہ ہونے کی خبر سے لاعلم تھا۔ کم از کم وہ تو اس کی نگاہوں سے محفوظ تھی۔

"سب ٹھیک ہے نا۔ تمہاری طبیعت۔" غازی کے سوال پہ وہ سب کچھ بھلاتے پورے دل سے مسکرائی۔

"میرا انتظار کر رہی تھی۔" اس نے کف فولڈ کرتے استفسار کیا۔ فانیہ سر ہلا گئی۔ دل ہر شے سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

"چلو پھر اگر آج آئزل بھی سو گئی ہے اور آپ بھی ہماری منتظر تھیں تو آج کی رات میری تمہارے نام۔" اس نے بالآخر اسکی بے زاری کو محسوس کر لیا اور اسے لیتے کچن کی جانب بڑھا۔ اس نے فانیہ کو کسی کام کو ہاتھ نہ لگانے دیا۔ کھانا خود ہی گرم کر کے کھایا اور آخر میں کافی کے مگ لیتے دونوں کمرے سے ملحقہ ٹیرس میں آ گئے۔ فانیہ نے نم نگاہوں سے اسے دیکھا۔ ان کی شادی ایک فیری ٹیل تو بلکل نہیں تھی لیکن شادی کے بعد کی زندگی کسی فیری ٹیل سے کم نہ تھی۔

"وقت کیسے پر لگا کر اڑ گیا نا۔ پتہ بھی نہیں چلا۔" اس نے کافی کا ایک سپ لیا۔ غازی نے ٹانگیں پھیلاتے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔

میرے لیے تو کچھوے کی چال ہی چلا ہے ویسے بھی اصل پتہ تو میرے سر کو پڑ رہا ہے جس کا تمہارے" آنے کے بعد درد ہی نہیں جاتا۔" اس نے جان بوجھ کر اسے چھیڑا۔ اگلے ہی لمحے اس کی توقع کے عین مطابق وہ چڑ بھی گئی۔

میں آپ کا سر درد ہوں۔" وہ پوری کی پوری اس کی جانب گھومتے مصنوعی خفگی سے بولتی اس کا حصار" توڑنے لگی۔

نہیں تم تو اس سر درد کی دوا ہو۔" وہ اب اسکی کنپٹی چھو رہا تھا۔ ایک سکون سا فانیہ کے وجود میں اترتا" چلا گیا۔ وہ یکدم ہلکی پھلکی ہو گئی۔

ایک تو یہ بات بات پہ تمہاری ناراض ہو جانے کی عادت۔" غازی کراہا۔"

مجھے بلاوجہ آپ سے ناراض ہونا بہت پسند ہے۔" وہ اٹھلائی جیسے بہت نیک کام ہو۔"

اب تم یہ تو نہیں سننا چاہتی کہ مجھے تمہیں منانا پسند ہے۔" فانیہ نے ترچھی نگاہوں سے اسے" دیکھا۔ غازی نے مسکراہٹ چھپانے کی خاطر مگ لبوں سے لگا لیا۔

آپ کی وجہ سے ایک بار پھر موڈ خراب ہو گیا ہے میرا۔" کیا شان بے نیازی تھی۔غازی عش عش کر" اٹھا۔

کیا واقعی۔" اس نے خوشگوار حیرت سمیت پوچھا۔"

اچھی بات ہے اب خدارا کل تک موڈ خراب ہی رکھنا۔" اس نے باقاعدہ ہاتھ اس کے سامنے" جوڑے۔فانیہ نے چڑ کر اس کے بازو پہ چٹکی بھری۔یکدم کچھ یاد آنے پہ وہ بھاگ کر کمرے میں گئی۔غازی نے وہی بیٹھے بیٹھے اسکی افراتفری دیکھی جو الماری میں سے کچھ تلاش کر رہی تھی۔وہ چپل پیروں میں اڑستے اندر چلا آیا۔

اندر کیوں آگئی تم ؟" فانیہ کے قریب آتے ہوئے اس نے دور سے کہا۔"

ایک منٹ۔۔ آپ کو کچھ دکھانا تھا۔رکیں۔" وہ مسکرائی۔وہ اب آئینے کے سامنے مسلسل بیلا کی" طرح حجاب لپیٹنے کی تگ ودو کر رہی تھی۔بالآخر اگلے دس منٹ میں وہ اپنی کوشش میں کامیاب ٹھہری۔اس دوران غازی کے لب مسکراتے رہے۔گزرے سالوں میں اس نے کبھی بھی فانیہ پہ کسی قسم کی پابندی عائد نہیں آئی تھی۔یہ ایک فطری عمل تھا جو شاید اس نے بیلا کو دیکھ کر اپنایا تھا۔فانیہ نے ڈریسنگ سے پشت ٹکا کر اسے دیکھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ کیسے لگ رہی ہوں۔

کیسی لگ رہی ہوں میں۔"اسے خاموشی سے خود کو تکتا دیکھ فانیہ نے خود ہی سوال کیا۔"

اچھی لگ رہی ہو۔"اس کا لہجہ سرسری تھا۔"

صرف اچھی؟ آپ کو میری اچھی خاصی تعریف کرنی چاہیے تھی میں نے پہلے بار ایسے ڈوپٹہ لیا ہے۔"وہ خفگی سے بڑبڑائی۔

تم خود کو کیسی لگ رہی ہو۔"اس کے سوال پہ وہ مڑتے مڑتے ٹھٹھکی اور گھوم کر اسے دیکھا۔"

بہت پیاری۔"وہ چہک کر بولی۔غازی کافی پیتے پیتے ہنس دیا اور کچھ بولنے کی بجائے سر ہلا دیا۔فانیہ" نے اس کا چہرہ دیکھا وہ کسی اور ہی دنیا میں تھا۔

ہاں مگر میرے سے کم۔"وہ بات کرتے کرتے رک گیا۔فانیہ کا تن بدن سلگ اٹھا۔اس نے سلگتی" نگاہوں سے غازی کو دیکھا۔

بہت اچھی لگ رہی ہو۔بلکل اس موتی کی طرح جو سیپ میں بند ہوتا ہے۔"اس کے جواب پہ وہ" ساکت رہ گئی۔اس نے نظر اٹھا کر غازی کو دیکھا۔

اپنی تعریف پہ حیران ہو۔" فانیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ غازی نے اس کی آنکھوں میں نمودار ہوتی نمی کو دیکھ پہلو بدلا۔

" آپ بھی اچھے لگ رہے ہیں۔" وہ دھیرے سے بولی۔ لہجے میں آنسوؤں کی آمیزش تھی۔ وہ بہت دیر تک مبہوت سا اسے دیکھتا رہا۔

" میں تو ہمیشہ ہی اچھا لگتا ہوں۔" فانیہ آج برا ماننے کی بجائے کھل کر ہنس دی تھی۔

" ہر چیز میں اپنی تعریف نکال ہی لیتے ہیں آپ۔ پتہ نہیں سمجھتے کیا ہیں خود کو۔" وہ نروٹھے پن سے بولی۔ اپنا رخ ایک بار پھر آئینے کی طرف کر لیا۔

" تمہارا ہینڈسم شوہر یار۔" فانیہ نے آئینے میں ابھرتے اس کے عکس کو دیکھا۔

" کان پک گئے ہیں یہ سن سن کر۔" وہ ایک منٹ میں ساری محبت بھلاتے جل کر بولی۔

" تو علاج کرواؤ جا کر۔ اب تمہاری بدولت میں حسن کی تعریف کرنا نہیں چھوڑ سکتا۔" وہ کافی پیتے پیتے بیڈ پہ جا کر بیٹھ گیا اور جھک کر سوئی ہوئی آئزل کے ماتھے پہ بوسہ دیا تھا۔

فانیہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی یکدم آئینے میں دکھائی دیتے اپنے عکس کو دیکھ وہ سب کچھ بھولتے دھیما سا مسکرائی۔

****

وہ ایک بلکل انجان راستہ تھا جہاں وہ دونوں ہاتھوں میں ہاتھ دیے ایک دوسرے میں گم چلتے جا رہے تھے۔یکلخت ایک ٹھوکر آئی۔دونوں کے قدم ایک ساتھ تھمے نگاہیں ملی اور چہرے پہ اضطراب چھا گیا۔اگلے ہی لمحے وہ بھاگ کر اس مشکل کو پھلانگ گئی۔اس نے جے بی کیلیے ہاتھ بڑھایا۔جے بی نے جھک کر اس کا ہاتھ تھامنا چاہا لیکن ان دونوں کے درمیان موجود فاصلہ بڑھتا ہی چلا گیا۔یہاں تک کہ وہ اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوتی چلی گئی۔جے بی کا سانس اکھڑنے لگا۔فضا میں یکدم ایک عجیب سی خاموشی چھا گئی۔وہ دور ہو کر بھی اسے سفید کپڑوں میں ملبوس گول گول گھومتی دکھائی دی۔وہ رقص کے انداز میں بازو پھیلائے گھوم رہی تھی۔وہ سحر زدہ سا اسے دیکھتا رہا۔اس منظر سے کہاں اس کا دل بھرتا تھا۔

کہاں جا رہی ہو تم۔" اسے خود سے ایک بار پھر دور ہوتا دیکھ وہ پوچھے بغیر نہ رہ سکا۔"

بہت دور۔" وہ پراسرار سے انداز میں مسکرائی۔ اسے اسکی مسکراہٹ بے تحاشہ کھٹکی۔ وہ اب اپنے قدموں میں پھیلے پھولوں کو مٹھیوں میں بھرتے فضا میں اچھال رہی تھی۔ اس کی کھلکھلاہٹ نے اس کے اعصابوں پہ گہرا اثر ڈالا۔

"تم نہیں چلو گے پھر۔" اس نے اسکا ہاتھ تھامنے کی کوشش کی لیکن وہ اس سے دور ہوتی چلی گئی۔ جے بی گھبرا کر اٹھا۔ تنفس بری طرح پھولا ہوا تھا۔ ماتھے پہ پسینے کی ننھی منھی بوندیں ابھری ہوئی تھی جسے اس نے ہاتھ کی پشت سے صاف کر لیا۔ گھڑی کی جانب دیکھا تو وہ صبح کے دس بجا رہی تھی۔ ساتھ بیلا موجود نہیں تھی۔ آج وہ معمول کے برعکس زیادہ سو گیا تھا۔ اسی گومگو کی کیفیت میں فریش ہوتے وہ کچن کی جانب آیا تو اسے بیلا کی پشت دکھائی دی۔ ایک سکون بھرا سانس اس نے فضا کے سپرد کیا۔ وہ انڈہ پھینٹ رہی تھی تبھی اس کے آنے کا نوٹس ہی نہیں لے پائی۔ وہ خواب نہیں تھا اس کیلیے موت تھی۔ بیلا سے دوری اسے موت سے قریب لے جاتی تھی۔ وہ اس کے عقب میں جا کھڑا ہوا اور ذرا سا جھکا۔ بیلا اس کی موجودگی محسوس کر سانس روک گئی۔ اگلے ہی لمحے اس نے نہایت نرمی سے اس کے چہرے پہ جھولتے بالوں کو احتیاط سے ہٹایا۔ وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا۔ اسے دیکھتے ہوئے جیسے وہ کسی طلسم میں پہنچ گیا تھا۔

جبران تم میز پہ جاکر بیٹھو میں ناشتہ لاتی ہوں۔" اس نے بنا مڑے اسے جتایا۔ وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا" اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ چہرے پہ ابھی بھی ایک بے سکونی تھی۔ بیلا نے میز پہ ناشتہ لگایا اور اس کے عین سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

آپ مجھے چھوڑ دیں گی کیا۔" آملیٹ منہ میں لے جاتا اس کا ہاتھ وہی ساکت ہوا۔ پیشانی پہ سلوٹیں" نمودار ہوئی۔ اس نے کانٹا واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔ سمجھ نہ آئی کہ اس ناشتے کے وقت اس غیر متوقع بات کی کیا تک تھی بھلا۔

تم کس قسم کے فضول سوال کر رہے ہو میرے سامنے وہ بھی ناشتے کی میز پہ۔" وہ ہونق پن سے" بولی۔

یہ آپ کیلیے فضول ہو گا میرے لیے زندگی موت کا سوال ہے۔" وہ اس کی بات اچکتے تیزی سے" بولا۔ لہجہ خود بخود سرد ہو گیا تھا۔ بیلا اسے دیکھ کر رہ گئی۔

تم اب بلاوجہ بے تکی بات کو لے کر مجھ سے بازپرس کیوں کر رہے ہو۔ کیا میں نے تمہیں ایسا کچھ " کہا۔" اس نے گردن موڑتے اسے دیکھا۔

آپ مجھے میری بات کا جواب دیں پلیز۔" وہ ابھی تک اپنے موقف پہ قائم تھا۔"

تم مجھ سے ایسے بات کیوں کر رہے ہو۔" بیلا کی برہمی کچھ اور بڑھی۔ وہ اس کی بات سن کر بھی ان" سنی کر رہا تھا اور وہ اس سے بلاوجہ بحث کرنا چاہتی تھی۔

دماغ خراب ہو گیا ہے میرا۔" اب کی بار دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔"

تم۔ تم نے مجھ سے یوں بات کی اس کے پیچھے کوئی تو بات ہے کیا کوئی تمہیں میرے خلاف کر رہا" ہے۔" اس نے بے حد نپے تلے الفاظ میں پوچھا۔ جے بی کو ندامت ہوئی۔ وہ صرف ایک خواب کے زیر اثر نجانے کیوں ایسا برتاؤ کر رہا تھا۔

دیکھو جبران۔ اگر تمہیں کوئی میرے خلاف کرنے کی کوشش کر رہا ہے تو وہ لازمی میرے ماضی کو ہی" "کریدے گا۔ میں جانتی تھی کہ تمہارا میرے ساتھ کوئی مستقبل نہیں پھر بھی۔۔

پلیز آپ میرے حال ماضی اور مستقبل کی فکر کرنا چھوڑ دیں۔ میرا حال اور مستقبل صرف ایک شخص" ہے اور وہ آپ ہے اور آپ کی فکر کرنا مجھے اچھے سے آتا ہے۔" اس کا لہجہ بگڑا ہوا تھا۔ بیلا خاموش ہو گئی۔ وہ چہرہ جھکائے نجانے اب کن سوچوں میں غلطاں تھا۔ بیلا کی بھوک پیاس سب مر گئی۔ کتنے شوق سے اس نے آج دونوں کیلیے ناشتہ تیار کیا تھا۔

آئی ایم سوری میں کچھ پریشان تھا اس لیے ایسے بول گیا۔" اس نے ہمیشہ کی طرح معذرت کرنے "
میں دیری نہ کی۔ چہرہ ہنوز جھکا ہوا تھا۔

تم مجھ سے سر جھکا کر بات کیوں کرتے ہو۔" کچھ دیر بعد وہ بولی۔ "

مجھے آپ کی آنکھوں میں دیکھنے سے ڈر لگتا ہے۔" کانٹے پہ بیلا کی گرفت مضبوط ہوئی۔ دونوں کے "
مابین ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

اور ایسا کیوں۔" اس نے بات کو مزید طوالت بخشنی چاہی۔ بیلا کو اپنے پیٹ میں گرہیں لگتی ہوئی "
محسوس ہوئی۔

کیونکہ اگر میں بہک گیا تو آپ مجھے بھی عام مردوں کی طرح سمجھیں گیں۔" بیلا نے اس کا چہرہ "
پڑھنے کی کوشش کی۔ چہرے پہ کچھ نہ لکھا تھا۔ ہمیشہ کی طرح بے تاثر ہی تھا۔ اس کے دل کی باتیں
جان کر اپنے دل کا حال وہ نہایت مہارت سے چھپا لیتا تھا۔ وہ جو کہتی تھی کہ وہ چہرہ پڑھنے کے فن سے
واقف تھی تو یہ غلط تھا۔ سامنے بیٹھے شخص کا چہرہ وہ چاہ کر بھی نہیں پڑھ پاتی تھی۔ سامنے بیٹھے شخص کو
اس نے ان گزرے دنوں میں اس نے غور سے دیکھا ہی کب تھا۔ جے بی نے اس کی کھوجتی نظروں کو

خود پہ محسوس کیا۔ بے اختیار سر اٹھایا اور مسکرایا۔ بیلا نے پھر بھی نگاہیں نہیں ہٹائی۔ جے بی کو ہی نگاہیں چرانی پڑی۔

میری آنکھوں میں دیکھو۔" وہ اسے حکم صادر کر رہی تھی۔"

کیوں میری جان نکالنے کے درپے ہیں۔" اس نے تھک کر آنکھیں میچ لی جیسے یہ کرنا اس کیلیے ناممکن" ہو۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتے باہر کی جانب بڑھا۔

تم عام مردوں سے نہیں ہو۔" اس نے اپنے پیچھے سے بیلا کو کہتے سنا۔ لہجہ رونے کی چغلی کھا رہا تھا۔"

میں عام مردوں سا ہو بھی نہیں سکتا کیونکہ میرے پاس بیلا جبران ہے۔" وہ ایک بار پھر اسے معتبر" کر گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی وہ وہی میز پہ سر رکھتے آنسو بہانے لگی۔ کس کس احسان کا بدلہ چکائے گی وہ اس شخص کے۔ اس کے بعد وہ اسی خاموشی سے گھر سے نکل گیا تھا۔ رات کو اسکی واپسی ہوئی تھی۔ وہ لاؤنج کے صوفے پہ ایک کونے پہ ٹانگیں سمیٹے بیٹھی تھی۔ جے بی نے خود میں سکون اترتا محسوس کیا۔ صد شکر تھا کہ وہ بلاوجہ آنسو نہیں بہا رہی تھی۔ جے بی کی موجودگی کو محسوس کرتے وہ اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔ وہ بے بسی سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔ اس کو منانا مشکل مرحلہ ثابت ہونے

والا تھا۔ چائے اور کافی تیار کرتے وہ اس کے پاس چلا آیا۔ اس کے ساتھ بیٹھتے اس نے چائے کا کپ اس کی جانب بڑھایا جسے بیلا نے خاموشی سے تھام لیا۔

صبح تم کیسے تھے اور اب۔ اب تو تم بہت خوش ہو۔" وہ ابھی بھی صبح والی بات پہ مصر تھی۔ وہ بات" کرتے رکی۔ آنکھوں میں آنسو جمع ہونا شروع ہو گئے۔

"خوشی کی وجہ جو مل گئی ہے مگر کبھی کبھی مجھے لگتا ہے کہ میں کسی کیلیے خوشی کی وجہ نہیں بن پایا اب تک۔" اس نے بیلا کی آنکھوں کی نمی کو نظر انداز کرتے سنجیدگی سے کہا۔

تم ہر بات پہ مجھے کیوں گھسیٹ لاتے ہو۔" وہ چیخی۔"

میں گھسیٹ لاتا ہوں بیلا۔ میں۔ میں نے تو آج تک آپ کو کچھ کہا ہی نہیں۔ البتہ آپ نے آج تک" مجھے کسی نہ کسی طرح غلط گردانںے کی کوشش کی ہے۔ میں کوئی سوال پوچھ لوں تو آپ کو لگتا ہے کہ میں آپ کا ماضی کرید رہا ہوں۔ اتنا بے غیرت ہوں کیا میں۔ غلط ہر چیز میں آپ مجھے ٹھہراتی ہیں۔" اس نے وضاحتی انداز میں کہا۔ اس کی بات پہ وہ بس چہرہ جھکائے اپنی آنکھیں ناک مسلتی رہی۔

میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا کہ ایک نئی شروات کرنے سے کبھی مت گھبرایئے گا آپ اپنے" شوق سے نہیں بلکہ تجربے کی بنا پہ یہ کرنے جا رہی ہیں۔ خود پہ توجہ دیں گی تو آپکے لیے ہی بہتری ہو گی

لیکن اگر اپنے ذہنی خلفشار پہ توجہ دیں گی تو پھر آہستہ آہستہ ختم ہو جائیں گی۔ خود پہ نہیں تو مجھ پہ رحم کھائیں میم۔ میں ہر روز ایک نئے سرے سے آپ کو ٹوٹتا بکھرتا نہیں دیکھ سکتا۔ وہ ذات ہر کسی کو موقع نہیں دیتی آپ کو ملا ہے مطلب آپ نے اس ذات کی نگاہوں میں کوئی مرتبہ پا لیا ہے۔ میں خود کو اللہ کا نیک بندہ نہیں کہتا لیکن پھر بھی اللہ کی خاص عنایت ہے مجھ پہ جس نے آپ کو مجھے عطا کیا۔ مجھے اس زندگی میں ہی نواز دیا گیا ہے۔" وہ پلک جھپکے بغیر یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔ اس نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔ اس کے کندھے پہ بازو پھیلاتے ہوئے اس نے بیلا کو اپنے قریب کیا۔ اس بار بیلا نے اس کا ہاتھ نہیں جھٹکا تھا۔ جے بی نے دوسرے ہاتھ سے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ وہ اس کے ہاتھ کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا۔

زندگی ایکدم سے خوبصورت لگنے لگی ہے۔" اس نے برملا اظہار کیا۔"

کیا میری موجودگی سے۔" جبران دھیرے سے مسکرایا اور اس کی پیشانی چومی۔ وہ اپنی اہمیت سے" آگاہ ہونے کے باوجود بار بار یہی سوال دہراتی تھی۔ بیلا نے اب کی بار نگاہیں اس کے بائیں ہاتھ کی پشت پہ بنے خم پہ جما دی۔ شاید وہ کسی چوٹ کا نشان تھا۔ جبران نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔

"تم بہت مغرور ہو۔"

اتنی خوبصورت بیوی کے ملنے کے بعد غرور کرنا میرا فرض ہے۔"اس چیز کا اعزاز بھی ہمیشہ کی طرح" وہ اسے ہی دے رہا تھا۔ بیلا نا چاہتے ہوئے بھی جھینپ گئی۔ فضا میں خنکی بڑھتے دیکھ وہ کمرے میں چلے آئے۔ الماری میں نے نائٹ ڈریس نکالتے اس کی نگاہ کونے میں رکھے مٹی آلود رومال کی جانب اٹھی۔ ٹرانس کی سی کیفیت میں اس نے رومال اٹھاتے رخ موڑا اور جبران کو دیکھا۔

اتنا گندا ہو رہا ہے یہ رومال۔ کم از کم دھو ہی لیتے۔" بیلا نے اسے لتاڑا۔ جے بی نے وہ رومال اس کے " ہاتھ سے جھپٹا اور واپس اپنی جگہ پہ رکھ دیا۔ چہرے پہ گھبراہٹ عیاں تھی۔ بیلا نا سمجھی سے اسے دیکھے گئی۔

یہ کیا تھا اب۔"اس نے تندہی سے جبران کو گھورا۔"

اس رومال سے میں نے آپ کے پاؤں صاف کیے تھے جب آپ سٹریچر پہ تھی۔ جب ہمیں یہ بتایا گیا" تھا کہ بیلا اب اس دنیا میں نہیں رہی۔ بس اسی دن سے اس رومال کو آپ کی یاد میں سنبھالا ہوا تھا۔" جبران نے واضح اسے جتایا۔ بیلا فق چہرے سمیت اسے دیکھتی رہی۔

تم۔ تم جبران۔ تم پاگل ہو گیا۔" وہ ہکا بکا اس کی صورت دیکھتی رہی۔ سر نفی میں ہلا۔ کوئی شخص اتنا" پاگل کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ غائب دماغی کی کیفیت میں آ کر اپنی جگہ پہ لیٹ گئی لیکن جبران لیپ ٹاپ پہ کوئی کام کرتا رہا۔ بیلا کی نگاہیں گاہے بگاہے اسکی جانب اٹھ رہی تھی۔

کچھ کہنا ہے کیا آپکو۔" اس کا لہجہ بے حد مصروف اور سر سری سا تھا۔ وہ سٹپٹا گئی اور اس کی بے توجہی" پہ ناراض ہوئی۔

کچھ نہیں۔" انداز لٹھ مار تھا۔ کہ کر وہ کروٹ بدل گئی۔ اس کے رد عمل پہ وہ ٹھٹھکا۔ کی بورڈ پہ حرکت" کرتی انگلیاں تھمی اگلے ہی لمحے اس نے معمول کی طرح جھک کر اس کی پیشانی چومی۔ بیلا کا دل گویا کانوں میں دھڑکنے لگا۔ وہ تو حرف شکایت لبوں پہ لائی ہی نہیں تھی تو کیا وہ اسکا چہرہ پڑھ بیٹھا تھا۔ اسے خواہ مخواہ شرمندگی ہونے لگی۔ کیا سمجھ رہا ہو گا وہ کہ میں اسکی توجہ کی منتظر تھی۔

میں کچھ نہیں سوچ رہا۔ بس یہ سوچ رہا ہوں کہ میں یہ بھول کیسے گیا۔ آپ ناحق سوچیں سوچ کر خود" کو پریشان مت کریں سکون سے سو جائیں۔" اس نے نہایت توجہ اور محبت سے اس کے بالوں کو سہلایا۔ بیلا نے طمانیت سے آنکھیں موند لی۔ وہ اس کی ہر بات کہے بغیر ہی جان لیتا تھا ابھی بھی جبران کے جملے نے ایک ٹھنڈک سی اس کے وجود میں اتار دی۔ آدھی رات میں اس کی آنکھ کسی غیر معمولی

پن کے احساس سے کھلی تھی۔ اس نے اپنی موندی موندی آنکھیں کھولی۔ اگلے ہی لمحے اس کا دماغ بھک سے اڑا۔ وہ نہایت فرصت سے اس کے بالوں کو سہلا رہا تھا۔

یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو۔" وہ بے حد حیران تھی۔"

آپ کو سوتا دیکھ رہا تھا۔ بال آپ کے چہرے پہ آئے تو ہٹا دیے۔" اس نے کمال اطمینان کے ساتھ" کہا۔

مجھے۔ مجھے سوتا دیکھ تمہیں کیا ملے گا۔" بیلا سکتے کی کیفیت میں بولی۔"

سکون۔" اس کا ایک لفظی جواب بیلا کو بے سکون کر گیا۔ بیلا کو سمجھ نہ آیا کہ وہ اس کے جواب میں کیا" کہے وہ ہمیشہ اپنی باتوں اپنی حرکتوں سے اسے لاجواب کر دیا کرتا تھا۔ وہ خود سے متعلق اس سے کسی بھی جذباتیت اور پاگل پن کی توقع کر سکتی تھی۔

پاگل ہو تم سچ میں۔" وہ بے اختیار ہنسی۔"

اچھی لگ رہی تھی آپ سوتے ہوئے۔ بس آپ کے بالوں کا چہرے کو چھونا اچھا نہیں لگا۔" اب کی بار" بیلا اس کی سنجیدگی پہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ وہ اس کے سو جانے کا یقین کرتے اسے بلاوجہ تکتا تھا جاگتے ہوئے نگاہیں ملانے کی ہمت جبران میں کہاں تھی۔

****

بارش میں پھنس گیا تھا بھائی۔ اب آپ میری بیوی کے سامنے مجھ سے باز پرس تو مت کریں۔" لاؤنج" سے آنی والی آوازوں کو سن اس نے آنکھیں موندتے گہرا سانس فضا کے سپرد کیا اور تیزی سے باہر کی جانب بڑھی۔ پچھلے پانچ گھنٹوں سے اس کا کچھ اتہ پتہ نہیں تھا ورنہ وہ ان پانچ گھنٹوں میں بھی کوئی دس بار اسے کال کرتا تھا۔ دونوں کی نگاہیں ملی۔ جبران کے لبوں پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ بیلا کا پھیکا پڑتا چہرہ اس نے دیکھا ہی کب تھا۔ بیلا کے وجود میں ایک سکون سا اترتا چلا گیا۔

"تم کم از کم ایک کال کر کے بتا سکتے تھے۔"

فون بھی ڈیڈ ہو گیا تھا۔" وہ اب اپنا بیگ صوفے پہ رکھ رہا تھا۔ بارش میں بھیگنے کی بدولت چھینکوں پہ" چھینکیں آ رہی تھیں۔ بیلا نے پریشانی سے اسے دیکھا۔ ان گزرے گھنٹوں میں وہ اس کی غیر موجودگی میں اپنے حواسوں میں رہی ہی کب تھی۔

میں اب نکلتا ہوں تمہاری بدولت ٹھیک ٹھاک خوار ہوا ہوں میں آج۔ اچھا بلی میں نکلتا ہوں خیال" کرنا اپنا بھی اس پاگل کا بھی۔" جے بی نے اس کے دیکھنے پہ سر کھجایا اور فریش ہونے کی خاطر کمرے میں چلا گیا۔ اس کے جسم سے اٹھتی کلون کی مہک کو اس نے آنکھیں موندتے خود میں اتارا تھا۔ وہ اس کیلیے سوپ تیار کرنے کی خاطر کچن میں آگئی۔ کچھ دیر بعد وہ فون پہ کسی سے مصروف چلتا ہوا کچن کاؤنٹر کے نزدیک آیا اور کرسی کھسکا کر بیٹھ گیا۔ شاید وہ اب حشمت سے ڈانٹ سن رہا تھا۔ وہ اس شخص کی محبت کی توجہ کی اس قدر عادی ہو چکی تھی کہ کچھ پل کاٹنا بھی محال لگتا تھا۔

تم اندر چلو میں تمہارے لیے سوپ لاتی ہوں۔ شاید زکام ہو گیا ہے۔" بیلا نے اس کی سرخ ہوتی" آنکھوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

ارے اتنی تیمارداری۔" وہ اب سردی سے بچاؤ کیلیے جیکٹ پہن رہا تھا ساتھ ہی ہنستے ہوئے اسے" چھیڑا۔ وہ بے وجہ ہنسی۔

اگر آپ یوں تیمارداری کریں گی تو ہم ہر بار بارش میں بھیگنا اپنا فرض سمجھ لیں گے۔" بیلا نے نگاہیں" چرائی۔ وہ اس کی عادتیں خراب کر رہا تھا۔ اگر حشمت اور غازی ایسا کہتے تھے تو اس میں کچھ غلط نہیں تھا۔

تم تک پہنچنے میں مجھے بہت وقت لگا ہے اور اب یہ بات اچھے سے سمجھ آگئی ہے کہ ہر دیری کے پیچھے" بہتری پوشیدہ ہے۔" یہ بات اس نے زبان سے نہ سہی لیکن دل میں ضرور کہی تھی۔ وہ اظہار کرنے سے کترا رہی تھی۔ جیسے ہر عورت اظہار کے معاملے میں گھبراتی تھی وہ بھی گھبرا رہی تھی۔ وہ خود کو پھر اسی خول میں سمیٹ رہی تھی۔

ارے آپ خاموش کیوں ہوگئی بولیں نا۔ آج آپ خاموش مت ہو۔ بس بولتی جائیں یہ سماعتیں آج" صرف آپ کو سننا چاہتی ہیں۔ آپ یوں حق جتاتے ہوئے بہت اپنی اپنی سی لگتی ہیں۔" بیلا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔

آپ نے وہ پائن ایپل جوس نہیں پیا۔ اتنے شوق سے لایا تھا میں۔ جائیں ابھی لے کر آئیں ہم دونوں" پیتے ہیں۔" بیلا کے حلق میں گرہیں سی بندھنے لگی۔

تمہارا دماغ تو نہیں خراب۔" اس نے بمشکل اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پہ قابو پایا۔ وہ سوپ پینا بھولتے" حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ اس کی اندر تک اتر جانے والی نگاہیں خود پہ محسوس کر وہ وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ورنہ اس سے کوئی بعید نہیں تھا کہ اندر تک اس کا حال جان لیتا۔

وہ تمہیں پسند نہیں ہے میں جانتی ہوں۔ پائن ایپل سے تمہیں الرجی ہے۔" اس نے جتایا۔"

تو کیا ہوا یار یہ آپ کو پسند ہے تو اس سے نفرت کا کوئی جواز ہی نہیں ہے۔" بیلا اس کی بے نیازی پہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔ اسے بیلا کے علاوہ کوئی دکھتا ہی کب تھا۔ اگلے لمحے وہ نگاہ ہٹاتے ایک بار پھر سے سوپ کی جانب توجہ مبذول کروا چکا تھا۔ جبران باتوں کو زیادہ دیر اپنے سر پہ سوار نہیں رکھتا تھا یہی اس کی اچھی عادت تھی۔ کچن وغیرہ سمیٹ کر وہ واپس آئی تو وہ یونہی بیٹھا لیپ ٹاپ کھول چکا تھا۔ بیلا بیڈ کی دوسری جانب بیٹھ کر بلاوجہ ہی اسے دیکھے گئی۔ اس کی چلتی انگلیوں کو اس نے بغور دیکھا پھر کچھ سوچ کر نگاہیں ہٹالی۔

رونے کو جی چاہ رہا ہے۔" جبران کے اچانک حملے پہ بیلا کے حلق میں گلٹی ابھر کر معدوم ہوئی۔ اس" نے چونک کر اسے دیکھا وہ کام سے ہاتھ روک چکا تھا۔

ادھر آئیں۔" اس نے ہمیشہ کی طرح بازو پھیلایا۔"

میں نہیں آؤں گی۔ پھر سے رونا آئے گا۔" وہ اٹکی پھر اس نے کہا۔ گہرا سانس بھرتے جیسے اس نے" اپنے اعصابوں پہ قابو پایا۔ اٹھ کر وہ خود ہی اس کے پاس آگیا۔ بیلا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کی کلائی تھام کر ساتھ بٹھا چکا تھا۔

مم۔ میں تمہاری وجہ سے نہیں رو رہی۔ تم یہ مت سمجھنا کہ تمہاری گمشدگی کا سن کر مجھے کوئی فرق پڑا "

تھا۔" وہ اس سے نظر ملائے بغیر جھوٹ بول رہی تھی۔ جبران نے کوئی جواب نہ دیا بس اس کے

ہچکولے کھاتے وجود کو دیکھتا رہا۔

بلا مقصد اسے گھورتا رہا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔" وہ ناک رگڑتے ہوئے خفگی سے بولی۔"

اپنی خوش قسمتی کا یقین چاہ رہا ہوں۔" اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا۔ اس کے "

جواب پہ بیلا کی آنکھوں میں دیپ جل اٹھے۔ ایسا ہی کوئی جملہ وہ اس سے سننے کی منتظر تھی۔

تمہاری چاہت کے جواب میں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ تمہیں یہ سوچ کر افسوس نہیں "

"ہوتا۔ تمہیں چاہت نہیں ہوتی کہ تمہارے پاس بھی۔

آپ کے بعد میں کیا ہی چاہوں گا۔ سب کچھ تو مل گیا مجھے۔ آپ کو اللہ نے میرے حصے میں لکھ دیا ہے "

اس سے بڑھ کر مجھے کیا ہی چاہیے۔" اس نے جھک کر اس کی گردن پہ اپنا لمس چھوڑا۔ جبران کے جملے

نے چند لمحوں کیلیے اسے ساکت کر دیا۔ وہ ایک بار پھر اسے آسمان پہ بٹھا رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر اسے

مغرور ہونے کی وجہ بخش رہا تھا۔اس کے دن میں کہے گئے یہی جملے اسے زندگی بخشتے تھے۔اگلے ہی لمحے وہ اس کی گود میں سر رکھے لیٹ گیا۔بیلا کی پلکوں پہ نمی اترنے لگی۔

"آئی لو یو میم۔"

تم مجھے میم کیوں کہتے ہو۔"جبران اس کی ہتھیلی اپنے لبوں پہ رکھتے ہنسا اور انہیں چوما۔"

بس یونہی اچھا لگتا ہے مجھے۔"اب کی بار بیلا بھی ہنس دی معاً ایک بار پھر اس کا لمس اپنے ہاتھ پہ" محسوس کر اب کی بار وہ گھبرا گئی۔حلق میں کانٹے سے چبھے۔وہ بہک رہا تھا۔

میں نے آج چائے نہیں پی۔"اس نے پہلو بچا کر وہاں سے اٹھنا چاہا لیکن جبران نے اس کی اس" کوشش کو ناکام بنا دیا۔

پلیز کچھ دیر مجھے محسوس کرنے دیں یہ پل۔"ایک گہرا سانس بھرتے آنکھیں موندے ہی اس نے" التجا کی۔آج نجانے کیوں بیلا نے اس کی خواہش کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے۔

****

"وہ مجھے تنہا شاپنگ پہ نہیں جانے دے گا فانی۔"

لیکن آج مجھے صرف آپ کے ساتھ جانا ہے۔ صرف آپ کے ساتھ وقت بیتانا ہے۔" فانیہ نے منت کی۔ وہ حشمت کے بلانے پہ کچھ دنوں کیلیے بنگلور رہنے آئے تھے تبھی فانیہ کی ضد تھی کہ وہ دونوں تنہائی میں باہر جائیں۔

بی۔ آپ نے غور کیا ہے بھائی آپ کی کوئی بات نہیں ٹالتے پھر چاہے وہ جائز ہو یا ناجائز۔ غازی نے بھی ان کی اتنی کلاس لگائی تھی اسی بات پہ لیکن ان کا جواب وہی کہ وہ آپ کو انکار نہیں کر سکتے۔" فانیہ نے یک دم کہا۔ بیلا کچھ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھی اور لاؤنج کی جانب بڑھی جہاں وہ آئزل کو فضا میں اچھالتے اسی کے ساتھ مصروف تھا۔ یہاں آکر اسکا زیادہ وقت آئزل کے ساتھ ہی گزرتا تھا۔ اس نے اس منظر کو دیکھ آنکھیں موندی۔ دل میں ایک ٹیس سی اٹھی۔

جبران مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ اس کے قریب جا کر دھیمے سے بولی۔ جبران نے آئزل کو" نیچے اتارتے اسے کمرے میں آنے کا اشارہ کیا۔

ایسی بھی کیا بات کہ آپ کو پرائیوسی کی ضرورت پڑ گئی۔" بیلا نے اسکی بے تکی بات پہ اسے گھوری" سے نوازا۔ وہ سوکس اتارتے اسے چھیڑ رہا تھا۔

"وہ میں اکیلی جانا چاہتی ہوں فانیہ کے ساتھ شاپنگ پہ۔ مم۔ میرا مطلب تمہارے ساتھ نہیں۔" اس کے مطالبے پہ اس نے بنا کسی تردد کے سر ہلا دیا۔ بیلا کو لگا تھا کہ وہ انکار کرے گا اسے ٹوکے گا لیکن دوسری جانب سے ایسا کچھ نہیں ہوا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ ناحق مطالبہ کر رہی ہے کیونکہ مومی ان دونوں کو تنہا بھیجنے پہ کبھی رضامند نہ ہوتا لیکن یہاں فانیہ کی بات پوری ہوتی دیکھ وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔

"اور کچھ بھی کہنا ہے آپکو۔" وہ قدرے سنبھل کر نفی میں سر ہلا گئی پھر کچھ یاد آنے پہ بولی۔

"کیا لاؤں تمہارے لیے۔" کچھ سوچ کر اس نے سوال کیا۔

"آپ خود واپس آجایئے گا میرے لیے وہی کافی ہے۔" وہ مسکرا کر بولا۔ بیلا اس کے اتنی جلدی مان جانے پہ اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی تھی لیکن زبان ساتھ دینے سے انکاری تھی۔

"جبران۔" وہ باہر جاتے جبران کو پکار اٹھی۔

"تم چاہتے تو میرے مطالبے کو ٹال سکتے تھے۔ تم جانتے ہو مومی غصہ ہو گا۔" اس نے انگلیاں چٹخائی۔

"میں آپ کو کبھی نہیں ٹال سکتا۔" اس نے سکون سے اس کی بات رد کر دی۔

مطلب اب میں تمہارے سامنے فرمائشیں کرنا چھوڑ دوں۔" جبران کے ہاتھ الماری کے ہینڈل پہ " ٹھہر گئے۔ اس نے ایسا تو کچھ نہیں کہا تھا۔ وہ باتوں کے مطلب خود سے اخذ نجانے کیوں کر لیتی تھی۔

اس سے اچھا تھا کہ آپ میرے منہ پہ طمانچہ مار دیتی۔ کیا میں اتنا گیا گزرا ہوں جو آپ کی فرمائشیں " پوری نہیں کر سکتا۔" اس نے پلٹے بغیر جواب دیا لیکن لہجے میں بے بسی کی آمیزش تھی۔

تم میری ناجائز خواہشات پہ بھی اُف نہیں کہتے۔" جبران اس کے ایک نئے رونے پہ حق دق رہ " گیا۔ اسے تو اس بات پہ خوش ہونا چاہیے تھا وہ رو کیوں رہی تھی۔

بس مجھے یونہی اچھا لگتا ہے۔" اس نے اپنی کمر کے گرد اس کا بازو حمائل ہوتا محسوس کیا۔ وہ اب اسے " اپنے سینے سے لگائے اس کی پشت سہلا رہا تھا۔

تم کہی نہیں جا رہی اکیلی۔ گھر رہو اتنا جانا ضروری ہے تو ڈرائیور گارڈ یا پھر جبران چلا جائے گا " ساتھ۔" وہی ہوا جس کا ڈر تھا غازی تو اس کی فرمائش سنتے ہی ہتھے سے اکھڑ گیا۔ جبران نے نظر اٹھا کر بیلا کو دیکھا وہ انگلیاں مسل رہی تھی۔

بھائی اگر وہ جانا چاہتی ہیں تو اس میں مضائقہ ہی کیا ہے اور آپ پلیز ان کے ساتھ ذرا نرمی سے بات کیا" کریں۔ میں مانتا ہوں وہ آپکی بہن ہے لیکن۔" بیلا نے جھٹکے سے چہرہ اٹھاتے غور سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے وہ غازی کے چہرے پہ تندہی دیکھ آنکھیں میچ گئی۔

لیکن کیا اور تم مجھے یہ بات کرنے والے کون ہوتے ہو۔" بیلا نے پہلی بار غازی کا اتنا اونچا لہجہ سنا" تھا۔ سب سے نگاہ چھپا کر وہ فانیہ کو گھورنا نہ بھولی جس کی بدولت یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔

تم نے اسے سر پہ چڑھایا ہوا ہے میں یہ کوتاہی نہیں کر سکتا۔ میں تمہاری طرح اس کی بے فضول" باتوں پہ ہامی نہیں بھر سکتا۔" ہاں وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ جبران نہیں تھا۔ جو بنا کچھ کہے اسکے دل کا حال جان لے اس کی جائز ناجائز بات کو مان لے وہ صرف جبران ہی کر سکتا تھا۔ بیلا نے اسے دیکھتے ہوئے سوچا۔

جانتا ہوں یہ حوصلہ بھی صرف مجھ میں ہے۔" وہ بڑبڑایا۔ بیلا تھکے تھکے اعصابوں سمیت کمرے میں" چلی گئی۔ کہنے سننے کو بچا ہی کیا تھا۔

اب کیوں رو رہی ہیں آپ۔" غازی سے ٹھیک ٹھاک قسم کی صلواتیں سننے کے بعد جب وہ کمرے" میں آیا بیلا ہنوز رونے میں مصروف تھی۔ وہ اچھا خاصا جھنجھلا گیا۔

اپنی آنکھوں پہ ترس کھایا کریں یار۔" وہ بے ساختہ کہہ گیا۔ وہ سر جھکائے ہونٹ کاٹتے روتی رہی۔"

یہ میری آنکھیں ہیں میں ان کے ساتھ جو مرضی کروں۔" وہ بری طرح برہم ہوئی۔"

مجھے اپنا بے چین ہونا گوارا نہیں ہے اور یہ بے چینی مجھے تبھی ہوتی ہے جب آپ رو رو کر اپنی آنکھیں" بے حال کر لیتی ہیں۔" وہ مزید نہیں بول سکی۔ اس جواب نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔

تم مجھے کنٹرول نہیں کر سکتے۔" اس کا لہجہ سرسراتا ہوا تھا۔ نگاہوں میں وارننگ تھی۔ وہ کچھ بے بسی" سے ہنس دیا۔

میں کیا ہی کنٹرول کروں گا آپکو۔ بے بس تو آپ نے مجھے کر دیا ہے۔ میرا ہنسنا رونا ہر چیز بس آپ سے" منسلک ہو کر رہ گئی ہے۔ میں تو خود میں رہا ہی نہیں مجھ میں صرف آپ ہی آپ ہیں۔" وہ ایک بار پھر اس کی شکل دیکھ کر رہ گئی۔ یہ شخص اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ اس کا لہجہ اب کی بار کچھ تھکا سا تھا۔ بیلا نے بات بات پہ رونے والی عادت پہ خود کو جی بھر کر کوسا۔ اس لمحے اسے اپنی ذات سے نفرت محسوس ہوئی کیونکہ اپنی بدولت وہ جبران کو ہمیشہ بے سکون کر دیتی تھی۔

****

جے میں آج آپ کے پاس سو جاؤں۔" آئزل کی معصومیت بھرے لہجے پہ جے بی نے بنا کسی تردد کے اس کے لیے اپنی بانہیں واں کی تھیں۔ وہ بھاگ کر اس میں بانہوں میں آسمائی۔ اس نے اس کا ماتھا چومتے اپنے ساتھ لٹا لیا۔ وہ اب اس کے سینے پہ سر رکھے لیٹی تھی اور جے بی نجانے کون کونسی کہانیاں اسے سنا رہا تھا۔ اس منظر نے بیلا کی آنکھوں میں نمی بھر دی۔ سامنے موجود شخص یہ تو ڈیزرو نہیں کرتا تھا کہ اس کی کوئی اولاد نہ ہو پھر وہ کیوں بیلا سے کسی قسم کا شکوہ نہیں کرتا تھا۔ دروازے پہ ہو رہی دستک نے اسے سوچوں کے گرداب سے باہر نکالا۔ آنے والی فانیہ تھی۔

"اسے مجھے دے دیں۔ ساری رات تنگ کرے گی آپکو۔"

لیکن میں تو خوش تھا اسے پاس سلا کر۔" جے بی نے ناراضی سے فانیہ دیکھا۔ اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات بیلا نے بغور دیکھے تھے۔

جبران۔" وہ جب سونے کیلیے لیٹے بیلا کی آواز نے اس کی نیند میں خلل ڈالا۔ وہ چونکا اور ہمم کہنے پہ اکتفا کیا۔

وہ میں کہہ رہی تھی کہ دیکھو میری بات کا غلط مطلب مت نکالنا لیکن ہر مرد کی طرح تمہاری بھی تو "خواہش ہو گی اولاد کی۔

بلکل ہے مگر صرف آپ سے اولاد کی کسی دوسرے سے نہیں۔" بیلا کو اس سے اس قسم کی بے باکی کی بلکل توقع نہیں تھی۔اس کی آواز نیند سے بوجھل تھی شاید وہ نیند میں تھا۔

"میں تمہیں کبھی یہ خوشی نہیں دے سکتی جبران۔ تمہیں مجھ سے بہتر۔"

"آپ سا عزیز میں نے کسی کو رکھا ہی نہیں۔ پھر آپ سے بہتر آپ سے اچھا حتیٰ کہ آپ جیسا بھی کوئی نہیں چاہیے مجھے میم۔" اس نے کروٹ اس کی جانب لیتے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔بیلا نے اس کا چہرہ دیکھنا چاہا لیکن اندھیرا ہونے کی وجہ سے وہ دیکھنے سے قاصر تھی۔

"اب آپ مجھے یوں دیکھ کر ڈسٹریکٹ کر رہی ہیں۔" یکلخت اس کا لہجہ بدل گیا۔

"میں نے تو نہیں دیکھا تمہیں۔" اس نے تیزی سے نگاہیں جھکاتے اس کے شرٹ کے ڈیزائن پہ انگلی پھیرنا شروع کر دی۔

"آپ پوری دنیا کو دھوکا دے سکتی ہیں بیلا مگر مجھے نہیں۔ آپ کی ان خوبصورت بھوری آنکھوں کی چمک سیدھا میرے دل میں اتر جاتی ہے۔ آپ کو کیا لگتا ہے یہ تاریکی آپ کی آنکھوں کی چمک کو بھی ماند کر دے گی؟" بیلا کو اس کا ہاتھ اپنے گال پہ محسوس ہوا تھا۔وہ ہاتھ کی پشت اس کے گال پہ پھیر رہا تھا۔

"جبران۔"

بہت اچھا لگتا ہے آپ کے لبوں پہ میرا نام۔ میرا ذہن آپ کی آواز کے ساتھ الجھ جاتا ہے۔" وہ جیسے مسکرایا تھا۔

اوہ گاڈ جبران تم کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے میری تعریف کرنے کا۔" بیلا جھینپ گئی۔"

"ابھی تو صرف آواز کی تعریف کی ہے۔ مجھے تو یہ آنکھیں یہ ہاتھ یہ اونچی کھڑی ناک یہ۔"

کین یو پلیز شٹ اپ۔" وہ مسکراہٹ دباتے کروٹ بدل گئی۔ جبران نے عقب سے ہی اسے خود میں" سمو لیا۔

پہلی بار تم نے میری کوئی بات رد کی ہے جبران۔" وہ جو ہلکی ہلکی نیند میں جا رہا تھا ایک بار پھر چونک" گیا۔

اور اس بات کے رد ہو جانے کا سکون جو آپ کے اندر اترا ہے نا اس نے مجھے بھی سکون دے دیا" ہے۔" بیلا نم نگاہوں سمیت ہنس دی۔ سچ میں اس کی بات سن اس کے اندر تک سکون اتر گیا تھا۔ وہ اس شخص کو بانٹنے کا کیسے سوچ سکتی تھی لیکن یہ بات وہ جبران پہ ظاہر نہیں ہونے دے سکتی تھی۔ اس

لمحے تو وہ سو گئی تھی لیکن اگلی صبح جبران پہ اس کی بات سچی نہ ثابت ہو تبھی پورے گھر میں ناراض پھر رہی تھی۔ اس کی اس ناراضگی کا نوٹس کسی اور نے لیا ہو یا نہ لیا ہو مگر حشمت نے ضرور لیا تھا۔

"بیلا سے کوئی بات ہوئی ہے تمہاری۔ ناراض ناراض لگ رہی ہے۔" وہ جو فانیہ کے ساتھ بیٹھی بیلا کو دیکھ رہا تھا ان کی جانب مڑا اور مسکرایا۔ وہ مشکوک نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"وہ تو ہر دوسرے دن ناراض ہوتی ہیں اس میں نیا کیا ہے۔" اس نے ان کی بات کو ہوا میں اڑا دیا۔ لہجہ مسکراتا ہوا تھا۔

"وہ ناراض ہے تم سے۔ تمہیں منانا چاہیے اسے۔"

"رہنے دیں نا ایسے ہی اچھی لگ رہی ہیں وہ۔" وہ ابھی بھی بیلا کو دیکھ رہا تھا اور بیلا اس کے نگاہوں کے ارتکاز سے پگھل رہی تھی۔ یہ شخص اپنے باپ کے ساتھ بیٹھ کر بھی گھورنے سے باز نہیں آتا تھا۔

"جیسے میں جانتا نہیں نا کہ اس کی خاموشی پہ کیسے دیوانے ہوئے پھر رہے ہو تم۔" انہوں نے جھاڑ پلائی۔ وہ جھینپتے سر کھجا کر رہ گیا۔ حشمت اس کا مسلسل بیلا کو دیکھنا اس کے آگے پیچھے اندر باہر گومنا محسوس کر چکے تھے۔

"تم بہت بے شرم ہو جبران۔"

تھینک یو بابا آپ نے اسے اس بات کا احساس دلا دیا یہ سچ میں بہت بے شرم ہے۔" وہ خفگی سے بولتی اندر چلی گئی۔

جا میرا بیٹا۔ بیوی کو زیادہ دیر ناراض نہیں کرتے۔" حانم بی نے اسے پچکارا۔"

جی جی آپ کی بیٹی جو ہے۔" جبران نے ہنستے ہوئے دہائی دی۔ اس لمحے وہاں موجود ہر شخص نے اسکی ہنسی کی نظر اتاری تھی۔ کمرے میں آتے ہی اس نے کمرے کی چٹخنی چڑھاتے قدم اس کی جانب بڑھائے جواب اسے نظر انداز کرتے باہر کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جبران نے اس کی کلائی تھام لی۔

"میں تمہیں لاسٹ ٹائم وارن کر رہی ہوں کہ میرا ہاتھ چھوڑ دو جبران۔"

ایسے ہی چھوڑ دوں ہاتھ۔ چھوڑنے کیلیے تھوڑی تھاما ہے۔" اس نے انگلیوں سے اس کے گال کو" چھوا۔ وہ سٹپٹا گئی۔

کیا چاہتی ہیں آپ بیلا۔ روز روز ایک نیا قصہ لے کر مجھے آہستہ اہستہ کیوں مار رہی ہیں۔ ایک ہی دفعہ " جان سے مار دیں۔" بیلا نے تڑپ کر اسے دیکھا اور نفی میں سر ہلایا۔

"تم میری سے اختلاف نہیں کر سکتے کہ تمہاری ذات میرے آنے سے قبل مکمل تھی۔"

غلط! آپ ہیں تو میں مکمل ہوں۔" اس نے ایک بار پھر اطمینان سے اختلاف کیا۔ اگلے ہی لمحے وہ اسے صوفے پہ بٹھاتے خود دوزانوں اس کے نزدیک قالین پہ بیٹھا اور اس کی گود میں سر رکھ دیا۔ بیلا کا وجود سرد پڑ گیا۔

آپ کو میری آنکھوں میں اپنے لیے محبت نظر نہیں آتی۔" بیلا کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹتے جبران کے گال پہ گر گیا۔

میں نے تو کبھی تمہاری آنکھوں میں دیکھا ہی نہیں۔ تمہارا نظریں جھکا کر مجھ سے بات کرنا ہی مجھے محبت لگا۔" وہ ضبط کھوتے ہچکیوں سے رو دی۔

چار سال ہر دن ہر رات ہر گھنٹے ہر سیکنڈ میں ایک نئی موت مرا ہوں۔ میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں بیلا جو آپ کو آپ کی اہمیت بتا سکیں۔ بس میری ایک بات یاد رکھیے گا ہمیشہ کہ جبران کی زندگی میں آپ سے زیادہ اہم نہ پہلے کوئی تھا اور نہ آئندہ زندگی میں کبھی ہو گا۔" بیلا نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے سر پہ رکھتے اپنا گال اس پہ ٹکا لیا۔ دونوں کی آنکھوں سے یکے بعد دیگرے آنسو ٹوٹتے بیلا کی جھولی میں گرے۔

"تمہاری ذات نے میری ذات کے خلاء کو پُر کر دیا ہے جبران۔ میں نے فرشتہ نہیں دیکھا لیکن میں نے جبران کو دیکھا ہے۔ میں نے اس بات کو حقیقت مان لیا ہے کہ یہ خواب نہیں بلکہ حقیقت ہے اور میں نے اللہ کی نگاہ میں وہ مقام پالیا ہے جس کی بدولت اس نے مجھے تم سے نوازا ہے۔" ہمیشہ کی طرح اس نے ان سب باتوں کا اعتراف اس کے سامنے تو نہیں البتہ دل میں ضرور کیا تھا۔

"پہلے میں سوچتا تھا کہ میرا اس زندگی میں مقصد کیا ہے لیکن جب سے آپ ملی ہے مقصد کیا خوب سمجھ آیا ہے۔ اب کچھ بھی بے مقصد نہیں لگتا۔ بس لبوں سے ایک ہی لفظ نکلتا ہے شکر الحمد اللہ۔" اس کے رونے میں روانی آگئی تھی۔ آج وہ اپنی کم مائیگی پہ نہیں بلکہ سامنے بیٹھے شخص کی اپنے لیے محبت پہ رو رہی تھی۔

****

"تم کھانا نہیں کھاؤ گے کیا۔"

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔" فانیہ نے بیلا کا اترا ہوا چہرہ دیکھتے مسکراہٹ ضبط کی۔"

بی جے بی بھائی کو وہ تو دیں جو آپ نے خاص طور پہ ان کیلیے تیار کیا ہے۔" فانیہ کے شرارت آمیز لہجے پہ بیلا اور جبران کی نگاہیں بیک وقت ایک دوسرے کی جانب اٹھی۔ نا چاہتے ہوئے وہ اٹھتے اٹھتے واپس ٹک گیا۔ وہ دوپہر کے کھانے لیے سب کے ساتھ کھانے کی میز پہ موجود تھے۔

یہ میں نے پہلی بار بنائی ہے اس لیے جیسی بھی ہو بنا ناک منہ چڑھائے کھا لینا۔" وہ اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے دھیرے سے بولی۔ بیلا نے جھجک کر پاستہ اس کی پلیٹ میں ڈالا۔ لحظہ بھر کو نظر اٹھا کر اس نے بیلا کو دیکھا اور بنا کوئی جواب دیے کھانے لگا۔ بیلا جل کر رہ گئی اس کی فرمانبرداری پہ۔ مجال ہے اس شخص کے منہ سے کبھی بیلا کیلیے نہ نکلا ہو۔

اس کے بعد آپ کو شاپنگ پہ جانا ہے نا۔" حشمت نے رومال سے منہ تھپتھپاتے سوالیہ انداز میں" بھنویں اچکائی۔ بیلا نے مرے مرے انداز میں سر ہلایا۔

کس کا فون ہے اٹھا کیوں نہیں رہی۔" غازی نے فانیہ کے موبائل پہ مسلسل آتی کال کو دیکھ نا سمجھی" سے بھنویں اچکائی۔ اس نے بمشکل مسکراتے نفی میں سر ہلایا اور موبائل سختی سے جکڑ لیا۔ جبران نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ غازی بنا کسی کی پرواہ کیے اس کے شوز کی لیسز بند کر رہا تھا۔ وہ زیرِ لب مسکرایا۔

بابا یہاں زن مریدی کے ریکارڈز ٹوٹنے لگے ہیں۔" جے بی نے اسے چھیڑا۔ حشمت کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

وہ جھک نہیں سکتی اور میں جھک کر اسے یہ بتا رہا ہوں کہ میں چالیس کا ہو جانے کے باوجود جوان ہوں۔" غازی نے گردن اکڑائی البتہ فانیہ ایک بار پھر اسکی اپنی تعریف آپ پہ جل بھن گئی۔

رہی بات زن مریدی کی تو ابھی تک تمہارے سے بہتر اس سے اوپر کوئی نہیں پہنچا۔" غازی نے تمسخر سے مسکراتے اسے دیکھا جو ڈھیٹوں کی طرح ہنس رہا تھا۔

یہ میرے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں بھائی۔" اس نے جھک کر مزے سے بائیں آنکھ دبائی۔ بیلا اس کی بے شرمی پہ افسوس کرتی رہ گئی۔ مال پہنچ کر بھی جبران ان کے ساتھ ہی رہا تھا معاً کسی کا فون آتے ہی وہ ان دونوں کو خیال رکھنے کی تاکید کرتے باہر کی جانب بڑھا۔ بے دھیانی میں چلتے اس کا کندھا بری طرح کسی کے کندھے سے مس ہوا۔

ارے تم بیلا کے شوہر ہو نا۔" کسی کی آواز پہ اس کے قدموں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا۔ وہ ماتھے پہ شکنیں لیے مڑا تو نگاہیں سیدھا سامنے کھڑے غزوان جاہ سے ٹکرائی جو تمسخر اڑاتی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

مجھے پہچانا تم نے۔" اس نے جبران کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔ جبران کا چہرہ سپاٹ ہی رہا۔ اس نے خیال کیا کہ کہی بیلا اسے پہچان نہ لے۔

" شاید تم نے مجھے پہچانا نہیں یا تمہاری بیوی نے کبھی تمہیں میرے بارے میں نہیں بتایا۔" وہ شاطرانہ انداز میں ہنسا۔ جبران نے اشتعال کے عالم میں مٹھیاں بھینچ لی۔ ماتھے کی رگیں ابھر کر نمایاں ہو رہی تھی۔

" بتایا تھا انہوں نے کہ انہیں جانوروں سے بے حد لگاؤ تھا کچھ تو انہوں نے پال بھی رکھے تھے۔ کہی تم وہی تو نہیں۔" جبران کی بات پہ غزوان کا چہرہ اہانت کے احساس سے سرخ پڑ گیا۔ وہ بپھر کر اس سے قبل اسکی جانب بڑھتا جبران نے شعلہ اگلتی نگاہوں سے اسے گھورتے پیچھے کی جانب دھکیلا۔ وہ بمشکل گرتے گرتے بچا۔

" ویسے وہ ہے کہاں۔ کہی کوئی تنہائی کا فائدہ اٹھا کر اسے لے تو نہیں گیا۔" اس کی بکواس پہ جبران کے کان سائیں سائیں کرنے لگے۔ اس نے چند ساعتیں غائب دماغی کی کیفیت میں اسے دیکھا اگلے ہی لمحے وہ قدم پیچھے کی جانب لیتے اندھا دھند بھاگا تھا۔ سر مسلسل نفی میں ہل رہا تھا۔ ایک دکان سے دوسری۔ دوسری سے تیسری حتٰی کہ اس نے ہر جگہ چھان لیا۔

"ج بی بھائی۔" فانیہ کی بھرائی آواز پہ وہ کسی انہونی کے خیال سے مڑا۔ وہ بھیگی نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی وہ اس کے ساتھ لگتی ہچکیوں سے رو دی۔

"بب۔ بھائی وہ۔ بی پتہ نہیں کہاں۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بولی۔ اس لمحے جبران کو اپنی ٹانگوں پہ کھڑے رہنا محال لگا۔ اس نے ایک گہرا سانس بھرنے کی کوشش کی لیکن بیلا کا چہرہ آنکھوں کے دریچوں پہ نمودار ہوتے ہی وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔

"آپ چلیں میرے ساتھ۔" اس نے بمشکل اپنے اعصابوں پہ قابو پاتے گاڑی گھر کی جانب دوڑائی۔ اس دوران دوبار آنکھوں میں دھند اترنے کی بدولت گاڑی ٹکراتے بچی۔ پورچ میں گاڑی رکتے ہی وہ خالی الذہنی کی کیفیت میں اندر کی جانب بڑھا۔ سامنے کھڑے غازی کو دیکھ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ کھڑی حانم بی کو دیکھ وہ سانس نہیں لے سکا۔ ان کو کیا جواب دے گا وہ۔

"فاطمہ کہاں ہے۔" حانم بی کی بے چین آواز پہ اس کی آنکھوں میں سرخی دوڑ گئی۔ اس نے آنکھ کے اشارے سے غازی کو ساتھ آنے کا کہا تھا۔

"بلی کہاں ہے۔" اس نے جبران کا بازو جکڑتے اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

بھائی وہ مجھے غزوان ملنا تھا مال میں۔ وہ بہت غلط باتیں بول رہا تھا میں اس سے بات کرنے کو ٹھہر گیا" لیکن جب واپس گیا تو بیلا بھابھی کے ساتھ نہیں تھی۔" غازی نے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔ اگلے ہی لمحے فانیہ کا فون بجا۔ وہی رونگ نمبر دیکھ اس کا چہرہ لٹھے کی مانند سپید پڑ گیا اس سے قبل کہ وہ فون کاٹتی غازی نے غصے سے اس کے ہاتھ سے فون جھپٹتے سپیکر پہ ڈالا۔ دوسری جانب سے آنے والی آواز نہایت واضح تھی۔

اس نقاب پوش عورت کو کیوں اٹھالائے۔ اس فانیہ کو لانا تھا تاکہ غازی کی کمزوری پہ وار" کرسکتے۔" شاید کال غلطی سے لگ گئی تھی۔ غازی کے ساتھ ساتھ جبران کا دماغ بھی بھک سے اڑا۔ مطلب فانیہ اس سے یہ سب چھپا رہی تھی۔ فانیہ نے لبوں پہ سختی سے ہاتھ جما لیا۔

تم اس دن کا مجھ سے یہ چھپا رہی تھی فانیہ۔" غازی کا لہجہ انتہائی ٹوٹا ہوا تھا۔ اس کیلیے یقین کرنا مشکل" تھا کہ فانیہ اس سے کوئی بات چھپا سکتی ہے۔

وہ مجھے پکڑنا چاہتے تھے۔ دوبار انہوں نے فون کر کے مجھے دھمکی دی۔ میں کسی کو نہیں بتانا چاہتی تھی" کہ سب پریشان ہوتے لیکن آج وہ میرے بجائے نقاب والی کو لے گئے انہیں نہیں معلوم کہ وہ بی ہیں "کیونکہ بی تو ان کے نزدیک مر چکی ہیں۔

لیکن بھائی وہ غزوان تو بیلا کے زندہ ہونے کے بابت جانتا تھا۔" جبران نے نا سمجھی سے اسے بتایا جس کی نگاہیں ابھی بھی فانیہ پہ جمی تھی جو چہرہ جھکائے رو رہی تھی۔

"اب رونے کا کیا فائدہ۔ جانتی ہو یہ سب کچھ جو آج ہوا ہے اس کی وجہ تم ہو۔ فانیہ اگر تمہاری بدولت بیلا پہ ذرا بھی خراش آئی تو مجھ سے کسی نرمی کی امید مت رکھنا۔" وہ بولا نہیں تھا دھاڑا تھا۔ فانیہ اپنی جگہ سے اچھل کر رہ گئی اور شدتوں سے رو دی۔

"آپ پریشان مت ہو میں دیکھ لوں گا۔" جبران نے اس کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

"کیسے پریشان مت ہوں ایک بار اسے موت کے منہ میں جاتا دیکھ چکا ہوں۔ تم لے کر گئے تھے نا اپنے رسک پہ اسے پھر حفاظت کیوں نہ کر پائے اسکی۔" وہ جبران کا کالر سختی سے مٹھیوں میں جکڑتے بپھر کر بولا۔ جبران نے کوئی جواب نہ دیا بس خاموش نگاہوں سے فانیہ کو دیکھتا رہا جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"اُس وقت میں اور اِس وقت میں بہت فرق ہے بھائی۔ اس وقت جبران کا ان کی زندگی میں کوئی کردار نہیں تھا مگر اب سب سے اہم کردار اسی کا ہے۔ آپ بھابھی کو سنبھالیں میں جاتا ہوں۔ اینڈ فار گاڈ سیک ان پہ غصہ مت کیجیے گا وہ انجان ہیں اس سب چیزوں سے۔" وہ ملتجیانہ لب و لہجے میں بولتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ وہ جانتا تھا اسے اب کیا کرنا ہے۔

"مجھے معاف کر دیں پلیز۔"

سٹاپ اٹ فانیہ۔" وہ درشتی سے بولتے گاڑی بھگا لے گیا۔ فانیہ نے بے دردی سے اپنی آنکھوں کو مسل ڈالا۔ اگر آج بیلا کو اسکی بدولت کچھ ہو گیا تو اس کا کیا ہو گا۔ کیا وہ اپنے آپ کو کبھی معاف کر پائے گی؟

****

یہ تم کسے اٹھا لائے۔ فانیہ کہاں ہے۔ ایک کام تم لوگوں سے ڈھنگ سے نہیں ہوتا۔" کرسی سے بیٹھی نقاب میں موجود بیلا نے نم نگاہوں سے انہیں دیکھا۔ کیسا گھناؤنا روپ تھا ان کا جو وقت کے ساتھ ساتھ مزید بگڑتا ہی چلا جا رہا تھا۔

اے کون ہو تم۔ غازی کے گھر میں کوئی ملازمہ ہو کیا؟" اس کے سوال پہ بیلا تمسخر سے " مسکرائی۔ نقاب میں ہونے کی وجہ سے قیس اس کی مسکراہٹ نہ دیکھ پایا۔ بیلا نے کوئی جواب نہ دیا بس آنکھیں بند کر گئی۔ آنکھیں موندتے ہی جے بی کا چہرہ آنکھوں کے دریچوں پہ لہرایا۔ اگر آج اسے کچھ ہو گیا تو جبران کا کیا ہو گا۔ وہ ایک بار پھر اسے موت کے منہ میں نہیں دھکیل سکتی تھی۔ موت کے اتنے قریب ہو کر بھی اسے صرف جبران کی فکر تھی۔ اس نے اذیت سے اطراف کا جائزہ لیا۔ وہ شاید

کسی گھر میں قید تھی۔ دیکھنے سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا۔ اس لمحے اس نے آنکھیں موندتے اللہ کا شکر ادا کیا تھا جس نے نقاب کی بدولت اسکی عزت رکھ لی تھی ورنہ سامنے کھڑا شخص اسے جان سے مارنے میں ایک لمحہ نہ لگاتا۔ اس نے ایکدم کہی دروازہ کھولنے اور بند ہونے کی آواز سنی۔ ساتھ ساتھ بھاری قدموں کی آواز سن جہاں قیس گھبرایا وہی بیلا کے چہرے پہ اضطراب چھا گیا۔ شور سن قیس اور اس کے ساتھی باہر کی جانب بھاگے۔ بیلا نے ہمت کرتے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جیسے وہ لوگ برے طریقے سے اسے گھسیٹ کر لائے تھے۔ اس کی کلائیوں پہ ابھی بھی جلن کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ لوگ شاید کہی چھپ گئے تھے۔ بیلا دروازہ کھولتے وہاں سے باہر نکل گئی۔ کانپتی ٹانگوں کو گھسیٹتے وہ ڈرتے ڈرتے باہر آ رہی تھی تبھی اس نے ایک شخص کو اپنی طرف بڑھتے دیکھا اور اس کا سارا حوصلہ ساری ہمت وہی جواب دے گیا۔ وہ جوں ہی اس کے قریب آیا وہ اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے ہچکیوں سے رو دی۔ جبران نے سختی سے اسے خود میں بھینچتے گرفت مضبوط کرلی جیسے اس کے دور ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

اس کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کہ وہاں کون کون موجود ہے۔ بس ایک اس کی آواز کا اثر تھا وہ سب بھول بیٹھی تھی۔

کیا میں سمجھ لوں کہ آپ نے مجھے اپنا شوہر اپنا محافظ مان لیا ہے تبھی یوں حق سے سہم کر آپ میرے" گلے لگی ہیں۔ اگر یہ حقیقت ہے تو خدا کی قسم میں ان لوگوں کو آگ لگا دوں گا۔" اس نے بیلا کی سماعتوں میں سرد سی سرگوشی کی۔ بیلا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔

اچھا تو یہ جو بھی ہے تیری بیوی ہے۔" قیس کی سفاک آواز سن بیلا ایک جھٹکے سے اس کا حصار توڑتے" پیچھے ہوئی۔ جبران نے ایک تیز نگاہ قیس پہ ڈالی۔

تو نے میری بیوی کو غائب کیا اور میں نے اسے بچا لیا۔ اب میں تجھے غائب کروں گا اس دنیا سے وہ بھی" ہمیشہ کیلیے۔every action has a severe reaction..

سنا تو ہوگا ہی۔ چل اس پہ عمل کرتے ہیں۔" وہ شرٹ کے بازو فولڈ کرنے لگا۔

تو نے میری بیوی کو غائب کیا۔ پھر بھی میں پرسکون تھا اور سیریل کلر اور ہیکر کے تو سکون سے بھی" گھبرانا چاہیے کیونکہ اس کے بعد قہر نازل ہوتا ہے۔ تمہیں بھی اب خوفزدہ ہونا چاہیے۔" وہ مزے سے بول رہا تھا۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا اس کے چہرے پہ اضطراب قیس کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملا تھا۔

نوکر ہے تو غازی کا مالک کیوں بن رہا ہے۔" بیلا نے سختی سے مٹھیوں کو بھینچا۔ اس نے تنفر بھری" نگاہوں سے ہنستے ہوئے قیس کو دیکھا۔ لبوں پہ شیطانیت بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔

نوکر تو میں صرف اپنی بیوی کا ہوں۔" اس نے محبت سے بیلا کی آنکھوں میں دیکھا جو آنکھوں میں نمی لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ چہرہ اس کی سانسوں میں روانی کا باعث تھا۔ کسی غیر معمولی پن کے احساس کے بدولت اس کی نگاہیں قیس کے عقب میں اٹھی جہاں اس کا ایک آدمی چھپ کر جبران پہ بندوق تانے ہوئے تھا۔ اس کا دل کانپا۔ اس نے خوفزدہ نگاہوں سے جبران کو دیکھا۔ وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ جبران کی بیلٹ پہ لگی گن کی جانب اٹھی۔ اگلے ہی لمحے اس کے چہرے پہ کرختگی چھا گئی۔ اس سے قبل کہ شخص جبران پہ گولی چلاتا بیلا نے ایک جھٹکے سے اس کی بیلٹ سے بندوق نکالتے اس شخص کے بازو کا نشانہ لیا تھا۔ ٹھاہ کی آواز کے ساتھ ریوالور اس شخص کے ہاتھ سے دور جا گرا۔ اس اچانک ہوئی افتاد پہ جبران ساکت رہ گیا۔ بیلا کے ہاتھ اپنی حرکت پہ بری طرح کپکپا رہے تھے۔

یہ۔یہ کون ہے۔" قیس اس کے ایکدم ٹھیک نشانے پہ بھڑک اٹھا۔ کیا وہ کوئی ماہر شوٹر تھی۔"

بیلا جبران۔" وہ مسکرا کر بولتے بیلا سے دو قدم پیچھے جا کھڑا ہوا۔ بیلا نے خود پہ قابو پاتے اپنا نقاب" اتارا اور چہرہ اٹھاتے آنکھیں سیدھا قیس کی وحشت بھری نگاہوں میں گاڑھی۔ لبوں پہ ابھرنے والی مسکراہٹ بہت بے ساختہ تھی۔ بیلا دل جلانے والی مسکراہٹ سمیت اس کی جانب بڑھی۔

"تت۔ تم تو مر گئی تھی نا۔"

ڈر گئے کیا ڈیڈی۔" اس نے گن اس کی ٹھوڑی تلے رکھتے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ اس کی آنکھوں میں خوف تیر رہا تھا۔ بیلا شیطانی انداز میں مسکرائی۔ اس کے قبل کہ وہ اپنے بچاؤ کی خاطر اس پہ حملہ آور ہوتا بیلا نے قیس کی ایک ٹانگ پہ کھڑا ہوتے اس پہ دباؤ بڑھایا تھا۔

"حلیہ بدلا ہے میں نے۔ فطرت ابھی بھی وہی ہے۔ اس لیے ڈونٹ اوور سمارٹ ود می ڈیڈی۔" اس نے سفاکیت سے بولتے بندوق قیس کے منہ میں ڈالی تھی۔ آنکھوں میں نجانے کیا کچھ نہ تھا۔ قیس کی آنکھیں خوف کے مارے باہر کو ابل پڑی۔

"مجھے بہترین مرد سے نوازا گیا ہے ڈیڈی۔ سنا آپ نے بیلا کو جبران سے نوازا گیا ہے۔ کیا کہتے تھے آپ کہ میں اچھے مردوں کی خواب دیکھتی ہوں۔ میرا کردار جیسا ہے مجھے کوئی ایسا نہیں مل سکتا۔ دیکھیں پھر ڈیڈی اسے۔ غور سے دیکھیں۔" روتے روتے اس کا ہاتھ کپکپایا۔ کسی نے عقب سے ہی اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تھا۔

"بس اتنا بہت ہے۔ آگے میں سنبھال لوں گا۔ آپ چلیں میرے ساتھ۔"

مجھے اس شخص کو مارنا ہے۔" وہ نم لہجے میں بولی۔"

میں آپ کو اس شخص کے گندے خون سے ہاتھ نہیں رنگنے دوں گا میم۔ چلیں اور تم خیال کرنا یہ کہی" بھاگ نہ پائے۔" وہ اس کی کلائی تھامتے وہاں کھڑے آدمی کو حکم صادر کرتے باہر کی جانب بڑھا۔ بیلا کو اس لمحے اس سے خوف محسوس ہوا۔ ڈرائیونگ کے دوران بھی دونوں کے درمیان خاموشی کا راج تھا۔ دونوں نے ایک لفظ بھی نہ کہا۔ بس نجانے کیوں بیلا کا دل جبران سے خوفزدہ تھا۔ اگر بیلا کبھی اس کا وائلنٹ روپ دیکھ لیتی تو خود پہ رشک کرتی۔ یہ حشمت کا کہنا تھا۔ وہ گیم کا رخ بدلنا جانتا تھا۔ ابھی بھی وہ نہیں جانتی تھی کہ اسے کیسے علم ہوا تھا بیلا کی یہاں موجودگی کا۔ بیلا اس سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن اس کا خوف اس سب پہ حاوی تھا۔

میری فاطمہ۔" صدر دروازے سے اندر آتے بیلا اور جبران کو دیکھ خانم بی روتے ہوئے اسکی جانب" بڑھی۔ وہ ان کے سینے سے لگی تھی۔ آنسو ایک بار پھر بہنے کو بے تاب تھے۔ سب سے ملتے ملاتے اسکی حالت کے پیش نظر وہ اسے اپنے اور بیلا کے مشترکہ کمرے میں لے آیا۔

بھائی کہاں ہیں بھابھی۔" فانیہ نے اسے دیکھ کر روتے روتے نفی میں سر ہلایا۔ اس نے فانیہ کے سر پہ" ہاتھ رکھتے تسلی دی۔ اس دوران بیلا بس چہرہ جھکائے مسلسل آنسو بہا رہی تھی۔ اس نے بیلا کا چہرہ اٹھاتے نرمی سے اس کے گال پہ بہنے والے آنسوؤں کو صاف کیا۔

میرے آنے تک اگر آپ نے ایک بھی آنسو بہایا بیلا تو آئی سوئیر آپ مجھے ابھی جانتی نہیں" ہیں۔"اس کی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی تھی۔اس کی ہچکی بندھ گئی۔جے بی نے جھک کر اس کی پیشانی چومی اور اپنی انگلیاں اس کے پپوٹوں پہ پھیری جو مسلسل رونے کی بدولت سوجھے ہوئے تھے۔یکلخت اس کے چہرے کے تاثرات بدلے وہ فانیہ کو اس کا خیال رکھنے کی تاکید کرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

ایم سوری بی میری وجہ سے۔"فانیہ کے بھرائے لہجے پہ بیلا نے نفی میں سر ہلاتے اسے خود میں بھینچ" لیا۔

سوری کیوں میرا بچہ۔اگر تکلیف تمہیں ہوتی تو پھر بھی ادھر تڑپنا میں نے ہی تھا اچھا ہے نا تکلیف مجھے" ہی ملی۔"وہ اس کی آنسو صاف کرتے پچکارتے ہوئے بولی۔فانیہ اس کے سینے سے لگتے غازی کی تمام باتیں نروٹھے پن سے اسے بتانے لگی۔بیلا نے اس کا سر چوما۔

میں پوچھوں گی اس سے۔"اس نے اسکا سر سہلاتے فانیہ کو تسلی دی مگر ذہن ابھی بھی جبران پہ ہی" اٹکا ہوا تھا۔

✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻✻

تم ٹھیک ہو بلی۔" بیلا نے مسکرا کر سر ہلایا۔ وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ جبران کی موجودگی میں بھی بھلا" اسے کچھ ہو سکتا ہے لیکن کہہ نہ پائی۔

جے بی بھائی آ گئے ہیں۔" فانیہ کے اطلاع دینے پہ وہ بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی۔ اس کی بے چینی کا" نوٹس وہاں موجود ہر شخص نے لیا تھا۔ کچھ ساعتوں بعد اس کا چہرہ نمودار ہوا۔ وہ سپاٹ چہرہ لیے ان کی جانب ہی آ رہا تھا۔

کہاں تھے تم۔" حشمت نے سوال کیا۔"

کچھ ضروری کام تھا بابا بس وہی نپٹانے گیا تھا۔ بہت تھک گیا ہوں گھر جا کر آرام کرنا چاہتا ہوں۔" اس" نے جمائی روکتے ہوئے کہا۔ بیلا نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

تم مجھے بتانا پسند کرو گے کہ کہاں ہے وہ شخص۔ اس کی جان لے لوں گا میں۔" غازی نے درشتی سے" اس کی بات کاٹی۔ جبران کے چہرے پہ چھائے سکون میں ذرا بھی فرق نہ آیا۔

روح تو اب تک اس کی پرواز کر چکی ہو گی۔ ہاں اگر راکھ کا ڈھیر دیکھنا چاہتے ہیں تو جو قبرستان ہے وہاں" جا سکتے ہیں۔ جو کام آپ اب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ میں پہلے ہی سر انجام دے چکا ہوں۔" وہ سب شاک کی کیفیت میں اسے دیکھ کر رہ گئے جس کا چہرہ بے تاثر تھا۔

تم۔ تم نے مار دیا۔ تم نے میری وجہ سے۔" جبران کے جملے نے اس کے ہوش اڑا دیے تبھی وہ اس" کے نزدیک آتے سرسراتے لہجے میں بولی۔

غلط۔ آپ کی وجہ سے نہیں۔ اس نے میری بیوی کے ساتھ غلط کرنے کی کوشش کی تھی۔" جبران" نے بے ساختہ اسکی تصحیح کی۔

چلیں بیلا ہم۔" اس نے براہ راست بیلا کی آنکھوں میں دیکھا۔ جو سب کچھ بیلا کے ذہن میں تھا وہ" غائب ہو گیا تھا۔ غازی اور بیلا نے غائب دماغی کی کیفیت میں اسے دیکھا۔

تمہیں کوئی حق نہیں ہے اب اسے یہاں سے لے کر جانے کا۔" غازی کا اگلا جملہ جبران کے حواس" مختل کر گیا۔ وہ بے اختیار اٹکا۔

کیا مطلب۔" حیرت زدہ تو حشمت بھی رہ گئے۔ صد شکر تھا کہ خانم بی کمرے میں سو رہی تھی۔ بیلا" نے متوحش ہو کر غازی کو دیکھا۔

تمہیں اس کی حفاظت کا ذمہ سونپا گیا تھا جبران جس میں تم کامیاب نہیں ٹھہرے۔ بیلا اس گھر سے" دور رہے گی تو میری بھی جان ہلکان ہوتی رہے گی۔ اسی لیے بیلا اب یہاں سے تمہارے فلیٹ میں نہیں جائے گی۔ وہ یہی رہے گی۔ اگر تم تنہا جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو۔" جبران نے اسکی بات کاٹی۔

بھائی وہ میری بیوی ہیں۔" اس نے بڑی روانی سے کہا۔ بیلا کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔"

تمہیں اس نے شوہر مانا کب ہے ابھی۔" غازی کے لبوں سے نکلتا جملہ جبران اور بیلا دونوں کو لہولہان کر گیا۔ حشمت صدماتی کیفیت میں غازی کی جانب دیکھ رہے تھے جو ٹھیک حساب بے باک کرنے پہ اترا ہوا تھا۔ چہرے پہ نرمی کا شائبہ تک نہیں تھا۔

"مومی تم یہ کیا بول۔"

تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے کمرے میں جاؤ تم۔ فانیہ جاؤ اسے لے کر جاؤ۔" غازی کا تحکم بھرا لہجہ سن جبران چہرہ جھکا گیا۔ وجود کو جیسے کوئی کند چھری سے ذبح کر رہا تھا۔ غازی کی بات سے جو طمانچہ اس کے منہ پہ پڑا تھا اس سے پورا وجود جل رہا تھا۔ فانیہ بیلا کو لیتے کمرے میں چلی گئی۔

کیا صرف ایک بار میں ان سے مل سکتا ہوں۔" اس کے آنکھوں میں ایک بے نام سی خاموشی دیکھ" غازی نے نگاہیں چرائی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے کمرے کی جانب بڑھا۔ بیلا اسے اندر آتا دیکھ تھم گئی۔ دل کے کسی کونے میں سکون اترا تھا شاید وہ غازی کو منا چکا تھا اسے ساتھ لے جانے کیلیے۔

جا رہا ہوں میں۔ اپنا خیال کیجیے گا۔" اس نے نرمی سے مسکراتے ہوئے بیلا کا سر چوما۔ دروازے پہ" ایستادہ غازی ٹھٹھک کر رک گیا۔ بیلا کے چہرے کا رنگ اڑا۔

ایم سوری میں وہ ایسے ہی ان کا ماتھا چومتا ہوں کہی بھی آتے جاتے۔ عادت ہے مجھے اور عادتیں کہاں بدلتی ہیں۔ ویسے بھی مجھے اس عادت سے محبت ہے۔" اس کا لہجہ پھیکا تھا۔ غازی نے بے پروائی سے شانے اچکائے۔ اس کے جاتے ہی بیلا گرنے والے انداز میں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔

مجھے یقین نہیں آرہا۔ میں یقین نہیں کر سکتی کہ وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔" اسے جبران سے اس ردِ عمل کی توقع نہیں تھی۔ غازی کے پلٹتے ہی وہ فانیہ سے بولی۔

آپ انہیں فون کر کے دیکھیں۔" فانیہ نے تجویز پیش کی۔ بیلا نے کانپتے ہاتھوں سے اپنا بیگ ٹٹولا اور فون نکالتے جبران کا نمبر ملایا لیکن دوسری جانب سے فون آف جا رہا تھا۔ اس نے مشتعل ہوتے فون بیڈ پہ پٹخا۔

اسے کھانا کھلاؤ فانیہ۔" بیلا نے غازی کی آواز پہ ناگواری سے نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔ فانیہ کو رونا آنے لگا۔ اگر وہ یہ سب کچھ پہلے ہی اسے بتا دیتی کہ تو آج کم از کم یہ سب نہ ہوتا۔

بی پلیز کچھ تو کھا لیں۔" بیلا نے جواب دیے بغیر چہرہ گھٹنوں میں چھپا لیا۔"

تم جانتی ہو ایک وقت ایسا آیا تھا کہ مجھے لگا تھا کہ وہ مجھے دھتکار دے گا لیکن میں غلط تھی۔ وہ مجھے " دھتکار کیسے سکتا تھا۔ " بولتے بولتے اس کی ہچکی بندھ گئی۔ فانیہ نے بے بسی سے اسے دیکھا۔ کچھ دیر بعد وہ بالآخر چپ ہو گئی۔ فانیہ نے سکون بھرا سانس لیا۔

مجھے اپنا نام بیلا کبھی اچھا نہیں لگا تبھی تو بدل دیا تھا لیکن جب سو لوگوں میں صرف وہ مجھے بیلا کہہ کر " پکارتا ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ شاید میرا یہ نام صرف اسی لیے رکھا گیا تھا۔ اس کا لہجہ شہد سے بھی نرم ہوتا ہے۔ اس کے لہجے میں آنکھوں میں ہاتھوں میں باتوں میں حتیٰ کہ پوری کی پوری بیلا کیلیے صرف نرمی ہی ہوتی ہے۔ وہ مجھے ہپنوٹائز کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ کوئی مجھ سے بھی اتنی محبت کر سکتا ہے؟ کیوں کرتا ہے وہ اتنی محبت اور بدلے میں کبھی اس نے مجھ سے کچھ نہیں مانگا۔ آج بھی نہیں مانگا۔ خاموشی سے پلٹ گیا۔ " ایک لمحے کی توقف کے بعد وہ دوبارہ بولی۔ بیلا کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔ فانیہ کو اسکی حالت دیکھ رونا آنے لگا۔

بی پلیز۔ " فانیہ نے اسے سنبھالنا چاہا۔ "

جانتی ہو وہ مجھے کیا کہتا ہے کہ مجھے آپ مل گئی مزید کچھ نہیں چاہیے۔ آپ کی موجودگی میری زندگی " میں کافی ہے میرے لیے مگر میں نے آج اسے کیا دیا۔ خالی ہاتھ لوٹا دیا۔ اس کے حق میں ایک حرف نہ

بول سکی۔" وہ اپنی خالی ہتھیلیوں کو تکنے لگی۔ آنسو اب گالوں کو بگھو رہے تھے۔فانیہ جانتی تھی اس لمحے وہ بس جے بی کا ہی ذکر سننا پسند کرے گی تبھی گلہ کھنکھارتے بات کی تمہید باندھی۔اسے ہلکا پھلکا محسوس کروانے کا اب بس یہی طریقہ تھا۔

بی ان میں سب سے اچھا آپکو کیا لگتا ہے۔"فانیہ کے برجستہ سوال پہ بیلا کی آنکھیں چمکی۔ایکدم ان" میں کرب سمٹ آیا۔

جب اس کی آنکھیں ہمہ وقت مجھے سراہتی ہیں۔جب اس کے چہرے پہ مجھے دیکھ رونق بحال ہوتی" ہے۔جب وہ میری ہر ناجائز خواہش بھی پورے کرنے کو تیار رہتا ہے۔"فانیہ جواب میں کچھ بول نہ سکی۔

اور بُرا۔" بیلا کی آنکھوں میں نمی اور ہونٹوں پہ مسکراہٹ بہ یک وقت آئی تھی۔"

برا۔"وہ زیر لب بڑبڑائی۔خفیف سے انداز میں سر ہلایا۔"

وہ میری کوئی بات ٹالتا ہی نہیں ہے۔جائز ہو یا ناجائز۔بس چہرہ جھکائے جی حضوری کیے جاتا ہے۔"بیلا" کی سوجی ہوئی آنکھوں میں خفگی بڑھ گئی۔غازی کی آواز نے ان دونوں کو چونکا دیا۔فانیہ نے اٹھ کر

دروازہ کھولا تو وہ سیدھا اندر چلا آیا۔ بیلا نگاہیں جھکا گئی تا کہ وہ اسکا رویا چہرہ نہ دیکھ لے۔۔ نجانے کیوں وہ اتنا سفاک بن گیا تھا۔

"بیلا۔"

"پلیز مومی مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔" وہ ایک ایک لفظ چبا کر بولی۔ غازی نے دونوں ہاتھ پشت پہ باندھے زیرک نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"تم پریشان ہو اسی لیے ایسے مجھ پہ غصہ کر رہی ہو لیکن یہ تمہارے حق میں ہی بہتر ہے۔ اسی لیے کسی کیلیے بھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ابھی تم صرف اپنے بارے میں سوچو۔ کسی تیسرے کو بلاوجہ یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف اپنی فکر کرو۔" غازی کا لہجہ اگرچہ سادہ تھا لیکن بیلا کو برچھی کی مانند لگا۔ وہ پھڑ پھڑا کر رہ گئی تبھی تمام لحاظ بالائے طاق رکھے چلائی۔

"وہ کوئی تیسرا شخص نہیں ہے وہ پہلا ہے اور وہی آخری ہے۔ وہ میرا شوہر ہے۔ اسی نے تو میری جان بچائی ہے۔ میں اس کی فکر نہیں کروں گی تو کون کرے گا۔" بولتے بولتے اس کا تنفس بگڑ گیا۔ غازی نے ٹھہر کر اسے دیکھا۔

اگر تم یہ بات آرام سے مان لیتی تو مجھے اپنے بھائی کی نگاہوں میں برا نہیں بننا پڑتا۔" فانیہ کو دیکھتے اس" نے بے حد خفگی سے کہا۔ بیلا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

تم بہت برے ہو۔ مطلب وہ سب ڈرامہ تھا۔" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولتی اس سے سینے سے لگ" گئی۔ جس نے محبت سے اس کے سر کو چوما تھا۔

اب تم مجھے خود چھوڑنے جاؤ گے یا میں مجھے اکیلے ہی جانا پڑے گا۔" مسلسل رونے کی بدولت لہجہ " بھاری ہو رہا تھا۔

ہاں چلو وہ بیوقوف مجنوں بنا بیٹھا ہو گا۔" بیلا اس کی بات پہ روتے روتے ہنسی تھی۔ ایک سکون سا اس" کے وجود میں سرائیت کرتا چلا گیا۔

بی میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گی آپ کے گھر۔" فانیہ بیلا سے چپک کر بولی۔"

ضرور میری جان۔" غازی کی پیشانی پہ سلوٹیں نمودار ہوئی۔"

کوئی کہی نہیں جارہا۔ تم یہی رہو گی چلو اپنے کمرے میں۔" وہ اسے ڈپٹنے والے انداز میں بولا۔"

میں جاؤں گی بی کے ساتھ ہی۔" فانیہ ہٹ دھرمی سے بولی۔"

خبردار تم نے یہاں سے ایک قدم بھی باہر نکالا تو۔" وہ اسکی بات سن بپھر گیا۔ فانیہ روہانسی ہو گئی۔ بیلا" نے جتاتی نگاہوں سے غازی کو دیکھا۔

دیکھ رہی ہیں آپ بی۔ یہ میرے ساتھ ایسے ہی بات کرتے ہیں اور سارا سارا دن آئزل کے ساتھ لگے" رہتے ہیں۔ میرا کیا۔ مجھے تو کوئی پیار ہی نہیں کرتا۔" غازی نے اس کے نروٹھے لہجے پہ ستائشی انداز میں بھنویں اچکائی۔ بیلا مسکراہٹ دبا گئی۔

بابی۔" اسی لمحے آئزل کی آواز پہ جہاں بیلا کھل کر ہنسی وہی فانیہ ناک منہ چڑھا کر رہ گئی۔"

تمہاری ہی بیٹی ہے۔" غازی نے اسے گود میں بھرتے فانیہ کو شرم دلانی چاہی۔"

بیٹی نہیں میری ماں ہے یہ۔" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولتے کمرے سے نکل گئی۔ بیلا نے" تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔ سب سے ملتے وہ غازی کے ساتھ فلیٹ کی جانب روانہ ہوئی۔ دل آج کسی حد تک پرسکون تھا۔ تقریبا بیس منٹ کی مسافت کے بعد غازی نے اسے باہر سے ہی چھوڑا تھا۔ بیلا نے ڈوپلیکیٹ چابی سے دروازہ کھولا۔ اندر موجود تاریکی دیکھ اسکا دل دھک سے رہ گیا۔ جب اس فلیٹ کی تنہائی میں اس کا جی گھبرایا تھا تو پھر وہ بھی تو تنہا تھا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ لاؤنج کی جانب چلی آئی۔ وہ ہیٹر آن کیے قریب پڑے صوفے پہ بیٹھا کچھ کام کر رہا تھا۔ چاروں اطراف میں اندھیرا چھایا

ہوا تھا۔ وہ پلر سے سر ٹکائے دونوں ہاتھ سینے پہ باندھے اس کی پشت کو تکتی رہی۔ وہاں سے ہوتے اس کی نگاہ اس کے بازو کی جانب اٹھی جہاں پٹی بندھی ہوئی تھی۔ دل یکلخت ڈوب کر ابھرا۔

میں جانتا ہوں آپ ہیں بیلا آجائیں۔" اس کے پر سکون لہجے پہ بیلا سانس روک گئی۔ وہ کیسے اس کی" موجودگی کو جان گیا تھا۔ اسے وہی جما دیکھ جبران نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تو وہ کچھ جزبز ہو گئی۔

"تمہیں کیسے علم ہوا کہ میں ہوں۔"

ہم آہٹ تک پہچان لیتے ہیں میم۔ انسانی سانسوں کی آواز سن سکتے ہیں۔ ہماری سروسز یہ سب ہمیں" سکھاتی ہیں۔ آپ کی آہٹ تو پھر سیدھا اس دل پہ لگتی ہے۔" اس کے جتانے پہ بیلا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس کے نزدیک آ گئی۔

اندھیرے میں کیا کر رہے ہو۔ خوف نہیں آیا تنہائی میں۔" وہ اس کے ساتھ ہی جگہ سنبھال گئی۔"

ہم لوگوں کو اندھیرا پینک نہیں بلکہ سکون دیتا ہے کیونکہ ہمارا شکار اندھیرے میں ہی ہوتا ہے۔" وہ" عجیب سے انداز میں مسکرایا۔

آپ یہاں کیسے۔" اب کی بار وہ مدعے کی طرف آیا۔ کیا سچ میں وہ اس کیلیے واپس لوٹ آئی تھی۔"

تم تو مجھے وہاں چھوڑ آئے تھے۔ خوب اہمیت کا اندازہ ہوا ہے مجھے اپنی۔" وہ خفگی سے اسے دیکھ کر" بولی۔ جبران دکھ سے مسکرایا۔

بھائی کی کسی بات سے اختلاف نہیں کر سکتا تھا میں۔ آج نہیں تو کل ان کا دل میری جانب سے نرم" ہو جاتا۔ زیادہ دیر ناراض نہیں رہ سکتے وہ میرے سے۔" وہ نرمی سے مسکرایا۔ اس کے لہجے میں غازی کیلیے صرف محبت ہی محبت تھی۔ وہ اسے بتا نہ سکی کہ اس کی بدولت ہی مومی نے یہ سب کھیل رچایا تھا نہ وہ بتانا چاہتی تھی تاکہ وہ یہ نہ سوچے کہ غازی کی بدولت ہی بیلا نے اس چیز کا اعتراف کیا ہے۔

میرا کیسے علم ہوا کہ میں کہاں ہوں۔" اسکے تفتیشی انداز میں لیپ ٹاپ پہ اسکی حرکت کرتی انگلیاں" تھمی۔

ایک ہیکر کا کام کیا ہوتا ہے۔" وہ دوبارہ مصروف ہو گیا۔ بیلا ہکا بکا اسے دیکھ کر رہ گئی۔"

مم۔ مطلب۔ تت۔ تم میری سرگرمیوں پہ نظر۔" جبران کے لبوں پہ پھیلنے والی مسکراہٹ" بے ساختہ تھی۔ بیلا اپنا دکھتا سر ہاتھوں میں گرا گئی۔

آپ کو غزوان جاہ کا فون بھی آیا تھا میری غیر موجودگی میں۔" اب کی بار بیلا کا حلق سوکھ گیا۔ لہجہ باز" پرس کرتا نہیں تھا لیکن پھر بھی بیلا کو ہلا کر رکھ گیا۔

"مم۔ میں نہیں جانتی جبران وہ میرے زندہ ہونے کے بابت کیسے۔"

بیلا میں نے صرف آپ سے ایسے ہی پوچھا ہے۔ ڈونٹ بی پینک سویٹ ہارٹ۔" بیلا نے شرمندگی" سے نگاہیں جھکالی۔ کچھ یاد آنے پہ اس نے دوبارہ جبران کو دیکھا وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"جبران تم نے سچ میں انہیں مم۔ میرا مطلب ڈیڈی کو مار دیا۔"

وہ بہت بڑے مجرم تھے بیلا۔ میں حیران ہوں کہ میری نگاہوں سے اتنا عرصہ کیوں بچے رہے۔ ہمیں" تو بڑے بڑے مجرم یوں چٹکیوں میں مل جاتے ہیں۔ ہم چہرے ایک سیکنڈ میں پڑھ کر یہ اندازہ لگالیتے ہیں کہ اگلے کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔ پھر بھی میں انجان رہا لیکن پھر ان کا انجام ایسا ہی ہونا تھا۔" اس کے تیور ایک بار پھر بدل چکے تھے۔

ایم سوری۔ اس وقت جب مومی تمہیں بول رہا تھا تو میں کچھ نہ بولی۔" اس نے مصالحتی لب ولہجہ" اپنایا۔

ڈونٹ وری سویٹ ہارٹ میں جانتا ہوں کہ آپ اس وقت مینٹلی سٹیبل نہیں تھی۔ اب تو آپ" یہاں ہیں نا۔ آپ خود چل کر میرے پاس آئی ہیں اسکی خوشی زیادہ ہے۔" اس نے محبت سے اس کے گال پہ ہاتھ پھیرا۔ اسی توجہ کی تو وہ عادی تھی۔ بیلا بڑی دقت سے مسکائی۔

تم مجھ سے ناراض نہیں ہو۔"اس نے کسی خوف کے زیرِ اثر پوچھا۔"

بلکل بھی نہیں میم۔"وہ نرمی سے اس کا ہاتھ تھامے سہلانے لگا۔ بیلا کی گردن میں ایک گرہ سی" بندھی۔

یہ درد تمہیں میری وجہ سے ملا ہے۔"وہ اس کی تکلیف کی پرواہ کیے بغیر اس کے اسی شانے سے آلگی" جس بازو پہ اسکا زخم تھا۔ یہ پہلی پیشِ رفت تھی جو اسکی جانب سے کی گئی تھی۔ جبران ساکت رہ گیا۔

درد آپ نے دیا ہے تو چین بھی تو آپ سے ہی ملے گا نا۔"اس نے اسے خود میں بھینچتے اپنی تکلیف" تک بھلادی۔ وہ بھلا بیٹھا تھا کہ اس کے بازو پہ گولی چھو کر گزری ہے بس یاد تھا تو یہ کہ یہ بیلا کی جانب سے کی گئی پہلی پیشِ رفت تھی جسے وہ دور نہیں جھٹک سکتا تھا۔ ایک خوبصورت لمحہ ان دونوں کے درمیان آکر ٹھہر گیا تھا۔ بیلا کی کمر کے گرد لپٹا جبران کا ہاتھ اسے مختلف احساسات بخش رہا تھا۔ بیلا کو اس لمحے اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ یہ صرف حصار نہیں تھا یہ تو کل کائنات تھی۔

جبران میں ڈیڈی کی قبر کو دیکھنا چاہتی ہوں۔"جبران نے چونک کر اسے دیکھا اور پر اسرار سے انداز" میں مسکرایا۔ بیلا ٹھٹھکی۔

"تم نقلی ہنسی ہنستے ہوئے زہر لگ رہے ہو مجھے۔"

نقلی ہنسی۔ اب یہ نقلی ہنسی کیسی ہوتی ہے؟"وہ بھونچکارہ گیا۔"

جو تم ہنس رہے ہو۔"وہ چڑ کر بولی۔ اب اس نے ایسا بھی کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔"

اسے نقلی نہیں پر اسرار ہنسی کہتے ہیں خیر حوصلہ ہے آپ میں۔ برداشت کرلیں گی۔"وہ ہنس کر" بولا۔ بیلا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

مت بھولو بہت سو کو موت کے گھاٹ میں بھی اتار چکی ہوں۔ نشانہ بہت اچھا لیتی ہوں میں۔"اس" نے منہ بنا کر کہا۔

ہاں یہ تو میں جانتا ہوں کہ آپ نشانہ بہت اچھا لیتی ہیں۔ سیدھا دل پہ لگتا ہے۔"وہ زیرِلب مسکراتے" اٹھ کھڑا ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ صوفے پہ رکھا اپنا کوٹ پہنتا بیلا نے جھٹ سے تھامتے خود پہن لیا۔ لبوں پہ دبی دبی مسکان تھی۔

تمہارا یہ کوٹ میں پہنوں گی تم کوئی اور پہن لو۔"کیا شان بے نیازی تھی۔ جبران اپنا دل سنبھالتا رہ" گیا۔

اتنے حق سے حق جتائے گی تو میں کسی کام کا نہیں رہوں گا میم۔" اس نے نرمی سے بیلا کو اپنے نزدیک کرتے اس کے شانے کو چھوا۔ کس قدر اپنائیت اور عقیدت تھی اس کے لمس میں۔ وہ جھینپ کر مسکرادی۔ کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تو دوسرا کوٹ پہن چکا تھا۔

"ڈرائیونگ میں کرلوں تمہارے بازو میں درد۔"

اتنا نازک سمجھتی ہیں آپ مجھے۔" اس نے محبت سے اس کی ناک دبائی۔ وہ بس مسکرادی۔ آج تو لب" بلاوجہ مسکرا رہے تھے۔ دل نجانے کیوں ہلکا پھلکا ہو گیا تھا۔ اسے اس بات کا ادراک ہوا تھا کہ ساتھ بیٹھے شخص کا ساتھ ہی اس کیلیے زندگی ہے۔

اچھی لگ رہی ہیں۔" بیلا بنا چونکے مسکرائی۔ وہ جبران سے اس چیز کی توقع کرسکتی تھی۔ جبران یہ جملہ" اٹھتے بیٹھتے جاگتے سوتے چلتے پھرتے کسی بھی حال میں اسے کہ سکتا تھا۔

تمہیں میں ہر حال میں ہی اچھی لگتی ہوں۔" وہ ہنس کر بولتے ونڈ سکرین کے پار دیکھنے لگی۔ دل میں" ایک میٹھی سی گدگدی ہوئی۔

آپ سے بڑھ کر آج تک کچھ اچھا لگا ہی نہیں۔" کیا عجیب سی بے بسی تھی اس کے لہجے پہ۔"

"میں مغرور ہو رہی ہوں تمہاری محبت سے۔"

غرور جچتا ہے آپ پہ۔" وہ دوبدو بولا۔"

تمہیں مشکل ہو گی۔" اس نے ہنس کر جتایا۔"

مجھے خوشی ہو گی۔" اس نے تردید کی۔"

"ہاں صرف کچھ دیر کی۔"

زندگی بھر کی۔" اب کی بار وہ سنجیدہ تھا۔ نگاہوں میں واضح پیام تھا۔"

تھک جاؤ گے۔" اس نے ایک بار پھر ٹالنا چاہا۔"

آزما کر دیکھ لیجیے گا جبران بیلا کیلیے کبھی نہیں تھکے گا۔" اس نے بیلا کا ہاتھ تھام لیا۔"

اگر ناکام ٹھہرے۔" وہ بے وجہ بات کو طوالت بخشنے لگی۔"

اپنے ہاتھوں سے جان لے لیجیے گا۔" اس نے اسکی ہاتھ کی پشت کو چوما۔"

اگر تمہیں مار دیا تو میرا کیا ہو گا۔" بولتے بولتے لہجہ بھرا گیا۔"

ایسی باتیں بول کر بھی تو آپ مجھے لمحہ بہ لمحہ مار رہی ہیں۔" وہ کچھ بے بسی سے ہنس دیا۔ بیلا نے اپنی" آنکھوں کو مسلا۔ گاڑی ایک سنسان جگہ پہ جھٹکے سے رکی تھی۔ جے بی نے اتر کر اسکی طرف کا دروازہ کھولا۔ بیلا کو اس ماحول سے وحشت سی ہوئی۔ اونچے لمبے پتھروں سے گزرتے وہ کچھ دور نکل آئے۔ اس دوران اس نے مضبوطی سے جبران کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔ کچھ فاصلے پہ آکر وہ ٹھہرا۔

یہاں کیوں رک گئے۔" بیلا نے اچھنبے سے پوچھا۔"

دیکھ لیں اس شخص کو۔" بیلا نے حیرت سے اطراف میں نگاہیں گھمائی مگر کچھ نہ دکھا۔ اگلے ہی لمحے" جبران نے ٹارچ کا رخ زمین کی جانب کیا۔ بیلا نے تعجب سے نیچے دیکھا لیکن وہاں موجود راکھ کے ڈھیر کو دیکھ وہ باقاعدہ لڑکھڑائی۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھایا۔

یہ۔ یہ تو۔" اس کی آواز باقاعدہ کپکپا گئی۔"

آپ کو کیا لگا میں نے مذاق کیا ہے۔ میں جھوٹ نہیں بولتا بیلا۔ میں نے اسے جلا دیا جیسے اس شخص" نے آپ کے بالوں کو جلایا تھا۔" بیلا نے سختی سے آنکھوں کو میچ کر کھولا اور گہرا سانس بھرتے وہاں سے واپس پلٹ آئی۔ اس شخص نے ساری زندگی صرف دکھوں سے ہی تو روشناس کروایا تھا سب کیلیے اس کا مر جانا ہی بہتر تھا۔ پہلے اسکی ماں پھر غازی اور اسے ہر کسی کو ایک نئی موت سے متعارف کروایا تھا

اس نے۔ بیلا نے گاڑی کے بونٹ سے پشت ٹکاتے آنکھیں موند لی۔ جبران نے اس کے نزدیک آتے بنا کچھ بولے خاموشی سے اسے اپنے حصار میں لے لیا۔ جانتا تھا ابھی وہ کچھ کہنے سننے کی حالت میں نہیں ہے۔

****

تم جا رہے ہو پھر آج پارٹی پہ۔" اس نے اسے سکیچنگ کرتے دیکھ استفسار کیا۔ دھوپ کی بدولت وہ" دونوں باہر لان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آج کافی عرصے بعد اس کا سکیچنگ کرنے کو جی چاہا تھا۔

دل تو بلکل نہیں ہے مگر جانا پڑے گا۔ بابا کی خاص ہدایت ہے۔ آپ چلتی تو اچھا ہوتا۔ وہاں کپلز" انوائٹڈ ہیں۔" بیلا بدک کر پیچھے ہٹی اور بیچارگی سے اسے دیکھا۔

میرا بلکل بھی دل نہیں ہے۔ تم مجھے مومی کی طرف چھوڑ دینا پلیز۔" جبران نے بنا کوئی بازپرس کیے" چہرہ جھکا لیا پھر کچھ سوچ کر اسے دیکھا وہ بغور اسکے چلتے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

ائی لو یو۔" ایکدم جھک کر اس نے بیلا کے گال کو چھوا تھا۔ وہ جھینپتے اسے آنکھیں دکھا کر رہ گئی۔ رات" کو اس کے کہے کے مطابق جے بی نے اسے بنگلو میں چھوڑا اور گاڑی وینیو کی جانب دوڑائی تھی۔ وہاں رنگ و بو کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ شرلن نے اسے تنہا دیکھ مسکرا کر اس کا بازو تھاما تو وہ ٹھیک ٹھاک قسم کا

جھنجھلا گیا۔ سب سے ملتے ملاتے آخر میں وہ بے زاری سے ایک کونے کی میز پہ آکر بیٹھ گیا۔ لیکن شرلن نے پھر بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑا تھا۔

لگتا ہے تم تنہا آئے ہو یا پھر بیوی کو چھوڑ کر رنگ رلیاں۔ "وہ جو موبائل میں مصروف تھا چونک کر" سیدھا ہوا۔ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ اس کی آنکھوں میں سرد مہری در آئی۔ شرلین ابھی بھی اس کے سر پہ منڈلا رہی تھی۔

نہیں میں بھی اس کے ساتھ ہی ہوں مسٹر غزوان جاہ۔ "عقب سے ابھرنے والی مسکراتی آواز پہ" جہاں جبران کا ماتھا ٹھنکا وہی غزوان سپید پڑتے چہرے سمیت پلٹا۔ وہاں کھڑی بیلا کو دیکھ غزوان کے ساتھ کھڑی نومیہ کا بھی رنگ اڑ گیا۔ ایک جھٹکے سے جبران نے اپنا بازو شرلن کی گرفت سے آزاد کروایا تھا کیونکہ بیلا کی جلتی نگاہیں اسی پہ جمی تھی۔ شرلن کے ہٹتے ہی بیلا تمسخر سے مسکراتے جبران کے پہلو میں آکھڑی ہوئی اور اس کے بازو میں بازو حمائل کیا۔ جبران نے بمشکل خود کو سنبھالا۔ وہ ایک بار پھر اس کا امتحان لینے آگئی تھی۔ غزوان نے اس نقاب میں موجود لڑکی کو دیکھا جو کبھی محفل کی جان ہوا کرتی تھی اور آج۔

اوہ نائز غزوان جاہ۔ نومیہ کو ہی ساتھ لیے پھر رہے ہو۔ ویسے تم جیسا کان کا کچا مرد ایسی بازاری عورت" ہی ڈیزرو کرتا ہے۔" وہ کاٹ دار لب و لہجے میں بولی۔ نومیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔

"وقت دیکھو بیلا قیس۔"

بیلا قیس نہیں بیلا جبران۔" اس نے بے ساختہ اسکی تصحیح کی۔"

وہ تو صاف دکھ رہا ہے۔ جو لڑکی کبھی سب کی نگاہوں کا مرکز ہوا کرتی تھی سب کی پسندیدہ ہوا کرتی" "تھی۔

اس نے اب صرف اللہ کی پسندیدہ بننے کا سوچ لیا ہے۔" بیلا نے برفیلے لہجے میں اسکی بات" کاٹی۔ جبران اس دوران فقط خاموش تماشائی بنا بیلا کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کی موجودگی کا یقین چاہ رہا ہو۔ کیا ایک بار پھر وہ اسکی نظر کا دھوکا تھا۔

تم میرے پاس واپس لوٹ آؤ بیلا۔" جے بی نے تڑپ کر غزوان اور بیلا کو دیکھا۔"

بکواس بند رکھو تم اپنی۔" یہ بات جبران کی انا پہ تازیانے کی مانند لگی تھی۔ بیلا کی گرفت اس کے ہاتھ" پہ مضبوط ہوئی۔

"ٹھیک ہی تو بول رہا ہوں تمہارے پاس ایسا کیا ہے جو وہ تمہارے پاس رہے۔ سب کچھ تو میرے پاس ہے۔ اسے میرے پاس ہی واپس آنا ہے۔" غزوان نے اس کا مذاق اڑایا۔

"اس کے پاس بیلا جبران ہے جو تمہارے پاس نہیں ہے غزوان جاہ۔" غزوان کا پورا وجود اس کے جواب پہ سرد پڑ گیا۔

"تمہیں کیوں لگا کہ میں اسے چھوڑ کر تمہیں فوقیت دوں گی۔ یہ میرا شوہر ہے۔" اس نے آنکھوں میں نمی لیے اسے جتایا۔ جبران کیلیے اس لمحے سانس لینا دشوار ہوا۔

"پہچان بدل لینے سے آپ کا تاریک ماضی نہیں بدل جاتا۔"

"میرا تو بدل جاتا ہے ٹرسٹ می جب سے میری پہچان یہ شخص بنا ہے سب کچھ بدل گیا ہے تاریکی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔" وہ روتے روتے ہنسی۔ جبران سے مزید برداشت نہ ہوا تو لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"تم چاہو تو اس قفس سے رہائی میں تمہیں دلوا سکتا ہوں۔"

اس قفس سے محبت ہوگئی ہے مجھے اتنی محبت کے اس کے بغیر سانس لینا دشوار لگتا ہے اور تم اس کے" پیر کی جوتی کے برابر بھی نہیں ہو غزوان جاہ۔ وہ شخص میرے لیے میرا پورا آسمان ہے۔" وہ ایک کھردری نگاہ ان دونوں پہ ڈالتے مضبوط قدم اٹھاتے اس ماحول سے باہر آگئی جہاں وہ فاؤنٹین کے نزدیک ہی کھڑا دکھائی دیا تھا۔

تم باہر کیوں آگئے۔" اس نے جبران کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔"

اندر سانس لینا محال لگا تھا۔" اس نے چہرہ جھکائے جواب دیا۔"

باس آنٹی۔" ایکدم کسی نے اس کا عبایاں کھینچا تھا۔ اس نے چونک کر پیچھے دیکھا وہاں دمیر جاہ کھڑا" اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ارے دمیر آپ۔" بیلا گھٹنوں کے بل اس کے نزدیک بیٹھی۔ وہ مسکرایا۔"

"میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔"

تم نہیں جاسکتے دمیر۔ تمہیں یہی رہنا ہو گا۔" بیلا کا سر نفی میں ہلا۔ جبران نے اس کا چہرہ دیکھا جو بیلا" کے انکار پہ اتر گیا تھا۔ بیلا نے اس کی پیشانی چومی اور اپنی جگہ سے اٹھتے پارکنگ کی جانب بڑھی۔

میں آپ کے پاس آؤں گا باس لیڈی آپ کی سب سے قیمتی شے لینے۔" نجانے اس کی بات میں ایسا کیا اثر تھا کہ وہ دونوں ٹھٹھک کر مڑے۔ وہ انہیں ہی دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ ان کے متوجہ ہوتے ہی وہ ہاتھ ہلاتے وہاں سے بھاگ گیا۔ بیلا نے سر جھٹکا۔

"آپ یہاں کیسے آئیں مطلب کس کے ساتھ۔"

یہ سب چھوڑو تم مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارے پہلو میں کون کھڑی تھی۔" اس نے غصے سے باز پرس کی۔"

"وہ بس ایک فیملی فرینڈ۔"

وہ تمہاری دوست ہے یا جو مرضی ہے۔ اس کا یہ حق تو نہیں پہنچتا کہ وہ تمہارے بازو میں بازو ڈال کر" کھڑی ہو جائے۔" وہ اس کی بات کاٹتے غصے سے بولی۔

ایم سوری میں اسے منع کر دوں گا کہ مجھ سے فاصلہ بنائے رکھے۔" بیلا نے سختی سے دانت پہ دانت" جماتے اپنے اعصابوں پہ قابو پایا۔ ایک یہ شخص اور اسکا سوری۔

تم باز پرس کیوں نہیں کرتے ہو۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔ جبران نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔"

آپ سے کس چیز کی باز پرس کروں گا میں۔" بیلا نے اپنا غصہ ضبط کیا۔اس کے بعد گھر آنے تک اس" نے کوئی بات نہ کی تھی۔گھر آکر فریش ہو کر بھی وہ خاموشی سے ناول لیے بیڈ کراؤن سے پشت ٹکا کر بیٹھ گئی۔جبران نے اس کی خاموشی کو شدت سے محسوس کیا۔

آپ نے وہ سب محض دکھاوے کیلیے بولا تھا ناوہاں پارٹی میں۔" بیلا نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اور" زور سے ناول بند کیا۔جبران نے کچھ چونک کر اسے دیکھا۔شاید اسے برا لگا تھا۔

نہیں اگر بولا بھی ہے میرا نام استعمال کیا بھی ہے تو ٹرسٹ می مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔آپ میری" بیوی ہیں آپ کر سکتی ہیں۔"اس نے مصالحتی لہجہ اپنایا۔

میں تمہیں کیوں استعمال کروں گی جبران تم میرے شوہر ہو۔"اس کے اعتراف پہ اسی پل اس لمحے" جبران کیلیے جیسے سب کچھ تھم گیا تھا۔

یہ دل خوش فہمیاں پال لیتا ہے۔"کچھ دیر بعد اس نے جبران کو کہتے سنا۔بیلا نے نم نگاہوں سے اسے" دیکھا اور اپنی جگہ سے اٹھتے اس کے نزدیک آئی جو آتش دان کے پاس آکھڑا ہوا تھا۔

ہونے دو خوش فہم اپنے دل کو۔اب اس دل کو خوش فہم ہونے کا موقع میں دوں گی۔" اگلے ہی لمحے" اس نے جبران کے سینے پہ سر رکھا۔

آپ ہم پہ نظر کرم کریں یہ ہمارے لیے کسی اعزاز سے کم نہیں میم لیکن یہ دل بہت کمزور ہے آپ" کی باتوں کے وار نہ سہ پایا تو۔" بیلا نے نم نگاہوں سے اسے دیکھا۔ جبران نے آرزدگی سے اس کی بھیگی آنکھوں کو پونچھا اور ان آنکھوں کو اپنے لمس سے روشناس کروایا تھا۔

کیا حالت کرلیتی ہیں آپ اپنی۔ خود پہ نہ سہی مجھ پہ ترس کھالیا کریں۔" اس نے بیلا کی پیشانی سے " پیشانی ٹکالی۔ کچھ لمحے یونہی سرک گئے۔

کچھ چیزوں اور لوگوں کو نعم و بدل نہیں ہوتا اور میرے لیے وہ آپ ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں " صرف ایک ہی عورت کو چاہا ہے دیکھا ہے اور محرم بنانے کی دعا کی ہے۔" بیلا نے اپنی آنکھوں میں اترنے والی دھند کو صاف کیا۔ وہ سامنے کھڑے شخص کو دھندلا زندگی میں کبھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔ اس کے دل میں اب صرف جبران تھا ویسے ہی جیسے جبران کے دل میں ازل سے وہ ہی بستی آئی تھی۔

مجھے تمہارے خلوص پہ اعتبار ہے جبران۔ اس دنیا میں اگر میرا کوئی بھلا چاہ سکتا ہے تو وہ صرف تم " ہو۔ جس کی آنکھوں میں میرا دکھ نمی بھر دیتا ہے۔ تھینکیو فور ایوری تھنگ۔" اس نے جھک کر اس کے ہاتھ کی پشت کو چھوا۔ جبران کچھ بے بسی سے ہنس دیا۔

اپنی تھنگ فار یو میم۔"اس نے جھک کر اس کے چہرے پہ محبت کے پھول کھلائے۔ وہ گلابی پڑ گئی۔ باہر اوس پڑ رہی تھی۔ بیلا نے مسکراتی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھا۔

کس قدر حسین نظارہ ہے نا۔"اس نے گلاس ڈور پہ ٹکے جبران کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔"

"آپ سے زیادہ نہیں۔"

تم نے فلرٹ میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے کیا۔"وہ اس کی بات پہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔ جے بی" کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ بیلا نے نظر بھر کر اس کے ہنستے چہرے کو دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔"جبران کے سوال پہ بھی اس نے پلکیں نہیں جھپکی تھی۔"

میں آج تمہارے سامنے اس چیز کا اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ اس چہرے کو میں عمر بھر یونہی تکنا" چاہتی ہوں۔ تمہاری محبت نے مجھے جھکا دیا ہے جبران۔"اس کے لبوں پہ نہایت آسودہ مسکراہٹ ٹھہر گئی تھی اور جبران وہ تو اس لمحے اپنی قسمت پہ نازاں تھا۔

جھکنا ہی تو نہیں ہے آپکو میم۔ میرے لیے آپ کا سر ہمیشہ اٹھا ہونا چاہیے۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ " شہزادیوں پہ غرور جچتا ہے۔" بیلا نے ہنس کر اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کرتے اس کے سینے پہ سر رکھ دیا۔

You are the only queen of my heart.

جے بی نے اس کے گرد گرفت مضبوط کرتے اس کی سماعتوں میں نم سی سرگوشی کی۔ بیلا نے طمانیت سے آنکھیں موند لی۔ وہ جبران کے جتنی تو نہیں لیکن زندگی کی آخری سانس تک اس سے محبت کرنا چاہتی تھی۔

****

یہ کیا تم پیکنگ کیوں کر رہے ہو۔ ہم کہی جا رہے ہیں کیا۔" اس نے اسے کپڑے بیگ میں رکھتے دیکھ " نا سمجھی سے استفسار کیا اور خود گلاس ڈور کے پردے برابر کیے۔

جی ہم واپس بنگلو میں جا رہے ہیں۔" بیلا کا چہرہ اس کی بات پہ چمک اٹھا۔ اس نے بے یقینی کی کیفیت " میں اسے دیکھا۔

مطلب میں بھی اپنی پیکنگ کرلوں۔"وہ چہکی۔"

پہلے میں نے آپکی ہی کی تھی۔"مصروف سا لہجہ تھا لیکن اس کا دل دھڑکا گیا۔وہ کہے بغیر اس کا ہر کام" خود ہی سے نپٹا دیا کرتا تھا۔

تم میری عادتیں خراب کررہے ہو۔"اس نے نزدیک آتے اس کے شانے پہ سر رکھا۔"

اور اگر یہی میرا مقصد ہو تو۔"وہ شرارت پہ آمادہ تھا۔"

تو تمہاری اطلاع کیلیے عرض ہے کہ تم اس مقصد میں کامیاب ٹھہرے ہو۔"وہ دل کھول کر ہنسی اور" اس کی مدد کروانے لگی۔

ڈیٹس گریٹ۔ویسے بھی آپ بس حکم کیا کریں۔آپ حکم دیتے ہوئے ہی اچھی لگتی ہیں سویٹ" ہارٹ۔"جبران نے اس کے ہاتھ سے شرٹس تھام لی لیکن اگلے ہی لمحے اپنے پیروں کے نزدیک گری چیز کو دیکھتے وہ چونکی۔اس سے قبل کہ جے بی اسے اٹھاتا بیلا اسے جھپٹ چکی تھی۔اس کی شرٹس تھماتے ہوئے وہ اس میں سے نکلا تھا شاید نہیں یقیناً وہ کوئی سکیچ تھا۔اگلے ہی لمحے صفحہ پلٹتے ہی اس کی آنکھوں کی پتلیاں حیرت کے مارے پھیل گئی۔

یہ۔ یہ تو میں ہوں۔" وہ بے یقینی سے چلائی۔ جبران نے سر کھجایا۔ وہ تاعمر اس سے یہ بات چھپانا چاہتا تھا لیکن وائے رے قسمت۔

نہیں یہ میرا تصور ہے جس سے میں نے عشق کیا ہے۔" وہ آنکھوں میں عقیدت لیے اسے دیکھ رہا تھا۔ لفظوں میں محبت کا ایک جہاں تھا۔

لیکن یہ تو ہو بہو مجھ جیسا۔" وہ بولتے بولتے رکی اور مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھا۔"

تو میں نے عشق بھی تو آپ سے ہی کیا ہے میم۔" وہ سینے پہ ہاتھ رکھتے جھکا۔ بیلا کے ذہن میں کھٹکا سا ہوا۔

مطلب تم مجھے پہلے سے جانتے تھے جھوٹے فریبی انسان۔" اس نے غصے سے اپنا ہاتھ اس کے سینے پہ مارنا چاہا لیکن اگلے ہی لمحے وہ اس کے حصار میں تھی۔ وہ بیلا کی پشت اپنے سینے سے لگاتے اسے مکمل طور پہ اپنے حصار میں مقید کر چکا تھا۔

جانتا نہیں تھا بس فانیہ بھابھی سے آپ کا ذکر سنا تھا۔" وہ اسکے شانے پہ ٹھوڑی ٹکاتے دھیرے سے بولا۔ اس نے حیرت سے منہ موڑا۔ جبران نے مسکراہٹ دباتے اس کا گال چھو لیا۔ بیلا نے تڑخ کر اسے دیکھا۔

دیوانے ہو تم سچ میں۔" وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔"

تو پھر بتائیں کیا آپ کو یہ دیوانہ قبول ہے۔" بیلا نے چند ساعتیں ناراضگی سے اسے دیکھا۔"

انکار میں کر تو دیتی لیکن کیا کروں دیوانہ بھی تو میرا ہی ہے نا۔" دوسرے ہی پل وہ اٹھلائی۔ جبران" نے اس کو کافی فرصت سے دیکھا۔

اب کہیں نہیں جاؤں گی میں اماں۔ اب تو ہنس لیں کم از کم۔" بیلا انہیں مسلسل روتا دیکھ بیچارگی سے" بولی۔ وہ جب سے وہاں آئی تھی حانم بی تو پھولے نہیں سما رہی تھی۔ ایک بار پھر ان کی فاطمہ تمام عمر ان کے ساتھ ہی رہنے والی تھی۔ غازی تو ان کے وہاں آتے ہی جے بی کو لے کر نجانے کہاں نکل چکا تھا۔ وہاں موجود ہر شخص نے بیلا کے مسکراتے چہرے کو دیکھ اس کی بلائیں لی تھیں۔ وہ بلاوجہ ہنس رہی تھی مسکرا رہی تھی اور یہ سب جبران کی قربت کی بدولت ہی ممکن ہوا تھا۔ اسی دوران ان کی نگاہ صدر دروازے سے اندر آتے غازی اور جبران کی جانب اٹھی۔

بابا میں یہاں اس لیے نہیں آیا۔ یہ مجھے میری بیوی سے دور کر رہے ہیں۔ صبح سے میں یہاں آیا ہوں" اور اب آکر مجھے ان کے پاس بیٹھنا نصیب ہوا ہے۔" اس نے بیلا کے ساتھ ہی جگہ سنبھالتے حشمت کو شکایت کی۔ بیلا نے سب سے نظر چھپا کر اسے گھورا۔

مم۔ میں آتی ہوں۔" وہ اس سے پہلے ہکلا کر بولتے وہاں سے اٹھتی جبران نے اسے واپس بٹھا لیا۔"

آپ تو بیٹھی رہیں اب کم از کم۔ دونوں بہن بھائی ظالم ہیں۔" اس نے دہائی دی۔ کتنے عرصے بعد اس" میں پرانے جے بی کی جھلک دکھی تھی۔

میں نے اس جے بی بھائی کے لوٹنے کا بہت انتظار کیا ہے۔" فانیہ نے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھا۔"

پھر تو آپ کو اپنی بی کا شکر گزار ہونا چاہیے کیونکہ ان کی موجودگی سے ہی تو جبران جی رہا ہے۔" اس" نے بیلا کو نگاہوں کے حصار میں لیا تو وہ جزبز ہوتے نگاہیں یہاں وہاں دوڑانے لگی۔ ایک یہ شخص کہی بھی شروع ہو جاتا تھا۔

تمہیں سچ میں موقع چاہیے میرے پاس بیٹھنے کا۔" رات کو اپنے لیے چائے اور اسکی کافی لیے سیدھا" کمرے میں آئی۔ وہ صوفے پہ بازو پھیلائے دوسرے ہاتھ سے موبائل استعمال کر رہا تھا تبھی وہ کافی اس کی جانب بڑھاتے ہوئے بولی۔

اسی لیے دو دو دور بھاگتی ہیں نا مجھ سے۔ اپنے مقام سے واقف جو ہے۔" بیلا نے بغیر کوئی جواب دیے" صوفے پہ بیٹھتے اس کے شانے پہ سر رکھ لیا۔ وہ اب نرمی سے اس کے بازو کو سہلا رہا تھا۔

"اتنی محبت کیوں کرتے ہو۔"

محرم ہوں آپکا۔ محبت کرنا فرض ہے مجھ پہ۔" جبران نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔ کتنا نرم گھل" جانے والا تھا لہجہ تھا اسکا۔ جبران نے اپنی کافی کا مگ اسکی جانب بڑھایا۔ وہی ہمیشہ والی عادت۔ پہلا گھونٹ نا چاہتے ہوئے بھی اسے ہی بھرنا پڑتا تھا۔ بیلا نے بنا کسی تردد کے اس کی چسکی بھری۔

تمہارے لہجے کی نرمی مجھے بہت پسند ہے۔" وہ اب کافی پیتے جبران کو دیکھ رہی تھی جس کے لبوں پہ" اسکی بات سے تبسم کھلا تھا۔

بخدا یہ صرف آپ کیلیے ہی ہے۔" اس نے جھک کر اسکی پیشانی چومی۔"

دل کی دھڑکن کو سنا غور سے کل رات میں نے

جس کو میں ڈھونڈتا رہتا ہوں بسا ہے وہ مجھ میں

جبران کافی پینا بھول کر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ بیلا نے مسکراہٹ چھپانے کی خاطر چائے کپ لبوں سے لگا لیا۔

یہ کب سیکھی آپ نے۔ مشکل نہیں لگی آپکو۔" وہ ہنس کر بولا۔"

"پڑھنا مشکل تو تھا لیکن تمہارے لیے سیکھنی تھی اسی لیے مزہ آیا۔" اس نے سچ کا سہارہ لیا۔ جبران نے ستائشی انداز میں اسے دیکھا۔

"آئی ایم اونرڈ میم۔" اس نے جھک کر اسے کسی اعزاز کی مانند قبول کیا۔ بیلا جھینپ گئی۔

****

جبران کے اصرار کرنے پہ آج بیلا جبران فانیہ آئزل اور غازی تفریح کرنے نکلے تھے۔ یہ برازیل کا ایک چھوٹا سا حصہ تھا جو ساحل پہ واقع تھا۔ بیلا نے نظریں گھما کر چاروں اطراف کا جائزہ لیا جو خوشگوار جھیلوں اور ٹیلوں سے گھرا ہوا تھا۔ وینس کی یاد شدت سے آئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک بچھڑے ہوئے دوست اور ہمراز کی بھی۔ دل میں کہی ایک ٹیس سی اٹھی۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔" بیلا نے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے اس کی سوچوں میں خلل ڈالا۔

"جب آپ آس پاس ہوں تو آپ کے علاوہ کسی کو دیکھا جا سکتا ہے۔" جبران نے اس کی انگلیوں میں انگلیاں الجھائی اور اپنی نگاہیں دور کھڑے غازی اور فانیہ پہ ٹکا دی۔

"کیا سوچ رہی ہیں۔" وہ چونکی۔

کچھ نہیں بس سیم یاد آگیا۔میرے لیے بلکل فانیہ کی طرح تھاوہ لیکن۔"وہ بولتے بولتے رکی۔"

اس سے ایک بات تو ثابت ہوئی کہ آپ کی زندگی میں آنے کا ہر شخص آپکا اپنا اور ہمدرد نہیں"

ہوتا۔"بیلا اذیت سے مسکرائی۔

بی۔"ایکدم نزدیک سے ابھرنے والی آواز پہ بیلا جھٹکے سے مڑی۔سامنے وہی کھڑا تھا بکھری بکھری"

سی حالت میں۔ایک لمحے کیلیے بیلا کا دل ڈوبا لیکن جلد ہی وہ اپنے خول میں واپس لوٹ آئی۔

"بی پلیز ایک بار مجھے وضاحت۔"

وضاحت۔دل تو توڑ دیا تم نے سیم اب کیا ہی وضاحت دوگے تم؟"بیلا نے رنج و غم کی کیفیت میں"

اسے دیکھا۔

بی میں ابھی بھی وہی ہوں پلیز میرا ہاتھ تھام لیں۔میں بہک گیا تھا۔نجانے کتنے دنوں سے آپ سے"

"ملاقات کی تلاش میں تھا پلیز میری بات سن۔

تمہارے بہکنے کا مجھے بہت فائدہ ہوا ہے سیم۔آئندہ دوست بنانے سے پہلے یہ بات میں یاد رکھوں گی"

کہ ہر شخص آپ کے دوست بننے کے لائق نہیں ہوتا۔دوستوں کے وار سے بہت تکلیف ہوتی ہے

سیم۔ میں اتنی بری نہیں تھی جتنا تم نے مجھے بنا دیا۔" وہ نم مگر مضبوط لہجے میں بولتی ننگے پیر ریت پہ چلنے لگی۔

"پلیز آپ ان سے کہیے گا کہ مجھے معاف کر دیں۔ میں نے بہت غلط کیا ہے ان کے ساتھ۔ شیطان کے بہکاوے میں آ گیا تھا میں۔ وہ بلکل بھی بری نہیں تھی وہ تو بہت اچھی تھی۔ اتنی بری دنیا میں رہ کر بھی اچھی ہی رہی اس سے بڑی بات کیا ہی ہو سکتی تھی۔ برا تو میں تھا اور برا وقت تھا جو سب کچھ بہا لے گیا لیکن۔ میں بی کیلیے بہت خوش ہوں کہ انہیں آپ جیسا ہمسفر ملا۔ غزوان کے وقت دل بہت بے چین تھا مگر آپ سے مل کر اندازہ ہوا ہے کہ بیلا نے آخری وقتوں میں قیس سر سے ٹھیک کہا تھا کہ انہیں بہترین مرد سے نوازا گیا ہے۔" جبران کی نگاہیں نجانے کیا سوچ کر بیلا کی جانب اٹھی۔ وہ خاموشی سے وہاں سے پلٹ کر بیلا کی جانب چلا آیا۔ وہ ڈوبتے سورج کو بغور دیکھ رہی تھی۔

"معاف کر دیں اسے۔ ایک موقع دینے میں کیا حرج ہے۔" جبران کی بات پہ اس نے آنکھیں میچ لی۔

"بہت مشکل ہے۔" وہ مڑے بغیر بولی۔

"ناممکن تو نہیں نا۔" جبران نے سکون سے جواب دیا۔ وہ بنا کچھ کہے پلٹی لیکن نگاہیں دور پتھر پہ بیٹھی ایک لڑکی پہ جم گئی۔ اس کی آنکھوں میں پنہاں ویرانی نے اس کے دل کو مسلا تھا۔

میں آتی ہوں۔" جے بی اسے ایک نظر دیکھ آئزل کی جانب بڑھا جو اسے اپنی جانب آنے کا اشارہ کر رہی تھی۔

"کیا سوچ رہی ہو۔" بیلا اس لڑکی کے نزدیک ہی پتھر پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ اس سے پہلے کہ وہ گھبرا کر اٹھتی بیلا نے اسکی کوشش کو ناکام بنا دیا۔

"تم مجھ سے کھل کر بات کر سکتی ہو۔" اس نے دوستانہ رویہ اپنایا۔ اس لڑکی کی کچھ ڈھارس بندھی۔ وہ دوبارہ بیٹھ گئی۔

"مم۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ میں کہاں سے شروع کروں۔" وہ ہچکچاتے ہوئے بولی۔ بیلا نے اسکی آنکھوں میں وہی خالی پن دیکھا جو کبھی اس کی ذات کا بھی حصہ تھا۔

"تم سمجھو کہ میں بھی کبھی وکٹم تھی اس عجیب سے احساسات کی لیکن اب دیکھو کیا مجھے دیکھ کر تمہیں کچھ ایسا لگتا ہے۔" بیلا کی بات پہ اس نے نفی میں گردن ہلائی۔

"میں بہت زیادہ تھک گئی ہوں۔ ذہنی تھکاوٹ جسمانی تھکاوٹ یا پھر زندگی سے ہی تھک گئی ہوں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ میں کیا سوچ رہی ہوں بس بلاوجہ اوور تھنک کرنا۔ کچھ غلط ہو رہا ہے تو اسے سوچنا اور اگر کچھ اچھا ہو رہا ہے تو اسے بھی بلاوجہ سوچنا کہ یہ اچھا کیسے ہو سکتا ہے۔ کیوں ہو سکتا ہے۔ کیا جن

لوگوں کے ساتھ برا ہوتا ہے ان کے ساتھ اچھا بھی ہو سکتا ہے؟" بیلا نے اس لڑکی کی آنکھوں میں تھکن دیکھی۔ وہ بھی تو کبھی اسی دوراہے پہ تھی۔ یکلخت اس کی سماعتوں میں اپنی ڈاکٹر کے کہے گئے الفاظ دہرائے جسے اس نے من وعن دہرانا شروع کیا۔

"بات جانتی ہو کیا ہے ہم انسان ہیں روبوٹ نہیں کہ ہمارے اندر احساسات خیالات اور جذبات نہ ہو۔ اس سب کے پیچھے کیا ہے؟ میں بتاتی ہوں ڈپریشن جیسا مرض ہے۔ ہمارے معاشرے میں اس کی آگہی بہت کم ہے۔ یہاں کوئی اداس ہوتا ہے یا کچھ بھی ہو لوگ کیا کہتے ہیں کہ یہ حساس ہے یونہی ہر بات کو دل پہ لگا لیتا ہے۔ نہیں ہر بار ایسا نہیں ہوتا۔ بہت سی وجوہات ہوتی ہیں اس کے پیچھے۔ آج کل کے نوجوانوں میں بے حد عام مگر ایسا خطرناک مرض ہے کہ جان تک نکال سکتا ہے۔ یہ نہ صرف آپ کی جسمانی بلکہ نفسیاتی صحت کو بھی بہت متاثر کرتا ہے۔ آج کا کھانا پینا سونا جاگنا آپ کی سوچیں ہر چیز پہ اس کا افیکٹ نظر آتا ہے۔ بہت سی وجوہات ہیں اسکی لیکن تم اس سب میں کیسے مبتلا ہوئی اس بات کا جواب صرف تمہارے پاس ہی ہے۔ کیا تم مجھے بتانا پسند کرو گی۔" بیلا نے اب کی بار اس کا ٹھنڈا پڑتا ہاتھ تھام لیا۔

مجھے سمجھ نہیں آتا۔ اتنا برا زندگی میں ہو چکا ہے کہ اب کچھ سوچا ہی نہیں جاتا۔ تنہائی ماں باپ کے " درمیان تناؤ بچپن سے گھریلو مسائل۔ میں تنہا لڑتی آئی ہوں اس چیز سے۔ بس ایک ذرا سی بات ہوتی ہے اور میں سارا سارا دن اسے ہی سوچتی رہتی ہوں۔ پاس کوئی نہیں ہوتا تو دل کی باتیں دل میں رکھنا سیکھ لی۔ کڑھتی رہی اندر ہی اندر گھلتی رہی۔ آس پاس کوئی دکھتا ہی نہیں تھا۔ ذہنی خلفشار بڑھتا رہا۔ بس یہ سوچتی رہی کہ کون ہے میرا دوست کون ہے میرا عزیز جو میری سنے گا۔" بیلا نے اس کا ہاتھ سہلاتے اسے گرمائش بخشنی چاہی۔

ہوتا ہے یہ سب ہوتا ہے یہ سب ڈپریشن کی ہی علامات ہیں اور مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ چیز " زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ایسی بیماری ہے جو اندر ہی اندر آپ کو کھا جاتی ہے۔ آپ چاہے بظاہر جتنے بھی مضبوط دکھتے ہو۔ میں نے تمہیں آزمایا ہے تم نے آس پاس کی دنیا کو لوگوں کو سب سمجھ لیا ہے۔ تم نے آگے بڑھ کر کوئی ایسی راہ نہیں ڈھونڈنی چاہی۔ بعض اوقات لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو سب کے ساتھ ہنس بول "رہا ہے اسے ڈپریشن کیسے ہو سکتا ہے۔

لوگوں کی نصیحتیں اس پہ۔" وہ دھیرے سے ہنسی۔ اس کی ہنسی میں بھی درد تھا۔"

خوش رہا کرو۔ خوش رہو گی تو فریش محسوس کرو گی۔ اللہ سے دوری ہو گی اس سب کے پیچھے۔ کردار" کمزور ہو گا تمہارا۔ یہ سب باتیں بھی انسان کو تھکا دیتی ہیں۔ آج کل تو وہ انسان بھی ڈپریشن میں مبتلا ہے جو بہت نیک ہے۔ تہجد تک پڑھتا ہے۔ یہ ایک بہت گہرا مرض ہے۔ نجانے کتنے لوگ اس مرض کی بدولت خودکشی کر چکے ہیں اور نجانے کتنے کرنے والے ہیں۔" اس خاموش بیٹھی لڑکی نے اب کی بار غور سے بیلا کو دیکھا جو بولتے بولتے کسی اور ہی جہاں میں تھی۔ وہ بھی تو یہاں اسی ارادے سے آئی تھی۔ اپنی زندگی ختم کرنے آئی تھی۔

چہرے پہ ایک نقلی مسکراہٹ سجا کر ہزار لوگوں سے ملنا۔ دل کے درد کو دبا کر بظاہر ایک مغرور پتھر" دل لڑکی کہلانا۔ میرے نزدیک سب سے مشکل کام اپنے لبوں کو زبردستی پھیلانا ہے مگر کسی کو ہمارا درد نہیں دکھتا۔ ہم تو سخت دل ہے۔ ہمیں کسی کے درد سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ہم کسی کو کچھ نہیں سمجھتے۔ ہم تو انسان ہی نہیں ہیں۔" اس لڑکی کو کچھ سکون میسر آیا۔

مجھے اٹیکس آتے ہیں۔ میں پاگل سی ہونے لگتی ہوں۔ مجھ سے کوئی محبت سے پیش آئے تو وہ مجھے" دھوکا لگتا ہے۔ مم۔ میں پاگل ہو چکی ہوں۔" بیلا کو محسوس ہوا جیسے ساتھ بیٹھی لڑکی وہی تھی۔ وہ بھی تو نجانے کتنا عرصہ جبران کی محبت کو دھوکا سمجھتی رہی تھی۔

"ڈپریشن کی بدولت دماغی ہارمونز میں کمی بیشی آتی ہے جس کی بدولت ہمارے دماغ اور ہمارے مزاج میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ ہماری اداسی مزید گہری ہوتی چلی جاتی ہے۔ کچھ لوگ اتنی تنہائی کاٹ لیتے ہیں کہ انہیں کسی پہ بھروسہ کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ تمہارے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے۔" بیلا نے نرم سی مسکراہٹ سمیت کہا۔

"میں اسے اور کم کرنا چاہتی ہوں مگر کیسے یہ سمجھ نہیں آتی۔" وہ لڑکی جھجک کر بولی۔ بیلا مشفقانہ انداز میں مسکرائی اور اسکا گال سہلایا۔

"بلکل کر سکتی ہو مگر کسی سے شئیر کر کے۔ اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر کے۔ رو کر۔ کیا ہوا دنیاوی دوست نہیں ہے تو۔ ایک ذات ہے جو ہمہ وقت ہماری منتظر ہے۔ وہ اللہ ہے۔ وہی ہمارا بہترین دوست ہے۔ تم اللہ کی طرف ہاتھ بڑھاؤ وہ تمہارا ہاتھ تھام لے گا اور دیکھنا یہ وقتی دوستوں کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہو گی اس کے بعد۔ بس اس حالت میں مایوس نہیں ہونا کہ میں اس مرض میں مبتلا ہوں۔ بس یہ سوچنا ہے کہ میں اسے اور کم کر سکتی ہوں کیونکہ مجھ سے پہلے نجانے کتنے لوگ بھی اس مرض پہ قابو پا چکے ہیں۔" بیلا نے محبت سے اس کا گال سہلایا۔ اس سارے قصے میں پہلی بار وہ لڑکی مسکرائی تھی۔ بیلا کے وجود میں سکون اترتا چلا گیا۔

اپنے ذہن کو سکون دو۔ غلط سوچوں کو اس میں جگہ مت لینے دو۔ اپنے دماغ کو کھلا چھوڑ دو اور خود کو" ریلیکس کرو اور اگر اس سب کے بعد بھی دماغ اس چیز پہ سٹک ہو جاتا ہے تو پھر ماہر نفسیات سے مل کر کاؤنسلنگ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ہمیں اپنے دل کی باتیں بولنے کیلیے کوئی ہمدرد چاہیے ہوتا ہے "بس۔

میری بیوی کسی ماہر نفسیات سے کم ہے کیا۔ "پشت سے ابھرنے والی آواز پہ وہ سٹپٹا کر مڑی تو سامنے" جبران کو کھڑے پایا۔ جبران کے آتے ہی وہ لڑکی وہاں سے اٹھ کر دوسری جانب چلی گئی۔

جے بی میں فانیہ اور آئزل کو لے کر واپس جا رہا ہوں۔ آئزل کی نیند ڈسٹرب ہو گی ورنہ تم شام کا سایہ" ہونے سے پہلے لوٹ آنا۔ "غازی نے وہی کھڑے کھڑے انہیں اطلاع دی۔

گڈ لک بی۔ "فانیہ ہاتھ ہلاتے غازی کے ساتھ چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی بیلا نے افسوس سے اسے" دیکھا۔

جبران تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں۔ "وہ اب ایک ساتھ احتیاط سے پتھروں پہ سے اتر رہے" تھے۔ جبران نے ٹھہر کر منتظر نگاہوں سے اسے دیکھا۔

کیا میں تمہارا ہاتھ تھام سکتی ہوں؟" وہی سوال تھا مگر پہلے یہ جبران کی جانب سے ہوتا تھا آج بیلا ہاتھ پھیلائے اسکی منتظر کھڑی تھی۔ جبران نے اسے انتظار نہیں کروایا اور اس کا ہاتھ جکڑتے اپنی جانب کھینچا۔

مجھے اپنی زندگی سے پیار ہو گیا ہے۔" اس نے برملا اعتراف کیا۔"

اور یہ کب کا واقع ہے۔" بیلا نے لحظہ بھر کو اسے دیکھا۔ جبران کے ہاتھ پہ اس کی گرفت مضبوط ہوئی تھی۔"

جب سے تم میری زندگی میں آئے ہو۔" جبران نے اس کی آنکھوں میں نمی کی لکیر ابھرتے دیکھی۔ اس کے قدموں نے اٹھنے سے انکار کر دیا۔ وہ پتھر بنا یک ٹک اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا۔ زندگی رک سی گئی تھی۔ چند لمحے وہ اس کو دیکھتا رہا پھر ہلکا سا مسکرایا۔"

اینی تھنگ فار یو میم۔" بیلا روتے روتے ہنس دی۔ جبران نے اس منظر کو آنکھوں میں بسایا اور اس کا بازو اپنی گرفت میں لیتے آہستہ آہستہ ریت پہ چلنے لگا۔ ساحل سے اٹھتا پانی کا شور ان کے اعصابوں پہ گہرا اثر ڈال رہا تھا۔ سرد ہوا سے اس کے سنہری بال چہرے پہ اٹھکیلیاں کر رہے تھے۔ اسے یونہی بنا"

پلک جھپکائے تکتے رہنا جبران کیلیے اسکا پسندیدہ کام تھا۔ وہ یہ کام اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کر سکتا تھا۔

میں ابھی آیا۔" وہ اسے وہی رکنے کا اشارہ کرتے اپنی گاڑی کی جانب بھاگا۔ بیلا نے ایک بار پھر شور مچاتی لہروں پہ نگاہیں جمادی۔ ایکدم اپنے حجاب سے ڈھکے سر پہ کچھ محسوس کر وہ پلٹی اور چونک کر اپنے سر سے وہ چیز اتاری تھی۔ اگلے ہی لمحے اس کی آنکھوں کی چمک آخری حد تک بڑھ گئی۔ وہ کارٹیے کا تاج تھا۔ وہ اسے ایک نظر دیکھتے ہی پہچان چکی تھی۔ کچھ سال پہلے ایسے بہت سے تاج وہ لوگوں کی ستائش حاصل کرنے کیلیے پہنا کرتی تھی لیکن آج۔ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس تاج کو چھوا اور نم نگاہیں جبران کی جانب اٹھائی۔

یہ تاج بہت مہنگا ہے میں جانتی ہوں۔" اس نے کپکپاتے لبوں کو آپس میں پیوست کیا۔ وہ ہمیشہ اپنے عمل سے اسے مغرور ہونے پہ مجبور کرتا تھا۔

آپکی مسکراہٹ سے زیادہ نہیں۔" بیلا کی آنکھ سے آنسو ٹوٹتے گال پہ بہ گیا۔ اس نے مسکراتے ہوئے تاج ایک بار پھر سے پہن لیا۔

یہ کیوں لیا تم نے۔" وہ کنگ سی اسے دیکھ رہی تھی۔"

بس یونہی آپ کیلیے یہ اچھا لگا مجھے۔" بیلا دلکشی سے مسکرا دی۔"

آپ کی مسکراہٹ میرے لیے میری زندگی میں حاصل کیا گیا سب سے قیمتی خزانہ ہے شہزادی بیلا" جبران۔" اس نے عقیدت سے اس کے ہاتھ کی پشت کو چھو لیا۔ بیلا نے آنکھیں موندی۔ بیلا قیس سے لے کر بیلا جبران تک کا سفر آنکھوں کے دریچوں پہ کسی فلم کی مانند چلنے لگا۔ اس سفر کا آغاز جتنا بھیانک تھا اختتام اتنا ہی خوبصورت تھا۔ اس نے جبران کو دیکھتے ہوئے سوچا۔

کیوں تو اچھا لگتا ہے وقت ملا تو سوچیں گے

تجھ میں کیا کیا دکھتا ہے وقت ملا تو سوچیں گے

سارا شہر شناسائی کا دعویدار تو ہے لیکن

کون ہمارا اپنا ہے وقت ملا تو سوچیں گے

ہم نے اس کو لکھا تھا کچھ ملنے کی تدبیر کرو

اس نے لکھ کر بھیجا ہے وقت ملا تو سوچیں گے

موسم ،خوشبو ،بادِ صبا ،چاند ،شفق اور تاروں میں

کون تمھارے جیسا ہے وقت ملا تو سوچیں گے

یا تو اپنے دل کی مانو یا پھر دنیا والوں کی

مشورہ اس کا اچھا ہے وقت ملا تو سوچیں گے

جبران کا دلکش لب ولہجہ اسے اپنی سماعتوں میں رس گھولتا محسوس ہوا۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے شانے سے سر ٹکاتے اس کے قدموں کے ساتھ قدموں کے نشان بنانے لگی۔

****

ختم شد!